فہرست مضامین آیات بینات جلد اوّل

مسئلہ فضیلت صحابہ

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱	ا تا د	دیباچہ
۲	۱	قول صاحب آیات بینات کہ مذہب آبائی حمایت [illegible] بلکہ اپنی تحقیق پر
۳	۷	مذہب اہل سنت [illegible]
۴	۸	اسلام میں [illegible]
۵	۹	قولہ میں بعد تحقیق [illegible]
۶	۱۰	آپنے [illegible]
۷	۱۰	حقیقت تحفہ [illegible]
۸	۱۳	سبب تصنیف تحفہ
۹	۱۴	مطاعن صحابہ کے موجد [illegible] اکثر صاحب تحفہ علمائے امامیہ کو متہم کرنے میں
۱۰	۱۶	کتب امامیہ [illegible] تحفہ
۱۱	۱۷	صاحب تحفہ [illegible] دیگر علماء [illegible] جواب [illegible]
۱۲	۱۹	علمائے امامیہ [illegible]
۱۳	۲	قول صاحب [illegible]
۱۴	۲۱	[illegible]
۱۵	۲۰	فضیلت [illegible]
۱۶	۲۴	صاحب تحفہ کا قول [illegible] سے انکار کیا۔
۱۷	۲۵	تردید قول تذکرہ الا
۱۸	۳۰	الفاروق میں [illegible] کی توہین
۱۹	۲۰	احادیث دربارہ فضیلت بنی ہاشم
۲۰	۲۱	خواجہ حسن نظامی صاحب کا الفاروق پر اعتراض۔
۲۱	۳۲	صاحب تحفہ کا عذر مناظرہ۔

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۲۲	۳۷	محدثین اہلسنت نے رسولؐ کے فضائل اور صحابہ کے مطاعن لکھے ہین۔
۲۳	۴۲	اہلسنت تحقیق حق سے گریز کرتے ہین۔
		مسئلۂ تفضیل صحابہ
۲۴	۴۵	قولہ دونون مذہب کا اختلافی مسئلہ معاملۂ صحابۂ کرام ہے۔
۲۵	۴۶	مذکورۂ بالا بیان کا بطلان اور مختلف فیہ مسائل۔
۲۶	۵۲	رسالہ علم الکلام مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی دربارۂ عقائد اہلسنت۔
۲۷	۵۵	عقائد مندرجۂ رسالہ مذکور خلاف آیات الٰہی ہین
۲۸	۵۶	عقائد فرقۂ مذکور دربارۂ صفات ثبوتیہ و سلبیہ باری تعالیٰ
۲۹	۵۸	اختلاف فریقین دربارۂ بعثت انبیا۔
۳۰	۵۸	مسئلہ رویت باری تعالیٰ۔
۳۱	۶۰	اختلاف دربارۂ امامت
۳۲	۶۱	اختلاف فریقین دربارۂ عصمت انبیا و ائمہ علیہم السلام
۳۳	۶۳	علمائے اہلسنت کا پیغمبر خدا کے اقوال مین تفریق کرنا
۳۴	۶۶	یہ تفریق باعث زوال حرمت بخاری شریف ہوئی
۳۵	۶۶	شبلی صاحب کا بیان کہ اس تفریق کے موجد حضرت عمر ہین اور انکا احادیث کی تحقیق و تنقید کرنا و صحابہ کے حدیث بیان کرنے پر زدوکوب کرنا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کا اپنی جمع کی ہوئی حدیثین جلانا۔
۳۶	۷۰	راویان صحیح بخاری مین نواصب و خوارج بھی داخل ہین۔
۳۷	۷۵	مسائل فروعی مذہب اہلسنت۔
۳۸	۷۷	امام ابوحنیفہ کے فقہی مسائل پر علمار اہلسنت کے اعتراضات۔
۳۹	۷۷	شبلی صاحب کا بیان کہ فن فقہ حضرت عمر کا ساختہ و پرداختہ ہے
۴۰	۷۸	شبلی صاحب کا بیان کہ قرآن مجید مین تمام جزئیات مذکور نہین ہین لہذا قیاس سے کام لیا گیا۔
۴۱	۷۹	قول متذکرۂ بالا کی تردید۔ اور قیاس فی المذہب کی مذمت
۴۲	۸۴	وجہ شہرت امام ابوحنیفہ۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۴۳	۸۷	مسئلہ تفضیل صحابہ کیونکر بنائے نزاع ٹھہرایا گیا ہے۔
۴۴	۸۸	اہل اسلام ثقلین سے کیون کٹ گئے ہین کہ صحابہ کے
۴۵	۸۹	صاحب تحفہ کا قول کہ جو مذہب ثقلین کے خلاف ہے وہ باطل ہے اور جو اسکے انکار کرے وہ گمراہ ہے
۴۶	۹۰	صحابہ کا حدیث ثقلین سے انحراف اختلاف
۴۷	۹۱	احکام خدا و رسول مین تغیر و تبدل کرنا
۴۸	۹۲	یہ تغیر بدعت ہے۔
۴۹	۹۴	اہلسنت کا عمل بیعت صحابہ کے اقوال پر
۵۰	۹۵	اقوال علمائے اہلسنت اہلبیت کو اسکے دین کی پیروی نہ دینا
۵۰	۹۹	کتب صحاح وغیرہ مین اہلبیت اطہار کی احادیث نہیں ہیں
۵۲	۹۵	علمائے اہلسنت حدیث ثقلین سے اعراض کرتے ہیں
۵۳	۱۰۰	علامہ ابوبکر بن شہاب کا قول کہ کتب صحاح مین خود رہے اہلبیت سے تابعین لی ہیں مگر آل سے نہ تو حدیث ہی لی اور نہ انکو تابعین ہی مین شمار کیا
۵۴	۱۰۲	خدا نے امت کا ہادی امام آل محمد ہی کو کیا ہے۔
۵۵	۱۰۳	شیعہ صحابہ کبار کی فضیلت کے معتقد ہین۔
۵۶	۱۰۳	خطبات جناب امیر المومنینؑ و حضرت سید الساجدینؑ دربارۂ فضیلت صحابہ کبار
۵۷	۱ ۷	اہلسنت کل صحابہ کو عادل سمجھتے ہیں۔
۵۸	۱۱	مابہ النزاع مسئلہ فضیلت صحابہ ثلثہ سے اور اہلسنت تمام صحابہ کو افضل اور کامل الایمان جانتے ہین
۵۹	۱۱۱	روایات مساوی بیان صحابہ ثلثہ کتب صحاح وغیرہ مین
۶۰	۱۱۳	اقوال علمائے کرام سنت کہ صاحب کی تحریر وصیت رسول اللہ میں مزاحمت کی
۶۱	۱ ۶	جناب شبلی صاحب کے نزدیک واقعہ قرطاس کی بے غباری
۶۲	۹	شبلی صاحب کے بیان پر تنقید
۶۳	۱۲۲	صاحب تحفہ کا واقعہ کو تسلیم کرنا اور مزاحمت پر خلیفہ ثانی کی تحسین و آفرین۔
۶۴	۱۲۳	انشاء ارادہ بارہ تحریر وصیت
۶۵	۱۰۰	وصیت کے وقت آنحضرتؐ کے پاس اصحاب کا شور و غل کرنا۔
۶۶	۱۳۰	صحابہ کا شرکت جیش اسامہ سے تخلف کرنا اور رسول اللہ کا عتاب فرمانا۔
۶۷	۱۳۲	علمائے اہلسنت کی مشاجرات و نزاعات صحابہ سے چشم پوشی
۶۸	۱۳۴	مطاعن انتخاب خلیفہ صاحب سوم از ام المومنین حضرت عائشہؓ مندرجہ محرم نامہ

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۶۹	۱۳۵	علمائے اہلسنت کے نزدیک منافق وفاسق مقتول از جنگ بدر و حنین
۷۰	۱۳۷	اقوال علمائے اہلسنت کہ جس نے حضرت علیؑ سے جنگ کی
		اُسنے خدا و رسولؐ سے جنگ کی۔
۷۱	۱۴۲	اہلسنت منکرین خلافت و اہل بغی حضرت ابوبکر کو تو کافر
		اور واجب القتل سمجھتے ہیں مگر اہل بغی و منکرین خلافت
		جناب امیرؑ کو پروانۂ جنت دیتے ہیں۔
۷۲	۱۴۴	مذہبی تعصب میں کون فرقہ مبتلا ہے۔
۷۳	۱۴۶	قول امام غزالی کہ حضرت عمر حدیث غدیر کو تسلیم
		کرکے پھر اس سے منحرف ہوگئے۔
		پہلی دلیل
۷۴	۱۵۰	قول صاحب آیات بینات کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی
		نبوت کا اظہار کیا تو سب اقربا حضرت کے دشمن ہوگئے
۷۵	۱۵۱	تردید بیان اور غار حرا میں وحی نازل ہونا حضرت علیؑ
		و حضرت خدیجہؑ کا ایمان لانا۔ کفار کی عداوت اور حضرت
		ابوطالبؑ کا رسول اللہ کی حمایت اور اسلام میں اعانت کرنا
۷۶	۱۵۶	حضرت ابوطالبؑ کا آنحضرت کو شعب ابو طالبؑ میں لیجانا
	-	اور سب اقربا کا ہمراہ جانا اور احوال تالیف
۷۷	۱۵۸	حضرت ابوطالبؑ کی محبت اور حمایت
۷۸	۱۶۰	رسول اللہؐ کے زمانہ تکلیف میں حضرت ابوبکر
		وغیرہ کا اپنی قوم کی پناہ میں فرحت سے رہنا۔
۷۹	۱۶۱	دیمک کا بحکم الٰہی صحیفہ چاٹنا۔
۸۰	۱۶۲	اقوال علمائے اہلسنت درباره ایمان حضرت ابوطالبؑ
۸۱	۱۶۹	آنحضرتؐ کا حضرت ابوطالبؑ کے جنازہ کے ہمراہ
		ہونا اور دعائے مغفرت فرمانا۔
۸۲	۱۷۰	حضرت ابوطالبؑ اصحاب ثلثہ کے بمقابل
۸۳	۱۷۲	حضرت خدیجہؑ کا آنحضرت پر اپنا مال نثار کرنا۔
۸۴	۱۷۴	ابوجہل کا آنحضرتؐ کو ایذا دینا اور حضرت حمزہ کا
		انتقام لینا اور ایمان لانا۔
۸۵	۱۷۵	حضرت جعفرؑ وغیرہ اصحاب کا حبشہ کو ہجرت کرنا اور
		حضرت جعفر کے وعظ پر بادشاہ کا ایمان قبول کرنا۔
۸۶	۱۷۷	احادیث درباره الصدیق اکبر و فاروق اعظم
		و سابق الایمانی جناب امیر علیہ السلام
۸۷	۱۸۷	جناب امیرؑ کی سابق الاسلامی پر اعتراض اور اسکی تردید
۸۸	۱۹۳	ولادت جنابؑ در خانہ کعبہ
۸۹	۱۹۵	حضرت فاطمہ بنت اسد مادر جناب امیرؑ کی فضیلت بیان۔
۹۰	۱۹۶	حضرت عمر کا رسول اللہ کے قتل کرنے کے لئے آنا اور اسلام لانا

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۹۱	۲۰۳	اس روایت کی بے اعتباری کہ حضرت عمر کے اسلام لانے کیلئے رسول اللہ نے دعا کی تھی۔
۹۲	۲۰۷	قولہ ابتدائے بعثت میں اصحاب کے اسلام لانیکا کوئی قوی سبب ہوگا
۹۳	۲۰۸	ایمان اور اسلام میں فرق۔
۹۴	۲۰۸	ابتدائے بعثت میں اصحاب ثلثہ کے اسلام لانیکی تردید
۹۵	۲۱۰	اصحاب مومنین و اصحاب منافقین کے اسلام لانیکے اسباب
۹۶	۲۱۱	آیات و روایات نسبت جواز تقیہ۔
۹۷	۲۱۴	اصحاب ثلثہ کے اسلام لانیکے اسباب
۹۸	۲۱۹	قولہ اصحاب کا ایمان لانا نجات آخرت کے سبب تھا اور بعد اسلام لانیکے وہ دین سے نہیں پھرے۔
۹۹	۲۲۰	مذکورہ بالا کا بطلان۔ صحابہ جو ابتدائے بعثت میں اسلام لائے تھے اکثر معراج شریف کی تکذیب کرکے مرتد ہوگئے
		دوسری دلیل
۱۰۰	۲۲۶	قولہ خلفاء راشدین و مہاجرین و انصار کا قدم بقدم پیغمبر کے چلنا اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینا اور اعلاء کلمۃ اللہ میں اعانت کرنا۔
۱۰۱	۲۲۷	خلفاء راشدین و مہاجرین و انصار کا بجائے قدم بقدم پر آنے پیغمبر کی مخالفت کرنا اور آیات و احادیث صحابہ کی حرص و ہوا کے بارے میں
۱۰۲	۲۳۰	اصحاب و مومنین کا اعلاء کلمۃ اللہ میں رسول اللہ کی مدد کرنا جہاد میں بصدق شوق جانا اور فرائض بجا و ادا کرنا۔
۱۰۳	۲۳۰	آیات الٰہی ان کی فضیلت میں۔
۱۰۴	۲۳۱	آیات الٰہی ان اصحاب کی نسبت جو جہاد سے جی چراتے تھے۔
۱۰۵	۲۳۲	خدا کا رسول اللہ کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے اور انکی قبر پر کھڑے ہونے سے منع کرنا۔
۱۰۶	۲۳۴	اصحاب کا وقت جان نثاری کے جانیں بچانا۔
۱۰۷	۲۳۵	اصحاب کا غزوہ احد سے فرار ہونا۔
۱۰۸	۲۳۸	اصحاب کا مال غنیمت پر ہجوم کرنا اور اعمال کا اکارت ہونا
۱۰۹	۲۴۱	مہاجرین و انصار کا حضرت پر بہتان باندھنے کا اہتمام کرنا۔
۱۱۰	۲۴۳	نزول آیہ شریفہ دربارہ اصحاب منافقین و تفسیر امام رازی
۱۱۱	۲۴۴	امام بخاری کا اس آیت کو ذوالخویصرہ صحابی کے حق میں بتانا اور حضرت عمر کا آنحضرت سے اسکے قتل کی اجازت چاہنا
۱۱۲	۲۴۶	بروایت صحیح مسلم صحابہ کی تعلیم میں آنحضرت پر اعتراض
۱۱۳	۲۴۷	روایات مندرجہ سیرت النبی مولفہ شبلی سے ثابت ہے کہ صحابہ مال غنیمت کے حریص تھے۔

نمبر	صفحہ	عنوان	نمبر	صفحہ	عنوان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۰۰	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] اسلام	۱۲۶	۲۷۰	سنت [illegible]
۱۱۶	۲۵۵	ان [illegible] صحابہ نے [illegible]	۱۲۷	۲۷۷	احکام رسول [illegible] صحابہ کی عدول حکمی
			۱۲۸	۲۷۹	اصحاب کی آل رسول سے بدسلوکیاں۔
[illegible]	۲۵۶	[illegible]	۱۲۹	۲۸۳	قولہ صحابہ [illegible] پھیلانے میں تلبیس [illegible]
۱۲۰	[illegible]	[illegible]	۱۳۰	۲۸۴	تردید قول بالا
			۱۳۱	۲۸۵	[illegible] امیر نے عمل کیا۔
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۳۲	۲۸۸	اصحاب نے [illegible] رسول کی مخالفت کی
			۱۳۳	۲۹۵	قولہ [illegible] کی [illegible] انتہا نہیں۔
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۳۴	[illegible]	تردید [illegible] صحابہ ممدوحین اہلسنت
			۱۳۵	۲۹۰	اصحاب مومنین سے [illegible]
۱۲۱	[illegible]	[illegible]	۱۳۶	۳۰۱	قولہ صحابہ کے کفر وارتداد پر اعتقاد رکھنا [illegible] کی بہت [illegible]
۱۲۲	[illegible]	حضرت [illegible] عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ [illegible]			
۱۲۳	۲۶۲	حضرت [illegible] عبداللہ [illegible] اور [illegible] میں [illegible] سمجھتے تھے۔	۱۳۷	۳۰۲	تردید [illegible] روایات [illegible] دربارۂ عدم علم قرآن و حدیث
۱۲۴	۲۶۴	قول شبلی صاحب حضرت عمر نے رسول اللہ کی جن باتوں میں دخل دیا [illegible]	۱۳۸	۳۰۹	اصحاب کے [illegible] ماننے سے نبوت رسالت پر داغ نہیں لگتا۔

صفحہ	نمبر شمار	عنوان
[illegible]	۳۱۰	سے [illegible] ہدایت [illegible] نہیں کرتی
۱۴۰	۳۱۱	حضرت نوح و حضرت [illegible] علیہ السلام کی ہدایت پر بجز معدودے چند ایمان نہیں لائے۔
		تیسری دلیل
۱۴۱	۳۱۴	قولہ آنحضرت کے کمالات معجزات فصاحت قرآن مجید اور مختلف ذرائع سے لوگ ایمان لائے۔
۱۴۲	۳۱۵	آنحضرت کی ہدایت اور قرآن مجید [illegible] ہی لوگ ایمان لائے جو [illegible] تھے۔
۱۴۳	۳۱۸	معجزات کا تصرف [illegible]
۱۴۴	۳۱۸	[illegible] ثابت کرنا۔
۱۴۵	۳۱۹	جناب امیر کا [illegible] عبدود کو قتل کرنا [illegible] امت کے اعمال سے افضل ہے۔
۱۴۶	۳۲۱	قولہ خدا کی غرض بعثت نبوی سے بر بنائے اصول [illegible] حاصل ہوئی اور بر بنائے اصول امامیہ باطل۔
۱۴۷	۳۲۲	امامیہ کے اصول سے خدا کی غرض حاصل ہوتی ہے کہ اہلسنت کے اصول

صفحہ	نمبر شمار	عنوان
[illegible]	[illegible]	[illegible] دربارہ ارتداد [illegible]
[illegible]	۳۳۳	[illegible] پر الزام آتا ہے
۱۵۰	۳۳۳	تردید اقوال مذکورہ بالا۔
۱۵۰	۳۴۲	قولہ اگر اصحاب [illegible] کامل نہ تھے تو آنحضرت [illegible] کس نے تعلیم و ہدایت پائی اور کس نے ایمان پھیلایا
۱۵۲	۳۴۳	تفصیل [illegible] صحابہ [illegible] کے باعث اسلام پھیلا
[illegible]	[illegible]	اقوال خواجہ حسن نظامی صاحب و [illegible] صاحب [illegible] کہ حضرت عثمان نے [illegible] سے حضرت ابوذر غفاری [illegible] البلد کیا کہ وہ امیر معاویہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے تھے۔
[illegible]	۳۴۸	جناب امیر [illegible] اللہ کی راہ کے [illegible]
[illegible]	[illegible]	جناب امیرالمومنین نے تو بیت اللہ کو پاک کیا۔
[illegible]	۳۵۰	[illegible] ذکر فرار اصحاب از جنگ احد و ثبات جناب امیر علیہ السلام
۱۵۷	۳۵۲	جناب امیر کی ہدایت سے اہل یمن مشرف باسلام ہوئے
۱۵۸	۳۵۶	اصحاب [illegible] اہلسنت پر لفظ "مومن" صادق نہیں آتا۔
۱۵۹	۳۵۷	احادیث و اقوال دربارہ نقص ایمان اصحاب [illegible]
۱۶۰	۳۵۸	اصحاب کا حالت نماز میں مستورات پر نظر ڈالنا۔

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۱۶۳	۳۵۹	اصحاب کا نماز جمعہ سے فرار ہونا۔
۱۶۴	۳۶۲	حضرت عمرؓ اثنائے نماز مین انتظام ملک سوچتے تھے اور پولیٹکل امور مین خطبے پڑھتے تھے
۱۶۵	۳۶۳	نماز مین جناب امیرؑ کی محویت
۱۶۶	۳۶۴	حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کا رسول اللہ کے آگے شور و غل کرنا۔ اور آیۂ عتاب کا نزول۔
۱۶۷	۳۶۷	قولہ شیعہ انہین اصحاب کبار کو منافق بتاتے ہین جنھون نے ایمان پھیلایا۔
۱۶۸	۳۶۸	تردید قول
		چوتھی دلیل
۱۶۹	۳۷۰	قولہ اصحاب سلئے افضل ہین کہ رسول اللہ کی زیارت اور دیدار سے مشرف ہوتے رہے۔
۱۷۰	۳۷۱	یہی قول شاہ عبدالحق دہلوی کا بھی ہے کہ آنحضرتؐ کے جمال پر نظر کرنا ہی ایسی فضیلت ہے جسکو کوئی مرتبہ اور درجہ نہین پہونچ سکتا۔
۱۷۱	۳۷۱	اصحاب سے تو وہ لوگ افضل ہین جو بعد زمانۂ رسالت پیدا ہوئے۔ اور ایمان لائے۔ اُن کو آنحضرتؐ نے اپنا بھائی فرمایا۔
۱۷۲	۳۷۳	رسول خداؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم لوگ اصحاب ہو اور جو لوگ بغیر دیکھے ہمارے ایمان لائینگے وہ ہمارے بھائی ہین۔
۱۷۳	۳۷۵	اسماء بنت عمیسؓ کو حضرت عمرؓ پر فضیلت۔
۱۷۴	۳۷۵	حضرت ابوبکرؓ یہود کو آنحضرتؐ کا حلیہ مبارک نہ بتا سکے
۱۷۵	۳۷۷	قولہ اصحاب آنحضرتؐ کے غم اور خوشی مین شریک اور اعلاء کلمۃ اللہ مین ناصر رہے۔
۱۷۶	۳۷۸	تردید قول بالا۔
۱۷۷	۳۸۰	جناب امیر علیہ السلام کو اصحاب پر فضیلت۔
۱۷۸	۳۸۳	اصحاب ثلثہؓ کا آل رسولؐ کی غلامی پر فخر کرنا اور اسکو ذریعۂ نجات سمجھنا۔
۱۷۹	۳۸۷	حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا کہ جو علیؑ کو تمام خلقت سے بہتر نہ سمجھے وہ کافر ہے
۱۸۰	۳۸۷	حضرت آدمؑ نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمد مصطفیٰ صلعم نبی ہیں اور علی حجت کے قائم کرنیوالے
۱۸۱	۳۸۸	آیات الٰہی و تفاسیر مفسرین اہلسنت آل رسولؐ کی شان ہین۔
۱۸۲	۴۱۰	احادیث دربارہ فضیلت جناب امیر

نمبر فصل	صفحہ	عنوان
۱۷۹	۴۲۷	امام فخرالدین رازی رسول خدا صلعم کے بعد افضل البشر جناب امیر علیہ السلام کو بتاتے ہین۔
۱۸۰	۴۲۹	مناظرہ حرہ اور حجاج بن یوسف
۱۸۳	۴۳۲	اصحاب خلفاء نے اپنا سکہ جمانے کے لئے آل رسولؐ کے درجے اور مرتبے گھٹائے۔
۱۸۴	۴۳۷	تفضیلت جناب امیر [illegible]
۱۸۵	۴۵۶	[illegible] کی شان مین
		پانچوین دلیل
۱۸۶	۴۵۸	قولہ مکہ و مدینہ کی پاکی و بزرگی ایسی ہے کہ انمین کبھی کوئی باطل مذہب جاری نہو
۱۸۷	۴۵۹	ان مقدس مقامات کی پاکی و بزرگی [illegible]
۱۸۸	۴۵۷	[illegible] ان پاک جگہون کو شرک اور کفر سے نجس کرنا
۱۸۹	۴۵۹	حضرت ابراہیم کا بیت اللہ کو پاک کرنا اور بنی آدم کا کفر و شرک کرنا۔
۱۹۰	۴۶۰	بعثت نبوی کے بعد [illegible] سال تک بیت اللہ صنم خانہ رہا۔
۱۹۱	۴۶۲	یزید کے عہد خلافت مین مکہ و مدینہ کی تباہی
۱۹۲	۴۶۳	ابتک ان پاک جگہون مین مذاہب باطلہ جاری ہین۔
۱۹۳	۴۶۴	مکہ و مدینہ مخزن شرک و کفر رہے۔
۱۹۴	۴۶۶	بعد وفات رسولؐ بدعات آل رسولؐ کی [illegible] اور فتنہ و فساد کی بنیاد انھین مقامات مین ہوئی۔
۱۹۵	۴۶۷	[illegible] اصحاب کی نسبت اہل مکہ و مدینہ کا ہو اسکو مفصل بیان کرنا چاہتے۔
۲۰۱		اہل مکہ و مدینہ کے عقائد خلفائے ثلثہ کے بارہ مین اور اکثر فرقون کا خلیفہ [illegible] کی بیعت نکرنا۔
۱۹۷	۴۷۰	خلیفہ صاحب اول سے خلافت کے بارہ مین جناب امیر علیہ السلام کی گفتگو۔
۱۹۸	۴۷۱	استخلاف حضرت عمر سے اہل مکہ و مدینہ کی ناخوشی
۱۹۹	۴۷۲	بنت رسول اللہ ان حضرات سے ناراض تھین۔
۲۰۰	۴۷۳	حضرت عثمان کی نسبت اہل مکہ و مدینہ کے خیالات

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۲۰۱	۴۷۳	حضرت عثمان کا قتل ہونا۔ اصحاب کا نماز جنازہ نہ پڑھنا۔
۲۰۲	۴۷۶	اہل مکہ و مدینہ کے عقائد سے خلافت خلفائے ثلثہ باطل ثابت ہے۔
۲۰۳	۴۷۷	قولہ اہل مکہ و مدینہ کو گمراہ سمجھنے سے مذہب اسلام پر الزام آتا ہے۔
۲۰۴	۴۷۹	ان جگہون کے بسنے والے سب گمراہ تھے
۲۰۵	۴۸۰	قولہ ان پاک جگہون مین ایک مومن کا بھی گذر نہ ہوا ہوگا۔ نہ کوئی مومن بغیر تقیہ وہان جا پاتا ہے۔
۲۰۶	۴۸۰	ان پاک جگہون مین مومنین رہتے ہین اور علانیہ حج و زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔
۲۰۷	۴۸۱	منافقین وضالین کو ان پاک جگہون مین رہنے سے کوئی فضیلت حاصل نہین ہوسکتی۔
۲۰۸	۴۸۴	قولہ خدا گمراہون سے بے اور اپنے رسول کے گھر کو پاک کیون نہین کرتا۔
۲۰۹	۴۸۵	خداوند تعالی عاصیون کو فوراً سزا نہین دیتا مگر جسکو چاہے۔ حضرت عاد۔ حضرت ہود۔ حضرت موسیٰ
۲۱۰		حضرت نوح کی امتون اور قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام کو فوری سزا دی۔
۲۱۰	۴۸۸	قولہ جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب آل اللہ کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے۔
۲۱۱	۴۸۹	بعد رحلت رسول صلعم دین و مذہب مین فتور واقع ہوئے اور مذہب اسلام مین زوال ہونے لگا۔
۲۱۲	۴۹۰	نواب محسن الملک کے کلام کی نقل تنزل اسلام پر اور یہ کہ امامت باعث زوال اسلام اور کثرت فرق اہل اسلام ہوئی۔
۲۱۳	۴۹۱	تردید قول اور جناب امیر علیہ السلام کی امامت حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چار ہزار سال قبل قرار پانا۔
۲۱۴	۴۹۲	رسول اللہ کا اعلان رسالت کے ساتھ اس امامت کا اعلان فرمانا۔
۲۱۵	۴۹۳	رسول اللہ حضرت علی کی امامت اور اطاعت تا وقت رحلت عام وخاص کو آگاہ فرماتے رہے۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۲۱	۴۹۴	اصحاب حضرت علیؑ کی امامت تسلیم کرکے پھر گئے
۲۱۷	۴۹۵	قول امام فخرالدین رازی کہ صحابہ [illegible] کے پیچھے جنگ جمل کی بنیاد ڈالی
۲۰۱	۴۹۸	حضرت عمرؓ کا قول کہ [illegible] فلتہ ہے جس سے مزاحم ہوا کہ حضرت علیؑ خلافت [illegible] تر رہے۔
۲۱۹	۴۹۰	خلافت خلفاء ثلثہ [illegible] لعنت [illegible] اسلام ہے
۲۲	۵۰۵	قولہ [illegible] ساتھ [illegible]
۲۲	۵۰۶	بنی ہاشم آل [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible]
۲۲۱	۵۰۷	خدا نے [illegible] آل رسول کو [illegible] نازل فرمایا
۲۲۰	۵۱۰	قولہ [illegible] نصب حقوق امامت کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہیں اگر وہ صحیح سمجھی جائیں تو ان سے مہاجرین وانصار اور کل صحابہ کا اسلام سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے۔
۲۲۴	۵۱۳	جناب امیرؑ بیعت کے لیے تہدید کیا گیا۔
۲۲۵	۵۱۴	ان حضرات کا روضہ رسول پر آنا [illegible] حضرت ابوبکر و عمر کا جناب سیدہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور معصومہ کا اپنی ناراضی ظاہر کرنا
۲۲۱	۵۱۶	اقوال علماء [illegible]
۲۰	۵۱۹	رسول اللہ کی وصیت [illegible] امیرؑ
[illegible]	۵۲۳	بعد [illegible] سیدہ علیہا السلام پر ظلم ہوئے۔
۲۶	۵۲۴	حضرت [illegible] کا وصیت [illegible]
۲۳	۵۲۵	اقتباس [illegible] جنگ جمل
۲۳	۵۲۸	جناب امام حسن کی بیعت [illegible]
۲۳۱	۵۳[illegible]	حضرت [illegible] امام [illegible] جنگ جمل کا اہتمام
۲۳۳	۵۳۳	کتب حدیث و سیر اہلسنت سے شاہ صاحب کے کلام کی تردید
۲۳۱	۵۳۵	شاہ صاحب کا بیان [illegible] علیہ السلام نے حضرت عائشہ سے دفن کی اجازت چاہی تھی
۲۳۵	۵۳۵	تردید قول شاہ صاحب
۲۳۰	۵۳۶	حضرت عائشہ کا حصہ رسول [illegible]

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۲۳۷	۵۴۰	علماء اہلسنت کے اقوال سے تاحتک کا بیان نامعتبر ثابت ہوا۔
۲۳۸	۵۴۰	وصی رسولؐ اور بنت رسولؐ پر جو ابتدا جور و جفا کی ہوئی اسکا اثر کربلا تک پہونچا۔
۲۳۹	۵۴۰	سرسری کران مظالم کا جو بعد شہادت امام حسینؑ اہلحرم پر ہوئے
۲۴	۲۴۵	یزید نے ... عبداللہ بن عمر کے خط کے جواب مین یہ لکھا کہ حسینؑ مستحق ... قتل ہوے۔
	۵۴۷	یزید کے اشعار۔
۲۴۳	۵۴۷	شبلی صاحب کے ... بنی ہاشم پر
۲۴۰	۵۴۸	امام غزالی وغیرہ یزید کو مومن کہتے ہین اور قتل امام حسینؑ کے الزام سے بری کرتے ہین۔
۲۴۴	۵۵۱	قول مولوی نذیر احمد صاحب کہ حسینؑ نے ملک کی ہوس سے یزید کی بیعت نہین کی۔
۲۴۷	۵۵۲	شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے قول سے تصریح ہے کہ حسینؑ کی شہادت رسول اللہ کی شہادت ہے

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۲۴۲	۵۵۴	احادیث بابت پیشین گوئی واقعہ کربلا۔
۲۴۷	۵۵۶	قول شاہ صاحب حسینؑ رسول اللہ ...
۲۴	۵۵۸	قول شاہ صاحب کہ یزید فاسق و فاجر تھا اور مکہ و مدینہ مین اسکی بدعتین۔
۲۴۶	۵۶۰	بعد واقعہ شہادت حسینؑ خون برسنا وغیرہ وغیرہ
۲۵۰	۵۶۲	قول علامہ تفتازانی کہ یزید کو برا کہنے سے اسکے اوپر اور ان تک لعن کا سلسلہ قائم ہوتا ہے
۲۵۱	۵۶۷	قول امام غزالی کہ مشاجرات اصحاب و قتل حسینؑ کے ذکر سے اصحاب پر طعنہ زنی ...
۲۵۱	۵۶۷	جناب شاہ صاحب نواب صدیق حسن خان و جناب شبلی صاحب کے اقوال سے بطلان مذہب اہلسنت والجماعت ثابت ہے۔
۲۵۱	۵۷۱	ہدایت و نصیحت۔

تمت

١٩٦٢

٩١٨

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین و
خاتم النبیین وشفیع المذنبین ورحمة للعالمین محمد وآله الطیبین الطاهرین المعصومین
المنتجبین اجمعین اما بعد مخدومان ابعد اقل من سید امیر حسن بن سید ضامن علی صاحب غفر الله ذنوبهما اپنے
برادران اسلامی کی خدمات بابرکات میں عرض پرداز ہے کہ ہمارے جناب مستغنی عن الالقاب برادر بزرگ جناب مولوی
سید مہدی علی صاحب قبلہ المخاطب بہ نواب محسن الملک مرحوم نے اپنا خاندانی اور آبائی مذہب امامیہ اثنا عشریہ
ترک کرکے اپنی کسی خاص مصلحت سے مذہب اہلسنت والجماعت اختیار کر لیا تھا۔ اور بعد تبدیل مذہب ایک کتاب
مسمی بہ **آیات بینات** جس میں بزعم خود مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ابطال اور مذہب اہلسنت کی حقانیت
کا اثبات نہایت شد و مد کے ساتھ کیا ہے تالیف فرمائی تھی جو بعد اشاعت ان حضرات کی نظر میں بڑی قدر و
منزلت سے دیکھی گئی یہاں تک کہ عوام الناس کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ شیعوں کا مذہب خوب انہیں کی کتب سے باطل کر دیا ہے
چونکہ جناب ممدوح نے وجہ تبدیل مذہب یہ تحریر فرمائی ہے کہ۔

میں نے دونوں مذاہب کے اصول پر غور کرنے کے بعد مذہب اہلسنت والجماعت کو مطابق
کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے اور مذہب امامیہ کو اسکے خلاف پا کر یہ مذہب اہلسنت والجماعت کا اختیار کیا

لہذا میں نے اسکو بہت ذوق و شوق سے پڑھا اور ان دلائل عقلی وشواہد نقلی کو جن کی بنا پر جناب موصوف نے

بجاے خود مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی اور احادیث نبوی کے سچا بتایا ہے۔ نظر تعمق سے دیکھا۔ لیکن دوچار ہی ورق پڑھنے سے یہ امر منکشف ہو گیا کہ جناب ممدوح راہ تحقیق مین صراط مستقیم سے کوسوں دور ہے ہین اور علماء کرام و فضلاے عظام و مجتہدین متقدمین اہلسنت کے کلام واقوال پر پردہ ڈال کر علماے متاخرین کے ہمرنگ ہو گئے ہین۔ اور روایات و احادیث غیر معتبرہ سے استدلال کر کے اپنی لسانی اور جادو بیانی سے خار کو گل اور گل کو خار سے تعبیر کر کے گلشن مضامین کو نو بنو شگوفون اور رنگ برنگ پھولون سے زینت دے کر برادران اہلسنت کو ایک سبز باغ دکھا کر نہال کر دیا ہے۔ جسکو پڑھکر اور سنکر اُن کے دل و دماغ ایسے شگفتہ ہوے کہ پھولون نہ سماے حالانکہ کتاب کہ نفس تحقیق سے قطعا مُبرا اور اصل مقصد سے از ابتدا تا انتہا معرا ہے۔ اس صورت مین ہمارے بھائیون کا اس باغ باغ ہونا مثل اُس پیاسے کے ہے جسکو سراب پر پانی کا دہوکا ہوا ہو۔ جیسا کہ خداے عز و جل ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا (پ ۱۸ - ع ۱۱)

"اور جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے اعمال ایسے ہین جیسے کہ چٹیل میدان مین چمکتی ہوئی ریت کہ پیاسا اسکو پانی خیال کرتا ہو یہانتک کہ جب کہ اسکے پاس پہنچا ہو تو اسکو کوئی چیز نہین پاتا"

پس خوش بیانی اور طلاقت لسانی اور چیز ہے اور دعوے کا ثبوت شئے دیگر ؎

معنی کی فکر چاہیے صورت سے کیا حصول کیا فائدہ ہے موج اگر ہو سراب مین

اگرچہ ارباب علم و فضل کی نگاہ مین اس کتاب کی وقعت و منزلت جیسی کچھ ہوگی ظاہر ہے مگر اسکا خوف ضرور ہے کہ مبادا اُس کے دیکھنے اور سننے سے عوام کالانعام کے عقائد پر بُرا اثر پڑے لہذا بفحواے شعر

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است وگر خاموش بنشینم گناہ است

مین نے قصد کیا کہ جناب بھائی صاحب مرحوم و مغفور نے جو محض اپنی تحریر و تقریر کے زور سے بظاہر مذہب اہلسنت والجماعت کو اچھا اور سچا بتایا ہے اُس کی اصل حقیقت کا انکشاف خود انھین کی کتب معتبرہ سے

کرودن۔ نیز احکام خدا و رسول کا جاہلون اور ناواقف بندون تک پہنچانا بہترین اعمال بلکہ زجملہ واجبات ہے

کماقال اللہ تبارک وتعالیٰ۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و — اور تم مین ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیے جو (لوگونکو) نیک کامون

یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ط — کیطرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور برے کامون سے منع کرے اور

واولٓئک ھم المفلحون ۵ پ ۴۔ س آل عمران ع ۱۱۔ — ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہونچین گے

اگر ہدایت و نصیحت سے ایک شخص بھی ہدایت پاگیا تو گویا کل اشخاص ہدایت یافتہ ہوگئے کما قال اللہ تعالیٰ

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا — اور جس نے ایک نفس کو زندہ کردیا تو گویا اُسنے کل آدمیون کو زندہ کردیا

پ ۶ س مائدہ ع ۹

چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ۔

" سب سے افضل عمل یہ ہے کہ جو شخص کسی شخص کو کسی سیدھی راہ راست پر لے آئے تو یہ سمجھا جائے کہ گویا کل آدمیون کو راہ راست پر لے آیا (منقول ترجمہ)

اور تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین منقول ہے کہ

" حق سبحانہ تبارک تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی کی کہ اے موسیٰ اگر تم ایک شخص کو جو بہک گیا ہو سیدھی راہ بتادو تو یہ عمل تمھارا سو برس کی عبادت سے بہتر ہے "

اگرچہ مین اس قابل نہ تھا کہ اس بار گران کو اٹھا سکتا مگر خدائے عزّ و جل کی توفیق اور اُسکی مدد پر بھروسہ کرکے اس دریائے ناپیدا کنار مین شناوری کرتا ہون اور اُسکے فضل و کرم سے متوقع ہون کہ ساحل مراد پر پہنچونگا۔

درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا — دل افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا

ہر چند کہ اس سے پہلے علم مناظرہ مین بہت سے رسالے اور کتابین تالیف ہوچکی ہین جو ایک سے ایک بہتر ہے مگر افسوس کہ اس زمانے مین بسبب انحطاط علوم عربی و فارسی عوام الناس عموماً اور طلبا خصوصاً اُن کے سمجھنے سے

قاصر ہین۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کے مضامین زبان اُردو مین لکھے جائین اور اُن کی ترتیب و توضیح اس نوع سے کیجائے جو قریب الفہم ہو۔ نیز طرز بیان درشت و سخت نہ ہو۔ اگرچہ اس تالیف سے میرا مقصود اپنے واقف بھائیون کی حفاظت ہے۔ لیکن اگر غیر مذہب کے اصحاب بھی اسکو ملاحظہ فرمائین اور مذہبی تعصب چھوڑکر انصاف کی نظر سے اُن روایات و احادیث و تفاسیر پر جو کتب مقبولہ اہلسنت والجماعت سے درج کئے گئے ہین غور کرین تو ان حضرات پر مثل آفتاب نصف النہار روشن ہوجائے گا کہ جس مذہب کو اپنے نزدیک سچا سمجھے ہوئے ہین وہ راہ حق سے کسقدر دور ہے۔ اور اب تک وہ دیدہ و دانستہ کس غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ اگر بعد امتیاز حق و باطل بھی راہ راست اختیار نہ کرین تو سمجھنا چاہئے کہ وہ آیہ کریمہ

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون ۔ — جو تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو۔ اور خدا کو چھوڑکر اور یارون کی پیروی نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔

پ ۸ س اعراف ع ۱

سے اعراض کرکے بمضمون آیہ شریفہ:-

اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ — ہم نے اپنے بزرگون کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہی کے نشانات کی پیروی کرینگے۔

اپنے بزرگون ہی کی تقلید کرتے ہین۔ اور اپنے انھین علما ہی کی نصیحت پر چلتے ہین جو خلاف احکام خدا و رسول ہدایت کرتے ہین۔

اگرچہ **آیات محکمات** کا بہت سا حصہ بھائی صاحب مرحوم کے زمانہ حیات ہی مین منضبط ہوچکا تھا اور مرحوم سماعت بھی فرما چکے تھے۔ مگر بوجہ عدم الفرصتی اسکی تکمیل نہو سکی۔ اس عرصہ مین جسقدر اجزا تیار ہوے ہین انکا اندازہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکی تکمیل مین ابھی کچھ عرصہ درکار ہے۔ مگر چونکہ میرے عزیز و اقربا۔ اور دوست و احباب **آیات محکمات** کے منظر عام پر آنیکے ایک مدت دراز سے مشتاق ہین۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ جسقدر

اجزاء اب تک تیار ہیں وہ شائقین کے سامنے پیش کردیے جاتے ہیں۔ لہٰذا جلد اول ہدیہ ناظرین ہے انشاءاللہ بشرط حیات مستعار باقی مجلدات بھی یکے بعد دیگرے شائع کیے جائیں گے حق سبحانہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اس حقیر و ناچیز کے عمل کو قبول فرما کر مومنین کو نفع فرمائے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ بِحَقِّ

مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ الْأَمْجَادِ

قَالَ

اَلحمدُ للهِ ربِّ العٰلمینَ والصلوٰۃُ والسلامُ علٰی نبیّہٖ وحبیبہٖ سیّدِ المرسلینَ محمّدٍ وّاٰلِہٖ واصحابِہٖ وازواجِہٖ وامّتہٖ اجمعینَ ۝

بعد حمد و صلوٰۃ کے جاننا چاہیے کہ خدا ے عزوجل نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنے محبوب پیغمبر بھیجا اور اپنا خاص کلام اسپر نازل کیا اور چراغ رہنمائی کا اسکے ہاتھ مین دیا اور اپنی کمال مہربانی سے شرک اور کفر کی تاریکی سے نکالکر ہمارے دلون کو نور ایمان سے روشن کیا پر ایمان اور اسلام ایک ایسی اسکی نعمت ہے کہ ہم اسکا شکر ادا نہین کر سکتے لیکن شیطان نے بعد ایمان اکثر مسلمانون کو بہکایا اور اُن کے دلون کو باطل عقیدون سے پھر تاریک کر دیا اور مسلمانون مین ایسا تفرقہ ڈال دیا کہ بہتر فرقے گمراہ ہو گئے جن کی بابت ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے خبر دی تھی پس ہم لوگون کو فقط اسلام کے نام پر خوش ہونا اور صرف توحید اور نبوت کے اقرار پر اپنے آپ ناجی سمجھنا چاہیے بلکہ ہر عقیدے کی تحقیق کرنا اور ہر اعتقاد و مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب الرسول سے دینا ضرور ہے اور یہ ممکن نہین ہے کہ جو شخص اپنے سچے اور صاف دل سے صرف اپنی نجات کی امید پر ان کی کتاب کو دیکھے اور تعصب اور عناد کو دخل نہ دے وہ حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکے اور ایسے حق کے طالب کو خدا گمراہی مین پڑا رکھے۔ ہان جو کوئی پہلے ہی سے سچائی کا طالب نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار رہو اور سوا ے مجادلے اور مکابرے کے اُسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین و مذہب کو تقلیداً سچ جانتا ہو اور انا وجدنا اباءنا علی امۃ و انا علی اثارھم مقتدون کہتا ہو وہ بے شک اپنی گمراہی مین پڑا رہے گا اور اپنے دل کو باطل عقیدون سے کبھی پاک و صاف نہ کر سکے گا۔

اقول

اے بحر کرم گوہر مطلوب عطا کر — مضمون کو مرے گریۂ یعقوب عطا کر

جو حسن میں یوسف ہو وہ محبوب عطا کر — دریوزہ زبان ذہن خوش اسلوب عطا کر

جب بحر کروں گوہر مطلب نظر آئے

سینہ در مضمون سے لبالب نظر آئے

مذہب امامیہ پیرو حدیث ثقلین ہے

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ فرقہ اثنا عشریہ صراط مستقیم پر ہے اور اپنے مذہب کو تحقیقاً حق جانتا ہے نہ تقلیداً کیونکہ اس مذہب کے اصول پر تحقیق عقلی اور آیات قرآنی و احادیث نبوی پر مبنی ہیں جسکی تشریح آگے ہوگی۔ اسی بنا پر وہ اپنے آپ کو ان تحقیقات میں جنکا اس مذہب کے اصول دین میں تقلید آبا پر منحصر نہیں ہے تو فرقہ شیعہ آیہ

انا وجدنا آباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ آثارھم — تحقیق ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم تو

مقتدون پ ۲۵ س زخرف ع ۲ — انہیں کے قدم بقدم چلے جائینگے

کا مصداق نہیں ہو سکتا البتہ یہ قول فرقہ اہلسنت والجماعت پر صادق آتا ہے اسلئے کہ ان کے مذہب کی بنیاد ان حضرات کی پیروی پر ہے جنھوں نے قرآن و حدیث کی بیجا تاویلات پر دین و مذہب قائم کر لیا تھا حالانکہ ایسے لوگوں کی تقلید میں ضلالت ہے نہ کہ ہدایت۔ چنانچہ حسب عقیدہ اہلسنت آپ نے کل امت کو صلوٰۃ میں داخل کر لیا حالانکہ نہ تو کل امت خیر امت ہے اور نہ وعدہ مغفرت الٰہی میں شامل اسلئے کہ اس امت میں ناکثین۔ ضالین۔ فاسقین۔ فاجرین۔ منافقین ظالمین بھی شامل ہیں۔ بلکہ بیشتر تو ایسے بدترین ہیں جنکی نظیر امم سابقہ میں بھی نہ مل سکے گی۔ اس صورت میں وہ لوگ حسب احکام خدا و رسول مستوجب شماتت و ملامت ہیں نہ کہ مستحق رحمت و مغفرت۔ قولہ تعالیٰ:-

ان الابرار لفی نعیم ۝ وان الفجار لفی جحیم ۝ بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین۔

اسلام مین تہتر فرقے کیون ہوے

اگر آپ کو تحقیق حق مطلوب ہوتی تو اول اس امر کی طرف توجہ فرماتے کہ جب بعد بعثت رسالت نبوت آفتاب دین اسلام کمال پر پہونچکر اپنے نور سے تمام عالم کو روشن اور منور کرچکا اس کی تکمیل مین حق سبحانہ تعالی نے آیہ کریمہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ آج مین نے تمہارا دین تمہارے کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پ۶ س مائدہ ع۱) پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

نازل فرماچکا تو پھر کیا سبب ہوا کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد ہی اس دین برحق مین صرف زوال اور انحطاط ہوا بلکہ بقول آپ کے جیسا ہم بھی مانتے ہین ایسا تفرقہ پڑا کہ اہل اسلام مین تہتر فرقے گمراہ ہوگئے پس جو شخص اپنے بیت اور صاف دل سے صرف نجات کی امید پر خدا کی کتاب دیکھے اور تعصب عناد کو دخل نہ دے تو ممکن ہی نہین کہ وہ اس کنہ کو نہ پہونچے اور حق و باطل مین امتیاز نہ کرسکے جیسا کہ باری تعالی فرماتا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم اور جو ہمارے دین کے بارے مین کوشش کرینگے ہم ان کو ضرور

سبلنا وان اللہ لمع المحسنین ۝ (پ۲۱ س عنکبوت ع۷) بالضرور اپنا راستہ دکھلا دینگے اور اللہ ضرور نیکی کرنے والونکے ساتھ ہے۔

ہان جو شخص حقیقت مین سچائی کا طالب ہی نہ ہو اور مذہبی تعصب مین گرفتار رہو اور مجادلے اور مکابرے کے سوا اسے اور کچھ منظور نہ ہو اور اپنے آبائی دین ہی کو تقلیداً سچ جانتا ہو اور جسکا انا وجدنا اٰباءنا کے سوا دوسرا وظیفہ نہ ہو اور اپنے علما ہی کے اقوال کو بمنزلہ آیت وحدیث سمجھتا ہو وہ بیشک جہالت وضلالت مین پڑا رہیگا اور کبھی اپنے دل کو باطل عقیدون سے پاک صاف نہ کرسکیگا چنانچہ ہم انشاء اللہ کتب اہلسنت سے بدلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ ثابت کرینگے کہ تہتر فرقون کی گمراہی کے باعث کون حضرات ہوے۔

قال

بعد اس تمہید کے بندہ گنہگار مہدی علی ابن سید ضامن علی غفر اللہ ذنوبہ اپنے بھائیون کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ منجملہ مذاہب مختلفہ مسلمانون کے دو مذہب زیادہ جاری ہین ایک اہل سنت والجماعت دوسرا امامیہ۔ دونون اپنے مذہب کو حق اور دوسرے کے مذہب کو باطل کہتے ہین اور اپنے آپ کو ناجی اور دوسرے کو ناری سمجھتے ہین۔ ہزارون کتابین تالیف ہوگئین اور صدہا رسالے تحریر ہو گئے مگر یہ جھگڑا اب تک طے نہ ہوا جسکا جو عقیدہ تھا وہ اُسپر قائم رہا۔ بہت کم ایسے ہین جنھون نے حق پر نظر کر کے اپنے آبائی دین کو چھوڑا ہو اور دوسرے مذہب کو صرف اپنی نجات کے لیئے اختیار کیا ہو لیکن مین اپنے خدائے عز و جل کا ہزار ہزار شکر کرتا ہون کہ مین اُن چند آدمیون مین سے ہون جنھون نے اپنی نجات کی اُمید پر دونون مذہب کے اُصول پر انصاف سے غور کیا اور مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الٰہی کے پاکر اور مذہب امامیہ کو اسکے مخالف دیکھکر اپنے آبائی دین کے چھوڑنے اور تمام کنبے و قبیلہ سے جدا ہونے مین کچھ کسی کا لحاظ و خیال نہین کیا اور امامیہ مذہب کو جو بفحوائے ع برعکس نہند نام زنگی کافور ،، کے مخالف عقائد ائمہ کرام علیہم السلام کے ہے چھوڑ کر سچا مذہب اہل سنت والجماعت کا اختیار کیا۔ چونکہ میرے عزیز و اقربا اور بھائی بھتیجے اکثر اپنے قدیم مذہب پر ہین اور مجھے گمراہ جانتے ہین اسلیئے مین اُنپر اُن دلائل عقلی کو ظاہر کرتا ہون جنھون نے میرے دل کو اُن کے مذہب سے متنفر کیا اور اُن شواہد نقلی کو بیان کرتا ہون جسکے سبب سے مین نے مذہب اہل سنت والجماعت کو اچھا جان کر اختیار کیا اسی واسطے مین یہ رسالہ اہلسنت والجماعت کے مذہب کی خوبیون مین لکھتا ہون خدا کرے کہ میرے اور بھائی اسکو نظر انصاف سے دیکھین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ دین اللّٰھم آمین

(آیات بینات صفحہ ۳)

اقول

امامیہ کا اپنے مذہب کو حق اور اپنے آپ کو ناجی سمجھنا بالکل بجا اور درست ہے کیونکہ وہ بعنایت ایزدی حسب حدیث شریف مسلمہ فریقین

آپنے مذہب مہنت مصلحتاً اختیار کیا ہے

مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوٰی

میرے اہلبیت کشتی نوح کی طرح ہین جو اسپر سوار ہوا سلامت رہا اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق اور ہلاک ہوا۔

کشتی نوح مین سوار ہین جسکی سلامتی مین کچھ شک نہین ہوسکتا ع

چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

البتہ وہی لوگ غرق ہوے اور ہونگے جنھون نے ناخداے اسلام کے حکم کے خلاف سفینۂ نجات سے کنارہ کیا اور اپنے قصور فہم سے پسر نوح کی طرح کسی پہاڑی کو ذریعۂ نجات ٹھہرایا ؎

ہرآنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

پس اگر آپ تحقیق کرتے اور دونون مذاہب کے اصول پر غور فرماتے تو ایسے مذہب کو سچا نہ بتاتے جو سراسر کلام آلہی اور احادیث رسالت پناہی کے خلاف ہے ع

"برعکس نہند نام زنگی کافور"

حقیقت تحفہ

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو نہ تو کسی عقیدے کی تحقیق مرکوز خاطر تھی! اور نہ کسی اعتقادی مسئلہ کی تطبیق۔ بلکہ مصلحتاً محض خاتم المحدثین فاضل اجل حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کے عقاید کی تقلید اور آیات بینات کی تالیف سے تحفہ اثنا عشریہ کی تائید مقصود تھی جسکی دلچسپ حقیقت جناب مولوی سید محمد حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالی خلف الصدق جناب فخر الحکماء نے اپنے مفید اور قابل قدر رسالہ رد التحفہ جلد اول مین مفصل تحریر فرمائی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے :۔

تحفہ اثنا عشریہ اصل میں خواجہ نصر اللہ کابلی کے صواعق کا ترجمہ ہے جو اتفاقاً شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے ہاتھ لگ گیا تھا کیونکہ اس زمانہ میں نہ چھاپہ خانہ تھا نہ ذرائع نشر کتب و اخبار۔ اسی لئے شاہ صاحب نے اس کتاب تحفہ کی بدولت بہت کچھ شہرت و عزت حاصل کی مگر جب یہ راز فاش ہوا کہ اس کتاب کے مصنف وہ نہ تھے بلکہ مترجم ہیں تو وہ عزت نہ رہی چنانچہ اسی زمانہ میں اسکے متعلق سوال و جواب ہوئے جو فتاوائے عزیزی جلد اول میں درج ہیں ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵، تا ۱۳۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

سوال از مرزا حسن علی صاحب شاگرد شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ

کتاب صواعق موبقہ در مذہب رافضہ خادم اللہ تعالیٰ. ابیت نصر اللہ کابلی ست. بلکہ تحفہ تشریف در آمدہ یا نہ و بعد از آنکہ ملحوظ نظر فیض اثر شدہ باشد فرق تصنیف آن و تصنیف جناب افادت مآب کہ تحفہ اثنا عشریہ است چیست معاندان این دیار خصوصاً روافض خذلہم اللہ تعالیٰ بطریق ژاژخائی و بیہودہ گوئی خیلے شور و شغب میکنند کہ کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موبقہ است ہر چند سوال این معنی از مخلصان فدویان لاطائل و بیہودہ مینماید و از جملہ بدیہی البطلان است ہر کس کہ از مایہ علم آگہی داشتہ باشد این خبر را کلی عنہ مخالف خواہد دانست لیکن بعضے کسان این ناکسان بسیار تنگ کردند لہذا این امر نامرضی را موجب سمع خراشی جناب عالی انگاشتہ۔

کتاب صواعق موبقہ در بارہ رد مذہب روافض مؤلفہ نصر اللہ کابلی ملاحظہ میں آئی یا نہیں؟ اگر ملاحظے گذری ہے تو اس تالیف میں اور حضرت کی تصنیف تحفہ اثنا عشریہ میں کیا فرق ہے؟ کیونکہ معاندین علی الخصوص رافضی تحفہ کی نسبت بطریق سفاہت و بیہودہ گوئی بہت کچھ چہ میگوئیاں کرتے ہیں کہ تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موبقہ کا ہے ہر چند کہ ہم مخلصوں اور فدویوں کو یہ سوال لاطائل معلوم ہوتا ہے اور جو کوئی مایہ علم سے آگاہی رکھتا ہو اس خبر کو نقل کنندے کے مخالف جانے گا مگر چونکہ بعض اشخاص نے مجھے بہت تنگ و مجبور کیا لہذا یہ امر حضرت کی سمع خراشی کا باعث ہوا۔

خلاصۂ جواب شاہ صاحب

وقت تصنیف تحفۂ اثنا عشریہ از کتابہائے
اہلسنت کہ در رد مذہب شیعہ و کتب شیعہ کہ در رد مذہب
اہلسنت تالیف شدہ سہ قسم بہم رسید این ہر سہ قسم
کتب در وقت تالیف تحفۂ اثنا عشریہ موجود بودند و از آن
ترتیب صواعق بسیار پسند خاطر افتادہ بہمان ترتیب
درین کتاب کلام واقع شد و چند ابواب مثل بحث تولا
و تبرا و حدیث ثقلین و مسئلہ انکار نبوت باب مطاعن
کہ در آن نبود این ابواب افزودہ شد پس این کتاب
را ترجمۂ آن کتاب گفتن محض بظاہر ترتیب آن نمیتواند شد
و نیز اگر تامل کنند روافض را ہرگز جائے طعن نیست
زیرا کہ این کتاب اگر ترجمۂ صواعق است آخر اثبات مذہب
اہلسنت و رد مذہب روافض می نماید آنہا را چہ کار از آن
کہ تفتیش کنند کہ این گویندہ کیست جواب باید نوشت
و این طعن جواب نمی تواند شد آرے بعض اہلسنت
کہ آنہا را بشہرت این کتاب نسبت باین فقیر عرق حسد
بجوش آمدہ میخواہند کہ نسبت باین فقیر درمیان نماند
جواب سخن ایشان گذشت کہ فقیر دعوی این کتاب
نمی کند و فخر خود نمی خواہد

تحفۂ اثنا عشریہ کی تصنیف کے وقت مذہب
شیعہ و سنی دونوں فریق کی کتابیں جو ایک دوسرے
کے رد میں تھیں تین قسم کی فراہم کر کے موجود رکھی
گئی تھیں چونکہ صواعق کی ترتیب بہت پسند آئی
لہذا اسی ترتیب سے یہ کتاب لکھی گئی اور چند ابواب
مثل بحث تولا و تبرا و حدیث ثقلین و مسئلہ انکار نبوت
و باب مطاعن جو صواعق میں مذکور نہ تھے تحفہ میں بڑھائے
گئے پس اسکو محض ترتیب ظاہری پر صواعق کا کہنا
درست نہیں ہے اور اگر تامل و غور کریں تو رافضیوں کو
ہرگز موقع طعنہ زنی کا نہیں ہے کیونکہ اگر تحفہ اثنا عشریہ
صواعق کا ترجمہ بھی ہو تو آخر اس سے مذہب اہلسنت کا سچا
ہونا اور رافضیوں کا مذہب جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے ان
لوگوں کو اس سے کیا کام ہے جو اس بات کی جستجو کریں کہ اسکا
مصنف کون ہے انکو جواب لکھنا چاہیے اس طعن سے تو
انکا جواب نہیں ہو سکتا ہاں اس کتاب سے جو شہرت فقیر کو
حاصل ہوئی اس سے بعض اہلسنت کو بھی رشک و حسد ہوا
اور چاہتے ہیں کہ اس فقیر کا نام نہ ہو مگر اسکا جواب پہلے
دیا جا چکا ہے کہ فقیر اس کتاب کا دعوی نہیں کرتا اور نہ اپنی شہرت و منزلت چاہتا ہے

نحو فقیر غرض ازین مقدمات سلوک این طریق جدید　　البتہ فقیر کی غرض راہ فہم اور طالبان ثواب

برادران اولی الالباب وطالبان راہ صواب بود　　کو راہ راست دکھانا تھی سو الحمد للہ وہ

الحمد للہ کہ حاصل شد　　حاصل ہوگئی

بہرحال کسی کی تصنیف وتالیف سے ہو فی زماننا تو شاہ صاحب ہی کے نام سے مشہور ہے اور حضرت ہی نے اسکو شایع کیا ہے جسکی اشاعت کا باعث یہ تھا کہ جب دولت مغلیہ کو زوال اور سلطنت برطانیہ کا تسلط ہوا تو شیعہ اپنے عقائد مذہب کو جنھیں بوجہ جور وستم معاندین ومخالفین وقت پوشیدہ رکھتے تھے اس عہد ہمایون میں بلاخوف وخطر ظاہر کرنے لگے ؎

رہے آباد وہ سیّاد یا رب جسنے دیدی ہو　　چہکنے کی اجازت بلبلون کو گلستانون مین

اذان مین بالاعلان اشہد ان امیر المومنین وامام المتقین علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل کے نعرے عام طور پر بلند کرنے لگے اور محافل میلاد مین مناقب ومراتب اور مجالس عزا مین مصائب آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آنحضرت کی رحلت کے ساتھ ہی بعض اصحاب رسول کے ہاتھ سے پہونچے تھے بالائے منبر بیان کرنے لگے جب ان حالات اور واقعات کو ان کے دوسرے فرقون نے مشہور وحق پسند لوگ بھی مائل بہ تشیع ہونے لگے تو جناب شاہ صاحب یہ رنگ اور مذہب حق کی ترقی عام ربان دیکھکر گھبرائے بالآخر اپنے مذہب کی بقا اور بندگان خدا کو راہ راست سے روکنے کے لیے تحفہ اثنا عشریہ ملّا موصوف کو نئے لباس مین آراستہ کرکے شایع کیا اور تالیف کا سبب یہ تحریر فرمایا ۔

غرض از تسوید این رسالہ وتحریر این مقالہ　　اس رسالہ کے لکھنے کا مقصود اصلی یہ ہے

آن ست کہ درین بلاد کہ ما ساکن آنیم و درین زمان　　کہ ان دنون اس شہر مین جس مین کہ ہم مقیم مین

کہ ما درانیم رواج مذہب اثنا عشریہ وشیوع آن بحدے　　مذہب شیعہ جیسا پھیل رہا ہے اور روز بروز ترقی کررہا ہے

اتفاق افتادہ کہ کم خانہ باشد کہ یک دو کس　　شاذ ونادر ہی کوئی ایسا گھر ہوگا جس مین ایک دو آدمی

ازان خانہ بآن مذہب متمذہب باشند وراغب این عقیدہ نشوند لیکن اکثر از حلیہ علم تاریخ واخبار خود عاطل واز احوال اصول اسلاف خود بیخبر وغافل می باشند وہرگاہ کہ در محافل ومجالس با اہل سنت داثبات گفتگو نمایند کج مج می گویند واکثر گربہ نی انجرہ بتہ للہ بر این رسالہ پرداختہ شد تا در وقت مناظرہ از جادہ خود بیرون نروند واصول خود را منکر نشوند۔

اس مذہب کے پابند اور اس عقیدے کی طرف مائل نہون لیکن اکثر لوگ کتب تاریخ اور اپنے بزرگون کے احوال واصول سے غافل وبیخبر ہین اور جسوقت جلسون اور مجلسون مین اہلسنت کے ساتھ مباحثہ ہوجاتا ہے تو یہ لوگ اسکے جواب مین عاجز ہوکر بیسر دپا جواب دینے لگتے ہین اور کھسیانے ہوکر کلمات ناز یبا ونامناسب زبان پر لاتے ہین پس خدا کی خوشنودی کے لئے یہ رسالہ لکھا گیا تاکہ مناظرہ ومباحثہ کے وقت اپنے جادہ سے باہر اور اپنے اصول سے منکر نہون۔

(تحفہ مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۱)

پس تالیف فرمائی وجلوہ نمائی سے حضرت نے بلا امتیاز حق وباطل نور کو ظلمت وظلمت کو نور بتا کر لوگون کو مذہب امامیہ اختیار کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ کہنے کو تو یہ کہ

درین رسالہ التزام کردہ شد کہ در نقل مذہب شیعہ وبیان اصول ایشان والزاماتیکہ عاید با ایشان میشوند از کتب معتبرہ ایشان منقول نمایند

اس رسالہ مین یہ التزام رکھا گیا ہے کہ مذہب شیعہ اور اسکے اصول ور جو الزامات کہ انپر عائد ہوتے ہین انکے بیان کرنے مین اُنھین کی مستند کتابون سے تمسک کیا جائے۔

لیکن بطور مجادلہ ومکابرہ لفظ (گویند) قائم کرکے خود ہی مضمون آفرین بنے۔ اور خود ہی اُسکو علماے شیعہ کیطرف منسوب کیا پھر آپ ہی اُسکو رد بھی فرمانے لگے۔

خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ خود بر سر آن کوزہ خریدار برآمد

چنانچہ مطالب مندرجہ تحفہ مذکور اول سے آخر تک اس امر پر شاہد ہین کہ حضرت نے ناحق ونا روا مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کو جھوٹا اور برا ثابت کرنے مین خلاف واقعات ارشاد فرمایا ہے۔ اور کہ شر اُن

مطالب تحفہ کے موجد امام ہین

احادیث نبوی وتفاسیر وروایات کو جو اہلبیت اطہار علیہم الصلوۃ والسلام کی فضیلت مین ہمو ئین اور جناب امیر المومنین امام المتقین ۔ قاتل المشرکین یعسوب الدین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے منقبت مین خصوصا خود انھین کے مذہب کے کتب معتبرہ ومقبولہ مین درج مین اکثر کو جھوٹا اور جو خلفا ثلاثہ کی مدح مین بطمع جاہ و منصب وضع کی گئی تھین ان کو سچا بتایا ۔ اور اُن احادیث وتفاسیر وروایات کی صحت سے بموجب اقوال علماے کرام وائمہ عظام اہلسنت اکثر اصحاب ممدوحین کے نقص ایمان کی بابت ہین اس طرح انکار کیا کہ کسی راوی کو جھوٹا بتادیا کسی مورخ کو مفتری ۔ اور کسی مفسر ومحدث کو رافضی کہدیا ۔ حالانکہ وہ سب ثقات اہلسنت سے ہین اور اگر کسی امر سے صریح انکار نہ کر سکے تو روایت کو ضعیف اور مجہول بتاکر بیجا تاویلات اور توجیہات کر کے اُن برائیون اور مذمتون کا الزام شیعون پر رکھدیا مثلا تحفہ مین مندرج ہے ۔ باب ہم کے الفاظ یہ ہین :۔

" باب ہم در مطاعن خلفاء ثلثہ و دیگر صحابہ کرام و ام المومنین عائشہ صدیقہ ۔ شیعہ لعنت بر ۔۔۔ آوردہ اند و آن مطاعن را کتب اہل سنت برہم زدہ تا بہتر نمودہ اند (صفحہ ۲۰۰)

. کا مطلب یہ ہے کہ شیعہ خلفاے ثلثہ و دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو بدنام و بدنما کرتے مین کتب اہل سنت مین ان کی برائی مطلق نہین ہے ۔ حالانکہ اصحاب ممدوحین اور بعض ازواج رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بہت روایتین کتب صحاح وغیرہ مین کثرت سے درج مین نظر تحقیق ملاحظہ فرمانا شرط ہے کہ محدثین مفسرین محققین متقدمین اور فضلاے اہلسنت نے اُن کی نسبت نہایت سخت اور ناسزا و ناروا روایتین و حدیثین اپنی اپنی کتابون مین درج کر کے اُن کے ایمان واسلام پر کیسے کیسے داغ لگائے ہین اور اُن کل مطاعن کا منبع و مبدا اصح الکتب بعد کلام باری صحیح بخاری وصحیح مسلم مین جو احادیث معائب صحابہ سے مزین ہین از انجملہ یہ حدیث کثرت سے مشہور ہے :۔

قال عبداللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ! کہ مین حوض کوثر پر تم لوگون کا نشان

ليرفعن الى رجال منكم حتى اذا هويت   جہنم کی طرف لیجائینگے اُن کو دیکھکر مین بارگاہ ایزدی مین عرض

لأنا ولهم اختلجوا دوني فاقول اى رب اصحابي   کرون گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہین تو ندا ہوگا کہ یہ وہ اصحاب ہین جنہون نے

فيقول لا تدري ما احدثوا بعدك   تمہارے بعد دین مین بدعتین کین اور مرتد ہوگئے۔ (دیکھو مظاہر حق شرح مشکوۃ، اخبار شریف ص۳۳۶ و احیاء ص۴۵)

یہ حدیث بالفاظ مختلف کنز العمال مسند امام احمد حنبل اور جمع بین الصحیحین و غیرہ وغیرہ مین بھی ہے تحفہ مین اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے بھی تسلیم کی ہے اور یہ دلچسپ فقرہ لکھکر "ہیچ کس از اہلسنت آن جماعت اصحابہ نمیداند و معتقد خوبی و بزرگی اُنہا نیست" گریز کر گئے ہین چنانچہ اس کا مفصل ذکر دوسری جلد مین ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

پس یہ جواہر بیبہا اُسی معدن سے اور یہ گوہر گرانمایہ اسی مخزن سے شیعون کے ہاتھ لگے ہین لیکن جناب شاہ صاحب نے بقول حافظ شیرازی ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز   ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اپنے امام محمد اسمٰعیل البخاری و دیگر محدثین کرام و فقہاء عظام کو تو پردہ مین چھپایا اور علماء امامیہ کو نشانہ تیر ملامت بنایا۔ یہ جو کچھ مین نے عرض کیا اس کا حال معزز ناظرین پر میری اس تالیف سے روشن ہوجائے گا کہ آیا اصحاب و ازواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امامیہ نے بدنام کیا ہے یا بموجب ؏

"اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست"

خود ہواخواہان اصحاب نے جو اُن کی مدح و ثنا مین ہمیشہ رطب اللسان ہین غرض حضرت قدس سرہٗ نے بقول حافظ ؎

شاہد دلربائے من میکند از برائے من   نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

شاہد مضامین کو اس حسن سے آراستہ و پیراستہ کرکے اس اُمید پر شیعون کے سامنے پیش کیا کہ اسکے مضامین دلفریب ایک حسین کی طرح دلربائی کرینگے لیکن علماء کرام و حامیان دین اسلام (جو آستانۂ شریعت پر

کتب امامیہ
مورد تحفہ

متمکن ہین کیا متاثر ہو سکتے تھے۔ آخر اُسکے شایع ہوتے ہی ع

این گریبان گرفت و آن دامن

ایک ایک لفظ کو خود کتب احادیث و تفاسیر معتبرہ و دیگر کتب مقبولہ اہلسنت والجماعت سے اس طرح رد کیا کہ کسی نے تو باب الٰہیات او نبوت کا جواب دیا اور کسی نے مطاعن صحابہ کا۔ چنانچہ اصل تحفہ بارہ باب مین لکھا گیا تھا اُسکے ہر باب کا کافی و شافی جواب ایک ایک جلد مین علامہ دہلوی جناب حکیم مرزا محمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے کتاب نزہۃ اثنا عشریہ کی بارہ جلدون مین تحریر فرمایا۔ جناب علامہ محمد قلی خان صاحب اعلی اللہ مقامہ نے باب اول کا جواب سیف ناصری مین باب دوم تقلیب المکائد مین باب ہفتم کا برہان السعادت مین باب دہم تشئید المطاعن کی تین جلدون مین۔ اور باب یازدہم کا مصارع الافہام مین۔ اور جناب مفتی محمد عباس صاحب نور اللہ مرقدہ نے باب ہفتم کا جواب جو امامت سے تعلق اور ایک اہم مسئلہ منجملہ مسائل اختلافیہ مابین سنی و شیعہ ہے جواہر عبقریہ مین۔ اور جناب غفرانمآب مولانا السید دلدار علی صاحب نے باب پنجم کا جواب صوارم الٰہیات مین۔ باب ششم کا حسام الاسلام مین باب ہشتم کا احیاء السنۃ مین باب دوازدہم کا ذوالفقار مین اور جناب سلطان العلما سید محمد رضوان مآب نے خاص بحث فدک کا جواب طعن الرماح مین بحث متعہ کا بارقہ ضیغمیہ مین جبکا کچھ بے سر و پا جواب مولوی رشید الدین خان صاحب سنی المذہب نے شوکت عمریہ لکھا تھا کہ ادھر سے بھی جواب الجواب فوراً ضربت حیدریہ دیا گیا تھا اور سب سے آخر زمانے مین عالی جناب امام المتکلمین رئیس المناظرین مولانا مولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ نے باب امامت کا جواب عبقات الانوار کی تیس جلدون مین جنمین سے دس جلدین شایع ہو چکی ہین نہایت مدلل و مفصل تحریر فرمایا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

یہ جملہ کتب مذکورہ ایسی لاجواب ہین کہ جناب شاہ صاحب قدس سرہ سے لیکر آجتک محدثین و متکلمین اہلسنت سے کسی کو ان کے جواب مین قلم اُٹھانے کی ہمت نہین ہوئی حالانکہ خود جناب شاہ صاحب کے

زمانۂ حیات ہی مین کتاب نزہتہ اثنا عشریہ تصنیف ہو چکی تھی جس کو حضرت بھی ملاحظہ فرما چکے تھے مگر اس خیال سے کہ "جامہ ندارم دامن ازکجا آرم" خاموش ہو گئے۔ کیونکہ حق کا جواب کیا دے سکتے تھے چنانچہ جناب شاہ صاحب کا خط موسومہ حکیم شریف خان صاحب بطلب کتاب مذکور آج تک کتاب رجال مین درج ہے اور وہ یہ ہے :-

قد سمعت ان الفاضل الکامل المدقق	تحقیق مین نے سنا ہے کہ فاضل کامل مدقق و محقق مرزا
المحقق مرزا محمد سلمہ اللہ تعالی قد کتب	محمد سلمہ اللہ تعالی نے تحفہ اثنا عشریہ کی رد مین کوئی کتاب لکھی ہے
علی وجہ الرد والبحث علی التحفہ الاثنا عشریہ	مین چاہتا ہون کہ آپ کی وساطت سے وہ کتاب طلب کیجاے
ان اتفق طلب مرقوما تہ ومطالبتہ بوساطتکم	اُمید ہے کہ آپ اس امر مین کوشش بلیغ
فالمامول ان تبذلوا فی ذالک الجھد (ردالتحفہ صفحہ ۱۳)	فرمائین گے۔

اس تحریر سے جناب علامہ دہلوی کی جلالت قدر کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے کہ جن علماء کرام امامیہ کو شاہ صاحب نے علم تاریخ اور احوال اصول اسلاف سے بیخبر و غافل بتایا تھا آخر خود حضرت ہی نے جناب ممدوح کو فاضل و کامل مدقق و محقق کے خطابات دیئے۔

آپ کے بعد جناب مولوی حیدر علی صاحب نے اپنے پیرو مرشد کی تقلید مین کتاب منتہی الکلام (جس مین آل رسول علیہم الصلوۃ والسلام کی عظمت و مرتبت پر حملے کیے گئے ہین) بڑی آب و تاب کے ساتھ لکھی جسکا رد کتاب استقصاء الافحام سے بہت شرح و بسط سے کیا گیا۔ لیکن اُسکا جواب بھی اہلسنت سے کچھ نہ بن پڑا۔ اِس صورت مین مناسب تو یہ تھا کہ ہمارے سنّی بھائی مناظرہ کر کے سیدھی راہ کو بالعکس ثابت کرنے کے لئے سعی نہ فرماتے مگر افسوس ہے کہ اُن سے چپ بھی نہین بیٹھا جاتا اور اپنے بزرگون کے نقش قدم پر چلکر تالیفات و تصنیفات بے سروپا سے شیعون کے مذہب پر بے نتیجہ حملے کرتے ہین اور جب شیعون کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب پاتے ہین تو بمصداق اس شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد   چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بُرا بھلا کہنے لگتے ہین اور عدالتون مین استغاثے دائر کرتے پھرتے ہین لیکن الحمد للہ کہ اس دور مین ہر فرقہ اپنے مذہب مین آزاد ہے اسلیئے وہ استغاثے خارج کردیے جاتے ہین۔ پس ہمارے علمائے اعلام و فضلائے کرام کے وہ معقول و منقول جوابات اور اُن کے مقابلہ مین علمائے اہلسنت کا یہ سکوت ہمارے علمائے کرام کے تبحر علم اور عبور و تحقیق مذہب پر بخوبی دال ہے۔ اِس صورت مین ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ جناب شاہ صاحب قدس سرہٗ نے متکلمین امامیہ کی لاعلمی و بیخبری کی نسبت ارشاد فرمایا ہے وہ کہانتک درست ہے۔ شاہ صاحب جو چاہین فرمائین مگر حق تو یہ ہے کہ اگر علماء کرام امامیہ (خدائے پاک اُن کے درجات عالی کرے) صراط مستقیم اور شریعت رسول کریم کو خارزار ضلالت سے پاک و صاف نہ کرتے تو زمانہ غیبت جناب صاحب الزمان علیہ السلام مین بقائے مذہب حقہ اثنا عشریہ محال تھی جیسا کہ جناب تقدس مآب مفتی محمد عباس صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہین:۔ علمائے امامیہ نائب ہیں

در احتجاج طبرسی از جناب امام نقی علیہ السلام منقول است کہ آنجناب فرمودہ علمائے کہ بحضرت صاحب الزمان علیہ السلام راہ می نمایندہ و بحجج آلہی دین متین را نگاہ میدارند و ضعفائے بندگان خدا را از دام شیاطین میرہانند؛ زمانۂ غیبت صاحب الزمان علیہ السلام اگر باقی نمی ماندند ہر آئینہ ہمگی مردم از دین ہدیٰ برہم می گشتند و راہ ارتداد میش میگرفتند بلکہ تمامی زمام دلہائے شیعہ را بدست میگرفتند چنانکہ کشتی بانان کشتی رامیگردانند آنہا نزد خدا صاحب فضل و شرف اند۔

کتاب احتجاج طبرسی مین امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ ہمارے علما جو ہمارے شیعون کو معرفت امام زمان علیہ السلام کی حاصل کراتے ہین اور براہین و شرع سے دین متین کی حفاظت کرتے ہین اور ضعیف الاعتقاد بندگان خدا کے دلون کو دام شیاطین سے بچاتے ہین اگر غیبت امام علیہ السلام مین موجود نہ ہوتے تو تمام لوگ دین حق سے پھر جاتے اور مرتد ہو جاتے لیکن علمائے وقت غیبت شیعون کے دلون پر اس طرح حاوی ہوگئے ہین جس طرح ناخدا کے قبضہ مین کشتی ہوتی ہے وہ کشتی کو جس طرف چاہے اسکو چلائے اور یہی لوگ یعنی علما ہمیشہ خدا سے نزدیک بافضل اور شرف کے ہوتے ہین

تصدیق نبی رسول

غرض تحفہ کی تالیف سے بفضلہ تعالیٰ مذہب امامیہ کا تو کچھ نہین بگڑا البتہ اُسکی بدولت مذہب اہلسنت والجماعت کی پوری قلعی کھل گئی اور اُن کے پیشواؤن کی حالتین جو مخفی تھین طشت ازبام ہوگئین۔ چنانچہ مین اپنی ہی حالت عرض کرتا ہون کہ خاص اصحاب نے جو بدسلوکیان اپنے پیغمبر کے رحلت ہوتے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پارۂ جگر اور نفس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھین یعنی قصد احراق بیت الشرف بنت رسول و جبر و تعدی بغرض بیعت وضبطی فدک و میراث وسقط خمس وغیرہ وغیرہ مجھے ان کے باور کرنے مین بہت ہی پس و پیش تھا اور خیال کرتا تھا کہ وہ اصحاب با صفا جنھون نے حسب اعتقاد اہل سنت سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی ان حضرت صلعم کے سفر و حضر مین جلیس و انیس رہے اور جناب فاطمہ زہرا علیہا الصلوٰۃ والسلام اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے مراتب و مدارج سے بخوبی واقفیت رکھتے تھے۔ اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر آگ اور لکڑیان لیکر جلانے کیونکر آئے ہونگے اور ان بدعتون کے مرتکب کس طرح ہوئے ہونگے لیکن جب بنظر تحقیق واقعات مطالعہ کتب اہلسنت والجماعت کی ضرورت واقع ہوئی اور اُن مین کتاب تحفہ اثنا عشریہ بھی نظر سے گذری اور امین بشیر و نذیر رسول رب قدیر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا گھر جلانے کی توجیہ مین شاہ صاحب دہلوی کا یہ کلام دیکھا کہ

اینہمہ تہدید و ترسانیدن بکسانی بود کہ در خانہ حضرت	یہ ڈرانا اور دھمکانا اُن اشخاص کو تھا جو
زہرا الملتجی و پناہ ہر سان خیانت آنستہ درین جا جمع میشدند	دولتسرائے جناب فاطمہ کو اپنی جائے پناہ سمجھ کر جمع
و فتنہ و فساد منظور می داشتند و برہم زدن خلافت	ہوئے تھے اور فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے تھے اور
خلیفہ اول بکنگاشہا و مشورہ ہای فساد انگیز قصد می	اپنے مشورہ ہائے فتنہ انگیز سے خلیفہ اول کی خلافت
کردند (تحفہ ص۳ مطبوعہ فخر المطابع)	کو درہم و برہم کرنا چاہتے تھے۔

اسوقت حضرت شاہ صاحب کے ایمان و عقائد کے جوہر کھلے اور بفحوائے ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

اپنی غلطی [illegible] بالہ [illegible] منسوب کرتے

ہیں [illegible] صحیح [illegible] شاہ صاحب [illegible] کی

[illegible] دیکھ [illegible] اسیر [illegible] الا کہ یہ تہدید و تعذیب

[illegible] جو خلیفہ [illegible]

[illegible] خود

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ [illegible]

اس سے [illegible] روایت اصحاب [illegible] اور کیا ہوئی کہ باوجود یہ شاہ صاحب کو اس کا علم

[illegible] حضرت میکائیل علیہ السلام بغیر اذن قدم نہ رکھتے

تھے [illegible] ذات اللہ علیہ [illegible] فاطمہ زہرا [illegible]

[illegible] جناب سیدہ [illegible] اتفاق [illegible]

[illegible] بیٹھے ہوئے [illegible] مشغول تھے [illegible]

[illegible] لیے آئے تھے [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] اشرف [illegible]

بیت نبی ت رسولؐ

عظمت منزلت میں حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال (پ ۱۸ س نور ع ۵) — (یہ چراغ) ایسے گھروں میں ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور اس کا نام لیا جائے جنمیں صبح و شام وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان گھروں سے مراد انبیاء کے گھرانے ہیں اور جناب علی مرتضیٰ کا گھرانا انھیں میں داخل ہے اور کافی میں منقول ہے کہ قتادہ نے انھیں حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بہت سے علما کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھا مگر کسی کے سامنے میرا قلب مضطرب نہیں ہوا جس طرح حضور کے سامنے ہوتا ہے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے تو ان گھروں کے سامنے ہے جنکی تعظیم کئے جانے کا خود خدا نے حکم دیا ہے پس تو تو وہاں ہے اور وہ ہم ہیں۔ قتادہ نے عرض کی قربان ہو جاؤں واللہ آپ نے سچ فرمایا بے شک ان بیوت سے مراد مٹی اور تیٹ کے مکان نہیں ہیں قول مترجم۔ یہ قتادہ اہلسنت کے مفسرین میں اول درجہ کا مفسر ہے (مقبول ترجمہ صفحہ ۵۶۵)

مفسرین اہلسنت نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

عن انس و بریدۃ رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلعم فی بیوت اذن اللہ الخ فقال رجل ای بیوت ھذہ یا رسول اللہ قال بیوت الانبیاء فقال ابو بکر ھذا البیت منھا واشار الی بیت علی و فاطمۃ۔ قال نعم — انس بن مالک اور بریدہ رضی اللہ عنھما سے منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مذکورہ آیت پڑھی ایک شخص عرض کرنے لگا یا رسول اللہ کن گھروں سے مراد ہے آپ نے فرمایا انبیاء کے گھروں سے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ گھر یعنے جناب علیؑ اور فاطمہؑ کا انھیں گھروں میں سے ہے

من افاضلها۔ اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی　　حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان بلکانے

فی درالمنثور ارجح المطالب صـ　　[illegible] ہے۔

بالفرض اگر ہم اس امر کو تسلیم بھی کرلین کہ مطابق توجیہ شاہ صاحب جناب خلافت مآب کا مقصود صرف دھمکانا اور ڈرانا ہی تھا تاہم اس تہدید وتخویف کا یہ اثر ہوا کہ ان کے خلیفہ اور جانشین کو یہ جرأت وہمت ملی کہ کربلا مین خانۂ زہرا کو بے خوف وخطر جلوا دیا۔

مومنو غور کرو جا ہے یہ انصاف کی اب　　[illegible] جس گھر کا ہو یہ پاس و ادب

یعنے داخل نہ ہو جبتک کرے اذن طلب　　گھر وہ کیا اہل رسل کا نہ تھا ہائے غضب

بیٹیان [illegible]

[illegible] بس [illegible]

کونسا تھا وہ مکان یہ کوئی منصف بتلائے　　جسمین بے خوف وخطر [illegible] در آئے

خانۂ دہر مین جس گھر کا ہو یہ مرتبہ ہائے　　ایک ذرہ بھی باقی ہے وہ یون اٹھ جائے

بیٹھنے کی بھی غریبون کو نہ جا دین ناری

کرکے تاراج ستم آگ لگا دین ناری

افسوس جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے حضرت عمر کی حمایت مین جو کچھ فرمایا اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ جناب خلیفہ صاحب موصوف کے اس فعل کو مستحسن سمجھ [illegible] جناب رسول مقبول اور نفس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن کی فضیلت ومرتبت [illegible] قرآن ناطق ہے ایک [illegible] مثال [illegible] ان خاصان خدا کی شان مین وہ الفاظ لکھے ہین کہ جنکو ذرا بھی ایمان [illegible] ہوگا وہ ان کو دیکھکر اور سنکر الامان الامان پکارے گا۔ جناب موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے۔

چون روز فتح مکہ بحضور آن حضرت [illegible] چون فتح [illegible]

که ابن حنظل که یکے از شعرا کفار بود و بارہا بہجو [illegible] که ابن [illegible] ایک [illegible] شعراء کفار سے تھا [illegible]

حضرت پیغمبر در اشعار خود ذکر [illegible] سیاہ [illegible] [illegible] جواب [illegible] کہاں [illegible]

خدا تعالیٰ لعنہ عظمہ برده در [illegible] خدا [illegible] لیا خدا [illegible] میں پناہ لیکر چھپا

آشیانہ خود را پنہان ساختہ [illegible] بیٹھا ہے [illegible] ہو [illegible]

ست فرمود که [illegible] حافظ [illegible]

ہرگاہ کہ این [illegible] خدا [illegible]

[illegible]

تحفہ [illegible] یوں [illegible]

[illegible] علیہ السلام [illegible]

بیان کی [illegible] خلاف [illegible]

[illegible] نقل [illegible]

و بیان حوال اصول ایشان [illegible] مذہب شیعہ [illegible]

ایشان شود [illegible] معتبر [illegible] ایشان منقول عنہ [illegible]

[illegible] کی کتابوں [illegible]

[illegible] تراویح کی یہ سند پیش کرتے ہیں۔

[illegible] بخاری [illegible]

ہنگام تب [illegible] شریف بردہ ایشان [illegible] فاطمہ [illegible] لیے [illegible]

را از خوابگاہ [illegible] نماز تہجد [illegible] ان کو [illegible]

فرمودہ گفت [illegible] صلینا حضرت امیر گفت کی اور فرمایا [illegible]

والله لانصلی الا ما کتب الله لنا قسم بخدا   والله ہم ہرگز نماز نہ پڑھینگے بجز اسکے جو کہ خدا نے

ما ہرگز نماز نخواہیم خواند الا آنچہ مقرر کردہ است خدای تعالی   مقرر کی ہے اور ہمارے دل خدا کے ہاتھ مین ہین

برای ما انما انفسنا بید الله یعنی دلہای ما در دست   اگر وہ ہم کو نماز تہجد کی توفیق دیتا تو ہم پڑھتے

خداست اگر او توفیق نماز تہجد میداد می خواندیم پس   آخر آن حضرت صلعم اُن کے مکان سے

آنحضرت از خانۂ ایشان باز گشت ترجمہ ص۲۹۵ مطبوعہ نولکشور   چلے آئے۔

رد قول

حالانکہ راویان حدیث جن کی روایات سے بخاری شریف کو زینت دی گئی ہے۔ بیشتر طبقہ نواصب و خوارج سے ہین اور خود اکابر علمائے اہلسنت حق پسند اُن کو اور ان کی روایتون کو چشم حقارت سے دیکھتے ہین اور امام صاحب پر جرح و قدح کرتے ہین۔ نیز ایسے اسناد فریق مخالف کے سامنے پیش کرنے اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہین جیسا کہ خود حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

مقدمات و مأخذ آن دلائل می باید کہ   یہ ضرور ہے کہ جو دلائل امامیہ کی طرف سے

مسلم الثبوت اہلسنت ہم باشد زیرا کہ غرض از   پیش کئے جائین وہ ایسے ہون جنکو اہلسنت بھی قبول

اقامت دلائل الزام بر اہلسنت ست والا ہر سگے   کرین اسلئے کہ غرض دلائل قائم کرنے سے اہلسنت پر

کہ عو عو کند در کوچہ خود شیر غران ست و روایات   الزام بکتاب ورنہ ہر کتا اپنی گلی مین شیر غران

شیعہ و اصول آنہا را کہ در ابواب سابقہ تفصیل گذشت   ہوتا ہے۔ لہذا شیعون کے اصول و انکی روایتون کو

اہلسنت بجوے نمیخرند۔ تحفہ ص   اہلسنت ایک جو سے کو بھی مول نہین لیتے۔

مین حضرت قدس سرہ کے اس لعن طعن سے در گذر کرکے "قالوا سلما" پر عمل کرکے عرض کرتا ہون کہ اسطرح شیعہ بھی مقام الزام مین اسناد بخاری شریف و جمیع کتب اہلسنت کو "بجوے نمی خرند"۔

سبحان اللہ اُس عابد کو نماز شب نہ پڑھنے مین متہم کرتے ہین جسکے نماز پڑھنے کی تصدیق آیہ شریفہ

کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون   (عبادت کی وجہ سے) رات کو بہت ہی کم سوتے تھے

وبالاسحار ھم یستغفرون س الذاریٰت — اور پچھلے پہر کو اپنی مغفرت کی دعائیں کرتے تھے ۔

سے ہوتی ہے ۔ دوسرے موقع پر ارشاد فرماتا ہے :-

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون — خاص یہ کہ ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہیں جو
ربھم خوفا وطمعا ہ — راتوں میں اپنے بستروں سے اٹھتے اور خدا سے خوف و رجا کیساتھ دعا کرتے ہیں

تفسیر صافی میں اس آیت کی تفسیر معصوم علیہ السلام سے اس طرح نقل کی ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی تابعین کی مدح میں نازل ہوئی ہے ۔ چونکہ یہ بزرگوار اول شب میں آرام کرتے تھے جب دو تہائی رات گذر جاتی تھی تو پروردگار عالم کی جناب میں حاضر ہونے کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر لیتے تھے اور اسکی نعمتوں کی طرف رغبت اور اسکے عذاب سے خوف اسکی بخشش کی طمع رکھتے ہوئے مناجات و دعا میں مصروف ہوتے تھے ۔ اسی امر کو پروردگار عالم خبر کے طور پر بیان فرماتا ہے کہ اسکے معاوضہ میں ان لوگوں کو اپنی جوار رحمت میں ساکن کیا ۔ اپنی جنت میں داخل کیا خوف سے امن دیا اور ان کے دلوں سے دہشت کو زائل فرمایا :

افسوس کہ اس قبہ گذار پر الزام رکھتے ہیں جسنے سجدہ خالق میں اپنی جان دی ۔ جس نے کبھی بتوں کو خود سجدہ کیا نہ اپنی ماں کو کرنے دیا جیسا کہ کتب اہلسنت میں ہے ۔

عن ابن عباسؓ قال کانت امہ اذا — حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ والدہ جناب امیر علیہ السلام
دخلت علی ھبل لتسجد لہ وھی حامل بہ — اپنے ایام حمل میں جس وقت ہبل کے پوجنے کے لئے جاتیں اور
علا علی بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی — سجدہ کا ارادہ کرتیں تو جناب امیرؑ انکے پیٹ کی طرف چڑھ جاتے اور
علیا — سجدہ کرنے سے ان کو روکے رہتے لہذا علیؑ نام رکھا گیا ۔ (تذکرہ خواص الامہ ، ارجح المطالب)

اور روایات اہل ایمان میں یہ ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد قصداً بھی سجدہ اصنام کا نہ کرتی تھیں لیکن جناب امیرؑ محض قرب اصنام سے مانع ہوتے تھے ۔ اس عابد کے نماز نوافل کی حالت باعتبار تعداد رکعات

یعنی کہ لوگ ہر شب ایک ہزار تلبیہ زن سے زیادہ کی آواز سنا کرتے تھے۔ چنانچہ شاہ صاحب کے بیان کی تردید خود انھیں کے علمائے کرام کے اقوال سے ہوتی ہے جس کی نقل یہ ہے۔

"ترجمہ ربیع بنجد اشرح حال مرتضیٰ علی است کرم اللہ وجہہ کہ اکثر وغالب اوقات او بوظائف وعبادات میگذشت تا حدیکہ ہر شب وے از ہزار تکبیرۃ الاحرام در خلوت او باستماع خادمان عتبہ علیا اش میرسید"

تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۴۳۲ مطبع ویلکشور۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام ایسے عابد تھے کہ بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب نے جو نمازمیں تغیر وتبدل کر دیا تھا تو حضرت ہی اُن کو یاد دلایا کرتے تھے جیسا کہ کتاب وسیلۃ النجات مولفہ مولوی محمد مبین صاحب لکھنوی فرنگی محلی میں ہے

"بعد از رسول خدا تغیر وتبدل در نماز ہا شدہ بود رعایت آن حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام از رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ بعد صحابہ را یاد میدہانید۔"

اس کی تائید میں ہم ایک روایت بخاری شریف سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما اعرف شیئاً مما کان علی عہد رسول اللہ صلعم قبل الصلوٰۃ قال الیس صنعتم ما صنعتم فیہا۔ اخرجہ البخاری والترمذی تلخیص الصحاح جلد اول۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۵	حضرت انس سے مروی ہے کہ جو امور رسول اللہ صلعم کے عہد میں تھے اُن میں سے اب میں کچھ بھی نہیں پاتا۔ صحابہ نے کہا نماز تو ہے انس نے جواب دیا کہ تم لوگوں نے نماز میں بھی کیا کچھ تغیرات تفرقات نہیں کیے ہیں۔

محققین اہلسنت معترف ہیں کہ بعد جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی فرد بشر متہجد۔ متزہد۔ عابد۔ ساجد۔ متورع اور خاشع مثل آنجناب کے نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔ ایک شاعر کا

قول ہے ؎

هو البكاء في المحراب ليلا　　　هو الضحاك في يوم الحراب

یعنی وہ جناب خوف خدا سے اسقدر گریہ و بکا کرتے تھے کہ ہاتھ و پاؤن سرد ہوجاتے تھے لوگون کو گمان ہوتا تھا کہ آپ فوت ہوگئے ۔

ابن ابی الحدید جو علمائے کرام معتزلہ سے ہین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی عبادت کا حال اس طرح تحریر فرماتے ہین ۔

" قيل قد بسط نطع بين الصفين ليلة الهرير فيصلى عليه والسهام وتحت بين يديه ومرت على صماخيه يمينا وشمالا فلا يرتاع لذلك وما قام حتى فرغ من وظيفته (شرح نہج البلاغہ) روایت ہے کہ صفین کی لیلۃ الہریر مین درمیان دونون صفون کے آپکے لئے نطع (فرش چرمی) بچھائی گئی تھی آپ اسپر نماز پڑھنے لگے اور تیر آپ کے سامنے سے آتے تھے اور آپکے کانون کے پاس ہوکر داہنے بائین نکل جاتے اور جناب امیر علیہ السلام ان سے خوف نہین فرماتے تھے اور اپنے مقام سے نہ کھڑے ہوتے رہتے جب تک کہ اپنے وظائف سے فارغ نہوجاتے جناب امیر علیہ السلام کی کثرت نوافل کا یہ حال تھا کہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں ۔

وكانت جبينه كثفنة البعير لطول سجوده یعنی جناب امیر علیہ السلام کی پیشانی مبارک طول سجود سے مثل زانوے شتر کے ہوگئی تھی ۔ نماز کے وقت آپ ایسا استغراق ہوتا کہ مطلق ماسوی کا ہوش نہین رہتا تھا یہان تک آپ اپنے جسد عنصری سے بیخبری ہوجاتی تھی ۔

چنانچہ مولوی جامی تحفۃ الابرار مین نماز کے وقت آپکی محویت کے متعلق ایک روایت بیان کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

شیر خدا شاہ ولایت علی　　　صیقل ہر شرک خفی و جلی

روز احد چون صف ہیجا گرفت | تیر مخالف بہ تنش جا گرفت
غنچہ پیکان بگل او نهفت | صد گل محنت ز گل او شگفت
روی عبادت سوی محراب کرد | پشت بدرد سر اصحاب کرد
خنجر الماس چو تیغ آختند | چاک بہ تن چون گلش انداختند
غرقہ بخون غنچۂ زنگار گون | آمد ازان گلبن احسان برون
گل گل خونش بمصلی چکید | گفت چو فارغ ز نماز آن پدید
کاین ہمہ گل چیست تہ پای من | ساختہ گلزار مصلای من
صورت حالش چو نمودند باز | گفت کہ سوگند بدانای راز
کز الم تیغ ندارم خبر | گرچہ ز من نیست خبردار تر

دارث الالقاب یعنی حضرت امیری حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۔

ترجمہ۔ حضرت علی شیر خدا اور شاہ ولایت ہین۔ ظاہری اور باطنی تیرگی سے صیقل کیے ہوے ہین۔ احد کی لڑائی کے دن جب آپ گھمسان کی لڑائی مین مصروف تھے مخالف کے تیر آپ کے جسم اطہر مین پیوست ہوگئے تیر کی انی دیکھال کا غنچہ آپ کے گل جسم مین پوشیدہ سیکڑون زخمون کے پھول آپ کے گل سے جسم پر کھلے۔ عبادت کے وقت محراب کی طرف رخ کیا۔ پشت مبارک تکلیف کی حالت مین اصحاب کی جانب کی۔ زہر آلود تیر کو نکال لیتے تو کھینچا۔ آپ کے تن اطہر پاک گل کی طرح زخم کھل گئے۔ آپکا جسم خون سے سرخ مثل غنچۂ زنگار گون ہو رہا تھا اس سے احسان کی شان برآمد ہوئی۔ گل خون سے ... گل (قطرۂ خون) آپ کی جانماز پر ٹپکے۔ جب نماز سے فارغ ہوے فرمایا یہ پھول یہ پاؤن کے نیچے کیسے بکھرے ہوے ہین کہ جس سے میری جانماز گلزار بن گئی ہے جب حال

اصحاب نے عرض کی تو فرمایا کہ خدا کی قسم مجکو تیغ کی تکلیف سے مطلق خبر نہین۔ اگرچہ مجھ سے زیادہ خبردار کوئی نہین۔

الفاروق میں بنی ہاشم کی دشمنی

شاہ صاحب نے تحفہ مین اہلبیت اطہار علیہم السلام کی توہین اور مذہب اثنا عشریہ کی تہجین کی ہے اسیوجہ سے اکثر اہلسنت بھی اسکو پسند کرتے ہین اور اسکو مرتبے اور درجہ مین بخاری شریف سے کم نہین سمجھتے۔ یہی رنگ حضرت کے مقلدین ومعتقدین کا ہے کہ اپنے پیر ومرشد کے نقش قدم پر چلکر اپنی تالیفات و تصنیفات مین آل رسول اور اقربا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر و تذلیل کو شعار ایمان سمجھتے ہین۔ جیسا کہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی نے الفاروق والمامون وغیرہ مین بہت کچھ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین سوء ادبی کی ہے۔ چنانچہ الفاروق حصہ اول مین بضمن خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ وغیرہ اہلبیت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت تحریر فرماتے ہین کہ

"اگر بنی ہاشم کی سازشین قائم رہتین تو اسیوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا۔"

اسی طرح المامون کے صفحہ ۵۴ مین رقمطراز ہین کہ

"خلیفہ مامون کو بالطبع آل پیغمبر سے نہایت محبت تھی۔ جسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ تمام پرزور بغاوتین جو اسکے عہد مین ہوئین وہ اسی مقدس خاندان کی انہی کی بدولت ہوئین۔ تاہم اُسنے ہمیشہ درگذر کیا۔"

احادیث بنی ہاشم کی شان مین

اس موقع پر ہم دو چار حدیثین درباب فضائل بنی ہاشم کتب اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہین:-

پہلی عن طلحۃ بن مصرف قال کان یقال بغض بنی ہاشم نفاق اخرجہ ابوبکر بن یوسف البہلول — طلحہ بن مصرف راوی ہین کہ زمانۂ صحابہ مین کہا جاتا تھا کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے۔

(از سوانح عمری حضرت علیؑ مؤلفہ مولوی سید اللہ صاحب امرتسری صفحہ ۲۳)

دوسری عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا معشر بنی ہاشم والذی
بعثنی بالحق نبیا لو اخذت بحلقۃ باب
الجنۃ ما بدأت الا بکم اخرجہ احمد
فی المناقب اخرجہ الملا فی سیرتہ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے گروہ بنی ہاشم
قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھکو حق کے ساتھ
نبی بنا کر بھیجا ہے اگر میں بہشت کے دروازہ کی زنجیر
پکڑوں تو میں ہرگز تمہارے سوا اور کسی سے اندر داخل
ہونے کا آغاز نہیں کرونگا۔ (ایضاً صفحہ ۲۲۰)

تیسری عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال جبرئیل علیہ السلام قلبت الارض
مشارقہا ومغاربہا فلم اجد بنی اب
افضل من بنی ہاشم (اخرجہ احمد فی المناقب)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے
عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ
میں نے مشرق اور مغرب سب زمین کو الٹا لیکن
بنی ہاشم سے زیادہ افضل کسی باپ کی اولاد کو نہیں پایا (ایضاً)

بھائیو ان احادیث کو ملاحظہ فرماؤ اور جناب شبلی صاحب کی تحریرات پر غور کرو اگر جناب موصوف کے ان اقوال سے بنی ہاشم کے ساتھ ان کی مودت و عقیدت پائی جاتی ہے تو بتاؤ کیا ایسی تالیفات سے آل رسول اور عترا و اقربا احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تہجین اور احادیث نبوی کی تکذیب نہیں ہوتی۔ اگرچہ وہ حضرات جو دعویدار محبت و مودت اہلبیت ہیں وہ ان کتب و رسائل کو جو اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت سے مملو ہیں سر پر رکھتے ہیں اور نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان مصنفین کی خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے ہیں۔ لیکن جو حضرات انصاف پسند ہیں اور جنکے دل مذہبی تعصب سے پاک و صاف ہیں وہ ان کتابوں کو چشم حقارت سے دیکھتے ہیں جیسا کہ مولوی خواجہ حسن نظامی دہلوی اپنی تالیف یزید نامہ کے صفحہ ۱۲ میں جناب شبلی نعمانی

کی الیفات الفاروق وغیرہ کی نسبت یہ تحریر فرماتے ہین :-

اصل مین تلامذۂ شبلی کو محرم نامہ کے خلاف یون غصہ آیا کہ محرم نامہ مین علامۂ شبلی کو اہلبیت کی بے وقعتی کرنے والا لکھا گیا تھا۔ لیکن یہ تو ایک واقعہ ہے جس سے کسی شخص کو انکار کی مجال نہین کہ علامۂ شبلی کی عاقلانہ تحریرون نے نہایت خوبصورتی سے بنی فاطمہ کو مفسد حریص اور متمرد نیز دین کا باغی مبانی قرار دیا ہے۔ گو پیرایہ لکھنے کا ایسا گہرا اور حکیمانہ ہے کہ معمولی لکھا پڑھا کو احساس بھی نہین ہونے پاتا کہ علامہ نے کس فرقہ کے خنجر مارا مگر اس کا اثر کمزور طبیعتون اور بالخصوص کمسن کم استعداد جوانون پر یہ ہوتا ہے کہ وہ خودبخود بنی فاطمہ سے نفرت کرنے لگتے ہین چنانچہ آج ہزارہا انگریزی تعلیم یافتہ موجود ہین جو حضرت علی کو نعوذ باللہ نالائق نہ بردبار نہ اچھے کنبے والون کی حمایت کرنے والا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ ان سب کی معلومات کی بنا علامہ شبلی کی تاریخی کتابین ہین الفاروق والمامون وغیرہ کتب کو اگر کوئی شخص بہت غور سے خیال کرکے پڑھے گا تو اس کا دل خودبخود قبول کرے گا کہ مین نے محرم نامہ مین جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک لکھا ہے۔

غرضکہ تصدق خوبی مین یہ دو ایک جملے مین نے اپنے بیان کی تائید مین بطور نمونہ نقل کئے ہین ورنہ ابتدا سے انتہا تک کل کتاب کا یہی رنگ ہے۔

اب جناب شاہ صاحب قدس سرہ کا طرز مناظرہ بھی ملاحظہ فرمایا جائے کہ خداے پاک تو ارشاد فرماتا ہے :- طرز مناظرہ

پہلی آیت ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن (پ ۱۴- س نحل- ع ۱۶)

تم اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے لوگون کو بلاؤ اور بحث و مباحثہ کرو تو اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو۔

دوسری آیت ولا تجادلوا اهل الکتاب الا بالتی هی احسن پ ۲۱ س عنکبوت — [illegible]

بخلاف ان احکام پاک کے حضرت ممدوح شیعیان علی ابن ابیطالب کو شیعیان عبداللہ بن سبا کے نام سے جو ایک کافر یہودی تھا ملقب فرماتے ہین حالانکہ بروے عقاید امامیہ وہ وہ غالی تھا جسکو جناب امیرالمؤمنین علی مرتضی علیہ السلام نے اسکے غلو کی وجہ سے تین دن قید رکھا اور جب اسنے اپنے عقاید باطلہ سے انحراف نہ کیا تو اسکو آگ مین جلوا دیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین یہ روایت ہے :-

عن عبد الله بن شريك العامري	عبداللہ بن شریک العامری اپنے والد سے ناقل ہین کہ
عن ابيه قال اتي علي بن ابي طالب	جناب امیر علیہ السلام سے لوگون نے بیان کیا کہ یہان مسجد کے
[illegible]	[illegible] ایک گروہ ہے جو آپکی نسبت یہ خیال کرتا ہے کہ
يزعمون انك ربهم فدعاهم فقال لهم	آپ انکے خدا ہین جناب امیر نے انکو اپنے سامنے بلوا کر کہا کہ تم ہلاک
[illegible]	ہو جاؤ تم کیا کہتے ہو وہ لوگ سب کہنے لگے آپ ہمارے
[illegible]	رب ہین [illegible] اور آپ ہمارے رازق ہین آپ نے
[illegible]	[illegible] مین تو تمہارے مانند ایک بندہ ہون
[illegible] اطعته اثابني الله وان عصيته	مین بھی [illegible] کھاتے پیتے ہو اگر مین خدا کی
ان يعذبني فاتقوا الله وارجعوا	کی اطاعت کرونگا تو انشاء اللہ وہ مجھے ثواب عطا کریگا اور اگر مین
فابوا فطردهم فلما كان	[illegible] کرونگا تو ڈرتا ہون کہ وہ مجھے عذاب کرے تم اللہ سے ڈرو اور
الغد غدوا عليه فجاء قنبر	باز آؤ انھون نے انکار کیا تب امیر علیہ السلام نے ان کو اپنے
فقال والله رجعوا يقولون ذلك	پاس سے نکال دیا دوسرے دن وہ پھر آئے قنبر نے آکر عرض کیا کہ وہ لوگ
الكلام فقال ادخلهم علي	آج پھر آئے ہین اور وہی بات کہتے ہین آپ نے فرمایا انکو میرے پاس لے آؤ

فقالوا مثل ما قالوا وقال لهم مثل ما
قال الا انه قال انكم ضالون مفتونون
فابوا فلما كان اليوم الثالث اتوه فقالوا
لهم مثل ذلك القول فقال لهم والله لئن
قلتم لاقتلنكم باخبث قتلة فابوا الا
ان يثبتوا على قولهم فخد لهم اخدودا
بين باب المسجد والقصر واوقد فيه نارا
وقال انى طارحكم فيها او ترجعون فابوا
فقذفهم. اخرجه الذهبي في الملخص
(ارجح المطالب صـ...)

میرے پاس لے آئے اُنھون نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی
اور آپ نے بھی اُن سے وہی بات کہی جو پہلی کہی تھی مگر اُسکے ساتھ
یہ بھی کہا کہ تم گمراہ اور فتنہ انگیز ہو اُنھون نے پھر بھی انکار کیا
تیسرے روز پھر لوگ جناب امیرؑ کے سامنے لائے گئے آپ نے
فرمایا کہ اگر تمنے پھر وہی بات کہی تو مین تم کو نہایت بری حالت
سے قتل کرونگا اُنھون نے پھر انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت
رہے۔ آپنے اُنکے لئے مسجد اور قصر کے درمیان گڑھا کھدوا کر
اس مین آگ جلوائی اور فرمایا اب بھی تم باز آؤ ورنہ مین تم کو
اس گڑھے مین ڈالدونگا وہ لوگ اپنی ہٹ پر اڑے رہے
آپنے ان کو اسمین ڈلوادیا۔

علماے کرام شیعہ سے اشرار اصحاب کی نسبت جو مطاعن کتب صحاح سے لیکر پیش کیے ہین حضرت اُن کا جواب دینے سے پہلے علماے کرام شیعہ کی شان مین یہ الفاظ تحریر فرماتے ہین :-

باید دانست که بعد از تتبع و استقرا
معلوم شد که در عالم هیچکس نبوده است الا از
زبان بدگویان و عیب جویان بطعن و قدح
او جاری شد بلکه حرف در جناب کبریا الٰهی ست
و معلوم ست که معتزله بتقریب انکار
عصمت انبیا هیچ پیامبرے را از ابتداے
حضرت آدم تا حضرت پیغمبر نگذاشته اند که نسبت کبائر

جاننا چاہیے کہ بعد ملاحظہ کتب و تلاش بسیار
معلوم ہوا کہ دنیا مین کوئی ایسا شخص نہین گذرا جس پر
بدگویون نے زبان درازی اور عیب جویون نے نکتہ چینی
نہ کی ہو۔ حتی کہ خدا پر بھی بہتان کیا ہے۔ اور
معتزلہ نے عصمت انبیا سے انکار کرکے
از حضرت آدمؑ تا جناب ختم الانبیاء
کسی کو نہین چھوڑا کہ اُن کو گناہ صغیرہ و کبیرہ سے

بجناب ایشان نسبت نہ کردہ لیکن بر عاقلان — متہم نہ کیا مولیان عقلا سے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ
پوشیدہ نیست کہ این ہمہ عوعو سگان — اس الزام کی وقعت بالکل ایسی ہی ہے جیسے چند
نسبت بہ نور افشانی ماہ است اصلا نقص — کی روشنی دیکھکر کتے بھونکنا شروع کردیتے ہین
منزلت آن بزرگان نمی کند — لہذا اسی طرح ان بدگویون اور زبان درازون کی
(تحفہ صفحہ ۲۲) — عیب جوئی سے ان بزرگون کی عزت پر کوئی دھبہ نہین آ سکتا

یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ امامیہ خاک پر سجدہ کرتے مین اور خاک کربلا سے معلے کو طاہر سمجھتے
ہین حضرت قدس سرہٗ اس خاک پاک کی توہین اسطرح کرتے ہین کہ

اہلسنت از سجدہ کردن بر خاک احتراز — اہلسنت خاک پر سجدہ کرنے سے پرہیز
ندارند و در نہادن مہر خاک در مقام سجدہ — نہین کرتے ہین مگر اس مین بہت تہمات
اوہام بسیار راہ می یابد اول آنکہ مہر نہادن — ہین مہر کا رکھنا کفار و منافقین کی خصائل
خاصہ کفار و منافقین ست چنانچہ شعرائے — سے ہے چنانچہ شعرائے اہلسنت نے
اہلسنت این مضامین را بہ نظم آوردہ اند شعر — اس مضمون کو اسطرح نظم کیا
گفتہ است

رباعی

از بغض و حسد مدام دل پاک است — ہمیشہ بغض و حسد سے دلکو پاک رکھنا اچھا ہے
وین شیشۂ صاف تر ز افلاک بہ است — کہ یہ آئینہ افلاک سے بہتر ہے
بر مہر نماز میگذارد شیعی — مہر پر شیعہ سجدہ کرتے ہین
یعنی کہ دہان سگ پر از خاک بہ است — یعنے کتے کا منہ پر از خاک اچھا ہے

اسی طرح یہ رباعی بھی (نقل کفر کفر نباشد) تحریر فرماتے ہین :-

حق شیعہ ترا بگویم تا چند ؛ گر عاقلی این نکتہ ترا بس ہستند
خاکے کہ کند سنی ازو استنجی ؛ اینہا ببرند و سجدہ برو بکنند

اب ناظرین غور کرین کہ ناظرہ کے متعلق اللہ جل شانہٗ کیا ارشاد فرماتا ہے اور جناب شاہ صاحب جو عمدۃ المناظرین زبدۃ المتکلمین افتخار المفسرین خاتم المحدثین اور حافظ قرآن ہین کس طرح خداوند تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہین اور اپنی عقیدت کا اظہار کس حسن سے فرماتے ہین کہ اُس خاک پاک کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کا خون ملا ہوا ہے جس مطہر زمین کی سرخ مٹی حضرت جبرئیل نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاکر دی تھی اس مٹی کو کس کاوش سے تشبیہ دیتے ہین غرض بات یہ ہے کہ جناب شاہ صاحب کی توصیف مین میری زبان قاصر ہے ۔ ع

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام ؛ بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آخر اسی تحفہ کی برکت سے جناب شاہ صاحب نہ صرف اپنی ہی بلکہ اپنے ہمسرون نیز اپنے سلفا کی بدنامی کے باعث ہوے ۔

قصہ مختصر تحفہ کے کسی حرف اور کسی لفظ سے جناب شاہ صاحب کا یہ ارشاد کہ حسبۃ للہ تعالیٰ باین رسالہ پرداختہ شد صادق نہین آتا بلکہ جو مقاصد و اغراض اس تالیف سے تھے وہ شیعون سے مخفی نہین ہین ۔ ع

بوے یوسف کرد بینا دیدہ یعقوب را ؛ ورنہ این باد صبا چشم کسے بینا نہ کرد

عالیجناب! مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اِس تالیف سے بجز اسکے کہ مذہب اہلسنت والجماعت کا پردہ فاش ہو اور علماے اہلسنت کا تعصب ظاہر ہو اور اکثر صحابہ کے ایمان واعمال کے حالات الم نشرح ہون اور کچھ حصول نہ ہوگا کیونکہ جب خود جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی غرض سے خداتعالیٰ کے عادل ہونے اور انبیا و مرسلین علیہم السلام کی عصمت سے انکار کیا اور قیدیان بدر سے

فدیہ لینے پر آیہ کریمہ

لولا کتاب من الله سبق لمسّکم — اگر تحریر خدا پہلے سے نہ ہوگی ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے

فیما اخذتم عذاب عظیم (پ ۱۰ س انفال ع ۹) — اُسکے بارے مین تمپر بڑا سخت عذاب واقع ہوتا۔

اور دیگر آیات عتاب آمیز کا مورد محبوب خدا شاہ انبیا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا (معاذ اللہ من ذلک) اور جناب خلافت مآب حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خاطر آیہ وانی ہدایہ

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا — اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہین کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے

وحی یوحی (پ ۲۷ س النجم ع ۱) — وہ نہین ہے مگر وحی جو اُس کی طرف نازل کیجاتی ہے۔

کی تفسیر اسطرح کی کہ "جمیع اقوال پیغمبر درست باطل ست بدلیل عقلی و نقلی" اور طرح طرح کی خطائین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام و اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانب (نعوذ باللہ من ذلک) منسوب کین جنکا ذکر ہم آیندہ موقع و محل پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

بااین ہمہ اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے مین قاصر اور عاجز رہے۔ شاہ صاحب تو درکنار خود حضرت کے خلفا بھی جنھون نے اپنے عہد خلافت مین اپنی ذات سے فضائل منسوب کرنے کی غرض سے جھوٹی حدیثین بنانے کے صلہ مین واضعان حدیث کو بیشبہا جاگیرات مناصب و مراتب عطا کئے اور احادیث فضائل جناب امیر المومنین علیہ السلام کے چھپانے اور مٹانے مین اور صدہا احادیث معائب (معاذ اللہ) اہلبیت اطہار کی طرف نسبت دینے کے لیے وضع کرانے کی فکر مین ہمہ تن مصروف و کوشان رہے جیساکہ تواریخ اہلسنت مثل تاریخ ابو الحسن مدائنی۔ و تاریخ مسعودی و تاریخ ابو الفدا و طبری وغیرہ مین ہے کہ امیر معاویہ نے حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کے حق مین بے شمار وضعی حدیثین بنوائین۔ ان تمام احادیث کو اپنی سلطنت کے تمام حصون مین بھیجکر تاکیدی حکم جاری کیا کہ

موضوع حدیث آل رسول کے مذام لئے واللہ یہ بر لکھے گئے ہین

جمعہ کو ان احادیث کا وعظ کیا جاے اور طلبہ کو ان کا درس دیا جائے۔ آخر رفتہ رفتہ اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل گم ہوتے گئے اور اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی بزرگیون کا چرچا ہوتا گیا اور شیخ ابوجعفر اسکافی اور ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ بنی امیہ کے زمانہ خلافت مین وگون کو انعام واکرام دے کر اصحاب ثلاثہ اور خلفاے بنی امیہ کی فضیلت اور آل رسول اور اولاد بتول کی مذمت مین بے شمار احادیث وضع کرائی گئین حتی کہ تقریباً سو برس تک علیؑ اور اولاد علیؑ پر مسجدون مین بالاے منبر تبرے ہوتے رہے جیساکہ تاریخ الخلفا امام جلال الدین سیوطی مین ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

کان بنوامیة یسبون علی بن	بنی امیہ کا قاعدہ تھا کہ خطبون مین
ابی طالب فی الخطبة فلما ولی عمر	حضرت علی کی شان مین بے ادبی کیا کرتے جب عمر
بن عبد العزیز ابطله وکتب الی نوابه	بن عبد العزیز حاکم بنا تو اُسنے اپنے عمال اور
بابطاله وقرء مکانه ان الله	حکام کے نام فرمان جاری کئے کہ ایسا نہ کیا جائے
یامر بالعدل والاحسان الایه	اور بجائے اُن نا ف ادب الفاظ کے حکم دیا کہ
فاستمرت قراءتها فی الخطبة الی الان	یہ آیت پڑھی جائے ان اللہ یامر بالعدل
صفحہ ۱۶۰ تاریخ الخلفا مطبوعہ محمدی لاہور ۱۳۰۹ھ و ۱۸۹۲ء	والاحسان الخ

چنانچہ اس کی تعمیل ہوتی چلی آئی لیکن مفسدون اور فتنہ پردازون کو خاندان رسالت و نبوت سے ایسی قلبی عداوت تھی کہ ان کے فضائل ومراتب کا سننا تو درکنار اُن کے مداحین و منسوبین پر طرح طرح کی تکالیف کو روا رکھتے تھے۔ اور آل رسول کی مودت وعقیدت رکھنے کے جرم مین ان کو برسون مقید کرتے تھے اور انواع واقسام کے ظلم وستم کے ساتھ ہلاک کرتے تھے۔ مگر بفحواے آیہ کریمہ

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم — وہ تو یہ چاہتے ہین کہ خدا کا نور اپنے منھ سے بجھا دین

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ٥ — اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون

پ ۲۸۔ س الصف۔ ع ۱ — کو برا لگے۔

گل مراد شگفتہ نہ ہوا۔ چنانچہ احمد بن حنبل نے مسند مین لکھا ہے کہ "لوگون نے حضرت علی کی بزرگیون کو عداوت کیوجہ سے بہیترا چھپایا بلکہ آپ کی مذمت مین نہایت کوشش کی مگر پھر بھی حضرت کے فضایل کی کثرت حیرت انگیز ہے"

پس جب ایسا ارادہ کرکے بڑے بڑے شناور اس دریاے ناپیدا کنار سے بفحواے ؎

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

عبور نہ کر سکے تو شاہ صاحب کیا اور ان کی سعی کیا۔ بلکہ جسقدر نور خدا کے بجھانے مین سعی و اہتمام کیا گیا اسیقدر ان خاصان خدا کا نام روشن اور نور حقیقت کا دریا موجزن ہوتا گیا ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد — ہر آنکس پف زند ریشش بسوزد

گو باد مخالف چلا کی۔ مزاحمت ہوا کی۔ مگر خاص و عام کی نظر مین ان کی توقیر و منزلت یہ بڑھی کہ خداے پاک نے ان کے فضائل و مناقب خود انھین کے مخالفین اور معاندین کی زبان اور قلم سے ظاہر کرا دیے اور ان کے دشمنون اور حاسدون کے معائب و مثالب کی روایتین۔ حدثین۔ اور تفسیرین۔ انھین کے محدثین و مفسرین و متکلمین اور خاص امام محمد اسمعیل بخاری و مسلم نیساپوری کے قلم سے لکھوا دین ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد — خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ ست

حالانکہ کسی اہل مذہب سے جو کہ اپنے پیشواؤن کی بزرگیون اور فضیلتون کا معتقد ہو اس سے ان کے معائب کی روایات کی توقع رکھنا یا جس کسی کے معائب کا وہ معتقد ہو اسکے فضائل کے اقرار کی

اُمید رکھنا بیجا ہے لیکن خداے پاک نے اپنی حجت تمام کرنے کی غرض سے اہلسنت کو مجبور کردیا کہ انھون نے اپنے اصحاب وحین کی برائیون کو خود ہی روایت کیا ہے. جیسا کہ جناب قبلہ وکعبہ صوارم مین تحریر فرماتے ہین :-

هرچند از اہل مذہبے کہ روایات مطاعن شخصے کند توقع روایات فضائل آن شخص داشتن بیجاست وہمچنین بالعکس لیکن جناب حق سبحانہ تعالی اتماما للحجۃ قلوب مخالفین جناب امیر المومنین علیہ السلام را چنان مسخر گردانیدہ کہ باوجود اینکہ بنا بر تقرب سلاطین بنی عدی وتیم وبنی امیہ اخبار فضائل آنجناب را بسیار وضع نمودہ اند چون دروغگو را حافظہ نباشد ہمان مخالفین از غایت نافہمی باعجاز جناب امیر المومنین باز مثالب اصحاب ثلثہ واتباع ایشان را ہم مذکور ساختہ اند وعلماء ومحدثین ایشان چنین احادیث واخبار را در کتب مصنفات خود مندرج فرمودہ اند

ہرچند کسی اہل مذہب سے کہ جو کسی شخص کے مطاعن کی روایت کرے. اُس سے اُسی شخص کے فضائل کے روایت کی توقع لینا بیجا ہے. اور اسی طرح اسکا عکس خلاف توقع واُمید ہوگا لیکن اللہ تعالی نے اپنی حجت کے پورا کرنے کی غرض سے جناب علی مرتضی کے دشمنون کے دلون کو ایسا مسخر کیا تھا کہ باوجود اسکے کہ انکو بنی عدی وتیم وامیہ کے بادشاہون سے تقرب حاصل تھا بہت سی روایات انکے فضائل مین وضع کین اور چونکہ جھوٹے کو کہی ہوئی بات یاد نہین رہتی اسلئے جملہ مخالفین نے اپنی نہایت ناسمجھی سے اور جناب امیر علیہ السلام کے اعجاز سے اصحاب ثلثہ اور اُنکے تابعین کے معائب بیان کیے ہین اُنکے علما اور محدثین نے ایسی حدیثین اور روایتین اپنی اپنی کتابون اور تصنیفون مین درج کی ہین

پس آپ جناب شاہ صاحب اور مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی وغیرہ کے کلام کو صحیح باور کرکے انھین کی طرح جھوٹی روایتون اور وضعی حدیثون سے مذہب اہلسنت والجماعت کو اپنی سحر بیانی سے سچا بتانے کی سعی کرینگے تو ہم بھی اُنھین کے اقوال سے بلکہ کل محققین ومحدثین اہلسنت بالخصوص جناب امام بخاری ومسلم کی زبان قلم سے اُن کا باطل ہونا اسلامی دنیا پر ثابت کردینگے جس سے

منکشف ہو جائے گا کہ خدا کے نزدیک کون ہدایت پر ہے اور کون ضلالت مین جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

ربی اعلم من جاء بالھدی ومن ھو فی ضلال مبین ط پ ۲۰ س قصص

میرے پروردگار کو خوب معلوم ہے کہ اسکی طرف سے کون دین حق لیکر آیا ہی اور کون صریح گمراہی مین پڑا ہے۔

واضح ہو کہ اس تالیف سے مجھے اپنے بھائیون کا دل دکھانا یا مجادلہ و مکابرہ کرنا یا اصحاب کرام پر نکتہ چینی کرنا مقصود نہین ہے بلکہ مہذبانہ و مودبانہ طریقہ سے اپنے بھائیون کو ہوشیار کرنے کے لئے وہ اسناد جو اصحاب کرام کے آمنوا وعملوا الصالحات کے منافی ہین پیش کرکے گویا ان کی تصویر ان کو دکھانا چاہتا ہون۔ لہذا جو روایتین و حدیثین بغرض تردید کتب اہلسنت سے نقل کی جائین گی اگر وہ فی نفسہ سخت اور مکروہ ہون تو اُن اسناد کے پیش کرنے مین بموجب ارشاد جناب شاہ صاحب :۔

درین رسالہ انچہ در باب مطاعن صحابہ و ازواج خیر الانام مذکور شود لازم آید کہ راقم این حروف را ازان بری الذمہ شناسند و فارغ العہدہ انگارند زیرا کہ اصل کلام درین رسالہ مبنی بر اصول اہلسنت و روایت ایشان ست

اس رسالہ میں جو کچھ دربارہ مطاعن اصحاب کرام وازواج مطہرات ذکر کیا جائے اُس سے مجھے بری الذمہ سمجھین۔ کیونکہ اصل کلام اس رسالہ مین اہلسنت کے اُصول اور اُن کی روایات پر مبنی ہے۔

مجھے معذور سمجھین۔ اسلئے کہ وہ اسناد و روایات بعینہ انھین کی کتب سے ماخوذ ہین ؎

حافظ بخود نپوشید این خرقۂ مے آلود اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را

اگر اسپر بھی ہمارا ایسی روایات کا نقل کرنا اور تاریخی واقعات کا بیان کرنا ناگوار خاطر ہو تو بقول سعدی ؎ "ہر کس از دست غیر نالہ کند ؛ سعدی از دست خویشتن فریاد" ؛ حضرت پیر و مرشد ہی کو دعائے خیر سے یاد کرین۔

اہلسنت تحقیق حق سے گریز کرتے ہین

المختصر اگر برادران اہلِ سنت کو واقعی تحقیق حق منظور ہوتی تو تحفہ کے روشن جوابات اُنکے لئے چراغ ہدایت تھے لہذا علما و فضلاء اہلسنت پر لازم تھا کہ اُن جوابات کو ملاحظہ فرماتے اور شاہ صاحب کے سوالات اور علماے امامیہ کے جوابات پر کافی غور کرتے تاکہ حق و باطل مین تمیز ہوجاتی اور اس تیرہ سو برس کے قضیہ کا اِس طرح فیصلہ ہوجاتا کہ یا باثبات حقیت مذہب اہلسنت ہمکو اپنے مذہب مین شامل کر لیتے یا خود مذہب حقہ اثنا عشریہ مین داخل ہوجاتے۔ مگر اس سے اُنھون نے گریز کیا۔ کیونکہ تحفہ کے جوابات دیکھنے اور سُننے سے اُن کے پیشواؤن کے کارنامے اور بدعنوانیان طشت از بام ہوتی تھین اور مذہب بھی رخصت ہوتا تھا۔ بنا برین یہ سمجھ کر کہ ؎

جانتا ہون ثوابِ طاعت وزہد ۔۔۔ پر طبیعت ادھر نہین آتی

خاموش ہو رہے۔ چنانچہ کتاب لاجواب عبقات الانوار کے متعلق جناب مولوی مرزا عابد علی بیگ صاحب قزلباش اپنی مفید تالیف الموسوم بہ "آیاتِ جلی فی شانِ مولانا علی" مین یہ حکایت تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"مولوی مقرب علی صاحب رئیس جگراؤن نے مجھ سے فرمایا کہ مقام گجرات و پنجاب مین میرا قیام تھا۔ ایک عالم اہلسنت سے راہ و رسم ہوگئی وہ اکثر تشریف لایا کرتے تھے ایک روز عبقات الانوار پر اُن کی نظر پڑی اُسکے مطالعہ کا اشتیاق ظاہر کیا مین نے کتاب حوالہ کردی دیکھتا کیا ہون کہ دوسرے روز کتاب بغل مین لئے چلے آتے ہین۔ مین نے پوچھا کہ آپ اِس کتاب کا مطالعہ فرما چکے وہ بیچارے سیدھے سادے سنی مسلمان فرمانے لگے "حضرت! مجکو معلوم ہوگیا یہ کتاب ایسی ہے جس کو پڑھ کر آدمی سُنی نہین رہ سکتا۔ لہذا مین اُس کو واپس لے آیا ہون اب نہ پڑھونگا"

پس یہ تیرہ سو برس کا جھگڑا بروز فردا عادلِ حقیقی ہی مٹائے گا جیسا کہ خود ارشاد

فاللہ یحکم بینھم یوم القیامۃ   پس اللہ ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا

فیما کانوا فیہ یختلفون ۵ (پ۱ س بقرہ) جن مین اُن کو اختلاف ہی۔

اِس صورت مین مصنفین و مولفین اہلسنت کا سیکڑون کتابین اور ہزارون رسالے تصنیف و تالیف کرنا واقعی بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالنے پر مبنی ہے جس کا مواخذہ اُن سے ضرور ہوگا۔ قولہ تعالیٰ :۔

ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم   یہ لوگ اپنے (گناہ کے) بوجھے تو یقینی اُٹھائین ہی گے اور اپنے

ولیسئلن یوم القیامۃ عما کانوا یفترون   بوجھون کے ساتھ (جنھین گمراہ کیا) اُنکے بھی) اُٹھائینگے۔ اور جو

(پ۲۰ س عنکبوت ع ۱)   افترا پردازیان یہ لوگ کرتے رہے قیامت کے دن اُنسے ضرور بازپرس ہوگی

غرض حقیت مذہب اہلسنت و الجماعت کی نسبت آپکے دلائل عقلی و شواہد نقلی وہی ہونگے جو تحفہ اور منتہی الکلام وغیرہ مین مذکور ہین اور جنکو علمائے کرام شیعہ رد کرچکے ہین اور مین بھی بعون اللہ تعالیٰ ایات بیّنات کی بدولت قند مکرر کے طور پر اُن کی توضیح و تشریح کرتا ہون۔

الحمدللہ کہ مین نے اپنی تحقیق مین مذہب امامیہ اثناعشریہ کو مطابق کلام الٰہی و احادیث نبوی سچا اور مذہب اہلسنت والجماعت کو جھوٹا پایا۔ خدا کرے کہ میرے سُنی بھائی جو اپنے کو ہدایت یافتہ اور ہم کو گمراہ جانتے ہین اِس کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائین۔ صدق نیت شرط ہے خدا توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اچھا ہو اور بہت اچھا ہو کہ اب بھی اپنے عقائد کی اصلاح کرین اور صراط مستقیم اختیار فرمائین وما علینا الا البلاغ

اور یہی دعا میری اپنے سب بھائی بھتیجون اور کل مومنین و مومنات کے بارے مین ہے کہ اپنے ایمان و عقائد پر قائم رہین اور الحمدللہ وہ پاک عقیدہ یہ ہے

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا   نبی رسول و بعد حیدر کرار ؑ

بدتمنان منشین حافظا! تولاکن　　　نجات خویش طلب کن بجان ہشت وچہار

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ۵

حق سبحانہ تعالیٰ کی حمد و شکر اس امر پر کرتے ہیں کہ اُس نے ہم کو راہ راست کی توفیق عطا فرمائی اگر وہ ہماری ہدایت نہ فرماتا تو ہم راہ راست پر نہ ہوتے

اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد

ای اللہ درود بھیج محمد اور آل محمد پر

قَالَ

یہ سب پر ظاہر ہے کہ دونون مذہب کا اختلافی مسئلہ معاملہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کا ہے کہ اہل سنت اُن کو اچھا جانتے ہین اور شیعہ اُن کو بُرا سمجھتے ہین بلکہ جس طرح پر اہلسنت ان کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلے و افضل او ایمان و اسلام مین سب سے بہت اور کامل جانتے ہین اوسی طرح پر شیعہ اُن کو سب سے زیادہ تر برا اور خراب حتی کہ کافر و مرتد کہتے ہین پس درحقیقت یہی ایک مسئلہ ایسا ہے جسپر دونون مذہب کی حقیت اور بطلان کا مدار ہے۔ یعنی اگر موافق اصول مذہب اہلسنت کے صحابہ کا ایمان اور اسلام مین کامل ہونا اور مرتے دم تک اُن کا ثابت قدم رہنا ثابت ہوگیا تو بلاشبہہ سنیون کا مذہب حق اور شیعون کا مذہب باطل۔ اور اگر برخلاف اسکے ان کا کافر و مرتد ہونا ... معلوم ہوا تو شیعون کا مذہب سچا اور سنیون کا مذہب جھوٹا ہے۔ اس واسطے ہم اول صحابہ کے فضائل بیان کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو ثابت کرینگے پھر جواب مطاعن کا جو صحابہ کی نسبت امامیہ کرتے ہین دینگے آیات بینات صفحہ ۳

شایقین ... دونون ... حصہ ... علائی ... رلی

اقول

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فضیلت صحابہ کرام [illegible] قرآن وحدیث [illegible]

[illegible]

[illegible] ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی [illegible]

[illegible]

وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کر لیا کرو۔

(پ ۶ س مائدہ ع ۲)

[illegible]

مبنی علی القرأتین المشہورتین فی قولہ	ابن کثیر اور حمزہ اور ابو عمر اور عاصم
وارجلکم فقراء ابن کثیر وحمزۃ وابو عمر	نے روایت ابوبکر میں ارجلکم کے لام کو
وعاصم فی روایۃ ابی بکر بالجر عنہ	زیر پڑھا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۵۵۴ و ۵۵۶ مطبوعہ مصر)

اسی طرح رفع نجاست کیلئے حسب احکام الٰہی واحادیث حضرت رسالت پناہی پانی مخصوص ہے اور اُسی سے طاہر کرنے کا حکم ہے جیسا کہ امام شافعی فرماتے ہیں:۔

"پاک کرنے والا پانی ہے دوسری چیز اُس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی"

اور تفسیر فتح العزیز جلد سوم صفحہ (۲۲۴) میں ہے۔

ہمان بزرگ یعنی جبرئیل علیہ السلام بعد	حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان
از تعلیم این آیات پائے خود را بر زمین زد و چشمہ	آیتوں کو پڑھانے کے بعد زمین پر اپنا قدم مارا
آب روان پیدا شد آنحضرت را طریقۂ طہارت و	تو پانی کا چشمہ نکلا اور پانی سے آپ کو طریقۂ طہارت
وضو و استنجا بیاموخت۔	وضو و استنجا سکھایا۔

بخلاف اسکے حضرت عمر استنجا بجاے پانی کے ڈھیلے سے کیا کرتے تھے جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں:۔

و روی ابوبکر عن یسار بن نمیر	یعنی ابوبکر نے یسار بن نمیر سے روایت کی ہے
کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحائط	کہ جب حضرت عمرؓ پیشاب کرتے تھے دیوار یا پتھر
او حجر و لم یمسہ الماء (ازالۃ الخفا)	پونچھتے تھے پانی سے پاک نہیں کرتے تھے۔

اسی بنا پر اہل سنت بھی ڈھیلا استعمال کرتے ہیں۔

اسی طرح مسئلہ میراث میں شیعہ حسب آیہ کریمہ:۔

يوصيكم الله فی اولادکم للذکر — ترجمہ تم لوگوں کو تمہاری اولاد کے حق میں وصیت کرتا

مثل حظ الانثيين (پ۴۔ س نسا۔ ع۱) — ہو کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

اولاد انبیا علیہم السلام کو ان کے مال کا وارث ٹھہراتے ہین لیکن اہلسنت حضرت ابوبکر صدیقؓ

خلیفہ اوّل کے اِس قول کے بموجب

عن ابی بکر الصديق قال قال — حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیان ہے کہ

رسول الله صلى الله عليه واله — فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم گروہ

وسلم نحن معاشر الانبياء لا نرث ولا نورث — انبیا نہ کسیکے وارث ہوتے ہین نہ دوسرے لوگ ہمارے مال کے

ما تركنا صدقة — اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ تصدق ہے۔

اس وراثت کے منکر ہین۔ شیعہ خلفا، کے اس عمل کو جو اُنھون نے خلاف حکم خدا بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو میراث پدری سے محروم کر دیا تھا۔ خلاف حق سمجھتے ہین اور اہلسنت اپنے خلیفہ صاحب کے حکم کو عدل و انصاف سے تعبیر کرتے ہین چنانچہ اس کی مفصل بحث جلد دوم مسئلہ میراث انبیا، مین کی جائے گی انشاء اللہ المستعان۔

اب فرمائیے کہ "حَسْبُنا کتاب اللہ" کہنے والون نے بیٹی کو باپ کے ترکہ سے آیا کتاب خدا کی بنا پر محروم کر دیا تھا یا اپنی خاص مصلحت و حکمت کی وجہ سے۔ اس بارے مین اہلسنت فرمان الٰہی پر چلتے ہین یا اپنے خلیفہ صاحب کے حکم پر۔ پس یہ سب اختلافات اس سبب سے ہین کہ ائمہ اثنا عشر کے احکام پر عمل نہین کیا جاتا جو بحکم خدا و رسول اوصیا اور خلفاے برحق ہین اور سب کی شریعت شریعت مصطفوی ہے۔

اِسی طرح مسئلہ جبر و اختیار مین بھی اختلاف ہے یعنی امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ

لا جبر ولا تفويض بل امر — نہ تو افعال عباد مین بالکل جبر ہے اور نہ بالکل تفویض بلکہ

بین الامرین	انھین دو کے درمیان مین ایک امر ہے۔

یعنی بندہ ایسا صاحب اختیار نہین ہے کہ خدا کی قدرت اور اُسکے اختیار سے باہر ہو جائے نہ ایسا ناچار و مجبور ہے کہ کچھ کر ہی نہ سکے اور اسکے ہر فعل کا فاعل خداے پاک ہی ہو۔ بخلاف اسکے اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے فعل مین مجبور ہے اُسکے ہر فعل نیک و بد کا فاعل خدا ہے اور بندون کے جملہ افعال بارادت الٰہی واقع ہوتے ہین اور خیر و شر معصیت۔ ہدایت۔ ضلالت شرک و ایمان بحکم الٰہی ہین بلکہ مشکوٰۃ شریف مین تو یہان تک ہے کہ خدا بندے کو دوزخ یا جنت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اُس سے اعمال بھی ویسے ہی کراتا ہے وہ روایت یہ ہی:۔

وعن مسلم بن یسار قال سئل عمر	مسلم بن یسار سے روایت ہے کہ عمر
بن الخطابؓ عن ھذہ الایۃ واذ	بن الخطاب سے اس آیت کے متعلق (جب
اخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم	پروردگار نے بنی آدم کی پشت سے اُن کی اولاد
ذریتھم الی آخر الایۃ قال عمر	پیدا کی) استفسار کیا تو جواب دیا کہ مین نے سُنا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ اسی آیت کے بارے مین کسی نے رسول اللہ
والہ وسلم یسال عنھا فقال	سے سوال کیا تھا اُن حضرت نے فرمایا بتحقیق
ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظھرہ	جب آدم کو اللہ نے پیدا کیا اور اُن کی پشت پہ
بیمینہ فاستخرج منہ ذریتہ	داہنی جانب اپنا ہاتھ پھیرا اور اسین سے اُنکی
فقال خلقت ھؤلاء للجنۃ	اولاد خلق کی تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ مین نے اِن کو
وبعمل اھل الجنۃ یعملون	جنت کیلئے اور اہل جنت کے اعمال کرنیکیلئے پیدا کیا ہے پھر اُنکی
ثم مسح ظھرہ فاستخرج منہ ذریتہ	پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اسمین سے اُن کی اولاد
فقال خلقت ھؤلاء للنار	پیدا کی تو فرمایا کہ مین نے اِنکو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے،

وبعمل اهل النار یعملون فقال — اور یہ لوگ دوزخیوں کے مانند اعمال کریں گے پس

رجل ففیما یعمل یا رسول الله فقال — ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر کس واسطے عمل

رسول الله صلعم ان الله اذا خلق — کرتا ہے فرمایا بتحقیق خداوند عالم جب بندے کو

العبد للجنۃ استعمله بعمل اهل — جنت کے واسطے خلق کرتا ہے تو اس سے اہل جنت

الجنۃ حتی یموت علی عمل من — کے سے کام کراتا ہے یہانتک کہ وہ اسی عمل

اعمال اهل الجنۃ فیدخله به الجنۃ — پر مرتا ہے۔ پس اس کو بسبب ان اعمال کے خدا

واذا خلق العبد استعمله بعمل — بہشت عطا کرتا ہے اور جب بندے کو دوزخ

اهل النار حتی یموت علی عمل من — کیلئے خلق کرتا ہے تو اس سے اعمال اہل دوزخ

اعمال اهل النار فیدخله به النار — کے سے کراتا ہے یہانتک کہ وہ جب ان اعمال پر

رواه مالك والترمذی وابو داؤد — مرتا ہے تو انھیں اعمال کے وجہ سے اس کو

مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر — دوزخ میں ڈالتا ہے

فصل دوم (صفحہ ۵۴ اشعۃ اللمعات ترجمہ [illegible] جلد اول) (مشکوۃ شریف صفحہ ۱۴)

اور اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم سے اسی باب کی فصل اول میں صاحب مشکوٰۃ نے نقل کی ہے:۔

عن عبد الله بن عمر قال — عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہا

قال رسول الله صلی الله علیه وآله — فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

وسلم ان قلوب بنی آدم کلها بین — کہ سب بنی آدم کے دل خدا کی دو انگلیوں کے

اصبعین من اصابع الرحمن کقلب — بیچ میں ہیں مثل قلب واحد کے پھیرتا ہے ان کو

واحد یصرفه کیف یشاء ثم قال — جس طرح چاہتا ہے۔ پھر کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم	خدایا دلون کے پھیرنے والے ہمارے دلون کو
مصرف القلوب صرف قلوبنا علی	اپنی طاعت کیطرف پھیر۔
طاعتك (رواہ مسلم)	(روایت کی یہ مسلم نے) (از مشکوٰۃ باب ایمان بالقدر)

اسی طرح امام فخر الدین رازیؒ نہایۃ العقول مین فرماتے ہین۔

الذی اتفق علیہ اصحابنا	یعنی امر متفق علیہ درمیان ہمارے اصحاب کے
العبد غیر فاعل بالاستقلال و	یہ ہر کہ بندہ باستقلال خیر و شر کا فاعل نہین ہے بندون
افعال العباد الاختیاریۃ واقعۃ	کے افعال اختیاری صرف قدرت خدا سے واقع ہوتے ہین
بقدرۃ اللہ وحدھا ولیس لقدرتھم	اور بندون کی قدرت کو اسمین بالکل تاثیر نہین ہے
تاثیرۃ فیھا بل اللہ سبحانہ	بلکہ خدا نے اپنی یہ عادت جاری کی ہے کہ بندون
جری عادتہ بانہ یوجد فی العبد	مین قدرت اور اختیار کو پیدا کرتا ہے۔ پس
قدرۃ واختیاراً فیکون فعل	بندون کے افعال بلحاظ ایجاد و احداث کے
العبد مخلوقا للہ ابداعا واحداثا	خدا تعالیٰ ہی کے پیدا کیے ہوے ہین اور
الی آخرہ	بندون کے مکسوب ہین۔

امام موصوف نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ آیۂ کریمہ "ربما یود الذین کفروا" کی تفسیر اس سے بھی بڑھ کر کی ہے اور وہ یہ ہے :۔

احتج اصحابنا بھذہ الایۃ	ہمارے علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہو کہ
علی انہ تعالی یصد عن الایمان	خدا بندون کو ایمان لانے سے روکتا ہو اور مکلف کے
ویفعل بالمکلف ما یکون لہ مفسدۃ	ساتھ ویسا عمل کرتا ہے جس سے اسکا دین فاسد اور
فی الدین۔	برباد ہو جائے (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ مصر)

نیز امام موصوف آیہ کریمہ

من یصرف عنه یومئذ فقد رحمه و — جس سے اُس دن (عذاب) ٹل جائے یقینی اُس پر

ذلك الفوز المبین (پ۷ س انعام ع۲) — خدا کی رحمت ہوئی اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

کی تفسیر ان الفاظ مین کرتے ہین :-

المسئلة الثانیة دلت الاٰیة علی — یہ آیت اِسپر دلالت کرتی ہے کہ انسان نہ تو

ان الطاعة لا توجب الثواب و المعصیة — عبادت کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور

لا توجب العقاب (تفسیر کبیر جلد چہارم ص۲۵) — نہ گناہوں کے سبب سے عذاب کا

رسالہ علم کلام — اِس موقع پر کچھ خلاصہ عبارت جناب شمس العلماء شبلی نعمانی کے رسالہ علم الکلام سے بھی نقل کیا جاتا ہے جسکے ملاحظہ سے اہل سنت کے مذہبی مسائل کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے :-

(۱) یہ عجب بات ہے کہ اگرچہ فرقہ حنفیہ جو تمام فرقہاے اسلام سے تعداد مین زیادہ ہے اعتقادات کے لحاظ سے ماتریدیہ ہے مگر علم کلام مین اشعریہ کے مقابلہ مین ماتریدیہ کی شہرت نہایت کم ہے اِس عدم شہرت کا یہانتک اثر ہوا کہ آج اکثر علماے حنفیہ اشاعرہ ہی کے ہم عقیدہ ہین ماتریدیہ کی گمنامی کی وجہ یہ ہوئی کہ علماے حنفیہ نے علم کلام مین بہت کم تصانیف کین۔ اِس فن مین جسقدر مشہور و معرکۃ الآرا کتابین ہین وہ شافعیہ کی تصنیفات ہین جو عموماً اشعریہ تھے۔ اِس علم کلام کے جو مہمات مسائل ہین اور جو اشعریون کے نزدیک سنت اور اعتزال مین حد فاصل ہین۔ ان کو ہم اس مقام پر امام غزالی و رازی و اشعری کے اصل الفاظ مین لکھتے ہین :-

(۲) انه یجوز علی الله سبحانه ان — خدا کو جائز ہے کہ انسان کو ایسے کام کی

یکلف الخلق ما لا یطیقون ۞ — تکلیف دے جو اُس کی طاقت سے باہر ہے

	خلافاً للمعتزلۃ	اور معتزلہ اسکے خلاف ہین
(۳)	ان اللہ عزوجل یلام الخلق وتعذیبہم	خدا کو حق ہے کہ وہ مخلوقات کو عذاب دے
	من غیر جرم سابق ومن غیر ثواب	بغیر اسکے کہ انکا کوئی پہلا جرم ہو یا ان کو
	لاحق خلافاً للمعتزلہ	ثواب لاحق ملے معتزلہ اسکے خلاف ہین۔
(۴)	انہ تعالی یفعل بعبادہ ما یشاء	خدا اپنے بندون کے ساتھ جو چاہے کرے
	فلا یجب علیہ رعایۃ الاصلح	اسکے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ کام کرے جو
	بعبادہ	مخلوقات کے لئے مناسب ہے۔
(۵)	ان معرفۃ اللہ سبحانہ وطاعتہ	خدا کا پہچاننا اور اسکی طاعت واجب ہے
	واجبۃ بایجاب اللہ وشرعہ لا بالعقل	شرع کی رو سے نہ عقل کی رو سے معتزلہ اسکے
	خلافاً للمعتزلہ	خلاف ہین

یہ عقائد انہین عبارتون کے ساتھ احیاء العلوم امام غزالی مین مذکور ہین۔

(۶)	قال اصحابنا دلت الآیۃ علی	ہمارے اصحاب (اشاعرہ) اس بات کے قائل
	انہ تعالی لا یراعی مصالح الدین	ہین کہ آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ (خدا تعالی
	والدنیا۔ (تفسیر کبیر) (وآیۃ) ولیزیدن کثیرا	دین و دنیا کی مصلحتون کا لحاظ نہین رکھتا) اور
	منہم ما انزل الیک من ربک طغیانا	یقیناً بہتون کے کفر و سرکشی اس کلام سے جو
	وکفرا (سورہ مائدہ)	تجھپر نازل کیا گیا ہے بڑھ جائے گی۔
(۷)	ان البنیۃ لیست الشرط فی الحیوۃ فالنار	زندگی کے لئے کوئی جسم یا خاص بناوٹ
	علی ما ہی علیہ یجوزان یخلق اللہ الحیوۃ	شرط نہین مثلاً خدا آگ مین عقل اور زندگی و گویائی
	والعقل والنطق فیہا وعند المعتزلۃ ذلک غیر جائز	پیدا کر سکتا ہے۔ معتزلہ اس کے خلاف ہین

لا تزید لقدرۃ العبد فی اعمالہ — آدمی کے اعمال میں قدرت کا کچھ اثر نہیں

یہ عقائد تمام کتب عقائد میں مذکور ہیں یہ وہ عقائد ہیں جو اشعریہ کے ساتھ مخصوص ہیں کئی ہوا

اور عقائد بھی ہیں جنکو امام غزالی نے احیاء العلوم کے شروع میں نقل کیا ہے اور پھر ان کی تعیین

کی ہے انتہی (منقول از رد التحفہ صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰)

یہ عقائد خلاف آیات [illegible] ہیں

غرض اہلسنت کے یہ عقائد ہیں جو ان میں سے ایک کا بھی منکر ہوگا وہ یقیناً اپنے سچے مذہب سے خارج ہو جائے گا حالانکہ عقائد مذکورہ بالا صریحاً احکام الٰہی کے خلاف ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ جا بجا اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ — خدا کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھکر تکلیف نہیں دیتا

(۲) وما اللہ یرید ظلماً للعالمین — اور اللہ عالموں میں کسی پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا

(۳) [illegible] عمل عامل منکم — میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل [illegible] نہ کروں گا

(۴) فالیوم لا تظلم نفس شیئاً ولا تجزون الا ما کنتم تعملون (پ ۲۳ [illegible] ع ۳) — آج کسی نفس پر ذرہ بھر ظلم نہ ہوگا اور تم لوگ جو دنیا میں کیا کرتے تھے [illegible]

(۵) [illegible] فھو فی عیشۃ راضیۃ و اما من خفت موازینہ فامہ ھاویۃ۔ وما ادراک ما ھیہ نار حامیہ — پس جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہو گیا وہ تو خاطر خواہ عیش میں ہوگا اور جس کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا ہے دہکتی ہوئی آگ [illegible]

(۶) وما ظلمناھم ولکن کانوا ھم الظلمین (پ ۲۵ [illegible] ع ۲) — اور ہم نے انپر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے حق میں آپ ہی ظالم ہو

اسی قسم کے متعدد آیات الٰہی اس بات پر شہادت دے رہی ہین کہ بندے بروز قیامت اپنے اعمال کی جزا و سزا پائینگے اور خدا کسی پر ظلم نہین کرتا۔ پس ایسے عقائد سے کہ جن سے خدائے عز و جل کا غیر عادل ہونا سمجھا جائے شیعہ پناہ مانگتے ہین۔

غرض مذہب امامیہ مین عدل باریتعالیٰ عین اصول دین سے ہے لیکن مذہب اہلسنت مین اس قسم کے عقائد سے خدا ظالم ٹھہرتا ہے (نعوذ باللہ منہا)

اسی سلسلہ مین صفات سلبیہ باریتعالیٰ کے متعلق ان کے جو عقائد ہین وہ بھی نقل کیے جاتے ہین

صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے۔

(۱)	عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الاخر فيقول من يدعونى فاستجيب له ومن يسألنى فاعطيه ومن يستغفرنى فاغفرله (بخاری جلد اول باب الدعا والصلوٰة)	ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر رات مین آسمان دنیا کی طرف اُتر کر کھڑا رہتا ہے۔ یہانتک کہ جب ایک تہائی رات رہجاتی ہے تو فرماتا ہے جو شخص مجھ سے دعا کرے گا مین اس کی دعا کو قبول کرونگا اور جو مجھ سے طلب کریگا وہ عطا کرونگا اور جو استغفار کرے گا مین اسکو بخشدونگا۔

اور یہی روایت مشکوٰۃ شریف مین بھی موجود ہے دیکھو صفحہ ۷۰ جلد دوم مطبوعہ لاہور ترجمہ مولوی وحید الزمان خان صاحب۔

(۲)	یا امۃ محمد ما احد اغیر من اللہ (کتاب الغیرۃ صفحہ ۱۶۳)	یعنی خدا سے زیادہ کوئی غیرت مند نہین ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح مین حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ

(۳) قالت فقدت رسول الله صلعم ليلة فاذا هو بالبقيع فقال انت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قلت يارسول الله انی ظننت انك اتيت بعض نساءك فقال ان الله ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم وكلب (جلد ۱ و صفحه ۲۰)

ایک شب مین نے رسول اللہ صلعم کو اپنے بستر پر نہ پایا دیکھا تو جنت البقیع مین ہین حضرت نے فرمایا کہ تم گمان کرتی ہو کہ خدا و رسول تم پر حیف و ظلم کرتے ہین عائشہ نے کہا کہ ہم کو گمان ہوا کہ آپ اپنی کسی زوجہ کے یہان تشریف لیگئے ہین حضرت نے فرمایا خداوند عالم شب نصف شعبان کو آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور موے سگ و گوسفند سے زیادہ لوگون کو بخشتا ہے۔

اہلسنت کی صحاح مین یہ بھی ہے کہ

(۴) يضع الجبار قدمه فی النار فتقول قط قط بعزتك وكرمك۔

جب خداوند عالم آتش جہنم مین اپنا پاؤن ڈالیگا تو جہنم کہے گا بس بس قسم ہے تیرے عزت و کرم کی اسی قدر کافی ہے۔

دوسری روایتون مین یہ بھی ہے کہ

(۵) يقول لجهنم هل امتلأت وتقول هل من مزيد حتی يضع رب العزة فيها قدمه فتقول قط قط

کہ خدا جب جہنم سے دریافت کریگا کہ تیرا پیٹ بھر گیا یا اور کچھ چاہیئے تو وہ کہتا جائے گا اور چاہیئے اور چاہیئے یہان تک کہ خدا اُس مین اپنا پاؤن ڈالے گا اُسوقت جہنم کہیگا بس بس (ردالتحفہ جلد اول صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴)

الحمد للہ کہ شیعیان علیؑ ایسے عقائد سے کہ جن سے خدا تعالی کا مجسم اور اُس کی ذات مین کسی طرح کا نقص و عیب ہونا لازم آئے محفوظ ہین۔

عقائد دربارہ صفات ثبوتیہ سلبیہ

شیعہ صفات ثبوتیہ باری تعالیٰ کو عین ذات جانتے ہین اور اہلسنت خارج عن الذات۔

اختلاف متعلق بعثت انبیاء

امامیہ کے نزدیک اللہ جل شانہ نے براہ فضل وکرم انبیاء کا مبعوث کرنا اپنی ذات پاک پر واجب فرمالیا ہے۔ اس لئے کہ جب تک وہ اپنے بندون کو راہ حق نہ بتائے اور اپنی حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک کسی کو جنت عطا کرنا اورکسی کو دوزخ مین ڈالنا صریح خلاف عدل ہوگا اور شایان شان ربوبیت نہین ہے جیسا کہ ان آیات پاک سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۱) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔ جبتک ہم رسول بھیجکر حجت تمام نہ کرلین کسی کو اُس کے گناہ کی سزا نہین دیتے۔ (پ ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۲)

(۲) ولو انا اھلکنا ھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک من قبل ان نذل ونخزی ۔ اور اگر ہم اُن کو اس رسول کے آنے سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کردیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تونے ہمارے پاس کوئی رسول کیون نہ بھیجا کہ ہم ذلیل ورسوا ہونے سے پہلے تیرے حکم کی پیروی کرتے۔ (پ ۱۶ س طٰہٰ ع ۱۷)

لیکن علماے اہلسنت اسکے بھی خلاف ہیں جیسا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے ہین۔

دین عقیدہ خللے وفسادے کہ ظاہر وہویداست چہ ہیچ چیز بر ذمہ باری تعالیٰ واجب نیست ومرتبہ الوہیت شایان آن ندارد ۔ اس عقیدے مین جو خلل اور فساد ہے وہ ظاہر ہے اسلئے کہ خدا پر کوئی چیز واجب نہین ہے اور ہرگز یہ امر اُس کی شان معبودیت کے لائق نہین (تحفۂ اثناعشریہ صفحہ ۱۶۶)

مسئلہ رویت

مسئلہ رویت باریتعالیٰ مین اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کالقمر فی لیلۃ البدر (یعنی ہم اپنی آنکھون سے اسطرح خدا کو دیکھینگے جیسے چاند کو چاندنی رات مین دیکھتے ہین) اور شیعہ اس رویت کے قطعاً مخالف ہین اور اس آیہ کریمہ سے استدلال کرتے ہین:۔

فلما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب ارنى انظر اليك قال لن ترانى ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف ترانى فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا فلما افاق قال سبحنك تبت اليك وانا اول المومنين ۵ (پ ۹ س اعراف ع ۱۷)

اور جب موسیٰ ہمارے پاس آئے اور انکے پروردگار نے اُنسے باتین کین موسیٰ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلا دے کہ مین تجھے دیکھون فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہین دیکھوگے ولیکن پہاڑ کیطرف نظر کرو اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو آئندہ تم مجھے دیکھ لوگے پس جس وقت اُسکا پروردگار (اُسکا پیدا کیا ہوا نور پہاڑ والون) کے لئے جلوہ افروز ہوا تو اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور حضرت موسیٰ غش کھا کر گر پڑے پھر جب ہوش مین آئے کہنے لگے تیری ذات منزہ ہے مین تیرے حضور مین توبہ کرتا ہون اور مین اس بات پر کہ تو دیکھا نہین جا سکتا سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہون

مفسرین امامیہ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر یون عنوان کی ہے۔

"انا اول المومنین۔ تفسیر مجمع البیان مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یون منقول ہین کہ مین اُن لوگون سے پہلا ہون جو اس بات پر ایمان لائینگے اور اس بات کی تصدیق کرینگے کہ تو ان آنکھون سے دیکھا نہین جاتا اور نہ کبھی دیکھا جائیگا۔

عیون اخبار الرضا مین جو حدیث ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ موسیٰ بن عمران کلیم اللہ تھے کیا وہ اتنا نہین سمجھتے تھے کہ خدا کی رویت کا سوال کر بیٹھے امام نے فرمایا کلیم اللہ بیشک اس بات کو سمجھتے تھے لیکن واقعہ یون گذرا تھا کہ جب موسیٰ کو شرف کلام حاصل ہوا ہے تو اُنھون نے آکر بیان کیا مگر لوگون نے اس کا یقین نہین کیا اور کہہ دیا جب تک ہم خود اپنے کانون سے سن نہ لینگے اسوقت تک ایمان نہ لائینگے وہ لوگ تعداد مین سات لاکھ تھے جب حضرت موسیٰ نے اُن مین سے ستر آدمی منتخب کر لئے اور انھین لے کر طور سینا پر گئے دامن کوہ مین تو اُن کو چھوڑا اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے خدا ے تعالیٰ نے ایک درخت مین قوت گویائی پیدا

کردی تھی اب لوگون کی جرأت یہان تک بڑھ گئی کہ صاف اُنھون نے کہدیا کہ جب تک خدا
کو ظاہر بظاہر نہ دیکھینگے ہرگز ایمان نہ لائینگے پس بڑے بول کے سبب اُن پر بجلی گری وہ سب کے
سب مرگئے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ پروردگارا! بنی اسرائیل مجھپر الزام رکھینگے کہ تیرا دعوے
غلط ہے اسوجہ سے تونے اُن سب کو قتل کرادیا خداتعالیٰ نے پھر اُن کو زندہ کردیا۔ اُنھون نے
موسیٰ سے کہا اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کرلیتا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
ایہاالناس! خدا آنکھون سے نہین دیکھا جاتا وہ آیات اور علامات سے پہچانا جاتا ہے اُنھون نے
کہا جب تک آپ سوال نہ کرینگے ہمارا ایمان لانا ناممکن ہے حضرت موسیٰ نے کہا خدایا تو نے
انکا قول سن لیا وحی ہوئی کہ اے موسیٰ جو کچھ یہ کہتے ہین تم سوال کرو ہم اُنکے جہل کے سبب
تم سے مواخذہ نہ کرینگے یہ اطمینان ہونے پر موسیٰ نے وہ جرأت کی تھی جسکا ذکر اس آیت مین ہے۔

(دیکھو مقبول ترجمہ صفحہ ۲۰۰)

مسئلہ امامت

اب مسئلہ امامت پر غور فرمایا جائے کہ آیا بعد انقضائے زمانہ نبوت نصب امام واجب ہے
یا نہین؟ اور اگر ہے تو خدا پر ہے یا بندون پر؟ مذہب امامیہ مین امامت اُصول دین مین داخل ہے
اور بدلیل قولہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ امام کو منصوص من اللہ سمجھتے ہین نیز عصمت کو شرائط
امامت سے جانتے ہین۔ بخلاف اِسکے اہلسنت کے نزدیک امامت نہ اُصول دین سے ہے۔ اور
نہ امام کا معصوم ہونا لازم ہے۔ بلکہ اس کا دار و مدار اجماع پر قرار دیتے ہین کہ امت جس کو چاہے خلیفہ
یا امام بنائے اور اگر کسی پر بوجہ اسکی ناقابلیت کے اجماع ممکن نہو لیکن وہ اگر اپنی قوت وطاقت سے لوگون
پر قابو پاجائے تو اس کو بھی امام کہتے ہین جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہین۔

اہلسنت والجماعت امام شخصے را گویند کہ مسلط باشد بر مردم بطوع و تسلیم یا بالقہر و غلبہ (سیف مسلول ص۳)

ان قاضی صاحب کو شاہ صاحب نے رسالۂ بستان المحدثین مین بیہقی وقت بتایا ہے۔

جو ایک بڑے عالم حنید اہلسنت سے تھے۔ اور عصمت امام تو ان کے نزدیک کوئی چیز ہی نہین ہے۔ اور نہ خطا و معصیت اور فسق و فجور مانع امامت و خلافت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین یہ حدیث ہے۔

صلوا خلف کل بر و فاجر — یعنی ہر نیکو کار و بدکار کے پیچھے نماز پڑھو۔

اور اسی کو کتب عقائد مین برابر نقل کیا ہے شرح عقائد نسفی ص۱۱۵ مطبوعہ شوکت اسلام لکھنو۔ بلکہ خاتم المحدثین کے نزدیک تو امام کا منصوص من اللہ ہونا باعث فتنہ و فساد ہے جیسا کہ تحفہ کے باب ہفتم متعلقہ امامت صفحہ (۱۱۴) مین فرماتے ہین۔

اگر بتامل نظر کنیم معلوم می توانیم کرد کہ نصب امامت از جانب خدا متضمن مفاسد بسیار ست۔ — بشرط غور ہم یہ معلوم کر سکتے ہین کہ خدا کی طرف سے امام کا تعین ہونا بڑے فتنہ و فساد پر مشتمل ہے۔

سبحان اللہ حنید خود غرض لوگ۔ خلاف احکام خدا و رسول جس فاسق و فاجر کو چاہین اپنا امام بنالین۔ یا قابو پاکر خود بخود زبردستی کوئی امام بن جائے وہ تو موجب امن و امان ہو اور جو منصوص من اللہ ہو وہ باعث وقوع فتنہ و فساد سمجھا جائے

اس کے برعکس شیعہ انبیاء کرام اور ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معصوم جانتے ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کی نسبت بھی ان کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من المھد الی اللحد معصوم ہین اور حسب آیہ کریمہ — اختلاف در بارۂ عصمت انبیاء و ائمہ

ان اتبع الا ما یوحی الی۔ — تم کہو مین وہی کہتا ہون جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے

آنحضرت کے ہر حکم کو خدا کی طرف سے سمجھ کر امتثال حکم کو اپنے اوپر واجب و لازم جانتے ہین۔ اہلسنت نہ ائمۂ اطہار کو معصوم جانتے ہین نہ انبیاء علیہم السلام کو یہانتک کہ اشرف الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی انکا یہ عقیدہ ہے کہ آپ نبوت و رسالت سے پہلے چالیس سال کی عمر تک

اپنی قوم کے دین پر رہے نعوذ باللہ من ذلک چنانچہ امام فخر الدین رازی آیۂ کریمہ

ووجدک ضالاً فھدی — اور تم کو بھٹکتا ہوا پایا اور منزل مقصود کو پہونچایا۔

کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :۔

فاعلم ان بعض الناس ذھب	آگاہ ہو کہ بعض لوگون کا قول ہے رسول اللہ
الی انہ کان کافرا فی اول الامر	ابتدا مین کافر تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی
ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا قال	اور نبوت کا درجہ دیا اور کلبی قائل ہین کہ ووجدک
الکلبی ووجدک ضالا یعنی فی	ضالا سے مراد یہ ہے کہ تم کو گمراہ لوگون مین
قوم ضلال فھداک للتوحید	کافر پایا پھر موحد بنایا اور توحید کی ہدایت کی اور
وقال السدی کان علی دین	سدی قائل ہین کہ رسول اللہ چالیس سال تک
قومہ اربعین سنۃ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۶۰۱ مطبوعہ مصر	اپنی قوم کے دین پر رہے۔

اور مولوی عبد العلی صاحب جو اہلسنت کے یہان بحر العلوم کہے جاتے ہین اُس فرقہ کو جو عصمت انبیا کا قائل ہے بدعتی و رافضی بتاتے ہین جیسا کہ شرح مسلم الثبوت صفحہ (۳۶۹) جلد اول مطبوعہ لکھنؤ مین تحریر فرماتے ہین اُس کی نقل یہ ہے :۔

ولا تسمع الی قول من یقول ان	یعنی تم اُنکا کہنا نہ سنو جو یہ کہتے ہین کہ انبیا
الانبیاء کیف یخطئون فی احکام اللہ تعالی	کیونکر خطا کر سکتے ہین تبلیغ احکام خدا مین کیونکہ یہ
فان ھذا القول صدر من شیاطین	قول اُنکا ہے جو اہل بدعت و روافض سے ہین کیا
اھل البدعۃ کالروافض وغیرھم الم تر	تم نہین دیکھتے کہ اہل حق سنت والجماعت کے جو قاطع
اھل الحق من اھل السنۃ والجماعۃ القامعین	بدعت ہین اکثر خطا کو انبیا پر جائز
للبدعۃ اکثرھم یجوزون علی الانبیاء الخطاء	جانتے ہین

جیسا کہ اساری بدر کے بارے مین، خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا۔

کہ نظر فی اساری بدر من سید العالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین

اقوال رسول خدا مین تفریق

اور علامہ قوشجی کے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل دیگر مجتہدین کے ایک مجتہد تھے (یہ قول آگے نقل ہوگا)

عالیجناب شاہ صاحب فرماتے ہین کہ صرف آیات قرآن جو آنحضرت امت کو سناتے تھے وحی ہین نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول پیغام خدا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول وحی ہوتا تو خود آنحضرت پر خدا انتہا عتاب کیون فرماتا جیسا کہ اکثر جگہ قرآن مجید مین ہے جناب ممدوح کے ارشاد کی نقل یہ ہے ملاحظہ ہو۔

جمیع اقوال پیغمبر وحی ست این باطل ست ہم بدلیل عقلی وہم بدلیل نقلی اما عقلی پس نزد ہر عاقل ظاہر ست کہ معنی رسول رسانندۂ پیغام ست وچون اضافت بخدا کنیم رسانندۂ پیغام خدا معنی این لفظ شد پس در ضمن رسالت ہمین قدر داخل ست کہ بسوے او وحی آمدہ باشد وبواسطہ او پیغامی از جانب خدا بما برسد نہ آنکہ ہر قول او پیغام خدا باشد وآیہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی صریح خاص بقرآن است بدلیل علمہ شدید القوی نہ عام در جمیع اقوال پیغمبر واین امر روشن ست کہ اگر کسے را

پیغمبر کی ہر بات کا وحی سمجھنا دلیل عقلی ونقلی سے باطل ہے۔ دلیل عقلی تو یہ کہ ہر صاحب فہم پر ظاہر ہے کہ رسول کے معنی پیغام پہنچانے والے کے ہین پس رسول پر اسی قدر ضروری ہے کہ رسول پر وحی آتی ہو اور اسکے وسیلے سے خدا کا پیغام ہم کو پہنچے نہ یہ کہ ہر کلام پیغمبر کا پیغام خدا ہے اور آیہ وما ینطق عن الھوی کی تعیین جسکے معنی یہ ہین کہ رسول اللہ موجب کلام کرتے ہین نہ اپنی خواہش نفس سے، صرف قرآن کی حد تک ہے نہ کہ اس سے زیادہ یعنی آیات قرآن کے علاوہ جو کچھ رسول کا ارشاد ہو اس سے آیات کا تعلق نہین ظاہر ہے کہ اگر کوئی

بادشاہے یا امیرے رسول خود کردہ بجانب ملکے
بفرستد ہرگز مردم آن ملک جمیع اقوال آن رسول
را از جانب آن بادشاہ و آن امیر نخواہند دانست
اما نقلی پس برائے آنکہ اگر اقوال آنحضرت تمام
وحی منزل من اللہ می شد در قرآن مجید
چرا بر بعضے اقوال آنحضرت عتاب میفرمود حالانکہ
در جابجا عتاب شدید نازل شد عفا اللہ عنک
لم اذنت لہم قولہ تعالی ولا تکن للخائنین
خصیما واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا
رحیما ولا تجادل عن الذین یختانون
انفسہم الی آخر الآیۃ و در اذن دادن بگرفتن
فدیہ از بندیان بدر این تشدد چرا
واقع میشد کہ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم
فیما اخذتم عذاب عظیم

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۹۶)

بادشاہ یا امیر کسی کو اپنا رسول مقرر کر کے کسی
ملک کو بھیجے تو اس ملک کے لوگ اس سفیر کی ہر بات کو
بادشاہ یا امیر کی جانب سے تصور نہ کرینگے اور دلیل نقلی
یہ ہے کہ اگر آنحضرت کی سب باتیں بمنزلہ وحی خدا
ہوتیں تو قرآن مجید میں آنحضرت کی بعض باتوں پر کیوں
عتاب فرماتا۔ حالانکہ چند مقامات میں آنحضرت پر
سخت عتاب نازل ہوا ہے جیسا کہ آیۂ عفا اللہ عنک
میں ہے کہ خدا تم کو معاف کرے تم نے ان کو کیوں
اجازت دی قولہ تعالی اور نہ تم خیانت کرنے والوں
اور خصومت کرنے والوں کی طرف سے خدا سے طلب آمرزش
کرو اور بہ تحقیق خدا غفور رحیم ہے اور جو ایک دوسرے سے
خیانت کرتے ہیں ان سے جدال نہ کرو۔ قیدیان بدر
سے فدیہ لینے کی اجازت دینے پر اتنا تشدد کیوں ہوتا
(اگر خدا پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا اسکی بابت تمپر
ضرور سخت عذاب نازل ہوتا)

جناب شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب اور ان کے مرید رشید شمس العلما شبلی نعمانی بھی یہی تفریق کرتے ہیں جیسا کہ الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۰ میں ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

" سب سے پہلا یہ مرحلہ تھا کہ آنحضرت سے جو اقوال و افعال منقول ہیں وہ کلیۃً مسائل کا ماخذ ہو سکتے ہیں یا ان میں کوئی تفریق ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس بحث پر حجۃ اللہ البالغہ میں

ایک نہایت مفید مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے جو افعال و اقوال

مروی ہین اُن کی دُو قسمین ہین۔ ایک وہ جو منصب نبوت سے تعلق رکھتے ہین اُن کی نسبت خدا

کا ارشاد ہے کہ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا (یعنی پیغمبر جو

چیز تم کو دے وہ لو اور جس چیز سے روکے اُس سے باز رہو) دوسری وہ جن کو منصب رسالت سے تعلق نہین

چنانچہ اُن کے متعلق خود آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے انما انا بشر اذا امرتکم بشئی من دینکم

فخذوا بہ واذا امرتکم بشئی من رای فانما انا بشر (یعنی مین آدمی ہون اسلئے جب مین

دین کی بابت کچھ حکم دون تو اسکو لو۔ اور جب اپنی راے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے احادیث کے مراتب مین جو فرق بتایا ہے اور جس سے کوئی صاحب نظر

انکار نہین کرسکتا اِس تفریق مراتب کے موجد دراصل حضرت عمرؓ ہین

غرض یہ توجیہات و تلبیسات خاص صحابہ کی خاطر کی گئی ہین کہ کسی نے توجناب رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو مثل ایک بشر کے سمجھا۔ کسی نے اس مہبط وحی الٰہی کو مجتہد جانا۔ کسی کا

قول ہے کہ جیسے ہم بشر ہین ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہین۔ بلکہ شبلی صاحب کے

بیان سے تو حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلعم پر ترجیح ہوتی ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ

"حضرت عمر کو اِس امتیاز مراتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام

مین جب اُنھون نے دخل دیا تو آنحضرت نے اُسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی بلکہ متعدد معاملات مین

حضرت عمر کی راے کو اختیار فرمایا اور بعض موقعون پر تو خود وحی الٰہی نے حضرت عمر کی راے کی تائید

کی۔ قیدیان بدر۔ حجاب ازواج مطہرات۔ نماز برجنازۂ منافق ان تمام معاملات مین وحی جو آئی

وہ حضرت عمر کی راے کے موافق آئی۔" (الفاروق صفحہ ۱۹۲ حصہ دوم)

بھائیو! غور کرنے کا مقام ہے کہ جب علامۂ توشیحی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو

مثل دوسرے مجتہدون کے ایک مجتہد بتاتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب ایک پیغام رسان اور
فرائض نبوت و رسالت صرف اسی پر محدود کرتے ہین۔ کہ

ذمۂ رسالت ہمین قدر داخل ست کہ	رسالت کی خصوصیت مین صرف اسیقدر ہے
بسوے او وحی آمدہ باشد و بواسطۂ او پیغامے از جانب	کہ اسپر وحی نازل ہوتی ہو اور اسکے توسط سے ہم تک خدا کا
خدا بابر سد نہ آنکہ ہر قول پیغمبر قول خدا باشد۔	پیغام پہنچے نہ یہ کہ پیغمبر کا ہر قول خدا کا قول ہو۔

تو پھر بخاری شریف کو کس بناپر اصح الکتب بعد کلام الباری کا خطاب دیا گیا ہے حالانکہ اسمین
توکل اقوال رسول اللہ ہی سے منسوب کیے گئے ہین نہ کہ خدا سے اور وہ بھی اس صورت سے کہ زید
سے روایت ہے کہ اُس نے بکر سے اور بکر نے عمرو سے اور عمرو نے خالد سے اور خالد نے فلان
سے اور فلان نے فلان سے یہ ارشاد آنحضرت کا سُنا تھا اور جب آنحضرت کے احکام مین مذکورۂ بالا
تفریق قرار دیگئی تو جناب خاتم المحدثین کے قول سے بخاری شریف کی سب حدیثین عموماً اور حدیث
نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ خصوصاً۔ ناقابل عمل ثابت ہوئین
اور حضرت ابوبکر رض کا ایک ایسی حدیث بیان کرکے جو قرآن کی آیت کے بھی بالکل خلاف تھی
جناب سیدہ سے فدک چھین لینا کیونکر جائز ہوا۔ پس اہلسنت نے بخاری شریف کو جو اپنے
مذہب کا محفوظ قلعہ سمجھ رکھا ہے وہ شاہ صاحب کے قول کی بنیاد سے منہدم ہوا جاتا ہے ؎

نازم کہ بارقیبان دامن کشان گذشتی — گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اگرچہ شاہ صاحب کے بیان سے حدیثون کی کوئی مرتبت وعظمت باقی نہین رہی مگر اس پر
بھی ہم ایک ایسی معتبر سند پیش کرتے ہین جس سے اہل سنت کسی طرح انکار نہین کرسکتے اور ان کو
بجز اسکے کوئی چارا ہی نہین ہے کہ بخاری شریف کی حرمت ومنزلت سے دست بردار ہون۔ یعنے
اہلسنت نے محض اپنا مذہب قائم رکھنے کی غرض سے اُس کو کتاب خدا کے ہم پایہ بنا رکھا ہے۔ ورنہ

اس تفریق کے موجد حضرت عمر ہین

اُن کے خلفا حضرت ابوبکر و عمر تو اپنے اپنے عہد خلافت مین اپنے مساعی جمیلہ اور توجہات مخصوصہ اس امر خاص پر مبذول رکھتے تھے کہ کوئی صحابی قرآن کے سوا حدیث کا نام بھی زبان پر نہ لائے بلکہ اِس معاملہ مین ان کو یہان تک جدوکد تھی کہ جو کوئی حدیث بیان کرتا اُس کو دُرّے لگاتے اور قید کرتے تھے۔ چنانچہ اس بارے مین جو کچھ شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق مین رقم طراز ہین اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے اُمید ہے کہ اسکو تعمق نظر سے ملاحظہ فرمائینگے۔

سب سے بڑا کام جو حضرت عمر نے اِس فن کے متعلق کیا وہ حدیثون کی تنقید اور فن جرح و تعدیل کا ایجاد کرنا تھا۔ آج کل بلکہ مدت مدید سے یہ حالت ہو کہ جو چیز آنحضرت کی طرف منسوب کردیجاتی ہے گو صحیح نہ ہو اسکو فوراً رواج اور قبول حاصل ہوجاتا ہے اسی بنا پر بیہودیون کی تمام مزخرفات احادیث نبوی کے مجموعہ مین شامل ہوگئین محدثین نے اتنا کیا کہ جرح و تعدیل کی روک ٹوک سے تعمیم کو روک دیا لیکن جب کسی راوی کی تعدیل ان کے نزدیک ثابت ہوجاتی تھی تو پھر ان کو زیادہ جستجو نہین ہوتی۔ اسکے ساتھ قرنِ اول کی نسبت اُنھون نے یہ عام کلیہ قائم کرلیا کہ کسی روایت مین ضعف کا احتمال نہین ہوسکتا۔ لیکن حضرت عمر اس نکتہ سے واقف تھے کہ جو چیزین خصائص بشری سے ہین اُن سے کوئی زمانہ مستثنیٰ نہین ہوسکتا۔ اِسلئے وہ احادیث کی چھان بین مین تمام وہی احتمالات ملحوظ رکھتے تھے جو محدثین نے زمانۂ مابعد مین پیدا کئے۔ ایک دفعہ ابو موسیٰ اشعری ان سے ملنے آئے اور تین دفعہ استیذان کے طور پر کہا السّلام علیکم۔ ابو موسیٰ حاضر ہے۔ حضرت عمر اُسوقت کسی کام مین مصروف تھے اِسلئے متوجہ نہ ہوسکے۔ کام سے فارغ ہوچکے تو فرمایا ابو موسیٰ کہان ہین وہ آئے تو کہا تم کیون واپس چلے گئے۔ اُنھون نے کہا مین نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ تین دفعہ اذن مانگو اگر اسپر بھی اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس روایت کا ثبوت دو ورنہ مین تم کو سزا دونگا ابو موسیٰ اشعری صحابہ کے پاس گئے اور

حقیقت حال بیان کی چنانچہ ابوسعید نے آکر شہادت دی کہ مین نے رسول اللہ سے یہ حدیث سُنی ہے
حضرت اُبی بن کعب نے کہا کہ عمر تم رسول اللہ کے اصحاب کو عذاب دینا چاہتے ہو فرمایا مین نے ایک
روایت سُنی ہے اس کی تصدیق کرنی چاہی - فقہ کا ایک مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جس عورت کو طلاق
بائن دیجائے اُس کو عدۃ کے زمانہ تک نان ونفقہ اور مکان ملنا چاہیئے یا نہین قرآن مجید مین ہے
اسکنوھن من حیث سکنتم جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ملنا چاہیئے۔ اور مکان کے ساتھ نفقہ
خود ایک لازمی چیز ہے - فاطمہ بنت قیس ایک صحابیہ تھین اُن کو اُن کے شوہر نے طلاق بائن
دی وہ آنحضرت کے پاس گئین کہ مجکو نان ونفقہ کا حق ہے یا نہین۔ اُن کا بیان ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا نہین - فاطمہ نے یہ روایت حضرت عمر کے سامنے بیان کی تو حضرت عمر نے کہا کہ ہم
قرآن کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے معلوم نہین کہ اُس کو حدیث یاد رہی کہ نہین
حضرت عمر کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ روایت مین خواہ مخواہ کمی وبیشی ہو جاتی ہے اسلئے
روایت کے بارے مین سخت احتیاط شروع کی اسکے متعلق اُنھون نے جو بندشین کین آجکل
لوگون کو اُنپر مشکل سے یقین آسکتا ہے اسلئے مین اس موقع پر خود کچھ نہ لکھونگا بلکہ بہت بڑے
بڑے محدثون نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو نقل کرکے ترجمہ کردونگا -

علامہ ذہبی جن سے بڑھکر اُن کے بعد کوئی محدث نہین گذرا اور جو حافظ بن حجر
بخاری وغیرہ کے شیخ الشیوخ ہین تذکرۃ الحفاظ مین حضرت عمر کے حالات مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر
اس ڈر سے کہ صحابہ آنحضرت سے روایت کرنے مین غلطی نہ کرین صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ
سے کم روایت کرین تاکہ لوگ حدیث مین مشغول ہوکر قرآن کو یاد کرنے سے غافل نہ ہو جائین
قرظ بن کعب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے ہم کو عراق پر روانہ کیا تو خود مشایعت کو نکلے
اور کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ مین کیون تمھارے ساتھ ساتھ آتا ہون لوگون نے کہا کہ ہماری عزت

بڑھانے کو فرمایا کہ ہان لیکن اسکے ساتھ یہ غرض بھی ہے کہ تم لوگ ایسے مقام مین جاتے ہو جہان کے لوگون کی آواز شہد کی مکھی کی طرح قرآن پڑھنے مین گونجتی رہتی ہے تم اُنکو حدیثون مین نہ پھنسا لینا قرآن مین آمیزش نہ کرو اور رسول اللہ سے کم روایت کرو اور مین تمھارا شریک ہون پس جب قرظہ وہان پہنچے تو لوگون نے کہا کہ حدیث بیان کیجئے اُنھون نے کہا کہ عمر نے ہم کو منع کیا ہے ابوسلمہ کہتے ہین کہ ہم نے ابوہریرہ سے پوچھا کہ آپ عمر کے زمانہ مین بھی اسطرح حدیثین روایت کرتے تھے اُنھون نے کہا کہ اگر مین ایسا کرتا تو عمر مجکو دُرے سے مارتے حضرت عمر نے عبداللہ بن مسعود - ابوذر - ابومسعود کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت سی روایتین کرنی شروع کین - حضرت عمر کا خود مقصد اُنھین کی تصریح سے ظاہر ہو سکتا ہے مورخ بلاذری نے جو محدث بھی ہین انساب الاشراف مین روایت کی ہے لوگون نے ان سے (حضرت عمر سے) کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص لحدثتکم بہ (یعنی اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کی روایت کرنے مین مجھ سے کمی و بیشی ہو جائیگی تو مین حدیث کرتا) مُورخ مذکور نے اِس روایت کو بسند متصل روایت کیا ہے - اور اُسکے رواۃ یہ ہین - محمد بن سعد - عبدالمجید بن عبدالرحمن الحمانی - نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہ - موسی بن طلحہ - ابوالحوتکیہ حضرت عمر کو اپنی نسبت جو ڈر تھا وہی اورون کی نسبت بھی ہونا چاہیئے تھا اِس خیال کی تصدیق اس سے اور زیادہ ہوتی ہے کہ عبداللہ بن مسعود جو مقامات علمی مین حضرت عمر کے تربیت یافتہ خاص تھے اُن کی نسبت محدثین نے لکھا ہے یعنی وہ روایت مین سختی کرتے تھے اور اپنے شاگردون کو ڈانٹتے رہتے تھے کہ الفاظ حدیث کے محفوظ رکھنے مین بے پروائی نہ کرین محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ کم حدیثین روایت کرتے تھے یہانتک کہ سال سال بھر قال رسول اللہ نہین کہتے تھے - حضرت عمر کو روایت کے بارے مین جو احتیاط

تھی اگرچہ اُنسے پہلے بھی اکابر صحابہ کو تھی۔ جیسا کہ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین حضرت ابوبکرؓ کے حال مین لکھا ہے کہ سب سے پہلے جنے احادیث کے باب مین احتیاط کی وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ علامۂ موصوف نے حاکم سے یہ بھی روایت کی کہ حضرت ابوبکر نے پانسو حدیثین قلمبند کی تھین لیکن پھر اُن کو آگ مین جلا دیا اور کہا کہ ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اُسکے ذریعہ سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو لیکن حضرت عمر کی روک ٹوک اور ضبط احتیاط سے اگرچہ یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ حدیثین کم روایت کی گئین لیکن جسقدر روایت کی گئین وہ ہر قسم کے احتمالات سے بے داغ تھین اُن کے بعد اگرچہ احادیث کو بہت وسعت ہوگئی لیکن اعتماد و وثوق کا وہ پایہ نہ رہا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے نہایت سچ لکھا ہے:۔

ہر چند کہ جمیع صحابہ عدول اند و روایت	ہر چند کہ کل صحابہ عادل ہین۔ اور
ہمہ مقبول و عمل بموجب آنچہ بروایت	اُن سب کی روایتین مقبول اور واجب العمل
صدوق از ایشان ثابت شود لازم اما در میان	مین بشرطیکہ اُن کی صحت ثابت ہو مگر
آنچہ از حدیث و فقہ در زمن فاروق اعظم	زمانہ عمر فاروق مین جو کچھ حدیث و فقہ
بود و آنچہ بعد وے حادث شدہ فرق	کا حال تھا اور جو اُن کے بعد احداث ہوے
ما بین السموات والارض ست۔	اُن مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۲)

بھائیو! شبلی صاحب کی اِس روایت کو جس کے راوی وہ اصحاب ہین جو امام محمد اسمٰعیل بخاری کے بھی پیشوا و امام تھے پڑھو۔ اور غور کرو کہ جب خود آپکے خلفاء جو آپکے حسب عقیدہ فلک اسلام کے شمس و قمر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان و گوش اور محرم اسرار خفی و جلی تھے جن کی راے پر اللہ جل شانہ نے متعدد آیتین نازل فرمائین ان اصحاب کبار کی بیان کی ہوئی حدیثون کی

راویان صحیح بخاری میں نواصب درواج کم ہین

صحبت مین جو شب و روز اپنے پیغمبر کی صحبت مین رہے۔ نمازون اور جہادون مین شریک اور خلوت و جلوت مین انیس و جلیس۔ سفر مین ہمرکاب۔ حضر مین ہم کلام جنھون نے بلا واسطہ خود صاحب شریعت سے تعلیم و ہدایت پائی۔ اور بلا واسطہ مصحف ناطق سے علم قرآن حاصل کیا شک و شبہہ کرین۔ حضرت عمر اُن جلیل القدر اصحاب کو حدیث بیان کرنے سے روکین۔ اس جرم مین اُن کو محبوس کرین دُرّے لگائین خود افضل الصحابہ حضرت ابوبکرؓ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مشتبہ سمجھکر جلا ڈالین اور حضرت عمرؓ جنکا سینہ مخزن علوم و فنون سمجھا جاتا ہے اپنی زبان مبارک سے مسئلہ کے جواب دینے مین یہ عذر کرین کہ

"اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ حدیث کی روایت مین بھے کچھ کمی بیشی ہوجائے گی تو مین حدیث بیان کرتا"

تو محل استعجاب ہے کہ امام محمد اسمعیل بخاری نے دوسو چھتیس برس کے بعد اُن لوگون کی بیان کی ہوئی حدیثون پر کیونکر اعتبار کر لیا جو اپنے پیغمبر اور اپنے خلفا کی زیارت سے بھی مشرف نہ ہوے تھے نہ ان اصحاب کبار اور تابعین کے ہم پایہ اور ہم مرتبہ تھے بلکہ راویان احادیث بخاری شریف اکثر وہ لوگ ہین جو بعہد امیر معاویہ صاحب و عہد عبد الملک خلفا بنی امیہ وضع حدیث پر مامور کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اس صورت مین امام صاحب موصوف نے چھہ لاکھ حدیثون مین سے انتخاب کر کے صحیح بخاری مرتب کی اور راویان حدیث مین اُن لوگون کو بھی شامل کر لیا جو اُس زمانہ مین خوارج و نواصب مشہور تھے جیسا کہ جناب فاضل جلیل محمد بن عقیل جو مشاہیر علماے حیدر آباد سے ہین اپنے نصائح کافیہ مین ایک طولانی روایت ان احادیث کی شان مین تحریر فرماتے ہین ہم اسکا خلاصہ بقدر ضرورت اس جگہ نقل کرتے ہین ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوگا کہ حدیثون کے راوی جنکے کلام سے امام بخاری نے حدیثین اخذ کی ہین کس درجے اور مرتبے کے تھے۔ نیز اُن کے ایمان تو ایمان بلکہ اسلام کی کیا حالت تھی:۔

الا ترى ان من رواية الصحيح غير
الذی عدهم من الصحابة واصطلحوا
على تعديلهم مروان بن الحكم
(القائل) للحسن بن على انكم اهل بيت
ملعونون وعمران بن حطان الخارجي
القائل الابيات المشهورة يثنى بها
على اشقى الاخرين ابن ملجم
ويثلب الامام على بن ابى طالب
وحريز بن عثمان الرجبى الذى نقل
عن صاحب التهذيب انه كان
ينقص عليا وينال منه قال اسمعيل
بن عياش عادلت حريز بن
عثمان من مصر الى مكة فجعل
يسب عليا ويلعنه وقال ايضا
سمعت حريز بن عثمان يقول هذا
الذى يرويه الناس عن النبى صلى
الله عليه وآله وسلم انه قال
لعلى انت منى بمنزلة هارون من
موسى حق ولكن اخطأ السامع

کیا تم نہین دیکھتے کہ منجملہ راویان صحیح بخاری
کے علاوہ اُن صحابہ کے جن کو یہ لوگ عادل سمجھتے
ہین مروان بن حکم بھی ہے جس نے جناب امام
حسن علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اُن اہلبیت سے
ہو جو (معاذ اللہ) ملعون ہین (قرآن مین شجرہ
ملعونہ بنی امیہ کے بارے مین نازل ہوا ہے)
اُنھین مین عمران بن حطان خارجی بھی ہے
جو اُن اشعار کا قائل ہے جن مین ابن ملجم (ملعون)
کی تعریف اور جناب امیرؑ کی مذمت لکھی ہے
اُنھین مین حریز بن عثمان رجبی بھی ہے جسکی
نسبت (تہذیب التہذیب) ابن حجر عسقلانی
مین ہے کہ وہ جناب امیرؑ کی تنقیص کرتا اور (معاذ اللہ)
گالیان دیا کرتا تھا۔ اسمعیل بن عیاش کہتے
ہین کہ ہم مصر سے مکہ تک اُس کے ساتھ رہے ۔
وہ جناب امیرؑ کو معاذ اللہ گالیان دیتا اور لعنت کرتا
تھا۔ وہی اسمعیل بن عیاشی حریز بن عثمان سے روایت
کرتا ہو کہ اُسنے کہا کہ جو لوگ یہ روایت کرتے ہین
کہ حضرتؐ نے فرمایا علی منی بمنزلۃ ھارون من
موسیٰ یہ صحیح تو ہے لیکن سننے والے کو دھوکا ہوا

قلت فما هو قال انما هو انت
بمنزلة قارون من موسیٰ وذکر
الازدی ان حریز بن عثمان روی
ان النبی صلی الله علیه واله وسلم
لما اراد ان یرکب جاء علی بن ابیطالب
فحل حزام البغلة لیقع النبی صلی
الله علیه واله وسلم وقیل لیحیی
بن صالح لم لا تکتب عن حریز فقال
کیف اکتب عن رجل صلیت معه
الفجر سبع سنین فکان لا یخرج من
المسجد حتی یلعن علیا سبعین مرة
وقال ابن حبان کان یلعن علیا
بالغداة سبعین مرة وبالعشی
سبعین مرة فقیل له فی ذلك فقال
هو القاطع رؤس ابائی وامثال
هؤلاء الرواة کثیرون ولکن هؤلاء
الثلاثة مروان وعمران وحریز
عنوان ومثال لانهم من رواة صحیح البخاری
الذی قالوا عنه اصح کتب الحدیث و

مین نے کہا سننے مین کیا غلطی ہوئی کہا وہ اِن
الفاظ مین ہے انت منی بمنزلة قارون من
موسیٰ آزدی کہتے ہین کہ حریز بن عثمان نے یہ
روایت کی ہی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے چاہا کہ خچر پر سوار ہون تو جناب امیر نے
آکر اس کی باگ اس غرض سے کھولدی کہ حضرت
گر پڑین یحییٰ بن صالح سے کسی نے پوچھا تو حریز
کی حدیثین کیون نہین لکھتا تو اُسنے کہا کہ مین
کیونکر ایسے شخص سے روایت کرون جسکے ساتھ مین نے
سات برس نماز صبح پڑھی اور دیکھا کہ وہ مسجد سے جبتک جناب امیرؑ
پر ستر مرتبہ لعنت نہین کر لیتا باہر نہین نکلتا تھا۔
اور ابن حبان کہتے ہین کہ ستر مرتبہ صبح اور ستر مرتبہ
شام لعنت کرتا تھا کسی نے وجہ پوچھی تو کہا
اُنھون نے ہمارے باپ دادا کے سرون کو تن سے جدا کیا
ہے ایسے راویان حدیث بہت کثرت سے ہین ہمنے بطور
مثال و عنوان ان تینون نامون کو پیش کیا ہے۔
ایک مروان دوسرے عمران بن حطان تیسرے حریز بن
عثمان کیونکہ یہ سب راویان صحیح بخاری کے ہین جسکی نسبت
دعوی کیا جاتا ہی کہ تمام کتب احادیث مین سب سے زیادہ صحیح

قال الذهبی فی ترجمۃ المصعبی انہ	امام ذہبی ترجمہ مصعبی مین کہتے ہین کہ وہ اپنے
انصر اھل لزمان للسنۃ وانہ ثم	زمانہ مین بقاے سنت کے لیے بڑا ناصر تھا حالانکہ
قال ولکنہ یضع الحدیث وقال	جیسا وہ تھا۔ ویسا ہی تھا چنانچہ کہنا پڑا کہ یہ ضرور
فی ترجمۃ الجوزجانی انہ من الحفاظ	ہے کہ جھوٹی حدیثین بنایا کرتا تھا اور ترجمہ جوزجانی
الثقات وکان یتحامل علی علی و	مین کہا کہ وہ حفاظ ثقات سے تھا مگر جناب امیرؑ
فیہ انحراف عنہ (فھؤلاء) من الثقات	کا دشمن تھا اور اُن سے منحرف تھا۔ پس دیکھو کہ
الذین یحتج بھم فی دین اللہ لا واللہ	یہ وہ ثقات ہین جن کی حدیثون سے دین خدا
ثم لا واللہ	مین احتجاج کیا جاتا ہے لا واللہ ثم لا واللہ

روایت مذکورہ مین عمران بن حطان کے وہ اشعار جن مین اُسنے ابن ملجم کے محاسن بیان کیے ہین تحریر کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون ؎

یا ضربۃ من تقی ما اراد بھا — الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا
انی لاذکرہ حینا فاحسبہ — اوفی البریۃ عند اللہ میزانا

یعنی کیا اچھی ضربت ہے ایک مرد متقی کی (ابن ملجم) جس سے کوئی غرض اُسکے سواے اِس کی نہ تھی کہ صاحب عرش برین کی خوشنودی حاصل کرے مین جب اُسے یاد کرتا ہون تو ساری خلق سے اُسکے ثواب کا پلہ خدا کے نزدیک بھاری پاتا ہون۔ (منقول از آیات بینات حصہ ۲ صــ)

بھائیو! کیا یہ بات توجہ کے قابل نہین ہے کہ جن راویان حدیث کے ایمان و اسلام کا یہ ڈھنگ ہو جن حدیثون کی نسبت جناب شاہ ولی اللہ صاحب سے محقق و محدث یہ فرمائین۔

"آنچہ در بیان احادیث وفقہ در زمن فاروق اعظمؓ بود و آنچہ بعد از وے حادث شدہ فرق ما بین السموات والارض ست۔

اور خود جناب افضل الصحابہ اپنی جمع کی ہوئی پانسو حدیثون کو مشتبہ سمجھکر جلا ڈالین باین ہمہ آپ اُسی بخاری شریف کی حدیثون پر ایسا ایمان لائین کہ اپنے خلیفہ صاحب کے قول

نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقۃ

ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے۔

کو تو اصل ایمان سمجھین اور خداے عزّوجل کے فرمان واجب الاذعان

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔

خدا تم لوگون کو تمھاری اولاد کے حق مین وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصّہ دو لڑکیون کے برابر ہے۔

سے باوجود ادعا، حسبنا کتاب اللہ انحراف کرین۔ قولہ تعالیٰ۔

ذلك بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط اعمالھم (پ ۲۶ - س محمد ع ۳)

یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہو اُسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین اور جس مین خدا کی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو خدا نے بھی انکے اعمال برباد کر دیے۔

القصہ یہ مختصر ذکر تو اُن اختلافات کا تھا جو اُصول دین مین تھے اب فروع دین مین بھی دو چار مسائل پیش کیے جاتے ہین ملاحظہ فرمائین۔ مسائل فروعی

(اوّل) واعلم انہ لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی وان رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ فیباع ویوجر

کتا نجس العین نہین ہے یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اگرچہ بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن شحنہ نے توضیح کی ہے پس اس صورت مین اسکا بیچنا اور اُجرت پر لینا

ويضمن ويتخذ جلده مصلى ودلوا ولو اخرج حيا ولم يصب فيه الماء لا يفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه ولا بعضه ما لم ير ريقه ولا صلوة حامله ولو كبيرا۔
(رد المحتار شرح در المختار صفحہ ۱۳۹)

یا دینا سب جائز ہے اس کی کھال کی جانماز اور ڈول بنا سکتے ہین اور اگر کتے کو زندہ نکالا ہو درانحالیکہ مُنھ تک پانی نہ پہونچا ہو تو کنوے کا پانی نجس نہین ہوتا اور اُسکے پھوریری لینے سے کپڑا نجس نہین ہوتا جبتک کہ اُس کا لعاب دکھائی دے اور اگر اسکو گود مین لیکر نماز پڑھین تو نماز باطل نہین ہوتی۔ اگرچہ بڑا ہو

جناب شاہ صاحب بھی تحفہ مین یہی تحریر فرماتے ہین۔

آرے نزد ابوحنیفہ بر پوست مدبوغ کلب کہ رطوبت آن باستعمال ادویہ ومصالحہ بالکلیہ رفتہ باشد جائز ست
(تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ فخر المطابع)

ہان ابوحنیفہ کے نزدیک بھی کتے کی کھال پر جو دباغت کی گئی ہو اور جس کی رطوبت مصالح اور دواسے بالکل دور ہوگئی ہو نماز پڑھنا جائز ہے۔

(دوم) واذا ذبح ما لا يؤكل لحمه طهر جلده ولحمه سوى الادمي والخنزير۔
(ہدایہ صفحہ ۳۰۸ مطبوعہ کلکتہ)

جس حیوان کا گوشت کھانا حرام ہے ذبح کرنے سے اس کا گوشت اور پوست پاک ہے آدمی و سور کے سوا۔

(سوم) وفي الخانية في معنى قوله ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم كما رواه البخاري ان ما فيه شفاء لا باس به كما يحل الخمر للعطشان في الضرورة

خانیہ مین ہے کہ بخاری مین جو یہ حدیث آئی ہے کہ حضرت نے فرمایا جن چیزون کو خدا نے حرام فرمایا ان مین شفا نہین ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ جن چیزون مین شفا ہے وہ حرام نہین ہین جیسا کہ حلال ہے شراب پیاسے کے لئے۔

وکذا اختارہ صاحب الھدایۃ فی التجنیس فقال لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم علی جبھتہ وانفہ للشفاء جاز للاستشفاءِ بالبول ایضا

اسی طرح صاحب ہدایہ نجاست کے بارے مین اس بات کے قائل ہین کہ اگر کسی کو رعاف آئے (یعنے نکسیر پھوٹے) اور سورہ فاتحہ کو بغرض حصول شفا خون یا پیشاب سے پیشانی اور ناک پر لکھے تو جائز ہے۔

(شرح ردالمختار جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۴۰)

اور یہ روایت (فتاوی قاضی خان جلد چہارم مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو صفحہ ۳۹۴) وفتاوی عالمگیری جلد پنجم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۳۴ (ردالمختار مطبوعہ دہلی جلد اول صفحہ ۱۴۰) مین بھی بالفاظ مختلفہ پائی جاتی ہے۔

(چہارم) اذا عقد علی محرم من النسب والرضاع ووطی فی ھذا العقد لا یجب الحد عند ابی حنیفہ بل یعزر

اگر کوئی شخص عمداً یا قصداً اپنی ماں بہن بیٹی یا کسی محرم شرعی سے نکاح کرے تو اُس پر حد لازم نہین آتی بلکہ تنبیہ و تادیب کردی جائے گی

(ہدایہ صفحہ ۴۹۶)

امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات

ایسے ہی صدہا مسائل فقہیہ ہین جنکی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ امام غزالی صاحب نے اپنی کتاب منخول مین امام ابوحنیفہؒ کو ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے کہ "امام ابوحنیفہ نے تو شریعت کو اُلٹ دیا۔

اگرچہ اس قول سے امام صاحب موصوف مورد طعن و تشنیع ہو گئے ہین لیکن الفاروق کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کے موجد تو حضرت عمرؓ ہین اور ائمہ اربعہ نے اُنھین کی تقلید کی ہے چنانچہ اس فن خاص مین شبلی صاحب نے حضرت عمرؓ کی جو تعریف و توصیف فرمائی ہے اُس کی نقل بہ نظر ناظرین کی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔

فن فقہ حضرت عمرؓ کا ساختہ پرداختہ ہے

نقہ کا فن تمام تر حضرت عمر کا ساختہ و پرداختہ ہے اِس فن کے متعلق اُن کی قابلیت اور فضیلت کا تمام صحابہ کو اعتراف تھا مسند دارمی مین ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ فتوی دینا اُس شخص کا کام ہے جو امام ہو یا قرآن کے ناسخ و منسوخ جانتا ہو۔ لوگون نے پوچھا ایسا کون شخص ہے؟ حذیفہ نے کہا عمر بن الخطاب" ہے عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام علم عرب کا ایک پلہ مین رکھا جائے اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا فقہ کے جسقدر سلسلے آج اسلام مین قائم ہین سب کا مرجع حضرت عمر کی ذات بابرکات ہے (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۴)

اگرچہ شمس العلماء اپنے مہر و ماہ فلک اسلام حضرت عمر رض فاروق کے علم کا پلہ کل عرب سے بھاری بتاتے ہین مگر جناب خلیفہ صاحب موصوف کا معیار علم اور جناب شمس العلماء کی صداقت بیانی خود حضرت عمر رض کے اِس قول سے بخوبی روشن اور ہویدا ہوتی ہے جو کتب اہلسنت مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے۔

"جناب امیر شیخین کو اکثر امور شریعت مین غلطی کرنے سے روکا کرتے تھے جو بتقاضائے بشریت ان سے سرزد ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ اکثر حضرت عمر" لولا علی لھلک عمر (یعنی اگر حضرت علی علیہ السلام کا وجود نہوتا تو یقیناً عمر ہلاک ہو جاتا) اور اعوذ باللہ من معضلۃ لیس فیھا ابوالحسن (پناہ مانگتا ہون اللہ سے ان مسائل دشوار مین کہ جس مین ابوالحسن ع نہ ہون) اور لا ابقانی اللہ بعدک یا علی (اے علی آپ کے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے" فرمایا کرتے تھے"۔ (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۴۰)

شمس العلماء رقمطراز ہین:۔

قرآن مجید مین تمام جزئیات کہ نہین ہین

نقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمر سے بروایت صحیحہ منقول ہین ان کی تعداد کئی ہزار تک

پہونچتی ہے اوران تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے زمانہ اور حالات کی ضرورتون سے جدید قاعدہ بکثرت وضع کئے جوآج حنفی فقہ مین بکثرت موجود ہین برخلاف اسکے امام شافعیؒ کو یہان تک کد ہے کہ ترتیب فوج تعین شعار تخمیص محاصل وغیرہ کے متعلق بھی آنحضرت کے اقوال کوتشریعی جانتے ہین اور حضرت عمرؓ کے افعال کی نسبت لکھتے ہین کہ رسول کے قول کے سامنے کسی کے قول وفعل کی کچھ اصل نہین۔ فقہ کی توسیع اورتمام ضروریات کے لئے اسکا کافی ہونا قیاس پر موقوف ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید اوراحادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین ہین اس لئے ضرور ہے کہ ان جزئیات کے فیصلہ کرنے کے لئے قیاس شرعی سے کام لیاجائے اسی ضرورت سے ائمہ اربعہ یعنے امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد حنبل سب قیاس کے قائل ہوے ہین۔ اوران کے مسائل کا بڑا ماخذ قیاس ہے لیکن قیاس کی بنیاد اول جنہے ڈالی وہ عمر فاروق ہین (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۔ ۱۹۴)

تردید قول

شبلی صاحب کا یہ ارشاد بھی کہ:۔

"قرآن مجید اور احادیث مین تمام جزئیات مذکور نہین۔

خدا ورسولؐ کے احکام کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن مجید مین کوئی چیز فروگذاشت نہین ہوئی جس پر آیات آلہی شاہد ہین۔

(پہلی آیت) مافرطنافی الکتاب من شئ ہم نے اس کتاب مین کچھ کمی نہین کی۔ (پ ۷۔ س انعام ع ۴)

(دوسری آیت) لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہم نے کوئی رطب ویابس اس کتاب مین متروک نہین کیا۔

(تیسری آیت) تبیانا لکل شیئ۔

جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی امر کلی وجزئی نہین چھوڑا جو زبانِ مبارک سے نہ فرمایا ہو۔ بلکہ خود اُسپر عمل کرکے بتادیا۔ چنانچہ عیون اخبار الرضا مین جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ

لوگ علے العموم جاہل ہین اُنھون نے اپنے دین کے بارہ مین دھوکہ کھایا ہے اللہ نے اپنے نبی کو اُسوقت تک نہین اُٹھایا جب تک دین کو کامل نہ کردیا۔ اور اُنپر پورا قرآن نازل نہ کردیا جس مین ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔ اور اس مین خداے تعالیٰ نے حلال وحرام اور حدود واحکام اور اُن سب چیزون کو جن کی لوگون کو ضرورت ہوتی ہے پورا پورا بیان فرمادیا ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ما فرطنا فی الکتاب من شی (مقبول ترجمہ ص۱۱)

شمس العلماء شبلی نعمانی نے جس قیاس کو مستحسن مانا ہے اس کی مذمت خود انھین کے علماء کے اِس قول سے ہوتی ہے کہ

"اول جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔

اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک قوم ظاہر ہوگی جو اُمور فقہ مین قیاس اور راے کو دخل دے گی جس سے اِسلام گویا منہدم ہوجائے گا۔ اِسکے متعلق کتب صحاح وغیرہ مین بہت روایات اور احادیث ہین منجملہ اُن کے چند اس جگہ نقل کی جاتی ہین:۔

(اول) عن جابر قال رسول اللہ صلعم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف منقول از مجمع البحرین ص۵۲۴)

جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تمسک اور عمل کے لئے قرآن وحدیث ہے اور بجز اسکے جو کچھ اختراع کیا جائے وہ محدثات اور بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔

دوم — وبحدیث عوف بن مالک الاشجعی — عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ
عن النبی انہ قال ستفترق امتی علی — رسول خدا نے فرمایا کہ میری امت ستر فرقے سے زیادہ
بضع وسبعین فرقۃ اخرھا علی امتی — متفرق ہوگی اور اُمیں بدترین وہ فرقہ ہے
قوم یقیسون الامور بارائہم فیحللون — جو قیاس کرے اور جس نے قیاس کیا اس نے
الحرام ویحرمون الحلال (مقدمہ ہدایہ از — حلال کو حرام اور حرام کو حلال
مولوی عبدالحی لکھنوی ایضاً صفحہ ۵۲) — کیا۔

سوم — فاعلموا ان الائمۃ الطاہرین — آگاہ ہو کہ ائمہ طاہرین رائے اور قیاس کو دین میں حرام
یحرمون الرأی والقیاس ولھذا ما دخل — جانتے تھے لہذا جب ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
ابوحنیفہ علی جعفر بن محمد علی ماحکاہ — کے پاس آئے جیسا کہ امام شعرانی نے لواقح الانوار میں بیان
الشعرانی فی اللواقح قال لہ بلغنی انک — کیا ہے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُنسے فرمایا میں نے
تقیس لاتقس فان اول من قاس — سُنا ہے کہ تم قیاس سے کام لیتے ہو قیاس نہ کیا کرو دین میں،
ابلیس (دراسات اللبیب ص۲۳۰ ایضاً ص —) — کیونکہ اول جس نے قیاس کیا وہ شیطان تھا (یعنی اپنے اور آدم کے معاملہ میں)

چہارم — وکان الامام جعفر الصادق — حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
رحمہ اللہ تعالی یقول من اعظم — فرماتے تھے کہ بدترین فتنہ اس امت میں وہ
فتنۃ یکون علی الامۃ قوم یقیسون — قوم ہوگی جو اُمورِ دین میں اپنی رائے
فی الامور برایہم فینہدم الاسلام — سے قیاس کرے گی۔ پس دین منہدم
بذلک (مقدمہ ہدایہ از مولوی عبدالحی لکھنوی) — ہو جائے گا۔
ایضاً صفحہ ۵۲،

پنجم — وانما سموا اصحاب الرای — اور وہ اس لئے اصحاب الرائے کہلائے

لان عنايتهم بتحصيل وجوه من القياس	کہ اُن کے امام اعظم نے قیاس جلی کو حدیث خبر
والمعنی المستنبط من الاحکام و	واحد پر مقدم کرتے تھے پس رد کرنا حدیث رسول اللہ
بناء الحوادث عليها وربما يقدمون	کا اور ترجیح دینا اپنی رائے کو گویا شریعت رسول
القياس الجلی علی احاد الاخبار وقد	کو ناسخ و منسوخ کر دینا ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ
قال ابوحنيفة رحمة الله عليه هذا رايي و	علیہ نے فرمایا یہ میری رائے ہے اور وہ بہتر ہے کہ جسکو
هو احسن ما قدرنا عليه (ملل ونحل ص۳)	معین کیا ہمنے یعنی جو ہمارا خیال ہے وہ بہتر ہے۔
ششم وقال امام الشعرانی ان عذر ابی حنيفة	اور امام شعرانی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ
فی کثرة القياس عدم بلوغ الاحاديث	کے کثرت سے قیاس کرنے کا یہ سبب ہے کہ
الصحيحة فی زمنه قال العلامة احمد	(مسائل مین) اُن کو صحیح حدیثین نہین ملین۔
بن عبد السلام فی کتاب رفع الملام	علامہ احمد بن عبد السلام نے کتاب رفع الملام
بعد ما عد جملة من الاحاديث التی	مین اُن حدیثون کو گن کر بتایا ہے کہ جو خود
لم تبلغ الخلفاء الاربعة الراشدين بلغت	خلفاء راشدین تک نہین پہونچین اور دوسرے
غيرهم من الصحابة (دراسات اللبيب)	اصحاب کو ملین (ایضاً صفحہ ۵۲)

جناب مولانا مولوی مرزا محمد ہادی صاحب بی۔اے۔ ترجمان دار الترجمہ دولت آصفیہ خلد اللہ ملکہ نے ایک مفید رسالہ نصوص الحکم در بیان معنی اُصول و اخبار تالیف فرمایا ہے اُس مین بحوالہ کتب اہلسنت و آیات و احادیث اِس امر کو بہ تشریح و توضیح ثابت کیا ہے کہ اُمور دین مین کتاب خدا و سنت رسول اللہ و اقوال ائمہ معصومین ؑ سے احکام حاصل کرنا چاہیئن۔ جائز الخطا انسانون کی رائے و قیاس پر عمل کرنا حرام ہے۔ جناب ممدوح اِس رسالہ مین ایک موقع پر تحریر فرماتے ہین کہ:۔

اور کسی کا تو ذکر ہی کیا ہے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ بجز وحی کے فتویٰ نہ دیتے تھے

چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہے کہ جب حضرت سے کوئی بات دریافت کی جاتی تھی اور اُسکے باب مین نزول وحی نہوتا تھا تو آپ وحی کا انتظار فرماتے تھے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت سے رُوح کے باب مین سوال کیا گیا تو آپ نے سکوت فرمایا جب تک یہ آیت نازل نہوئی "قل الروح من امر ربی" (کہدو روح میرے خدا کا حکم ہے) اسی طرح حضرت جابر سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہوے اور سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے حضرت ابوبکر بھی ہمراہ تھے حضرت جابر غش مین پڑے تھے۔ آنحضرت نے وضو کیا اور آبِ وضو اُن پر ڈالا حضرت جابر ہوش مین آگئے۔ حضرت جابر نے دریافت کیا کہ مین اپنے مال کو اپنے وارثون مین کس طرح تقسیم کرون پس آنحضرت نے حضرت جابر کو کوئی جواب نہین دیا جب تک کہ آیت میراث نازل نہوئی۔ قرآن مجید مین متعدد آیتین قیاس وظن کی مذمت مین موجود ہین منجملہ اُنکے یہ ہین:۔

(۱) لاتقف مالیس لك بہ علم ط (پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل ع ۴) جس بات کا تجھے علم نہین اُس کی پیروی نہ کر۔

(۲) ومایتبع اکثرھم الاظنا ان الظن لا یغنی من الحق شیئا (پ ۱۱۔ س یونس ع ۴) اور اُن مین سے اکثر تو بس اپنے گمان پر چلتے ہین (حالانکہ) گمان یقین کے مقابلہ مین ہرگز کچھ بھی کام نہین آسکتا۔

(۳) مالھم بہ من علم الا اتباع الظن ج پ ۶ س النساء ع ۲۲ ان کو علم نہین ہے فقط گمان کی پیروی کرتے ہین۔

(۴) قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان یتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون (پ ۸۔ س انعام ع ۶) تم اُن سے کہدو کہ تمھارے پاس کوئی علم ہے تو تم ہمین نکال کر دکھاؤ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم کچھ نہین ہو مگر اٹکل پچو باتین بناتے ہو

(۵) یاایھاالذین امنوا اجتنبوا من الظن — اے ایمان لانے والو پرہیز کرو گمان سے
ان بعض الظن اثم (۲۶ پ۔ س الحجرات ع ۲) تحقیق کہ بعض گمان گناہ ہے۔

(۶) ان یتبعون الا الظن وما تھوی — یہ لوگ گمان اور خواہش نفس کی پیروی
الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدے — کرتے ہین اور تحقیق ان کے رب کی طرف سے
(۲۷ پ س النجم۔ ع ۱) ان کے پاس ہدایت آچکی ہے

غرض خدا و رسولؐ نے ہم کو علم و یقین حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور ظن و قیاس پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن کوکب برج خلافت ظاہری و مہر و ماہ فلک اسلام حضرت عمرؓ نے بقول شبلی صاحب ظن و قیاس کا طریقہ جاری کیا اور تمام مسائل مین ائمہ اربعہ نے اُن کی تقلید کی ہے اور منجملہ ائمہ اربعہ جناب امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اس طریقہ کو کمال عروج پر پہونچا دیا جس کی وجہ سے اجتہاد کا پایہ پایا اور استقدر فروغ حاصل کیا کہ دیگر ائمہ کی شہرت کے چراغ ٹمٹمانے لگے اُن کے شہرۂ آفاق ہونیکے متعلق جناب نواب مولوی سید امداد امام صاحب اپنی بے بہا اور قابل قدر کتاب مصباح الظلم مین امام صاحب موصوف کے حالات تحریر فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہو کہ — سبب شہرت امام ابوحنیفہؒ

امام صاحب نے اپنے اجتہادات مین قیاس کو زیادہ دخل دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بقول امام غزالی آپ کو علم حدیث مین بہت کم دخل تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے کوئی کتاب علم فقہ مین نہین تصنیف فرمائی یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد تھے صحیح نہین ہے بلکہ آپ امام علیہ السلام کے مخالف تھے اگرچہ امام صاحب دو تین سال امام علیہ السلام کے پہلے پیدا ہوئے تھے اور وفات بھی امام علیہ السلام کے دو تین سال بعد ہوئی ہے گویا پورا زمانۂ حیات آپکو امام علیہ السلام کے ساتھ گذرا ہے مگر کسی طرح کی ارادت امام برحق کے ساتھ نہین رکھتے تھے۔ مدمقابل کی حیثیت سے امام برحق کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے فروغ کی وجہ

یہ ہوئی کہ منصور خلیفۂ وقت کو جناب امام علیہ السلام سے دلی عناد تھا یہان تک کہ امام عالی مقام مسموم ہوکر شہید ہوئے منصور نے امام اعظم صاحب کے اجتہادات رائج ہونے مین کوئی کوشش اُٹھا نہین رکھی چنانچہ جو کوئی امام برحق علیہ السلام سے کسی مسئلہ کو دریافت کرتا تو خلیفۂ مذکور ایک اشرفی جرمانہ کرتا تھا بخلاف اُس کے جو کوئی امام اعظم کی طرف رجوع ہوتا تو اُس کو ایک اشرفی انعام دیتا تھا۔ امام اعظم صاحب کے دربار خلافت مین رسائی ہونے کی سرگذشت یہ ہے کہ جب آپ خلیفۂ وقت کے دربار مین حاضر ہوئے تو اُس نے پوچھا کہ تم نے کس سے علم حاصل کیا آپ نے جواب دیا کہ عمر بن خطاب۔ علیؑ ابن ابی طالب۔ عبداللہ بن عباس کے ذریعہ سے اور آخر مین یہ فرمایا کہ ابن عباس اپنے عہد مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے منصور اس فقرے سے پھڑک اُٹھا آخر امام صاحب کے مذہب کو روز بروز نمایان ترقی نصیب ہوتی رہی۔ امام صاحب کا پہلی ہی حاضری مین خلیفۂ وقت کو اپنا مرید بنا لینا آپ کی کمال ہوشیاری ودانائی پر دلالت کرتا ہے انتہی شاید اسی وجہ سے آپ کی عظمت اور منزلت قائم کرنے کے لئے احادیث فضیلت بھی وضع کی گئین جیسا کہ مقدمۂ ہدایہ مولوی عبدالحی لکھنوی مین ہے۔

قال النبی صلعم ان آدم افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفہ ھو سراج امتی وروی ایضا قال النبی صلعم ان سائر الانبیاء یفتخرون بی وانا افتخر بابی حنیفۃ من احبہ	فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حضرت آدم نے میرے وجود پر فخر کیا اور مین اپنی اُمت کے اُس شخص پر فخر کرتا ہون جس کا نام نعمان اور کنیت ابوحنیفہ ہے کہ وہ میری امت کا چراغ ہے اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کل انبیاء میرے سبب سے فخر کرتے ہین۔ اور مین ابوحنیفہ کے سبب سے۔ جسنے اُسکے ساتھ محبت کی

فقد احبنی ومن ابغضہ فقد — اُسنے مجھ سے دوستی کی اور جس نے اس سے بغض رکھا
ابغضنی وقال ابن الجوزی ان — اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ مگر بقول ابن جوزی یہ
ھذہ الاخبار موضوعۃ واتفق — حدیثیں جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہین۔ حافظ ذہبی
معہ الحافظ الذہبی والحافظ — حافظ سیوطی ابن حجر عسقلانی اور شیخ قاسم حنفی نے
السیوطی والحافظ ابن حجر العسقلانی — ابن جوزی کے ساتھ اتفاق کیا ہی یعنی یہ سب
وشیخ قاسم الحنفی (از مجمع البحرین صفحہ ۵۰) — ایسی حدیثون کو خلاف واقعہ سمجھتے ہین۔

حاصل کلام یہ کہ جو فرقہ کتاب وسنت سے قطع نظر کرکے اپنی راے اور قیاس پر عمل کرے۔ باریتعالی کو ظالم سمجھے۔ خطا کو اُس کی ذات پاک کی طرف منسوب کرے۔ خلافت و امامت کے لئے اپنا ہی انتخاب مستحسن اور موجب امن و امان بتائے۔ خداے علیم وحکیم کے انتخاب کو بُرا اور باعث فتنہ و فساد ٹھہرائے۔ ہرکس و ناکس کو وارث نبی قرار دے پیغمبر خدا کے اقوال و احکام مین جس کے نفس طاہرہ پر آیہ شریفہ

وماینطق عن الھوی ان ھو الا — اور وہ تو اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتے
وحی یوحی (پ ۲۷ س نجم) — ہی نہین۔ یہ تو بس وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔

شاہد ہے تفریق کرے۔ اس نور خدا اور ہادی دین کو قبل از بعثت گمراہ بتلاے اُس محرم اسرار الٰہی کی تجویز پر اپنی خلفا کی راے کو ترجیح دے۔ آیات عتاب آمیز کا مصداق معاذاللہ رسول مقبول صلعم کو قرار دے۔ خلاف راے رسول اللہ حضرت عمر کی راے کے موافق نزول وحی کا معتقد ہو۔ خدا کی جسمانیت و رویت کا قائل ہو۔ کتے کی کھال پر اور اس کو گود مین لے کر نماز پڑھنا۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اپنی راے وقیاس کو دخل دے کر حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتائے تو کیا ان اختلافات عظیم پر بھی مذہب اہلسنت والجماعت اور مذہب امامیہ مین فقط ایک مسئلہ

فضیلت صحابہ ہی کا اختلاف ہے؟ کیا انھین اصول و فروع پر بمصداق ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

"آپ نے مذہب اہلسنت کو مطابق کلام الہی واحادیث رسالت پناہی کے سچا پایا ہے"؟ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مسئلہ فضیلت صحابہ

اب ہم ان مسائل سے قطع نظر کرکے مسئلہ فضیلت صحابہ کی طرف جس کو آپ نے ما بہ النزاع قرار دیا ہے رجوع کرتے ہین۔

واضح ہو کہ آپنے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"ہر عقیدے کی تحقیق اور ہر اعتقادی مسئلہ کی تطبیق کتاب اللہ اور کتاب رسول سے کرنا ضرور ہے"۔

تو یہ فرمائیے کہ آپنے کس کتاب خدا اور کس حدیث رسول اللہ سے مسئلہ فضیلت صحابہ کی تحقیق کرکے ان دونون مذاہب کی حقیت وبطلان کا انحصار اُس پر کیا ہے۔ یہ تو اہلسنت کی ایجاد ہے کہ انھون نے برخلاف احکام خدا و رسولؐ ہادی برحق کو چھوڑکر اصحاب کو اپنا خلیفہ وپیشوا بنایا ورنہ خدا و رسولؐ نے تو اُمور دین اور احکام شریعت مین کہین بھی اُن کا حوالہ نہین دیا قولہ تعالیٰ۔

ان ھی الا اسماء سمیتموھا	یہ تو بس صرف نام ہی نام ہین جو تم نے اور
انتم وآباءکم ما انزل اللہ بھا	تمھارے باپ داداؤن نے گڑھ لئے ہین خدا نے
من سلطن ط ان یتبعون الا الظن	تو اس کی کوئی سند نازل نہین کی یہ لوگ تو
وما تھوی الانفس ج ولقد جاءھم	بس اٹکل اور اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے چل
من ربھم الھدی ہ	رہے ہین حالانکہ اُنکے پاس اُن کے پروردگار کی
(پ ۲۷۔ س النجم۔ ع ۱)	طرف سے ہدایت بھی آچکی۔

پس اگر صحابہ اچھے تھے تو مستوجب غفران و رضوان ملک منان اور اصحاب الجنۃ ہین اور بُرے تھے تو اصحاب النار فبشرھم بعذاب الیم مین داخل ہین لیکن اُن کی فضیلت سے مذہب اہلسنت والجماعت کی سچائی یا اُن کی منقصت سے مذہب امامیہ کے جھوٹے ہونے کو کیا علاقہ قولہ تبارک وتعالیٰ۔

تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت — یہ لوگ (اپنے وقت مین) ہوگزرے جو انھون نے
ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا — کیا وہ اُن کے لئے۔ اور جو تم نے کیا وہ تمھارے
یعملون — لئے۔ اور وہ جو کچھ کرگذرے تم سے اُسکی پرسش
(پ ا س بقرع ۱۶) — کچھ نہین ہوگی۔

بلکہ تحقیق طلب تو یہ مسئلہ ہے کہ بعد رحلت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کا ہادی ومقتدا منصوص من اللہ کون ہے وکس کی اطاعت و پیروی خدا نے ہم پر واجب کی ہے؟ کس کی مودّت ومحبت دلیل صدق و وفاق ہے اور کس کی عداوت وخصومت دلیل کفر ونفاق۔ پس جس مسئلہ پر نہ صرف ان دونون بلکہ کل مذاہب کی حقیت یا بطلان مین امتیاز منحصر ہے الحمد للہ علےٰ احسانہ کہ وہ مسئلہ تمسک بالثقلین یعنی قرآن اور عترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متمسک ہونا ہے نہ کہ مسئلہ تفضیل صحابہ۔

۲ مسلم حقیت علیہ تابع کئے گئے ہیں

پس اگر موافق مذہب امامیہ قرآن وعترت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفترض الطاعۃ ہونا ثابت ہوگیا تو بلا شبہہ شیعون کا مذہب حق اور سنیون کا مذہب باطل اور اگر بخلاف اسکے نعوذ باللہ معلوم ہوا تو سنّیون کا مذہب سچّا اور شیعون کا مذہب جھوٹا ہے۔ لہذا ہم اول اسی مسئلہ کو ثابت کرتے ہین پھر خلافت راشدہ کو باطل کرینگے۔ پھر مطاعن صحابہ پر علماء اہلسنت نے جو پردہ پوشی کی ہے اُس کی پردہ دری کرینگے۔

جاننا چاہئے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کل امت کو قرآن مجید اور اہلبیت اطہار سے تمسک و اتباع کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ قرآن اور صحابہ سے اور وہ احکام یہ ہین ۔

(۱) قال رسول اللہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تم مین دو چیزین بزرگ و گران قدر چھوڑے جاتا ہون خدا کی کتاب اور اپنی عترت اگر ان دونون کے ساتھ تمسک رہوگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور ہرگز یہ دونون ایک دوسرے جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آئین۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی

فرمایا رسول اللہ ص نے میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس مین سوار ہوا نجات پائی اور جس نے اس سے انحراف کیا وہ غرق اور تباہ ہوا۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد

صاحب تحفہ اس مذہب کو جھوٹا بتاتے ہین جو حدیث ثقلین کے خلاف ہو

یہ وہ معتبر احادیث مسلمہ ومقبولہ فریقین ہین کہ جن کی جناب خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی نہ صرف تصدیق و توثیق کی ہے بلکہ منکر حدیث ثقلین کو خارج از اسلام اور گمراہ بتایا ہے اور جو مذہب کہ ان دونون عظیم القدر چیزون کے خلاف ہو اُس کو غیر معتبر اور جھوٹا ٹھیرایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین ۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت ست کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرمود

جاننا چاہیے کہ باتفاق شیعہ وسنی یہ حدیث ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

انی تارک فیکم الثقلین ما ان	مین تمھارے پاس دو چیزین گران قدر چھوڑے
تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی	جاتا ہون اگر تم ان دونون سے متمسک ہوگے تو ہرگز
احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ	میرے بعد گمراہ نہ ہونگے اور ہر ایک دونون مین ایک
وعترتی اہلبیتی۔ پس معلوم شد کہ در مقدمات	دوسرے سے بزرگ تر ہے اور وہ خدا کی کتاب اور میری عترت
دینی و احکام شرعی مارا پیغمبر حوالہ باین	ہین۔ پس ہمکو رسول خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی
دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے	مین ان دونون اعظم القدر چیزون کے سپرد کیا ہے پس
کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃ و	جو مذہب ان دونون چیزوں کے مخالف ہو وہ احکام
عملاً باطل و نامعتبر ست و ہر کہ انکار این دو	شریعت مین عقیدۃً اور عملاً باطل و غیر معتبر ہے اور جو انکا
بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست	ان دونون عظیم القدر چیزون سے انکار کرے وہ گمراہ
(تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ فخر المطابع)	اور دین سے خارج ہے۔

صحابہ کا حدیث ثقلین سے انحراف

جناب شاہ صاحب کی اس تصریح و تشریح سے نہ صرف مسئلہ فضیلت صحابہ کانہ ھباء منثورا ہوگیا بلکہ خود صحابۂ کبار کا تمام اُمت سے افضل و اعلےٰ اور ایمان و اسلام مین کامل ہونے کے عوض صراط مستقیم سے پھر جانا ثابت ہوا کیونکہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب ہی سے تو مخاطب ہوکر (انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی الخ) ارشاد فرمایا تھا اور یہی تو فیکم ہے جسمین قیامت تک تمام اُمت داخل و مضمر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان اصحاب نے بمقابلہ حُبّ دنیا اپنے پیغمبر کے اس فرمان پر مطلق لحاظ نہ کیا۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلعم نے وقت وفات گمراہی سے بچانے کے لیے جب بغرض تحریر وصیت ان سے ارشاد فرمایا۔

ایتونی بدوات وقرطاس اکتب لکم	یعنی دوات و کاغذ حاضر کرو کہ مین تمھارے لئے
کتابا لن تضلوا بعدی	ایک نوشتہ لکھ دون تاکہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔

توصحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ اِس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا اور اپنے پیغمبر کو یہ جواب دیا کہ حسبنا کتاب اللہ (یعنی ہمکو خدا کی کتاب کافی ہے) پس محض حسبنا کتاب اللہ کہنا اِس امر پر دلالت کرتا ہی کہ جناب خلیفہ صاحب ممدوح منجملہ ان دوگرانقدر چیزون کے عترت رسول اللہؐ سے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہی مین دست بردار ہو چکے تھے اور فیصلہ کر چکے تھے کہ ہم کو انکی اطاعت و متابعت کی ضرورت نہین ہے۔ چنانچہ اپنی راے پر عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسند شریعت پر اُمت کے حاکم بن بیٹھے اور عترت رسول کو اپنا محکوم وتابع سمجھنے لگے۔ یہی نہین بلکہ طرح طرح کے رنج دینے لگے۔ (جن کی تفصیل آگے ہوگی)

احکام خدا و رسولؐ مین تغیر

اب رہی کتاب خدا، اُسکے ساتھ یہ عمل کیا گیا کہ احکام آلٰہی مین اپنے قیاس وراے کو دخل دیکر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا جیسا کہ کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ متعۃ الحج و متعۃ النسا جو بعہد رسالت و نبوت حلال تھے اُن کو اپنی راے سے منسوخ کیا۔ اگرچہ یہ اُمور بالتفصیل اسکے اسناد کے ساتھ ہم آیات محکمات کی جلد دوم مین انشاءاللہ مفصل لکھینگے مگر اس جگہ ایک دوروایتین بغرض اطمینان ناظرین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

اول	قال عطاء قدم جابر بن عبداللہ معتمرا فجئناہ فی منزلہ فسألہ القوم عن اشیاء ثم ذکروا المتعۃ فقال نعم استمتعنا عہد رسول اللہ وابی بکر وعمر (صحیح مسلم جلد اول ص۔۔)	جابر بن عبداللہ سے لوگون نے متعہ کے بارے مین سوال کیا۔ اُنھون نے کہا ہم لوگون نے بعہد رسول اللہ و ابوبکر و عمر متعہ کیا تھا۔
دوم	عن ابن عباس سمعت عمر یقول واللہ انی لانھاکم عن المتعۃ وانھا لفی کتاب اللہ	ابن عباس روایت کرتے ہین کہ ہمنے عمر کو یہ کہتے ہوے سُنا قسم خدا کی مین تم کو اس متعہ سے منع کرتا ہون جو کتاب اللہ مین ہے

ولقد فعلها رسول الله یعنی العمرة بالحج باب — اور رسول اللہ نے اُس کو کیا ہے یعنے عمرہ
التمتع من کتاب مناسک الحج (صحیح نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۶) — حج کے ساتھ۔

سوم — فصل فی اولیات عمر قال — یعنی سب سے پہلے جس نے اپنے لئے
العسکری هو اول من سمی امیر المومنین — امیر المومنین کا لقب اختیار کیا وہ عُمر ہین
واول من کتب التاریخ من الهجرة واول — تاریخ کی ابتدا یوم ہجرت سے اُنھون نے کی
من اتخذ بیت المال واول من سن — سب سے پہلے بیت المال اُنھون نے ہی
قیام شهر رمضان واول من عس باللیل — مقرر کیا۔ تراویح کو اُنھون نے ہی سب سے پہلے جاری
واول من عاقب علی الهجاء واول من ضرب — کیا۔ رات کو مخفی گشت لگانے کی ابتدا ان سے
فی الخمر ثمانین جلدة واول من حرم المتعة — ہوئی۔ ہجو کرنے والون پر اُنھون نے عقاب کیا
واول من نهی عن بیع امهات الاولاد — شرب خمر پر دُرّہ زنی انھین کی ایجاد ہے متعہ کو
واول من جمع الناس فی صلوة الجنازة علی — سب سے پہلے انھون نے ہی حرام ٹھہرایا۔ ام ولد
اربعة تکبیرات الی آخرہ — کی بیع سے انھون نے ہی منع کیا اور نماز جنازہ
(تاریخ الخلفاء سیوطی صـ۹۳) — مین چار تکبیرون کی ایجاد ان سے ہی ہوئی

تغییر بدعت — اِس قسم کی متعدد روایتین ہین جن کو بوجہ طوالت ترک کر کے اب ہم یہ امر دکھانا چاہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اسکی بابت کیا ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا — اے ایمان والو! جو پاک چیزین تمہارے لئے حلال
طیبات ما احل الله لکم ولا — کی گئی ہین اونکو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے
تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین ۔ — زیادہ نہ بڑھو۔ کیونکہ خدا حد سے بڑھ جانے والون کو یقیناً
(پ ۶ ۔ س المائدہ ع ۱۲) — دوست نہین رکھتا۔

اور خدا نے اپنے اور اپنے پیغمبرؐ کے احکام مین عدول اور نافرمانی کرنے والون کو اس آیۂ کریمہ

ماکان لمومن ولامؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ ان یکون لھم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناط	جب خدا اور اُس کا رسول کسی امر کا فیصلہ کردین تو کسی مومن اور مومنہ کو اُن کے کسی معاملہ مین کوئی اختیار نہین ہے اور جو خدا اور اُسکے رسول کی نافرمانی کرے تو صریح گمراہ ہے۔

مین ضالین قرار دیا ہے۔

اب ایک دو حدیثین بخاری شریف کی بھی ملاحظہ ہون اور وہ یہ ہین :-

پہلی

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلعم من احدث فی امرنا لیس منہ فھو رد	حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دین مین نئی بات ایجاد کی وہ ہم سے نہین ہے اور وہ مردود ہے۔ (بخاری جلد چہارم صـ)

دوسری

اذا اجتہد العامل والحاکم فاخطا خلاف الرسول من غیر علم فحکمہ مردود یقول النبی من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد	جو وقت عامل یا حاکم بغیر علم و خلاف حکم رسول اجتہاد کرے تو اس کا قول باطل ہے جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا جو شخص کوئی عمل کرے اور ہم نے اُس کے بارے مین حکم نہ دیا ہو وہ مردود ہے۔ (بخاری جلد ۴ صـ)

غرض جن اصحاب نے حدیث ثقلین کو بالائے طاق رکھکر احکام آلہی مین اپنی رائے کو دخل دیا عترت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنارہ کش ہوئے اُن پر فرمان آلہی فقد ضل ضلالا مبینا اور ارشاد نبویؐ غرق وھوی صادق آتا ہے جس کی تصدیق جناب شاہ صاحب ان الفاظ

مین فرماتے ہین۔

ہرکہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج	جو ان دو بزرگ چیزون سے انکار کرے
از دین ست	وہ گمراہ اور دین سے خارج ہے۔

اور یہ قول مسلم ہے کہ" او خویشتن گم ست کرا رہبری کند" اِس صورت مین حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ آپ انھین حضرات کی فضیلت وخلافت پر مذہب اہلسنت والجماعت کو سچا بتائین جس کا بطلان بقول شاہ صاحب

مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ	جو مذہب کہ ان دونون کے خلاف ہو امور شرع
عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر ست	مین برو ئے اعتقاد باطل و ناقابل اعتبار ہے۔

ثابت ہے۔

اہلسنت کا عمل اپنے خلفا کے اقوال پر ہے

یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب نے اہلبیت طاہر کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح اہلسنت بھی انکی پیروی کرکے اہلبیت کو چھوڑے ہوئے ہین اور ایسے بھولے ہوے ہین کہ اُن مین کے اکثر افراد کو تو اہلبیت اطہار کے اسماے مبارکہ تک بھی یاد نہین۔ ہان زبان سے تولاے اہلبیت کا دعوے بہت کچھ کرکے آیہ شریفہ

یقولون بافواھھم مالیس فی	مُنھ سے وہ باتین کرتے ہین جواُن کے دلون
قلوبھم	مین نہین ہین۔

کے مصداق ٹھہرتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ عملاً وفعلاً کسی امر مین مودت اہلبیت اُن سے ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس کی مخالفت پائی جاتی ہے چنانچہ ایک صلوات ہی مین امتحان کر لیجیے کہ بقول امام فخرالدین رازی ودیگر علمائے کبار اہلبیت اطہار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے صلوات مین شریک ہین کہ جو مسلمان تشہد نماز مین اللھم صل علی محمد کے ساتھ وآل محمد نہ کہے تو اسکی نماز ہی باطل ہے۔ یہی

امام شافعی صاحب بھی فرماتے ہین ۔

من لم یصل علیکم لاصلوٰة لہ ﷺ یعنی اے آل محمد جسنے تم پر تشہد مین صلوات نہین بھیجی اُس کی نماز نہین ہے

با این ہمہ اہلسنت نے باستثنا بعض آل کا لفظ اپنی تحریر و تقریر سے قطعاً خارج کر دیا ۔

افسوس کا مقام ہے کہ خداے علیم و حکیم اپنے جس ولی کی امامت و خلافت پر دین اسلام کی تکمیل کرے جس کو خدا کا رسول اپنے بعد کل اُمت پر خلیفہ اور ہادی مقرر کر کے اعلان کر جاے ۔ اُمت ۔ اُس کی یہ منزلت کرے کہ بجاے پیروی و اطاعت طعنہ زن ہو کہ حضرت علیؑ سے دین خدا کا کوئی کام اچھی طرح سے انجام کو نہین ہونچا جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین :۔

آل عبا و اہلبیت کہ اہلبیت سے پر کی حدیث پر کی

اکثر اہل اسلام مالکیان و حنفیان و حنبلیان	اسلام مین اکثر فرقے مالکی و حنفی و حنبلی و
و شافعیان اند و اصل مذہب ایشان معتمد ست بر	شافعی ہین اور اُن کا مذہب مسائل اجماعیہ فاروق
مسائل اجماعیۂ فاروق و بجز چند مسائل بر	پر مبنی ہے اور حضرت مرتضے کے آثار پر بجز چند
آثار مرتضیٰ فتح اسلام واقع نہ شد و در ہیچ فنے از	مسائل کے اسلامی فتح واقع نہین ہوئی اور منجملہ
فنون شرعی مدار کلی بر آثار مرتضوی نیامدہ و بر دست	فنون شرعی کے کوئی فن کلیۃً آثار مرتضوی پر
ایشان خلافت منتظم نہ گشت ،	موقوف نہین ہے اور ان کے ہاتھون خلافت کا
(قرۃ العین)	پورا انتظام نہوا ۔

اور رسالہ تفضیل الشیخین مین ارقام فرماتے ہین کہ

"مہات مذاہب اربعہ اہلسنت بر آثار مرتضیٰ نیست بلکہ بر اجماعیات عمر بن خطاب و فتاواے ابن مسعود ست"

جناب شاہ صاحب موصوف نے اسی پر اکتفا نہین کی بلکہ اُس معدن علم امامت کے علم و فضل پر یہ حملہ کیا ہے :۔

(ایضاً)

از حضرت مرتضیٰ در مسئلہ فقہ غلط واقع شد
از عجائب آنست کہ مثل ابوہریرہ کہ صحبت او
با آنحضرت قلیل ست۔ در مذہب ما پنج ہزار
حدیث روایت کردہ اند و حضرت مرتضیٰ باوجود
صحبت دائمہ و کمال فقاہت و تمام حفظ و انضمام
استماع از صدیق و فاروق بسیارے از حدیث
با مسموعات خویش و عدم مانع از روایت کہ عبارت
از قلت بقاست بعد آنحضرت چنانچہ در صدیق
بودہ است قلت یا اشتغال در امور ناس چنانچہ
در فاروق بودہ است یا قلت اشتغال در مسائل فقہیہ
چنانچہ در طلحہ و زبیر بود مدتے دراز در مدینہ باشد
و روایت نکند مردمان از وے حدیث و یاد
نگیرند از وے ہیچ مسئلہ باز در کوفہ چون روایت
کند حدیث او تا پانصد نرسد و آن نیز مختل
گردد بشرط صحت نرسد الا قلیلے

مسئلہ فقہ مین حضرت علی سے غلطی واقع
ہوئی ہے۔ اور تعجب ہے کہ ابوہریرہ جو بہت کم آنحضرت
کی صحبت مین رہے اور علی مرتضیٰ سے علم مین گھٹے
ہوے تھے باین ہمہ ارباب فضل و کمال نے ان سے
پانچہزار حدیثین نقل کین اور علی مرتضیٰ اعلیٰ درجہ کے
فقیہ اور صاحب علم و فضل تھے نیز حضرت ابوبکر و عمر کی
صحبت مین ایک مدت دراز تک رہ چکے ہین اور مثل شیخین
مہمات ملکی و معاشرت رعایا اور انتظام مملکت کا بھی
انسے کوئی علاقہ نہ تھا مدینہ مین محض بیکار رہتے تھے
باوجود اس آزادی اور فارغ البالی کے ایک حدیث کا
بھی پتہ نہین چلتا جو کہ اہل مدینہ نے حضرت امیر سے
نقل کی ہو البتہ جب آپ کوفہ پہونچے تو وہان نقل
حدیث مین مصروف ہوے مگر بہت کم صرف پانچسو
حدیثون کا پتہ چلتا ہے اور وہ بھی بے سروپا جن سے
(ایضاً) کوئی مسئلہ اصولی ماخوذ نہین ہوا۔

اسیطرح دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام کو معصوم جاننا تو درکنار۔ خاطی سمجھتے ہین معاذ اللہ جیسا کہ جناب مولوی عبد العلی صاحب شرح مسلم مین تحریر فرماتے ہین۔

اجماع اہل البیت لیس بحجۃ خلافا للشیعۃ فانہم قد یصیبون وقد یخطؤن

یعنی اجماع اہلبیت حجت نہین ہے برخلاف شیعہ کے کہ انکے نزدیک حجت ہے کبھی خطا کرتے ہین اور کبھی صواب

ویجوز علیھم الزلۃ وھی وقوعھم فی	حالانکہ ان سے بے ارادہ لغزش اور گناہ سرزد ہونا
الذنب من غیر تعمد کما وقع من	جائز ہے جیسا کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے
سیدۃ النساء من ھجرانھا خلیفۃ	خلیفہ رسول اللہ کی ترک ملاقات کی نسبت فدک
رسول اللہ حین منعھا فدک	ضبط کرنے پر ظاہر ہوا۔

علی ہذا ذہبی نے کتاب مغنی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو مجاہیل وضعفاء میں شمار کیا اور کہا کہ لم یخرج بہ البخاری اور میزان الاعتدال میں بھی ہے

لم یحتج بہ البخاری وقال یحیی بن سعید القطان شیخ البخاری اجد فی نفسی منہ شیئا وکان مالک لا یروی من جعفر حتی یضمہ الی احد یعنی بخاری نے ان جناب سے روایت نہیں کی اور یحییٰ بن سعید قطان شیخ بخاری کا بیان تھا کہ ہم اپنے دل میں ان جناب سے کچھ خلش پاتے ہیں اور امام مالک اُن جناب سے روایت نہیں کرتے تھے جب تک کسی اور کو شریک نہ کریں اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو عقیلی نے ضعفاء سے سے شمار کیا ہے اور کہا ہے (حدیثہ غیر محفوظ) یعنی حدیث ان جناب کی غیر محفوظ ہے اور جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے " قال ابو الحسن الدارقطنی اخبرنی ابن حبان فی کتابہ فقال علی بن موسی الرضا یروی عن ابیہ عجائب یھم ویخطی" یعنی دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب میں مجھے خبر دی کہ علی بن موسیٰ رضا اپنے باپ سے عجیب عجیب باتیں وہم وخطا کی بیان کرتے ہیں (معاذ اللہ) اور جناب امام حسن عسکری کے بارے میں رحمۃ اللہ سندی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ میں لکھا ہے لیس بشئ یعنی معاذ اللہ وہ حضرت کوئی چیز نہیں ہیں۔

اور منہاج السنۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۱ میں ہے۔

فان علماء المعروفین بالروایة الذین کانوا فی زمن هذا الحسن العسکری لیس لهم عنه روایة مشهورة فی کتب اهل العلم شیوخ اهل کتب السند البخاری ومسلم وابی داؤد والترمذی ونسائی وابن ماجه کانوا موجودین فی ذلك الزمان قبله وبعده وقد جمع الحافظ ابو القاسم بن عساکر اسماء شیوخ الکل من شیوخ هؤلاء الائمة فلیس من هؤلاء الائمة من روی عن الحسن العسکری مع روایتهم من الوف مولفة اهل الحدیث

یعنی جو علماء علم حدیث مین مشہور ہین اور عہد جناب امام حسن عسکریؑ مین موجود تھے ان مین سے کوئی بھی حضرت سے روایت نہین کرتا۔ شیوخ الکتب السنت بخاری مسلم ابی داؤد ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ یہ سب اُس زمانہ مین قبل و بعد کے زمانہ مین موجود تھے حافظ ابو القاسم ابن عساکر نے سب کے شیوخ کا نام لکھا ہے جسمین کوئی بھی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت نہین کرتا۔ حالانکہ ہزارون اور سیکڑون راویون سے روایتین کرتے ہین۔

(حصہ دوم تنقید بخاری) ص۶۶

علے ہذا امام فخر الدین رازی نہایت العقول مین فرماتے ہین۔

والعجب انهم یزعمون فی النقی والتقی والحسن العسکری انهم کانوا عالمین بجمیع المسائل الاصولیة والفروعیة وجملها وتفاصیلها مع انهم کانوا فی زمان خواص العلماء فی اصناف العلوم وکثرة تصانیفهم مع ذلك لم یظهر من احد منهم شئ من العلوم لا القلیل ولا الکثیر ولم یحضروا محفلا

نہایت تعجب کی بات ہے کہ شیعون کا گمان یہ ہے کہ نقی وتقی و حسن عسکری مسائل اصول و فروع سے بالاجمال اور بالتفصیل واقف تھے حالانکہ یہ حضرات ایسے زمانے مین تھے کہ علماء کثرت سے اقسام علوم مین بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے باوجود اسکے اُن سے کوئی علم کی بات ظاہر نہین ہوئی نہ قلیل نہ کثیر۔ اور نہ کبھی یہ حضرات صحبت اہل علم مین بیٹھے

ولا تكلموا في شئ من المسائل مع المخالفين	کبھی مخالفین سے کسی علمی مسئلہ مین گفتگو نہین کی
ولم يظهر منهم تصنيف تلتفع به كما يظهر	اور نہ ان حضرات سے تصنیف ظاہر ہوئی جس سے
من الشافعي ومحمد بن الحسن من الفقهاء	علوم کو فائدہ پہونچتا جیسے شافعی و محمد بن حسن اور
والمتكلمين والمجتهدين ۔	دیگر علماء و مجتہدین کی تصانیف موجود ہین ۔

کتب صحاح مین اہلبیت سے حدیث نہین ہے

اگر کتب اہلسنت بنظر تعمق و غور ملاحظہ ہون تو معلوم ہوگا کہ صحیح بخاری ۔ صحیح ابی داؤد ۔ اور صحیح نسائی و ابن ماجہ وغیرہ اکثر راویان خوارج کی روایتون سے مزین ہین ۔ مثلاً ۔ حصین بن نمیر ہے جس نے شہزادہ علی اکبر شبیہ پیغمبر کو نیزہ مار کر شہید کیا تھا ۔ دوسرا سمرہ بن جندہ ہے جس نے آٹھ ہزار شیعون کو قتل کرایا ۔ تیسرا شبث بن ربعی جو معرکہ کربلا مین سپاہ شام کا سپہ سالار تھا ۔ جس نے جناب سید الشہداء علیہ السلام کو نیزہ و شمشیر سے صدمات پہونچائے تھے ۔ چوتھا شمر ذی الجوشن ہے جس کی شقاوت کا حال اظہر من الشمس ہے ۔ اسیطرح ابن سعد اور مروان بن حکم جن کو رسول مقبول صلعم نے خارج البلد کیا تھا بخاری وغیرہ کے رواۃ مین داخل ہین ۔

حدیث ثقلین سے لفظ آل حذف کیا جاتا ہے

بھائیو! غور کرو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ فرماتے ہین کہ میری آل سے تمسک رہو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور تمہارے علماء نواصب و خوارج سے حدیثین اور روایتین لین اور آل رسول سے جو تمام اُمت کے ہادی و مقتدا ہین پیروی تو کیا انکی حدیث پر اعتبار بھی نہ کرین ۔ پھر تم ان کتابون کو کتاب خدا سے بڑھکر سمجھو ۔ غرض اس فرقہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ آل رسول کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے ۔ چنانچہ تحریر و تقریر سے تو آل کا لفظ مٹا ہی چکے ہین یعنے صرف صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اور صرف نصلی علی رسولہ الکریم بھی لکھتے ہین ۔ البتہ حدیث ثقلین مین لفظ آل باقی ہے سو وہان سے بھی مٹانا شروع کر دیا جیسا کہ سال مین ایک کتاب موسوم بہ تاریخ الامۃ حصہ اول سیرۃ الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مصنفہ حافظ مولوی محمد اسلم صاحب جیراج پوری

اسناد تاریخ اسلام جامعۂ ملیہ اسلامیہ جو مطبع علیگڈھ سے شایع ہوئی ہے اسکے صفحہ ۱۴۸ مین کچھ سرسری ذکر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس خطبۂ مبارک کا ہے جوکہ آپ نے بمقام غدیر ارشاد فرمایا تھا۔ جناب ممدوح نے اُس خطبہ سے آل کا لفظ ہی خارج کردیا جس کی نقل یہ ہے:۔

"حج" (حجۃ الوداع) کے بعد آپ نے مسلمانون کو جہان ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانون کا اجتماع ہوا مخاطب کرکے ایک مؤثر خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے لوگو! مین نے تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو اگر تم مضبوط پکڑو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن ہے۔

حالانکہ حدیث کے الفاظ تو یہ ہین انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی اهلبیتی جو مسلمۂ فریقین ہین لیکن ہم کو افسوس ہے کہ بلحاظ تعصب مولوی صاحب نے اُس حدیث سے انکار کیا جس کو اُن کے پیشوا تسلیم کرتے ہین۔ اب تمھین بتاؤ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مین یہ صاف وصریح تحریف نہین ہے۔ افسوس اسپر بھی ایسے ہی لوگ ہادی ورہنما مانے جاتے ہین۔ اب انصاف سے کہو کہ تم خدا ورسول کے احکام کی پیروی کرتے ہو یا اپنے خلفا کی۔ اسپر اسلام بلکہ ہدایت یافتہ ہونے کا دعوی ہے۔ لیکن کوئی خدا کی روشنی کو بجھا نہین سکتا اللہ جل شانہ کی قدرت ہے کہ وہ قادر مطلق انھین لوگون کی زبان وقلم سے کلمۂ حق نکلواتا ہے جو اصحاب ثلثہ کی فضیلتون مین روز وشب رطب اللسان ہین۔

علامہ ابوبکر کا قول

چنانچہ علامۂ ابوبکر بن شہاب جو فرقۂ تسنن کے ایک مستند عالم ہین اور اس وقت حیدرآباد مین موجود ہین اپنی مصنفہ کتاب نصائح الکافیہ مین ائمۂ اربعہ ودیگر علماء وفضلاء اہلسنت پر طعن کرتے ہین کہ ہمارے مذہب والون نے مستقل رسالے مناقب تابعین مین تو لکھے ہین لیکن آل محمد علیہم السلام کا جو افضل التابعین ہین کہین ذکر تک نہین کیا۔ بلکہ ان کو تابعین مین بھی شمار نہین کیا اُس عبارت کی نقل صفحہ ۱۹۱ سے اس جگہ کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:۔

بعض اصحابنا بعد ذکر تفاضل
الصحابۃ الی ذکر تفاضل التابعین
فقال بعضہم افضل التابعین اویس
القرنی وقال بعضہم الحسن البصری
وقال آخرون ھو سعید بن المسیب
ولم یقل احد بافضلیۃ الامام
زین العابدین بن الحسین علیہم السلام
وھو واللہ افضلہم واعجب من
ھذا ان بعض علماء الشافعیۃ افرد
فی مولف لہ فصلا فی ذکر کبار
التابعین وعد منہم نحو العشرۃ
ولم یذکر فیہم زین العابدین و
لا الحسن المثنی ولا محمد بن
الحنفیۃ ولا ادری ما الصارف لہ
عن ذلک والحال انہ من کبار العلماء
المطلعین وتالیفہ کان بعد انقضاء
الدولۃ الامیۃ والعباسیۃ و اللہ
ان ھذا لقریب من الجفاء وان لم
یکن الجفاء بعینہ

ہمارے مذہب کے بعض علماء نے فضائل صحابہ
کے ضمن میں فضیلت تابعین کا بھی ذکر کیا ہے
چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اویس قرنی تمام
تابعین سے افضل ہیں بعض حسن بصری کو بعض
سعید بن مسیب کو سب سے افضل بتاتے ہیں لیکن
کسی نے امام زین العابدین بن الحسین علیہم السلام
کی افضلیت کا اظہار نہیں کیا حالانکہ خدا کی
قسم وہ بزرگ تمام تابعین سے افضل ہیں اس سے
زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض علمائے شافعیہ
نے تابعین کے فضائل بیان کیے ہیں اور قریب
دس کے تابعین کا تذکرہ کیا ہے لیکن انہیں
کہیں نہ امام زین العابدین کا ذکر کیا ہے۔ نہ
حسن مثنی (فرزند امام حسن) نہ محمد بن حنفیہ کا میں نہیں
سمجھتا کہ اسکے ترک کا کیا باعث ہوا حالانکہ
مؤلف اس رسالہ کے بڑے عالم جید ہیں
اور تصنیف بھی بعد زوال دولت بنی امیہ و
عباسیہ کے ہے واللہ اگر حضرات اہلبیت پر
یہ ظلم نہیں ہے تو ظلم کے قریب ضرور
ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا نے منصب ہدایت صرف آل محمد ہی کو بخشا ہے نہ کہ صحابہ کو اور آل محمد ہی ہادی و مقتدا ہین ۔ اور کتاب خدا و عترت رسول اللہ یہ دونون مذہب کی حقیت و بطلان کا مدار ہے ۔ پس پیروی انھین ہادیان دین کی واجب ہے نہ کہ دوسرون کی جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ۔

افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف تحکمون — آیا وہ جو تم کو حق تک پہونچائے اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جس کو خود ہی راستہ نہین ملتا ہو جب تک کہ اور کوئی اس کو راستہ نہ بتلائے پس تم کو کیا ہو گیا ہے اور کیسے فیصلے کرتے ہو ۔

(پ ۱۱ س یونس ع ۴)

چنانچہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عَلِیٌّ مَعَ القُرآن وَالقُرآنُ مَعَ عَلِیٍّ (علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ) اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام تفسیر قمی مین فرماتے ہین ۔

جو خود ہدایت نہین پاتے جب تک ان کو ہدایت نہ کی جائے وہ قریش اور غیر قریش سب ہین جنھون نے بعد ممات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی (منقول ترجمہ)

اگرچہ بوجوہ بالا مسئلہ (فضیلت صحابہ) ہوا ہو گیا جس سے بفحوائے بناء الفاسد علی الفاسد مذہب اہل سنت و الجماعت حسب ارشاد جناب شاہ صاحب بخوبی باطل و نامعتبر ثابت ٹھیرا اور اب اس مسئلہ مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین رہی مگر چونکہ آپ نے آیات بیّنات کی بنا اسی مسئلہ خاص پر قائم کی ہے اسلئے ہم بھی بقول جناب شاہ صاحب

چون بنائے کلام بر اصول گروہے دیگر — چونکہ بنائے کلام ایک غیر گروہ کے اصول پر

نہادہ است ناچار زمام اختیار بدست آنہا	رکھی گئی ہے اسلئے بمجبوری عنان اختیار اُنکے ہاتھ مین
دادہ ہرجا کہ شیعہ برند میروددو بہر رنگ	دیدی ہر کہ جہان کھینچکر لیجا مین چلاجاتا ہے اور جس
کہ رنگین کنند میشود	رنگ سے رنگین کرتے ہین رنگاجاتا ہے۔

اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہین۔

شیعہ صحابۂ کرام کی فضیلت کے معتقد ہین

واضح ہو کہ آپ کا یہ فرمانا کہ (جس طرح اہلسنت اصحاب کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلیٰ و افضل از ایمان و اسلام مین کامل سمجھتے ہین اسیطرح شیعہ اُن کو بُرا اور خراب حتیٰ کہ کافر و مُرتد کہتے ہین) درست نہین ہے کیونکہ اصحاب رسول اللہ دو چار یا دس بیس نہ تھے بلکہ ہزارون اور لاکھون تھے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ سب کے سب ہی سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے نہ تھے بلکہ اُن مین فاسق اور منافق بھی تھے۔ شیعہ ہی کیا خدا بھی یہی فرماتا ہے منهم المومنون و اکثرهم الفاسقون پس شیعہ مطابق کلام آلہی صرف اصحاب منافقین کو بُرا سمجھتے ہین صحابہ مومنین کی فضیلت و منزلت کے تو بدل وجان معتقد ہین۔ چنانچہ کتب امامیہ مین جناب امیرالمومنینؑ اور تمام ائمہ طاہرین علیہم السّلام کے اقوال صحابۂ کبار کی تعریف مین جابجا موجود ہین ازانجملہ جناب مولاے کونین علے بن ابیطالب علیہ السلام جن خاص الفاظ مین اصحاب مومنین کو یاد فرمایا کرتے تھے اسکی نقل ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے:-

فرمایات جناب امیرالمومنین حضرت سید الساجدین علیہ السلام

این القوم الذین دعوا الی الاسلام	کہان ہین وہ لوگ جن کو دعوت دی گئی
فقبلوه و قرؤا القرآن فاحکموه و	اسلام کی اور اُنھون نے اُس کو قبول کیا۔ اور پڑھا
هیجوا الی القتال فولهوا وله اللقاح	قرآن مجید کو پھر مضبوط کیا اور رغبت دلائی جہاد کی
الی اولادها و سلوا السیوف من	پھر غالب کردیا اونٹنیون کو اُن کے بچوں کے اور کھینچ لیا
اغمادها واخذوا باطراف الارض	تلواروں کو نیام سے اور لے لیا زمین کے اطراف کو

زحفا زحفا وصفا صفا بعض هلك	اطراف کو گروہ گروہ صفین باندھکر کچھ شہید ہوے
وبعض نجا لا یبشرون بالاحیاء و	کچھ زندہ رہے نہ ترش رو ہوتے ہین نہ ڈرتے
لا یعزون بالموتی مرہ العیون	ہین آنکھین اُن کی بیمار ہین رونے سے پیٹ
من البکاء خمص البطون من الصیام	اُن کے دُبلے ہوگئے ہین روزون سے ہونٹھ
ذبل الشفاہ من الدعاء صفر الالوان	ان کے سوکھ گئے ہین دعا کرتے کرتے رنگ انکے
من السہر علی وجوھھم غبرۃ	زرد ہوگئے ہین جاگتے جاگتے خوف خدا سے
الخاشعین اولئک اخوانی الذاھبون	اُن کے مُنھ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ وہ میرے بھائی
فحق لنا ان نظمأ الیھم ونعض الایدی	ہین جو گزر گئے۔ ہم کو ان کی جدائی سے دست تاسف
علی فراقھم (نہج البلاغۃ ص۱۱۹)	ملنا چاہیئے۔

اسی طرح جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین :۔

اللھم واصحاب محمد	خداوندا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	علی الخصوص اُن لوگون پر رحمت نازل فرما جنھون نے
خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ	حق صحبت نہایت خوبی سے ادا کیا اور ہر طرح کی
والذین ابلوا البلاء الحسن	مصیبت اور ایذا کو اپنے پیغمبر کی اعانت مین گوارا
فی نصرہ وکانفوہ واسرعوا	کیا جنھون نے باہم انکی مدد مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا
الی وفادتہ وسابقوا	اور جنھون نے اُن کی رسالت قبول کرنے مین جلدی
الی دعوتہ واستجابوا	کی اور اُن کی دعوت کی اجابت مین سبقت کی
لہ حیث اسمعھم حجۃ	جب اُن کو پیغمبر خدا نے اپنی پیغمبری کی حجتین
رسالاتہ۔	بتائین تو اُنھون نے بلا توقف قبول کیا

وفارقوا الازواج والاولاد	اور اظہار کلمۂ حق کے لئے اپنے زن و اطفال کو
فی اظهار کلمته وقاتلوا الاباء	چھوڑ دیا اور اُنکی نبوت ثابت کرنے کے لئے اپنے
والابناء فی تثبیت نبوّته و	آبا و ابناء کو قتل کیا اور اُنھون نے حضرت کی مدد کی اور جو اشخاص
انتصروا به ومن کانوا منطوین	قلبی محبت رکھتے تھے اُس تجارت کی اُمید رکھتے تھے جسمین کھوٹ
علی محبته یرجون تجارة لن	نہین اُنکی محبت مین جب اُنھون نے پیغمبر خدا کا دامن
تبور فی مودته والذین هجرتهم	پکڑا تو اُن کے قبیلہ کے لوگون نے اُنکو چھوڑ دیا
العشائر اذا تعلقوا بعروته و	اور جب پیغمبر کی قرابت کے سائے مین آئے تو اُنکے
انتفت منهم القرابات اذ سکنوا	رشتہ دارون نے اُن سے تعلقات منقطع کر دیئے
فی ظل قرابته فلا تنس	پس خدایا فراموش مت کر ان باتون کو کہ تیرے پیچھے
لهم اللهم ما ترکوا لك	جنکو اُنھون نے ترک کر دیا ہے تو اپنی خوشنودی سے
وفیك وارضهم من رضوانك	اُن کو خوش کر اسلئے کہ اُنھون نے خلق کو تیری
وبما حاشوا الخلق علیك	طرف جمع کر دیا اور تیرے پیغمبر کے ساتھ تیری
وکانوا مع رسولك دعاة	خوشنودی کے لئے تیری طرف بلاتے تھے اُنکی سعی
لك الیك واشکرهم علی	مشکور ہونے کے لائق ہے کہ اُنھون نے اپنی قوم
هجرهم فیك دیار قومهم	اور کنبہ کے گھر اور اپنے وطن کو تیری خوشنودی کیلئے
وخروجهم من سعة المعاش	ترک کیا اور راحت کی زندگی سے نکلکر ضیق معاش
الی ضیقه ومن کثرت فی اعزاز	کو گوارا کیا اور مشکور قرار دے اُس شخص کو کہ زیادتی
دینك من مظلومهم اللهم	کی اُسنے تیرے دین کی بزرگی مین یعنی اُنکے مظلومون
اوصل الی التابعین لهم باحسان	مین سے خداوندا اُنکے تابعین کو جزائے خیر دے

الذی یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا	جو لہ دعا کیا کرتے ہین کہ پروردگار ہمکو بخشدے
الذین سبقونا بالایمان خیرجزائك	اور ہمارے اُن بھائیون کو جنھون نے ایمان مین
الذین قصدوا سمتهم وتحروا	ہم پر سبقت کی کیسے تابعین جو اُن صحابہ کے چلن پر
وجهتهم وامضوا علی شاکلتهم	چلتے ہین اور اُن کے آثار کی پیروی کرتے ہین اور
لم یثنهم ریب فی نصرتهم و	اُن کی نشانیون کا اقتدا کرتے ہین جن کو کوئی شک
لم یختلجهم شك فی قفوا ثارهم والایتمام	اُنکی نصرت مین نہین ہوتا اور جنکے دل مین غلط
بهدایة منارهم مکانفین وموازرین	اُنکے آثار کی پیروی مین شبہہ دخل نہین پاتا۔ کیسے
لهم یدینون بدینهم و یهتدون	تابعین جو اصحاب کے معاون ہین اور اپنا دین انکے
بهدیتهم یتفقون علیهم ولایتهمونهم	دین کے موافق رکھتے ہین ہدایت کے موافق ہدایت
فیما ادوا الیهم اللهم وصل علی	پاتے ہین اصحاب سے اتفاق رکھتے ہین اصحاب
التابعین من یومنا هذا الی یوم	نے جو اُن کو پہونچایا اُس کے متعلق اُن پر
الدین وعلی ازواجهم وعلی ذریاتهم	کچھ تہمت نہین رکھتے خدایا تا قیامت ان تابعین
وعلی من اطاعك منهم (صحیفہ کاملہ ص۳)	اور اُن کے ازواج پر رحمت نازل فرما۔

اِن صفات کے اصحاب ہین۔ وہ اصحاب جن کی محبت شیعون کے دل مین ہے اور نظر مین عزت۔ قطعہ

سلام اُنپہ جو اُن کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اُنسے راضی رسولؐ اُنسے خوش — علی اُنسے راضی بتول اُنسے خوش

چنانچہ اِس امر کے تو آپ خود بھی معترف ہین اور آیات بینات کے صفحہ (۷۸) مین تحریر فرماتے ہین کہ

مصداق ان فضائل کے اصحاب رسول نہین ہین، سکا خود کسی شیعہ نے دعوی نہین کیا بلکہ ان فضائل کا صحابہ کی شان مین وارد ہونے کو اُن کے علماء نے قبول فرمایا ہے۔ چنانچہ صاحب "نزھۂ اثنا عشریہ" نے بجواب جلد چہارم تحفہ کے اس کو تسلیم کیا ہے کہ "امامیہ جمیع اصحاب را مقدوح و مجروح نمی دانند۔ بلکہ بسیارے از صحابۂ عظام را جلیل القدر و ممدوح بلکہ از اولیائے کرام می دانند۔ و مستحق رحمت و رضوان ملک منان می پندارند در صحیفۂ کاملہ کہ فرقۂ حقہ آنرا زبور آل محمد ؐ میگویند دعائیکہ از حضرت سید الساجدین ماثور ست شاہد عدل این دعوی ست۔

اس سے ثابت ہے کہ کل اصحاب کو شیعہ برا نہین سمجھتے۔ یہ تو علماء اہلسنت کی خاص عنایت کا سبب ہے کہ اپنے مذہب کی حفاظت کیلیئے طرح طرح سے ہم کو متہم کر کے لوگون کو مذہب امامیہ سے یہکسر مستفید نہین ہونے دیتے کہ خدا تو اصحاب رسول اللہ ؐ کی صفات مین صاف صاف

محمد رسول اللہ والذین معہٗ	محمد خدا کے رسول ہین اور جو لوگ انکے
اشداء علی الکفار الخ	ساتھ ہین وہ کافرون پر بڑے سخت ہین۔

فرماتا ہے اور شیعہ اُن کو بُرا کہتے ہین۔ اور قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ پس اگر آپ کو شاہ صاحب کی نا یہ مقصود نہ ہوتی تو آپ خود ہی اُن کو قائل کر دیتے کہ نہ شیعہ کل اصحاب کو بُرا کہتے ہین اور نہ خدائے پاک ہی نے جمیع اصحاب کی شان مین محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار فرمایا ہے (اس آیۂ کریمہ کے مفصل ذکر سے جلد دوم مین انشاء اللہ لطف اُٹھایئے گا)

اہلسنت بھی کل اصحاب کو اچھا نہیں سمجھتے ہین

جس طرح شیعہ کل اصحاب کو بُرا نہین سمجھتے اُسی طرح اہل سنت بھی باوجود اس دعوے کے (کل صحابہ عدول ہین) سب کو اچھا نہین جانتے چنانچہ یہ ظاہر ہے کہ جس طرح اصحاب مین مہاجرین ممتاز تھے اسی طرح انصار بھی تھے اور ان دونون گروہون مین جو اصحاب مومنین سے ہین اُنکی عزت اور منزلت: اللہ اکبر: وہ جان نثاری۔ وہ ایمان۔ وہ عقائد کہ خود کلام خدا شاہد ہے اور جا بجا

ان کے حق مین رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے مگر بعد وفات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفائے ثلثہ رض نے انصار کی فضیلت و مرتبت کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے کہ " بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار سقیفہ مین جمع ہوے تاکہ خلافت کے لئے طبقۂ انصار سے کسی کا انتخاب کرین۔ مباحثہ ہوا مجمع نے سعد بن عبادہ انصاری کا انتخاب کیا۔ اتنے مین حضرت ابوبکر رض و عمر آپہونچے اور اس انتخاب پر سخت مزاحمت و مخالفت فرماکر حضرت ابوبکر رض کو خلافت کا مستحق تجویز فرمایا انصار نے آپ کے استحقاق سے قطعاً انکار کیا۔ اسپر مہاجرین وانصار مین جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ تلوارین نیام سے نکل آئین۔ حضرت عمر نے سعد بن عبادہ سے جو کہ قبیلۂ انصار کے پیشوا اور سردار تھے سخت کلامی کی بلکہ بروایت طبری اُن کو منافق کہا اور پکار پکار کے فرمانے لگے قتل اللہ سعدا قتل اللہ سعدا (یعنے سعد کو اللہ ہلاک کرے) حالانکہ سعد اصحاب بدر سے تھے اور اصحاب بدر کے مرتبے اور درجے اہلسنت کے نزدیک بہت کچھ ہین۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے حق مین دعاے مغفرت فرمایا کرتے تھے اور انھین سعد کے بارے مین باین الفاظ اللھم اجعل صلواتك ورحمتك علے سعد بن عبادہ دعا فرماتے تھے۔ اس صورت مین انصار کے درجے اور مرتبے تو اس کے مقتضی تھے کہ اہل سنت قتل اللہ سعدا کہنے والے کو خدا و رسول کا مخالف سمجھکر معترض ہوتے کہ ایسے جلیل الشان صحابی کو مجمع عام مین منافق کہا اور ایسے ذی قدر صحابی کی جس کی صفت و ثنا پر آیات واحادیث شاہد ہون جس کے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلواۃ و رحمۃ نازل ہونے کی دعا فرمائی ہو، توہین و تحقیر کی لیکن بخلاف اسکے حضرت عمر رض کو تو وہ فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہین اور انصار کو دین اسلام کا دشمن سمجھتے ہین اور صاف صاف فرماتے ہین کہ

" اگر خدانخواستہ خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوجاتی کہ ایک تختہ

کا بھی پتہ نہ چلتا۔

اسی طرح علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ العباسی صاحب وکیل عدالت گورکھپور رضی اللہ عنہ نے اپنی تالیف تاریخ الاسلام مین لکھا ہے۔

"خلافت کا انصار کے ہاتھ مین جانا غضب ہی تھا اسلام کی تمام اُمیدین خاک مین مل جاتین (تاریخ الاسلام ص۱۰۲)

اور کتب اہلسنت مین ہی جیسا کہ ہم اول لکھ چکے ہین کہ "جب اصحاب کبار حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے تخلف کر کے دولتسرائے حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا مین جمع ہوے تو حضرت عمرؓ دروازے پر آ کر کہنے لگے کہ اگر یہ لوگ گھر سے نہین نکلینگے اور بیعت نہ کرینگے تو مین گھر کو آگ سے جلا دون گا" باوجود اسکے شاہ صاحب حضرت عمر کے اس فعل کو مستحسن سمجھتے ہین اور خاصان خدا و اصحاب کبار پر بیت الشرف جناب سیدہ مین جمع ہو کر فتنہ و فساد برپا کرنے کا الزام رکھتے ہین اور مقربان خدا کو ابن خطل سے جو منجملہ شعرائے کفار تھا اور کعبہ معظمہ کے پردون مین چھپ کر پناہ گزین ہوا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہین اس کو قتل کرو۔ مماثل قرار دیکر فرماتے ہین۔

"ہرگاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را در خانہ خدا پناہ نہ باشد در خانہ حضرت زہراؑ چرا پناہ باید داد (نعوذ باللہ)

اسی طرح حضرت عثمان رضؓ نے صحابہ کبار پر طرح طرح کے ظلم و جور کیئے اور اُن کی توہین و تذلیل کی آہ! حضرت ابوذر غفاری رضؓ جنکے مرتبے اور بزرگی پر یہ نکتہ شاہد ہے کہ وہ محرم اسرار نبوی تھے۔ شبلی صاحب نے الفاروق مین لکھا ہے۔

"یہ بڑے مرتبے کے صحابی اور رازدار پیغمبر تھے۔

مگر اسپر بھی شاہ صاحب ان کے حق مین حضرت عثمان رضؓ کی بدسلوکیون کو جائز سمجھ کر ایسے جلیل القدر

صحابی کی شان مین فرماتے ہین (خوب شد کہ سبزاے خود رسید) خیر۔ اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ آگے کی جائے گی کیونکہ ع ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد +

اسی طرح جن اصحاب نے مثل سعد بن عبادہ انصاری وغیرہ حضرت ابوبکر رضہ کی بعیت نہین کی اہلسنت ان کو خارج از اسلام سمجھتے ہین جیساکہ شاہ صاحب کا قول ہے۔

"حقتعالے در قرآن مجید منکر خلافت ثلثہ را نیز در آیہ استخلاف کافر فرمودہ"

اور مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرماتے ہین کہ

"منکر خلافت صدیق اکبر را در اکثر کتب فقہ کافر نوشتہ اند"

اور فتاواے عالمگیری مین ہے کہ

من انکر خلافہ ابی بکر و عمر	جس شخص نے ابوبکر اور عمر کی خلافت سے انکار
فقد کفر۔	کیا پس وہ کافر ہوا۔

قطع نظر اسکے بہت سے اصحاب ایسے ہین جن کو اہلسنت علانیہ کافر و مرتد کہتے ہین جیسے حدیث "اصحابی" مندرجہ بخاری شریف جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے شاہد ہے اور شاہ صاحب تو اسقدر اُن اصحاب کو برا سمجھتے ہین کہ ان لوگون کو لفظ صحابہ سے بھی منسوب کرنا گوارا نہین فرماتے جیسے آپکی یہ تحریر صاف دلالت کرتی ہے کہ

"ہیچکس از اہل سنت آن جماعت را صحابہ نمی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست"

اب فرمائیے کہ اہلسنت کہان کل اصحاب کو سب امت سے مرتبے مین اعلے و افضل اور ایمان و سلام مین کامل سمجھتے ہین۔ سبحان اللہ حضرت عمر سر دربار سعد بن عبادہ جیسے جلیل القدر صحابی کو منافق کہین۔ حضرت عثمان صحابہ کبار کی تحقیر کرین۔ شاہ صاحب اس شدومد سے اصحاب کو مرتبہ صحابیت سے خارج کرین۔ جو اصحاب کبار بیت الشرف جناب سیدہ علیہا السلام مین جمع ہون

اُن کو مفتری اور فتنہ پرداز فرمائین اور مردودان خدا سے نسبت دین۔ (نعوذ باللہ) اور آیات و احادیث سے چشم پوشی کر کے حضرت عمرؓ کی پیروی مین انصار کو ایمان و اسلام کا دشمن ٹھہرائین۔ یہ سب تو مباح ہوا اور امامیہ انھین اقوال و اسناد پر اگر اصحاب منافقین و فاسقین کی نسبت یہی عقیدہ رکھین کہ "ہیچ کس از امامیہ ان جماعت را صحابئی داند و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نیست" تو اہلسنت اسکا نام تبرا رکھین اور اصحاب منافقین کو بُرا سمجھنے پر شیعون کو زمرۂ اسلام سے خارج کرین اور لوح کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کو ان الفاظ سے زینت دین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم

حالانکہ کتب اہل سنت مین حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو دونون مین سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی یعنی جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر تھا تو خیر ورنہ کہنے والا کافر ہو گا۔

مابہ النزاع مسئلہ تفضیل صحابہ ثلثہ ہے

غرض اقوال مذکورۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلسنت کل اصحاب کو ہرگز ہرگز اچھا نہین سمجھتے۔ اِس صورت مین آپ کا بالاجمال صحابۂ کرام فرمانا مصلحت اور حکمت سے خالی نہین ہے۔ لہذا صاف کیون نہین فرماتے کہ مابہ النزاع مسئلہ تفضیل صحابۂ ثلثہ ہے یعنے اہلسنت منجملہ کثیر التعداد اصحاب کے صرف انھین حضرات کو تمام امت سے مرتبہ مین اعلے و افضل اور انھین کو ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل جانتے ہین۔ حالانکہ خود انھین کے علمائے کرام اور ائمۂ عظام نے ان کے اعمال۔ افعال و کردار رفتار و گفتار کی پردہ دری کی ہے اور آمنوا و عملوا الصلحت و امر بالمعروف و انھی عن المنکر کو پیش نظر رکھکر ان کے پوست کندہ حالات اپنی اپنی کتابون مین درج کیئے ہین مگر اہلسنت خواہ بمصلحت دنیا خواہ از راہ تعصب خواہ بوجہ لاعلمی صحیح روایتون سے چشم پوشی کر کے اب تک انھین

روایات منافی ایمان صحابۂ ثلثہ

جھوٹی روایتوں اور ضعیف حدیثوں پر ایمان لائے ہوئے ہین۔ جو اُن ہر سہ حضرات کو لاشے سے شے بنانے کے لئے وضع کی گئی تھین اور جنکے موضوع ہونے کا خود انھین کے علماء کرام کو اعتراف ہے جیسا کہ شرح مشکوٰۃ کی جلد چہارم کے صفحہ ۲۵۰ مین ہے کہ

"احادیث در مناقب و فضائل ابوبکر از صحاح و حسان و ضعاف بسیار وارد شد و بعضے محدثین بر بعض آنہا حکم بوضع کردہ اند۔

با این ہمہ اُن کے دماغ انھین پھولون سے بسے ہوئے ہین جن مین کچھ بھی بوے وفا نہین اور انھین شمعوں کے پروانے بنے ہوئے ہین جن مین ذرا بھی نور ایمان کی جھلک نہین بخلاف اسکے امامیہ اس تمام بسیر کا سبب جسکو آپنے تمہید کتاب مین تحریر فرمایا ہے کہ ...

شیطان نے بعد ایمان کے اکثر مسلمانوں کو بہکایا اور ان کے دلون کو باطل عقیدون سے بیحد تاریک کردیا اور مسلمانوں مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ بہتر فرقے گمراہ ہوگئے۔

انھین کی ذات بابرکات کو سمجھتے ہین۔ جس پر خود اقوال علماء کرام و فضلاء عظام اہلسنت شاہد ہین کہ دین خدا مین جسقدر شبہات و اعتراضات پیدا ہوے وہ سب انھین اصحاب کی بدولت پیدا ہوئے ہین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین بظاہر تو ایمان و اسلام کا دعویٰ کیا کرتے تھے لیکن باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ سامنے تو احکام رسالت و نبوت پر اظہار رضامندی کرتے تھے مگر پس پشت مخالفت پر تلے رہتے تھے۔ احکام اوامر و نواہی کی تعمیل سے منحرف تھی اپنی راے کو دخل دے کر آپکے احکام پر ایسے ایسے سوالات و اعتراضات و شبہات کیا کرتے تھے جو سراسر ایمان کے منافی تھے۔ آخر کار اس تخم عمل سے وہی حاصل ہوا جو مقتضاے تخم عمل تھا یعنی

"گندم از گندم بروید جو ز جو"

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک سے عناد کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ جناب رسالت مآب

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اکثر مسلمانون کے دل باطل عقیدون سے تاریک اور بہت فرقے گمراہ ہوجائین۔ یہی اصحاب تو ہین جنھون نے احکام رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم مین عموماً اور تعمیل وصیت مین خصوصاً کھلم کھلا مزاحمتین اور مخالفتین کی تھین اگرچہ یہ واقعات آگے تحریر کئے جائینگے لیکن بنظر اطمینان خاطر اسجگہ دو ایک علماے کرام وفضلاے عظام اہلسنت کی اُن روایتون کا خلاصہ اس جگہ درج کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے اہل انصاف پر روشن ہوجائیگا کہ شیعہ حسب اقوال علماے اہل سنت صحابۂ ثلثہؓ کی فضیلت وخلافت تسلیم نہ کرنے مین خدا ورسول کے مطیع ومنقاد ہین۔

ۃ ر وصیت رسول اللہ ب ذاحمت

بھائیو! ذرا گوش ہوش سے سنو کہ جناب رسول للہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی پیاری اُمت کو آیندہ گمراہی سے بچانے کے لئے وصیت آخری تحریر فرمانے کی غرض سے دوات وقلم طلب فرماتے ہین اور اصحاب جان نثار فرمان بردار۔ پکے ایمان اور سچے اسلام لانے والے۔ فرمان نبوت و رسالت کو ہذیان سے تعبیر کرتے ہین تعمیل حکم مین مزاحمت ومخالفت۔ جیسا کہ محمد عبدالکریم صاحب شہرستانی امام اور رکن اعظم اہل سنت اپنی مشہور کتاب "ملل ونحل" مین تحریر فرماتے ہین۔

اعلم ان اول شبھۃ وقعت فی الخلیقۃ	واضح ہو کہ اول جو شبہہ عالم مین واقع ہوا
شبھۃ ابلیس لعنۃ اللہ علیہ مصدرھا	وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا کہ اُسنے
استبدادہ بالرای فی مقابلۃ النص و	خدا کے مقابلہ مین اپنی راے کو دخل دے کر حضرت
اختیارہ الھوی فی معارضۃ الامر و	آدم کو سجدہ کرنے سے اس دلیل کے ساتھ انکار
استکبارہ بالمادۃ التی خلق وھی النار علی مادۃ	کیا کہ مین تو آگ سے خلق کیا گیا ہون او. آدم
آدم علیہ السلام وھی الطین الی اخرہ فاول تنازع وقع	خاک سے اور اول جو نزاع اسلام مین واقع ہوئی

فی مرضہ علیہ السلام ما رواہ
محمد بن اسمعیل البخاری باسنادہ
عن عبد اللہ بن عباس قال
لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم مرضہ الذی مات فیہ
قال ائتونی بدواۃ وقرطاس
اکتب لکم کتابا لن تضلوا
بعدی فقال عمرؓ ان رسول
اللہ قد غلبہ الوجع حسبنا
کتاب اللہ وکثر اللغط فقال
النبی علیہ السلام قوموا عنی
لا ینبغی عندی التنازع۔
(ملل ونحل ص ۱۱)

وہ قصۂ قرطاس ہے جسکو محمد بن اسمٰعیل بخاری نے
عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے
کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
مرض الموت مین قلم دوات طلب کیا اور فرمایا
کہ مین ایک نصیحت نامہ لکھدون تاکہ تم ہرگز
میرے بعد گمراہ نہ ہو یہ سنکر حضرت عمرؓ نے
کہا کہ تحقیق رسول خدا بوجہ کرب کے ایسا کہتے ہین
یعنی (از راہ ہوش وحواس اُن کی یہ فرمائش
نہین ہے) لہذا کاغذ دوات لانیکی ضرورت نہین
اسپر حاضرین مین اختلاف ہوا اور بحث ہونے لگی
اور آوازین بلند ہوئین جس سے ناراض ہوکر حضرت
نے حکم دیا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ کیونکہ
میرے سامنے جھگڑا سزاوار نہین

یہ روایت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس طرح تحریر فرماتے ہین :-

درکتب صحاح مذکور ست کہ آن حضرت
درحین اشتداد مرض کہ اصحاب در حجرۂ شریف
مجتمع بودند فرمود کہ دوات وصحیفہ برائے من
بیارید تا برائے شما وصیتے نویسم کہ بعد از من
ہرگز گمراہ نشوید۔ پس اصحاب اختلاف کردند۔

کتب صحاح مین مذکور ہے کہ جسوقت آنحضرتؐ
پر مرض کی شدت طاری ہوئی اسوقت اصحاب حجرۂ
شریف مین جمع تھے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ دوات
اور کاغذ لاؤ تاکہ تم لوگون کے واسطے ایک وصیت نامہ
لکھدون کہ میرے بعد لوگ ہرگز گمراہ نہون پس اصحاب نے اختلاف کیا

بعض گفتند آنچہ فرمود عمل باید کرد و دوات و
صحیفہ باید داد ہر چہ خواہد بنویسد بعضی گفتند
مناسب نیست آن سرور را درین محل مشغول
بہ کتابت داریم کہ وقت وے تنگ ست
عمر درین جانب بود گفت درد و الم بر حضرت
مستولی ست و قرآن مجید درمیان ما ہست
ما را بس ست و در بعضی روایات این نیز آمدہ
است کہ از دائرۂ اختیار او بیرون ست شاید
کہ این سخن از ان سخنان باشد بعضے مردم خیال
کنند کہ ہذیان می گویند دیگر نیز موافق عمر
بودند جمعے از مخالف اختلاف افتادہ آوازہا
بلند شد آنحضرت فرمود برخیزید از پیش من
کہ اصوات بحضور رسول خدا جائز نیست

مدارج النبوۃ

صفحہ ۸۶۸

مطبوعہ مطبع مظہر العجائب

بعض نے کہا کہ حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے اور
دوات و کاغذ حاضر کرنا چاہیئے تاکہ جو کچھ حضرت
تحریر فرمانا چاہتے ہین تحریر فرمائین بعض نے کہا
اسوقت حضرت پر مرض کا غلبہ ہی دوات قلم نہین
دینا چاہیئے عمرؓ اس جانب تھے (یعنی انکار کرنے
والون کے موافق تھے) کہا کہ حضرت پر درد و الم
طاری ہی اور قرآن ہمارے درمیان ہی ہمکو کافی ہی
بعض روایتون مین یہ ہی کہ جسطرح بیماری مین بیمار پر
ایک حالت بدحواسی طاری ہوجاتی ہے اور وہ اپنے
اختیار سے باہر ہوجاتا ہے شاید حضرت کا بھی ارشاد
اسیطرح ہو جسکو لوگ ہذیان کہتے ہین پس ایک گروہ
تو حضرت عمر کی رائے سے متفق تھا اور دوسرا گروہ آپکی
رائے کے خلاف آخر اس اختلاف کی نوبت یہانتک پہنچی
کہ باہم زور زور سے چلا کر شور و غل کرنیلگے اسوقت آنحضرت نے
ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ کہ رسول خدا کے
سامنے شور و غل کرنا جائز نہین ہی۔

شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب کتاب الفرایض والحقوق اور امہات الامۃ
مین تحریر فرماتے ہین۔

جن لوگون کے دلون مین خلافت کی کھچڑی پک رہی تھی اُس کا بھانڈا دوات قلم طلب

کرنیکے وقت پھوٹ گیا۔ پیغمبر صاحب نے بھی وصیت کی کچھ صراحت نہ فرمائی کہ کیا لکھوانا چاہتے تھے مگر جنکے دلوںمین تمنائے خلافت چٹکیاں لے رہی تھی اُنھون نے تو دھینگا مشتی سے منصوبہ کو چٹکیون مین اُڑا دیا اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ ہماری ہدایت کیلئے قرآن بس کرتا ہے اور چونکہ پیغمبر صاحب کے حواس برجا نہین ہین کاغذ دوات وقلم کا لانا کچھ ضرور نہین خدا جانے کیا کا کیا لکھوا دین گے ؛

شبلی نعمانی صاحب کے روایت واقعہ قرطاس کی بےاعتبار

اگرچہ یہ روایتین بہت ہی صاف اور واضح ہین لیکن چونکہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی صاحب پر اہلسنت کو بہت اعتبار ہے لہذا اس جگہ اُن کا قول بھی نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

واقعۂ قرطاس رسول اللہ کی بیماری کا بڑا مشہور واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپنے وفات سے تین روز پہلے قلم دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین تمھارے لئے ایسی چیز لکھ دون کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہو اسپر حضرت عمر نے لوگون کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے حاضرین مین سے بعضون نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتین کررہے ہین۔ روایت مین (ہجر) کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہین یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی اور کیا ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر مبارک پر ہین اور اُمت کے دردو غمخواری کے لحاظ سے فرماتے ہین کہ لاؤ مین ایک ہدایت نامہ لکھدون جو تمکو گمراہی سے محفوظ رکھے یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے جو ہدایت ہوگی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اسلئے اس مین سہو وخطا کا احتمال نہین ہوسکتا باوجود اس کے حضرت عمرؓ بے پروائی ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کچھ ضرورت نہین ہم کو قرآن کافی ہے طرفہ یہ کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرتؐ کے ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا ہے (نعوذ باللہ منہا) یہ اعتراض ایک مدت سے چلا آتا ہے اور مسلمانون کے دو مختلف گروہ نے

اس پر نوبت بہ ضیع آزمائیان کی ہین یہان تک کہ یہ مسلہ چھیڑ آگیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے کیونکہ ہذیان انسانی عوارض مین ہے اور آنحضرت صلعم انسانی عوارض سے بری نہ تھے

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۴۸ و ۵۰)

شبلی صاحب کی اس تحریر سے پہلا فائدہ تو ہم کو یہ حاصل ہوا کہ جناب شاہ صاحب نے تحفہ کے صفحہ ۲۹۰ مین جو پردہ داری حضرت عمرؓ کی ان الفاظ مین کی ہے۔

" نزد ما بیقین ثابت شد کہ گوئندہ این لفظ ہجر عمر بود در اکثر روایات قالوا واقع ست۔

اس کی پردہ دری ہوگئی کہ قالوا نہ تھا بلکہ قال تھا اور قائل اس قول کے حضرت عمرؓ ہی تھے جنکی شان مین شبلی صاحب فرماتے ہین کہ" اس سے زیادہ گستاخی اور سرکشی کیا ہوگی" شبلی صاحب نے صرف اسی پر قناعت نہین کی بلکہ حضرت عمرؓ کی تائید مین وصیت صاحب وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی کی نسبت اپنے علماء کا یہ فتوی بھی پیش کر دیا ہے کہ پیغمبر سے ہذیان ہونا ممکن ہے۔ اس کے بعد جناب شبلی صاحب جو کچھ فرماتے ہین اس سے تو اور ہی کچھ گل کھلتا ہے یعنی جس واقعہ کی صحت پر امام محمد اسمعیل بخاری صحیح مسلم اور کل محققین۔ محدثین و متکلمین اہلسنت متفق ہین اور صاحب ملل ونحل حضرت عمرؓ کی اس خطا کو شیطان کی مخالفت سے مثال دیتے ہین۔ جناب شمس العلما حضرت عمرؓ کی خاطر وقوع واقعہ سے ہی صاف انکار کرکے فرماتے ہین کہ نہ آن حضرت صلعم نے قلم و دوات طلب کی تھی اور نہ حضرت عمرؓ نے ہذیان کہا تھا۔ جناب ممدوح کی وہ عبارت یہ ہے:۔

یہ روایت اگر خواہ مخواہ صحیح بھی سمجھی جائے تب بھی بہرحال سقدر تسلیم کرنا ہوگا کہ راوی نے روایت مین وہ واقعات چھوڑ دیے ہین جن سے لوگون کو خیال ہوا کہ آنحضرت ہوش مین نہین ہین اور بیہوشی کی حالت مین قلم دوات طلب فرما رہے ہین۔ پس ایسی روایت سے کہ جسمین راوی نے

واقعہ کی نہایت ضروری خصوصیت چھوڑ دی کسی واقعہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہے اسکے ساتھ جب ان امور کا لحاظ کیا جائے کہ اتنے بڑے عظیم الشان واقعہ مین تمام صحابہ مین صرف عبداللہ بن عباس اسکے راوی ہین اور ان کی عمر اسوقت کل تیرہ چودہ برس کی تھی اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ خود واقعہ کے وقت موجود نہ تھے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے ممکن ہے کہ کسی کوتاہ نظر پر یہ امر گران گذرے کہ بخاری اور مسلم کے کسی راوی کی نسبت یہ شبہہ کرنا کہ وہ واقعہ کی پوری حیثیت محفوظ نہ رکھ سکا اس سے کہین زیادہ تر آسان ہے کہ رسول اللہ کی نسبت ہذیان اور حضرت عمر کی نسبت گستاخی کا الزام لگایا جائے (الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۰۵)

اگرچہ شبلی صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباس کو واقعہ کے وقت غیر حاضر بتایا ہے لیکن خود ہی اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ مین اُن کا واقعہ کے وقت موجود ہونا ان الفاظ مین لکھا ہے۔ شبلی صاحب کے کلام پر تنقید

بخاری باب کتابتہ العلوم مین جو حدیث مذکور ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اس واقعہ کے وقت موجود تھے۔

یہ لکھکر بربناے روایت فتح الباری فرماتے ہین کہ

"محدثین نے بدلائل قطعیہ ثابت کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس موجود نہ تھے۔

غرض شبلی صاحب نے فتح الباری کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس کی عدم موجودگی پر جو زور دیا ہے اس سے بمصداق "مطلب سعدی دیگرست" ایک صحیح واقعہ سے اپنے مذہب والون کے خیالات کا پھیرنا مقصود ہے اور چونکہ بخاری شریف سے حضرت ابن عباس رض کا موجود ہونا اور حضرت عمر رض کا ہذیان کہنا بخوبی ثابت ہوچکا ہے۔ لہٰذا اِس موقع پر اُنھون نے اپنے حصول مطلب کیلئے فتح الباری سے بخاری شریف کی روایت کو جھوٹا ٹھہرانا چاہا مگر جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوات وقلم طلب فرمانا اور حضرت عمر کا ہذیان کہنا خود بخاری شریف سے ثابت ہے جسکو کل محدثین ومتکلمین تسلیم

کر چکے ہین تو ایک شبلی صاحب کے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ البتہ ان توجیہات و تاویلات سے شمس العلما کا تبحر سلم معلوم ہو گیا اور اصح الکتب بعد کتاب باری بخاری کی منزلت پر داغ لگا۔ اگر ایسے ہی ہمارے سُنّی بھائی شبلی صاحب ہی کی تحریر کو بمنزلہ آیت قرآن سمجھین تو لازم ہے کہ بجائے بخاری شریف کے فتح الباری کو اصح الکتب بعد کلام باری قرار دین اسلیئے کہ جناب شمس العلما نے ایسے جید امام کی وقعت و منزلت پر داغ لگایا ہے جو رکن اعظم اور راس الرئیس اہلسنت ہین اور جس کی ایک ہی حدیث کی تکذیب سے انکی کتاب کا وقار و اعتبار رخصت ہوتا ہے۔ جناب شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے محض اس خیال سے کہ اس روایت سے حضرت عمرؓ کے ایمان و اسلام پر بڑا داغ لگتا ہے بخاری شریف کی اس روایت کو غیر معتبر بتایا ہے۔ حالانکہ سیرۃ النبی مین دربارہ عظمت اور وقعت بخاری شریف یہ یہ فرماتے ہین کہ:۔

اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایات مین بخاری اور مسلم سے بڑھکر کوئی شخص کامل فن نہین پیدا ہوا۔ رسول اللہ کے ساتھ جوان کو عقیدت اور خلوص و شیفتگی تھی اُسکے لحاظ سے وہ تمام محدثین پر ممتاز تھے۔ باوجود اسکے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتین بیہقی۔ طبرانی۔ وغیرہ مین پائی جاتی ہین بخاری او مسلم مین ان کا پتہ نہین لگتا۔

نیز شبلی صاحب نے اس روایت پر بپاس خاطر حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی موجودگی سے جو انکار کیا ہے وہ بھی صریحاً کتاب العلم بخاری اور دیگر راویان اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے کیونکہ اول تو خود انھون نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کی عمر اُس وقت تیرہ چودہ برس کی تسلیم کی ہے۔ اور یہ زمانہ عمر رشد کا زمانہ ہے عرب مین اس عمر کے لڑکے بالغ ہو جاتے ہین نیز مستند روایتین اس بات پر شاہد ہین کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنی جوانی اور بڑھاپے کے زمانہ مین بھی اس غمناک

واقعہ کو کبھی فراموش نہین کیا بلکہ ہمیشہ یاد کرکے گریہ و بکا فرمایا کرتے تھے اور رسول اللہؐ کے آخری وصیت کو ہذیان کہکر روک دینا اُن پر عمر بھر شاق رہا ملاحظہ ہو۔ روایت بخاری کتاب الخمس در باب اخراج الیہود (من جزیرۃ العرب) جس کی نقل یہ ہے۔

وفی روایة سلیمان بن ابی مسلم الاحول قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعه الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد برسول الله وجعه فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا۔ فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانه اهجر استفهموه فذهبوا یردون علیه فقال دعونی فالذی انا فیه خیر مما تدعوننی الیه

منقول از
(تشیید المطاعن)
جلد اول
(صفحہ ۲۶۹)

سلیمان بن ابی مسلم سے مروی ہے ابن عباس (عبداللہ) نے کہا ماے یوم پنجشنبہ۔ اور یوم پنجشنبہ کیا مصیبت عظیم کا دن تھا کہ اس پنجشنبہ کی یاد ... کرتی ہے کہ جس پنجشنبہ کو قصہ قرطاس واقع ہوا اتنا کہکر وہ اس شدت سے ... کہ اُن کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہوگئے۔ مین نے پوچھا کہ اے ابن عباس یوم پنجشنبہ ... اور کیا سانحہ ہوا جو اس دن گذرا تھا انھون نے ... اس دن پیغمبر خدا پر درد کا غلبہ تھا اسی سبب سے ... فرمایا کہ میرے پاس شانہ شتر (یعنی دوات قلم) لاؤ کہ تمھارے واسطے ایک نوشتہ لکھدون کہ تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے اسپر اصحاب نے نزاع کی حالانکہ انبیاء و مرسلین کے حضور مین حجت و تکرار کرنا زیبا نہین ہے پس اصحاب نے یہ کلام ہذیان سمجھکر پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہین اسپر حضرت نے فرمایا کہ بہتر ہے مجھکو میرے حال پر چھوڑ دو۔

ہر چند کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اِس بیان سے شبلی صاحب کا قول کافور ہو گیا مگر قطع نظر اس کے خود شبلی صاحب کی تحریر سے بھی اُن کے قول کا بطلان ہوتا ہے اس لئے کہ جناب ممدوح نے صرف اسی موقع پر حضرت عمرؓ کی خاطر حضرت عبداللہ کو صغیر السن بتلا کر روایت قرطاس کو غیر معتبر قرار دینے کی کوشش کی ہے ورنہ دوسری عام روایتوں میں تو انھیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو باوجود اسی کم سنی او طفلیت کے بوجہ ان کی خاص قابلیت اور فہم و فراست کے دیگر اصحاب کبیر السن پر فضیلت دی ہے اور ان کے اقوال کو دیگر اصحاب شیوخ کے مقابلہ میں موثر مفتخر مستند اور معتبر بتایا ہے جیسا کہ الفاروق حصۂ اول کے صفحہ ۱۰۴ میں تحریر فرماتے ہیں ۔

عبداللہ بن عباس کو حضرت عمر نے گویا اپنے دامن تربیت میں پالا تھا یہانتک کہ لوگوں کو اسپر رشک ہوتا تھا۔ خود حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر مجھ کو شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے ۔ اسپر بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ اس نوعمر کو ہمارے ساتھ کیوں شریک کرتے ہیں اور ہمارے لڑکوں کو جو اُن کے ہمسر ہیں کیوں یہ موقع نہیں دیتے ۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ جس کی قابلیت تم کو بھی معلوم ہے ۔

اور عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے ۔

کان عمر یحب ابن عباس و یقربہ	یعنی حضرت عمر ابن عباس کو محبوب رکھتے اور تقرب دیتے تھے ۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب حضرت عمر کی مجلس میں کوئی مسئلہ پیش ہوتا تھا تو عبداللہ بن عباس اس کا جواب دینا چاہتے لیکن کم سنی کی وجہ سے جھجکتے ۔ حضرت عمر ان کی ہمت بندھاتے اور فرماتے کہ علم سن کی کمی اور زیادتی پر موقوف نہیں ہے "

سبحان اللہ خود ہی تو شبلی صاحب حضرت عمرؓ کی زبان سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کے

اقوال کی نسبت یہ لکھتے ہین کہ

"علم سن کی کمی و بیشی پر موقوف نہین ہے اور ان کے اقوال کو صحابہ شیوخ کے اقوال پر فوقیت دیتے ہین۔

اس پر بھی حضرت عمرؓ کی خاطر خدائے پاک کے حکم

"لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون

اور باطل کو حق سے پیرایہ مین نظاہر کرو اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ (پ۔ س البقرع ۳)

سے اعراض کرکے بدیہیات سے انکار کرتے ہین۔ کیا خوب شاعر نے کہا ہے۔

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

خیر یہ تو حضرت عمرؓ کے ساتھ جناب شبلی صاحب کے عشق کا حال تھا۔ اب ذرا عمدۃ المتاخرین خاتم المحدثین شاہ صاحب کی محبت کا حال بھی سنیے کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے قلم و دوات طلب فرمانے اور اس فرمان کو ہذیان کہنے سے تو انکار نہین ہے مگر جوش محبت فاروقی مین فرماتے ہین کہ اس معاملہ مین حضرت عمرؓ کی دانشمندی پر صدآفرین اور ہزار تحسین ہے کہ انھون نے دوات اور کاغذ نہ لانے دیا اگر کہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کیجاتی تو آنحضرت اُس حالت مین کوئی ایسی جدید بات لکھوا دیتے جس سے آیت الٰہی کی صریح تکذیب ہوجاتی۔ معاذ اللہ! وہ عبارت یہ ہے:۔

صاحب کا واقعہ قرطاس پر

نزد عقلا صد آفرین و ہزار تحسین بر وقت نظر عمر است زیرا کہ قبل ازین واقعہ سہ ماہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم

عقلا کے نزدیک عمرؓ کی باریک بینی پر صدآفرین و ہزار تحسین ہے کہ اس سے تین مہینے قبل آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ آج ہمنے تمھارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمتون کا

نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا	تکملہ تم پر کردیا اور تمھارے دین اسلام سے ہم راضی و
نازل شد وابواب تنسیخ وتبدیل و زیادۃ نقصان	خوشنود ہوے) نازل ہوچکی تھی اور دروازے تنسیخ
را در دین مطلقا مسدود ساختہ مہر ختم بران نمودہ	وتبدیل وکمی وبیشی کے دین مین بند ہوچکے تھے
گذاشتہ در ہمین آیہ اشارت کرد عمر درین عبارت	اور مہر کردی گئی تھی اس آیت کی بنا پر عمرؓ نے کہا
حسبنا کتاب اللہ اگر آنحضرت درین حالت	تھا کہ تم کو خدا کی کتاب بس ہے کیونکہ اگر ایسی حالت
چیزے جدید کہ سابق در کتاب شریعت نیامدہ	مین آنحضرت کوئی جدید بات جو قرآن وحدیث مین
بود بنویسانند موجب تکذیب این آیہ خواہد شد۔	مذکور نہ تھی لکھا دین تو وہ تحریر باعث تکذیب اس
تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۲۹۲	آیت کے ہوگی۔

بھائیو غور کرو جناب شاہ صاحب نے حضرت عمرؓ کی خاطر رسالت ونبوت پر کیسا دھبہ لگایا ہے حالانکہ خود حضرت نے تحفہ مین لکھا ہے کہ انبیا علیہم السلام حالت غشی اور بیہوشی مین بھی ہذیان وغیرہ سے پاک ہین اور وہ یہ ہے۔

حق تعالی انبیا را بجہت کرامت بزرگی	خداے تعالی نے انبیا کو اُن کی مرتبت و
ایشان در حالت غشی وبیہوشی نیز از آنچہ خلاف	کرامت کی وجہ سے حالت بیہوشی مین بھی اُن
مرضی او تعالی باشد معصوم میدارد قولاً وفعلاً	اُمور سے جو خلاف مرضی خدا ہون معصوم کیا
ہرچہ مرضی حق ست از ایشان صادر می شود	ہے اور اس حالت مین بھی اُن سے مطابق
در خواب نیز دل این بزرگان آگاہ وخبردار	مرضی خدا امور سرزد ہوتے ہین اور ان بزرگون
می باشد	کے دل خواب مین بھی روشن ومنور رہتے
(تحفہ صفحہ ۲۹۷)	ہین۔

افشار راز در بارۂ تحریر وصیت

اب آپ علماء اہلسنت کی دیانت وراستبازی پر غور فرمائیے کہ اپنی غرض کی خاطر آداب رسالت

و نبوت کا بلکل مطلق لحاظ و پاس نہین کرتے اور یہ سب کچھ اسلئے کیا جاتا ہے کہ قلم و دوات نہ دینے مین جو راز پنہان تھا وہ فاش نہو لیکن بقول حافظ ؎

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر — نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

حضرت عمرؓ ہی نے اپنا راز فاش کردیا یعنے ابن ابی الحدید کی روایت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت عمر کا قول ہے کہ

رسول اللہ علی کی محبت مین اکثر حق کو چھوڑ باطل کیطرف میل فرماجاتے تھے اور اپنی وفات کے وقت قلم دوات اس غرض سے طلب کی تھی کہ علی کے نام خلافت لکھدین مگر مین نے لکھنے نہ دیا۔

ہم اُس روایت کا ترجمہ کتاب تشئید المطاعن کے صفحہ (۳۷۱ و ۳۷۲) سے بغرض دلچسپی ناظرین اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

ابن ابی الحدید از ابن عباس	ابن ابی الحدید ابن عباس سے روایت
روایت کردہ است کہ گفت من در راہ	کرتے ہین کہ مین (ابن عباس) سفر شام مین
شام با عمر بودم روزے دیدم کہ	عمر کے ساتھ تھا ایکدن اُن کو مین نے دیکھا کہ
بر شتر خود سوار ست و تنہا میرود	اپنے اونٹ پر سوار ہوکر اکیلے جارہے ہین
من از پئے او رفتم گفت اے پسر عباس	مین بھی اُن کے پیچھے چلا اُنھون نے مجھ سے کہا
من شکایت می کنم تو از پسر عمت	کہ مین تم سے تمھارے بھائی (یعنی علیؑ) کی شکایت
یعنے (علی) سوال کردم از و کہ	کرتا ہون مین نے کہا فرمایئے اُنھون نے کہا
با من بیاید قبول نہ کرد و ہمیشہ اُو را	کہ مین نے علیؑ سے کہا تھا کہ میرے ہمراہ آئین
باخود غضبناک می یابم۔ تو چہ گمان داری	مگر نہ آئے اور مین ہمیشہ اُن کو اپنی طرف سے

که غضب وخشم او از چه جهت ست گفتم
تو هم سببش را می دانی گفت گمان می کنم
که غضب وبراے فوت خلافت ست ازو
گفتم که سببش همین ست که او چنین می داند
که جناب رسول خدا صلعم خلافت را
از براے او میخواست عمر گفت هرگاه خدا نخواسته
که باو برسد خواسته جناب پیغمبر چه فائده کرد
رسول امرے را خواست وخدا غیر آن را
خواست مگر هرچه پیغمبر می خواست نمی شد۔
رسول خدا خواست که عم او ابوطالب مسلمان
شود چون خدا نخواست نه شد۔ پس ابن ابی الحدید
گفته است که در روایت دیگر چنین ست
که عمر گفت که حضرت رسول خدا صلے الله
علیه وآله وسلم خواست که در مرض موت خود از
براے خلافت او را ذکر کند پس من مانع
شدم او را از ترس فتنه واز خوف آن که
از امر الله پراگنده شود پس حضرت رسول خدا
صلعم دانست آنچه در نفس من بود ونه گفت و
خدا آنچه مقدر کرده بود شد۔

ناراض پاتا ہون ان کے اس غصہ وخفگی کا سبب
مجھے تم بتاؤ مین نے کہا اس کا سبب آپ
خود جانتے ہین تو کہا کہ مین سمجھتا ہون خلافت
نہ ملنے کا سبب ہے مین نے کہا یہی وجہ ہے
اُن کو خیال ہے کہ جناب رسول خدا اُن کو
خلیفہ کرنا چاہتے تھے عمر نے کہا جب کہ خدا نے
نہ چاہا کہ علیؑ خلیفہ ہون تو پیغمبر خدا کے چاہے
سے کیا ہو سکتا تھا رسول نے جس امر کو چاہا
مگر خدا نے کچھ اور چاہا پس پیغمبر کا چاہا کچھ نہ ہوا
پیغمبر نے بہت چاہا کہ ان کے چچا ابوطالب
مسلمان ہو جائین مگر چونکہ خدا نے نہ چاہا نہ ہوے
ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ دوسری
روایت مین یہ ہے کہ رسول خدا اپنے
مرض موت مین ان کو خلیفہ کرنا چاہتے تھے۔ مگر
مین یہ خیال کرکے (کہ ان کی خلافت سے
فتنہ وفساد برپا ہون گے اور اسلام برباد
ہو جائے گا) مانع ہوا رسول اللہ میرے خیال پر
مطلع ہو کر سکوت کر گئے اور جو منظور خدا تھا
وہ ہوا۔

ایضاً روایت کردہ است از ابن عباس کہ
گفت من داخل شدم بر عمر در اول خلافتش
واز برای او یک صاع خرما بر روی
حصیری ریختہ بودند و می خورد مرا تکلیف کرد
یک دانہ برداشتم و او ہمہ را خورد و سبوی
آبی پیش او گذاشتہ بود. برداشت و
بیاشامید و تکیہ کرد بر بالش و حمد خدا
بجا آورد. پس گفت از کجا می آئی اے
عبد اللہ گفتم از مسجد گفت پسر عمت را بر چہ
حال گذاشتی گمان کردم کہ عبد اللہ بن
جعفر را می گوید گفتم با ہمسالان خود بازی
میکرد گفت او را نمی گویم بزرگ شما اہلبیت
را میگویم گفتم در بستان مشغول بآب کشیدن
بود و تلاوت قرآن می نمود گفت عبد اللہ
ترا سوگند می دہم کہ خونہاے شتران بر تو
لازم باشد اگر کتمان کنی کہ آیا در نفس او
از ادعاے خلافت چیزے ماندہ است
گفتم بلے گفت آیا گمان می کند کہ رسولخدا
صلعم نص بر خلافت او کردہ است گفتم بلے

ابن ابی الحدید سے دوسری روایت یہ ہے کہ ابن عباس
نے کہا کہ مین حضرت عمر کے پاس اُنکی ابتداے خلافت
مین گیا اُسوقت ایک حصیر پر خرمے رکھے ہوے تھے اور
وہ کھا رہے تھے مجھسے بھی کھانے کو کہا مین نے ایک
دانہ کھایا اور وہ سب کھا گئے اور پانی جو گھڑے مین رکھا
ہوا تھا پیا اور تکیے پر سہارا کر کے شکر خدا کیا اور مجھسے
پوچھا کہان سے آرہے ہو مین نے کہا مسجد سے پھر
کہا کہ اپنے بھائی کو کہان اور کس حال مین چھوڑا مین
یہ سمجھ کر کہ عبد اللہ بن جعفر کو پوچھتے ہین کہا کہ اپنے
ہمجولیون کے ساتھ کھیل رہے ہین اُنھون نے کہا
مین عبد اللہ کو نہین پوچھتا بلکہ سردار اہلبیت کو
پوچھتا ہون مین نے کہا کہ باغ مین آب کشی
کر رہے تھے اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے
اسپر اُنھون نے کہا کہ اے عبد اللہ! تم کو
قسم دیتا ہون کہ خون شتر ہو اگر نہ بتاؤ کہ
علیؑ کے دل مین خلافت کا کچھ ادعا ہے
مین نے کہا کہ ہان۔ حضرت عمر نے کہا کہ
حضرت علی کو خیال ہے کہ حضرت رسولخداؐ انکو
خلیفہ مقرر کر چکے تھے۔ مین نے کہا کہ واقعی سچ ہے

وزیاده هم برین بگویم از پدرم پرسیدم
از آنچه او دعوت می کند پدرم گفت
راست می گوید عمر گفت از رسول خدا
گاہے سخنے چند صادر می شد که اثبات
نمی کرد وقطع عذرے نمی نمود یعنے صریح
نبود وگاہے از بہت محبتی که باو داشت بنحوبہت
که نیز از حق ابوے باطل درباب وبکند
ودر مرض موت خواست که تصریح اسم او بکند
من منع کردم او را ازین از برائے شفقت بر
اُمت ومحبت اہل اسلام بحق خانہ کعبہ
سوگند که قریش ہرگز براو اتفاق نخواہد
کرد واگر او خلافت را گیرد قریش در اطراف
زمین شورش خواہند کرد پس حضرت رسولؐ
خداصلعم دانست که من یافتم که او چہ در
خاطر دارد ساکت شد وتصریح باسم او نکرد
خدا جاری کرد آنچہ مقدر شده بود تا اینجا
ترجمہ روایات بود ابن ابی الحدید بعد
نقل این روایت این الفاظ گفتہ ذکر هذا الخبر احمد بن
ابی طاہر صاحب کتاب تاریخ بغداد فی کتابہ مسندا

اور اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ مین نے اپنے باپ سے
اس معاملہ مین استدراک کیا تو انھون نے کہا
کہ حضرت علیؑ جو کچھ کہتے ہین سچ کہتے ہین اس پر
حضرت عمر نے کہا کہ حضرت رسول خداؐ سے
کبھی کبھی بعض امور مین ایسے کلام صادر ہو جاتے
تھے جو درست نہ تھے اور کبھی آپ کی محبت کے
سبب سے اُن کے بارے مین نا درستی کر
باطل کی طرف پھر جاتے ہین. چنانچہ مرض
موت مین وہ حضرت علیؑ کے نام خلافت کرنا
چاہتے تھے مگر مین اس امر سے بلحاظ شفقت اور
محبت اہل اسلام مانع ہوا کعبہ کی قسم قریش
حضرت علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرینگے
اور اگر وہ خلیفہ ہوے تو چارون طرف سے
قریش انپر شورش کرینگے رسول اللہؐ نے
یہ سمجھ کر کہ مین ان کے خیالات سے واقف
ہو گیا خاموش ہو گئے اور ان کے نام
کی صراحت نہ کی. پس جو کچھ مشیت الٰہی
مین تھا وہی ہوا

الحاصل جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وصیت مین مزاحمت کی گئی اور باوجود آیہ شریفہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی تبلیغ وحی کو ہذیان سے نسبت دی گئی جس پر تا قیامت کل امت کی ہدایت، ضلالت منحصر تھی آنحضرت کا یہی مخالفت بہتر فرقون کی گمراہی کا باعث ہوئی نیز حضرت عمر نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی صرف نافرمانی ہی نہین کی بلکہ آداب رسالت کو بھی بالائے طاق رکھا کہ حق سبحانہ تعالی تو اپنے حبیب کو یاایھا الرسول یاایھا النبی طٰہٰ ویٰس اور دیگر القاب سے یاد فرمائے اور آپ ھذا الرجل لیھجر کہین باوجودیکہ باریتعالی اپنے پیغمبر کے روبرو شور وغل اور آواز بلند کرنے کو بذریعہ فرمان

یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا — اے ایمان والو اپنی آواز کو رسول کی
اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا — آواز پر بلند نہ کرو اور جس طرح آپس مین زور
لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض — سے کلام کرتے ہو اس طرح رسول سے کلام
ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون — نہ کرو ورنہ سب اعمال تمھارے باطل ہوجائینگے
(سورہ حجرات) — اور تمھین خبر بھی نہ ہوگی۔

وصیت کے وقت
[illegible]

منع فرمائے اور آپ و دیگر اصحاب بے ادبانہ بالین اقدس پر شور مچائین اور محبوب خدا کو اوس بیماری، ضعف ونقاہت کی حالت مین بھی اذیت وملال پہونچائین چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ حسب آیہ کریمہ

قد نعلم انہ لیحزنک الذی — ہم جانتے ہین کہ جو کچھ وہ کہتے ہین اس سے
یقولون فانھم لا یکذبونک ولکن — تم کو رنج پہونچتا ہے مگر وہ حقیقت مین تمکو نہین
الظلمین بایت اللہ یجحدون ولقد — جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی نشانیون کا انکار
کذبت رسل من قبلک — کرتے ہین اور تمسے پہلے بہت سے رسولون کی تکذیب کیگئی ہے

فصبروا علی ماکذبوا واوذوا حتی	انھون نے اپنے جھٹلائے جانے پر اور تکلیف
اتٰھم نصرنا	دیے جانے پر صبر کیا جب تک کہ اُن کے پاس
(پ ۷۔ س انعام۔ ع ۴)	ہماری مدد نہ آئی۔

مامور بہ صبر تھے اصحاب کی اس گستاخی پر بہ تعمیل ارشاد باری

واصبر علی ما یقولون واھجرھم	اور جو کچھ یہ (تمھاری نسبت) کہتے ہین اسپر
ھجرا جمیلاً	صبر کرو اور ان سے اچھی طرح سے ترک تعلق کرو۔

خاموش ہو رہے۔ اور فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔

بھائیو! اب آپ ہی انصاف سے کہو کہ خداے پاک اپنے پیغمبر سے مخالفت کرنے والون کے حق مین رضی اللہ عنہم فرماتا ہے یا

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و	کیا اُنھون نے اتنی بات بھی نہ سمجھی کہ
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا	جو اللہ اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتا ہی اسکے
فیھا ذلك الخزی العظیم	لئے دوزخ کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہے گا
(پ ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۸)	اور یہی بڑی رسوائی ہے۔

بااین ہمہ انھین لوگون کو ایمان و اسلام مین کامل سمجھنا اور رضی اللہ عنہم کہنا صریح احکام آلہی کی مخالفت ہی یا نہین قولہ تعالی

فان لم یستجیبوا لك فاعلم	پھر اگر یہ لوگ نہ مانین تو سمجھ لو کہ یہ
انما یتّبعون اھواءھم ومن	لوگ بس اپنی ہی ہوا و ہوس کی پیروی کرتے
اضل فمن اتّبع ھوٰہ بغیر	ہین اور جو شخص خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی
ھدی من اللہ۔ ان اللہ	ہوا و ہوس کی پیروی کرے اُس سے زیادہ

لایھدی القوم الظلمین۔ گمراہ کون ہوگا۔ بلاشبہ خدا سرکشون کو منزل مقصود

(پ ۲۰۔ س القصص۔ ع ۵) تک نہین پہونچایا کرتا۔

صحابہ کا شرکت جیش اسامہ سے علحدہ

واضح ہو کہ واقعۂ قرطاس سے دو چار دن قبل یہ حضرات لشکر اُسامہ سے بھی تخلف کر کے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ و ناراض کر چکے تھے یعنی آنحضرت صلعم نے بحالت مرض حرب روم کے لئے ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اُس لشکر کا امیر اُسامہ بن زید کو کیا تھا اور بجز علی مرتضیٰ علیہ السلام دیگر مہاجرین انصار اور صحابہ ثلٰثہ کو اُسامہ کے ساتھ جا کر جنگ کرنے کیلئے تاکید فرمائی تھی جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے۔

حکم عالی چنان نافذ شد کہ اعیان مہاجرین وانصار مثل ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و سعد بن ابی وقاص وابو عبیدہ جراح الا علی مرتضیٰ کہ ہمراہ آن نہ کرد دران لشکر ہمراہ اُسامہ باشند

جناب رسول اللہ صلعم نے حکم صادر فرمایا کہ سوائے علی کے مہاجرین وانصار یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وسعد بن ابی وقاص وابو عبیدہ جراح لشکر اُسامہ کے ہمراہ رہین۔

اور اپنے دست مبارک سے علم لشکر اُسامہ کو عطا فرما کر بعد ہدایات ضروری فوراً روانگی کا حکم دیا لیکن ان عجیب و غریب جان نثار اور وفاداروں نے جب زمانہ صحت رسول ہی مین کبھی اکثر احکام رسالت کی تعمیل نہین کی تھی تو ایسے نازک وقت مین کیا کرتے اسیوقت آن حضرتؐ پر طعنہ زن ہوئے کہ ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا یہ باتین سنکر آپ بحالت ضعف و نقاہت مسجد مین تشریف لائے اور بحالت غیظ و غضب ان اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ کیا باتین تم لوگ اپنی زبان سے نکالتے ہو آگاہ ہو کہ اُسامہ میرے نزدیک تم لوگون سے بہتر ہے اور تم سب سے زیادہ مجھے عزیز ہے اور بقول صاحب ملل و نحل۔

جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنھا۔

ارشاد فرمایا۔ اِس واقعے پر بھی جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین بہت کچھ چنان وچنین کرنے کے بعد لفظ (لعن اللہ) کے یہ معنی بتاے ہین کہ

"(جملۂ لعن اللہ) اگر صحیح ہم باشد معنیش آنست کہ از جنگ رومیان پہلوتہی کردن حرام ست۔"

اِس غم وغصہ کا اثر ہنوز طبع اقدس سے زائل ہونے نہ پایا تھا کہ ان جان نثارون نے اِس زخم پر نمک پاشی کی آخر آپ نے ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا اور ان حضرات کی طرف سے آزردہ خاطر رحلت فرما گئے۔ یا یہ کہا جائے کہ ایذا دینے والون کے لئے خدا کا یہ ارشاد

واصبر وماصبرك الا بالله و لاتحزن عليهم ولاتك فى ضيق مما يمكرون۔ (پ ۱۴۔ س نحل۔ ع ۱۶)

اور (اے رسول) صبر کرو اور تم سے صبر نہو گا مگر اللہ ہی کی مدد سے اور ان کے متعلق رنج نہ کرو اور وہ جو چال چلتے ہین اُس سے دلتنگ نہو۔

کافی تصور فرمایا۔

الغرض آپ نے اچھا مسئلہ منتخب کیا کہ آغاز کلام ہی مین حقیقت مذہب اہلسنت والجماعت کی حقیقت اور مسئلہ فضیلت صحابہ کی قلعی کھُل گئی کہ ائمہ کرام اہلسنت سے امام محمد عبدالکریم شہرستانی تو بس جملہ سے :-

"اول شبہہ جو عالم مین واقع ہوا وہ ابلیس علیہ اللعن کے تکبر کا نتیجہ تھا اور اول نزاع جو اسلام مین واقع ہوئی قضیۂ قرطاس سے ہوئی وہ صحابہ کی بدولت ہوئی۔

صحابہ وحین کی فضیلت کو مرتبۂ اعلےٰ پر پہونچا گئے۔ اور جناب خاتم المحدثین شاہ صاحب ابطال مذہب اہلسنت پر یہ سند دے گئے۔

"مذہبے کہ مخالف این دو (قرآن وعترت) باشد عقیدۃً وعملاً در امور شرعیہ نامعتبر ست۔"

بھائیو! اگر تحقیق حق مطلوب ہے تو کتب امامیہ سے اپنے اصحاب ممدوحین کے معائب کی تلاش مین کیون کانٹون مین اُلجھتے ہو۔ اپنے ہی چمنستان کتب مین اپنے اصحاب ممدوحین کے ایمان و افعال کی کیون نہین سیر کرتے ؎

سوے چمن نہ جا نہ سوے لالہ زار دیکھ ‏ ‏ ‏ تو آپ باغ حسن ہے اپنی بہار دیکھ

چونکہ آپ نے دونون مذہبون کی حقیت و بطلان کا مدار اصحاب کی برائی بھلائی پر رکھا تھا اور اصحاب ثلثہ رضؓ اور ان کے تابعین کا ناقص الایمان ہونا انھین چند اقوال محدثین و متکلمین و مفسرین عظام اہلسنت اور احادیث نبویہ اور آیات الٰہیہ سے مثل روز روشن ثابت ہو چکا۔ لہذا مقتضائے حق یہ ہے کہ اہلسنت امامیہ مذہب کے سچے اور اپنے مذہب کے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر سچا مذہب امامیہ کا اختیار کرین ع

تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

یہ اختلاف رفع ہو لیکن مشکل تو یہ ہے ؎

ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید ‏ ‏ ‏ جو نہین جانتے وفا کیا ہے

یہ توقع بیجا ہے اسلئے کہ علمائے اہلسنت تو قطعی فیصلہ کر چلے ہین کہ گرچہ اصحاب ثلثہ کے ایمان اور عقاید مین نقائص اور اہلبیت نبویؐ سے منازعات و مشاجرات اور ان کے حقوق کا تلف کرنا ثابت ہے لیکن اسپر بھی ہم کو مطاعن صحابہ سے چشم پوشی کرنا چاہیے کیونکہ ان حالات کے سننے سے اصحاب رسول سے خواہ مخواہ بغض پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان لوگون نے اپنے اہل مذہب کو یہ نصیحت کی ہے کہ اُن کتابون کو جن مین صحابہ کے فسق و فجور اور اہلبیت نبویؐ کو ایذائین اور تکلیفین دینے کے حالات درج ہین نہ پڑھو جن مجلسون مین یہ تذکرے ہوتے ہون وہان نہ بیٹھو۔ اور اگر اتفاقاً کہین یہ قصے سننے مین آجائین تو ان کو سنکر انجان ہو جاؤ جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہین:-

علامہ اہلسنت اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی

روش اہلسنت والجماعت آن ست کہ صحابہ پیغمبر را جز بخیر یاد نہ کنند ولعن وسب وشتم واعتراض وانکار بر ایشان نہ کنند وباایشان براہ سوء ادب نروند از جہت نگاہداشت صحبت آنحضرت صلعم واز انچہ ایشان در مشاجرات و محاربات وتقصیر در حفظ حقوق اہلبیت نبوی ودر رعایت ادب باایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند و تغافل ورزند وگفتہ ناگفتہ وشنیدہ ناشنیدہ انگارند

تکمیل الایمان ص۹۶)

طریق اہلسنت یہ ہے کہ اصحاب نبی کو بجز نیکی یاد نہیں کرتے اور نہ اُن پر لعن وطعن اور اُن کے افعال پر اعتراض وانکار کرتے ہین اور اس بات کا پاس کرکے کہ وہ پیغمبر خدا کے اصحاب ہین اور اُن کی صحبت سے شرف یاب ہین اُن کے ساتھ بے ادبی سے پیش نہین آتے اور اصحاب نے جو بدسلوکیان اور جھگڑے اہلبیت نبوی سے کیئے باوجود صحت اخبار تسلیم کرنے کے بھی اصحاب کے اُن افعال سے صریح چشم پوشی کرین اور کہا ہوا نہ کہا ہوا۔ اور سُنا ہوا نہ سُنا ہوا ایک تصور کرین۔

اور یہ قول تنہا محدث موصوف ہی کا نہین ہے بلکہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اصحاب کے نشہ محبت مین سرشار و بیخود ہو کر بمصداق شعر

ہر کہ را در باغ دیدم مست بود و بیخبر   باغ مست و راغ مست و غنچہ و گلزار مست

یہی ترانے گاتے ہین جس پر صاحب روضۃ الاحباب کی یہ تحریر شاہد ہے :-

علمائے نامدار واہل سیر کہ نظر بصحت اخبار دارند مدار کار از کتب معتبرہ انتخاب کردہ اند کہ برہمین اقوال اکتفا واعتبار نمودہ اند کہ در مشاجرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین بجز سکوت وذہول خیالی وتصورے نباید نمود۔

علمائے نامدار اور اہل سیر وتواریخ نے بعد صحت جو واقعات و اخبار کتب معتبرہ سے انتخاب کیئے ہین اس امر پر اکتفا و اعتبار کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے جھگڑونکے بارے مین بجز خاموشی و فراموشی کے کوئی خیال اور کوئی تصور نہین کرنا چاہیے۔

مطاعن خلیفہ صاحب سوم وغیرہ مندرجہ محرم نامہ

اسی طرح حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب کی تالیفات محرم نامہ وغیرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ اگرچہ جناب ممدوح آل رسولؐ اور اولاد بتولؑ سے عقیدت و مودت رکھتے ہین اور آل رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوے اور جو واقعات کربلا مین گذرے اُس کا باعث در پردہ خلفاے ثلثہ کی خلافت کو سمجھتے ہین اور باوجودیکہ حضرت عثمان رضؓ کی بدعتون کو محرم نامہ مین تفصیل سے لکھتے ہین بااین ہمہ حضرت عثمانؓ کی بے عنوانیون سے چشم پوشی کرکے محرم نامہ کے صفحہ ۲۹ مین یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ

"حضرت عثمان کی شہادت کا قصہ جیسا غمناک ہے ویسا ہی پیچیدہ ہے ایک ایسا آدمی جو کسی فرقہ کی طرفداری نہ کرتا ہو جب حضرت عثمان کا واقعہ لکھے گا تو اُسکو بہت مشکل ہوگی کیونکہ وہ ایک طرف دیکھے گا کہ حضرت عثمان رسول خدا صلعم کے داماد اور بڑے مقرب صحابی تھے اور اُن کا ادب اُسکے دل مین حد درجہ کا ہوگا۔ دوسری طرف تاریخی واقعات سے اُس کو حضرت عثمان کی چند ایسی بشری ناتوانی کی باتین نظر آئین گی جو ان کی شہادت کے اسباب مین معاون ہوئی ہین ایسی حالت مین اُس کو چاہیئے کہ واقعات سب لکھدے اور اپنا ادب نہ چھوڑے مین سنی ہون مجھ پر حضرت عثمان کی عزت و حرمت لازم ہے اُن کی خلافت اور اُسکے نزاعی واقعات کا فیصلہ میرے اختیار مین نہین ہے خدا کو معلوم ہے کہ اصل حقیقت کیا تھی"؟

اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ اور حضرات طلحہ وزبیر وغیرہ کی لڑائیون کو جو اُنھون نے وصی رسول اللہ سے کی تھین توضیح و تصریح محرم نامہ مین یون تحریر کیا ہے:۔

خدا کی مرضی مین کسکو دخل ہے۔ ذرا دیکھنا بصرے کے سامنے لوگ کھڑے ہین اور کیا چاہتے ہین۔ یہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مقبول یار و اصحاب ہین جنھون نے اسدن سے کچھ ہی پہلے آدھی دنیا کو اسلام کے آگے سرنگون کیا تھا جنکی تلوار کی دھاک سے

روے زمین کے بادشاہ لرزتے تھے ایک طرف حضرت علی بنت رسول کے شوہر اور خود رسول کے بھائی اور تمام خوبیون سے بھرپور جنھون نے دنیا مین روحانیت کا جھنڈا گاڑ دیا دوسری طرف بی بی کی ستی حضرت عائشہ حبیب خدا صلعم کی محبوبہ بیوی جن کے اوصاف احادیث نبوی بھری پڑی مین اور جن کی پاکی کو قرآن شریف نے ثابت کیا۔ اور دونون کے ساتھ بڑے بڑے اصحاب رسول ہین طلحہ و زبیر وہ لوگ ہین جن کے جنتی ہونے کی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی مگر آج انھون نے ایک دوسرے پر تلوار اُٹھائی ہے۔ آج آپس مین خون بہانے کو جمع ہوے ہین اس کا سبب بھی جانتے ہو کہ کیا ہے؟

سنو! خداے تعالیٰ اپنی شان دکھاتا ہے اور اپنے رسول کی پیشین گوئی پوری کرانی چاہتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تھا کہ عثمان شہید ہونگے اور ان کے بعد تمھارے آپس مین خوب تلوار چلے گی خدا کی حکمت مین کون دخل دے سکتا ہے اسی کو معلوم ہے کہ اُس نے یہ تماشے کس مقصد سے دکھائے ہم لوگون کو چاہیئے کہ ان لڑائیون مین دخل نہ دین اور ہم ان کو برا نہ کہین کیونکہ ہم کو دونون برابر ہین۔ اسلئے حق و ناحق کا فیصلہ کرنا ہمارا کام نہین

علماء اہلسنت کے نزدیک مومن و منافق مساوی ہین

باوجود ان اعتراضات کے بخلاف آیہ کریمہ

افمن کان مومنا کمن کان فاسقا — کیا مومن و فاسق برابر ہین؟ ہرگز

لایستوون — نہین۔

ظالم و مظلوم اور قاتل و مقتول کو ایمان اور اسلام اور درجے اور مرتبے مین برابر سمجھتے ہین حالانکہ خود جناب شاہ صاحب تحفہ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

وہمین ست مذہب اہلسنت کہ حضرت امیر در مقاتلات خود برحق بود و مخالفان او برغیر حق وخطی

غرض یہ اقوال شہادت دے رہے ہین کہ علماے اہلسنت ان حدیثون اور روایتون کو جو اصحاب و صحین کی فضیلت و ایمان کے خلاف ہین ہین تسلیم کرتے ہین مگر اسپر بھی انھین کے دام محبت مین پھنسے ہوے ہین اور اصحاب کے نشہ محبت مین ایسے سرشار ہین کہ کبھی اپنی غلطیون پر نظر نہین کرتے۔ اور اگر کرتے ہین تو بھی اپنے عقیدون سے نہین پھرتے قولہ تعالیٰ۔

وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان — اور انکے دلون پر ہمنے پردے ڈالدیئے ہین اور

یفقھوہ وفی آذانھم وقرا — انکے کان بہرے ہوگئے ہین اسکے سننے سے۔

اور جب ان کے حقیقی ایمان و اعتقاد اور صفات حمیدہ و خصائل پسندیدہ کا پتہ نہین ملتا تو اپنے مذہب کا رنگ جمانے کیلئے جو فضائل خدا و رسولؐ نے اصحاب مومنین کی شان مین ارشاد فرمائے ہین انکو اپنے اصحاب سے منسوب کرتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب کی عبارت متذکرہ بالا سے مترشح ہوتا ہے حالانکہ بصرہ کے سامنے جو لوگ وصی رسول اللہ سے باغی ہوکر جنگ کے لئے آکر کھڑے ہوے تھے اُنھون نے دنیا کی ایک چپہ بھر زمین کو بھی اسلام کے آگے سرنگون نہین کیا تھا البتہ دنیا بھر مین اسلام کا قلع قمع کرنے مین اپنی پوری طاقت صرف کردی تھی جسپر ان کا بصرہ کے سامنے کھڑا ہونا ہی شاہد ہے کفر و شرک کا قلع قمع کرنے والے اور ہی غازی و مجاہد تھے جن کے سردار رایۃ الہدیٰ صفوۃ اللہ۔ کرار غیر فرار۔ اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام تھے۔

بت شکن کاسر ناقوس غوایت یہ ہین (۱) خلق مین ناشر ناموس ہدایت یہ ہین

حق پہ ہین ماہر احکام عدالت یہ ہین — اہل دین ناصر اسلام و شریعت یہ ہین

مثل آئینہ ہے روشن وہ ہے آئین انکا

حق کا جس دین مین جلوہ ہے وہ ہے دین انکا

لائے یہ اُنکو رہ راست پہ جو تھے گمراہ (۲) حق پرست ایسے کہ جس سے ہی زمانہ آگاہ

کردیا جا کے صنم خانون کی بستی کو تباہ   توڑے سرلات وہبل کے بھی خدا سے آگاہ

کفر و باطل پہ زہوق آیا۔ تباہی آئی

گھر مین اِن لوگون کے اِسلام کی شاہی آئی

خانۂ کعبہ مین حیران تھے سب اصنام پرست   (۳)   دوش احمد پہ قدم تھے کہ ظفر تھی سر دست

جن کو کفار سمجھتے تھے خدا ہوگئے پست   بن پڑا کچھ نہ کسی سے ہوئی اس طرح شکست

گھر مین رب کے کوئی باقی نہ رہا سب توڑے

سنگدل خوف سے بت بنگئے بت جب توڑے

جس نے حضرت علیؑ سے جنگ کی اُس نے گویا خدا سے کی

پس جو لوگ مخالفین معاذ ین وصی رسول اللہ کی نسبت نیک اعتقاد رکھتے ہین وہ صریح خدا و رسولؐ کی مخالفت کرتے ہین اس لئے کہ خود کتب مذہب اہلسنت مین یہ حدیثین ہین کہ علیؑ کا گوشت پوست رسول اللہ کا گوشت پوست ہے۔ علیؑ کا دوست رسول اللہ کا دوست ہے۔ علیؑ کا دشمن اُن حضرت کا دشمن ہے۔ جس نے علیؑ سے جنگ کی اُس نے رسول خدا سے کی اور جس نے رسول خداؐ سے کی اُسنے خدا سے کی۔ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے وہ مومن ہے اور جو علیؑ سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔ اسکے متعلق دوچار حدیثین پیش کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اسنے خدا سے محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا

فقد ابغض الله (اخرجہ الدیلمی والطبرانی فی الکبیر عن ابی رافع) (ارجح المطالب ص۵۱۲) | اُس نے خدائے تعالیٰ سے بغض رکھا۔

دوسری — عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لعلی حبك ایمان وبغضك نفاق واول من یدخل الجنة محبك ومن یدخل النار مبغضك (اخرجہ ابن خالویہ) (ایضاً ص۵۱۲) | ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے ارشاد فرماتے تھے کہ تیری محبت ایمان ہے اور تیرا بغض نفاق ہے جنت میں تیرا دوست سب سے اول داخل ہوگا اور دوزخ میں تجھ سے بغض رکھنے والا سب سے پہلے داخل ہوگا۔

تیسری — عن ابن عباس رضی الله عنہ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب الله ومن سب الله ادخلہ الله النار ولہ عذاب مهین (اخرجہ الدیلمی) (ایضاً ص۵۱۶) | ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا جس نے مجھے بُرا کہا اُس نے خدا کو بُرا کہا جس نے خدا کو بُرا کہا خدا اُس کو دوزخ میں ڈالے گا اُس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چوتھی — اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم عن ابی ھریرۃ قال نظر رسول الله صلی الله علیہ وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمۃ قال انا | امام احمد بن حنبل و طبرانی اور حاکم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر اور جناب حسنین اور جناب فاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کرکے ارشاد فرمایا کہ میں اُس سے

حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم وعند الترمذی عن زید بن ارقم انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم ومحب الطبری فی الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه۔

(ایضا صفحه ۵۱۲)

لڑنے والا ہون جو تم سے لڑے اور اُس سے صلح کرنے والا ہون جو تم سے صلح کرے اور امام ترمذی نے زید بن ارقم سے اِس حدیث کو اِس طرح روایت کیا ہر کہ حضرت نے فرمایا مین جنگ کرنے والا ہون اُن سے جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہون اُس سے جو ان سے صلح کرے محب طبری نے ریاض النضرۃ مین اِس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی

یہ وہ متند احادیث ہین کہ جناب شاہ صاحب کو بھی اُن سے انکار نہین ہے اور محارب وصی رسول کو مفسد اور کافر بتایا ہے جیسا کہ تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ

وجه تخصیص مرتضی این خواهد بود که آنحضرت صلعم را بوحی معلوم شد که در زمان مرتضی بغی و فساد خواهد شد وبعضی مردم انکار امامت او خواهند نمود

(تحفه صفحه ۲۲۲)

حضرت علی کے لئے وجہ خصوصیت یہ ہوگی کہ آنحضرت صلعم کو وحی خدا سے علم تھا کہ علی کے زمانہ مین فساد اور بغاوتین ہونگی اور کچھ لوگ آپکی امامت سے انکار کرینگے۔

محارب حضرت مرتضی اگر از راه بغض عداوت جنگ وبغض ست نزد علماء اہلسنت کافرست بالاجماع وہمین ست مذہب ایشان در حق خوارج و اہل نہروان

صفحہ ۲۹۵

اگر حضرت سے براہ بغض عداوت جنگ کی ہے تو لڑنے والا کل علماء اہلسنت کے نزدیک کافر ہے اور یہی مذہب انکا خوارج اور اہل نہروان کے حق مین ہے۔

غرض عجیب وغریب اصول مذہب اہلسنت کے ہین کہ صفین۔ جمل۔ نہروان کے باغیون کو کافر بھی بتاتے ہین اور پھر انھین کو پروانۂ جنت بھی دیتے ہین۔ جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب ممدوح

حضرات طلحہ و زبیر کی شان مبارک مین یہ حدیث پیش کرتے ہین

"اِن کو خود رسول اللہ صلعم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

اس پر لطف یہ ہے کہ اسی رسالہ کے صفحہ ۶۶ مین اس حدیث کے خلاف یہ بھی تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم نے زبیر کو ظالم بتایا ہے جس کی نقل یہ ہے۔

"رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اے زبیر اُس دن سے ڈر کہ تو علی پر فوج لیکر چڑھے گا اور اُس دن تو ظالم ہوگا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ظالم جنتی ہو نہین سکتا کیونکہ ظالمون کے حق مین خداوند تعالی نے اپنے کلام پاک مین لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ جس حدیث سے ان حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے وہ اُن کے ہواخواہون نے اُن کی عیب پوشی کے لئے وضع کی ہے۔

اللہ اللہ مودت جناب امیرؑ کا وہ مرتبہ ہے کہ بغیر آپ کی مودت کے تمام طاعت و عبادت بیکار ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے — اور زر بقدر کوہِ احد راہ حق مین دے
حج بھی پیادہ پا جو ہزار اُسنے ہون کئے — بے جرم گر شہید بھی ہو تیغِ ظلم سے
حبِ علی کی مے نہین جس دل کے جام مین
بوے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

اور اس کو صرف کسی شاعر کا قول ہی نہ سمجھیئے بلکہ خود خداے عز وجل نے یہ مودت فرائض مین داخل کی ہے اور اس فریضہ کو تمام فرایض پر مقدم گردانا ہے جیسا کہ مناقب اخطب خوارزم اور صواعق محرقہ وغیرہ مین ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ

لو ان عبدا عبد الله عز وجل مثل ما قام نوح فی قومه وكان له مثل احد ذهبا فانفقه فی سبیل الله ومد عمره حتی یحج الف حج علی قدمیه ثم قتل بین الصفا والمروة مظلوما ثم لم یوالك یا علی لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها اخرجه الدیلمی

اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے زندگانی کی ہے اور کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے پھر اسکی عمر اس قدر دراز ہو کہ پیادہ پا ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے پھر اگر اے علی تجھ کو دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھ سکے گا اور نہ اس میں داخل ہو سکے گا۔ (ایضا ص۱۵۱)

پس آیات الٰہی و احادیث نبوی اور علمائے اہلسنت کے اقوال سے یہ ثابت ہو کہ محبت علی بن ابی طالب فرض ہے جس کو شاہ عبدالعزیز صاحب بھی رسالہ میں قبول کرتے ہیں۔

"محبت علی فرض است مثل محبت پیغمبر و دشمنی علی حرام است مثل دشمنی پیغمبر این است مذہب اہلسنت والجماعت"

جبکہ مومن کو محبت علی بن ابی طالب ضرور ہے تو یہ محبت جزو ایمان ہے اگر نہ ہو تو علامت نفاق کی ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف۔ ترمذی و مسند احمد حنبل وغیرہ میں ہے۔

عن ام سلمة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی لا یحبك الا مؤمن ولا یبغضك الا منافق (اخرجه النسائی)

جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ تجھے نہیں دوست رکھیگا مگر مومن اور نہیں دشمن رکھے گا مگر منافق

(ایضا ص۱۵۱)

اور منافق کی نسبت خداے عزوجل یہ ارشاد فرماتا ہے:-

اِن المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا۔ (پ ۵۔ س النساء۔ ع ۱)

اسمین شک نہین ہے کہ منافقین جہنم کے سب نیچے کے طبقہ مین ہونگے اور (اے رسول) تم وہان کسی کو ان کا حامیتی نہ پاؤگے۔

اس صورت مین شاہ صاحب جناب امیر علیہ السلام کی محبت کا جو دعویٰ کرتے ہین کہ

" ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت "

تو یہ دعویٰ حضرت کا کسی طرح سچا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ اہل سنت باستثنا رخاص معاندینُ مخالفین آل رسول کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلے اور افضل اور ایمان واسلام مین سب سے اکمل سمجھتے ہین پس اُن جناب کے دشمنون سے اہلسنت کو جو محبت ہے وہ ہمارے اس دعوے پر کافی دلیل ہے ہان زبان سے البتہ اقرار مودت کرتے ہین۔

یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم۔

کہتے ہین اپنے مونھ سے جو اُنکے دلون مین نہین ہے۔

بھائیو! تم وصی رسول سے جو مودت وعقیدت رکھتے ہو اُس کا تقابل ذرا اپنے خلفا ثلاثہ رضہ کی محبت وعقیدت سے کرو کہ جو اصحاب کبار حضرت ابوبکر رضہ کی بیعت سے (جن کا خلیفہ برحق ہونا خود تمھارے ہی علماے اعلام کے اقوال سے پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتا) انکار کرین اُن کی خلافت پر معترض ہون اور بر ہمی خلافت کا مشورہ کرین۔ جناب شاہ صاحب اُن بزرگون کی شان مین یہ فرمائین کہ

اہلسنت خلیفۂ اول کے ماننے کو ایمان بتاتے ہین اور جناب امیر کے باغیون پر دادِ حسنت دیتے ہین

" ہرگاہ کہ این قسم مردوداں جناب الٰہی را درخانۂ خدا پناہ نباشد درخانۂ حضرت زہراء چرا پناہ بایدداد "

یا جو اشخاص اصحاب ثلثہ رضہ کی خلافت کے منکر ہون اُن کی نسبت یہ فتوی دین کہ

" حق تعالیٰ در قرآن مجید منکر خلافت خلفا ثلثہ را درآیہ استخلاف کافر فرمودہ "

اور جس خلافت کا انتظام حضرت عمر اپنے بعد مجلس شوریٰ سے کریں اور ارکان مجلس سے جو حضرت عبدالرحمن بن عوف میر مجلس کی رائے سے مخالفت کرے اُسکے قتل کا حکم دیں۔

یہ سب حضرات تو تمھارے علماء کے نزدیک مرتد۔ بے دین۔ کافر اور سوختنی و گردن زدنی ہوں اور جو لوگ جناب امیر علیہ السلام کو باصرار تمام مسند خلافت پر بٹھا کر بیعت کریں۔ جس کو بعد اجماع خلیفہ بنائیں اور جب اُن کی ناجائز اغراض حاصل نہ ہوں تو نکث بیعت کر کے خلیفۂ برحق سے جنگ وپیکار کر کے آیۂ شریفہ

انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ	جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے
ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا	ہیں اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک میں
ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع اید یھم	دوڑتے پھرتے ہیں ان کی سزا تو بس یہی ہے
وارجلھم من خلاف او ینفوا من	کہ قتل کر دئیے جائیں یا ان کو سولی دیجائے یا انکے
الارض ذلك لھم خزی فی الدنیا	ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں یا ان کو دیس
ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔	سے نکالدیا جائے یہ تو ان کی دنیا میں۔ رسوائی اور
(پ ۶۔ س مائدہ ع ۵)	آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے

کے مصداق ہوں انھیں لوگوں کو تمھارے علما غازی و مجاہد بتائیں اور خدا کی طرف سے اُنکو لقد رضی اللہ عنہم کی سند۔ اور جنت کے پروانے عطا کریں۔

واہ یہ خوب محبت ہے کہ عملاً اور فعلاً تو اظہار کدورت ہو اور زبان سے یہ فرمائیں کہ

"محبت علی فرض ست مثل محبت پیغمبر و دشمنی او حرام ست مثل دشمنی پیغمبر و ہمین ست مذہب اہل سنت والجماعت۔

آفرین ہے تمھاری اِس مودت و محبت پر

غضب ہے کہ دل میں تو رکھو کدورت ۔ کرو منھ پہ ہم سے صفائی کی باتیں

سبحان اللہ اہل بیت نبوی سے کدورت اور اُن کے دشمنوں سے محبت وعقیدت۔ اس پر بھی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُمید شفاعت ؎

ربط غیروں سے ہے اور ہم سے وفا چاہتے ہو ۔ دل میں سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

قول تعالیٰ

وما منع الناس ان یومنوا اذ ۔ جب لوگوں کے پاس ہدایت آچکی تو ان کو
جاءھم الھدی ویستغفروا ربھم ۔ ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگنے
الا ان تاتیھم سنۃ الاولین او یاتیھم ۔ سے کس بات نے منع کیا بجز اس کے کہ ان پر اگلے
العذاب قبلا ۔ لوگوں کا قاعدہ جاری ہو جائے یا عذاب ان کے
(پ ۱۵ - س کہف ع ۲) ۔ سامنے آکھڑا ہو۔

نیز جس فرقہ کا اصل دین وایمان یہ ہو کہ ؎

مریض حضرت شیخم دگر نمیدانم ۔ کہ کیست بر سر بالش امام بر سر حق

تو اسکے صراط مستقیم اختیار کرنے کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔

مذہبی تعصب میں کون فرقہ مبتلا ہے

اب آپ غور فرمائیں کہ جن لوگوں نے پیغمبر خدا کی مخالفت کی رسول وآل رسول کو ایذا ئیں دیں۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ سے (جس کو اہل سنت خلیفہ چہارم مانتے ہیں) بغاوت اور جنگ کی انپر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اطلاق ہوتا ہے یا آیہ کریمہ

وان عذابی ھو العذاب الالیم ۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی دردناک
(پ ۱۴ - س الحجرات - ع ۴) ۔ عذاب ہے۔

کا۔ اور علماے اہلسنت اپنے مذہب کی خاطر آیہ کریمہ

قل ان الذین یفترون علی — تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو خدا پر

اللہ الکذب لایفلحون ٥ — جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے

متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم — دنیا کا نفع (تھوڑے دن) کا ہے پھر ہماری طرف ان کی

ثم نذیقھم العذاب الشدید — بازگشت ہوگی جن باتوں کا وہ انکار کیا کرتے تھے

بما کانوا یکفرون ٥ (پ۱۱ س یونس ع۱۲) — انکے بدلے ہم انکو سخت عذاب چکھائینگے۔

کو پس پشت ڈال کر ان کو قطعی جنتی بتائین۔ پس خود ہی فیصلہ کرین کہ مذہبی تعصب مین اہلسنت گرفتار ہین یا امامیہ۔ اور اپنے آبائی دین کی تقلید بفحوائے آیۂ شریفہ

انا وجدنا اٰبائنا علیٰ امۃ — تحقیق ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طرح

وانا علیٰ اٰثارھم مقتدون ٥ — پر پایا اور ہم انھین کے قدم بقدم چلے

(پ۲۵۔ س احزاب ع۲) — جائینگے۔

اہلسنت کرتے ہین یا شیعہ؟ کس گروہ کا عمل خدا و رسول کے احکام کو بالائے طاق رکھکر حسب آیۂ شریفہ:۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم — انھون نے تو اپنے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالمون

اربابا من دون اللہ (پ۱۰ س توبہ ع۴) — اور زاہدون کو خدا بنا لیا ہے۔

اپنے علماء کے کلام و اقوال پر ہے اور کس فرقے کا اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث انی تارک فیکم الثقلین پر ؎

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار — مصلحت وقت کی ہے کسکے عمل کا معیار

کس کی آنکھون مین سمایا ہے شعارِ اغیار — ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار

قلب مین سوز نہین روح مین احساس نہین — کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمھین پاس نہین

الحاصل ان اقوال کو ملاحظہ کرکے ہر شخص اس پتہ کو پہونچ سکتا ہے کہ ہمارے برادرانِ اسلامی کے مذہب کی بُنیاد صرف اصحاب ثلثہ رض کی محبت و مودّت پر ہے نہ کہ آیات الٰہی اور احادیث نبوی پر۔ اور باوجود اعتراف انکی بدعات وسیئات و خطا و نسیان کے ان ہی کو تمام اُمت سے رتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل جانتے ہین۔ اِس صورت مین آپ ہی منصفی فرمائین کہ آیۂ وافی ہدایہ

افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللہ ورضوان خیرا من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم واللہ لایھدی القوم الظلمین (پ ۱۱۔ س توبہ۔ ع ۱۳)

آیا وہ شخص جو اپنے دین کی بنیاد خوف خدا اور اُس کی خوشنودی پر رکھے بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنی بنیاد پھٹے ہوے گڈارے کے کنارے پر رکھے جو گرا چاہتا ہے پھر وہ مع اُسکے آتش جہنم مین جاگرے اور اللہ ظالم لوگون کی رہبری نہین فرماتا۔

کا اطلاق کس گروہ پر ہوتا ہے۔ اب فرمائیے کیا علماے کرام و فضلاے عظام اہلسنت نے انھین معائب کی بنا پر جنکے ساتھ اپنے اصحاب ممدوحین کو متصف کیا ہے اِن کو تمام امت سے مرتبے مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین سب سے بہتر و کامل ٹھہرایا ہے۔ کیا باوجود خدا و رسول کی شہادتون کے اور بربنا اقوال علماے اہلسنت جو اُن کے خلاف ہین ہین آپنے مذہب اہلسنت والجماعت کو اچھا اور مذہب امامیہ کو (جو حسب ارشاد اپنے پیغمبر کے متمسک بقرآن واہلبیت ع ہے) بُرا سمجھا ہر گستاخی معاف ہو آپ کی فہم و فراست سے یہ امر بہت بعید ہے۔

اپنون کو بُرا سمجھے، غیرون کو بھلا جانا
سمجھے بھی تو کیا سمجھے جانا بھی تو کیا جانا

پس جس مذہب کی بنیاد خلاف حدیث ثقلین ہو اسکا مذہب انھین کو مسعود و مبارک ہو اگر شیعون

کی نظر مین ایسے سچے مذہب کی منزلت اور صحابہ ثلثہ رض کی ایسی فرضی عظمت نہین ہے تو نہ سہی ؎

ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش ۔۔۔ ما خدا داریم ما را ناخدا در کار نیست

قولہ تعالیٰ

فریقا ھدی وفریقا حق ۔۔۔ ایک گروہ نے تو ہدایت پائی اور ایک

علیھم الضلالۃ انھم اتخذوا ۔۔۔ گروہ اس حالت مین ہو کہ اسپر گمراہی ثابت ہوئی

الشیطین اولیاء من دون اللہ ۔۔۔ بلاشبہ اُنھون نے خدا کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا

ویحسبون انھم مھتدون ۔۔۔ دوست بنالیا اور گمان یہ کرتے ہین کہ ہم ہدایت

(پ ۸۔ س اعراف۔ ع ۱۴) ۔۔۔ یافتہ ہین۔

اگر اسپر بھی آپ افشاء مطاعن اصحاب ثلثہ اور انکشاف تعصبات علماء اہلسنت والجماعت پر آمادہ ہین تو بسم اللہ ان کی فضیلت اور خلافت کی نسبت اور جو چاہین فرمائین۔ ہم حضرت عمر رض کے اِس خطبہ سے۔

الا ان بیعۃ ابی بکر ۔۔۔ آگاہ ہو کہ حضرت ابوبکر کی بیعت ایک خطرناک

کانت فلتۃ وقی اللہ شرھا ۔۔۔ اور ناگہانی امر ہے اللہ تعالیٰ نے اُسکے شر سے

فمن عاد الی مثلھا ۔۔۔ مسلمانون کو بچالیا اگر آیندہ اس طرح کوئی بیعت

فاقتلوہ ۔۔۔ کے لئے پیش قدمی کرے تو اسکو قتل کردو۔

جو آپ نے حضرت ابوبکر رض کو مسند نشین خلافت کرتے ہوے مسجد نبوی مین بالائے منبر مہاجرین و انصار کے سامنے ارشاد فرمایا تھا اِس خلافت راشدہ کو باطل کرینگے انشاء اللہ المستعان۔ اور جس طرح امام محمد سمعیل بخاری صاحب نے حضرت عمر رض کے اِس خطبہ سے بخاری شریف کو زینت دی ہے اُسطرح جناب امام غزالی صاحب جو کچھ اُن جناب کی شان مبارک مین فرما گئے ہین اُس سے ہم خلافت راشدہ کو باطل کر کے اُن کے آمنوا وعملوا الصلحت کا انکشاف کرین گے۔ اُس روایت کی

قول امام غزالیؒ

نقل یہ ہے:۔

فاجمع الجماهير على متن	جمہور نے حدیث غدیر خم کی صحت پر اجماع
الحديث من خطبة في يوم غدير	کیا ہے اور باتفاق مان لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
خم باتفاق الجميع وهو يقول	علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اسکے
من كنت مولاه فعلي مولاه	علی مولیٰ ہیں اور عمر بن الخطاب نے یہ کہا کہ
فقال عمر بخ بخ لك يا ابا الحسن	مبارک ہو آپکو یا علیؑ کہ آپ کو ایسی حالت میں
لقد اصبحت مولائي ومولى	صبح ہوئی کہ آپ میرے اور کل مومنین و مومنات
كل مؤمن ومؤمنة فهذا	کے مولیٰ ہو گئے۔ پس یہ قول عمر تسلیم و رضا ہر امارت
تسليم ورضاء وتحكيم	جناب امیر پر اور اظہار ہے اس کا کہ حضرت کی
ثم بعد هذا غلب الهوى	خلافت اور حکومت پر راضی ہو گئے۔ پس بعد اسکے
لحب الرياسة وحمل عمود	خواہش نفسانی نے حکومت و ریاست کی وجہ سے
الخلافة وعقود البنود و	غلبہ کیا ایک عظیم الشان ریاست کا حاصل ہونا اور
خفقان الهوى في قعقعة	خلافت کے جھنڈے کا ہر شہر و دیار میں گڑھ جانا
الرايات واشتباك ازدحام	اور علم کے پھریروں کا ہوا پر ہر جگہ اڑنا اور بیرقوں
الخيول وفتح الامصار و	سے ہوا کا لپٹنا اور سواروں کا دونوں طرف جلوس
سقاهم كاس الهوى	میں چلنا اور ملک و شہروں کا فتح کرنا۔ ان سب
فعادوا الى الحالة الاولى	باتوں کے خیال نے ان کو جام خواہش نفسانی پلا کر
فنبذوه وراء ظهورهم	مدہوش کر دیا تھا پس وہ حالت اول کی طرف لوٹ گئے
واشتروا به ثمنا قليلا	اور جو حالت قبل اسلام تھی ویسے ہی ہو گئے اور اس

فبئس مایشترون انتھی	عہد مبارک کو پس پشت ڈالدیا اور بمقابلہ اسکے
ولما مات رسول اللہ قال	ادنی چیز کو کہ حکومت چند روزہ دنیا ہی خرید کیا
قبل وفاتہ ائتونی بدواۃ	اور جو چیز انھون نے خرید کی وہ بہت بُری ہی
وبیاض لازیل منکم	جبکہ رسول اللہؐ نے قبل وفات کے کاغذ و دوات
اشکال الامر واذکر لکم	قلم طلب کیا اور فرمایا کہ مین ایک امر مشکل کو تم سے
من مستحق بہا بعدی قال	دور کردون اور اُس کو بتادون جو میرے بعد خلافت
عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر	کا مستحق ہے تو اسکے جواب مین حضرت عمرؓ نے کہا
فلما بطل تعلقکم بتاویل	رہنے دو یہ شخص ہذیان کہتا ہے پس جب باطل ہوا
النصوص فعدتم الی الاجماع	تعلق تمھارا اس تاویل سے تو پھر تم اجماع کی طرف
(سر العالمین صلہ)	رجوع ہوے ۔

سبط ابن جوزی نے اِس عبارت کو بحوالہ سر العالمین اپنی کتاب خواص الائمہ مین نقل کیا ہے اور امام ذہبی نے جو فن حدیث مین امام شمار کئے گئے ہیں میزان الاعتدال مین اس کو تالیفات غزالی سے تسلیم کیا ہے۔ (بذیل ذکر حسن بن صباح جلد اول صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ انوار محمدی لکھنو)

یہ جو کچھ مین نے مسئلہ فضیلت صحابہؓ کے جواب مین عرض کیا ہے اور چند آیات و احادیث مقبولہ اہلسنت پیش کئے ہین اُسکو معزز ناظرین مشتے نمونہ از خروارے سمجھین انشاء اللہ تعالی آگے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسے کیسے گل کھلتے ہین اور کیا کیا بھید کھُلتے ہین ؎

این قدر ہا کہ دیدہ جزویست   کار کلی ہنوز در قدرست

قال

دلائل عقلی صحابہ کی فضیلت مین

پہلی دلیل

یہ بات سب جانتے ہین کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خدانے عرب مین مبعوث کیا اور ... عظمہ مین اول اول حضرت کو اظہار نبوت کا حکم دیا تو اُسوقت سب لوگ کافر و مشرک تے ... آپکے عزیز و اقارب اور رشتہ دار اور بھائی بند اِس خبر کے سنتے ہی آپکے دشمن ہوگئے تے۔ اور آپ کی تکذیب کرتے تھے۔ کوئی مجنون کہتا تھا اور کوئی دیوانہ بتاتا تھا (نعوذ باللہ من ذلک) اور چھہ برس تک باوجود دعوت اور اظہار معجزات کے صرف چند آدمی جو ... سے کم تھے مسلمان ہوے مگر جب چھہ برس کے بعد کسی قدر جماعت مسلمانون کی ہوگئی اور دعوت ... علانیہ ہونے لگی اور ارکان دین کو حضرت نے علی رؤس الاشہاد ظاہر کرنا شروع کیا تب اہل مکہ نے یہان تک تکلیف و ایذا دینی شروع کی کہ آخرکار مکہ چھوڑنا اور مدینے کو ہجرت کرنی پڑی اور آہستہ آہستہ دین کی ترقی ہونی شروع ہوئی اور پھر اسقدر جلد اسلام پھیلا کہ چند سال کے عرصہ مین سیکڑون سے ہزارون کی اور ہزارون سے لاکھون کی نوبت آگئی اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج خدا کے دین مین داخل ہوگئی۔

اقول

غارِ حرا مین وحی نازل ہونا حضرت علیؑ اور حضرت خدیجہؑ کا ایمان لانا کفار کی عداوت اور حضرت ابوطالبؑ کا حمایت واعانت

یہ جو کچھ ارشاد ہوا وہ بعثت جناب ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے تعلق ہے جسکو اصحاب ثلٰثہ رض کی فضیلت و قربت اور اسلام و ایمان سے کچھ بھی تعلق نہین ہے سوا اسکے آپ نے انکی خاطر سے بنی ہاشم یعنے خاص عزیزان آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آپ کا دشمن بتایا ہے حالانکہ جملہ کتب حدیث و سیر اہلسنت اس پر شاہد ہین کہ جب اُن حضرت صلعم نے اپنی رسالت و نبوت کا مخفی طور سے اظہار کرنا شروع کیا اُسوقت جن اشخاص نے کہ سب سے پہلے آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کی وہ خاص آپکے اعزا و اقربا ہی تھے۔ اور جب آپ نے علانیہ دعوت اسلام دنیا شروع کی اور کفار قریش آپکے دشمن ہو کر طرح طرح کی تکلیفین اور ایذائین دینے لگے تو ایسے نازک وقت مین آپ کے عزیزون اور رشتہ دارون ہی نے مخفی اور علانیہ طور پر حسب مصلحت شرعی اداے فرائض رسالت و نبوت مین حضرت کی حمایت و اعانت کی اور جان و مال کو آپ پر سے نچھاور کرنے کے لئے تیار تھے چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تائید مین ایک عبارت کتاب روضۃ الاحباب سے جو کہ مذہب اہلسنت والجماعت کی معتبر تاریخ ہے جس کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے بہ لحاظ صداقت حالات اور واقعات نہایت معتبر و مستند قرار دیا ہے اپنے معزز ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین جس سے بخوبی واضح ہو جائے گا کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ کے عزیز و اقارب ہمہ وقت معین و مددگار رہے یا اغیار اور وہ عبارت یہ ہے۔

چون سال چہل از ولادت آنحضرت	جب حضرت صلعم کا سن مبارک چالیس سال کا
صلعم تمام شد خداوند تعالیٰ اورا برسالت	ہوا تو خداوند تعالیٰ نے آپ کو بغرض ہدایت خلق
برکافۂ خلق فرستاد و پیش ازان آثار و علامات	مبعوث برسالت کیا جب علامات و آثار

بر آن سرور ظاہر می شد مثل خواب راست و سلام
حجر و شجر چون تنہا براہ رفتے آواز شخصے می شنید کہ
او را ندا میکرد و میگفت یا محمد ہر چند از یمین و یسار
نگاہ میکرد ہیچکس اندیدے ہر سال بدین
دستور عمل نمودے تا سال چہل و یکم در آمد از
ولادت آن سرور برخاست بقاعدہ معہود متوجہ
غار حرا شد و بعبادت مشغول میگشت مرویست
از آنحضرت کہ فرمود ناگاہ شخصے بر من ظاہر شد
گفت مژدہ باد ترا اے محمد کہ من جبرئیل ام حضرت
حق مرا بتو فرستاد و تو رسول خدائی برین امت
بخوان گفتم من نیستم خوانندہ پس مرا در بر گرفت
و بفشرد و گفت بخوان پس اقرا الی آخرہ
خواندم بعد ازان جبرئیل پاے خود را بر زمین زد
و چشمہ آب پیدا شد وضو ساخت و آن سرور
را فرمود تا وے نیز وضو ساخت و دو رکعت نماز
بگذارد و آن حضرت بوے مقتدی شد چون
جبرئیل غائب شد حضرت بخانہ باز آمد ترسان
چنانچہ گوشت میان دوش و گردن وے می لرزید
فرمود مرا بپوشانید پس چیزے بروے بپوشانیدند

پہلے سے ظاہر ہونے لگے مثل خواب راست دیکھنا
پتھر اور درخت کا سلام کرنا۔ جب آپ تنہا کسی
راہ سے گذرتے تھے تو کسی شخص کی آواز سنتے
تھے کہ یا محمد کہکر پکارتا ہے ہر چند داہنے بائین طرف
نظر کرتے لیکن کوئی نظر نہ آتا تھا۔ برسون یہ حالت
رہی جب اکتالیسوان سال ولادت سے شروع ہوا تو
خود آنحضرت سے مروی ہے کہ مین ایک روز غار حرا مین
بحالت تنہائی حسب معمول مشغول عبادت الٰہی مین
تھا کہ دفعتہ ایک شخص مجھ پر ظاہر ہوا اور کہا کہ مین
جبرئیل ہون اور خدا کا بھیجا ہوا ہون بشارت ہو کہ
آپ رسول خدا اس امت پر ہوے اور کہا کہ پڑھیے
مین نے کہا کہ مین ناخواندہ ہون تب جبرئیل نے مجھے
اپنے آغوش مین دبایا اور کہا اب پڑھیے پس مین نے
سورہ اقرا آخر تک پڑھا بعد ازان جبرئیل نے اپنا پاؤن
زمین پر مارا تو دو چشمے پیدا ہو گئے اُس پانی سے اول جبرئیل
نے پھر آنحضرت نے وضو کیا اور جبرئیل کے پیچھے آپ نے
دو رکعت نماز پڑھی جب حضرت جبرئیل نظر سے غائب ہو گئے تو
آنحضرت دولتسرا مین تشریف فرما ہوئے اسوقت بسبب خوف کے
حضرت کا گوشت درمیان دوش و گردن ہل رہا تھا حضرت نے فرمایا مجھے کچھ اوڑھا دو

تا زمانیکه ترسش برفت با خدیجه گفت که ترسیدم
بر نفس خویش خدیجه گفت مترس که خداتعالے
ترا در بلیه نه افگند اگر میخواهی حال ترا با پسر عم
خود ورقه ولد نوفل عرض کنم - ورقه مردے بود که
در زمان جاهلیت برگشته از دین قریش و
نصرانی و موحد شده بود و علم انجیل نیکو میدانست
چنانچه خدیجه پیش ورقه رفت و گفت اے پسر عم
خبرده مرا از جبرئیل ورقه گفت قدوس قدوس
جبرئیل امین خداوندست میان او و پیغمبران
او خدیجه گفت که محمد می گوید وے برمن نازل
شد کیفیت حال او را باز راند ورقه گفت
محمد را نزد من فرست تا خود حکایت حال خویش
کند پیغمبر صلعم به نزد ورقه آمد و حقیقت خود را
باز نمود ورقه گفت ابشر یا محمد ابشر
بدرستی که من گواهی میدهم که تو آن پیغمبری
که عیسیٰ بشارت داده که رسولیکه بعد از من
مبعوث خواهد شد نام او احمد خواهد بود گواهی
می دهم که تو احمدی و رسول خدائی زود باشد
که مامور شوی بجهاد و قتال بکفار اگر من آن روز

جب وہ خوف دور ہوا آپ نے اِس واقعہ کا ذکر حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور فرمایا کہ مجکو اپنی جان کا
خوف ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ڈرتے نہین
خداتعالی آپ کو کسی بلامین مبتلا نہ کرے گا اگر آپ فرماتے
تومین یہ کیفیت اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے
بیان کرون - ورقہ وہ شخص ہین کہ زمانۂ جاہلیت مین
دین قریش و نصرانی سے پھر کر موحد ہوے تھے ان کو علم
انجیل مین کمال عبور تھا پس حضرت خدیجہ ورقہ کے پاس
گئین اور حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلعم کے پاس آنا
بیان کیا اور پوچھا جبرئیل کون ہین ورقہ نے کہا کہ
جبرئیل امین خدا اور واسطہ مابین خدا او اُسکے پیغمبرون
کے ہین حضرت خدیجہ نے کہا کہ محمد کہتے ہین کہ وہ مجھپر
نازل ہوے ہین اور سب کیفیت اُنھون نے بیان کی
ورقہ نے کہا محمد کو میرے پاس بھیجو کہ وہ خود اپنا
حال مجھ سے بیان کرین حضرت صلعم ورقہ کے پاس تشریف
لائے اور حال بیان کیا ورقہ نے سنکر کہا کہ بشارت ہو تم کو اے محمد مین
گواہی دیتا ہون کہ آپ وہ پیغمبر ہین جنکی بشارت حضرت عیسے علیہ السلام نے
دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہونگے جنکا نام احمد ہوگا مین گواہی دیتا ہون
کہ آپ ہی احمد اور خدا کے رسول ہین قریب ہے کہ آپ کفار سے جدال

زنده بودمی هر آئینه که ترا یاری نمودمی ۔
چون آنحضرت را بدلائل واضحه روشن شده
که پیغمبر برحق ست اول شخصے را از اشخاص که دعوت
بخدا پرستی و توحید نمود خدیجه بود او بے توقف به وی
ایمان آورد و جمیع علماء را برین اتفاق ست که در
آخر همان روز علی بن ابیطالب کرم الله وجهه بواسطهٔ
آن که در حجر تربیت آن سرور بود بوے ایمان آورد
چون کفار قریش دیدند که اسلام روز بروز قوت می گیرد
و کار پیغمبر صلعم ترقی می یابد حسد و بغض و عداوت ایشان
زیاده شد لاکن برآن سرور دست نمی یافتند زیرا که
ابوطالب بغایت حمایت میکرد و بنو هاشم و بنو عبد المطلب
او را در آن حمایت مساعدت می نمودند پس همه شرفاء
قریش جمع آمدند و نزد ابوطالب رفتند و گفتند یکے
از دو کار با ما بکن یا آن که برادر زاده خود را
با بسپار تا او را هلاک بگردانیم یا آنکه جنگ ما را
آماده باش و به تحقیق بدان که ما ترک برادر زاده
تو نخواهیم کرد تا زمانیکه او را هلاک گردانیم گر
آنکه از سب و عیب آلهٔ ما باز آید ۔ این سخن
گفتند و از مجلس ابوطالب بیرون رفتند

و قتال کرنے پر مامور ہوں کاش اس دن تک میں زندہ رہتا
اور آپ کی مدد کرتا جب آنحضرت صلعم کو معلوم ہو گیا کہ
میں پیغمبر برحق ہوں تب آپ نے سب سے اول حضرت
خدیجہ کو دعوت اسلام دی وہ بلا تامل آنحضرت صلعم پر
صدق دل سے ایمان لائیں اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے
کہ اسی روز سہ پہر کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنھوں نے
آپ کے آغوش مبارک میں تربیت پائی تھی ایمان لائے
جب کفار قریش نے دیکھا کہ اسلام روز بروز قوت پکڑ رہا
ہے اور آنحضرت صلعم کا کام ترقی پر ہے تو انکا بغض
و حسد اور بھی زیادہ بڑھ گیا مگر آنحضرت صلعم کو کچھ ضرر نہ پہنچا
سکتے تھے کیونکہ حضرت ابوطالب بجد آپ کے پشت و پناہ
بنے ہوئے تھے اور اس حمایت میں بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب
بھی شریک تھے آخر ایک دن تمام اشراف قریش جمع ہو کر
حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ دو
کاموں میں سے ایک کام کرو یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے
حوالے کرو تاکہ ہم اسکو ہلاک کریں یا تم ہم سے
جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ بالیقین جانو کہ اگر وہ ہمارے
بتوں کی برائی اور دشنام دہی سے باز نہ آئینگے تو
ہم ان کو ہلاک کر دینگے یہ کہکر انکے پاس سے اٹھ گئے

ابوطالب کس فرستاد وپیغمبر راطلبید وگفت قوم تو
آمده بودند وسخنان بامن گفتند مراد رمہم تو وعدهٔ
جنگ کردند اکنون برنفس خود ببخشاے وتکلیف
مکن مرا بہ مہمے کہ نہ من ونہ تو طاقت آن داشته
باشیم وزبان ازطعن ایشان وسب وعیب معبود
ایشان درکش کہ این امر مارا وایشان را ازیکدیگر
جداخواہد ساخت. سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم
گمان بردند کہ درخاطر ابوطالب درآمدہ کہ ترک حمایت
او کند ووے را تسلیم کفار نماید گفت اے عم من اگر آفتاب
را از آسمان بیاری وبر یمین من نشانی ومہتاب را
بریسار من کہ دست ازین امر نخواہم برداشت تا زمانے
کہ حق تعالیٰ دین را ظاہر گرداند یا آنکہ من ناچیز
شوم این بگفت واز مجلس برخاست وروان شد۔
ابوطالب را از سخنان وے رقت آمد وگفت یا ابن اخی
بازگرد پیغمبر بازگشت ابوطالب گفت کہ تو بہ کار خود
مشغول باش وہرچہ می خواہی درین امر قیام
نماے بخدا سوگند تا من زندہ باشم ایشان نتوانند
کہ دست برتو یابند۔

(خلاصہ کتاب مذکور جلد اول صفحہ ۱۱۰ تا ۱۲۴)

حضرت ابوطالب نے آپکو طلب فرمایا اور کہا کہ تمھاری قوم
کے لوگ آئے تھے اور تمھارے معاملات مین وہ لوگ مجھ سے
جدال وقتال پر آمادہ ومستعد ہین اب تم اپنی جان پر
رحم کرو اور اس امر کی تکلیف نہ کرو جس کی طاقت نہ مجھ مین
ہے اور نہ تم مین اور اُن کے بتون کی مذمت اور
طعنہ زنی اور دشنام دہی سے اپنی زبان کو روکو ورنہ
یہ امر ہمارے اور اُن کے علٰحدگی کا باعث ہوگا۔
حضرت صلعم نے خیال فرمایا کہ شاید ابوطالب میری
حمایت سے دست بردار ہونا اور مجھے کفار کے حوالہ کرنا
چاہتے ہین فرمایا اے عم بزرگوار اگر آپ آفتاب کو آسمان سے
زمین پر لے آئین اور میرے داہنی طرف رکھین اور چاند
کو بائین طرف تب بھی مین اپنے کام سے باز نہ رہونگا
یہانتک کہ خدا اس حق کو آشکار کرے یا مین نابید
ہوجاؤن۔ اگر آپ میری مدد کرتے ہین تو آپکے حق
مین بہتر ہے ورنہ مجھکو میرے خدا کی مدد کافی ہے یہ فرماکر
حضرت وہان سے اُٹھکر تشریف لیچلے حضرت ابوطالب
یہ کلام سنکر رونے لگے اور آپکو بلاکر کہا اے فرزند تم
بدستور اپنے کام مین مشغول ہو اور جو چاہو کرو بخدا جبتک
کہ مین زندہ ہون قریش کی مجال نہین کہ تمپر ہاتھ اُٹھا سکین

یہ حال اسطرح تمام کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے غرض جو لوگ اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُنپر کفار قریش ظلم و تعدی کرنے لگے۔ اور منجملہ اُنھین چند مسلمانون کے بعض حبش کو ہجرت کر گئے۔

جب کفار قریش کو معلوم ہوا کہ مہاجرین راحت اور آسائش سے ہین۔ اور اسلام کا دائرہ روز بروز وسیع ہورہا ہے تو اُنھون نے یہ تجویز کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکے خاندان والون کو محصور کرکے نیست و نابود کردین۔

حضرت ابوطالب کا آنحضرت کو شعب ابوطالب مین لیجانا اور سب اقربا کا ہمراہ ہونا اور احوال تکالیف

جناب ابوطالب یہ متوحش خبر سُنکر آنحضرت صلعم کو مع دیگر بنی ہاشم اپنے شعب مین لے گئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے اور وہان تین سال تک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حفاظت مین بسر کی۔ اور حضرت ابوطالب ہی نہین بلکہ سب بنی ہاشم مونس و رفیق رہے۔ اس عرصہ مین اُن عزیزون نے یہانتک تکلیف اُٹھائی کہ اشیا رایحتاج کا بھی دستیاب ہونا دشوار ہوگیا تھا کیونکہ کفار قریش نے اسکا انتظام کر رکھا تھا کہ بنی ہاشم سے خرید و فروخت نہ کی جائے۔ چنانچہ دو چار روایتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین :-

پہلی روایت وفی المواھب اللدنیّۃ لما رای قریش	جب قریش نے دیکھا کہ پیغمبر خدا صلعم کی
عز النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن	منزلت و مرتبت روز بروز بڑہ رہی ہے اور آپکے
معہ وعز اصحابہ بالحبشۃ واسلم عمر رض	اصحاب حبشہ مین بعزت تمام مقیم ہین اور حضرت
ونشو الاسلام فی القبائل اجمعوا	عمر بھی اسلام لاچکے اور تمام قبائل مین اسلام پھیل رہا
علی ان یقتل النبی صلی اللہ علیہ	ہے تو سب نے آنحضرت کے قتل پر اتفاق کیا حضرت
وسلم فبلغ ذلک اباطالب فجمع	ابوطالب کو جب یہ خبر پہونچی تو آپنے اپنے خاندان
بنی ھاشم وبنی عبد المطلب وادخلوا	بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبھم	رسول اللہ کو اپنے شعب مین لیگئے جو شعب ابوطالب کے نام سے مشہور ہے

ومنعوه ممن اراد قتله فاجابوه لذلك
حتى كفارهم فعلوه ذلك حمية
على عادة الجاهلية فلما رأت قريش
ذلك اجتمعوا وائتمروا ان يكتبوا كتابا
يتعاقدون فيه على بني هاشم
وعبد المطلب ان لا ينكحوهم
ولا يبايعوهم ولا يخالطوهم ولا
يقبلوا منهم صلحا ابدا حتى يسلموا
رسول الله صلى الله عليه وسلم للقتل
وكتبوا في صحيفة بخط منصور بن
عكرمة بن هشام وقيل بغيض بن
عامر فشلت يده وعلقوا الصحيفة في
جوف الكعبة هلال المحرم سنة سبع
من النبوة وانحاز بنو هاشم و بنو
المطلب الى ابي طالب ودخلوا معه
شعبه الا ابا لهب فكان مع قريش و
اقاموا على ذلك سنتين او ثلاثا وقال
ابو سعد سنتين حتى جهدوا وكانت
قريش قد قطعت عنهم الميرة والمادة

اور قوم سے اسکی استدعا کی کہ جسطرح ہو سکے حضرت کی
حفاظت کرنی چاہیئے چنانچہ جن کافرون نے اس قوم
سے ابھی تک اسلام قبول نہین کیا تھا وہ بھی از راہ
حمیت بمطابق عادت جاہلیت کے اس حفاظت مین
شریک ہوے۔ قریش نے جب یہ دیکھا تو ووسرا شورہ
کیا اور معاہدہ کیا کہ نہ خاندان بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب
سے عقد کیا جائے اور نہ کوئی چیز ان کے ہاتھ فروخت
کی جائے اور نہ کسی قسم کا اختلاط۔ اور جب تک رسول اللہ
صلعم کو قتل کے لئے ہمارے حوالے کرین اُسوقت تک
صلح نہ کی جائے بالآخر اس مضمون کا عہدنامہ منصور
بن عکرمہ بن ہشام کے ہاتھ سے اور باقوال دیگر
بغیض بن عامر کے ہاتھ سے لکھوایا گیا۔ پس ہاتھ
اُسکے شل ہوگئے۔ اور خانہ کعبہ پر نبوت سے ساتوین
سال ماہ محرم مین آویزان کیا گیا۔ پس بنوہاشم اور
بنو عبدالمطلب شعب ابوطالب مین داخل ہوے سوائے
ابولہب کے کہ اس نے قریش کا ساتھ دیا یہ سب حضرت
دو یا تین سال تک اسمین مقیم رہے اور بقول ابوسعید
صرف دو سال تک یہان تک کہ اُنھون نے
جہاد کیا اور قریش نے اُنسے رسد وغیرہ بالکل بند کردی تھی

وکان لا یصل الیھم شی الا سرا | اور مطلقا کوئی شے اُن تک نہ پہنچ سکتی تھی اور نہ
وکانوا لا یخرجون الا من موسم الی | وہ بجز نبت تبدیل موسم شعب سے باہر
موسم (از تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۲۹) | نکل سکتے تھے۔

دوسری روایت — جناب شمس العلما شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین :۔

"حق ذوی القربیٰ کا اس لئے قرار دیا گیا تھا کہ اُن لوگون نے ابتدا اسلام مین آنحضرت ؐ کا ساتھ دیا جب کفار نے زیادہ مجبور کیا تو تمام بنی ہاشم نے جن مین وہ لوگ بھی شامل تھے جو اسوقت تک اسلام نہین لائے تھے آنحضرت کا ساتھ دیا جب آنحضرت مکہ سے نکل کر پہاڑ کے ایک درے مین پناہ گزین ہوے تو سب بنو ہاشم ساتھ تھے (الفاروق صفحہ ۲۰۱)

تیسری روایت — ان قریشا وکنانہ تحالفت علی | قریش اور کنانہ نے سختی اور اہتمام سے
بنی ھاشم وبنی عبد المطلب ان | باہم حلف کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ساتھ
لا ینا کحوھم ولا یبایعوھم حتی | مناکحت اور خرید وفروخت بند کر دیجائے جب تک
یسلموا الیھم النبی صلعم (بخاری) | کہ وہ نبی صلعم کو ہماری سپرد نہ کردین۔

حضرت ابوطالب کی محبت اور حمایت

چوتھی روایت — علامہ ابوالحسن علی بن عبد الکریم محمد المعروف بہ ابن الاثیر جزری جو ایک عالم جید مذہب اہلسنت سے ہین اپنی تاریخ کامل مین ایک ایسی روایت بیان کرتے ہین جو حضرت ابوطالب کی کمال شفقت پدری پر دلالت کرتی ہے۔ کتاب مذکور کا ترجمہ مولوی عبد الغفور خانصاحب رامپوری نے عروج الاسلام کے نام سے شایع کیا ہے۔ اِسکے صلہ مین سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا ہے اُس کتاب سے روایت مذکور کی نقل اس جگہ ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے :۔

جب قریش کو معلوم ہو گیا کہ ابوطالب رسول اللہ ؐ سے کنارہ کش نہین ہوتے بلکہ وہ آپ کے طرفدار اور قوم کی عداوت کیلئے مضبوط ہین تو عمارہ بن الولید کو ابوطالب کے پاس لائے

اور کہا کہ عمارہ بن الولید قریش کا ایک نوجوان ہے جسکے بڑے بڑے بال ہین اور نہایت حسین ہے اسے تو لیلے اس کی عقل اور قوت بڑے کام آئے گی اسے تو اپنا بیٹا بنائے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردے جس نے ہمین سفیہ بنایا ہے ہمارے دین کی مخالفت کرتا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کردیتا ہے اُسے ہم مار ڈالین گے آدمی کے بدلے آدمی ہوتا ہے۔

ابوطالب نے کہا کیا لغو بات تم مجھ سے چاہتے ہو اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو کہ مین اُسے کھانا کھلاؤن، اور پرورش کرون۔ اور میرا بیٹا مجھ سے عوض مین لیتے ہو کہ اُسے قتل کرڈالو یہ تو کبھی بھی نہین ہوسکتا اسپر مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف نے کہا کہ اے ابوطالب لوگون نے یہ بات انصاف کی کہی ہے مگر مجھے تیرا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اُسے نہ مانے گا ابوطالب نے کہا اُنھون نے یہ بات انصاف کی تو نہین کہی مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے چھوڑنا چاہتا ہے اور میرے برخلاف قوم کا شریک ہوتا ہے تو تجھے اختیار ہے جو چاہے کر۔ اس پر بڑی سخت گفتگو ہوئی اور سب وشتم کی نوبت پہونچی۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۰۷ مطبوعۂ آگرہ)

پانچوین روایت | فی الحال طبقہ نسوان کی دینی تعلیم کے لئے ایک مختصر اور مفید رسالہ الموسوم بہ ذکر مبارک مرتبہ علیا حضرت میمونہ سلطان شاہ بانو۔ بیگم صاحبہ نواب زادہ جناب میجر حاجی حمید اللہ صاحب بتقریب سالگرہ صدر نشینی علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اے فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا بعد اصلاح و ملاحظہ جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی حال صدر الصدور حیدرآباد دکن جو علمائے کرام اہلسنت والجماعت سے ہین علی گڈھ سے طبع ہوکر شائع ہوا ہے اُس کے صفحہ ۷ مین حضرت ابوطالب اور دیگر اعزائے آنحضرت صلعم کی اعانت و حمایت کا حال اس طرح درج ہے:۔

دو سال کے بعد جب آپ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو عبد المطلب کا بیاسی برس کی عمر مین انتقال ہوگیا اور آپ اپنے دادا کی شفقت سے بھی محروم ہوگئے۔ عبد المطلب کے بعد ابو طالب نے آپ کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری کی اور ہمیشہ نہایت محبت کے ساتھ اپنے بیٹے کی طرح آپ کو رکھا کبھی بغیر آپ کے کھانا نہین کھاتے تھے اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے آپ پیغمبری کا منصب ملنے سے پہلے اور اسکے بعد اپنی وفات تک آپ کے حامی رہے۔

حلبی روایت | محدث علی بن برہان حلبی کتاب انسان العیون مین تحریر فرماتے ہین:۔

وکان ابو طالب فی کل لیلۃ	ابو طالب ہر شب رسول اللہ صلعم کو اپنے
یامر رسول اللہ صلعم ان یاتی	بستر پر آرام کرنے کو فرمایا کرتے تھے اور خود آنحضرت
فراشہ و یضطجع بہ فاذا نام	کے ساتھ سوتے تھے لیکن جب لوگ سو جاتے تو
الناس فاقامہ و امر احد	ابو طالب آپ کو وہان سے اٹھا کر دوسری جگہ
بنیہ او غیرھم من اخوانہ	سلاتے اور بجائے آپ کے اپنے کسی اور بیٹے یا بھائی
وابن عمہ ان یضطجع مکانہ خوفا	یا بھتیجے کو سلا دیتے تھے۔ اس خوف سے کہ جو لوگ
علیہ ان یقاتلہ من یرید	بقصد ہلاکت آنحضرت شب تاک مین تو ہلاک
بہ السوء	نہ کر سکین۔

زمانہ تکالیف آنحضرت مین حضرت ابوبکر وغیرہ کا اپنی قوم کی پناہ مین رہنا

اس مصیبت عظیم اور دردناک وقت مین اصحاب ثلثہ رض سے کوئی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرسان حال نہ تھا حضرت عثمان رض تو حبش چلے گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رض و حضرت عمر رض کفار قریش کی پناہ مین رہ کر آرام سے بسر کرتے تھے شعب ابو طالب مین کوئی صاحب بھی آنحضرت کے ساتھ نہ تھے جیسا کہ مواہب لدنیہ کے صفحہ (۵۰) مین ہے:۔

کان اول من ظہر الاسلام منہ تم مع رسول اللہ صلعم	ابتداءً جن اشخاص مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

ابوبکر وعمار وامّہ سمیّہ وصہیب	یعنی ابوبکرؓ۔ عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ اور
وبلال والمقداد فاما رسول	صہیب اور بلال اور مقداد۔ رسول اللہ صلعم
اللہ فمنعہ بعمہ ابی طالب واما	اپنے چچا ابوطالب کی حمایت سے محفوظ رہے
ابوبکر فمنعہ اللہ بقومہ واما	اور ابوبکر اپنی قوم کی پناہ مین رہے باقی لوگون
سائرھم فاخذھم المشرکون	کو کفار مکہ نے پکڑ لیا اور اُن کو لوہے کی زرہین
فلبسوھم ادراع الحدید۔ وصھرھم	پہنائین اور ٹھیک دوپہر مین ان کو دھوپ
فی الشمس۔	مین بٹھایا۔

دیکھ ہ ۱۰ آدم صفحہ ۲۶

اب ہم وہ روایتین پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ حضرت ابوطالب کا انجام بفحوائے الاقرار باللسان والتصدیق بالجنان مع الخیر ہوا تھا یعنی بحالت ایمان و اسلام دنیا سے رحلت فرمائی تھی۔

پہلی روایت

جب صحیفہ لکھا گیا او کعبہ مین لٹکایا گیا تو اُن لوگون نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلعم اور ابوطالب اور اُن کے ساتھی اُس گھاٹی مین تین سال تک رہے پھر اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا اُسنے جو کچھ ظلم اور قطع رحم کی باتین اُسمین لکھی تھین وہ کھالین اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام اُسمین چھوڑ دئے۔ پھر جبرئیل نبی صلعم کے پاس آئے اور اُنھین اسکی خبر دی۔ نبی صلعم نے اپنے چچا ابوطالب سے یہ بات بیان کی ابوطالب آپ کی سب باتون کو سچ جانتے تھے کسی بات مین شک نہین کرتے تھے اسلئے وہ گھاٹی سے نکلکر حرم مین گئے اور عمائد قریش کو جمع کیا اور کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھ سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے صحیفہ کی طرف دیمک بھیجی ہے وہ قطع رحم اور ظلم کی تحریر کو تو کھا گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام چھوڑ دیا اُسے لاکر دیکھو اگر وہ سچا نکلے تو جان لو کہ تم ظالم اور قاطع الرحم ہو اگر وہ جھوٹا نکلے تو تم حق پر اور ہم باطل پر ہین یہ سنتے ہی

وہ جلد اُٹھے اور اُسے لاکر دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا پھر ابوطالب دوبر چڑھ گئے اور اُن کی آواز مین شدت آگئی اور کہنے لگے کہ تم پیغمبر کو ساحر کہتے ہو اور اُسپر بہتان باندھتے ہو بعد ازان یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُٹھ کھڑے ہوے اور صحیفے کو رد کر دیا ۔ ابوطالب نے اِس واقعہ کی نسبت یہ اشعار کہے ہین ۔

وقد کان فی امر الصحیفۃ عبرۃ	متی ما یخبر غائب القوم یعجب
صحیفے کے معاملہ مین ایک بڑی عبرت کی بات نظر آتی ہے	اُس کے حال سے جب کسی غائب شخص کو اطلاع دیجاتی ہے تو تعجب ہوتا ہے
محی اللہ منھم کفرھم وعقوقھم	وما نقموا من ناطق الحق معرب
جو کچھ اُنھون نے کفر و عقوق کیا تھا اللہ تعالی نے	اُسے محو کر دیا اور صریح حق کے ساتھ اُنھون نے خلاف کیا تھا وہ ظاہر ہو آیا ہے
فاصبح ما قالوا من الامر باطلا	ومن یختلق ما لیس بالحق یکذب
جو جو باتین اُنھون نے کہی تھین وہ باطل ہوگئین	سچ ہے جو شخص حق کی خلاف باتین بناتا ہے ایسے لوگ جھوٹا بنایا کرتے ہین

(عروج الاسلام جلد ۶ ۔ صفحہ ۱۴۹ ۔ ۱۵۰)

یہی روایت تاریخ ابو الفدا مین بھی ہے ملاحظہ ہو جلد اول صفحہ ۱۰۱ ۔

اقوال علماے اہلسنت دربارۂ ایمان حضرت ابوطالبؑ

دوسری روایت حضرت ابوطالب نے جو وصیت کی تھی اُسکو شاہ عبد الحق محدث دہلوی ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین :۔

ابوطالب بنی عبد المطلب را در وقت موت	ابوطالب نے اپنے انتقال کے وقت بنی عبد المطلب
خود می طلبید و گفت اگر سخن محمدؐ را بشنوید	کو بلا کر وصیت کی کہ محمدؐ جو کہین اُسکو سنو اور اُسپر عمل
ہمیشہ بر خیر و نکوئی او خواہید بود و تباع امر وے	کرو اور انکے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آؤ اور اُن کی
کنید و اعانت او نمائید و نصرت دہید تا فلاح و رشد	نصرت اور اعانت کرتے رہو اس مین تمھاری بہتری اور بھلائی
یابید باوجود ان میگویند کہ وے ایمان نیاورد	ہے باوجود اسکے جو لوگ کہتے ہین کہ ابوطالب ایمان نہین لائے

وسلمان ازعالم نہ رفت علما، جواب میگویند کہ ابوطالب اقرار کرد بزبان وتصدیق کرد بدل (مدارج النبوۃ صفحہ ۵۲۳)

اور دنیا سے مسلمان نہیں گئے۔ علماء اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ انہوں نے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرلی تھی۔

تیسری روایت

ولما اشتد مرضه قال له رسول الله صلعم یا عم قلها استحل لك بها شفاعتی یوم القیامة یعنی الشهادة فقال له ابوطالب یا ابن اخی لولا مخافة السبة وان تظن قریش انما قلتها جزعا من الموت لقلتها فلما تقارب من ابی طالب الموت فجعل یحرك شفتیه فاصغی الیه العباس باذنه وقال والله یا ابن اخی لقد قال الکلمة التی ان یقولها فقال رسول الله الحمد لله الذی هداك یا عم هکذا روی عن ابن عباس والمشهور انه مات کافرا ومن شعر ابی طالب یدل علی انه کان مصدقا لرسول الله قوله

حضرت ابوطالب پر جب مرض کی شدت ہوئی تو جناب رسول اللہ نے فرمایا اے چچا میں چاہتا ہوں کہ آپ بروز قیامت مستحق میری شفاعت کے ہوں یعنی کلمہ شہادت کا اظہار کریں۔ ابوطالب نے کہا اے میرے فرزند! مجھے اہل قریش کی طعنہ زنی کا خیال ہے وہ کہینگے موت سے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا۔ لیکن جب نزع کا وقت آیا تب ابوطالب نے کلمہ شہادت پڑھا جسکو حضرت عباس نے اپنے کانوں سے سنا اور آنحضرت سے کہا آپکے چچا نے آپکے حکم کی تعمیل کی جسکو میں نے اچھی طرح سے سن لیا ہے اس وقت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے چچا میں شکر کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو دین حق کی طرف ہدایت کی اور جو اشعار اس سے پیشتر جناب رسول خدا کی مدح میں ابوطالب نے کہے تھے وہ تصدیق رسالت آنحضرت پر دلالت کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

ودعوتنی وعلمت انک صادق　　ولقد صدقت وکنت ثم امینا

اے محمد تم نے مجھے جو دعوت اسلام کی دی ہے میں اس میں تم کو سچا جانتا ہوں تم اپنی بات میں سچے ہو اور تم امانت والے اور امین ہو

ولقد علمت بان دین محمد　　من خیر ادیان البریۃ دینا

اور بتحقیق میں خوب جانتا ہوں کہ تم نے جس دین حق کو ظاہر کیا وہ تمام دینوں سے بہتر ہے

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم　　حتی اوسد فی التراب دفینا

تاریخ خمیس صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ مصر

قسم خدا اگر قریش سب کے سب ملکے بھی آئیں تو نہیں پہنچ سکتے یہانتک کہ میں خاک میں دفن ہو جاؤں

چوتھی روایت　ایک استفتا در باب ایمان و اسلام حضرت ابوطالب سرکار شریعت مدار حضرت مولانا مولوی سید علی حائری صاحب دام اللہ وجودہ سے کیا گیا جناب ممدوح نے بحوالہ کتب اہلسنت جو جواب تحریر فرمایا تھا چونکہ وہ مدلل و مفصل بروے اقوال علمائے کرام و فضلائے عظام اہلسنت ہے لہذا ہم اس کو نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے (اخبار اثنا عشری دہلی مورخہ ۲۳ جون ۱۹۲۱ء میں بھی طبع ہوا ہے)

کتاب اسنی المطالب فی نجات ابی طالب میں سید احمد بن سید زینی دحلان نے اور مبیذی اپنی شرح دیوان میں اور برزنجی و دیگر محققین علماء اہلسنت نے اعتراف کیا ہے کہ ابوطالب مسلمان موحد تھے۔ اسنی المطالب صفحہ ۴۴ میں ہے کہ ابوطالب کی نجات کے متعلق بہت سے علمائے محققین اور اولیائے عارفین قایل اور معترف ہیں۔ ان میں قرطبی و شعرانی بھی صریح الفاظ میں ایمان ابوطالب کے معترف ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے فضلاء ہیں جو اس بات کو کہہ گئے ہیں کہ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے اور ہم اسی اعتقاد کے ساتھ خدا کے سامنے جائینگے۔ مواہب لدنیہ اور اسنی المطالب میں برزنجی، ابونعیم اور بیہقی سے منقول ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ　　یعنی ابوطالب کی وفات کے وقت

وسلم حضر اباطالب عند الموت　　حضور ختمی مآب صلعم تشریف لائے۔

وعنده ابوجهل وعبد الله بن أمية المخزومي فقال النبي يا عم قل لا اله الا الله كلمة احاج بها لك عند الله فقال ابوجهل وعبد الله بن امية يا ابا طالب اترغب عن ملة عبد المطلب فلم يزالا يردانه حتى قال ابوطالب على ملة عبد المطلب فلما تقارب عن ابي طالب الموت نظر اليه العباس فراه يحرك شفتيه فاصغى اليه باذنه من الشهادة فقال للنبي صلى الله عليه وسلم يا ابن اخي والله لقد قال الكلمة التي امرته بها ولم يصرح من لفظه لا اله الا الله لكونه لم يكن اسلم۔

اس وقت سنا دید قریش میں سے اُن کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ موجود تھے۔ پس پیغمبر صلعم نے فرمایا چچا کلمہ لا اله الا الله پڑھئے کہ میں خدا کے سامنے اُس کا شاہد رہوں اور تمہارے لئے حجت کروں اُس وقت ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کی ملت سے پھر چکے ہو؟ ان کے اصرار کرنے پر ابوطالب نے کہا کہ میں ملت عبدالمطلب پر باقی ہوں پس جب موت کا وقت قریب آیا تو عباس نے دیکھا کہ ابوطالب کے دونوں لب حرکت کر رہے تھے۔ اس وقت عباسؓ نزدیک ہوے اور اپنے دونوں کانوں سے سُنا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھتے ہیں عباس نے کہا اے بھائی کے بیٹے خدا کی قسم میرے بھائی ابوطالب نے وہ کلمہ پڑھا ہے جو آپ نے اُن کو تعلیم کیا تھا عباسؓ نے کلمہ کی تصریح نہیں کی کیونکہ ابھی تک وہ اسلام نہیں لائے تھے

برزنجی۔ زینی۔ نبیرۂ جوزی۔ واقدی وغیرہ بروایت ابن سعد۔ ابن عساکر و

محمد بن اسحاق لکھتے ہیں

قال لما توفی ابوطالب — یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا

اخبرت رسول اللہ صلعم فبکی بکاءً شدیدًا ثم قال صلعم اذھب نغسلہ وکفنہ و دفنہ غفر اللہ لہ و رحمہ

کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوطالب کے انتقال کی خبردی پس حضرت رونے لگے اور فرمایا اے علی جاؤ اور ابوطالب کو غسل دو کفن پہناؤ اور قبر میں دفن کردو خدا نے اُن کو بخشدیا ہے۔ اور اُن پر رحم کیا۔

اِس خبر کو ابوداؤد و نسائی اور ابو الجارود ابن خزیمہ نے بھی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ تذکرۃ الائمہ میں نبیرہ ابن جوزی۔ ابن سعد اور واقدی۔ سے روایت ہے:۔

قال لہ العباس یا رسول اللہ انک لترجو لہ فقال صلعم ای واللہ لارجو لہ وجعل رسول اللہ صلعم یستغفر لہ ایاما لایخرج من بیتہ

یعنی تغسیل اور تدفین ابوطالب کے بعد عباس نے جناب ختمی مآب روحی فداہ سے کہا کیا آپ نجات ابوطالب کی امید رکھتے ہیں پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں قسم خدا کی میں امید کرتا ہوں کہ ابوطالب ناجی ہیں پس کئی دن تک جناب پیغمبر صلعم انکے لئے استغفار کرتے رہے اور مکان سے باہر نہیں نکلے۔

نبیرۂ جوزی نے واقدی اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔

عارض رسول اللہ صلعم جنازۃ ابی طالب فقال صلت الرحم جزاک اللہ یا عم خیرا

یعنی جب پیغمبر صلعم جنازۂ ابوطالب پر آئے تو فرمایا اے چچا! تمنے صلۂ رحم کیا خدا تم کو جزائے خیر دے۔

اسی طرح مناقب میں رازی نے ذخایر العقبی میں محب الدین طبری اور زینی او

برزنجی اور ابونعیم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلعم — یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا قیامت کے روز

اذا کان یوم القیٰمۃ شفعت لابی — مین شفاعت کرونگا اپنے باپ ماں اور چچا

وامی وعمی ابی طالب واخ لی فی — ابو طالب کی اور زمانۂ جاہلیت مین جو میرا

الجاهلیۃ — بھائی تھا۔

ابونعیم نے توضیح کی ہے کہ وہ بھائی زمانہ جاہلیت کا رضاعی بھائی تھا خود ابو طالب کے اشعار کثرت سے ہین جو ان کے مسلمان وموحد ہونے کی روشن دلیل ہے۔ زینی اور برزنجی نے لکھا ہے کہ شعب ابو طالب کو قریش کے ناصرہ کرنے کے وقت ابو طالب نے ایک طویل خطبہ مخاطبت قریش مین انشاء کیا اور یہ شعر ان کے عقیدہ حقہ اور اسلام پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔

الم تعلموا انا وجدنا محمدا — رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب

آیا تم نہین جانتے ہو کہ ہم نے محمد صلعم کو رسول پایا موسی کی طرح جسکی صحت کتابون مین موجود ہے۔

دوسرا شعر ان کا یہ ہے۔

وخیر بنی هاشم احمد — رسول الالٰہ علی فترۃ

یعنی بنی ہاشم مین سب سے بہتر احمد ہے اور وہ خدائے تعالیٰ کا رسول ہے بعد زمانۂ فطرت کے

تیسرا شعر بھی ملاحظہ فرمائین۔

نبی اتی بالدین من عند ربہ — بصدق وحق لا تکن حمز کافرا

یعنی محمد صلعم ایسا پیغمبر ہے جو دین کو اپنے پروردگار سے لایا ہے وہ سچا اور دین حق ہے پس اے حمزہ تم کافر نہ ہو

پھر اقرار توحید مین فرمایا ہے۔

ورب الناس لیس لہ شریک — یعنی وہی ایک خدا ہے جو سب کا مالک ہے اس کا شریک کوئی نہین

هوالوهاب والمبدی المعید — وہی بڑا بخشنے والا ہے اور ابتدا پیدا کرنے والا قیامت کے روز پھر زندہ کرنے والا ہے۔

اب ایک محقق کے لئے میرے خیال مین تسلیم اسلام ابوطالب کے متعلق اسقدر کافی ہے کسی ناقد بصیر کو اسکے بعد اسلام ابوطالب کے متعلق شک و شبہ باقی نہین ہوسکتا کیونکہ صاحب ماینطق عن الھویٰ کی یہ شہادت کہ خدا نے اُن کو بخش دیا ہے اور اُن پر رحم کیا ہے ابوطالب کے اسلام و ایمان کے لئے کافی ہے تم خود انصاف کرو کہ مشرک بھی کبھی بخشا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ ان اللہ لایغفران یشرک بہ۔ پھر ابوطالب بھی معاذاللہ اگر مشرک ہوتے تو پیغمبر صلعم کا اُن کے حق مین یہ فرمانا کہ خدا نے اُن کو بخش دیا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر کہو کہ یہ کلمہ حضرت نے دعائیہ اُن کے حق مین ارشاد فرمایا ہے تو یہ بھی غلط ہے اور قابل تسلیم نہین کیونکہ قرآن مین آیا ہے کہ مومنین کبھی کافرون کے واسطے دعائے مغفرت نہ کرین پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ پیغمبر صلعم ابوطالب کے حق مین (اگر وہ کافر ہوتے) دعائے مغفرت کرتے حاشیۂ شفاے عیاض پر امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور علی جمہوری اور تلمسانی سے نقل کیا گیا ہے:-

ان بغض ابی طالب کفر لانہ	یعنی بغض رکھنا ابوطالب سے کفر ہے کیونکہ
کان حامی النبی و ناصرہ و	وہ حمایت و نصرت اور تربیت کرنے والے
مربیہ، فذمہ ذم النبی	پیغمبر صلعم کے تھے پس اُن کی مذمت و ایذا
وایذائہ ایذاء النبی ومن	پیغمبر صلعم کی مذمت کرنا ہے اور ایذا دینا ہے اور جو مذمت
یذمہ فھو کافر وجب قتلہ	کرے اُنکی پس وہ کافر ہے اسکا قتل کرنا واجب ہے
وعند المالکیۃ وان تاب	اور مالکیون کے نزدیک ایسا شخص توبہ کے بعد بھی

یجب قتلہ　　　　واجب القتل رہتا ہو

ان سب باتون کے علاوہ ابوطالب کا اپنے بیٹون کو پیغمبر کا ساتھ دینے کی تاکید شدید کرنا اور اپنے بھائیون عباس و حمزہ وغیرہ کو اسلام لانے کی بجد رغبت دلانا یہ باتین نتیجہ ظاہر کر رہی ہین کہ ابوطالب اسلام کو صرف اچھا ہی نہین سمجھتے تھے بلکہ ایسا حق جانتے تھے کہ لوگون کو بت پرستی سے روکتے تھے اور پیغمبر صلعم و نیز دین اسلام کی طرف متوجہ کرتے تھے اور اسیوجہ سے حضور ختمی مآب صلعم کو حقیقی فرزندون سے زیادہ عزیز اور دوست رکھتے تھے

پانچوین روایت　جناب شمس العلماء شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہین:-

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ مرتے وقت ابوطالب کے ہونٹھ ہل رہے تھے حضرت عباس نے جو اُس وقت تک کافر تھے کان لگا کر سُنا تو آنحضرت سے کہا کہ تمنے جس کلمہ کے لئے کہا تھا ابوطالب وہی کہہ رہے ہین　(ابن ہشام مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۶)

ابوطالب نے آنحضرت صلعم کے لئے جو جان نثاریان کین اُس سے کون انکار کرسکتا ہے وہ اپنے جگر گوشون تک کو آپ پر نثار کرتے تھے۔ آپ کی محبت مین تمام عرب کو اپنا دشمن بنا لیا تھا آپ کی خاطر محصور ہوئے فاقے کئے شہر سے نکالے گئے تین برس تک آب و دانہ بند رہا۔ کیا یہ محبت۔ یہ جوش یہ جان نثاریان سب ضایع ہوجائین گی

(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ نامی پریس کانپور)

چھٹی روایت　شاہ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

آنحضرت کا جنازہ کے ہمراہ ہونا اور دعا فرمانا

"چون ابوطالب وفات یافت سید عالم ہمراہ جنازہٴ ابوطالب میرفت و می گفت اے عم من صلۂ رحم بجا آوردی و درحق من ہیچ تقصیر نہ کردی خدا ترا جزا خیر دہد　(مدارج النبوۃ)

اب خود آپ انصاف فرمائین کہ جس طرح حضرت ابوطالب نے کفار و مشرکین کے ہاتھون سے

بمعاونت خدا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچائی اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جس صدق دل سے اعانت اور حمایت کی۔ کیا کوئی کافر مشرک یعنے خدا و رسول ؐ کا دشمن اس طرح علی محبت کا ثبوت دیا کرتا ہے۔ اگر بزعم اہلسنت حضرت ابو طالب درحقیقت منکر توحید ورسالت ہوتے تو کیا یہ بات کسی صاحب فہم کی سمجھ مین آسکتی ہے کہ وہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یون سینہ سپر رہتے اور ایسے سخت دشمنون کا سامنا کرکے اسلام اور ہادیِ اسلام کی حمایت او نصرت کرتے۔ اگر آپ آنحضرت کے دشمن ہوتے تو ابو جہل کی طرح ایذائین دیتے۔ شمع رسالت کے بجھا دینے کی فکر مین رہتے۔ نہ کہ حمایت اور اعانت مین خود وہ تکلیفین جھیلتے۔ جو پیغمبر خدا ؐ کی زبانی قابل ستائش ہین۔ اگر آنحضرت کو ابو طالب کی اسلامی حمایت اور ایمانی محبت پر اطمینان نہ ہوتا تو کیون آپ کی وفات پر محزون و غمگین ہوتے اور کیون خلاف آیۂ کریمہ :۔

ماکان للنبی والذین آمنوا ان	جب کہ نبی اور مومنین پر ظاہر ہو چکا کہ
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی	مشرکین جہنمی ہین تو اس کے بعد مناسب نہین
قربی من بعد ما تبین لھم انھم	کہ ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگین گو وہ
اصحاب الجحیم۔	مشرکین اُن کے قرابت دار ہی کیون
(پ ۱۱۔ س توبہ ع ۱۴)	نہ ہون۔

دعاء مغفرت فرماتے۔

بھائیو! جو حالات و واقعات ابو طالب کے ہم نے خود تمھاری مستند کتب سے لکھے ہین ان کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرو اور مہربانی فرماکر ذرا اپنے خلفاء کے سچے اسلام اور پکے ایمان سے تقابل کرو جو کہ اپنا ایمان اسلام مین عمر بھر مذبذب رہے۔ چنانچہ مسند احمد حنبل مین ہے۔ حضرت ابو طالب و اصحاب ثلاثہ کے ایمان مین تقابل

ان الشیخان ھربا یوم احد و	بتحقیق حضرت شیخین جنگ احد مین بھاگے تو حضرت عمرؓ اپنے آنسو
رجع عمر ینشف دموعہ و یسئل	پونچھتے ہوئے واپس آئے اور حضرت علی سے معافی کے خواستگار ہوئے۔
علیا العفو فقال علی الست المنادی	آپنے فرمایا ای عمرؓ کیا تمنے یہ ندا نہین دی تھی کہ محمدؐ قتل ہو ہیں
قتل محمد فارجعوا الی ادیانکم	اے لوگو! تم اپنے دین سابقہ کیطرف لوٹ جاؤ' انھونے کہا کہ
فقال انما قالھا ابوبکرؓ	مین نے نہین کہا بلکہ ابوبکرؓ نے کہا تھا۔

اور یہ تو خود حضرت ابوبکرؓ سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگون مین شرک اثر کر گیا ہے۔ جیسا کہ درمنثور مین ہے اسکی نقل یہ ہے :۔

اخرج البخاری فی الادب	بخاری نے ادب مفرد مین معقل بن یسار
المفرد عن معقل بن یسارؓ قال	سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین ابوبکر
انطلقت مع ابی بکر الصدیقؓ	صدیقؓ کے ساتھ حاضر خدمت رسول صلعم ہوا تو
الی رسول اللہ صلعم فقال یا ابا بکر	آپنے فرمایا ابوبکر تم مین شرک چیونٹی کی چال سے
الشرک فیکم اخفی من دبیب	بھی زیادہ خفی موجود ہے پس ابوبکر نے کہا کیا آخر شرک یہی تو ہے کہ
النمل فقال ابوبکرؓ وھل الشرک	آدمی خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود قرار دے
الامن جعل مع اللہ الھا اخر	(پھر ہم کب ایسا کرتے ہین جو ہم مین شرک موجود
فقال النبی صلعم والذی نفسی	ہوگا) تو آنحضرت صلعم نے فرمایا قسم اس خدا کی جسکے
بیدہ الشرک فیکم اخفی من	ہاتھ مین میری جان ہے ضرور تم لوگون مین شرک
دبیب النمل	چیونٹی کی چال سے زیادہ خفی موجود ہے۔

(تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد ۲ ص ۵۰)

سبحان اللہ صد آفرین اس سچے مذہب پر اور ہزار تحسین ان عقائد پر کہ حضرت ابوطالب

جنھون نے ابتداے اِسلام مین اسلام اور بانی اِسلام کی ہر طرح سے حمایت اور اعانت کی جن کی وفات کلمۂ شہادت پر ہوئی جس کی خود آنحضرت صلعم نے الحمد للہ الذی ہداک یا عم ہکذا فرما کر تصدیق کی اور جنازہ پر فرمایا۔

"اے عم امن صلۂ رحم بجا آوردی و در حق من ہیچ تقصیر نہ کردی خداے تعالیٰ ترا جزاے خیر دہد"

اُن کو تو آپ حضرات کافر و مشرک کہین۔ نعوذ باللہ۔ اور جو اصحاب اسلام لانے کے بعد بھی رسالت و نبوت مین شبہ کرتے رہے۔ جو نماز اور جہاد سے فرار کرتے رہے۔ جنھون نے مصحف ناطق کے فرمان کو ہذیان بتایا۔ جو ہمیشہ سرتابی کرتے رہے جنھون نے تا وقت رحلت اپنے پیغمبر کی عدول حکمی کی اور ایذا دی۔ جن کو وقت اخیر آنحضرت نے خشمناک ہو کر اپنے نزدیک سے ہٹا دیا جن کے نقص ایمان پر پیغمبر خدا شہادت دین کہ "شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ سرایت کر گیا ہے" اُن لوگون کو آپ تمام اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اِسلام مین سب سے بہتر اور کامل سمجھین اور کچھ بھی حق و باطل مین امتیاز نہ کرین۔

هُمْ لَا يَعْلَمُونَ	هُمْ لَا يَعْقِلُونَ	هُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ	هُمْ لَا يَتَفَكَّرُونَ	هُمْ لَا يَتَدَبَّرُونَ	
وہ نہین جانتے	وہ عقل نہین رکھتے	وہ نہین سوچتے	وہ نہین فکر کرتے	وہ نہین غور کرتے	

حضرت خدیجہ الکبریٰ علیہا السلام کی سابق الاسلامی تو خود بخاری شریف سے ثابت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

حضرت خدیجہ کا آنحضرت صلعم پر اپنا مال نثار کرنا

"جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدیجہ مجھ پر اسوقت ایمان لائین جبکہ لوگون نے میری رسالت سے انکار کیا۔ میری رسالت کی اُسوقت تصدیق کی جب لوگون نے مجھے جھوٹا کہا

اور اپنا مال مجھ پر اس وقت صرف کیا جب کہ لوگوں نے مجھے نہ دیا

(ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی لاہور صفحہ ۱۰ - ۱۹ کتاب المناقب)

دوم | خداوند کریم اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ووجدك عائلا فاغنی — اے رسول ہم نے تم کو تنگدست دیکھا غنی کر دیا

مفسرین اہلسنت اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ

"خدائے پاک کے اس ارشاد سے وہ مال مراد ہے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام نے آنحضرت پر صرف کیا تھا۔ (دیکھو تفسیر جلالین سورہ ضحیٰ صفحہ ۴۹۲)

سوم | جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد اپنے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"ولادت سے پہلے والد کا انتقال ہو جانے سے پیغمبر صاحب تہیدست رہ گئے دادا اور چچا نے پرورش کیا مگر وہ بھی اُن کا حال ان تھا۔ پیغمبر صاحب کی توانگری جس کی منت خدا ان پر رکھتا ہے اس طرح شروع ہوئی کہ خدیجۃ الکبریٰ بڑی مالدار تھیں۔ ملک شام میں ان کی تجارت ہوا کرتی تھی۔ اُنھوں نے پیغمبر صاحب کی راستی اور دیانت داری کا شہرہ سُنا اور ان کو سردار قافلہ بنا کر شام کو بھیجا۔ تجارت میں خدا نے برکت دی اور خدیجۃ الکبریٰ نے پیغمبر صاحب سے نکاح کر لیا۔ پیغمبر صاحب کی پہلے سی بے سروسامانی دور ہوگئی یہی ان کی توانگری تھی۔

چہارم ان الله تعالی اغناه بتربیة	پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے آں حضرت کو
ابی طالب ولما اختلف احوال	ابو طالب کے تربیت کرنے سے اور بعد انتقال
ابی طالب اغناه بمال خدیجة	اُن کے خدیجہ کے مال سے غنی کر دیا

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۳)

پنجم " وبافت ترا در ویشے عیالدار پس تونگری ساخت ترا بمال خدیجہ۔ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۴۶۶

ابوجہل کا ایذ دینا اور حضرت حمزہ کا انتقام لینا اور ایمان لانا

اسی طرح حضرت امیر حمزہ عم آنحضرت صلعم کے ایمان لانے کا حال رسالہ ذکر مبارک متذکرہ بالا مین ہے کہ

" ایکدن رسول اللہ کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے ادھر سے ابوجہل نکلا آپ کو دیکھکر گالیان دینے لگا اور ایک پتھر اٹھا کر مارا جس سے آپ کا سر زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا۔ آپ صبر کرکے گھر چلے آئے۔ آپکے چچا حضرت حمزہ شکار سے واپس آرہے تھے ایک عورت نے اُن سے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ تمھارے بھتیجے کو ابوجہل نے آج زخمی کیا حضرت حمزہ اگرچہ ابھی تک مسلمان نہین ہوے تھے لیکن آخر چچا تھے۔ یہ سنکر خون نے جوش کیا حضرت حمزہ نے غصہ مین آکر کہا خدا کی قسم جب تک اس شخص سے بدلہ نہ لے لونگا جس نے محمدؐ پر ظلم کیا ہے مجھ پر کھانا پینا حرام ہے اسی حال مین رسول اللہ کے پاس آئے اور آپ سے کہا تمھارا چچا تمھارے دشمن سے بدلہ لینے آگیا۔ رسول اللہ نے فرمایا آپ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیجیے جسکا نہ باپ ہے نہ چچا نہ مان سوائے خدا کے کوئی مددگار نہین حضرت حمزہ نے قسم کھا کر کہا مین تمھاری ضرور مدد کرونگا آپنے جواب دیا اگر آپ میری مدد مین مشرکون کو اتنا قتل کرین کہ ان کے خون مین نہا جائین تو بھی آپ میرے عزیز نہین ہوسکتے جب تک کہ آپ ایمان نہ لائین اور اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ نہ کہین حضرت حمزہ کے دل پر آپ کی باتون کا بڑا اثر ہوا اور اُن کو آپ کی سچائی کا یقین ہوگیا۔ اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ نے خوش ہوکر حضرت حمزہ کی پیشانی چوم لی۔ حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے اسلام کو بڑی تقویت ہوئی کیونکہ یہ بڑے بہادر تھے اور سب پر ان کا رعب چھایا ہوا تھا انتہی

دوسری یہی ذکر مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۷۰ مین ہے جسکا ترجمہ یہ ہے:۔

"ابوجہل کی اس حرکت پر حضرت امیر حمزہ غضبناک ہوکر اسکے پاس گئے اور اسکے سر پر اپنی کمان اس زور سے ماری کہ اسکا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ تو محمد مصطفٰے کو اذیت اور دشنام دیتا ہے حالانکہ مین انھین کے دین پر ہون ۔

تیسری — حضرت جعفر ابن ابیطالب کا ایمان لانا بھی علمار اہلسنت قبول کرتے ہین جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین :-

فلم یزل علی مع رسول الله وجعفر عند العباس حتی بعثہ الله نبیا فاتبعہ علی فآمن بہ وصدقہ ولم یزل جعفر حتی اسلم واتبعوا	حضرت علیؑ ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ رہتے تھے اور حضرت جعفر حضرت عباس کے ساتھ جب خدا نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت کیا تو علیؑ نے آپ کی پیروی اور تصدیق کی اور مشرف بایمان ہوے اور حضرت جعفر بھی آنحضرتؐ کا اتباع کرتے رہے یہان تک کہ اسلام قبول کیا ۔
(ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۲۵۲ مطبع صدیقی)	

حضرت جعفر وغیرہ اصحاب کا ہجرت کرنا اور حضرت جعفر کے وعظ سے شاہ حبش کا اسلام قبول کرنا

چوتھی — جب چند اصحاب جنمین حضرت جعفر بھی تھے حبش کو ہجرت کر گئے اور وہان امن سے رہنے لگے تو کفار قریش نے بادشاہ حبش کے پاس ان مہاجرین کو واپس کرنے کے لئے اپنے کچھ لوگ مع تحائف کے بھیجے مگر بادشاہ نے ان کے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان مہاجرین کو اپنے دربار مین یاد فرماکر استفسار حال کیا ۔ اسکے متعلق رسالہ ذکر مبارک مین جو درج ہے اسکا خلاصہ سنیئے ۔

" نجاشی نے ان سے پوچھا تمھارا کیا دین ہے ۔ حضرت جعفر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے بادشاہ ! ہم ایک جاہل قوم سے تھے ۔ بتون کو پوجتے تھے ۔ بدکاریان کرتے تھے خدا نے

ہم مین ایک نبی پیدا کیا اُسنے ہم کو خدا کی طرف بلایا کہ ہم صرف اُسی کی عبادت کرین اورکسی کو اُسکا شریک نہ کرین۔ ہمنے اُس کی سچائی پر یقین کیا اور جو کچھ اُسکے پاس خدا کی طرف سے آیا اُس کی ہم نے پیروی کی۔ ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہین اورکسی کو اُسکا شریک نہین کرتے۔ اِس تقریر سے نجاشی اور اُسکے درباریون پر اچھا اثر پڑا۔ نجاشی نے کہا تمھارے رسول پر جو کچھ خدا کی طرف سے اترا ہے وہ سُناؤ۔ حضرت جعفر طیار نے بڑی خوش الحانی سے سورہ مریم کی تلاوت کی خدا کا کلام سُنکر نجاشی کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور اُس نے درباریون کیطرف دیکھکر کہا خدا کی قسم مین تصدیق کرتا ہون کہ یہ وہی محمد رسول اللہ ہین جن کی بشارت حضرت عیسٰی نے دی تھی"۔ (صفحہ ۲۷ تا ۲۹) اور

اور صفحہ ۶۵ مین ہے۔

"ہجرت کے ساتوین سال رسول اللہ نے بادشاہون کے نام اِسلام کی دعوت کے خط بھیجے۔ نجاشی بادشاہ نے آپ کا خط سر پر رکھا اور ایمان لے آیا۔

پانچویں | اسمٰعیل، مولوی نذیر احمد اپنے "ترجمہ قرآن (مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ) کے صفحہ (۱۶۰) مین رقمطراز ہین :-

"یہ آیتین نجاشی بادشاہ حبش اور اُسکے درباریون کے حق مین نازل ہوئی ہین جو نصاریٰ تھے بات یہ ہے کہ جب پیغمبر خدا نے اسلام کی منادی شروع کی تو قریش جو پیغمبر صاحب کے قبیلے کے لوگ تھے سخت برہم ہوے اسلئے کہ اسلام کی منادی سے ان کے دین آبائی مین خلل پڑتا تھا پہلے تو اُنھون نے ڈرانے دھمکانے سے چاہا کہ یہ بات دب دبا جائے مگر پیغمبر صاحب برابر وعظ فرماتے رہے اور لوگ بھی ایک ایک دو دو کرکے اسلام لانے لگے تو قریش نے دوسرے قبیلون کو اُبھارا اُسکایا اور مسلمانون کو سب نے ملکر طرح طرح کی ایذا مین

دینی شروع کین پیغمبر صاحب تو اپنے چچا ابوطالب کی حمایت مین تھے اور ازبسکہ ابوطالب رؤسائے قریش مین تھے مخالفین پیغمبر صاحب کا تو کچھ نہ کرسکے مگر دوسرے مسلمانون کو بڑی مشکل تھی اور پیغمبر صاحب اتنی قوت نہین رکھتے تھے کہ ان کی بھی حفاظت کرین ناچار آپ نے مسلمانون کو اجازت دی کہ نجاشی بادشاہ حبش نیک دل منصف مزاج اور رعیت پرور ہے اُس کی عملداری مین چلے جاؤ۔ چنانچہ اول بار گیارہ مردون اور چار عورتون نے حبش مین جاکر پناہ لی اور یہ پہلی ہجرت کہلائی اس گروہ مین جناب پیغمبر صاحب کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلعم کے پھوپھی زاد بھائی زبیر بن عوام بھی تھے پھر دوسرے دفعہ مین پیغمبر صاحب کے چچا زاد بھائی جعفر طیار بن ابی طالب دوسرے مسلمان مردون اور عورتون کے ساتھ حبش کو پہونچے یہانتک کہ بچون اور عورتون کے علاوہ بیاسی مہاجر حبش مین جمع ہوگئے وہان بھی قریش نے چین سے نہ بیٹھنے دیا اور نجاشی سے جا چغلیان لگائین کہ یہ بیدین ہین اور تمھارے ملک مین فساد برپا کرنے کو آئے ہین اور تمھارے حضرت عیسیٰ کے بھی قائل نہین ہین۔ اس پر نجاشی نے مسلمانون کو بلایا جعفرؓ سب کے وکیل بنے اور اُنھون نے قرآن کی سورتین اور خاص کر سورۂ مریم سنا کر اپنے عقائد نجاشی پر ظاہر کئے اور وہ اور اوسکے درباری سب قرآن سنکر روئے اور اسلام کی صداقت کے معتقد ہوگئے اور نجاشی آخر مین اسلام لے آیا۔

احادیث بابت القاب سابق الایمانی جناب امیر علیہ السلام

اِس موقع پر چند احادیث نبوی نقل کی جاتی ہین جن سے ثابت ہوگا کہ جناب امیر المومنین خاتم الوصیین۔ قائد الغر المحجلین سید الصادقین۔ یعسوب المسلمین۔ امام البررہ۔ قاتل الفجرہ مظہر العجائب و الغرائب۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام سابق الایمان والاسلام ہین۔ اور صدیق اکبرؓ و فاروق اعظم آپ ہی کے القاب ہین۔ اور وہ یہ ہین:۔

پہلی

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئك مع الذین انعم اللہ علیہم قال علی یا رسول اللہ ھل نقدر علی ان نزورك فی الجنۃ قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم من امتہ فنزلت ھذہ الایہ اولٰئك مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئك رفیقا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ تعالیٰ قد انزل بیان ما سئلت فجعلك رفیقی لانك اول من اسلم وانت صدیق الاکبر۔ (تفسیر ابن الحجام ص۲۲) (ارجح المطالب)

ابن عباس رض سے اس آیت کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ انکے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے؟ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے جو اس کی امت میں سب سے پہلے اسلام لاتا رہا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی (کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہونگے اور یہ لوگ انکے اچھے رفیق ہونگے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا یا علی خدائے تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے کیونکہ تو سب سے پہلے مجھپر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

دوسری

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی القیامۃ رکبان غیرنا اربعۃ وقال رجل من الانصار

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا کوئی شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص نے اٹھکر

فقال فداك ابی وامی من هم	عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں باپ آپ پر
یارسول الله قال انا علی البراق	فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرت نے فرمایا
واخی صالح علی ناقة الله التی عقرت	کہ ایک تو میں ہوں کہ براق پر سوار ہوں گا اور
وعمی حمزة علی ناقة العضباء واخی علی	میرا بھائی صالح نبی ناقۃ اللہ پر سوار ہوگا جسکے
علی ناقة من نوق الجنة بیده لواء	پاؤں کاٹے گئے تھے اور میرا چچا حمزہ ناقہ عضبا پر
الحمد ینادی لا اله الا الله محمد	سوار ہوگا اور میرا بھائی علی جنت کی اونٹنیوں
رسول الله فیقول الادمیون ماهذا	میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور ان کے
الا ملكا مقربا او نبیا مرسلا	ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور وہ لا الہ الا اللہ
او حامل العرش فیجیبهم ملك من	محمد رسول اللہ پکارتا ہوگا۔ تمام آدمی
بطنان العرش یا معشر الادمیین	کہینگے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل
لیس هذا ملكا مقربا ولا نبیا	یا حامل عرش ہے۔ پس ان کے جواب میں ایک
مرسلا ولا حامل عرش هذا الصدیق	مالک عرش سے ان سے کہیگا کہ یہ نہ تو کوئی مقرب
الاکبر علی بن ابیطالب	فرشتہ ہے اور نہ کوئی نبی مرسل اور نہ حامل عرش ہے
(اخرجه ابو جعفر العقیلی)	بلکہ یہ صدیق اکبر علی ابن ابیطالب ہے
تیسری عن عباد بن عبد الله ایضا قال	عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب امیر
علی انا عبد الله واخو رسول الله	فرماتے تھے کہ میں خدا کا بندہ اور خدا کے رسول
صلی الله علیه وسلم وانا الصدیق الاکبر	صلے اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر
لا یقولها ذلك غیری الا کاذب	ہوں۔ یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا
صلیت قبل الناس سبع سنین	مگر جھوٹ بولنے والا۔ میں نے سات برس

(اخرجہ احمد فی المناقب والنسائی
فی الخصائص والحاکم فی المستدرک و
حاکم ابوزید بن عثمان ابن ابی شیبہ
فی سنتہ وابن عاصم فی السنۃ وحافظ
ابونعیم فی الحلیۃ والعقیلی)

سب سے پہلے نماز پڑھی ہے

چوتھی عن سلمان الفارسی وابی ذر
الغفاری قال اخذ رسول اللہ صلعم
بید علی فقال ان ھذا اول من
امن بی وھذا فاروق ھذہ الامۃ
وھذا یعسوب المومنین وھذا من
یصاحبنی یوم القیمۃ وھذا صدیق
الاکبر (اخرجہ الطبری والدیلمی
والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان
ایضاً صفحہ ۲۱)

سلمان فارسی اور ابوذر غفاری رضی اللہ
عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
کہ تحقیق یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا
ہے۔ اور یہ اس امت میں حق و باطل کے درمیان
فرق کرنے والا ہے۔ اور یہ مومنون کا امیر ہے
اور یہ وہ ہے جو قیامت کے دن مجھ سے
ملاقات کرے گا۔ اور یہ صدیق اکبر
ہے۔

پانچویں عن ابن عباس وابی لیلی قالا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار
مومن آل یاسین الذی قال یا قوم
اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن

ابن عباس اور ابولیلیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہیں اول
حبیب النجار مومن آل یاسین (یعنی جناب عیسیٰ علیہ السلام
کے حواریین) پر ایمان لانے والا جس نے کہ یہ کہا تھا
کہ اے میری قوم کے لوگو نبیوں کی متابعت کرو۔ اور

ال فرعون الذی قال اتقتلون	فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا حزقیل جنے
رجلاان یقول ربی اللہ وعلی بن ابیطالب	یہ کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو
وھو افضلھم (اخرجہ البخاری عن ابن عباس	جو کہتا ہے میرا پالنے والا خدا ہے اور علی بن
واحمد عن ابن لیلی) (ایضاً صفحہ ۲۲)	ابی طالب کہ وہ ان سے افضل ہیں۔
بیسٹی ا عن ابی لیلی قال قال رسول	ابو لیلیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم
اللہ صلعم سیکون من بعدی فتنۃ	نے فرمایا میرے بعد فتنہ ہوگا پس جب ایسا ہو تو تم
فاذا کان ذلک فالزموا علیا فانہ	لوگ علی سے جدا نہ ہونا کیونکہ وہ فاروق ہے حق
الفاروق بین الحق والباطل	و باطل میں تفرقہ کرے گا۔
اخرجہ ابو احمد فی الاستیعاب	(ارجح المطالب صفحہ ۲۵)
عن ابی رافع قال صلی النبی صلی	ابی رافع سے منقول ہے کہ آنحضرت
اللہ علیہ وسلم اول یوم الاثنین	نے ابتداے روز دوشنبہ نماز پڑھی اور
وصلت خدیجۃ اخر یوم الاثنین	حضرت خدیجہ نے آخر روز مذکور میں
وصلی علی یوم الثلثاء من الغد	اور حضرت علی علیہ السلام نے سہ شنبہ
صلوا مستخفیا قبل الناس	کے روز اور سات برس تک اور لوگوں سے
سبع سنین	قبل مخفی طور پر نماز پڑھتے رہے
عن ابی ایوب الانصاری قال	ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ
قال رسول اللہ صلعم ان الملئکۃ	آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھ پر اور علی پر سات
صلت علی وعلی علی سبع سنین قبل	برس تک ملائکہ نے درود بھیجا قبل اس کے کہ کوئی
ان یسلم بشر (ایضاً صفحہ ۵)	مشرف باسلام ہو۔

نویں

عن انس بن مالك قال رسول الله صلعم صلت الملئكة علیّ و علی علیٍ سبع سنین وذلك انه لم ترفع شهادة ان لا اله الا الله الی السماء الا منی ومن علی ـ ایضا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ پر اور علی پر سات برس تک ملائکہ درود بھیجتے رہے اور سوا میری اور علی کی آواز اشہد ان لا الہ الا اللہ کے کسی کی آواز آسمان تک نہیں پہونچی۔

دسویں

عن ابن عباس فی قوله تعالی السابقون الاولون، الخ قال سبق یوشع بن نون الی موسی وسبق صاحب الیاسین الی عیسی وسبق علی بن ابیطالب الی محمد بن عبد الله صلعم (اخرجه الضحاك والطبرانی وابن مردویه) ارجح المطالب

ابن عباس سے مروی ہے کہ آیۂ شریفہ السابقون الخ سے مراد یہ ہے کہ یوشع بن نون نے حضرت موسی کی طرف اور صاحب الیاسین نے حضرت عیسی کی طرف اور حضرت علی نے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اسلام میں سبقت کی۔

گیارھویں

عن عفیف قال جئت فی الجاهلیة الی مکة فنزلت علی العباس بن عبد المطلب رض فلما ارتفعت الشمس ووصلت فی السماء وانا انظر الی الکعبة اقبل شاب فرمی ببصره الی السماء ثم استقبل الکعبة فقام مستقبلها فلم یلبث حتی جاء غلام

عفیف کہتا ہے کہ میں ایام جاہلیت میں مکہ میں آیا اور حضرت عباس بن عبد المطلب کے پاس مقیم ہوا جب آفتاب بلند ہوا اور آسمان کی پوری بلندی پر پہونچا اسوقت میری نظر کعبہ کی طرف تھی کہ ایک جوان شخص آیا اور آنکھیں اٹھاکر آسمان کیطرف دیکھا اسکے بعد کعبہ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک صاحبزادہ آیا اور وہ اس جوان کے

فقام عن يمينه فلم يلبث حتى	اپنی طرف کھڑا ہو گیا پھر کچھ عرصہ نہ گذرا
جاءت امرأة فقامت خلفهما	تھا کہ ایک خاتون آئی اور وہ ان دونون کے
فركع الشاب فركع الغلام والمرأة	پیچھے کھڑی ہو گئی اسکے بعد اس جوان نے
فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة	رکوع کیا وہ دونون بھی رکوع مین گئے پھر وہ
فخر الشاب ساجدا فسجدا معه	جوان کھڑا ہو گیا ان دونون نے بھی ایسا ہی کیا
فقلت يا عباس امر عظيم فقال هل تدري من	اسکے بعد وہ جوان سجدہ مین گیا اور وہ دونون بھی اسکے ہمراہ
هذا الشاب فقلت لا فقال محمد بن عبد الله	سجدہ مین گئے مین نے عباس سے پوچھا یہ کیا امر ہے
بن عبد المطلب هذا ابن اخي هل تدري	عباس نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ کون جوان ہے مین نے کہا نہین
من هذا الغلام فقلت لا فقال	عباس نے کہا کہ یہ میرے بھتیجے محمد صلعم ہین اسکے بعد کہا کہ تم
هذا علي ابن ابي طالب بن	اس لڑکے کو جانتے ہو کہ کون ہے مین نے کہا نہین عباس نے کہا یہ میرے
عبد المطلب هذا ابن اخي	بھائی کے بیٹے علی ابن ابیطالب ہین پھر پوچھا اس خاتون کو
هل تدري من هذه المرأة	جانتے ہو جو دونون جوانون کے پیچھے کھڑی
التي خلفهما فقلت لا فقال	ہے۔ مین نے کہا نہین۔ عباس نے کہا یہ خدیجہ
هذه خديجة بنت خويلد	میرے بھتیجے کی بیوی ہین۔ محمد بن عبد اللہ میرے
زوجة ابن اخي هذا حدثني	بھتیجے کا قول ہے کہ وہ خدا جو زمین و آسمان
ان ربه رب السموات والارض	کا بنانے والا ہے اسنے اسے یہ حکم دیا ہے کہ وہ
امره بهذا الدين الذي هو عليه والله	اس دین پر قائم رہے جسپر وہ ثابت قدم ہے
ما على الارض كلها احد	خدا کی قسم تمام عالم مین بجز ان تین آدمیون کے
على هذا الدين غير هؤلاء الثلثة [۱]	کسی نے اس دین کو اختیار نہین کیا۔

[۱] خصائص نسائی صفحہ ۳-۴ و کامل ابن اثیر جلد ثانی صفحہ ۲۲ مین باختلاف الفاظ و تاریخ طبری جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۱۶۱ مین بھی یہ حدیث درج ہے

بارھوین

عن عمر بن الخطاب قال اشهد — حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ مین
علی رسول الله سمعته هو یقول لو ان — شہادت دیتا ہون کہ مین نے رسول اللہ سے
السموات السبع والارضین السبع — سُنا ہے اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین
وضعن فی کفة میزان ووضع ایمان — ایک ترازو کے پلے مین رکھے جائین اور علی کا
علی بن ابی طالب فی میزان لیرجح — ایمان ایک پلہ مین تو علی کے ایمان کا پلہ بھاری
ایمان علی (مناقب اخطب خوارزم فصل ۱۱) — ہوگا۔

تیرھوین

عن عمر قال کنت انا وابو عبیدة — انھین حضرت سے روایت ہے کہ مین
وابو بکر وجماعة من اصحابه — اور ابو عبیدہؓ و ابو بکرؓ اور ایک جماعت ان کے
اذ ضرب رسول الله علی منکب — اصحاب سے موجود تھی کہ اتنے مین رسول اللہؐ نے
علی فقال یا علی انت اول — دوش علی پر ہاتھ مار کر فرمایا یا علی! تم ہر مومن
المومنین ایمانا واول المسلمین — سے پہلے ایمان لانے والے ہو اور ہر مسلمان سے
اسلاما وانت منی بمنزلة هارون من — پہلے اسلام لانے والے ہو اور تم کو مجھ سے وہ
موسیٰ (اخرجه ابن السمان) — نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی

چودھوین

مدارج النبوة مین شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے:۔

"نام کرد اورا ابوطالب بہ علی۔ و تسمیہ نمود پیغمبر خدا بہ صدیق و لقب کرد بہ امین و شریف

وہادی و مہدی و یعسوب الائمہ و غیرہ وغیرہ"

پندرھوین

اسی طرح جناب شاہ عبدالعزیز صاحب فتاوائے عزیزی کی جلد دوم صفحہ ۸ مطبوعہ مجتبائی دہلی

مین رقم طراز ہین:۔

"و تلقیب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہ مرتضیٰ در احادیث دیدہ نہ شدہ و نہ در صدر اول این لقب مستعمل بود

دراحادیث صحیحہ کنیت شان بہ ابوتراب وابوالریحانین وتلقیب ایشان بذی القرنین ویعسوب الدین وصدیق وفاروق وسابق یعسوب لامۃ۔ ویعسوب قریش۔ وبیضۃ البلد۔ وامین۔ وشریف وہادی ومہدی وغیرہ مروی وثابت ست۔

سولھوین

فذھب صاحب السیرۃ وکثیر من	صاحب السیرۃ اور اکثر علما اس امر مین متفق
اھل العلم ان اول الناس اسلاما	ہین کہ علی بن ابی طالب کل مسلمانون سے
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و	سابق الاسلام ہین اور وقت قبول اسلام آپ کی
عمرہ تسع سنین وقیل احدی عشر	سن شریف مختلف اقوال سے نو۔ اور گیارہ
سنۃ وکان فی حجر رسول اللہ صلعم	سال کا ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نے آنحضرت
قبل الاسلام فلم یزل علی مع النبی	کے آغوش مبارک مین تربیت پائی اور وقت بعثت
حتی بعثہ اللہ نبیا فصدقہ علی (تاریخ ابوالفدا جلد اول)	سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائے ہین۔

سترھوین

تفسیر در منثور جلد پنجم صفحہ (۳۲۸) مین آیہ کریمہ "والذی جاء بالصدق" الخ کی تفسیر مین مروی ہے۔

واخرج ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ والذی	یعنی ابوہریرہ کہتے مین کہ جاء بالصدق
جاء بالصدق قال رسول اللہ صلعم و	سے مراد رسول اللہ ہین اور صدق بہ سے مراد
صدق بہ قال علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہین۔

اٹھارھوین

آیہ شریفہ:-

والذین آمنوا باللہ ورسولہ اولئک	جو لوگ خدا اور اسکے رسول پر ایمان لائے
ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم	یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقون
(پ ۲۷۔ س حدید۔ ع ۲)	اور شہیدون کے درجہ مین ہونگے۔

امام احمد حنبل نے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے اسی بنا پر خود حضرت نے ممبر پر فرمایا تھا کہ مین صدیق اکبر ہون اور علامہ سیوطی نے حضرت کی مدح مین روایت نقل کی ہے کہ قیامت مین سب سے پہلے آپ ہی آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرینگے اور آپ ہی صدیق اکبر اور اس اُمت کے فاروق ہین۔

وعن ابن عباس قال انها نزلت فی علی اخرجہ احمد فی المسند والثعلبی فی تفسیرہ وابن المغازلی فی المناقب)

ابن عباس رض سے روایت ہے کہ آیت جناب امیر کی شان مین نازل ہوئی ہے۔

۱۰۰۰: فی علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ واسلامہ فذھب کثیر من الناس الی انہ لم یشرک باللہ شیئا فیستانف الاسلام بل کان تابعا للنبی فی جمیع افعالہ مقتدیا بہ وبلغ وتوفی ذلک ان اللہ عصمہ وسددہ ووفقہ بالتبعیۃ لنبیہ علیہ السلام لانہ کان غیر مضطرین ولا مجبورین علی فعل الطاعات بل مختارین قادرین فاختار اطاعۃ الرب وموافقۃ امرہ واجتناب منھیاتہ (مروج الذہب جلد اول ص۳۰۶ مصر)

علی بن ابی طالب کے اسلام کے بارہ مین اکثر محققین اہلسنت متفق ہین کہ آپ کبھی مشرک تھے ہی نہین اور اسلام کی ابتدا آپ ہی سے ہوئی ہے اسلئے کہ آپ نے آغوش رسول مین پرورش و تربیت پائی تھی اور جملہ امور مین آنحضرتؐ کے قدم بقدم تھے اور خدا نے آپ کو معصوم کیا تھا اور رسول کی پیروی کی توفیق عطا کی تھی آپ برضا و رغبت تابع احکام خدا و رسول تھے اور جملہ منہیات اور لغزشات سے آپ کی ذات گرامی صفات پاک و صاف تھی۔

بیسوین اکثر مورخین اہل نصاریٰ نے جو اسلامی کتب تواریخ لکھی ہین اُن مین مولائے کونین کے سابق الاسلام ہونے کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اُس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائین:-

"مسلمانون کی سب سے بڑی تعداد اِس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کی بموجب در حقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے شکم مادر ہی مین دین اسلام قبول کیا تھا اور جب تک حمل مین رہے اپنی مان کو بُت کے سامنے جھکنے نہین دیا۔ اسی واسطے جب مسلمان نام علی کا لیتے ہین تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہین یعنے (خدا نے اُن کے چہرہ کو بزرگی اور عظمت بخشی ہے) کہ اُنھون نے نہ خود کبھی بتون کو سجدہ کیا اور نہ اپنی والدہ کو کرنے دیا حالانکہ اور کوئی صحابی ایسا نہین ہوا جس نے بتون کو کبھی سجدہ نہ کیا ہو۔ اس واسطے علی اِس عا کے ساتھ مخصوص کئے گئے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور مین علے سے ہون اور وہ مجھ سے وہی درجہ رکھتا ہے جو ہارون کا موسے سے تھا۔ مین ایک شہر ہون جس مین تمام علوم بند ہین اور علے اُس کا دروازہ ہے۔ اگر شجاعت و خوش طینتی و زہد و پارسائی و عقل و دانائی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو علی ہی ایسا شخص تھا کہ اس قوم مین جس سے بڑھکر کوئی پیدا نہین ہوا۔

(ترجمہ تاریخ الاسلام مولفہ مسٹر اوکلی صفحہ ۲۳۰)

جناب امیرع کی سابق الایمانی پر اعتراض اور اسکی تردید

افسوس! کہ غیر ملت و مذہب کے اصحاب تو جناب امیر علیہ السلام کا سابق الایمان و الاسلام ہونا قبول کرین مگر اکثر اہلسنت مسلمان ہو کر اسکو نہ مانین۔ ملاحظہ ہو عروج الاسلام کہ اُس مین جناب مولوی عبدالغفور خان صاحب نے جناب مولائے کونین کی سابق الایمانی پر کس طرح نیش زنی فرمائی ہے وہ یہ ہے:-

"اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت علے ہی سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے تو بھی سمجھنا چاہیئے کہ گھر کے ایک نادان بچے کا ایمان لانا اور نہ لانا کیا چیز ہے، اور اسلام کو کیا مدد ملسکتی ہے"

حالانکہ امیر المومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین۔ یعسوب الدین۔ شیر بیشہ ہیجا علی مرتضی وہ شیر خدا ہین جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر کفر کے جلتے چراغ گل کیے ہین۔ کرار غیر فرار کے دشمن بھی اس امر سے انکار نہین کر سکتے کہ ؎

ہوتا نہ اگر مصقلہ تیغ قضا رنگ | آئینہ اسلام سے جاتا نہ کبھی زنگ
تھا ضیغم یزدان کی لڑائی کا نیا ڈھنگ | دو کر دیا دم مین حق و باطل کو دم جنگ

دینداروں کی بستی ہوئی ویرانہ جہان تھا
وان خانہ حق بن گیا بتخانہ جہان تھا

حق کو نہ سمجھتا تھا کوئی خلق مین مطلق | ہر بت کو خدا جانتے تھے جاہل و احمق
جاری یہ ہوا خلق مین فیض اسد حق | آگے کبھی تھی نہین دین کی یہ رونق

مردود جدا ہوگئے، مقبول جدا ہین
دیکھو تمھین کانٹے ہین جدا پھول جدا ہین

لیکن صغر سنی کے اعتراض سے صرف نفس رسول ہی کے فضائل پر حملے کیے جاتے ہین ورنہ اپنے اصحاب کبار کی صغر سنی مین اسلام لانے سے عرش پر چڑھاتے ہین جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اسلام لانے پر الندوہ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ

"عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر ہی کے ساتھ اسلام لائے بہرحال ان کے بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل ان کو بچپن ہی کے زمانہ مین گنجینہ مراد ملا۔"

حالانکہ ان کے حالات "امنوا وعملوا الصلحت" کا اندازہ حضرت مولوی خواجہ نظامی صاحب کے اس کلام سے بخوبی ہوتا ہے جو صاحب ممدوح نے مجلس شوریٰ کے احوال مین آپ کی نسبت

لکھا ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

"ایک شخص (حضرت عمر سے مخاطب ہوکر) بولا کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلافت کیوں نہین دیتے؟ آپنے فرمایا چپ خدا تجھے غارت کرے تونے یہ مشورہ خدا کے واسطے نہین دیا اور مسلمانون کے فائدے کے لئے جو شخص (یعنی عبداللہ بن عمر) اپنی بیوی کو طلاق دینے مین ٹھیک فیصلہ نہ کرسکتا ہو وہ مسلمانون کا کیا خاک فیصلہ کرے گا"۔

(منقول از محرم نامہ صفحہ ۱۱۴)

اسیر شبلی صاحب "الندوہ" مین ان کے ایمان و اعمال حسنہ کی بہت کچھ ثنا و صفت کرتے ہین۔ اور کیون نہ کرین۔ اسلئے کہ آل رسول کے ساتھ جو طرز عمل آپکے والد ماجد کا تھا وہی آپکا بھی تھا۔ چنانچہ جب امیر المومنین علیہ السلام خلیفہ ہوے تو آپنے اُن جناب کی تو بیعت نہ کی مگر یزید کی خلافت کے اسقدر حامی تھے کہ جب بعد واقعہ کربلا لوگون نے یزید سے نکث بیعت کرنی چاہی تو آپ مانع ہوے اور اس کار خیر مین اسقدر حصہ لیا کہ ایک من گھڑت حدیث لوگون کے سامنے پیش کردی جس سے لوگ صراط مستقیم سے باز رہے"۔ اسی طرح عبدالملک بن مروان نے عہد خلافت مین حجاج بن یوسف ثقفی کی بیعت کیلئے آدھی رات کو پہنچے۔ اور جب اس نے کہا کہ ایسی جلدی کیا ہے صبح کو کرلینا تو یہ حدیث بیان کی کہ جو شخص امام وقت کی بیعت کئے بغیر مرجائے تو وہ حالت کفر مین مرتا ہے۔ حجاج نے جو کہ دشمن اسلام تھا یہ اعتراض کیا کہ علی ابن ابیطالب کے وقت یہ حدیث تمکو یاد نہ رہی تھی۔ اسوقت میرا ہاتھ خالی نہین ہے۔ اگر تمھین ضرورت ہے تو میرے پاؤن سے بیعت کرلو۔ چنانچہ اسکے قدم چوم کر چلے آئے۔ یہ واقعات تاریخ بلاذری۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ کامل۔ تاریخ طبری اور روضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ مین موجود ہین (دیکھو مقبول ترجمہ ص۱۴۳)

الغرض روایات متذکرہ بالا سے ثابت ہوا کہ نفس رسول ہی سب سے اول ایمان لائے اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ ہی کو صدیق اکبر و فاروق اعظم کے القاب عطا فرمائے لیکن حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے باوجودیکہ بعض احادیث کے وہ خود بھی راوی ہین خلافت کی طرح یہ القاب بھی چھین لئے۔ پھر ان کے ہواخواہون نے وضعی روایتین وضع کر کے اسکو شہرت دی جن کا بطلان خود انھین کے بیانات اور تحریرات سے ہوتا ہے جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے کہ

"صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق رکھا تھا"

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے۔ اِس کی نقل یہ ہے :۔

محمد بن شعبی کاتب واقدی از زہری	محمد بن شعبی نے زہری سے روایت کی
روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب	ہے کہ مجھے خبر ہوئی ہے کہ اہل کتاب یعنی
اول بار فاروق خواندند مسلمانان متابعت	یہود حضرت عمرؓ کو فاروق کہتے تھے مسلمان
ایشان کردند واز پیغمبر صلعم چیزے درین باب	بھی وہی کہنے لگے حالانکہ پیغمبر خدا صلعم نے اس بارے
بما نرسیدہ جلد دوم صفحہ ۶۵	مین مطلقاً کچھ نہین فرمایا۔

یہی ابن جریر طبری کا قول ہے اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ

عن صالح بن کیسان قال قال	یعنی اہل کتاب نے سب سے پہلے عمر کو
ابن شہاب بلغنا ان اھل الکتاب کانوا اول	فاروق کہا۔ اسکے بعد مسلمان بھی یہی کہنے لگے
من قال عمر الفاروق وکان المسلمون یاثرون	لیکن یہ خبر کسی سے ہم کو نہین ملی کہ رسول اللہ
ذلک من قولھم ولم یبلغنا ان رسول اللہ صلعم ذکر من ذلک شیئاً	نے ان کو فاروق کہا ہو۔

اب مین ناظرین کی توجہ مولائے کونین یعنے ابوالحسنین علیہ السلام کے ذاتی وصفاتی حالات کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہون جو علماء اہلسنت نے توضیح وتصریح لکھے ہین۔ ازانجملہ

یہ ہے :۔

"خدائے تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علے مرتضیٰ ع کو ایک نور سے خلق فرمایا ہے۔"

اور جبکہ علمائے اہلسنت اس امر مین متفق البیان ہین کہ مردون مین علیؑ اور عورتون مین خدیجۃ الکبریٰ سب سے پہلے ایمان لائے تو ایسی صورت مین اُن جناب کی سابق الاسلامی کے متعلق بحث کرنا ایک فضول امر ہے۔ ہان اگر آپ کا پہلا مذہب دین محمدی کے خلاف ہوتا تو اُس وقت آپ کے مقابلہ مین دوسرون کا ایمان و اسلام پیش کر کے بحث و مباحثہ ہو سکتا تھا علے مرتضیٰ ع نے تو رسول اللہ ص کی گود ہی مین مثل فرزند کے پرورش پائی ہمیشہ آنحضرت کی صحبت مین رہے اور وہ جناب عہد طفولیت ہی سے اِس دین پر تھے جس دین پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ کے رگ و ریشہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم۔ تربیت اور صحبت کا اثر تھا۔ وہ جناب اُن جمیع صفات سے بجز نبوت و رسالت متصف تھے جو آنحضرت صلعم مین تھے۔ آپ نے ایک پل بھی کفر اختیار نہین کیا۔ جب کہ آپ بطن مادر مین تھے تو آپ نے اپنی مان کو بھی بتون کے سامنے جھکنے نہین دیا جیسا کہ تذکرہ خواص الامہ مین ہے۔

عن ابن عباس قال کانت امہ اذا دخلت علی ھبل تسجد لہ وھے حامل بہ علا علی بطنھا فیمنعھا من السجود فسمی علیًّا	عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ جناب امیرؑ کی والدہ اپنے ایام حمل مین جس وقت ہبل کے پوجنے کیلئے جاتین اور سجدہ کا ارادہ کرتین تو جناب امیرؑ ان کے پہلو کی طرف چڑھ جاتے اور ان کو سجدہ کرنے سے روکے رکھتے لہذا علی نام رکھا گیا۔
ارجح المطالب صفحہ ۱۰	

غرض کہان بت پرست اور کجا بت شکن بھلا بت پرستون کے اسلام کو بت شکن کے اسلام

وایمان سے کیا نسبت ع

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

کفر کو ایمان سے۔ ذرہ کو آفتاب سے۔ خار کو گل سے۔ قطرہ کو دریا سے ظلمت کو نور سے کیا مناسبت ؎

چہ نسبت ست بہ رندے صلاح و تقویٰ را	سماع وعظ کجا نغمۂ رباب کجا،

قولہٗ تعالیٰ

وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا	اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہین ہو سکتا

الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور	اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات پ۲۲ فاطر ع۳	اور نہ زندے اور مرے برابر ہوتے ہین۔

اِس صورت مین محض آپ کے کہنے سے وہ حضرات نہ صدیق اکبر تسلیم کئے جاسکتے ہین نہ فاروق اعظم ؎

سامان سے کوئی صاحبِ ایمان نہین ہوتا	آئینہ گر اسکندر دوران نہین ہوتا

ہر اہل عصا موسی عمران نہین ہوتا	پہنے جو انگوٹھی وہ سلیمان نہین ہوتا

لاکھ اوج ہو پشہ کو ہما ہو نہین جاتا

بت سجدہ کا فرسے خدا ہو نہین جاتا

یہ چند روایتین جو ہم نے نقل کی ہین وہ مفہوماً جناب امیر المومنین علیہ السلام کی سابق الایمانی پر دال ہین اور بوقت جہاد پیغمبر خدا صلعم کی اعانت ورفاقت پر۔ بدر۔ حنین۔ خیبر خندق وغیرہ وغیرہ مین کفار ومشرکین کے خون کی ندیون کا بہانا شاہد ہے ؎

فرق اعدا پر مثالِ اژدہا	ذوالفقارِ شاہ بل کھاتی رہی

بھائیو! جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی وجان نثاری کا ذرا اپنے افضل الصحابہ سے

جو سن و سال مین مسن تھے تقابل کرو کہ یار غار بنکر رکاب سعادت انتساب کے ہمراہ گئے تو کفر کو

بر سر غار دیکھکر جزع و فزع کرنے لگے ہر چند پیغمبر اطمینان دلاتے تھے مگر آپ کی تسلی کسی طرح نہین ہوتی

تھی اور بجائے اسکے کہ آنحضرت صلعم کیلئے باعث اطمینان ہوتے خود آنحضرت صلعم کو بار بار اطمینان

دلانا پڑا یہی وہ رفاقت ہے جس کا شہرہ آجتک زبان زد خاص و عام ہے ؎

بس کن حدیث غار کہ ننگ ست نزد عقل   ان تحزن و بیقراری شیخ معمرم

اور ادھر نفس رسول اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ فرش رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلا خوف و خطر

سوتے ہین۔ باوجودیکہ اس کا یقین تھا کہ مشرکین و کفار آج کی شب بقصد ہلاکت جناب رسول خدا

آنے والے ہین اور مجھے رسول اللہ سمجھ کر ہلاک کر دینگے مگر اپنی جان عزیز کی مطلق پرواہ

نہین کرتے ؎

شب ہجرت شدہ آمادہ ایثار حیات   جز علی کیست کہ این طرز وفا می داند

اللہ رے ولی خدا کا مرتبہ کہ اللہ جلشانہ اپنے ملائکہ مقربین حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل

کے مقابل نفس رسول پر فخر و مباہات کرتا ہے جیسا کہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ من الناس من یشری

نفسہ ابتغاء الخ کی تفسیر ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین:۔

بخ بخ من مثلك یا علی   اے علی! مبارک ہو کون تمھارا مثل ہو

بن ابیطالب یباھی اللہ بك   کہ خداوند جلیل اپنے ملائکہ کے مقابل مین تم پر

الملئکۃ   تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۸۳   فخر و مباہات کرتا ہے۔

یہ حال شب ہجرت کا ہے جو مفصل جلد دوم مین تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ قابل ملاحظہ ہوگا

ولادت حضرت امیرؑ کعبہ مین

اس مرتبہ عظمے کے سوا ولی خدا کی منزلت بھی سب پر روشن ہے کہ ؎

علی کو حق نے اتارا تھا عین کعبہ مین   کھلی جو آنکھ تو پہلے خدا کا گھر دیکھا

اس مرتبت کو خواجہ معین الدین چشتی رہ نے ایک دلچسپ رباعی مین کیا خوب نظم فرمایا ہے۔

رباعی

وقتیکہ بکعبہ مرتضےٰ شد پیدا — درارض و سما جلوہ نما شد پیدا
جبریل ز آسمان فرود آمد و گفت — فرزند بخانۂ خدا شد پیدا

علامہ ابن صباغ مالکی جو اعاظم اہلسنت سے ہین اپنی کتاب فصول المہمہ مین رقمطراز ہین

ولد علی بمکۃ المشرفۃ داخل البیت	یعنی حضرت علی مکہ مشرفہ مین اندرون خانۂ
الحرام فی یوم الجمعۃ الثالث عشرۃ	کعبہ تیرھوین ماہ رجب ۳۰ عام الفیل بروز جمعہ
من شہر اللہ الاصم رجب الفرد	متولد ہوئے اور آپکے سوا کوئی خانۂ کعبہ مین
ثلاثین من عام الفیل ولم یولد فی البیت الحرام	پیدا نہین ہوا تھا اور یہ وہ فضیلت ہے کہ خدا نے
احد سواہ وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالی بہا	محض اظہار جلالت قدر و علو مرتبت کیلئے
اجلالا لہ واعلاء لرتبتہ واظہار التکرمۃ	کرامت خاص آپ ہی کو عطا کی تھی۔

اور علامہ محمد بن یوسف گنجی شافعی نے ایک طولانی روایت کتاب کفایۃ الطالب مطبوعہ مصر سنہ ۶۹ کے صفحہ (۲۶۹) پر جناب علی بن ابیطالب کی ولادت و فضیلت کے بارے مین تحریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔

"جابر بن عبداللہ انصاری صحابی راوی ہین کہ ایک روز مین نے جناب رسول اللہ صلعم سے جناب امیر کی ولادت کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ تم نے بہترین مولود کے بارے مین سوال کیا جو بشباہت حضرت مسیح پیدا ہوا خدا نے علی کو ہمارے نور سے پیدا کیا اور ہم کو اپنے نور سے اور ہم دونون ایک نور سے تھے پھر خدا نے ہم دونون کو صلب آدم سے طرف اصلاب طاہرہ کے منتقل کیا اور پھر نقل مین علی ہمارے ساتھ تھے یہان تک کہ ہم بہترین رحم حضرت آمنہ مین آئے اور علی کو

اُس رحم کی سپرد کیا جو بہترین رحم تھا یعنے رحم فاطمہ بنت اسد۔ حضرت فرماتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین ایک مرد زاہد و عابد تھا اس نے ایک سو ستر سال خدا کی عبادت کی تھی اور ایک حاجت بھی خدا سے نہین چاہی تھی خداوند عالم نے ایک روز ابو طالب کو اس کے پاس پہونچا دیا اُس نے اپنے پاس بٹھایا اور بعد استفسار سکونت و حسب و نسب سر پر بوسہ دیکر فرمایا مجھے الہام ہوا ہے کہ تم سے ایک فرزند ہوگا جو ولی خدا ہوگا۔ جب جناب امیر پیدا ہوے تو تمام زمین منور ہوگئی اور ابو طالب کہنے لگے ایہا الناس! آج ولی خدا خانہ کعبہ مین پیدا ہوا صبح کو داخل خانہ کعبہ ہوے تو کہا اے خداوند عالم اپنے امر خفی کو جو اس طفل کے بارے مین ہے ظاہر فرما۔ اسپر ایک ہاتف کی آواز آئی۔ اے اہلبیت نبی مصطفےٰ خدا نے تم کو خاص کیا ہے ولد ذکی سے اس کا نام علی ہے مشتق ہے جو ہر علی اعلےٰ سے۔

حدیث حضرت فاطمہ بنت اسد کی فضیلت مین

اس موقع پر ہم آپ کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کے متعلق بھی ایک روایت تذکرہ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا مدونہ مولوی محمد نظام الدین حسن خان صاحب جی المذہب سابق جج مجلس عالیہ عدالت دولت آصفیہ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو کے صفحہ ۷۴ سے نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ وہ خاتون کس مرتبے اور درجے کی تھین۔ وہ یہ ہے:۔

"جب حضرت فاطمہ بنت اسد خوشدامن حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلعم نے اپنی قمیص ان کو پہنائی اور نماز جنازہ پڑھائی۔ دعاے خیر مانگی اور قبر مین رکھنے کے قبل آپ خود قبر مین لیٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد نکلکر حضرت فاطمہ بنت اسد کو دفن فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ یہ فعل آپکا بالکل نیا ہے آپنے کبھی ایسا نہین کیا۔ آپنے فرمایا کہ قمیص اسلیے پہنائی کہ اللہ رحمت کرے اور قبر مین اسلیے لیٹا کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ اُس مین وسعت دے اور فرمایا کہ یہ میری دوسری مان ہین۔ ابو طالب کے بعد یہ میرے ساتھ

بہت عبت فرماتی تھین اور بہت خلق سے پیش آتی تھین۔ حضرت جبرئیل نے خبر دی ہے کہ

یہ عورت اہل جنت سے ہے اور ستر ہزار فرشتون نے آپکی نماز جنازہ پڑھی۔

سبحان اللہ! کیا انصاف ہے کہ جس ولی خدا نے ایام طفولیت مین رسالت اور نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی جو بطن مادر مین بھی کفر و شرک سے پاک رہا۔ جس کو اوائل عمر مین ہی وصی و خلیفۂ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو ابتداء بعثت سے تا وقت رحلت مصیبت و سختی کے وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاون و مددگار رہا۔ جس ضرغام الٰہی نے دین خدا کی اشاعت مین نامی گرامی کفار کو تہ تیغ کیا جس کی ہمت و شجاعت پر بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

"چون علی کرم اللہ وجہہ بدفع مشرکان مشغول شد رسول اللہ صلعم فرمود اے علی می شنوی

ندا خود را کہ ملک رضوان بر آسمان مے گوید لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

جسکے خدا اور رسولؐ مداح و ثنا خوان ہون۔ اُس کے ایمان اور جان نثاری پر تو اہلسنت پردہ ڈالین اور جو لوگ اسلام اور ہادی اسلام کے پکے دشمن ہون اور اسلام لانے کے بعد بھی پیغمبر خدا کی حیات و ممات مین کینہ دیرینہ کا اظہار اپنی رفتار و گفتار۔ اعمال و افعال اور حرکات و سکنات سے رسولؐ اور آل رسولؐ کے ساتھ کرتے رہے اُن کو سابق الاسلام یار وفادار۔ اور جان نثار رسول بتائین چنانچہ کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نازک وقت مین آپ اصحاب کو جان نثار رسول صلعم بتاتے ہین اسوقت مین کوئی شخص اتنا دشمن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ تھا جتنے کہ حضرت عمر تھے یہان تک کہ ایک روز تلوار گلے مین حمائل کر کے آنحضرتؐ کے قتل کرنے کو چلے چنانچہ ہم اُن کے اسلام لانے کا سال جس کو جناب شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے لکھا ہے بقدر ضرورت اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔ حضرت عمرؓ کا خانہ کعبہ مین قتل کو آنا اور اسلام لانا

حضرت عمر ابھی تک اسلام سے بالکل بیگانہ تھے ان کے کانون مین جب یہ صدا
پہونچی تو سخت برہم ہوے یہان تک کہ قبیلے مین جو لوگ اسلام لا چکے تھے ان کے دشمن
بن گئے لبینہ ان کے خاندان مین ایک کنیز تھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا اسکو بے تحاشا
مارتے اور مارتے مارتے جب تھک جاتے تو کہتے ذرا دم لیلون پھر مارون گا لبینہ کے سوا اور
جس جس پر قابو چلتا تھا زدوکوب سے دریغ نہین کرتے تھے آخر مجبور ہو کر فیصلہ کیا کہ
نعوذ باللہ خود بانی اسلام کا قصہ پاک کر دون۔ تلوار کمر سے لگا سیدھے رسول اللہ کی جانب
چلے۔ کارکنان قضا نے کہا ع آمدآن یارے کہ ما میخواستیم راہ مین اتفاقاً نعیم بن عبداللہ
مل گئے ان کے تیور دیکھکر پوچھا خیر تو ہے بولے محمد کا فیصلہ کرنے جاتا ہون انھون نے
کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو کہ خود تمھارے بہن بہنوئی اسلام لا چکے مین فوراً پلٹے اور بہن
کے یہان پہونچے وہ قرآن پڑھ رہی تھین ان کی آہٹ پا کر چپ ہو گئین اور قرآن کے
اجزا چھپا لئے لیکن آواز ان کے کانون مین پہونچ چکی تھی بہن سے پوچھا یہ کیا آواز
تھی بہن نے کہا کچھ نہین بولے کہ مین سن چکا ہون کہ تم دونون مرتد ہو گئے یہ کہکر بہنوئی
سے دست و گریبان ہو گئے اور جب ان کی بہن بچانے کو آئین تو ان کی بھی خبر لی
یہان تک کہ ان کا بدن لہو لہان ہو گیا اسی حالت مین ان کی زبان سے نکلا کہ عمر جو
بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہین سکتا فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھ کو
بھی سناؤ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لاکر سامنے رکھدئے جب اس آیت پر پہونچے۔
"آمنوا باللہ ورسولہ" تو بے اختیار پکار اُٹھے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد
رسول اللہ جہان رسول اللہ پناہ گزین تھے حضرت عمر نے آستانہ مبارک پر ہو کر دستک دی
چونکہ شمشیر بکف گئے تھے اس لیے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ آنے دو

اگر مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلوار سے اُس کا سر قلم کر دیا جائے گا حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ خود آگے بڑھے اور اُن کا دامن پکڑ کے فرمایا کیون عمر کس ارادے سے آیا ہے نبوت کی پر رعب آواز نے اُن کو کپکپا دیا نہایت خضوع کے ساتھ عرض کی کہ ایمان لانے کے لئے ۔ آنحضرت بے ساختہ اللہ اکبر پکار اُٹھے اور ساتھ ہی تمام صحابہ نے ملکر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ تمام پہاڑیان گونج اُٹھین حضرت عمر کے اسلام لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا۔ (الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۴ و ۲۵)

اسی نے جناب خان صاحب رامپوری اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ مین کرتے ہین کہ :-

"ابتدائے اسلام کی تاریخ مین ان (حضرت عمرؓ) کا مسلمان ہونا ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے بلکہ محققین کے نزدیک تو وہ ایسا امر ہے کہ بعثت کے بعد اسلام کی عزت و جلال کے لئے جو دوسرا امر ہے وہ یہی ہے (سوریج اسلام جلد ششم صفحہ ۱۴)

جناب شبلی صاحب کے اس ارشاد سے کہ "حضرت عمر کے ایمان لانے نے اسلام کی تاریخ مین نیا دور پیدا کر دیا ہے" ہم کو بھی اتفاق ہے۔ بلا شبہہ یہی تو وہ دور ہے جس کی نسبت ہم عبدالکریم شہرستانی کا قول حدیث قرطاس کے متعلق مسئلہ فضیلت صحابہ کے جواب مین نقل کر آئے ہین کہ "پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی تھی اور پہلی نزاع اسلام مین حضرت عمر سے قائم ہوئی" لاریب محققین کے نزدیک اسی دور مین شجر فتنہ و فساد کا تخم سقیفہ مین بویا گیا جو ایسے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ ایک دین حق کے تہتر ٹکڑے ہو گئے۔ جس کی وجہ سے آل نبی و اولاد علی کی قربانیان مثل گوسفند کی گئین واحسرتاہ واسفاہ ؎

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے ۔۔۔ کی تھی ریاضت اُسپہ علی و بتول نے
پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے ۔۔۔ تینون سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمن روزگار مین
پامال ظلم ہو گیا فصل بہار مین

پس یہ دور جس طرح تیرہ سو برس سے یادگار چلا آتا ہے اسی طرح تا دور شمس و قمر اسلامی دنیا مین یادگار رہے گا۔

چھپاؤن مین لاکھ سوز غم کو فغان کا شعلہ بھڑک اُٹھے گا
دل و جگر جب تک جلے گا یہ آگ کیونکر نہان رہے گی

حضرت عمرؓ کے اسلام کے متعلق آپنے بھی جو روایت اسی آیات بینات مین درج کی ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بیش بہا انعام کی طمع پر تلوار گلے مین حمائل کرکے آنحضرت صلعم کے قتل کو چلے تھے اُس روایت کی نقل یہ ہے۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرا ابو جہل نہایت مغرور مشہور و نامور تھے اور اُن کو سب سے زیادہ عداوت بھی پیغمبر صاحب کے ساتھ تھی شب و روز اسلام معدوم ہو جانے کی فکر مین رہتے تھے۔ ابو جہل نے جس کو پیغمبر صاحب کے ساتھ دلی عداوت تھی اپنے بھائیون سے کہا کہ جو کوئی پیغمبر صاحب کو قتل کرے اور اُن کا سر میرے پاس لانے اُسکو ہزار شتر سرخ بال والے اور بہت سے درہم و دینار صلہ مین دونگا چنانچہ حضرت عمر نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور پیغمبر صاحب کے قتل کے ارادے سے چلے جب دولت سرا پر پہونچے کوئی دروازہ کھولنے کو نہ اٹھا مگر حضرت امیر حمزہؓ چچا پیغمبر صاحب کے یہ کہکر اُٹھے کہ وہ ایک آدمی ہے اگر اطاعت کے ارادہ پر آتا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر۔ چنانچہ حضرت عمر اندر داخل ہوئے جناب پیغمبر صاحب بنفس نفیس اُٹھے اور اُن کو ایسا دبایا کہ اُنکی آنکھین نکل پڑین (آیات بینات صفحہ ۰۰ مطبع مصطفائی)

پس جبکہ ان تمام روایتون سے حضرت عمرؓ کی دشمنی و عداوت اور طمع و حرص خود محققین اہلسنت کے بیان سے ثابت ہے تو اب ما بین ہمارے اور اہلسنت کے اختلاف اس امر مین ہے کہ اسلام لانے کے بعد وہ ان کی اس عداوت اور طمع کو ان کے کمال ایمان اور جان نثاری سے مبدّل کر کے اُن کو تمام اُمت سے ایمان مین اکمل اور مرتبہ مین اعلےٰ اور افضل و فلکِ اسلام کا مہر و ماہ سمجھتے ہین اور ہم اُن کو اسلام لانے کے بعد بھی ویسا ہی۔ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر اسلام اور آنحضرت صلعم کا مخالف جانتے ہین اسلئے کہ گو اس وقت اُن کو بسبب شوکت نبوت و جلالت رسالت آنحضرت علیہ السلام پر تلوار اُٹھانے کی جراءت نہ ہوئی لیکن وہ عداوت جو پنہان تھی آخر کار آنحضرت صلعم کے حج آخری کے وقت سے عیان ہونے لگی۔ چنانچہ بعد برخاست جلسۂ غدیر خم جناب امیر المومنینؑ سے حسد کرنا۔ ہر بات مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مخالفت کرنا۔ لشکر اُسامہ سے تخلف کرنا فرمان مصحف ناطق کو ہذیان بتانا۔ محبوب خدا کا دفن و کفن چھوڑ کر حصول حکومت کی غرض سے خلافت پر قابض ہو جانا۔ بنی ہاشم سے خاص عداوت و عناد رکھنا۔ شاہ ولایتؑ اور اہلبیت نبویؑ کے حقوق تلف کرنا۔ بھائی اور وصی رسول اللہ پر بیعت کے لئے جبر کرنا بصورت انکار قتل کی دھمکی دینا۔ ایوان نبوت و رسالت کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑی لے جانا جگر گوشۂ رسول اللہؐ کو میراث پدری سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کر لینا آل رسولؐ پر خمس کو بند کرنا مجلس شورے قائم کر کے آل رسولؐ اور اولاد بتولؑ کی حقارت اور ہلاکت کی بنیاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ واقعات ان کی اس مخالفت پر مثل آفتاب روز روشن شاہد ہین۔ بھائیو! یہ جلوے اور ان کے افعال و کردار ایسے نہین ہین جو کسیکے چھپائے چھپ سکین

پاس احمدؐ کا بھی ہو ظلم کا اقدام بھی ہو — شیوۂ کفر بھی ہو دعویٰ اسلام بھی ہو

اب ہم حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی روایتون کی نسبت جن پر اہل سنت کو بہت کچھ

نازہے یہ عرض کرتے ہین کہ اگر حضرت عمرؓ فی الحقیقت بقول شبلی صاحب اپنی بہن۔ سے آیہ کریمہ "امنوا باللہ ورسولہ" سنکر صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو جو تلوار گلے مین حمائل کرکے پیغمبر خدا صلعم کے قتل کو چلے تھے اُسکو وہین پھینک دیتے۔ حالانکہ یہ تلوار آستانہ رسالت تک آپ کی گردن مین حمائل تھی بلکہ یہ امر تو آپ کی بدنیتی پر دلالت کرتا ہے۔

ـــلہ اِس واقعہ مین حضرت عمر کی بدنیتی پر دلالت کرنے والے بہت سے روایات ہین جنمین سے بعض کو ہم انسان العیون حلبی سے نقل کرتے ہین۔ راوی کہتا ہے ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تمھارے خداؤن کو بُرا کہا اور تمھارے عقول کی تسفیہ کی اور گمان کیا کہ جو لوگ تمھارے اسلاف سے گذرے ہین وہ آگ مین گرادیے جائینگے آگاہ ہو کہ جو شخص محمدؐ کو قتل کرے گا اوسکو مین سو ناقہ سُرخ اور سیاہ رنگ کے دونگا اور ہزار وقیہ چاندی دون گا۔ اور بنا بر قول دیگر یہ قرار دیا تھا کہ جو قتل کرے گا اوسکو اتنے اتنے وقیہ سونا اور اتنے اتنے وقیہ چاندی اور اتنے اتنے مشک نافے اور اتنے اتنے حلے وغیرہ دیئے جائینگے۔ عمر نے کہا کہ مین اِس کام کو انجام دون گا لوگون نے کہا کہ اے عمر ضرور تم اس کام کے قابل ہو اور اسپر عہد اُن سے کرلیا عمر کہتے ہین کہ مین تلوار حمائل کرے اور پہلو مین ترکش لگا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کرکے نکلا تھا کہ گذر میرا ایک گوسالہ کی طرف سے ہوا جو ذبح کیا جا رہا تھا مین نے اُس گوسالہ کے شکم سے آواز سنی کہ اے آل ذریح ایک پکارنے والا بزبان فصیح پکار رہا ہے۔ دعوت کر رہا ہے شہادت ان لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ کی طرف مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس امر سے سوائے تمھارے اور کوئی مراد نہین ہے اور ذریح نام تھا اُس گوسالہ کا جو ذبح کیا جا رہا تھا اور ذریح اُسکو خون کے رنگت کے سبب سے کہتے تھے کہ وہ سُرخ رنگ کا تھا اور عرب مین احمر ذریحی اوس سُرخ رنگ کو کہتے ہین جس مین سُرخی تیز ہو راوی کہتا ہے کہ عمر پھر ایک ایسے شخص کی طرف سے ہوکر گذرے جو اسلام لا چکا تھا اور اپنا اسلام اپنی قوم کی ڈر سے چھپاتا تھا اُسکو نعیم کہتے تھے یہی عبداللہ نحام کا بیٹا جیسا کہ گذرا اُسنے پوچھا کہ اے ابن خطاب! کہان چلے، عمر نے کہا کہ (معاذ اللہ) اس بیدین کی طرف جاتا ہون جسنے قریش کے امر کو متفرق کردیا ہے اور اُن کے عقول کی تسفیہ کی ہے اور اُن کے خداؤن کا بدگو ہے مین اُسے قتل کرون گا۔ نعیم نے ان سے کہا کہ تجکو تیرے نفس نے فریب دیا ہے کیا تجکو یہ خیال ہے کہ بنی عبد مناف زمین پر چلتا ہوا تجکو چھوڑدینگے حالانکہ تو نے محمدؐ کو قتل کیا ہو۔ بہتر ہے کہ تو اپنے گھروالون مین جا تاکہ اُن کے امر کا سرپرست ہو۔ عمر نے کہا کہ میرے اہلبیت کون؟ اُسنے کہا کہ تیرے بہنوئی اور ابن عم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور تیری بہن کہ یہ دونون اسلام لا چکے ہین۔

بہرکیف اگر حضرت عمرؓ صدق دل اور خلوص ایمان سے جناب رسول مقبول صلعم کی خدمت مین حاضر و موجود ہوئے ہوتے اور اُن کا اسلام لانا بسبب برکت دعاء آنحضرت صلعم ہوتا تو جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علم نبوت سے آپ کے اسلام لانے اور آمد آمد کا علم ہو جاتا اور اُنکے حاضر ہونے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو اُن کے اسلام لانے کا مژدہ سُنا کر اُن کے استقبال کرنے کی ہدایت فرماتے اور فرطِ طرب مین یہ ارشاد فرماتے ع

"آمد آن یارے کہ ما می خواستیم"

اور حضرت عمرؓ کو دیکھکر آنحضرت صلعم اور کل اصحاب خوش ہو ہو کر اُن سے بغلگیر ہوتے مگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۱) تجکو لازم ہے کہ جا کر اُن کا حال دریافت کر نعیم نے یہ جو کچھ کہا تھا اِس غرض سے کہا تھا تاکہ عمر کو رسول اللہ کے قتل سے باز رکھے اور بقول دیگر حضرت عمرؓ کو ملا تھا وہ سعد بن ابی وقاص تھا اُسنے کہا کہ "کہان کا ارادہ ہے؟ اے عمر!" جواب دیا کہ "مین چاہتا ہون کہ محمد کو قتل کرون" سعد نے کہا کہ "تمھارے یہ طاقت نہین ہے چاہتے ہو کہ محمد کو قتل کرو بنی عبد مناف تم کو زمین پر چلتا ہوا چھوڑ دین عمرؓ نے کہا کہ تو اسلام کی طرف مائل ہو گیا ہے مین تجھی سے پہل کرتا ہون اور تجھے قتل کرتا ہون سعد نے کہا کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ عمرؓ نے اپنی تلوار کھینچی ادھر سعد نے اپنی تلوار کھینچی اور قریب تھا کہ چل جائے پھر سعد نے عمر سے کہا کہ کیا ہو گیا ہے تجکو اے عمر اپنی بہن اور بہنوئی کو پہلے تجھے قتل کرنا چاہیے تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دونون بھی اسلام کی طرف مائل ہو گئے سعد نے کہا ہان۔ ... سعد کو چھوڑ دیا اور اپنی بہن کے مکان پر آئے خباب بن ارت بھی اُن لوگون کے پاس پائے گئے۔ اُن کے ساتھ ایک صحیفہ تھا اُسمین سورہ طٰہٰ لکھا تھا۔ اُن لوگون کے سامنے پڑھ رہے تھے کہ عمر نے اُن لوگون کے دروازے ... جب آہٹ عمر کی سُنی اُن لوگون نے تو خباب تو غائب ہو گئے اور وہ صحیفہ چھوڑ گئے جب مکان میں عمر آئے تو اپنی بہن سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی مین سُن رہا تھا بہن نے اُن کی کہا کہ کچھ نہین ہم لوگ آپسمین باتین کر رہے تھے وہی تم نے سُنی۔ عمر نے کہا کہ قسم بخدا مجھے خبر ملی ہے کہ تم دونون (اپنے بہن بہنوئی کو کہا) نے محمدؐ سے بیعت کر لی ہے اُن کے دین پر۔ ورا پنے بہنوئی پر حملہ کیا اور زمین پر پچھاڑ دیا اور اُنکے سینہ پر بیٹھکر اُنکی ڈاڑھی پکڑلی۔ بہن اُن کی اپنے شوہر کو چھڑانے کی غرض سے اُٹھین انھین بھی مارا کہ پیشانی اُنکی زخمی ہو گئی جب خون بہتے دیکھا

برعکس اسکے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا آنا گران گذرا۔ چنانچہ جب حضرت عمرؓ نے دق لباب کیا اور ایک صحابی نے دروازہ سے جھانک کر دیکھا اور ان کا حال حضورؐ مین عرض کیا تو کل اصحاب اُن کے آنے سے متردد ہوے کہ کوئی دروازہ کھولنے کو بھی نہ اُٹھا آخر بقول شبلی صاحب :-

"چونکہ شمشیر بکف گئے تھے اِس لئے صحابہ کو تردد ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ نے کہا آنے دو۔ اگر مخلصانہ طور پر آیا ہے تو بہتر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُسکا سر قلم کر دیا جائے گا۔"

غرض جب حضرت عمرؓ حضورؐ کے سامنے حاضر کئے گئے تو اُس وقت تک آپ ان کی طرف سے ویسے ہی بدگمان تھے اور اُن کو اپنا اور اسلام کا دشمن جانتے تھے۔ جیسا کہ ابن اثیر جزری کا قول ہے کہ :-

حضرت نبی صلعم خود ہی حضرت عمر کی طرف تشریف لائے اور اُن کے پاس آکر چادر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۰۲) کہنے لگین اے دشمن خدا! تو مجکو اسپر مارتا ہے کہ مین خدا کی توحید کرتی ہون مین ضرور تیری ناک زمین پر گھسنے کیلئے اسلام لائی۔ تجکو جو کرنا ہو کر۔ جب بہن کی یہ حالت دیکھی اپنے بہنوئی پر جو ظلم کیا تھا اُسپر نادم ہوے بہن سے کہا کہ یہ صحیفہ مجھے دو دیکھون تو کیا لائے ہین محمدؐ اور عمر لکھنا جانتے تھے بہن نے اُن کی کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہین تم ضایع نہ کر دو عمر نے قسم کھائی کہ ضرور پڑھنے کے بعد پھیر دینگے۔ بہن نے اُن کی کہا کہ تو نجس ہے اور اسکو سواے طاہر کے کوئی چھو نہین سکتا۔ اور حلبی نے ایک روایت یہ لکھی ہے کہ عمر کہتے ہین کہ مین نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب شب مین کیا۔ حضرت نے کہا کون ہے؟ مین نے کہا کہ عمر۔ حضرتؐ نے فرمایا تو مجھ کو نہ شب مین چین لینے دیتا ہے نہ دن مین۔ پس مجھے خوف ہوا کہ مجھ پر بددعا نہ کرین۔ لہذا مین نے کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا۔ علاوہ اِس کے حلبی نے بہت سے عجیب وغریب حالات لکھے ہین جنکو دیکھکر ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ دل کا عمر کے کیا حال تھا ۱۲ منہ

کے کنارے سب طرف سے پکڑ لئے اور نہایت زور سے اُسے کھینچکر پوچھا کہ تو کیون آیا ہے ابھی تک تو اپنی شرارت سے باز نہین آیا کیا خداے تعالی کا عذاب نازل ہونا چاہتا ہے"۔

(دیکھو عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۴۳)

اور بقول صاحب ابوالفدا مندرجہ جلد اول صفحہ ۱۲۰ چھاپہ مصر:۔

"آنحضرت صلعم نے نہایت خشمناک ہوکر فرمایا۔

ما انت منتہ حتی تنزل بک	کہ جب تک تو رسوا اور ذلیل نہوگا ہمیشہ تو
القارعۃ	اپنے کفر و نفاق پر جا رہیگا"۔

آخرکار جب حضرت عمرؓ نے جناب حمزہؓ کا کلام سُنا اور ادھر آنحضرت صلعم کو بھی غیظ و جلال مین دیکھا تو گھبرائے اور سوچے کہ مین تو رسول اللہؐ کا سر لینے آیا تھا مگر یہان تو میرا ہی سر کٹتا ہے۔ پس ہیبت نبوت و جلالت رسالت نے بقول شبلی صاحب (نبوت کی پر رعب آواز نے ان کو کپکپا دیا) اور حسب بیان آپکے (ان کی آنکھین نکل پڑین، لہذا اس تشمس نے ایسا اثر کیا کہ تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا اور مجبور ہوکر کلمہ پڑھ لینے ہی مین اپنی جان کی امان ان کو نظر آئی چنانچہ تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۲۹۶ مین آپ کے اسلام لانے کا یہی سبب لکھا ہے۔ اس روایت کی نقل یہ ہے:۔

فخرج الیہ فاخذ رسول اللہ	پھر جب حضرت عمرؓ کی آمد آنحضرت نے
بجامع ثیابہ ثم نترہ نترۃ	سُنی تو آپ باہر آئے اور ان کا کپڑا پکڑکر
فما تمالک عمران وقع علی	ایک جھٹکا دیا کہ عمرؓ زانو کے بھل گر پڑے
رکبتیہ فقال ما انت بمنتہ یا عمر	اور فرمایا کہ اے عمرؓ تو باز نہ آئیگا

فقال اشہدان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک جسپر عسکر کلمہ شہادتین زبان پر جاری
لہ واشہدان محمداعبدہ ورسولہ کیا۔

پس یہ ایمان وہ ایمان ہے جسکی مذمت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

قالوا اٰمنا بافواھھم ولم تؤمن منھ سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین
قلوبھم (سورۃ المائدۃ) لیکن اُن کے دل ایمان نہین لائے۔

اور اسیوجہ سے شیعون کا ان حضرت کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ (اصحاب ثلثہ از امراول از ایمان
بہرہ نہ داشتند)۔

افسوس! کہ ہمارے سنی بھائی بفحوائے ع چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد محض اصحاب ثلثہ کی خاطر حالات اور واقعات پر کیسا پردہ ڈالتے ہین کہ حضرت ابوطالب سے جان نثار جنھون نے آنحضرتؐ کی پرورش کی۔ اور دشمنون سے دس سال تک حفاظت رسالت ونبوت کی تصدیق اور اعلاء کلمۃ اللہ مین ہر طرح کی حمایت واعانت کی اسلام کی خاطر کل بنی ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب مین تین سال تک آب و دانہ اور ہر قسم کی تکلیفین اُٹھائین۔ اور حضرت خدیجہ رض سی خاتون جنھون نے اپنا مال آپ پر نثار کیا اور مژدہ بعثت سنتی ہی آنحضرتؐ پر ایمان لائین۔ حضرت جعفرؑ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم سے وفادار اقربا جو ہمہ وقت آپ کے سینہ سپر رہے اور راہ خدا مین ہجرت کی اور یہان تک جہاد کیا کہ خدا ورسولؐ پر اپنی جانین نثار کردین جن کی شہادت مین خود خدائے عزّوجل فرماتا ہے:۔

فالذین ھاجروا واخرجوا من جن لوگون نے ہمارے لئے وطن چھوڑے
دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا اور اپنے گھرون سے نکالے اور ستائے گئے
وقتلوا لاکفرنّ عنھم سیاٰتھم اور لڑے اور مارے گئے۔ ہم ان کی خطاؤن کو

ولادخلنهم جنت تجری من تحتها	اُن سے ضرور محو کردینگے اور اُن کو ایسے باغون
الانہر ثوابا من عنداللہ واللہ	مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین بہ رہی
عندہ حسن الثواب	ہونگی اللہ کے یہان سے یہ بدلہ ہے اور اچھا
پ ۴ - س - ال عمران ع ۱۹	بدلہ اللہ ہی کے نزدیک ہے۔

ایسے وفادار اور جان نثار ایمان والون کو تو اسلام اور ہادی اسلام کے دشمن بتائین اور جن حضرات نے دنیا حاصل ہونے کی غرض سے اسلام قبول کیا تھا اور جو اس نازک وقت مین اپنی قوم کی پناہ مین رہ کر امن وامان مین رہے۔ جو ہمیشہ جہاد مین فرار اور رسالت و نبوت مین شک وشبہہ کرتے رہے۔ تا زیست خدا ورسول کی عدول حکمی کو اپنا شعار سمجھتے رہے دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کے دفن وکفن اور نماز جنازہ مین بھی شریک نہوے اُن کو اسلام اور ہادی اسلام کا سچا فدائی اور حقیقی جان نثار سمجھین اور حق کو باطل اور باطل کو حق بتائین۔ واہ۔ واہ۔ واہ شعر

جفا کی تم نے اور ہم نے وفا کی ‏ ‏ ‏ ‏ تم اچھے ہم برے قدرت خدا کی

قال

دولہ
مدلت لعنت مین
صحابؓ کے ایمان
کا کوئی قوی سبب
ہوہ

پس غور کرنے کا مقام ہے کہ جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا۔ اور سب سے پہلے پیغمبر صاحب کے کہنے کو سچ جانا اور اول اول ہی آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور بلا توقف اور بلا تامل کلمۂ شہادت پڑھا اور بلا صلاح و مشورہ اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ کر اور اپنے بھائی بندون سے علیحدہ ہو کر آپ کا دامن پکڑا اور اپنے دوست اور آشناؤن سے مخالفت کر کے غاشیۂ اطاعت نبوی اپنے دوش پر رکھا تو ایسے لوگون کا جو ایسے نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہون ۔ مون کو ئ نہایت قوی سبب ہوگا ورنہ یہ بات سب جانتے ہین کہ اپنے دین کا چھوڑنا اور نیا دین اختیار کرنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے اور اپنے عیش و آرام کو ترک کرنا اور مصیبت و ایذائین اور تکلیفین اُٹھانا بلا کسی خاص سبب کے کسی کو گوارا نہین ہوتا ۔

(آیات بینات)

اقول

جن لوگون نے ابتداے دعوت مین اسلام قبول کیا تھا اور سب سے پہلے پیغمبر خدا کے کہنے کو سچ جانا تھا اُن مین اگر اصحاب ثلٰثہ شامل ہین تو آپ کو یہ امر کتب امامیہ سے ثابت کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اُن کا ایمان شیعون کے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہین پہونچا جیسا کہ جناب غفران مآب مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب مین تحریر فرماتے ہین:۔ — ایمان و اسلام مین فرق

کہ اول ایمان اصحاب ثلٰثہ با ثبات	پہلے اصحاب ثلٰثہ کا ایمان ثابت کرنا چاہیئے
باید رسانید بعد ازین باین افسانہ بیہودہ ترنم	بعد اسکے یہ بیہودہ افسانہ گانا چاہیئے اسلئے
باید نمود زیرا کہ دانستی کہ مسلک امامیہ درین	کہ انکے ایمان کے بارے مین امامیہ کا یہ مقولہ
باب آن ست کہ اصحاب ثلٰثہ از امر اول از ایمان	ہے کہ اصحاب اول ہی سے ایمان سے بہرہ
بہرہ نہ داشتند	نہ رکھتے تھے۔

البتہ ان کے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہین لیکن اسلام اور ایمان مین فرق ہے اور یہ تفریق کچھ شیعون نے ہی نہین کی ہے بلکہ اِسکا فرق قول باری تعالیٰ سے روشن ہے:۔

وقالت الاعراب اٰمنا قل لم	اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے اے رسول
تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل	انسے کہو کہ تم ایمان تو نہین لائے ہان یہ کہو کہ اسلام
الایمان فی قلوبکم	لائے ایمان تو تمھارے دلون مین پیٹھا ہی نہین۔

اور اصحاب ثلٰثہ کا تو ابتداے دعوت مین اسلام لانا بھی کتب اہلسنت سے ثابت نہین ہو کیونکہ حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا تو خود حسب روایات اہلسنت بعثت نبوی سے چھہ برس کے بعد — ابتداے بعثت مین اصحاب ثلٰثہ کے اسلام لانیکی تردید

معلوم ہوتا ہے اور اُس وقت تک متعدد اشخاص دائرہ اسلام مین داخل ہو چکے تھے جن کی تعداد خود آپ نے قریب چالیس آدمیون کے بتائی ہے پس اس زمانہ کو ابتدائی زمانہ کون کہتا ہے۔ ہان اگر اہلسنت نے انھین کے اسلام لانے کی تاریخ سے یہ حساب لگایا ہو اور اُس تاریخ سے دعوت اسلام کی ابتدا شروع کی ہو تو وہ اور بات ہے۔ اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کی سابق الاسلامی بھی پایہ ثبوت کو نہین پہونچی اسلئے کہ خود محققین اہلسنت کو اس مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ دس پانچ آدمیون کے اسلام لانیکے بعد مسلمان ہوے تھے اور کسی کا بیان ہے کہ پچاس آدمیون کے بعد اسلام لائے تھے اور وہ روایتین یہ ہین :-

پہلی	اخرج ابن عساکر بسند جید	بسند معتبر ابن عساکر نے محمد بن ابی وقاص
	عن محمد بن ابی وقاص انه	سے روایت کی ہے کہ اُس نے اپنے باپ سعد
	قال لابیه سعد وکان ابوبکر	سے پوچھا کہ کیا ابو بکر سابق الاسلام تھے؟
	الصدیق اولکم اسلاما قال	تو اُس نے کہا نہین بلکہ اُن سے پہلے پانچ
	ولکنه اسلم قبله اکثر من	آدمیون سے زیادہ اسلام لا چکے تھے۔ لیکن
	خمسة ولکن کان خیرنا اسلاما (تاریخ الخلفا)	اسلام اُن کا بہتر تھا۔
دوسری	حدثنا ابن حمید کنانه	ابن حمید نے محمد بن موسیٰ سے
	بن جبلة عن ابراهیم بن طهمان	روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے
	عن الحجاج بن الحجاج عن قتادة	اپنے باپ سے پوچھا کیا ابو بکر تم لوگون
	عن سالم بن الجعد عن محمد	سے پہلے اسلام لائے تھے؟ اُس نے
	بن موسیٰ قال قلت لابی کان	کہا کہ نہین بلکہ اُن سے قبل پچاس آدمی
	ابوبکر اولکم اسلاما فقال لا	سے زیادہ اسلام لا چکے تھے مگر ابو بکرؓ

واسلم قبلہ اکثر من خمسین لکن کان   کا اسلام لانا ہم سے افضل تھا۔

افضلنا اسلاما ۔ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مصر

ان روایتون سے اُن کی سابق الاسلامی باطل ہوگئی۔ اب رہا یہ کہ جو لوگ نازک وقت مین اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین مین آئے ہون تو ان کے اسلام لانے کا کوئی قوی سبب ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جو صحاب متقین اور صالحین تھے اُن کے ایمان لانے کا قوی سبب ترک گاری آخرت تھی ان لوگون مین سے بعض تو آنحضرت صلعم کے عزیز تھے۔ جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے اور اکثر مومنین صالحین مثل حضرت عمارؓ حضرت یاسرؓ حضرت بلالؓ وغیرہ وغیرہ کے جو مثل عزیزون کے تھے اُن کے ایمان کا یہ حال تھا کہ نہ کبھی اُنھون نے بعد لانے ایمان کے آنحضرت صلعم کی نبوت اور رسالت مین شبہہ کیا اور نہ کسی امر مین اپنے پیغمبر کی مخالفت کی۔ اور بعض تو اسی نازک زمانے مین اپنی جانین خدا اور رسولؐ پر نثار کر گئے جیساکہ حضرت عمارؓ کے والدین یعنی حضرت یاسر و حضرت سمیہ کا کفار مشرکین کے ہاتھون سے اذیت اُٹھانا اور شہید ہوجانا کتب اہلسنت سے معلوم ہوتا ہے ہم بعض روایات کی نقل اس جگہ کرتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

> صحابہ مین صحاب متقین کے اسلام لانے کے اسباب

پہلی روایت   عمار بن یاسر اور اُن کے باپ اور مان مسلمان ہوگئے تھے یہ قدیمی مسلمانون مین ہین۔ بنی مخزوم۔ عمار اور ان کے مان باپ کو مکہ کی گھاٹیون مین اس وقت لے جاتے تھے جب کہ پتھر نہایت گرم ہوجاتے تھے اور وہان انھین گرمی کی شدت سے ایذا دیتے تھے ایک مرتبہ نبی صلعم ان پر سے ہوکر گذرے اور فرمایا آل یاسر تمھارا اور ہمارا موعد جنت ہے۔ اسکے بعد یاسر اسی عذاب سے مرگئے۔ عمار کی مان سمیہ کو ابوجہل نے نیزہ مارا اس سے وہ مرگئی۔ یہی عورت اسلام مین سب سے اول شہید ہوئی۔

عمار کو بھی بڑا عذاب دیتے تھے کبھی تو ان کو گرمی کی سختی سے ستاتے تھے اور کبھی

سُرخ گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھ دیتے تھے اور کبھی پانی مین غرق کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک محمد کو گالیان نہ دے گا اور لات وعزّیٰ کی تعریف نہ کرے گا تب تک تجھے ہم نہ چھوڑینگے "

آیات دربارہ ایات نسبت جواز تقیہ

ایک بار عمار نبی صلعم کے پاس روتے ہوے آئے آپ نے پوچھا خیر تو ہے عمار نے کہا یا رسول اللہ بُری حالت ہے اس طرح لوگ مجھ سے پیش آتے ہین آپ نے فرمایا پھر تمھارا دل کیا کہتا ہے عمار نے کہا میرے دل کو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین تو تم سے جو کچھ وہ کہلائین کہدینا۔ چنانچہ اسیوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم (سورہ نحل)

جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اُس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو اُس سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔ لیکن ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھول کر تو ایسے لوگون پر خدا کا غضب اور اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔

یہ عمار رسول اللہ کے ساتھ تمام معرکون مین شریک رہے ہین صفین مین حضرت علی کی طرفداری مین شہید ہوے ان کی عمر ترانوے چورانوے سال سے متجاوز تھی۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۱۱ مطبوعہ مفید عام آگرہ)

دوسری

اخرج ابن مسعود عن محمد بن سیرین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقی عمارا

ابن مسعود نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ آنحضرت ؐ نے عمار سے ملاقات کی

وھو یبکی فجعل یمسح عینہ یقول	وہ حضرت کو دیکھکر رونے لگے حضرت اپنے دست
اخذلک الکفار فغطوک فی	مبارک سے اُن کے آنسو پونچھتے تھے اور
الماء فقلت کذا وکذا فان	فرماتے تھے کہ تم کو کفار نے پکڑ کے پانی مین
عادوا فقل ذلک لھم	غوطہ دیا اور ڈبویا اُس وقت تم نے جاکر جو کچھ
(تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر)	یہ باتین کہی تھین اگر دوبارہ کھلائین تو بھی کہنا

تیسری ایک دفعہ کافرون نے حضرت عمار اور اُن کے مان باپ کو جو مسلمان ہو گئے تھے اور دھوپ مین تپتی ہوئی ریت پر ڈالدیا کہین اُدھر سے رسول اللہ صلعم تشریف لائے تھے آپنے دیکھکر فرمایا اے یاسر کے خاندان کے لوگو! صبر کرو تمھاری جگہ جنت مین ہے حضرت یاسر کا اس سختی مین انتقال ہوا اور اُن کی بیوی سمیہ نے ابوجہل سے سختی کے ساتھ گفتگو کی ابوجہل نے اُن کو اُسی وقت شہید کر دیا۔ اسلام مین سب سے قبل حضرت سمیہ ہی نے شہادت کا درجہ پایا۔ (رسالہ ذکر مبارک صہ ۲۵)

تاریخ کامل کی جو روایت اوپر نقل ہو چکی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ کریمہ من کفر باللہ الخ حضرت عمارؓ ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے اور یہی بیان دیگر مفسرین اہلسنت کا بھی ہے جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی تفسیر کرتے ہین:-

دراخبار آمدہ کہ قریش بعد از تعرض	مورخین ومفسرین نے نقل کیا ہے کہ
حضرت باآلہہ باطلہ ایشان بایذا و آزار درایشان	جب آنحضرت صلعم بتون کی برائی ظاہر کرنے لگے
صحابہ کہ حمایتے نداشتند چون بلال وخباب	تو کفار قریش ان غریب اصحاب کو جن کا کوئی
عمار و پدر او یاسر و مادر او سمیہ مشغول شدند	حامی اور مددگار نہ تھا مثل بلال و عمار و یاسر وغیرہ
وایشان را در رجوع کفر اکراہ کردند	کے ایذا دینے لگے اور اُنکو کفر اختیار کرنے پر مجبور کرنے لگے

آنجماعت در طریق خود ثبات قدم ورزیده
برجفاے قوم شکیبائی نمودند تا حدیکہ
والدین عمار شربت شہادت چشیدند عمار
از بے طاقتی و ضعف بدن کہ تحمل ایذا نداشت
کلمہ رضاے قوم دران بود بگفت "بل
امنت بالجبت والطاغوت" خبر بحضرت
پیغمبر رسید کہ عمار کیش کفر اختیار کردہ از دین
خود بیزار شد حضرت فرمود نہ چنین ست از
سر تا قدم عمار از ایمان پُر ست و ایمان
بگوشت و خون او بر آمیختہ است یعنی ایمان
در باطن او چنان متمکن نشدہ کہ بہ گفتگوے
ہرزہ گوئی تفاوت پذیرد۔ عمار گریہ کنان
بجناب نبوت مآب آمد آنحضرت بدست مبارک
اشک او پاک میکرد و می فرمود ترا چیست
ان عادوا لك فعد لهم یعنی اگر باز گوئند
بتو اکراہ باز گردید ایشان بہمان کلمہ و حق سبحانہ
این آیہ فرستاد کہ من کفر باللہ
من بعد ایمانهم ہر کہ کافر شود بخداے
پس از ایمان خویش مرتد گردد چون ابن خطل

مگر وہ لوگ اپنے دینِ ایمان پر مستقل اور ثابت قدم
رہے اور مصائب جھیلتے اور صبر کرتے رہے یہانتک کہ
حضرت عمار کے والد حضرت یاسر اور اُنکی مان سمیہ نے
ان مظالم سے شربت شہادت نوش کیا اور حضرت عمار
بوجہ ضعف اور کم طاقتی کے ان مصائب کے متحمل نہو سکے
تو مجبور ہو کر حسب خواہش کفار یہ کلمہ زبان پر لائے
امنت بالجبت و الطاغوت یہ خبر نبی صلعم کو پہونچی
کہ عمار نے کفر اختیار کر لیا اور دینِ اسلام سے پھر گئے
یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ مین اس امر کو ہرگز باور نہین
کرتا کہ عمار اپنے ایمان سے پھر گیا ہو اسلئے کہ وہ سر
پا اون تک ایمان مین ڈوبا ہوا ہے اور ایمان اُسکے
گوشت اور خون مین سرایت کئے ہوے ہے یعنی ایمان
اُسکے قلب و جگر مین اسقدر سرایت کر گیا ہے کہ ممکن نہین
ہے کہ ہر کس و ناکس جاہل و احمق کے بہکانے پر پھر جاے
اسی اثنا مین عمار بھی روتے ہوے آنحضرت کیخدمت مین
حاضر ہوے آنحضرت اپنے دست مبارک سے اُنکے آنسو پونچھتے
تھے اور فرماتے تھے کہ کیا ہوا اگر کفار کفر کی باتین
تم سے کہلائین تو تم زبان سے کہدو اسپر خداے پاک نے یہ
آیت نازل فرمائی من کفر الخ یعنی جو کوئی ایمان لانیکے بعد

وطعمہ ومقیس وامثال ایشان در معرض سخط
الٰہی باشد الا من اکرہ مگر کسیکہ اکراہ کردہ شود
وقلب او مطمئن باشد بالایمان آرمیدہ باشد
بایمان وعقیدہ او متغیر نگردد چون عمار بن
یاسر۔
(تفسیر حسینی صفحہ ۲۰۷ مطبع نولکشور)

پھر جو سے کفر اختیار کرے جیسا کہ ابن خطل اور طعمہ
اور مقیس وغیرہ نے کفر اختیار کیا تو وہ مستوجب
غضب الٰہی ہوگا لیکن جو کوئی کفر اختیار کرنے پر
مجبور کیا جائے اور دل سے اپنے ایمان پر ثابت قدم
ہو مثل عمار یاسر کے تو وہ قابل مواخذہ
نہین ہے۔

پس مومنین کے ایمان لانے کا قوی سبب تو نجات آخرت تھا۔ ہان جو لوگ منافق تھے وہ اسلام لانیکے بعد زبان سے تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے تھے لیکن دِل مین آمنت بالجبت والطاغوت کے قائل تھے جس پر آیۂ کریمہ من کفر باللہ الخ شاہد ہے اور اصحاب ممدوحین مقبولہ اہلسنت کے ایمان لانے کا قوی سبب محض طلب دنیا تھی چنانچہ اس زمانہ جاہلیت مین لوگ کاہنون اور نجومیون کے بہت معتقد تھے اور اُن کی بات پر فوراً یقین لے آتے تھے انھون نے حکم لگایا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر مبعوث ہون گے جن کو بہت قوت اور غلبہ حاصل ہوگا اور تمام ملک ان کے تسلط مین آئے گا اس نبی کے اصحاب حکومت اور سلطنت سے بہت متمتع ہون گے چنانچہ علمائے اکابر اہل سنت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو کاہن و نجومیون نے خبر دی تھی کہ ایک پیغمبر عرب مین مبعوث ہونگے اُن کی حیات مین تم اُن کے مصاحب ہوگے اور بعد وفات اُن کے خلیفہ بن بیٹھو گے"۔ چنانچہ اُن کی پیشین گوئی راست آئی کہ حضرت ابوبکر کو وزارت بھی ملی اور خلافت بھی۔

اور حضرت عمر کے اسلام لانے کا قوی سبب خود آپ ہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت "ہزار شتر سرخ بال والے اور بہت سے درہم و دینار" کی طمع پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو قتل کرنے کے لئے تلوار گلے مین حمائل کر کے چلے تھے۔ مگر جب امیر حمزہؓ کا یہ کلام سُنا "اگر نیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُس کا سر" نیز حضرت امیر حمزہ کو تیغ بکف اپنے سر پر دیکھا اور ادھر آنحضرت صلعم کو نہایت غیظ و جلال مین پایا تو خوف زدہ ہو کر بلفحوائے شعر

دست بیچارہ چون بجان نرسد   چارہ جز پیرہن دریدن نیست

بمجبوری کلمۂ شہادت پڑھا۔

اور حضرت عثمان رضؓ کے اسلام لانے کا سبب علامہ سیوطی خصائص الکبریٰ کے صفحہ ۱۳۱ جلد اول مین خود حضرت عثمان کی زبانی جو تحریر فرماتے ہین اُس کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

اخرج ابن عساکر عن عثمان بن عفان قال	حضرت عثمان کہتے ہین کہ ہم نسوان
کنت رجلا مستهترا بالنساء فانی ذات لیلة	کو محبوب رکھتے تھے۔ ایک روز ہم خانۂ کعبہ
بفناء الکعبة قاعد فی رھط من قریش اذ اتینا	کے پاس بیٹھے تھے کہ وہ سنے کہا محمدؐ نے
حد فقیل لنا ان محمد اقد انکح عتبة بن	اپنی بیٹی (رقیہ) کا عقد عتبہ بن ابو لہب
ابی لهب رقیة ابنته وکانت رقیة ذات جمال	سے کر دیا یہ سنکر ہمارے دل مین حسرت ہوئی
رائع فدخلتنی الحسرة لما لا اکون سبقت الی	کہ کیون ہم نے سبقت نہ کی تاکہ یہ ہم کو
ذلك فلم البث الی ان انصرفت الی منزلی فاصبت	مل جاتی جب ہم وہان سے گھر آئے تو خالہ کو
خالة لی قاعدة وکانت قد تکهنت عند قومها	موجود پایا جو کاہنہ تھی اُس نے کہا بشارت
فلما راتنی قالت ابشر وحییت ثلاثا تترا ثم ثلاثا	ہو اور مبارک ہو قسم خدا کی تو نے نکاح کیا
وثلاثا اخری ثم باخری کی تتم عشرا اتاك خیر	حصان درخشان سے تو بھی بکر ہے اور ملاقات
ووقیت شرا انکحت والله حصانا زهرا وانت	کی بکر سے تو اُس کو ایک عظیم القدر بیٹی
بکر لقیت بکرا وافیتها بنت عظیم قدرا۔ قال عثمان	پائے گا۔ عثمان کہتے ہین کہ ہم کو اِس

فعجبت من قولها وقلت یاخالہ ما تقولین	اس قول سے تعجب ہوا۔ مین نے کہا اے
فقالت عثمان لك الجمال ولك اللسان	خالہ کیا کہتی ہو تو جواب دیا کہ اے عثمان!
وهذا النبی معہ البرهان وارسلہ	یہ نبی ہین جنکے ساتھ برہان ہے جس کو
بحقہ الدیان وجاءہ التنزیل والفرقان	خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اُس کے
فاتبعہ لا تغتالك الاوثان فقلت	پاس تنزیل و فرقان آیا ہے تو اوس کی
یاخالۃ انك لتذکرین شیئا ما وقع	پیروی کر ایسا نہ ہو کہ بت تجھے دھوکا دین۔
ذکرہ ببلادنا فابینیہ لی فقالت	عثمان نے کہا اے خالہ تم وہ بات کہتی ہو
محمد بن عبد اللہ رسول من عند	جس کا ذکر ہمارے شہر مین نہین ہے صاف
اللہ جاء بتنزیل اللہ یدعو بہ الی	بیان کرو تو کہا کہ محمد بن عبد اللہ خدا
اللہ ثم قالت مصباحہ مصباح	کے رسول ہین جن کے پاس تنزیل خدا آیا ہے
ودینہ فلاح وامرہ نجاح وقرنہ نکاح	اور خدا کی طرف دعوت کرتے ہین ان کا
ذلت لہ البطاح ما ینفع الصیاح	مصباح مصباح ہے اور ان کا دین فلاح اور
ولو وقع الذباح وسلت الصفاح ومدت	انکا امر رستگاری اور نسل انکی نکاح ہی تمام بطحا انکا تابع
الرماح قال ثم انصرفت ووقع کلامها	ہوگا جب بیچ شرف ہوگا اور تلوار کھینچ جائیگی اور نیزے
فی قلبی وجعلت افکر فیہ وکان لی مجلس	دراز کیے جائینگے تو چیخنا اور چلانا کوئی فائدہ دیگا
عند ابی بکر فاتیتہ فاخبرتہ بما سمعت	خالہ تو چلی گئین مگر انکا کلام دل مین گھر کر گیا چونکہ
من خالتی فقال ویحك یا	ابوبکر کے پاس ہم آیا جایا کرتے تھے اسلیے ہم نے یہ
عثمان انك رجل حازم ما یخفی	قصہ کو ان سے بیان کیا۔ ابوبکر نے کہا تو
علیك الحق من الباطل	مرد عاقل ہے حق و باطل تجھپر مخفی نہین ہو

ماھذہ الاوثان یعبدھا قومنا الیست	یہ بت کیا چیز ہین جن کو ہماری قوم پوجتی
من حجارۃ صم لا تسمع ولا تبصر ولا	ہے کیا یہ پتھر نہین ہین جو نہ کچھ نفع پہونچا
تضر ولا تنفع قلت بلا واللہ انھا	سکتے ہین نہ ضرر تو جا کر حضرت سے باتین
کذلک فقال فقد واللہ صدقتک	سُن عثمان حضرت کی خدمت مین آئے
خالقک ھذا رسول اللہ محمد بن	تو آپ نے فرمایا اے عثمان خدا کی اجابت
عبد اللہ قد بعث اللہ تعالیٰ	کر اُس کی جنت کی طرف آ۔ کہ ہم تیری طرف
برسالتہ الی خلقہ فھل لک ان تاتیہ	اور تمام خلق کی طرف رسول ہوکر آئے ہین
فتسمع منہ فقلت بلی فاتیتہ فقال	عثمان کہتے ہین کہ اسوقت ہم کو اپنے دل پر
یا عثمان اجب الی اللہ الی جنتہ فانی	قابو نہ رہا اور فوراً اسلام لائے جس کے چند
رسول اللہ الیک والی خلقہ قال	روز بعد رقیہ کا ہم سے نکاح ہوا جس پر
فواللہ ماتمالکت حین سمعت قولہ ان	لوگ کہتے ہین کہ عثمان اور رقیہ کا اچھا
اسلمت ثم لم البث ان تزوجت رقیۃ فکان	جوڑ ہے۔
یقال احسن زوج رقیۃ وعثمان	(منقول تنقید البخاری حصۂ سوم صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶)

ہم اس مقام پر اس امر کا اظہار کر دینا ضروری ولازمی سمجھتے ہین کہ حضرت رقیہ وام کلثوم اور زینب دختران آنحضرت صلعم سے نہ تھین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے شوہر اول سے یا اُن کی ہمشیر کی بیٹیان تھین آنحضرت صلعم نے حضرت رقیہ کا عقد عتبہ سے اور حضرت ام کلثوم کا عتیبہ فرزندان ابولہب سے کر دیا تھا ان دونون کو ان کے شوہرون نے بحکم ابولہب طلاق دیدی تھی پھر دونون یکے بعد دیگرے زوجیت عثمان رض مین آئین۔ یہ وجہ تسمیہ آپکے ذوالنورین ہونے کی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین

یہ حدیث ہے:۔

انما الاعمال بالنیات وانما	اعمال کا نتیجہ نیت کے موافق ہوتا ہے
لکل امرئ ما نوی فمن کانت	جو بغرض دنیا ہجرت کرتا ہے اُس کو دنیا
هجرته الی الدنیا یصیبها او امرأة	ملتی ہے اور جو غرض کسی عورت کے ہجرت
ینکحها فهجرته الی ما هاجر الیه	کرتا ہے تو جس غرض سے وہ ہجرت کرتا ہے
(بخاری جلد اول صفحہ ۲)	وہی اُس کا نتیجہ ہے۔

پس یہ اسباب قوی ان حضرات کے اسلام لانے کے مین آخر جس نیت سے اسلام لائے تھے اُس مین کامیاب ہوے۔ غرض جب خاص خلفا ثلثہ کے اسلام لانے کے یہ قوی اسباب تھے تو ان کے ہوا خواہون کے اسلام لانے کے وجوہ کس شمار و قطار مین مین۔

قال

قول اصحاب نجات آخرت کی غرض سے اسلام لائے اور دین سے پھرے

اگر ہم اس بات کو سوچین جن سے اول اول صحابہ نے ایمان قبول کیا تھا تو ہم کو صاف صرف دو سبب معلوم ہوتے ہین۔ یا دین کی خواہش اور نجات کی اُمید۔ یا دنیا کی طمع اور مال و دولت کا لالچ۔ اگر پہلے سبب کو ہم تسلیم کرین اور اس امر کو مانین کہ صحابہ نے اپنی نجات کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا اور صرف خدا کی رضامندی کیلئے اپنے گھربار کو چھوڑا تھا تو ہمارے وہم مین بھی یہ بات نہین آتی کہ پھر ایسے لوگ کسی وقت مین اُس دین سے پھر گئے ہون اور کبھی اُنھون نے اُس محبت کو جو اُن کو ایمان و اسلام کے ساتھ تھی نکال دیا ہو بلکہ ہم یقین کر سکتے ہین کہ جن لوگون نے صرف خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اسلام کو مصیبت و تکلیف کے وقت مین گوارا کیا ہوگا۔ اور برسون اُسکے پیچھے رنج اور دکھ اُٹھائے ہونگے وہ کبھی اُس دین سے نہ پھرے ہونگے بلکہ مرتے دم تک اس پر دل سے ہی ثابت قدم رہے ہونگے۔ اور اگر ہم دوسرے سبب پر نظر کرین کہ وہ لوگ دنیا کی طمع اور مال و دولت کے لالچ سے مسلمان ہوے ہون تو یہ ایسی بات ہے کہ جس کی نسبت ہم فرضی خیال بھی نہین کرسکتے اور نہ کوئی شخص جس کو ذرا بھی ایمان اور عقل اور شرم کا پاس ہوگا وہ اس امر کو خیال کرسکتا ہے اسلئے کہ ابتداے اسلام مین جو کچھ دنیا کی طمع تھی وہ ظاہر۔ جو کچھ مال و دولت کی غرض تھی وہ معلوم۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہ کا ایمان لانا اور مسلمان ہونا صرف نجات آخرت کی اُمید پر تھا اور جب اس امید پر ایمان لانا ان کا ثابت ہوا تو پھر اس سے اِن کا پھرنا غیر ممکن تھا۔ (آیات بینات صفحہ پنجم)

اقول

تذکرہ بالاایمان کی تردید

اصحاب کے اسلام لانے کے وجوہ کتنے ہی کیون نہون مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسلام لانے کے بعد پھر اُس سے نہ پھر سکے اسلئے کہ ایمان بہت ہی نازک امر ہے جب تک کہ خاتمہ بخیر نہو اسپر فخر ونازکرنا بیجا ہے۔ انسان کا تو کیا ذکر ہے ابلیس جو معلم الملکوت تھا گمراہ ہوگیا جس نے ہزارہا سال عبادت الٰہی کی تھی اور اسی طاعت وعبادت کی وجہ سے معلم الملکوت ہوا تھا۔ چنانچہ اُس کی عبادت کا یہ حال تھا کہ تفسیر قمی مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:۔

"اس نے دو رکعت نماز اسقدر طول دے کر پڑھی کہ چار ہزار برس کی مدت اسمین صرف ہوگئی۔ لیکن جب خدائے پاک نے تمام ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب نے فوراً فرمان الٰہی کی تعمیل کی مگر اس نے براہ تکبر وغرور سجدہ کرنے سے یہ کہکر انکار کیا کہ مین کیونکر اس کو سجدہ کرون جسکو تونے مٹی سے بنایا ہے حالانکہ میری خلقت آگ سے ہے۔ آخر کار اس نافرمانی پر صدہا سال کی عبادت خاک مین مل گئی اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوکر مردود ہوگیا"

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے مین
اگر لاکھون برس سجدے مین سر مارا تو کیا مارا

اب فرمائیے کہ جس نے محض خوشنودی ورضائے معبود کے لئے سالہا سال اس قدر عبادت کی ہو کہ کوئی جگہ سجدہ کرنے سے نہ بچی ہو جس نے دو رکعت نماز چار ہزار برس مین ادا کی ہو۔ جس نے درگاہ باری تعالیٰ سے معلم الملکوت کا خطاب پایا ہو۔ وہی یک بیک نافرمانی کرکے کیون مردود ہوگیا اسی طرح بڑے بڑے طماع وحریص جو مدتون گمراہ رہے یک بیک مومن صادق بن گئے۔ مثلاً حضرت حُر بن یزید ریاحی کے حال پر نظر ڈالئے کہ جب اہل کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلاطما

ضرورت بیعت کیلئے دعوت دی اور آپ اُن کے اصرار پر مکہ معظمہ سے جانب کوفہ روانہ ہوئے تو حُر ابن یاحی
جنکا ذکر اوپر کیا گیا محض بطمع منصب و جاگیر ایک ہزار سوار کے سپہ سالار بنکر اس کام پر مامور ہوئے تھے
کہ جناب سید الشہدا علیہ السّلام کو کسی دوسری طرف جانے نہ دین چنانچہ جب وہ راہ مین سلطان کربلا سے شرف
ہوئے تو حضرت نے استفسار فرمایا کہ تم ہماری مدد کے واسطے آئے ہو یا ہم سے جنگ کرنے کو حُر نے
کہا کہ مین حاکم کوفہ عبیداللہ بن زیاد کی طرف سے اس امر پر مامور ہوا ہون کہ آپ کو ابن زیاد کے
پاس لیجاؤن اور کسی دوسری جانب جانے نہ دون حضرت نے فرمایا کہ اس طرح سے مین ہرگز نہ جاؤن گا
حُر نے کہا کہ کچھ بھی ہو مین تو آپ کو ضرور لے جاؤنگا۔ چنانچہ جب آپ کوفہ کی راہ چھوڑکر دوسری سمت
روانہ ہوئے تو حُر بھی اپنے لشکر کو لیکر آپ کے لشکر کے پیچھے پیچھے چلے آخر جب حضرت بحکم قضا و قدر داخل
ارض کربلا ہوئے اور بروز عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام مع اپنے عزیز و انصار کے میدان کارزار
مین رونق افروز ہوئے اور عمر سعد آپکے سامنے آکر کھڑا ہوا اور آپنے ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا تو
حضرت حُر خوف خدا سے لرزنے لگے اور فوراً لشکر عمر سعد سے نکلکر مع اپنے بھائی اور فرزند و غلام کے
سبط رسول اللہ صؐ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے یا ابن رسول اللہ مین نے بڑی خطا کی کہ
راہ مین حضرت کا حائل ہوا۔ للہ میری تقصیر معاف فرمائیے اور قدوم میمنت لزوم پر نثار ہونے کی
مجھے اجازت دیجئے تاکہ سب سے پہلے مین ہی درجہ شہادت سے شرف حاصل کرون حضرت نے
اُن کو اپنے سینہ سے لگایا اور روضہ رضوان کی بشارت دی اب حُر فوج خدا کی طرف سے میدان
جنگ مین آئے اور لشکر شام سے خوب لڑے آخر کار امام پر نثار ہوئے جن کی رفاقت مین یہ
درجہ پایا کہ جب زخمی ہوکر زمین پر گرے تو خود سبط رسول اللہ صؐ لشکر مین جاکر اُن کو خیمہ گاہ
مین اُٹھا لائے اور نعش کو لٹاکر زانوے مبارک پر اُن کا سر رکھا ہنوز جان باقی تھی کہ حُر نے
آنکھین کھولکر ثواب زیارت حاصل کیا اور سبط رسول اللہ صؐ کے قدم پر اپنی جان نثار کی ؎

بچہ ناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندے　　　که بوقت جان سپردن بسرش رسید باشی

یہان بھی حضرت عثمانؓ اور حضرت حرؓ کے مآل کار پر غور فرمائین کہ حضرت حر کو تو وقت آخر یہ مرتبہ اور درجہ ملا اور حضرت عمر کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وقت حلت ناراض ہوکر اپنے پاس سے ہٹا دیا تھا دیکھو بخاری شریف مین "قوموا عنی"

اب آپ حضرت حر کے آغاز اور انجام پر غور فرماوین کہ جو شخص صرف مال و دولت کے لالچ سے نواسہ رسول اللہ صلعم کا دشمن بنکر چلے وہی اسی دولت و اموال سے اور اہل و عیال سے متنفر ہوکر دفعتہ محض نجات آخرت کی غرض سے سب کے اول راہ خدا مین اپنی جان فدا کرے

کبھی اس حسن سے بنتا نہین بگڑا ہوا کام　　　صبح دوزخ مین ہوئی گلشن فردوس مین شام

اگر ہم آپ کی خاطر سے مان بھی لین کہ صحابہ نے صرف اپنی نجات آخرت ہی کی امید پر دین اسلام قبول کیا تھا تب بھی کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ جن اصحاب کا آپ محض نجات آخرت کی وجہ سے ایمان لانا بیان فرما رہے ہین انھین سچے اسلام اور پکے ایمان والا ان مین سے کثر صحابہ اسی نازک وقت مین اسلام و ایمان سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے تھے جیسا کہ محققین اور مورخین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب آنحضرت صلعم معراج سے مشرف ہوکر واپس آئے اور معراج کا ذکر اصحاب سے فرمایا تو اُس کو سنکر اکثر اصحاب نے معراج کی تکذیب کی اور اُسی وقت ایمان و اسلام سے پھر گئے۔

دیکھو "عروج الاسلام" جلد ششم صفحہ ۵۲ جو علامہ ابن اثیر جزری کے بیان کا ترجمہ ہے اسکی نقل یہ ہے:-

"جب حضرت مکہ کو لوٹ آئے تو آپنے خیال کیا کہ اگر مین اس بات کو لوگون سے کہونگا تو وہ اُسے سچ نہین جانینگے اس لئے آپ مسجد مین مغموم بیٹھ گئے اتفاقاً ابو جہل ادھر گذرا اس نے پوچھا کہو آج رات مین کوئی نئی بات حاصل کی ہے فرمایا ہان آج رات کو مجھے

خدائے تعالیٰ بیت المقدس ہے گیا تھا۔ ابوجہل نے کہا تو پھر آج ہی صبح کو ہمارے
پاس آ گئے کہا ہاں آ تو گیا ابوجہل نے دل میں یہ اندیشہ کیا کہ اگر میں لوگوں سے جاکر
کہوں کہ محمد ایسا کہہ رہے ہیں اور جب لوگ ان سے پوچھیں تو کہیں یہ نہ کہہ دیں
کہ میں نے تو ایسا نہیں کہا ہے اس واسطے اُس نے حضرت سے پوچھا کیا تم اپنے لوگوں سے
بیان کرو گے حضرت نے فرمایا ہاں ابوجہل نے کہا یا معشر بنی کعب بن لوی !
ادھر آؤ۔ وہ سب آئے اور نبی صلعم نے اُن لوگوں سے اپنی معراج کا حال بیان کیا اُن میں
سے کچھ لوگوں نے تو سن کر اُسے سچ جانا اور کچھ لوگوں نے اُسے جھوٹ بتایا اور کتنے لوگ
جو ایمان لائے تھے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کر چکے تھے حضرت سے پھر گئے۔

(عروج الاسلام جلد ششم صفحہ ۵۳)

صحابہ کے ارتداد کو شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے :-

چون باز آمد آن حضرت از اسرا	جب آنحضرت معراج سے واپس ہوئے
صبح کرد و حدیث کرد مردم را بدان مرتد	اور صبح ہوئی تو آنحضرت نے لوگوں سے اس
شدند جماعت از ضعیف الایمان	واقعہ کو بیان فرمایا۔ اُس کو سنکر
مدارج النبوۃ	بہت سے لوگ جو ضعیف الایمان تھے پھر
جلد اول صفحہ ۱۶۵)	گمراہ اور مرتد ہو گئے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ وہی اصحاب تو تھے جو بقول آپ کے اُس نازک وقت میں محض
نجات آخرت کی اُمید پر ایمان لائے تھے اور خدا کی رضامندی کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ چکے
تھے لیکن پھر اس دین سے پھر گئے اور ایمان و اسلام کی محبت کو دفعۃً دل سے نکال دیا۔ ہر چندکہ
اس نازک وقت میں مال و دولت نہ تھا مگر کاہنوں کے بیانات سے آیندہ اُسکے حاصل

ہونے پر یقین تو تھا۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منافقین کے وعدہ پر تلوار گلے میں حمائل کرکے آنحضرت صلعم کا فرق مبارک لانے کو چلے گئے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ سن یہ سنکر بامید خلافت اسلام لے آئے تھے ٥

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کین دولت از گفتار خیزد

یہ حال تو اس نازک زمانے کے وقت کا تھا کہ بسرف معراج کی تکذیب کرکے اسلام سے پھر گئے تھے اور جب دین اسلام کو قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور جہاد میں مال غنیمت ملنے لگا تو اسوقت سچے اسلام اور کچے ایمان لانے والوں کے اسلام وایمان کا یہ رنگ تھا کہ صبح ایمان لاتے تھے اور شام کو مرتد ہو جاتے تھے۔ سامنے آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور پیچھے تکذیب جس کا اہلسنت کسیطرح انکار نہیں کرسکتے کیونکہ خود اللہ جل شانہ نے متعدد آیات میں انکے کفر وارتداد کا اظہار فرمایا ہے از انجملہ بعض یہ ہیں :۔

پہلی آیت	ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر
	امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا	ایمان لائے پھر کافر ہوئے اور کفر میں ترقی
	لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم	کرنے لگے اللہ ان کو نہ بخشے گا اور نہ ان کو
	سبیلا ٥	ہدایت کی راہ ملے گی۔
دوسری آیت	یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ	جس دن بہت سے لوگوں کے منہ سفید
	فاما الذین اسودت وجوھھم	ہوں گے اور بہتوں کے سیاہ اور سیاہ رویوں
	اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب	سے کہا جائے گا کہ کیا تم وہ کمبخت نہیں ہو کہ
	بما کنتم تکفرون	ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اس کفر کے
	(پ ۴ س آل عمران ع ۱۱)	بدلے عذاب کے مزے چکھو۔

تیسری آیت

کیف یھدی اللہ قوماً کفروا	خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے
بعد ایمانھم و شھدوا ان	جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حالانکہ وہ
الرسول حق وجاءھم البینات	گواہی دے چکے تھے کہ رسول حق پر ہین اور
واللہ لایھدی القوم الظالمین ٥	اُن کے پاس کھلی نشانیان آچکی تھین اور خدا
(پ ۴۔ س آل عمران۔ ع ۹)	ظالم لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔

قصہ مختصر جو کوئی ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون کے کفر و ارتداد کا قائل نہ ہو وہ درحقیقت خدا کی کتاب کا منکر ہے ابھی تو اس کفر و ارتداد کا آغاز ہے۔ آگے چلکر ان سچے اِسلام اور پکے ایمان والون کے اِسلام اور ایمان کے حالات قابل ملاحظہ ہونگے

قال

دوسری دلیل

جبکہ ہم خلفاے راشدین اور مہاجرین و انصار کے حالات پر نظر کرتے ہین اور اُنکے چال چلن پر خیال کرتے ہین تو اُس سے ہم کو یقین کامل ہوتا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے اور شب و روز خدا اور اُسکے رسول صلعم کی رضا کے طالب ہا کرتے تھے اُنکے دشمن بھی اس سے انکار نہین کرسکتے کہ انھون نے حضرت کی رفاقت کا حق نہایت خوبی سے ادا کیا اور اپنی جانون اور مالون کو نہایت خوشی سے حضرت پر نثار کیا۔ کونسی مصیبت رہگئی جو کفار نے ان کو نہین دی اور کونسی تکلیف باقی رہ گئی جو مشرکین نے ان کو نہین پہونچائی جب کفار نے پیغمبر خدا کو ستانا اور ایذا دینا شروع کیا اُسوقت اصحاب نبی نے کیسی حمایت اور رفاقت کی اور دعوت اسلام مین کیسی سعی بلیغ فرمائی۔ جب عرب عامۃً اور قریش خاصۃً حضرت صلعم کی ایذا دہی پر مستعد ہوے اسوقت

"یاران وی خود را سپر وے ساختہ از شرب عشق چہ بادہا کہ نخوردند وچہ مستیہا کہ نہ کردند ہرگاہ

کہ آنجناب بہجرت وجہاد مامور شد اصحاب وے درمقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند وچہ غمہا کہ نہ چشیدند"

پس اگر خدا اور اُسکے رسول کی محبت ان لوگون کو نہ تھی تو کیون جانون اور مالون کو تلف کرتے تھے اور کیون سختیان اور مصیبتین اپنے اوپر اُٹھاتے تھے۔ سوچنا چاہیئے کہ مہاجرین کو کس کے عشق نے گھرون سے نکالا اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر

نگین کہ کرد پنجۂ مژگانم این چنین
لعل و گہر کہ ریخت بدامانم این چنین

قولہ
خلفاے راشدین و مہاجرین و انصار کا قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلنا اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینا۔ اعلاے کلمۃ اللہ مین اعانت کرنا

اقول

> سابقاً اشد تھا اور ما حرین انصار کا قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت کرنا اور آیات و احادیث اصحاب کی حرص و ہوا کے بارہ مین

باتین بڑھ بڑھ کے نہ کیجئے ہمین معلوم ہے سب ہم بتہ کی جو کہین گے تو خجالت ہوگی

اصحاب کے کسی کام مین حرص و ہوا کو دخل نہ دینے اور جان و مال نثار کرنے کی بابت جو تحریر فرمایا ہے کاش بفحواے آیۂ کریمہ

فاتوا برهانكم ان كنتم	اگر تم اپنے قول مین سچے ہو تو کوئی دلیل
صادقين	پیش کی ہوتی۔

اس کا کچھ ثبوت بھی دیا ہوتا۔ یہ تو آپ نے صرف ہمارے سنی بھائیون کے عقائد کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ آپ تو اس شد و مد سے اصحاب کو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بقدم چلنے والے اور حرص و ہوا سے پاک بتاتے ہین۔ مگر خدا اور رسول کی شہادتون اور کتب صحاح و حدیث و اخبار اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ قدم قدم پر اپنے پیغمبر کی مخالفت ہی کیا کرتے اور ہر ایک کام مین حرص و ہوا ہی کو دخل دیا کرتے تھے جیسا کہ کتب صحاح کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا خود اصحاب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ جس وقت میرے بعد ابواب دنیا تم پر مفتوح ہونگے تو تم حرص و ہوا مین پھنس جاؤ گے وہ حدیث یہ ہے :-

عن ابی هريرة عن النبی	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
قال انكم لتحرصون على الامارة	صلعم نے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ امارت کی
وسيكون ندامة يوم القيامة	حرص کروگے اور یہی امر بروز حشر تمہاری خجالت
(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ جلد ۱ صفحہ ۱)	کا باعث ہوگا۔

یہ تو رسول اللہ صلعم کی حدیث شریف ہے۔ اب آیت ملاحظہ فرمائیے جو خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے :۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا	قریب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین فساد
فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک	اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر اللہ
الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی	نے لعنت کی اور اُن کو بہرا اور اندھا کر دیا
ابصارھم (پ ۲۶ س محمد ع ۳)	

آیت و حدیث شریف کے بعد اقوال محدثین و مفسرین پر نظر ڈالئے کہ وہ اصحاب کی حرص و ہوا کے متعلق کیا تحریر فرماتے ہین منجملہ اُن کے امام فخرالدین رازی کا قول ملاحظہ ہو جو تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ ولو انفقت مافی الارض الخ کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ :۔

"جب رسول اللہ نے وفات پائی اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوے اور اُس کے خواہان و جویان ہوے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے"۔

اس تفسیر کی پوری نقل پانچوین دلیل کے جواب مین ملاحظہ فرمائیے جو اسی جلد مین ہے جناب امام غزالی کا جو قول ہم مسئلہ تفضیلت صحابہ مین نقل کر آئے ہین اسپر غور فرمائیے جو صاف صاف فرماتے ہین کہ :۔

"حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی خلافت کو روز غدیر مان لیا۔ مگر بعد اسکے عہد غدیر کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی اور غایت ہوا پرستی اور نفسانیت سے اپنی حالت قدیم پر عود کر گئے۔ اور رسول اللہ کے مخالف بن گئے جیسے کہ پہلے تھے۔ اور تمام باتون کو پس پشت ڈالکر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا"۔

اور جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے اپنی رحلت کے وقت

مسجد مین مہاجرین اور انصار کے سامنے ایک طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا جسمین منجملہ دیگر ہدایتون اور نصیحتون کے اصحاب سے خطاب کر کے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد تم لوگ دنیا کی حرص کروگے اور آپس مین جدال و قتال کروگے اس عبارت کی نقل یہ ہے :-

آنحضرت صلعم این چنین وعظ و تذکرہ	اسطرح آنحضرت صلعم وعظ و نصیحت فرماتے
بجای آوردہ در حق اصحاب گفت کہ نمی ترسم	رہے پھر اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجکا
من بر شما از شرک ولیکن می ترسم کہ از دنیا	تو مجھے اندیشہ نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے
رغبت بکنید و تقابل کینہ بیکدیگر	مگر اسکا خوف ضرور ہے کہ دنیا کی خواہش کروگے
(مدارج النبوۃ صفحہ مطبع مظہر العجائب)	اور اُس کے پیچھے آپس مین کٹ مروگے۔

آخر کار بموجب ارشاد مخبر صادق صلعم اصحاب کی حرص و ہوا یہ رنگ لائی کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی دنیا کی طرف ایسے جھک پڑے کہ بقول مشہور ؏

چون صحابہ حُبِّ دنیا داشتند مصطفےٰ را بےکفن بگذاشتند

اپنے پیغمبر کے دفن و کفن کا بھی انتظار نہ کیا۔ افسوس کہ ادھر تو آنحضرت صلعم کی تجہیز و تکفین کی فکر ہو رہی تھی۔ اور اُدھر سقیفہ مین مابین مہاجرین و انصار خلافت کے پیچھے ع

"این گریبان گرفت و آن دامن"

کی نوبت پہونچ گئی تھی۔ پس یہ حرص و ہوا ایسی ویسی نہین ہے کہ کسی کے چھپائے چھپ سکے۔ چنانچہ خود ہوا خواہان صحابہ اپنے خلفا کی حرص و ہوا پر طعنہ زن ہین جیسا کہ تاریخ اسلام کے صفحہ ۲۰۱ مین ہے

ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ جب بحث خلافت کی چھڑی تو آپ موجود نہ تھے۔ اسکا جواب حضرت علی نے کتنا معقول دیا جو دل پر اثر کئے بغیر نہین رہ سکتا آپنے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ توقع رکھتے تھے کہ پیغمبر کا جنازہ چھوڑ کر گھر سے خلیفہ بننے کو چلا آتا کتنی پر تاثیر تقریر تھی۔

ہم اصحاب کی حرص و ہوا کی تصویر انشاء اللہ ایک خاص جلد مین کھینچین گے جس کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ اُن کی حرص و ہوا نے تو دین خدا اور آل رسول اللہ کا خاتمہ ہی کر دیا۔

اس جگہ ہم رفقا کی رفاقت اور جان و مال نثار کرنے کا کچھ حال مجملاً عرض کرتے ہین ملاحظہ ہو۔

واضح ہو کہ اصحاب کل کے کل اجمعین مومن نہ تھے۔ بلکہ اُن مین بہت سے منافق تھے چنانچہ مومنین ہر لحظہ و ہر ساعت خدا اور اُسکے رسول کی رضا کے طالب رہے ایمان و اسلام کے پیچھے اُنھون نے ہر طرح کی تکلیفین اور مصیبتین جھیلین جیسا کہ ہم پہلی دلیل مین حضرت عمار اور ان کے والدین کا حال بیان کر آئے ہین کہ ما جو دیکھ کفار و مشرکین اُن کو اسلام لانے کی وجہ سے تمازت آفتاب مین پہاڑ کی چٹان پر لٹا کر ایذائین دیتے تھے۔ مگر وہ عاشقان خدا و رسول اپنے دین سے نہ پھرے آخر کفار کی ایذا دہی سے جام شہادت پیکر داخل روضۂ رضوان ہوے اور اسلام مین سب سے پہلے شہادت کی سند حاصل کی۔ اسیطرح دیگر مومنین بھی ہمیشہ خدا و رسول کی رضا کے طالب رہے۔

صحابہ میں منافق بھی تھے

اور جب جہاد کیلئے اُن کو دعوت دی گئی تو اُس خوش خبری کو سنتے ہی ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار ۔۔۔ جس طرح کہ چھٹی ہوئی بلبل سوے گلزار
خود رکتے تھے فرق پہ جب آتی تھی تلوار ۔۔۔ باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار
برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھل آیا
جان آگئی جس وقت پیام اجل آیا

یہی تو ہین خدا کے خالص بندے جن کی صفت و ثنا اور اپنی خوشنودی کا اظہار خود خدائے پاک اسطرح فرماتا ہے:۔

آیات الٰہی مومنین کی فضل مین

لکن الرسول والذین امنوا ۔۔۔ لیکن رسول اور جو لوگ اُن کے ساتھ
معہ جاھدوا باموالھم ۔۔۔ اللہ پر ایمان لائے ہین اُن سب نے اپنے مالون

وانفسھم واولئك لھم الخیرات	اور جانون سے (خدا کی راہ مین) جہاد کیا
واولئك ھم المفلحون ٥ اعد	اور یہی لوگ ہین جن کے لئے (دنیا وآخرت
اللہ لھم جنت تجری من تحتھا	کی) سب خوبیان ہین اور وہی لوگ (آخرکار)
الانھار خلدین فیھا ذلك الفوز	فلاح پانے والے ہین اللہ نے اُن کے لئے
العظیم ٥	جنتین تیار کی ہین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین
پ ۱۰ س توبہ	یہ اُن مین رہنے والے ہون گے یہی تو بڑی
ع ۱۵	کامیابی ہے۔

آیات صحاب منافقین کی بہ نسبت

لیکن جو صحاب کہ نفاق کی صفت کے ساتھ متصف تھے وہ ہمیشہ جہاد سے جی چرایا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ اُن کی شان مین ارشاد فرماتا ہے :-

پہلی آیت

واذا انزلت سورة ان	اور جب کوئی سورۃ اس حکم کے ساتھ
اٰمنوا باللہ وجاھدوا مع	نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور
رسولہ استاذنك اولوا الطول	اُسکے رسول کے ساتھ ہوکر جہاد کرو تو اُن
منھم وقالوا ذرنا نکن مع	مین سے جو صاحبان مقدرت ہین وہ تم سے
القعدین رضوا بان یکونوا	اجازت مانگتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم کو چھوڑ
مع الخوالف وطبع علی قلوبھم	دیجئے کہ ہم بیٹھ رہنے والون کے ساتھ رہین
فھم لا یفقھون ٥	وہ اس پر راضی ہین کہ عورتون کے ساتھ رہین
پ ۱۰ س توبہ	اور اُن کے دلون پر چھاپہ لگا دیا ہے۔ پس وہ
ع ۱۱	کچھ سمجھتے نہین۔

دوسری آیت

یا ایھا الذین اٰمنوا	اے ایمان لانے والو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ

مالکم اذا قیل لکم انفروا	جو وقت تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا مین جہاد
فی سبیل اللہ اثاقلتم الی	کے لئے نکلو تو تم لدھر ہو کے زمین کی طرف
الارض ط ارضیتم بالحیوة الدنیا	جھکے پڑتے ہو تم آخرت کے مقابلہ مین
من الاخرة فما متاع الحیوة	دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو تو (سمجھو) کہ دنیوی
الدنیا فی الاخرة الا قلیل ۝ الا	زندگی کا ساز و سامان آخرت کے مقابلہ مین
تنفروا یعذبکم عذابا الیما	بہت ہی تھوڑا ہے اگر اب بھی تم نہ نکلوگے تو
ویستبدل قوما غیرکم و	خدا تم پر دردناک عذاب نازل فرمائے گا (خدا)
لا تضروہ شیئا ط واللہ علی کل	کچھ مجبور تو ہے نہین تمھارے بدلے کسی دوسری
شیء قدیر ۝	قوم کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہین
پ ۱۰ س توبہ ع ۶	سکتے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے

تبصرہ — اُن منافقون پر یہان تک عتاب فرمایا ہے کہ اپنے پیغمبر کو نماز جنازہ پڑھنے اور اُن کی قبر پر کھڑے ہونے سے بھی منع کیا ہے وہ آیات پاک یہ ہین :-

خدائے پاک نے آنحضرت صلعم کو منافقین کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا

فرح المخلفون بمقعدھم	(جنگ تبوک مین) رسول خدا کے پیچھے
خلف رسول اللہ وکرھوا	رہ جانے والے اپنی جگہ بیٹھ رہنے اور (جہاد مین
ان یجاھدوا باموالھم	نہ جانے) سے خوش ہوے اور اپنے مال و اپنی
وانفسھم فی سبیل اللہ و	جانون سے خدا کی راہ مین جہاد کرنا اُن کو مکروہ
قالوا لا تنفروا فی الحر	معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ اس گرمی مین گھر سے
قل نار جھنم اشد حرا ط	نہ نکلو (اے رسول) تم کہدو کہ جہنم کی آگ جس
لو کانوا یفقھون	مین تم جلوگے اِس سے کہین زیادہ گرم ہے اگر وہ

فليضحكوا قليلا وليبكوا	کچھ ہنسیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کے بدلے
كثيراء جزاء بما كانوا يكسبون	اونھیں چاہیئے کہ وہ بہت کم ہنسیں اور بہت
فان رجعك الله الى طائفة	روئیں تو (اے رسول) اگر خدا تم کو ان منافقین
منهم فاستاذنوك للخروج	کے کسی گروہ کی طرف جہاد سے صحیح اور سالم
فقل لن تخرجوا معى ابدا و	واپس لائے پھر تم سے جہاد کے واسطے نکلنے کی
لن تقاتلوا معى عدوا انكم	اجازت مانگیں تو تم صاف کہدو کہ تم ساتھ
رضيتم بالقعود اول مرة	لڑنے نہ پاؤ گے تمنے پہلی مرتبہ گھر مین بیٹھ رہنا پسند
فاقعدوا مع الخالفين ولا تصل	کیا تو اب بھی پیچھے رہجانیوالون کے ساتھ گھر
على احد منهم مات ابدا ولا تقم	مین بیٹھے رہو اور (اے رسول) ان منافقین سے
على قبره انهم كفروا بالله	جو مر جائے تو نہ کسی پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ اسکی
ورسوله وماتوا وهم فاسقون ٥	قبر پر جاکر کھڑے ہونا ان لوگون نے یقیناً خدا اور اُسکے رسول
پ ۱۰ س توبہ رع ۱۱	کے ساتھ کفر کیا اور بدکرداری ہی کی حالت مین مرگئے

اِس قسم کی متعدد آیتین ہین جن سے اصحاب منافقین کا احکام خدا و رسول ص سے انحراف ثابت ہے۔ چنانچہ آیہ دوم مندرجۂ بالا کا اطلاق تو خود آپ نے صحابہ اور مہاجرین و انصار پر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے :-

"جب پیغمبر خدا صلعم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن مدینہ مین قیام فرماکر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گذرا اِس لئے کہ گرمی کے دن تھے سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کی فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ نے واسطے ترغیب جہاد کے اِن آیتون کو نازل فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم جہاد پر

مستعد نہوگے تو خدا تم کو دینا و آخرت مین عذاب دیگا اور تمھارے بدلے غیر قوم کو پیدا کریگا۔

اصحاب کا وقت جان نثاری اپنی جان بچانا

الغرض اصحاب کے جو صفات آپنے تحریر فرمائے ان سے متصف وہی اصحاب ہوسکتے ہین کہ جو صدق دل سے ایمان لائے تھے اور خاتمہ اُن کا ایمان پر ہوا تھا اگر ان صفات کو آپ اصحاب ثلثہ رض سے منسوب کرنا چاہتے ہین تو پہلے اُن کا ایمان تو ثابت کیجئے جس سے علمار امامیہ کو انکار ہے جیسا کہ جناب غفرانمآب فرماتے ہین (اول ایمان اصحاب ثلثہ با ثبات باید رسانید بعد ازین باین ترنم باید سرائید زیرا کہ دانستی کہ مسلک امامیہ درین باب آنست کہ اصحاب ثلثہ از امر اول از ایمان بہرہ نداشتند) یون تو ہمارے سنی بھائی اپنی خوش عقادی سے جو چاہین فرمائین لیکن اگر اُن کے حالات کو منصفانہ نظر سے ملاحظہ فرمائین تو وہ بھی اِس سے انکار نہین کرسکتے کہ اُنھون نے نہ تو حضرت کی رفاقت کا حق ادا کیا اور نہ اپنی جانون اور مالون کو آنحضرت پر نثار کیا۔ جیسا کہ پہلی دلیل کے جواب مین ہم اسکا انطہار کر آئے ہین کہ جب کفار و مشرکین کی سختی اور ایذا دہی حد سے بڑھ گئی تو حضرت ابو طالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعب ابو طالب مین لے آئے جہان آپ تین سال تک محصور رہے اور عزیزون کے سوا ان رفقا مین سے کسی نے بھی اِس نازک وقت مین آپکی رفاقت نہین کی بلکہ کفار و مشرکین سے مِل جُلکر امن و امان مین رہے۔ وہان پیغمبر خدا پر توفاقے پر فاقے گذرتے تھے۔ اور یہان یہ رفقا اپنی قوم کے ساتھ عیش و آرام مین تھے۔ ان رفقا کی رفاقت کی یہ کیفیت تو اِس نازک وقت مین تھی اور جب آنحضرت صلعم جہاد پر مامور ہوے تو اُس وقت بھی اِن جان نثارون نے نہ تو اپنی جانین اپنے پیغمبر پر نثار کین اور نہ وقت اعانت وحمایت آپ کی یاری و مددگاری کی ہان تعلیان بہت کچھ کیا کرتے تھے اور وقت جان نثاری صاف جی چُرا جاتے تھے۔ چنانچہ ان پکے مخلصون کی وفاداری اور اُن سچے جان نثارون کی جان نثاری ایک غزوۂ احد ہی مین ملاحظہ فرمالی جائے کہ جب مشرکین و کفار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہوے اور حضرت مجروح ہوگئے تو یہ سب سچے جان نثار و یاران وفاشعار اپنے

محبوبؐ کو دشمنون کی تلوارون کے سایہ مین تنہا چھوڑ کر ہوا ہو گئے ؎

دگر کس نہ بدزان دلیران بجا   رسول خدا ماند و شیر خدا

نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند   علے ماند یا تیغ خونخوار ماند

چہ بکر و چہ عمرو چہ زید و ولید   شدند آن زمان از نظر ناپدید

یکے زد بعرض و دگر زد بطول   نہ بیم از خدا و نہ خوف از رسول

اِس کلام کی تائید مین مدارج النبوۃ ملاحظہ فرمایئے کہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اِن جان نثارون اور وفادارون کے فرار کو کفر سے تعبیر کیا ہے اُسکی نقل یہ ہے:۔

چون مسلمانان روبہزیمت آوردند رسول خدا	جب مسلمان آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ
را تنہا گذاشتند حضرت صلعم درغضب آمد و عرق	گئے تو اُسوقت آنحضرتؐ اسقدر غضبناک ہوئے
از پیشانی ہمایونش متقاطر گشت و مثال مروارید	کہ پسینہ پیشانی اقدس سے مثل موتیوں کے
از جبین فیض شمیمش فرود وید دران حالت نظر کرد	ٹپکنے لگا۔ اس حالت مین آپ نے ملاحظہ
علی بن ابی طالبؑ دید کہ در پہلوے وے ستادہ است فرمود	فرمایا کہ علی بن ابی طالبؑ آپ کے پہلو مین
ای علی چون ست کہ تو با برادران خود ملحق نہ گشتی	کھڑے ہین آپ نے فرمایا اے علی تم بھی اپنے
علی گفت لا کفر بعد الایمان ان لی بک	بھائیون کے ساتھ کیون نہین چلے گئے علیؑ
اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستی کہ مرا بتو	نے عرض کی یارسول اللہ کیا ایمان لانے کے
اقتدا است یعنی مرا بتو کار است با یاران و	بعد مین کافر ہو جاؤن۔ مجھے تو ہر امر مین
برادران کہ در پے غنیمت رفتند و ہزیمت	آپ کی پیروی مقصود ہے اور اُن بھائیون
نمودند چہ کار دارم۔	او دوستون سے جو کہ لوٹ مار کے پیچھے پڑ گئے
مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۵۹۷	وحان بچا کر بھاگ گئے کچھ سروکار نہین ہے

اگرچہ ان رفقا اور جان نثارون کا جہاد سے جی چُرانا اور غزوات بدر حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ سے فرار کرنا جلد دوم مین انشاءاللہ تعالیٰ تفصیل سے بیان کیا جائے گا مگر چونکہ جناب محدث صاحب موصوف اس روایت مین مصلحتاً صرف یہ جملہ (مسلمانان روبہزیمت آور دند) لکھ کر گریز کر گئے ہین اس لئے ہم اس جگہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول نقل کرتے ہین جس کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ وہ کون مسلمان تھے وہ یہ ہے :۔

تمام رواتیوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ ایسے سراسیمہ ہوے کہ انھون نے مدینے سے ادھر دم نہین لیا اور کچھ لوگ جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہنا بیکار ہے بعضون نے مایوس ہوکر سپر ڈالدی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ ہے حضرت عمرؓ اس تیسرے گروہ مین تھے۔ علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر اور طلحہ اور چند مہاجرین اور انصار کو دیکھا کہ مایوس ہوکر بیٹھ گئے ہین اُنھون نے پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو تو اُن لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی اُنھین کی طرح لڑکر مرجاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابویوسف صاحب نے خود حضرت عمر کی زبانی نقل کیا ہو کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا کہ رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچ لی اور اس قدر لڑے کہ شہادت حاصل کی۔ علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو احد کے دن بھاگ گئے تھے لیکن خدا نے اُن کو معاف کردیا۔ علامہ بلاذری نے ایک اور روایت نقل کی ہے جس کا

خلاصہ یہ ہے حضرت عمر نے جو اپنی خلافت کے زمانہ مین لوگون کے روزینے مقرر کئے تو

ایک شخص کے روزینہ کی نسبت لوگون نے کہا کہ ان سے زیادہ مستحق آپ کے فرزند عبد اللہ ہین

حضرت عمر نے فرمایا نہین کیونکہ اسکا باپ احد کی لڑائی مین ثابت قدم رہا تھا اور عبد اللہ

کا باپ (یعنی خود حضرت عمرؓ) نہین رہا تھا (الفاروق حصہ اول صفحہ ۳۵ تا ۴۰)

اہم

سبحان اللہ جو رفقا کفار و مشرکین کی ایذا دہی کے وقت اپنے پیغمبرؐ کی مطلق حمایت نہ کرین

جو جان نثار وقت جان نثاری اپنی جان بچا کر فرار ہو جائین۔ جو خود اپنی زبان سے اپنے فرار کا

اقرار کرین اور کل مورخین و محدثین اہلسنت اپنی اپنی کتابون مین ان حالات و واقعات کی تصدیق

کرین اور شاہ صاحب اُن کے فرار کو کفر بتلائین۔ واعجباہ کہ آپ ان تمام باتون پر پردہ ڈال کر

یہ فرمائین:-

یاران وے خود را سپر وے ساختہ از شرب	رفقائے آنحضرتؐ نے اپنے کو حضرت کی
عشق چہ بادہا کہ نخورند و چہ ستمہا کہ نہ کردند	سپر بنا کر شرب عشق سے کیا کیا جام نہین پئے
ہر گاہ کہ آنجناب بہ ہجرت و جہاد مامور شد	اور کیا کیا ولولے نہین کیے جبکہ وہ جناب ہجرت
اصحاب وے بمقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند	و جہاد پر مامور ہوئے تو آپکے اصحاب نے بمقابلہ
وچہ غمہا کہ نہ کشیدند۔ فاعتبروا یا	کفارکون سے رنج تھے جو نہین پائے اور کونسے
اولی الابصار	غم تھے جو نہین اُٹھائے۔

اصحاب کا غنیمت پر جھگڑنا اور نزول سورۂ انفال

پس علی العموم مہاجرین و انصار کا حق رفاقت ادا کرنا اور اپنی جانون اور مالون کو فدا کرنا تو

سراسر باطل اور بے اصل ہے۔ البتہ ان کا طامع اور حریص ہونا۔ مال غنیمت پر باہم جھگڑنا۔ ہر ایک گروہ

کا اپنے آپکو تنہا اسکا مستحق سمجھنا۔ بلکہ اپنے پیغمبر پر خیانت اور تقسیم مال غنیمت مین عدل نہ کرنے کا اتہام

لگانا نعوذ باللہ بلا شبہہ ثابت ہے چنانچہ اُن کی اس حرص و طمع کا اظہار مورخین اور محدثین و مفسرین نے

بہت ہی وضاحت و صراحت سے اپنی اپنی کتابون مین کیا ہے اور خداے پاک نے بھی صاف صاف فرما دیا ہے جو کہ ہوا خواہان اصحاب کے چھپانے سے نہین چھپ سکتا منجملہ ان کے ہم چند روایات اور آیات اس جگہ نقل کرتے ہین :-

پہلی روایت — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا جو کچھ مال و اسباب کفار غنیمت بدر کے لشکر مین تھا وہ سب جمع کیا گیا مگر اس کی نسبت مسلمانون مین اختلاف ہوا جنھون نے جمع کیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ مال ہمارا ہے اور جو لوگ دشمنون سے لڑتے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم اگر ان سے نہ لڑتے اور انھین نہ روکتے تو تم کو یہ مال کیسے ملتا۔ اُدھر جو لوگ عریش کے پاس رسول اللہ کی حفاظت کیلئے کھڑے تھے کہنے لگے کہ تم لوگ ہم سے زیادہ حقدار نہین ہو ہم دیکھ رہے تھے کہ یہ مال ہماری آنکھون کے سامنے پڑا تھا اور کوئی اس کا حفاظت کرنے والا نہ تھا ہم چاہتے تو اسیوقت اُسے لے سکتے تھے مگر ہم نے دیکھا کہ کہین دشمن رسول اللہ پر حملہ نہ کرین اس لئے ہم آپ کی حراست پر کھڑے رہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے انفال یعنی مال غنیمت کو ان کے ہاتھون سے لے لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا اختیار عطا فرمایا۔

(عروج الاسلام جلد ۶ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ آگرہ)

دوسری — جب رسول اللہ صلعم سبایاے ہوازن سے فارغ ہوگئے تو آپ سوار ہو کر روانہ ہوئے لوگ آپ کے پیچھے روانہ ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ! ہماری غنیمت ہم کو تقسیم کیجئے اور جب اپنی مراد پوری نہ ہوئی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپ کی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو! میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تم کو دینے مین بخل کرتا ہون (ایضاً جلد ۷ صفحہ ۱۸)

تیسری — جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش اور دیگر قبائل عرب پر ان غنائم کو تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ حصہ نہ دیا تو وہ اپنے دلون مین طرح طرح کے خیالات کرنے لگے۔ چنانچہ

ان مین سے کچھ لوگون نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ اپنی قوم مین مل گئے (ایضا جلد صفحہ)

چوتھی — عباس بن مرداس کو تین اونٹ دیئے جس سے وہ ناراض ہوگیا اور کہنے لگا کہ یہ اونٹ اسی لوٹ کے مین جسے مین نے اپنے گھوڑے پر بڑھ کر اور ریت مین حملہ کرکے حاصل کئے مین اور لوگ جب سوجاتے تھے تو مین ان کو بچاتا تھا اور جب نیند مین مدہوش ہوتے تھے تو اس وقت بھی مین کبھی غافل نہین رہتا تھا اب میری لوٹ اور میرے غلامون کی لوٹ کا مال عتبہ اور اقرع کو دیا جا رہا ہے حالانکہ مین نے تو دلاوری اور جوانمردی کے کام کئے ہین اور مجھے کچھ نہین دیا گیا (ایضا صفحہ ۶۲)

جب مال غنیمت کے لئے مہاجرین اور انصار نے اس طرح حجت و تکرار کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

یسئلونك عن الانفال ط	اے رسول مسلمان سپاہی تم سے مال غنیمت
قل الانفال للہ والرسول ج فاتقوا	کا حکم دریافت کرتے ہین تم کہدو کہ مال غنیمت
اللہ واصلحوا ذات بینکم ص و	اللہ و رسول کا ہے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو
اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم	اور آپس کے جھگڑون کی اصلاح کرتے رہو اور
مؤمنین ہ	اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اُس کے رسول کی
(پ ۹ س انفال ع ۱)	اطاعت کرتے رہو۔

جناب امام فخر الدین رازی اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کرتے ہین۔

ان یوم بدر الشبان قتلوا واسروا	بروز جنگ بدر جوانون نے قتال کیا اور
والاشیاخ وقفوا مع رسول اللہ ص	قید کیا اور جو بوڑھے تھے وہ لڑائی مین رسول اللہ
فی المصاف فقال الشبان الغنائم	کے ساتھ تھے۔ جوانون نے کہا مال غنیمت

لنا الا ناقتلنا وهزمنا وقال الاشياخ
كنا ردءا لكم ولو انهزمتم لانحزتم
الينا فلا تذهبوا بالغنا ئم دوننا
فوقعت المخاصمة بهذا السبب فنزلت
الاية

ہم کو ملنا چاہیئے کیونکہ ہم نے جنگ کی اور کفار کو
بھگایا بوڑھون نے کہا ہم تمھاری پشتی پر تھے
اگر تم ہزیمت پاتے تو ہمارے ہی پاس آتے اسلئے
تم تنہا اُسکے مستحق نہین ہو سکتے جب دونون فریق
مین نزاع ہوئی آیۂ انفال نازل ہوا (تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۵۰۹)

یہی تفسیر طبری جلد ۹ صفحہ ۱۰۸ مین بھی ہے۔ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے قرآن شریف مترجم مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"مال غنیمت کی تقسیم کے وقت ایک دوسرے سے ایک طرح کی بدگمانی پیدا ہو گئی ہر ایک اپنے کو زیادہ ہی مستحق سمجھتا تھا اس واسطے کہ اس نے اپنے زعم مین زیادہ کوشش کی تھی سو خدا نے سمجھا دیا کہ فتح جو تم کو نصیب ہوئی یا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ تمھاری کوششون کا نتیجہ نہین ہے بلکہ محض خدا کا فضل ہے اور مال غنیمت سارے کا سارا اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا جس کو جتنا دیا جائے وہ خوشدلی سے لے اور اسکو خدا اور اُسکے رسول کا انعام سمجھے۔

اسی طرح شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کا بیان ہے کہ:۔

"جنگ بدر مین جب فتح حاصل ہو چکی تو کچھ لوگ کفار کا تعاقب کرتے ہوے بہت دور تک چلے گئے اور کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت مین حاضر رہے۔ تعاقب کرنے والے جب واپس ہوے تو اُنھون نے دعوی کیا کہ غنیمت ہمارا حق ہے کیونکہ ہم دشمنون سے لڑکر آئے ہین۔ ان لوگون نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے محافظ تھے اسلئے ہم تم سے زیادہ حقدار ہین اُس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونك عن الانفال (الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۲۱۰)

شبلی صاحب نے جن مہاجرین و انصار کو حاضر خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایا ہے

ان مین مورخین نے حضرت ابوبکر صدیق رض کا اسم مبارک خاص طور پر درج کیا ہی اور یہ پتہ دیا ہی کہ جسوقت آنحضرت بارگاہ ایزدی مین فتحیابی کی دعا مین محو تھے تو اسوقت حضرت ابوبکر رض نے آنحضرت صلعم کو بقول صاحب رضۃ الصفا رصدیق آن سرور را بیدار ساخت و عرض کرد یا رسول اللہ مشرکین بما نزدیک رسیدند) یہ کہکر بیدار کردیا تھا پس جب کہ بقول شبلی صاحب وغیرہ اصحاب محافظین آنحضرت نے اپنے آپ کو مال غنیمت کا مستحق بتایا اور اسکے لئے باہم جھگڑے جسپر آیۂ انفال نازل کی تو وہ سب حضرات آیۂ دانی ہدایہ ۔

یحبون المال حبا جما (پ۳۰ س الفجر ع ۱) تم مال کو جی بھر کے دوست رکھتے ہو ۔

کے مصداق ہوے ۔

آنحضرت پر خیانت کا الزام رکھنا

واضح ہو کہ مہاجرین وانصار نے صرف طلب مال غنیمت ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اُنھون نے اپنے پیغمبر سے اس طرح کے گستاخانہ کلام بھی کیے کہ :۔

"آپ جنگ پر تو ہمین بھیجتے ہین لیکن مال غنیمت جو ہمارا حق ہے اُسکو اپنے عزیزون پر تقسیم کردیتے ہین اور اس تقسیم مین خدا کی مرضی کا خیال نہین کرتے"۔

چنانچہ بخاری شریف مین ایک طولانی روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :۔

اخبرنی انس بن مالك	انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہین
رضی اللہ عنہ قال ناس من الانصار	کہ فتح خیبر کے بعد جب غنیمت کا مال ہوازن
حین افاء اللہ علی رسولہ صلعم	تقسیم کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے اس مین سے
ما افاء من اموال ھوازن فطفق	سو سو اونٹ قریش کو دیئے اسپر انصار نے کہا خدا رسول
النبی صلعم یعطی رجالا المائۃ من الابل	کی مغفرت کرے کہ قریش کو دیتے ہین اور ہم کو نہین
فقالوا یغفر اللہ لرسولہ یعطی قریشا	دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے قریش کے خون
ویترکنا وسیوفنا تقطر من دمائھم	ٹپک رہے ہین ۔

(صحیح بخاری جلد دوم مصحح مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری صفحہ ۴۲۳)

اُسی مین دوسری روایت اِس عنوان سے منقول ہے :۔

عن عبداللہ قال لما قسم النبی	عبداللہ نے روایت ہی کہ جب رسول اللہ
صلعم قسم حنین قال رجل من	صلعم نے غنیمت حنین تقسیم کی تو انصار مین سے
الانصار ما اراد بھا وجہ اللہ فاتیت	ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم مین خوشنودی خدا
النبی صلعم فاخبرتہ فتغیر وجھہ	منظور نہین ہے اس پر مین نے رسول خدا ص کو
ثم قال رحمۃ اللہ علی موسیٰ لقد	اس سے مطلع کیا یہ سُنکر چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر
اوذی باکثر من ھذا فصبر۔	ہوگیا اور فرمایا کہ موسیٰ پر خدا کی رحمت ہو اُن کو
(ایضاً صفحہ ۰۰)	اس سے بھی زیادہ تکلیفین دی گئی تھین پھر صبر کیا

صد حیف کہ مہاجرین و انصار نے مال غنیمت کے متعلق اپنے پیغمبر پر خیانت اور عدل نہ کرنے کا بھی اتہام لگایا جسپر خدائے پاک نے اپنے حبیب اور رسول کی عصمت پر یہ آیت نازل فرمائی :۔

ما کان لنبی ان یغل ومن	کسی نبی کی یہ شان نہین ہے کہ خیانت کرے
یغلل یات بما غل یوم القیمۃ ع	اور جو خیانت کرے گا تو جس چیز کی خیانت کی ہے
پ ۴	قیامت کے دن وہی چیز خدا کے سامنے لانی ہوگی

چنانچہ مفسرین اہلسنت نے اس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ :۔

"مسلمانون کو یہ سمجھانا ہے حضرت پر گمان نہ کرین کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکھین۔ بدر کی لڑائی مین ایک چیز غنیمت کے مال سے گم ہوگئی تھی سو کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی اسپر یہ آیت نازل ہوئی (ترجمۂ قرآن مجید شاہ عبدالقادر صاحب مطبوعہ میرٹھ)

اُسی طرح مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ مین ہے :۔

"جنگ بدر مین جو لوٹ کا مال ہاتھ آیا تھا اور وہ جمع کیا جا رہا تھا کہ آنحضرت کا رفوج مین

کیا جائے گا اُس مین سے ایک اوڑھنے کی چادر اور ایک لنگی گم ہوگئی۔ کسی بد باطن نے پیغمبر کی
کی نسبت شُبہہ کیا۔

نیز تفسیر حسینی مین ہے:۔

نباشد سزاوار مر پیغمبر را کہ خیانت کند	بعض صحابہ جو قوی تھے اُنھون نے
در غنیمت بعضے اقویا اصحاب از پیغمبر درخواست	رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ جو غنیمت حاصل
می نمودند کہ ما را از ہر غنیمت کہ می افتد زیادہ	ہوتی ہے ہمین سے بہ نسبت ضعیف صحابہ کے ہمین
از حصۂ ضعفا چیزے بدہ۔ آیت آمد کہ خیانت	کچھ زیادہ دیا کیجے۔ آیت آئی کہ نبی کی شان سے
پیغمبر در قسمت غنائم روا نیست.	بعید ہے کہ خیانت کرے۔ بعض کہتے ہین کہ بدر
گویند از غنائم بدر گلیمے سُرخ گم شد	کی غنیمت سے ایک کمبلی سرخ رنگ کی گم ہوگئی
و جمعے سیاہ دلان از روے نفاق نسبت آن	بعض سیاہ دلون نے نفاق کی راہ سے سید عالم
بہ سید عالم صلعم علے الاطلاق کردند حق تعالیٰ	کی طرف بدگمانی کی تب اسکی نسبت حق تعالیٰ
ذمۂ حبیب خود را خصوصًا و ذمۂ جمیع انبیا عمومًا	نے ارشاد فرمایا کہ کسی نبی نے بھی غنیمت مین
ازین خیانت بری گردانید و فرمود کہ ہیچ پیغمبر	خیانت نہین کی تھی اور نہ یہ احمد صلے اللہ علیہ
در غنیمت خیانت نہ کرد و نہ کند	وسلم کرتے ہین۔

(تفسیر حسینی صفحہ ۸۰ و ۸۹)

نزول آیۂ شریفہ نسبت اصحاب منافقین

جب مہاجرین و انصار نے آنحضرت ؐ سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نہ کرنے کی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت یہ کلام کئے تو اللہ جل شانہٗ نے آیت نازل فرمائی

ومنهم من يلمزك	انہین سے کچھ ایسے بھی ہین اے رسول جو لوگون کے مال کی
في الصدقات فان اعطوا منها	خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا تم کو الزام دیتے ہین

رضوا وان لم يعطوا منها اذا هم	پھر اگر ان مین سے انھین حسب خواہش دیا جاے
يسخطون ٥	تو خوش ہو گئے اور اگر ان کی مرضی کے موافق نہین
(پ ۱۰ - س توبہ ع ۷)	دیا گیا تو بس فوری بگڑ جاتے ہین ۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ اصحاب مال دنیا پر بڑے حریص تھے اور وہ یہ ہے :-

قال اهل المعانی هذه الاية تدل	اہل معانی کہتے ہین کہ یہ آیت منافقین
على ركاكة اخلاق اولئك المنافقين ودنائة	کی رکاکت اخلاق اور ان کی دنائت طبع پر دلالت
طباعهم وذلك لانه لشدة شرههم	کرتی ہے کیونکہ وہ صدقات کے لینے پر بڑے
الى اخذ الصدقات عابوا الرسول فنسبوه	حریص تھے لہذا انھون نے رسول اللہ پر عیب لگا یا
الى الجور فى القسمة مع انه كان ابعد	اور حضرت کی تقسیم پر ناانصافی کے مدعی ہوے
خلق الله تعالى عن الميل الى الدنيا قال	حالانکہ آنحضرت تمام مخلوقات مین اس سے بری
الضحاك كان رسول الله يقسم بينهم ما اتاه	تھے کہ دنیا کی طرف میل کرین ضحاک کہتے
الله من قليل المال وكثيرة وكان المومنون	ہین کہ جو کچھ قلیل وکثیر مال آتا تھا حضرت اسکو
يرضون بما اعطوا ويحمدون الله عليه و	تقسیم کردیتے تھے مومنین تو اس تقسیم سے راضی
اما المنافقون فان اعطوا كثيرا فرحوا	ہو جاتے اور شکر خدا بجا لاتے تھے ۔ مگر منافقین
وان اعطوا قليلا سخطوا وذلك يدل	کو اگر زیادہ ملتا تو خوش ہوتے اور کم ملتا تو ناخوش
على ان رضاهم وسخطهم بطلب النصيب	ہوتے جس سے معلوم ہوا کہ ان کی رضا و رغبت
لا لاجل الدين (تفسیر کبیر ج ۴ صفحہ ۲۶۹)	بطلب مال دنیا ہے نہ بغرض دین ۔

امام محمد اسمٰعیل بخاری رض نے جب دیکھا کہ ان آیتون سے تو اپنے اصحاب کے ایمان اور

امام بخاری کا اس آیت کو دوسری تفسیر کے حق مین بتانا

طمع و حرص کی قلعی کھلتی ہے تو ان جملہ ذمائم کا سہرا ایک شخص ذو الخویصرہ تمیمی کے سر پر باندھ دیا تاکہ اپنے اصحاب کے دامن عصمت پر کوئی دھبہ نہ لگے۔ چنانچہ وہ روایت بخاری شریف سے نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہے ملاحظہ ہو۔

ان ابا سعید الخدری قال بینما	ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم رسول
نحن عند رسول الله وهو یقسم	اللہ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کچھ تقسیم
قسما اذا اتاه ذو الخویصره وهو رجل	فرما رہے تھے کہ ذو الخویصرہ جو بنی تمیم سے تھا
من بنی تمیم فقال یا رسول اعدل	آیا اور کہا یا رسول اللہ انصاف کیجیے حضرت نے
فقال ویلك ومن یعدل اذلم	فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کرونگا تو
اعدل قد خبت وخسرت ان لم اعدل	پھر کون کرے گا اگر میں انصاف نہ کرونگا تو خائب
فقال عمر یا رسول الله ائذن لی فیه	وخاسر ہونگا۔ عمر نے کہا یا حضرت اجازت دیجئے کہ
فاضرب عنقه فقال دعه فان له اصحابا	میں اس کو قتل کردوں حضرت نے فرمایا جانے دو کہ اسکے
یحقر احدکم صلاته مع صلاتهم	ایسے اصحاب ہیں جنکے نماز روزہ کے سامنے تم اپنی
وصیامه مع صیامهم یقرؤن القرآن	نماز کو حقیر جانوگے یہ قرآن کو پڑھتے ہوں گے مگر
لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین	ان کی سمجھ میں نہ آئے گا اور ایسی تاویل کریں گے
کما یمرق السهم من الرمیة ینظر	جو خلاف مقصود ہوگی یہ دین سے اس طرح نکل جائینگے
الی نصله فلا یوجد فیه شیئ ثم	جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے پھر جو اسکے لوہے
ینظر الی رصافه فلا یوجد فیه شیئ	میں دیکھا جاتا ہے جو تیر میں لگا رہتا ہے تو کچھ نہیں
ثم ینظر الی نضیه وهو قدحه فلا یوجد	نہیں ملتا (مطلب یہ ہے کہ جس طرح تیر جب اپنی تیزی
فیه شیئ ثم ینظر الی قذذه فلا یوجد فیه	سے شکار کو چھید کر نکل جاتا ہے اور شکار کا کوئی حصہ بھی

شئ قد سبق الفرث والدم اٰیتھم رجل
السوقة احدی عضدیہ مثل ثدی المرءة
اومثل البضعة تدردر ویخرجون علی
حین فرقة من الناس قال ابو سعید
فاشھد انی سمعت ھذا الحدیث من
رسول اللہ واشھد ان علی بن ابیطالب
قاتلھم وانا معہ فامر بذلک الرجل
فالتمس فاتی بہ حتی نظرت الیہ بنعت
النبی صلعم الذی نعتہ۔
(صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲، مطبوعہ مصر)

اُس مین نہین ہوتا اسیطرح یہ لوگ اسلام سے نکل جائینگے
کہ کوئی اثر بھی اسلام کا انمین نہ رہیگا سردار اس کا
ایک سیاہ مرد ہوگا جسکا ایک بازو مثل پستان زن ہوگا
یا گوشت کا ایک ٹکڑا جو حرکت کرتا ہوگا جب کہ لوگون
مین اختلاف ہوگا اُسوقت یہ لوگ ظاہر ہون گے
ابو سعید خدری کہتے ہین کہ مین گواہی دیتا ہون کہ
خود مین نے اس حدیث کو رسول اللہؐ سے سُنا ہے اور
گواہی دیتا ہون کہ حضرت علیؓ نے ان سے قتال کیا
اور آپنے حکم دیا اُس کو تلاش کرو جب وہ لایا گیا تو اسکو
ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔

اصحاب کا تقسیم مال میں آنحضرت پر اعتراض

اِس روایت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کمال جوش ایمان کی وجہ سے ذوالخویصرہ تمیمی کی گستاخی وبے ادبی کی تاب نہ لاسکے اور اُسکے قتل کرنے پر آمادہ ومستعد ہوگئے لیکن امام بخاری کی یہ محبت اُن کے کچھ کام نہ آئی اِسلئے کہ صحیح مسلم مین ہے کہ خود حضرت عمرؓ تقسیم غنیمت مین آنحضرتؐ پر معترض ہوے تھے اور کہا تھا کہ یہ تقسیم درست نہین ہے وہ روایت یہ ہے:-

عن سلمان بن ربیعة قال قال
عمر بن الخطاب قسم رسول اللہ قسما
فقلت واللہ یا رسول اللہ لغیر
ھؤلاء کان احق بہ منھم قال
خیرونی بین ان یسئلونی بالفحش

یعنی سلمان بن ربیعہ راوی ہین کہ خود حضرت
عمرؓ کہتے ہین کہ ایک دفعہ رسول خدا نے کچھ تقسیم
کیا تو مین نے کہا بخدا یا رسول اللہؐ جن لوگون
کو آپنے دیا ہے دوسرے لوگ اُنسے زیادہ مستحق تھے
حضرتؐ نے فرمایا مجھے مخیر کیا ہے انھین کچھ سوال کرو

یبخلونی ولست بباخل — ہم سے فحش و بدگوئی سے اپکو بخل سے نسبت دو

(صحیح مسلم ص ۳۳۶) — حالانکہ ہم بخیل نہین ہین ۔

ان دونون حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر جو اعتراض ذوالخویصرہ کا رسول اللہؐ پر تھا وہی حضرت عمر کا بھی ہے پھر کونسی وجہ اس امر کی داعی ہے کہ اہلسنت والجماعت ذوالخویصرہ کو تو صاف منافق کہین ۔ اور واجب القتل ٹھہرائین اور حضرت عمرؓ کو مہر و ماہ فلک اسلام کا خطاب عطا کرین ۔ حالانکہ اسکا تو صرف یہی ایک اعتراض تھا اور حضرت عمرؓ کا ایک نہین بلکہ بیسون ہین جو آیندہ اپنے موقعون پر مذکور ہون گے ۔

اس موقع پر ہم دو چار روایات کا خلاصہ سیرۃ النبی مولفہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی سے بھی نقل کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔ جن مین صاحب موصوف نے اصحاب رسول کی حرص و طمع پر کافی روشنی ڈالی ہے ملاحظہ ہون ۔

> چونکہ عرب مین ابتدا اور زیادہ تر لڑائیون کی اصلی بنیاد ضرورت معاش سے شروع ہوتی تھی اس لئے عرب کے نزدیک مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے محبوب نہ تھی اور ذرائع معاش مین سے زیادہ حلال اور طیب اسی کو سمجھتے تھے یہ خیال اس قدر دلون مین راسخ اور رگ و پے مین سرایت کر گیا تھا کہ اسلام کے بعد بھی ایک مدت تک قائم رہا

> یسئلونک عن الانفال قل — جو لوگ تم سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہین
>
> الانفال للہ والرسول — کہدو کہ مال غنیمت خدا کا ہے

> اس آیت سے یہ مقصود ہے کہ مجاہدین مال غنیمت کا خود دعویٰ نہین کرسکتے اس کی تقسیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اختیار مین ہے جس طرح آپ چاہین تقسیم فرمائین ۔ اس سے اتنا ہوا کہ لڑائیون مین جو ہر شخص لوٹ کر جو چیز چاہتا تھا لیتا تھا بند ہوگیا لیکن میدان مین

جنگ کے علاوہ اور موقعوں پر لوٹنا مدتوں موقوف نہیں ہوا۔ سنن ابی داؤد مین ایک انصاری سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین شریک تھے بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو اتفاقاً سامنے بکریان نظر پڑین۔ ان کو لوٹ لائے اور ذبح کرکے ہانڈیان چڑھا دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے اور کمان جو ہاتھ مین تھی اُس سے دیگچیان اُلٹ دین اور فرمایا کہ لوٹ کی چیز مردہ سے بڑھکر حلال نہین خیبر کی لڑائی ۷ھ مین ہوئی اسوقت تک یہ حال تھا کہ امن کے بعد لوگون نے یہودیون کے جانور اور پھل لوٹ لئے اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو نہایت غصہ آیا آپ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا۔

ان اللہ تعالی لم یحل لکم ان	خدا نے تم لوگون کے لئے یہ جائز نہین کیا
تدخلوا بیوت اهل الکتاب الا باذن	ہے کہ اہل کتاب کے گھرون مین بغیر اجازت ...
ولا ضرب نسائهم ولا اکل ثمارهم	یہ اجازت دی ہے کہ ان کی عورتون کو مارو نہ ...
اذا اعطوکم الذی علیهم	ان کے پھل کھاؤ جبکہ وہ تم کو وہ ادا کریں جو
(سیرۃ النبی صفحہ ۴۲۳)	اُن پر فرض ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم چاہتے تھے کہ غنیمت کے ساتھ لوگون کا جو شغف ہے کم ہو جائے لیکن مدت تک غنیمت کی محبت اور وارفتگی نہ گئی غنیمت اس قدر محبوب تھی بعض صاحبون کو کسی کافر کے مسلمان ہونے پر اس بنا پر رنج ہوا کہ اسلام لانے کی وجہ سے اس کا مال نہ ملے گا۔ سنن ابی داؤد مین ہے کہ ایک صحابی نے ایک سریہ مین حملہ کرنا چاہا قبیلہ والے روتے ہوئے آئے انھون نے کہا لا الہ الا اللہ کہو تو تمہاری جان اور مال بچ جائے گا اُنھون نے لا الہ الا اللہ کہا اور اُن کو امن دیدیا گیا جب یہ اپنے ساتھیون مین

آئے تو لوگوں نے اُن کو ملامت کی احرمتنا الغنیمۃ (تم نے ہم کو غنیمت سے محروم کردیا۔

بصفحہ ۲۴۳

سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ مال غنیمت کے ساتھ لوگوں کو سقدر شغف تھا کہ لڑائیوں کا بہت بڑا سبب یہی ہوتا تھا اس کی اصلاح میں نہایت تدریج سے کام لینا پڑا جاہلیت میں تو غنیمت محبوب ترین چیز تھی تعجب یہ ہے کہ اسلام میں بھی ایک مدت تک اُسکو ثواب کی چیز سمجھتے تھے ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا

رجل یرید الجہاد فی سبیل	ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا
اللہ ولہ غرض من اعراض	ہے لیکن کچھ دنیاوی فائدہ بھی چاہتا ہے آپ نے
الدنیا فقال النبیؐ لا اجر لہ	فرمایا کہ اُسکو کچھ ثواب نہیں ملنے کا۔ یہ امر
فاعظم ذالک الناس وقالوا	لوگوں کو بہت عجیب معلوم ہوا اور لوگوں نے اس شخص
للرجل عد الی رسول اللہ فلعلک	سے کہا پھر جا کر دوبارہ پوچھو شاید تم نے آنحضرت صلعم کا
لم تفہمہ	مطلب نہیں سمجھا

غرض لوگ دوبارہ دریافت کرنے کے لئے بھیجے تھے اور اُن کو یقین نہیں آتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہوگا۔ بالآخر جب آپ نے تیسری دفعہ بھی فرمایا کہ لا اجر لہ (یعنی اُسکو کچھ ثواب نہیں ملے گا) تب لوگوں کو یقین آیا۔ قرآن مجید میں غنیمت کی نسبت متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اُس کی طرف انہماک اور دلدادگی پر ملامت کیجاتی تھی جنگ احد میں جب اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہوگئے تو یہ آیت نازل ہوئی:۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ تم سے کچھ لوگ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ آخرت کے

جنگ بدر میں لوگوں نے جب اجازت سے پہلے غنیمت لوٹنی شروع کردی یا بقول بعض مفسرین فدیہ کی خواہش سے لوگوں کو گرفتار کیا تو یہ آیت اُتری

تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ — تم لوگ دنیا کی پونجی چاہتے ہو اور خدا آخرت کی۔

باوجود ان تمام تصریحات اور بار بار تاکیدات کے غزوہ حنین میں جو شکست ہوئی وہ اسی وجہ سے شکست ہوئی کہ لوگ غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ صحیح بخاری غزوہ حنین کے ذکر میں ہے۔

فاقبلوا المسلمون علی الغنائم واستقبلونا بالسہام — مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور کافروں نے ہم کو تیروں پر رکھ لیا۔

اس بنا پر موقع بہ موقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ کو زیادہ تصریح سے بیان فرماتے تھے۔ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی شخص غنیمت کیلئے کوئی نام کے لئے کوئی اظہار شجاعت کیلئے جہاد کرتا ہے کس کا جہاد خدا کی راہ میں سمجھا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا — جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا بول بالا ہو۔

بالآخر آپ نے فرمایا کہ گو جہاد کسی نیت سے کیا جائے لیکن جب مجاہد مال غنیمت قبول کرتا ہے تو دو تہائی ثواب کم ہوجاتا ہے پورا ثواب اسی وقت ملتا ہے جب غنیمت کو مطلق ہاتھ نہ لگائے۔ صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں:۔

مامن غازیۃ تغزو فی سبیل اللہ — جو غازی خدا کی راہ میں لڑتا ہے اور

فیصیبون الغنیمۃ الا تعجلوا ثلثی ۔ مال غنیمت لیتا ہے وہ آخرت کے ثواب کا ہین

اجرھم من الاخرۃ ویبقی لھم ۔ دو ثلث لے لیتا ہے اور آخرت مین اسکا حصّہ

الثلث وان لم یصیبوا غنیمۃ اتم ۔ صرف ایک تہائی رہجاتا ہے البتہ اگر غنیمت مطلق

لھم اجرھم۔ ۔ نہ لے تو اُس کو آخرت مین پورا اجر ملے گا۔

(ایضا صفحہ ۴۴۴ تا ۴۴۶)

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہورہا ہے ایک ایک کو ہزارون کی رقمین وصول ہو رہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اٹھایا کبھی نہین اُٹھایا پورے تین سو اوقیہ آئے (ایک اوقیہ دس دینیہ کے برابر ہوتا ہے) آپ فرماتے ہین کہ مین اس سے زیادہ نفع بتاون تو بڑے شوق سے پوچھتے ہین کیا ارشاد فرمائیے تو ارشاد ہوتا ہے کہ نماز فرض کے بعد دو رکعت۔ (خلاصہ سیرۃ النبی صفحہ ۴۴۴ تا ۴۵۱)

بھائیو! ذرا اپنے علماء کے مرتبہ روایات کو علے العموم اور اُن روایات کو علے الخصوص جنہین شمس العلماء شبلی نعمانی نے مہاجرین وانصار کی طمع وحرص کی پوری تصویر کھینچی ہے بنظر تعمق وغور ملاحظہ فرمائیے اور خود ہی فیصلہ کر لو کہ مہاجرین کو کسکے عشق نے گھرون سے نکالا۔ اور انصار کو کس کی محبت نے دیوانہ کیا آخر ؎

رنگین کہ کرد پنجۂ فرگانم این چنین ۔ لعل وگہر کہ ریخت بدامانم این چنین

روایات اہلسنت دربارہ زہد جناب امیرؑ

اب ذرا جناب امیر المومنین علے مرتضی حیدر کرار غیر فرار کے زہد و اعراض عن الدنیا پر بھی نگاہ کیجیے جسکے معترف خود تمھارے علما ہین چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید و دیگر علماء کی دو ایک روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

وذكر الشعبي قال دخلت الرحبة بالكوفة واذا انا غلام في غلمان فاذا انا بعلي عليه السلام قائما على صبرتين من ذهب وفضة ومعه مخفقة وهو يطرد الناس بمخفقة ثم يرجع الى المال فيقسمه بين الناس حتى لم يبق منه شئ ثم انصرف ولم يحمل الى بيته قليلا وكثيرا فرجعت الى ابي فقلت له لقد رأيت اليوم خير الناس او احمق الناس قال من هو يا بني قلت علي بن ابي طالب امير المؤمنين رأيته يصنع كذا فقصصت عليه فبكى وقال يا بني بل رأيت خير الناس

شعبی کہتا ہے کہ بچپن میں شہر کوفہ کے محلہ رحبہ میں چند لڑکوں کے ساتھ میں گیا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام سونے اور چاندی کے دو انبار کے پاس کھڑے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک دُرّہ بھی ہے جس سے لوگوں کو ہٹا رہے ہیں۔ پھر اُن انبارون کے پاس آکر اُن کو آدمیوں میں تقسیم کر رہے ہیں یہاں تک کہ دونوں انبار بانٹ دیے اور اُنہیں سے کوئی چیز باقی نہ رکھی اسکے بعد واپس چلے آئے اس شان سے کہ اپنے گھر ایک حبہ بھی نہ لائے یہ دیکھکر میں نے اپنے باپ سے آکے کہا آج میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو سب سے بہتر یا سب سے زیادہ بیوقوف اُنھوں نے پوچھا وہ کون ہے میں نے کہا امیر المومنین علی بن ابی طالب پھر میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب اُن سے بیان کیا یہ سنکر وہ رونے لگے اور کہا یا بنی بل رأیت خیر الناس (بیٹا! وہ تو بہترین ناس ہیں)

(ردّ التحفہ)

دوسری روى محمد بن فضيل عن هارون بن عنترة عن زاذان قال انطلقت مع قنبر غلام علي

زاذان راوی ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے غلام قنبر کے ہمراہ ایک دفعہ ہو لیا

عليه السلام فاذا هو يقول قم	تو وہ حضرت علی سے آکر کہنے لگے کہ یا حضرت!
يا امير المومنين فقد خبئت لك	تشریف لے چلئے یہ سن کر حضرت اٹھے اور قنبر کے گھر
خبيئا قال وما هو ويحك قال	آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بورہ میں بہت سے
قم معي فقام فانطلق به الى	پیالے سونے وچاندی سے بھرے ہوئے رکھے
بيته بغرارة مملوة من جامات ذهبا	ہیں۔ قنبر نے عرض کی مولا میں نے دیکھا کہ آپ
وفضة فقال يا امير المؤمنين	کچھ بچاتے نہیں اور سب کا سب تقسیم کئے دیتے
رأيتك لا تترك شيئا الا قسمته	ہیں میں نے بیت المال سے آپ کے لئے اس
فادخرت لك هذا عن بيت المال	مال کو بچا لیا ہے حضرت نے یہ دیکھکر فرمایا قنبر
فقال علي عليه السلام ويحك يا قنبر	تم پروا ہے ہو۔ کیا تم کو میرے گھر میں اتنی بڑی
لقد احببت ان تدخل بيتي نارا عظيمة	آگ جمع کرنا اچھا معلوم ہوا یہ کہکر حضرت نے
ثم سل سيفه وضربه ضربات	تلوار کھینچ لی اور اس بورہ پر کئی وار لگائے جس سے
كثيرة فانتثرت من بين اناء	اُس کے ظروف ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے پھر لوگوں کو
مقطوع نصفه وآخر ثلثه ونحو	فرمایا اس مال کے حصوں کو تقسیم کرو اسکے بعد
ذلك ثم دعا بالناس فقال	بیت المال کے پاس تشریف لائے اور جو کچھ پایا
اقسموا بالحصص ثم قام الى بيت	اُسکو تقسیم کر دیا بلکہ اس میں ایک سوئی اور سوا دیکھا
المال فقسم ما وجد فيه ثم راء	تو فرمایا اس کو بھی تقسیم کرو اُن لوگوں نے کہا کہ ہمیں
في البيت ابرة ومسالا فقال	اسکی ضرورت نہیں ہے اور حضرت کا معمول تھا
لتقسموا هذا فقالوا لا حاجة لنا	کہ جو شخص جو چیز بناتا وہی چیز اُس سے بطور
فيه وقد كان علي عليه السلام يأخذ	خراج یا ٹیکس لیتے (پس یہ سوئی اور سوا بھی)

من کل عامل ما یعمل فضحک وقال	اس طرح بیت المال مین آئے تھے) تو انکا جواب سنکر حضرت
لیوخذن شرہ مع خیرہ	ہنسے اور فرمایا اچھی چیزون کے ساتھ بُری
(از ردالتحفہ ۲۶۸)	چیزین بھی لینی پڑینگی ۔

اسی طرح روضۃ الاحباب مین ہے :۔

مرویست کہ چون امیر المومنین کرم اللہ	جب حضرت امیر المومنین نے عمرو بن عبد وُد
وجہہ عمرو ابن عبد وُد را کشت التفات بجامہ	کو قتل کیا تو اُسکے ہتھیار اور زرہ و جامہ وغیرہ
وسلاح وے نہ کرد خواہر عمر بیامد ببر بالین وے	کو ویسا ہی چھوڑ دیا اور اسپر مطلق التفات نہین
بنشست و دید کہ جامۂ وسلاح او بحال خود	کیا جب اسکی بہن نعش پر آئی اور اس نے زرہ جو
ست گفت ماقتلہ الا کفو کریم نہ کشتہ	بیش بہا تھی اُسکے جسم پر دیکھی تو اُسنے کہا کہ اس کا
است اورا الا بہسرے گرامی آنگاہ پرسید کہ	قاتل کوئی بڑا عالی خاندان شخص ہے پھر اُس نے
قاتل وے کیست گفتند علی بن ابی طالب بن	لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا کہ علی بن ابیطالب
عبد المطلب پس این دو بیت گفت	ہین یہ سنکر اسنے دو شعر پڑھے ۔
ولوکان قاتل عمرو غیر قاتلہ	لکنت ابکی علیہ آخر الابد
اگر اسکا قاتل غیر علی ہوتا تو مین	اپنے بھائی کے مارے جانے پر مدت العمر گریہ وبکا کرتی
لکن قاتلہ من لا یعاب بہ	من کان یدعی قدیما بیضۃ البلد
لیکن اس کا قاتل وہ شخص ہے	جو رئیس القوم پکارا جاتا ہو جسکو کوئی عیب نہین لگایا جاسکتا

اے بھائیو! اب اپنے اصحاب کرامؓ اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ایمان و اعراض عن الدنیا کا تقابل کرکے انصاف سے کہو کہ آیۂ کریمہ :۔ تقابل مابین اصحاب و جناب امیر علیہ السلام

منکم من یرید الدنیا	(اے اصحاب رسول) تم مین سے اکثر طالب دنیا ہین

کے مصداق کون صحاب ہین اور

منکم من یرید الاٰخرۃ　　بعض تم مین سے طالب آخرت ہین

کس پر صادق آتا ہے۔ کن لوگون پر مال دنیا کی محبت مین آیۂ کریمہ

ان الانسان لحب الخیر لشدید　　اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور کس نے اپنے مالک کی ہدایت

فما متاع الحیوٰۃ الدنیا فی الاخرۃ　　زندگانی دنیا بمقابلہ آخرت کے بہت ہی

الا قلیل　　قلیل ہے۔

پر دنیا کو طلاق بائن دے کر خوشنودی رب جلیل حاصل کی۔

اگر آپ بفرط محبت صحاب مومن ومنافق اور نیک وبد مین امتیاز نہین کرتے تو نہ کرین۔

خالق ارض وسما تو کر چکا اور اُن کو خوب پہچان چکا ہے قولہ تعالیٰ

ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا و　　اور ضرور اللہ اُن کو بھی جان لے گا جو

لیعلمن المنافقین (پ۔ س عنکبوت ع ۱)　　ایمان لائے اور اُن کو بھی جو منافق ہین۔

اردو بیچین صحابہؓ حضرت کی مخالفت کی

صحاب کی حرص اور لوٹ مار کے حالات تو سُن چکے اب اُن مخالفتون کا بھی حال سُنیے جو اُنھون نے

آنحضرت صلعم سے کی تھین۔

اول　کتب سیر وتواریخ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مین اپنی ازواج کو

حکم دیا تھا کہ یہ تمھارا آخری حج ہے اسکے بعد اب کوئی حج کے لئے گھر سے باہر نہ نکلے مگر حضرت عمرؓ

نے خلاف حکم آنحضرتؐ اُن کو حج کی اجازت دی اور نامحرمون کو اُن کے ہمراہ کر دیا۔ جیسا کہ

ازالۃ الخفا مین ہے:۔

روی ان عمر اذن ازواج النبی فی　　یعنی حضرت عمرؓ نے ازواج نبیؐ کے ہمراہ

اخرجہ جمیعًا فبعث معھن عثمان بن عفان

حضرت عثمانؓ کو بھی ۔

دوم

ان رسول اللہ قال یا ابا ھریرۃ
واعطانی نعلیہ فقال اذھب بنعلی
ھاتین فمن لقیک من وراء ھذا الحایط
ویشھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبہ
ابشرہ بالجنۃ فکان اول من لقیت عمر
فقال ما ھاتان النعلان یا ابا ھریرۃ قلت
نعلا رسول بعثنی بھما من لقیت یشھد
ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبہ
ابشرہ بالجنۃ فضرب عمر تدیی
فخررت لاستی
(صحیح مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف)

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ نے
بلوایا اور اپنے دونون نعلین دے کر فرمایا یہ میری نعلین
بطور تصدیق کے لیجاؤ پھر جس کسی سے اس دیوار
کے باہر ملاقات ہو اور وہ توحید کی شہادت صدق
دل سے دیتا ہو اسے جنت کی بشارت دو پس سب سے
پہلے حضرت عمرؓ ملے کہنے لگے ابوہریرہ یہ دونون کیا ہین
مین نے کہا رسول کی نعلین ہین مجھے انکو دیکر اسلیے
بھیجا ہے کہ جسے توحید کا اقرار کرتے ہوئے دیکھون
اُسے جنت کی بشارت دون یہ سنتے ہی عمر نے
میرے سینہ پر ایسی ضرب ماری کہ مین سرین کے بل
زمین پر گر پڑا ۔

سوم

اخرج الفریابی وابن عساکر عن ابراھیم التیمی
عن ابیہ قال قال رجل لو ادرکت رسول
اللہ صلعم لحملت ولفعلت فقال حذیفۃ رایتنی
لیلۃ الاحزاب ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی من اللیل فی لیلۃ باردۃ ما قبلہ وما بعدہ
بردًا کان اشد منہ فحانت منی التفاتۃ فقال الا رجل
یذھب الی ھؤلاء فیاتینا بخبرھم جعلہ اللہ معی یوم القیامۃ

امام فریابی وابن عساکر راوی ہین کہ ایک شخص
نے حضرت حذیفہ سے کہا کہ اگر مین رسول اللہ کو پاتا
تو آپ کی خدمت کرتا حذیفہ نے کہا کہ مین شب احزاب
رسول اللہ کے ساتھ تھا حضرت نماز شب نہایت
سخت جاڑے مین پڑھ رہے تھے ہم لوگون کیطرف
ملتفت ہو کر فرمایا کوئی ایسا ہے جو جا کر مخالفین کے لشکر
کی خبر لائے خدا اسکو ہمارے ساتھ جنت مین داخل کریگا

قال فما قام منا انسان قال فسكتوا ثم عاد فسكتوا
ثم قال يا ابا بكر فقال استغفر الله ورسوله
فقال ان شئت ذهبت فقال صلعم يا عمر
فقال استغفر الله ورسوله ثم قال يا حذيفة فقلت
لبيك فقمت حتى اتيته وان جنبي يضربان
من البرد فمسح راسي ووجهي ثم قال اذهب الى
هؤلاء القوم حتى تاتينا بخبرهم ولا تحدثن شيئا
حتى ترجع ثم قال اللهم احفظه من بين يديه
ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله ومن فوقه
ومن تحته حتى يرجعه قال فلان تكون ارسلها
كان احب الي من الدنيا وما فيها قال فانطلقت
فاخذت امشي نحوهم كاني امشي في حمام قال
فوجدتهم قد ارسل الله عليهم ريحا فقطعت
اطنابهم وابنيتهم ذهبت بخيولهم لم تدع
شيئا الا اهلكته وابو سفيان قاعد يصطلي
عند نار له قال فنظرت اليه فاخذت سهما
فوضعته في كبد قوسي قال وكان حذيفة
راميا فذكرت قول رسول الله صلعم لا تحدثن شيئا
حتى ترجع قال فرددت سهمي في كنانتي

آپ نے ابو بکر کا نام لیا وہ استغفار یعنی معاف فرمایئے
کہکر رہ گئے حضرت نے فرمایا اگر چاہو تو جا سکتے ہو
پھر آپ نے عمر کا نام لیا وہ بھی استغفر اللہ کہکر رہ گئے
حضرت نے پھر مجھ سے فرمایا مین نے کہا لبیک اور
حاضر خدمت ہوا اسوقت سردی اس شدت کی تھی
کہ میرے دونون پہلو جاڑے سے لرز رہے تھے حضرت
نے میرے سر و چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور
فرمایا اس قوم کی طرف جاؤ اور ان کی خبر لاؤ مگر
کوئی کام نیا نہ کرنا جب مین روانہ ہوا تو معلوم
ہوتا تھا کہ مین حمام مین جا رہا ہون کہان تو وہ
سردی تھی اور اب بہ برکت دعا کے اسقدر گرمی
ہے جب مین وہان پہونچا تو معلوم ہوا کہ ان پر ایسی
آندھی آئی ہے کہ ان کے خیمون کی کل طنابین اور
میخین اکھڑ گئین اور ان کے مویشی اور کل چیزین
برباد ہو گئین اور ابو سفیان آگ سے تاپ رہا ہے
حذیفہ بڑے نشانہ باز تھے چاہا کہ تیر کمان مین
جوڑ کر نشانہ پر مارین مگر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یاد کر کے چپ رہ گئے جب وہان سے آکر
آنحضرت سے کل واقعہ عرض کیا تو حضرت نے

قال فقال رجل من القوم الا فيكم عين للقوم واخذ كل بيد جليسه فاخذت بيد جليسي فقلت من انت قال سبحان الله اما تعرفني انا فلان بن فلان فاذا رجل من هوازن فرجعت الى رسول الله صلعم فاخبرته الخبر فلما اخبرته ضحك حتى بدت انيابه في سواد الليل وذهب عني الدفاء قال فادناني رسول الله فانامني عند رجليه والقى علي طرف ثوبه فان كنت لالزق بطني وصدري ببطن قدميه فلما اصبحوا هزم الله الاحزاب وهو قوله فارسلنا عليهم ريحا وجنودًا لم تروها۔ (تفسیر در منثور ص۱۸۵)

فرط مسرت سے ہنس پڑے کہ اُس تاریکی شب میں آپ کے دندان مبارک نمایاں ہوئے حضرت نے اپنے پائے مبارک کے پاس مجھے بٹھا لیا اور اپنی چادر کا ایک گوشہ مجھ پر ڈال دیا میں سردی کے مارے اپنے سینہ اور پیٹ کو حضرت کے قدم مبارک سے ملا دیتا تھا جب صبح ہوئی تو وہ لشکر بھاگ گیا۔ اسی کی طرف آیہ کریمہ "فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا (اور ہم نے ان پر ہوائے تند اور لشکر بھیجا جس کو وہ دیکھ نہ سکے) میں اشارہ ہے

چہارم

جاء بلال بن الحارث المزني الى رسول الله فاستقطعه ارضا طويلة فلما ولي عمر قال لبلال انك استقطعت رسول الله ارضا عريضة طويلة قطعها وان رسول الله لم يكن يمنع شيئا يسأله فانك لا تطيق ما في يديك فقال اجل قال

یعنی بلال بن حارث مزنی نے آنحضرتؐ سے ایک طویل و عریض زمین کی خواہش کی اُسکو حضرت نے اُسکی معافی میں دیدیا۔ جب عمر خلیفہ ہوئے تو بلال سے کہا تم نے آنحضرتؐ سے ایک طویل و عریض زمین حاصل کی ہے اور حضرت کی یہ حالت تھی کہ جو کوئی کچھ مانگتا تھا تو آپ انکار نہیں فرماتے تھے۔ تیری یہ حالت کہ پوری میں

فانظر ما قويت عليه منها فامسكه وما لم تطق عليه فادفعه الينا نقسمه بين المسلمين فقال لا افعل والله شئ اقطعنيه رسول الله فقال عمر والله لتفعلن فاخذ ما عجز عن عمارته فقسمه بين المسلمين۔ (کنز العمال)

آباد نہین کرسکتا لہذا جس قدر آباد کرسکتا ہے اُتنی رکھ لے اور باقی ہم کو دیدے کہ ہم مسلمانون مین تقسیم کردین اُس نے کہا واللہ مین اُس مین سے کچھ نہ دون گا کیونکہ وہ مجھے آنحضرتؐ سے معافی مین ملی ہے عمر نے کہا دینی پڑے گی آخر تھوڑی زمین چھوڑ کر باقی سب لے لی اور مسلمانون مین تقسیم کردی۔

آنحضرتؐ سے حضرت عمر کا مخالفت کرنا

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین :۔

کتب سیر اور احادیث مین تم نے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے موقع پیش آئے کہ رسول اللہ صلعم نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے اُسکے خلاف رائے ظاہر کی مثلاً صحیح بخاری مین ہے کہ جب آنحضرت نے عبد اللہ بن اُبی کے جنازے پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین۔

قیدیان بدر کے معاملے مین انکی رائے بالکل آنحضرتؐ کی تجویز سے الگ تھی۔

صلح حدیبیہ مین انھون نے آنحضرت کی خدمت مین عرض کی کہ اس طرح دبکر کیون صلح کی جائے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۹۱)

آنحضرت نے جنگ تبوک مین جزیہ کی تعداد فی کس ایک دینار مقرر کی تھی حضرت عمر نے مختلف ملکون مین مختلف شرحین مقرر کین۔

آنحضرتؐ نے حسان کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کی اجازت دی تھی حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین حکم دیدیا کہ وہ پڑھے پڑھائے نہ جائین کیونکہ اُنسے پرانی رنجشین تازہ ہوتی ہین

یعنی اشعار حسان ۱۲ منہ

حج کے ارکان مین (رمل) ایک رکن ہے یعنی طواف کرتے وقت پہلے دو تین دورون مین آہستہ آہستہ دوڑتے ہین اسکی ابتدا یون ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلعم جب مدینہ سے مکہ تشریف لائے تو کافرون نے مشورہ کیا کہ مسلمان ایسے نحیف اور کمزور ہوگئے ہین کہ کعبہ کا طواف بھی نہین کرسکتے آنحضرت صلعم نے سنکر رمل کا حکم دیدیا اس کے بعد یہ معمول ہوگیا چنانچہ ائمہ اربعہ اسکو حج کی ایک ضروری سنت سمجھتے ہین لیکن حضرت عمر نے صاف کہا کہ اب ہم کو رمل سے کیا غرض اس سے مشرکون کو رعب دلانا مقصود تھا سو ان کو خدا نے ہلاک کردیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے ایک درخت کے نیچے لوگون سے جہاد پر بیعت لی تھی اس بنا پر وہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے حضرت عمر نے اس کو جڑ سے کٹوا دیا۔

ایک دفعہ سفر حج سے واپس آرہے تھے راستہ مین ایک مسجد تھی جس مین ایک دفعہ آنحضرت نے نماز پڑھی تھی اس خیال سے لوگ اسکی طرف دوڑے حضرت عمر نے لوگون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اہل کتاب انھین باتون کی بدولت تباہ ہوے کہ انھون نے اپنے پیغمبرون کی یادگارون کو عبادتگاہ بنالیا (صفحہ ۱۶۹)

آیات محکمات مین اپنے مقام پر جناب شمس العلما کا وہ کلام نقل ہوچکا ہے جس مین جناب ممدوح نے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال مین تفرق کی ہے یعنی ایک منصب رسالت سے اور دوسرا انسانی حیثیت سے جناب موصوف اسکی تصریح اسطرح کرتے ہین کہ

نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین اور اسلام کے زمانے مین بھی یہ سلسلہ بند نہین ہوا اکثرون کا خیال ہے کہ نبی کا ہر قول و فعل خدا کی طرف سے ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی جو حکم منصب نبوت کی حیثیت سے دیتا ہے وہ بے شبہہ خدا کی طرف سے

آنحضرت صلعم کے اقوال مین حسب مصلحت تفریق کی

ہوتا ہے باقی امور وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ہوتے ہین۔ تشریعی اور مذہبی نہین ہوتے
اس مسئلہ کو جس قدر حضرت عمر نے صاف اور واضح کر دیا کسی نے نہین کیا۔ اس مین بڑا نکتہ
یہ تھا کہ آنحضرتؐ کے وہ اقوال جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین اور وہ جو تشریعی حیثیت
سے ہین باہم مختلط نہ ہونے پائین (الفاروق جلد دوم صفحہ ۱۶۹ تا ۱۰۸)

اس بنا پر جناب ممدوح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان باتون کو منصب رسالت سے خارج کر کے حضرت عمرؓ کو مخالفت کے الزام سے یہ فرما کر بری کرتے ہین :۔

"ان تمام مثالون سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ حضرت عمر رسول اللہؐ کی ان باتون کو منصب رسالت سے الگ سمجھتے تھے"

رسول اللہؐ کے کلام پاک مین جو تفریق کی گئی وہ خلاف آیات الٰہی ہے

جناب شمس العلماء کے اس بیان پر دو امر قابل توجہ ناظرین ہین۔

اوّل یہ کہ صاحب وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے کلام پاک مین جو تفریق کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے یا نہین۔

دوم نماز جنازہ عبد اللہ بن ابی صلح حدیبیہ۔ فدیۂ قیدیان بدر یہ امور منصب رسالت سے متعلق ہین یا انسانی حیثیت سے۔ یہ امر تو اہل علم پر مخفی نہین ہے کہ اللہ جل شانہ نے جا بجا قرآن مجید مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے دیکھو آیۂ کریمہ

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ

اسطرح متعدد آیات مین۔ ان آیات پاک کا مطلب یہ ہے اے لوگو! خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اسنے خدا کی اطاعت کی۔

رسول اللہؐ کل افعال و اقوال مین معصوم ہین

اس جگہ دو چار آیات کی تفسیرین جناب امام فخر الدین رازی کی مشہور و مستند تفسیر کبیر سے نقل کیجاتی ہین جن سے ظاہر ہوگا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و متابعت کا

اطلاق کس صورت مین ہوسکتا ہے۔

پہلی تفسیر آیہ شریفہ:۔

من یطع الرسول فقد اطاع الله۔ خدا کا در بارۂ متابعت رسول حکم دینا۔
سورہ منافقون

من اقوی الدلیل ان الرسول معصوم اس امر پر قوی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ کل
فی جمیع الاوامر والنواھی کل ما اوامر ونواہی مین معصوم ہین کیونکہ جو کچھ خدا آپ پر
یبلغہ لانہ لو اخطاء فی شئ منھا تبلیغ فرماتا ہے اگر ان مین آنحضرت کچھ خطا کرین
لم یکن طاعتہ طاعۃ الله تو طاعت رسول طاعت خدا نہین ہے۔
ایضا وجب ان یکون معصوما اور واجب ہے کہ رسول اپنے کل افعال
فی جمیع اقوالہ وافعالہ واحوالہ واقوال واحوال مین معصوم ہو۔

پس ثابت ہوا کہ کل افعال واقوال مین رسول کی فرمانبرداری خداے پاک کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

دوم وقولہ اطیعوا الله واطیعوا الرسول اطاعت کرو خدا اور رسول کی۔
یوجب الاقتداء بالرسول فی کل یعنی تمام اقوال وافعال میں رسول اللہ
افعالہ وقولہ اطیعوا الرسول یوجب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب
الاقتداء بہ فی جمیع اقوالہ لاشك ہے۔اور بلاشبہہ یہی اصل شریعت
انھما اصلان معتبران فی الشریعۃ ہے۔

سوم ان کنتم تحبون الله وبالجملۃ غرض جتنے عقلا تھے وہ اس کے
فکل احد من فرق العقلاء ویدعی مدعی تھے کہ ہم خدا سے محبت رکھتے ہین
انہ یحب الله ویطلب رضاہ وطاعتہ اور اُس کی رضا کے طالب ہین۔

فقال رسول الله صلی الله علیه وآله	تو خدا نے اپنے رسول سے فرمایا کہ ان سے
وسلم قل ان کنتم صادقین فی	کہو اگر دعوے محبت خدا مین صادق ہو
ادعاء محبة الله فکونوا منقادین	تو ہمارے اوامر و نواہی کا امتثال اور
لاوامره محترزین عن مخالفته	مخالفت سے پرہیز کرو۔ اِس کلام سے ظاہر
وتقدیر الکلام ان من کان محبًا	ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کو دوست رکھتا ہے اسکو
لله تعالی لابد ان یکون فی غایة	چاہیئے کہ پورے طور پر اُن باتون سے پرہیز
الحذر مما یوجب سخطه واذا قامت	کرے جن سے اسکی مخالفت لازم آئے اور
الدلایل القاطعة علی نبوة محمد	چونکہ دلائل قاطعہ سے آنحضرت صلے الله
صلی الله علیه وسلم وجبت متابعته	علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ثابت ہو چکی۔ لہذا
فان لم تحصل هذه المتابعة دل ذلك	حضرت کی متابعت واجب ہوئی اگر متابعت
علی ان تلك المحبة ما حصلت	نہو تو سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت ہی نہین ہے
چہارم] ان اتبع الا ما یوحی الی (پ ۱۱	مین تو اُسی کا پابند ہون جو میری طرف
س یونس) معناه الا یوحی اتبع	وحی کی جاتی ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہین
الی فهذا یدل علی انه لا یحکم	کہ آنحضرتؐ نے کوئی حکم بغیر وحی نہین دیا ہو
الا بالوحی وهذا یدل علی انه	اس امر کی صاف دلیل ہے کہ کوئی حکم آپ کا
لا یحکم قط بالاجتهاد	اجتہاد سے نہ تھا۔ یہ آیت اس امر پر دلالت
	کرتی ہے کہ آنحضرتؐ نے کوئی عمل نہین کیا
	مگر وحی سے

اس آیہ شریفہ کی توثیق آیہ کریمہ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ سے ہوتی ہے یعنی

خدا فرماتا ہے کہ رسول اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہین کرتے بلکہ جو وحی کی جاتی ہے۔

اِن تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع اقوال و افعال و احوال مطابق وحی تھے۔

جناب شمس العلماء اِس تفریق مراتب کی بابت یہ تحریر کرتے ہین کہ خود رسول اللہ ص نے فرمایا ہو کہ

رسول اللہ ص طبقۂ انبیاء و مرسلین مین افضل ہین

" مین بشر ہون اسلئے جب دین کی بابت کوئی حکم دون تو اسکو لو اور جب اپنی رائے سے کچھ کہون تو مین ایک آدمی ہون "۔

لہٰذا بعض حضرات شیعہ کے ولولۂ محبت مین جناب محمد مصطفٰے اشرف الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عامۃ الناس مین شامل کرکے حضرت کے اقوال و افعال کی قدر و منزلت عوام الناس کے اقوال و افعال کی برابر سمجھتے ہین حالانکہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے ایک بشر کو بھی دوسرے بشر پر فضیلت عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے " فضلنا بعضکم علیٰ بعض " اسی طرح طبقۂ انبیاء و مرسلین مین بھی حسب آیۂ کریمہ:۔

تلک الرسل فضلنا بعضھم	ہم نے رسولون مین سے بعض کو بعض پر
علیٰ بعض منھم من کلم اللہ	فضیلت دی ہے اُن مین سے بعض سے خدا نے
ورفع بعضھم درجات	کلام کیا۔ اور اُن مین سے بعضون کے درجات
(پ۳ - س بقر - ع ۱)	بلند کئے۔

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طبقہ انبیاء و مرسلین مین بھی افضل و اشرف ہین سب انبیاء علیہم السلام عاشقان خدا تھے۔ لیکن خاتم الانبیاء شاہ دوسرا معشوق خدا ہین ؎

نبی سب بجا ہین، بجا ہین، بجا ہین
ہمارے نبی اشرف الانبیاء ہین،

آپ کے اقوال کی عظمت و منزلت مین خداوند عالم فرماتا ہے:۔

قل اِنّما انا بشرٌ مثلکم ۔ اے رسول انسے کہدو اگرچہ مین بھی مثل تمھارے

یوحیٰ الیّ ۔ بشر ہون مگر مجھ پر وحی خدا نازل ہوتی ہے

پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رضؓ کو بحیثیت بشر برابر جاننا آپ کے اقوال وافعال کو اُن کے اقوال وافعال کے مساوی سمجھنا۔ یا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راے اور تجویز پر اُن کی راے کو فوقیت دینا جیسا کہ شبلی صاحب فرماتے ہین :۔

"بعض امور مین وحی الٰہی نے حضرت عمرؓ کی راے کی تائید کی یا ان ہی راے کے مطابق وحی نازل ہوئی"

کمال بے ادبی وگستاخی بلکہ درپردہ انکار نبوت وعصمت ہے ع

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"۔

قال اللہ تعالیٰ

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم (پ ۲۶ س حجرات)

اے ایمان والو خدا اور اسکے رسول کے سامنے کسی بات مین آگے نہ بڑھ جایا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو بیشک خدا بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

مرحبا سیدِ مکی، مدنی العربی ۔ دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را ۔ برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم ۔ زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بے ادبی

سید الاصفیا ۔ خاتم الانبیا ۔ سید المرسلین ۔ رحمۃ للعالمین ۔ ایسے بشر ہین جن کو اسلامی دنیا نے خیر البشر مانا ۔ جن کا وجود مسعود باعث ایجاد عالم قرار دیا گیا جسپر حدیث قدسی "لولاك

لماخلقت الافلاک شاہد ہے اللھم صل علی محمد و آل محمد ؎

خرد گشت در ذات یک کس تمام | کہ باشد محمد علیہ السلام
محمدؐ کہ ایزد ثنا خوان اوست | محمد کہ لولاک در شان اوست
محمدؐ کہ مقصود اگر آن نہ بود | ملائک نہ کردے برآدم سجود
محمد حبیب خدائے جہان | محمد سرِ جملہ پیغمبران
محمد مسلم در ارض و سما | منزہ چو ایزد زچون و چرا
حبیب خدا سید المرسلین | کہ شد بہر ایجاد دنیا و دین
بسی سال از عرش بر طور اوست | مہ و مہر یک ذرہ از نور اوست
اگر او نہ بودے جہانے نہ بود | زمین و سپہر و زمانے نہ بود
ز آدم نگر تا مسیح و کلیم | کہ ہر یک ز پیغمبران عظیم
چو حاجت بدرگاہ حق بردہ اند | بحق محمد طلب کردہ اند
توسل نہ جستند تا با نبیؐ | نہ شد مشکلِ انبیا منجلی
جہان جملہ محتاج اشفاق اوست | رضامندی خلق زاخلاق اوست

ہم اسکو ضرور تسلیم کرتے ہین کہ حبیب خدا بشر ہین لیکن معمولی بشر نہین۔ جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ ہم اُن کو افضل البشر کہتے ہین۔ اس لئے کہ حق سبحانہ تبارک وتعالی اپنے بندون کو اُن کے جملہ افعال واقوال وغیرہ کی تقلید کرنے کی بابت حکم فرماتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول | اے لوگو! بیشک تمھارے لئے پیروی کرنے کو اچھا نمونہ خود
اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا | رسول اللہ موجود ہین یعنی اس شخص کیلئے جو اللہ اور قیامت
اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا | کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہو۔

یہ آیۂ وافی ہدایہ بطلان تفریق اقوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلالت کرتی ہے پس اس نورکبریا اور حجت خدا کو عام اشخاص سے نسبت دنیا مساوات قرار دینا نقص ایمان کی بین دلیل ہے ؎

نسبتت باسائر خلقت خطا باشد خطا — گوہر پاکیزہ جوہر راچہ نسبت با رخام

قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم — بندون کے حال پر کیا افسوس ہے کہ کوئی بھی

من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ۵ — رسول ان کے پاس ایسا نہین آتا جس کی ہنسی

۱پ۔ س یسین ع ۲ — نہ اڑاتے ہون ۔

غرض جو آیات الٰہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ومتابعت کے بارے مین نازل ہوئی ہین اور مفسرین نے جو تفسیر کی ہے اُن کا مفہوم یہی ہے کہ محبت و اطاعت خدائے پاک کی یہی ہے کہ کل افعال واقوال واحوال مین آنحضرت صلعم کی پیروی اور اطاعت کیجائے اوران باتون سے جن سے آپ کی مخالفت ہو اجتناب کیا جائے مگر حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کے آخری وقت تک مخالفت ہی کرتے رہے اوراس تفریق کلام کی بنیاد بھی انھین حضرت نے ڈالی ہے۔ اس صورت مین جو تفریق جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پاک مین کی گئی ہے وہ بروے آیات الٰہی اور تفاسیر مفسرین اہلسنت باطل و نامعتبر ثابت ہوئی۔ اور ظاہر ہوا کہ جناب خلافت مآب جو اس فرق مراتب کے موجد ہین رسالت ونبوت کی انکے نزدیک کچھ شان ومنزلت ہی نہین تھی اور نہ عدم اطاعت ومخالفت رسول اللہؐ کی وجہ سے مومنین کے مرتبے و درجے کو پہونچے نیز جناب شمس العلما بھی جنھون نے اِس تفریق کلام پر جناب خلیفہ صاحب موصوف کے ہمرنگ ہو کر الفاروق کو اِس جلا سے۔

"نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہین ؛

زینت دے کر اپنے اہل مذہب کو یہ ہدایت کی ہے کہ رسول اللہ ؐ بھی مثل تمھارے ایک بشر ہین لہذا حضرت کے کل افعال و اقوال کو مذہبی و تشریعی نہ سمجھو۔

حضرت عمرؓ کا اعتراض اور عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھنے سے روکنا

اب ہم عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ سے بحث کرتے ہین۔ اگرچہ جب مسئلہ تفریق اقوال باطل ثابت ہوا تو پھر ان امور کو منصب رسالت سے ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی مگر بہ لحاظ رفع حجت ان کو بھی ثابت کرتے ہین کتب صحاح وغیرہ مین مذکور ہے کہ جبوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کو کھڑے ہوے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن مبارک پکڑ کر کھینچا اور کہا آپ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہین حالانکہ خدا نے منع کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برہم ہو کر فرمایا ' ہٹو اے عمرؓ خدا وند تعالی نے مجھے مختار کیا ہے کہ مین منافقون کے لئے استغفار کرون یا نہ کرون۔ آخر آنحضرت نے نماز جنازہ پڑھی اور حسب خواہش فرزند عبداللہ بن ابی کو اپنا قمیص بھی کفن کے لئے عطا فرمایا۔ نماز جنازہ اور قمیص مبارک کا یہ اثر ہوا کہ عبداللہ بن ابی کی قوم کے ہزار آدمی اسلام لے آئے اور حضرت عمرؓ اپنی حرکت پر نادم و خجل ہوے بلکہ کنز العمال مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے خود اپنی زبان سے فرمایا کہ

" مجھے اسلام مین لغزش کبھی نہین ہوئی جو اس وقت ہوئی "

چونکہ جناب شبلی صاحب نے ان تمام باتون پر پردہ ڈالا ہے۔ لہذا ہم ان کے ثبوت مین خاص بخاری شریف کی روایتین ترجمہ بخاری شریف سے جس کے مترجم مولوی وحید الزمان المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر ہین نقل کرتے ہین :۔

حدثنا عبید بن اسمٰعیل عن ابی اسامہ	عبید بن اسمٰعیل نے لبسلسلہ عبداللہ
عن عبداللہ عن نافع عن عمر قال	بن عمر سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ

لما توفی عبد الله جاء ابنه
عبد الله الی رسول الله صلعم
فسأله يعطيه قميصه يكفن فيه
اياه فاعطاه ثم سأله يصلی
عليه فقام رسول الله يصلی
فقام عمر فاخذ بثوب رسول
الله صلعم فقال يا رسول الله
تصلی عليه وقد نهاك ربك
ان تصلی عليه فقال رسول الله
انما خيرنی الله فقال استغفر
لهم سبعين مرة سازيد من
السبعين قال انه منافق قال
فصلی عليه رسول الله صلعم
فانزل ولا تصل علی احد منهم
مات ابدا ولا تقم علی قبره

بخاری
کتاب التفسیر پارہ ۱۹
صفحہ ۹

ابن ابی بن سلول منافق مرگیا اس کے فرزند
عبد اللہ ابن عبد اللہ نے جو سچا مسلمان تھا
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض
کی کہ اپنا کرتا عنایت فرمائیے کہ مین اپنے باپ
کو اس سے کفن دون آپ نے کرتا دیدیا پھر
اُس نے درخواست کی کہ نماز جنازہ بھی پڑھئے
آپ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے حضرت عمرؓ نے
کھڑے ہوکر آپ کا دامن کھینچا اور عرض کرنے
لگے یا رسول اللہ آپ اسپر نماز پڑھتے ہین حالانکہ
اللہ تعالی نے ایسے منافق لوگون پر نماز پڑھنے
سے آپ کو منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالی
نے مجھ کو منع نہیں کیا بلکہ مجکو اختیار دیا ہے
اللہ تعالی نے فرمایا ہے تو ان کے لئے دعا کر
یا نہ کرے اگر تو ستر بار انکے لئے دعا کریگا جب بھی اللہ
اُنکو بخشنے والا نہین۔ مین ستر بار سے زیادہ دعا کرونگا
حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ وہ تو منافق تھا آخر
آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کا کہنا نہ مانا اُسپر نماز پڑھی
اسوقت یہ آیت اتری کہ ان منافقین سے کوئی
مرجائے تو اسپر نماز نہ پڑھو اسکی قبر پر کھڑے بھی نہو۔

اِس حال کی مسلسل تین حدیثین ہین :۔

حضرت عمر کہتے ہین اس کے بعد مجکو خود تعجب ہوا کہ تونے اللہ کے رسول پر ایسی جرأت ودلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔

قال عمر یعجب بعدی جراتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(ترجمہ بخاری شریف پارہ ۱۹ صفحہ ۱۱۹)

مولوی صاحب موصوف ان روایتون کی نسبت صفحہ ۰اکے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہین :۔

روایت مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرا کرتا کچھ اسکی کام آنے والا نہین مگر مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہوجائینگے ایسا ہی ہوا کہ عبداللہ بن اُبی کی قوم کے لوگ یہ حال دیکھکر بہت سے مسلمان ہوگئے ایک روایت مین یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی ابھی زندہ تھا اس نے آنحضرت صلعم کو بلا بھیجا اور آپ کے کرتا مانگا اور دعا کی درخواست کی

کنز العمال کی جس روایت کا ذکر ہم نے کیا ہے اسکی نقل یہ ہے :۔

عن الشعبی ان عمر بن الخطاب قال	شعبی سے منقول ہے کہ عمر بن الخطابؓ
لقد اصبت فی اسلام ھفوۃ ما اصبت	نے کہا کہ مجھے اسلام مین کبھی لغزش نہین ہوئی
مثلھا قط اذا اراد رسول اللہ صلعم ان	تھی جیسی کہ اسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہ نے
یصلی علی عبداللہ بن ابی فاخذت بثوبہ	ارادہ فرمایا کہ عبداللہ بن ابی کعب کے جنازے
فقلت واللہ ما امرک اللہ بھذا لقد استغفر	کی نماز پڑھین مین نے آپ کا کپڑا کھینچ لیا اور
لھم اولا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ	عرض کی خدا نے آپ کو اسکا حکم نہین دیاہے۔
فلن یغفر اللہ لھم فقال رسول اللہ قد خیرنی	رسول اللہ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے

ربی فقال استغفر لھم او لا تستغفر لھم الخ مجھے اختیار دیا ہے کہ مین ان کے لئے دُعا کرون یا نہ کرون۔ (کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد جلد اول ص۲۴۳)

اس روایت کو خود جناب شبلی صاحب نے بھی سیرۃ النبی مین اس طرح لکھا ہے :-

"۵ھ مین قریش نے مکہ سے لیکر مدینہ تک آگ لگا دی اور مدینہ پر حملہ کی تیاریان شروع کر دین آنحضرت صلعم مدینہ سے چار سو صحابی کو لے کر نکلے اور ذات الرقاع تشریف لیگئے آپ کی آمد سنکر وہ پہاڑون مین بھاگ گئے۔ اس جنگ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ غنیمت کے لالچ سے منافقین بھی داخل ہو گئے تھے اور فتنہ گری کی کوشش کر رہے تھے ایک دن چشمہ سے پانی لینے پر ایک مہاجر اور انصاری مین جھگڑا ہو گیا قریب تھا کہ جنگ چھڑ جائے مگر لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا۔ عبداللہ ابن ابی نے جو رئیس المنافقین تھا انصار سے کہا تم نے یہ بلا خود مول لی مہاجرین کو تم نے بلا کر اتنا کر دیا کہ اب وہ خود تم سے برابری کا مقابلہ کرتے ہین اب بھی موقع ہاتھ سے نہین گیا تم ہاتھ اٹھا لو تو وہ خود یہان سے نکل جائینگے یہ واقعہ لوگون نے آنحضرت صلعم سے آکر کہا حضرت عمر بھی موجود تھے غصہ سے بیتاب ہو گئے عرض کی کہ کسی کو ارشاد ہو اس منافق کی گردن اُڑا دے آپ نے فرمایا کیا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ محمد اپنے ساتھ والون کو قتل کرتے ہین یہ عجیب بات ہے کہ عبداللہ ابن ابی جیسا منافق اور دشمن اسلام تھا اسکے صاحبزادے کہ ان کا نام بھی عبداللہ تھا۔ اسیقدر اسلام کے جان نثار تھے۔ آنحضرت صلعم کی ناراضی کی بنا پر یہ خبر پھیل گئی تھی کہ کہ آپ عبداللہ بن ابی کے قتل کا حکم دینے والے ہین۔ یہ سنکر وہ خدمت اقدس مین حاضر ہوے

۱ے یہ ایجاد شمس العلماء کی ہے حدیث مین تو لفظ اصحاب ہے ۱۲

اور عرض کی کہ دنیا جانتی ہے کہ مین باپ کا کسقدر خدمت گذار ہون لیکن یہ مرضی ہے تو مجھے
حکم ہو مین ابھی اسکا سر کاٹ لاتا ہون ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو حکم دین اور مین غیرت
اور محبت کے جوش مین آکر قاتل کو قتل کرون آپنے اطمینان دلایا کہ قتل سے بجائے مین مہر
مہربانی کرونگا۔ یہ ارشاد اسطرح پورا ہوا کہ جب وہ مرا تو کفن کے لئے آپ نے خود پیراہن مبارک
عنایت فرمایا جنازہ کی نماز پڑھی حضرت عمر نے دامن تھام لیا کہ آپ منافق کے جنازہ کی
نماز پڑھتے ہین لیکن دریائے کرم کا بہاؤ کون روک سکتا تھا۔

حضرت عمر نماز جنازہ عبداللہ بن ابی صلی علیہ اور فدیہ قیدیان بدر کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے

ان روایتون سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس معاملے کو منصب رسالت سے سمجھتے تھے چنانچہ
ان کا عبداللہ بن ابی کے نفاق پر غصہ سے بیتاب ہونا۔ آنحضرت صلعم سے اسکی گردن اُڑانے کی
اجازت چاہنا۔ آنحضرت صلعم کا حالت نماز مین دامن پکڑ کر کھینچنا۔ اسکا اعتراف کرنا کہ تونے محمد
کے رسول پر اتنی جرات و دلیری کیون کی کہ بار بار آپ کو نماز پڑھنے سے روکا حالانکہ اللہ اور
اُسکا رسول ہر کام کی مصلحت خوب جانتے ہین۔ اسکا بھی اقبال کرنا کہ مجھے اسلام مین لغزش کبھی نہین
ہوئی جیسی کہ اسوقت ہوئی جب کہ رسول اللہ عبداللہ کے جنازہ کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے یہ باتین
اُن کے علم پر شاہد ہین اور یہ عین مخالفت ہے اور مخالفت رسول کفر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كيف يهدى الله قوما كفروا	خدا ایسے لوگون کو کیونکر ہدایت کرے
بعد ايمانهم وشهدوا ان	جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ حالانکہ وہ
الرسول حق وجاءهم البيّنات	گواہی دیچکے تھے کہ رسول سچے ہین اور انکے
والله لا يهدى القوم الظلمين ٥	پاس کھلی نشانیان آچکی ہین اور اللہ ظالم
(پ ۴۔ س۔ آل عمران رع ۹)	لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔
دوسری ان الذين يحادّون الله ورسوله	بیشک جو اللہ اور رسول سے مخالفت کرتے ہین

کبتوا کما کبت الذین من قبلهم — وہ اسطرح ذلیل کیے جائینگے جو ان سے پہلے تھے
وقد انزلنا آیات بینات وللکافرین — اور ہم نے کھلی نشانیان اتاری ہین اور نہ ماننے
عذاب مھین (پ ۲۸ - س - مجادلہ) — والون کے لئے ذلت دینے والا عذاب ہے۔

جناب شمس العلماء نے صلح حدیبیہ کو بھی منصب رسالت سے جدا بتایا ہے حالانکہ یہ صلح بموجب حکم خداوند متعال کے ہوئی تھی اس صلح سے اصحاب مومنین تو خوش ہوے مگر اصحاب منافقین ناراض ہوے اور خدا و رسول سے بدظن ہو گئے حضرت عمر فاروق اتنے بگڑے کہ خود اُن کا قول ہے کہ مجھے کبھی رسول کی رسالت مین ایسا شبہہ نہین ہوا جیسا کہ آج ہوا" صلح حدیبیہ کا ذکر خود قرآن مجید مین ہے اور سورہ انا فتحنا اس بارہ مین نازل فرمایا ہے جس مین مومنین پر اظہار خوشنودی اور جنت کی بشارت۔ اور اصحاب منافقین پر عتاب فرمایا ہے بلکہ عذاب کچھ بھی دیکھو آیہ

المنفقین والمنافقات والمشرکین — اور منافق مرد اور منافق عورتون اور
والمشرکت الظانین بالله ظن السوء — مشرک مرد اور مشرک عورتون پر جو خدا کے حق
علیهم دائرة السوء وغضب الله — مین برے برے خیال رکھتے ہین عذاب نازل
علیهم ولعنهم واعد لهم جهنم — کرے ان پر مصیبت کی بری گردش ہے اور خدا
وساءت مصیرا ۵ — اُن پر غضبناک ہے۔

(پ ۲۶ س فتح ع ۱)

یہ واقعہ اسلام مین مہتمم بالشان ہے اس سے بہت سے امور متعلق ہین اس صلح مین اصحاب نے بہت کچھ خدا اور رسول پر بدگمانیاں کی ہین جس سے صلح صحابہ مومنین کے ایمان و منافقین کے نفاق پر بین دلیل ہے چونکہ آیات بینات مین آیہ کریمہ ـ

لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة

سے اصحاب ثلثہ رض کی فضیلت کا استدلال کیا ہے اور بہت کچھ خداے پاک کی طرف سے انکی مدح و ثنا کی ہے جو قرآن اور واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ لہذا اس جگہ ہم نے اسکا ذکر صرف اشارۃً کردیا ہے اور مفصل حال جلد دوم مین لکھا ہے جو انشاءاللہ قابل ملاحظہ ہوگا۔

جناب شمس العلماء ان مخالفتون کا ذکر کرنے کے بعد یہ توجیہ کرتے ہین۔

رسول اللہ نے حضرت عمر کی مخالفت پر ناپسندیدگی ظاہر نہین فرمائی۔

"حضرت عمر کو اس امتیاز مراتب کی جرأت اسوجہ سے ہوئی کہ آنحضرت کے متعدد احکام مین جب انھون نے دخل دیا تو آنحضرت صلعم نے اسپر ناپسندیدگی ظاہر نہین کی۔"

تردید قول مذکورۂ بالا

سبحان اللہ! این گل دیگر شگفت حالانکہ انھین کے مذہب کی کتابون سے منکشف ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان مخالفتون پر برہم ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ تقسیم غنیمت کے بارہ مین یہ روایتین نقل ہوچکی ہین جنمین یہ جملہ ہے کہ آنحضرت نے برہم ہوکر فرمایا:۔

"اے عمر اس بارہ مین ہم سے فحش اور بدگوئی نہ کرو۔"

جب حضرت عمر توریت سنانے لگے تو آنحضرت کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا۔ نماز جنازہ عبداللہ بن ابی کے معاملہ مین فرمایا

"ہٹو اے عمر!"

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین:۔

"عمر... خطاب از جائے برجست وگفت نماز می گذاری بروے حالانکہ وے منافق بود حضرت گفت دست از من بدار" صفحہ

لشکر اسامہ سے تخلف کیا تو حسب منشاء رجہ ملل و نحل شہرستانی مجمع اصحاب مین بالائے ممبر

"لعن اللہ من تخلف عنہا"

له یہ جملہ شرح مواقف اور مجلد سادس ابن ابی الحدید مین بھی ہے۔

فرمایا۔ قلم دوات کی مخالفت پر آزردہ و برہم ہو کر حسب بیان امام بخاری صاحب مجمع مبارک سے اٹھوا دیا

دیکھو بخاری شریف مین یہ ارشاد

"قوموا لاینبغی عندی التنازع"

قصہ مختصر اصحاب ثلٰثہ رض پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حیات و ممات مین اختلاف و انحراف ہی کرتے رہے اور جب خود زیب دہ مسند خلافت ہوئے تو اپنی سلطنت و حکومت کے استحکام کی غرض سے بفحوائے آیۂ کریمہ:۔

ویفسدون فی الارض اولئک — وہ دنیا مین فتنہ و فساد پھیلاتے ہین او،

ھم الخسرون (پ ع ۲۵) — وہی نقصان اٹھانے والون مین سے ہین۔

مفسدین کو تقویت دی اور ظالمون کی رعایت کی مظلومون پر انواع و اقسام کے ظلم کیے جن مسلمانون نے ان کی خلافت تسلیم نہین کی اور زکوٰۃ نہ دی ان کو مرتد ٹھہرا کر قتل کرا دیا مسائل میراث خمس و فدک متروکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین احکام خدا و رسول سے انحراف کرکے اپنی راے اور مصلحت ملکی پر عمل کیا۔ بیت المال کی تقسیم مین خلاف عمل اپنے پیغمبر کے اقویا واقربا کو زیادہ اور ضعفا کو تھوڑا حصہ دیا سنت رسول اللہ کو بالاے طاق رکھکر امور شریعت مین اپنی راے اور مرضی سے احکام دیے جیسا کہ ماہ رمضان مین تراویح اور اذان فجر مین کلمہ "حی علے خیر العمل" کے بجاے الصلوٰۃ خیر من النوم۔ متعۃ النساء و متعۃ الحج کا حرام ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عمر نے مخالفت رسول پر صرف اپنی حیات ہی تک قناعت نہین کی بلکہ اپنے بعد بھی تا حشر اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ یعنی مجلس شورے جو آپنے اپنی وفات کے وقت انتخاب خلیفہ کے لئے مقرر کی تھی اور اپنے رفیق خاص عبدالرحمن بن عوف کو اس مجلس کا میر مجلس کیا تھا چنانچہ جب ان کے دفن و کفن کے بعد وہ مجلس منعقد ہوئی جسکے ایک رکن جناب امیر علیہ السلام بھی تھے تو خلیفہ کے انتخاب مین منجملہ دیگر شرائط کے سیرت شیخین

کی بھی شرط لگائی گئی۔ چنانچہ میر مجلس نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ

"میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ کتاب خدا وسنت رسول و سیرت شیخین پر چلنے کا اقرار کریں۔

آپ نے سیرت شیخین کی شرط قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ اس لئے حضرت عبدالرحمن نے آپکا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ سے کہا گیا تو انھوں نے بہ طیب خاطر یہ شرطین منظور فرمالیں۔ اور تاج خلافت حضرت ذی النورین کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔

آخر یہ نتیجہ ہوا کہ کتاب خدا و سنت رسول کو پس پشت ڈالدیا اور سیرت شیخین کی مطابق خلافت سرانجام پاتی رہی۔

حضرت عثمان کی مخالفت پر صحابہ کی برہمی

حضرت عثمانؓ ذوالنورین تو اپنے پیشرو کے قدم بقدم چلنے میں اپنے بڑے بھائیوں سے بھی دس قدم آگے ہی رہے آپ کی بدعتوں اور مخالفت رسول کی وجہ سے جو حشر ہوا اس سے کتب خانہ اہلسنت نے بھرے ہیں۔ اس جگہ چند سطریں رسالہ محرّم نامہ سے جسکے مؤلف کٹر سنی یعنی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب ہیں نقل کیجاتی ہیں وہ یہ ہیں:۔

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا حج کو جاتے تو منا کے مقام میں قصر کر دیتے۔ حضرت عثمان حج کو گئے اور منا میں اقامت اختیار کی تو چار رکعت نماز پڑھی اسپر اصحاب برہم ہوکر بولے یہ کیا بدعت ہے رسول اللہ نے تو یہاں چار رکعتیں نہیں پڑھیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف تو اسقدر تیز ہوے کہ بھرے مجمع میں کہا تیرا کیا اقرار تھا کیا تو بھول گیا کیا یہ عہد نہیں کیا تھا۔ کہ کتاب خدا و سنت رسول صلعم پر عمل کروں گا اب تو سنت پیغمبر سے انحراف کرتا ہے حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیوں ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے میں مقیم ہوں مجھے قصر نماز جائز نہیں ہے صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہ ہوا اور چند روز میں سارے ملکوں میں

دھوم مچی گئی کہ امیرالمومنین سنت رسول اللہ کے خلاف کام کرتے ہین !

اپنے چچا حکم بن عاص کو جسے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے خارج البلد کیا تھا۔ باحترام واکرام پھر مدینہ مین بلالیا اور ایک لاکھ درہم بیت المال سے عطا کیئے۔ مروان بن حکم جو آپکا چچازاد بھائی تھا جسپر آنحضرت صلعم نے لعنت کی تھی اور مدینہ سے نکلوا دیا تھا اسکو اپنا وزیر ومشیر بنایا اور افریقہ کا پورا خمس بخشدیا اپنے بھانجے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو ایک بڑے صوبہ مصر کا گورنر بنادیا حالانکہ یہ وہ مرتد تھا جس کے قتل کا آنحضرت صلعم نے حکم دیا تھا حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت عمار بن یاسر حضرت عبداللہ ابن مسعود وغیرہ جو جلیل القدر اصحاب رسول اللہ سے تھے جنکے فضائل مین خود بخاری وغیرہ مین متعدد حدیثین ہین اُن کو اس بنا پر کہ یہ لوگ آپکے نائبون کے احکام مین بوجہ مخالفت سنت رسول معترض ہوا کرتے تھے اور سنت نبوی پر چلنے کی نصیحتین کرتے تھے خارج البلد کیا اور اپنے غلامون سے پٹوایا۔

اب فرمایئے کیا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے معنی یہی ہین کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہین کہ میدان جنگ مین جاؤ اور خدا کی راہ مین تکلیفین برداشت کرکے کفار ومشرکین سے لڑو یہ مجاہد وغازی بجائے قاتلوا وقتلوا کے میدان جنگ سے ایسے فرار ہوتے ہین کہ مدینے سے ادھر دم نہین لیتے اور بعض تو تین تین دن تک غائب رہتے ہین جناب رسول خدا صلعم حکم صادر فرماتے ہین کہ اُسامہ کے ساتھ جہاد کو جاؤ اطاعت گذار مشورہ کرتے ہین کہ ہم غلام کے ماتحت نجائینگے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر کو مکہ جانے کا حکم دیتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین کہ کفار ومشرکین میرے دشمن ہین مجھے قتل کر ڈالینگے محبوب خدا اصحاب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہین کہ ہے کوئی خدا کا دوست کہ عمرو بن عبدوُد سے مقابلہ کو میدان جنگ مین جاے اشداء علی الکفار حضرت عمر کہتے ہین کہ وہ ایسا شجاع اور بہادر ہے جس نے ایک شتر بچے کو

بجاے سپر ہاتھ مین لیکر ہزاڑاکون کو بھگا دیا فوج اسلام سے کوئی اسکے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین مین اصحاب مفرورین کو باین الفاظ مبارک پکارتے ہین

انا رسول اللہ انا نبی اللہ فارجعوا

لیکن وہ جان نثار پلٹ کر بھی نہین دیکھتے۔ جناب رسالت مآب قرآن مجید اور اپنی عترت کو امت کا ہادی اور امام بنا کر ان کی اطاعت اور پیروی کا حکم دے کر ارشاد فرماتے ہین کہ اگر ان دونون کو پکڑے رہو گے تو تم ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ یہ فرمان بردار اہلبیت کی اطاعت سے منحرف ہو کر خود ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کرتے ہین۔ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ابتداے بعثت کے وقت اپنی رسالت۔ نبوت کے اعلان کے ساتھ اپنے بھائی علیؑ کی امامت کا بھی باین الفاظ مبارک

ھذا اخی ووصیی ووارثی	یہ میرا بھائی میرا وارث میرا وزیر اور
وخلیفتی فیکم فاسمعوا	میرا خلیفہ تم لوگون مین ہے اسکا حکم سنو اس کی
واطیعوا۔	اطاعت کرو۔

اظہار کرتے ہین یہ اُنکی اخوت اور اطاعت سے مُنھ موڑتے ہین۔ رسول الثقلین حسب ارشاد رب العزت حضرت علےؑ کو بالاے منبر اپنے ہاتھون پر اُٹھا کر

من کنت مولاہ فعلی مولاہ	مین جس کا سردار ہون علی بھی اُسکا سردار ہو

فرما کر اپنا جانشین کرتے ہین۔ یہ جان نثار واطاعت گذار اسپر ایسے برہم ہوتے ہین کہ خود محبوب خدا کو ہلاک[لہ] کرنے کا سامان کرتے ہین

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت رحلت ارشاد فرماتے ہین کہ مجھے دوات دکاغذ دو

لہ یہ واقعہ لیلۃ العقبہ کا ہے جو دوسری جلد مین درج ہوا ہے۔

تاکہ مین تم کو ایک ہدایت نامہ لکھ دون جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ یہ حکم کی تعمیل نہین کرتے۔ بلکہ اس حکم کو ہذیان بتاتے ہین اور کہتے ہین :۔

"کچھ ضرورت نہین ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے"

المختصر ان خلفا کا قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلنے اور حرص و ہوا کو دخل نہ دینے کے حالات اور واقعات ہم نے جلد سوم مین مفصل لکھے ہین۔ اُسکے ملاحظہ سے ان کی حرص و ہوا بخوبی منکشف ہوگی کہ اپنے پیغمبر کے جنازہ کو بے غسل وکفن و بے تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ مین پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار کر کے مسند خلافت پر متمکن ہوگئے اور اپنے پیغمبر کی وصایا کو عموما اور انی تارک فیکم الثقلین کو خصوصا فراموش کر گئے۔

یوم غدیر جس ولی خدا کو خلافت کی مبارکباد دیچکے تھے اُس سے اپنے عہد کو توڑ کر منحرف ہوگئے بلکہ اس ولی خدا اور وصی رسول اللہ کو اپنی بیعت کیلئے طلب کیا جب نفس رسول نے آنے سے انکار کیا تو بیت الشرف بنت رسول اللہ کو آگ لگانے کیلئے تیار ہوگئے۔ اس نفس رسول کو بجبر و تشدد دربار خلافت مین لے گئے اور کہنے لگے اگر ہماری بیعت نہ کروگے تو تمھاری گردن کاٹین گے جب وہ جناب ان کی بیعت سے انکار کر کے دولتسرا پر واپس تشریف لے گئے تو آل رسول کی تباہی کے مشورے کرنے لگے۔ آخرکار بنت رسول اللہ سے فدک جس کی آمدنی ایک لاکھ چالیس ہزار تھی ضبط کرلیا اور بنی ہاشم پر خمس بند کردیا۔ بعد ضبطی فدک جب بنت رسول اللہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے خلیفہ اول صاحب سے ناجائز حکم کی شکایت کی تو خلیفہ صاحب نے ہبہ فدک کے متعلق شہادت طلب کی۔ جناب امیر المومنین اور حسنین علیہم السلام اور ام ایمن نے اُن معصومہ کے قابض و متصرف ہونے کی شہادت دی اُس شہادت کو یہ فرما کر کہ

ام ایمن زن عجمیہ ہے اور حسنین کم سن ہین۔ رہے علی وہ خود فریق مقدمہ ہین ان کی

شہادت قابل قبول نہین"

دعوے خارج کردیا۔ جناب سیدہ نے فرمایا کہ وراثتاً بھی مجھے فدک ملنا چاہیئے اس لئے کہ وہ میرے باپ کی ملک ہے اسپر باوجود دعواے حسبنا کتاب اللہ آیۂ شریفہ (یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ) کو پس پشت ڈالکر فرمایا کہ

"آنحضرت سے ہم نے یہ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث وماترکناہ صدقۃ سنی ہے ہم انبیا کسی کے وارث نہین ہوتے اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے اور جو مال ہم چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ ہے"۔

نیز خمس کا حصہ بھی اقرباے رسول سے ساقط کرلیا جس کی نسبت قرآن شریف مین صاف حکم ہے کہ جو کچھ تم کو جہاد کی لوٹ مین ہاتھ آئے اُسمین پانچوان حصہ خدا اور پیغمبر اور رشتہ دارون اور یتیمون اور غریبون اور مسافرون کے لئے ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ اسی طرح ذوی القربیٰ کو حصہ تقسیم فرمایا کرتے تھے آخر کار جناب سیدہ علیہا السلام بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چھہتر دن زندہ رہ کران صدمات سے رحلت فرماگئین اور تا وقت وفات ان حضرات سے ناراض رہین۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بہ حیلہ خونبہاے حضرت عثمان رض اپنی شفقت مادرانہ کا اظہار علے رؤس الاشہاد اس طرح کیا کہ نفس رسول پر جس کی شان مین رسول اللہؐ نے "لحمک لحمی ودمک دمی" ارشاد فرمایا تھا ایک لشکر بغاوت اثر وضلالت نشان کی سپہ سالار بنکر چڑھائی کی اور بہ نفس نفیس خاص معرکۂ جنگ کے وقت ایک شاندار شتر پر سوار او قلب لشکر مین رونق افروز ہوکر اہل لشکر کو جوش دلا رہی تھین۔ حالانکہ حضرت عثمان رض کی ہلاکت کا باعث آپ ہی تھین اور ان پر اسقدر غیظ وغضب کیا کرتی تھین کہ ایک یہودی سے تشبیہ دیکر طعن فرمایا کرتی تھین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد سوم صفحہ ۱۵ مین ہے:۔

" عائشہ تا در مدینہ بود در شان عثمان می گفت لعن اللہ نعثلا وقتل نعثلا

اسی طرح نواسۂ رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کی نعش مبارک اُن کے نانا کے حجرے مین دفن ہونے دی بلکہ ایک جمعیت ہمراہ لیکر اور خچر پر سوار ہوکر جنازہ پر تیرون کا مینھ برسایا۔ صحابۂ ثلثہؓ نے اپنے استحکام خلافت کے لئے خاندان بنی اُمیہ کو ہر طرح کی تقویت اور عروج دیا حالانکہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین شجرۂ ملعونہ جو فرمایا ہے اُس سے مُراد بنی امیہ ہین اور اپنے حبیب کو رویاے صادقہ مین دکھا دیا کہ بنی امیہ منبر رسالت پر مثل بندرون کے کودرہے ہین اِس خواب سے آنحضرتؐ پر اسقدر غم وملال طاری ہوا کہ پھر اسکے بعد آپنے تبسم نہین فرمایا۔ ہر چند کہ آیۂ شریفہ اصحاب کے سامنے نازل ہوچکی تھی۔ اس خواب سے آپنے انھین آگاہ بھی کر دیا تھا۔ با این ہمہ اپنے عہد خلافت مین محض خاندان رسالت کے مٹانے اور برباد کرنے کی غرض سے نہ صرف اس قوم کو رسوخ وعروج دیا بلکہ خلیفہ دوم صاحب اپنے جیتے جی خلافت بھی بنی امیہ مین منتقل کر گئے آخر ان کا مقصد حاصل ہوا کہ جناب امیر المومنینؑ کے مسند نشین خلافت ہوتے ہی امیر معاویہ نے علانیہ جنگ وجدل کی اور اپنے عہد خلافت مین ان جناب پر سب وشتم کے بارے مین احکام صادر کیے جس پر اسّی سال تک علانیہ خاص مسجد الحرام ودیگر کل مساجد مین بالاے منبر جناب امیر وجناب حسنین علیہم السلام پر تبرا ہوتا رہا۔ یہ تبرا خطبہ مین پڑھا جاتا تھا۔ اسکو عمر بن عبد العزیز نے خطبہ سے خارج کردیا اور بجاے اس کے آیت قرآنی شامل کی۔

اُنکے فرزند رشید یزید جب تخت نشین ہوے ان کے دست خزان سے تو گلستان مصطفوی و بوستان مرتضوی ایسا پامال ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا تاراج ہوگیا۔

غرضکہ آل رسول کی تباہی وبربادی کا وہ مستحکم سنگ بنیاد رکھا کہ ان کے جانشین یکے بعد دیگرے بمصداق اس شعر " خشتِ اول چون نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج "

اپنے پیشواؤن و آبا رکے نقش قدم پر چل کر آل نبیؐ و اولاد علیؑ کا استیصال کرتے رہے ؎

رسولؐ و فاطمہ زہراؑ کا گھر تباہ کیا　　نہ پاس حرمت پیغمبر آہ کیا

خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا　　شہید گیارہ امامون کو بے گناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا اِک اِک ہرا شجر کاٹا

کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ؕ

چونکہ یہ حالات اور واقعات مزید توضیح و تصریح طلب ہین اور علماء اہلسنت نے ان واقعات کی طرح طرح سے پردہ پوشی کی ہے اور جناب شاہ صاحب نے تو ان بدعتون کو صحاب ثلثہؓ کی خاطر مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ لہذا یہ سب واقعات مفصل آگے بیان کیے جائینگے اس کے ملاحظہ سے ناظرین باتمکین پر روشن ہوگا کہ حسب روایات مندرجہ کتب معتبرہ اہلسنت رسول اللہؐ کی دولت اسی خلافت کی بدولت تاراج ہوئی جس کو اہل سنت خلافت راشدہ کہتے ہین۔ ان حادثات درد انگیز اور سانحات رستخیز کا سنگ بنیاد انھین لوگون کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا جنکو وہ مہر و ماہ فلک اسلام بتاتے ہین اور ان کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے ؎

نہ گھبراؤ بتو کل حشر مین کھل جائینگے عقدے　　تمھارے ظلم سب اللہ کے آگے بیان ہونگے

قولہ تعالی

یومئذ تعرضون لا تخفی　　اُسدن تم پیش کردیے جاؤگے اور کوئی

منکم خافیہ　　بھید تمھارا چھپا نہ رہے گا۔

قال

قولہ
صحابہ نے اسلام کے
پھیلانے مین تکالیف
اٹھائین اور اپنا مال
نثار کیا

مین حضرات شیعہ سے پوچھتا ہون کہ صحابہ کرام و مہاجرین و انصار مصیبت اور رنج کے وقت مین شریک آنحضرت ہوئے یا نہین اور مال وجان و عزت و آبرو آپ پر نثار کیا یا نہین اسلام کے پھیلانے مین انھون نے تکلیفین اور ایذائین پائین یا نہین پس ایسے بدیہیات سے انکار کیجئے یا اقرار۔ چونکہ انکار تو کر ہی نہین سکتے اس لئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اُن کی محنتون اور کوششون کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف کرین کہ جسکے پیچھے اُنھون نے تکلیفین گوارا کی ہونگی اُسکی نگاہ مین کیا کچھ قدر و منزلت اُن کی نہ ہوگی اور جس کی خاطر اُنھون نے اپنے گھر بار کو چھوڑا ہوگا اسکے دل مین کیا کچھ اُن کی محبت نہ ہوگی۔ اے یار و تم کو علی مرتضیٰ ہی کی قسم ہے کہ اگر مصیبت کے وقت مین کوئی تمھارا شریک ہو اور درد و دکھ کی حالت مین کوئی تمھارا ساتھ دے اور بھائی بندون کو چھوڑ کر تمھارے ہمراہ ہو اور اپنی جان و مال کو تمھارے پیچھے ضایع کرے تو تمھاری نگاہ مین اُسکی کچھ عزت اور تمھارے دل مین اُسکی کچھ محبت ہوگی یا نہین اگر ہو تو وہی مہاجرین و انصار کی نسبت آنحضرت صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جس وقت لوگ چارون طرف سے یا ساحر یا مجنون کہکر آپ کا دل دکھاتے ہونگے اُسوقت جو لوگ اپنا سینہ سپر کرکے حضرت کو بچاتے ہونگے اُن کی اس اعانت کی کیا کچھ قدر و منزلت آپکے نزدیک ہوتی ہوگی۔

اقول

بلا شبہہ صحابۂ کرام اور مہاجرین و انصار جو مومنین سے تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک حال رہے اُن بزرگون کے صدق ایمان اور اسلام مین کس کو کلام ہے۔ ان خالص مخلصون کی وفاداری اور جان نثاری کی جسقدر ثنا کی جائے کم ہے ؎ تو ضیح قول ۱۱

از وطنہا مہاجرت کردند | بر المہا مصابرت کردند
در سفر ہم رکاب او بودند | در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو | ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو
بانبی در شداید و اہوال | بذل ارواح کردہ واموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد | کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سوئے حق | بہر ایشان بشارت مطلق

یہ حالات تو اصحاب مومنین کے ہم نے بیان کیے اور اصحاب ممدوحین اہلسنت کے حالات جناب شاہ عبدالحق دہلوی سے پوچھیے جو صاف الفاظ مین اصحاب مفرورین کی شان مین فرماتے ہین کہ

"علی گفت آیا کافر شوم بعد از ایمان مرا تو کار ہست بایاران و برادران کہ در پی غنیمت رفتند و ہزیمت خوردند چہ کار دارم"

اُن جان نثارون کا اپنے پیغمبر پر جان نثار کرنے اور سینہ سپر رہنے کا حال جناب شمس العلما مولوی شبلی نعمانی سے پوچھیے جو ان الفاظ مین رقمطراز ہین کہ

ان کو مال غنیمت سے زیادہ کوئی شے عزیز نہ تھی غنیمت اسقدر محبوب تھی کہ ان کو کفار کے مسلمان ہوجانے پر رنج ہوتا تھا کہ اُنکا مال نہ ملے گا۔ آنحضرت کی خبر شہادت سنکر اصحاب ایسے

بھاگے کہ بعضوں نے تو مدینہ سے اِدھر دم نہ لیا۔ حضرت عمر و طلحہ اور دیگر مہاجرین و انصار نے مایوس ہوکر سپر ڈالدی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ اور علیحدہ جاکر بیٹھ گئے "

اب فرمایئے کیا وفادار اور جان نثار ایسے ہی ہوتے ہین۔ پس یہ اقوال اسپر شاہد ہین کہ فدائی بظاہر اپنے کو جان نثار بتاتے تھے اور باطناً اپنے مطلب کی غرض سے سفر اور حضر مین آنحضرتؐ کے ساتھ ساتھ لگے رہتے تھے ؎

این ذغلِ دوستان کہ می بینی مگسانند گرد شیرینی

افسوس کہ اسپر آپ انھین لوگون کی نسبت یہ ارشاد فرماتے ہین کہ

"یاران وے در مقابلۂ کفار چہ رنجہا کہ نہ چشیدند و چہ غمہا کہ نہ کشیدید"

اگرچہ خلفائے ثلثہؓ کا آنحضرتؐ پر مال نثار کرنا بڑھ بڑھکر بیان کیا جاتا ہے مگر جب ان باتون کی تصدیق خود اُن کی کتابون سے کیجاتی ہے تو اُسکے برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۔ یغ کرتے تھے جیسا کہ کتب سیر وغیرہ مذہب اہلسنت مین ہے کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلعم سے بہت دیر تک تخلیہ کیا کرتے تھے جس سے آپ کو تکلیف و زحمت ہوتی تھی مگر آپ بسبب اپنے حسن اخلاق ان لوگون سے کچھ نہ فرماتے تھے آخر خود حق سبحانہ تعالی نے اصحاب کے ایمان و خلوص کا امتحان لینے کی غرض سے حکم دیا

نہ خوبی مدت مناب سیرت سے عمل کیا

"ہمارے پیغمبر سے تخلیہ مین راز کی باتین کرنا چاہین تو خلوت سے پہلے صدقہ دیا کرین"

جب یہ حکم سُنایا گیا تو بجز جناب امیر المومنین علی مرتضےٰؑ کے ان جان نثارون مین سے کسی نے بھی صدقہ نہ دیا وہ آیۂ شریفہ یہ ہے:-

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا	اے گروہ مومنین! جس وقت تم خدا
ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی	کے رسول سے راز کہو تو کہنے سے پہلے

نجوٰیکم صدقۃ (پ۲۸ س مجادلہ ع ۲) کچھ تصدق کرو

تفسیر بیضاوی اور دیگر تفاسیر مین ہے کہ صحاب نے اس آیت کو سنکر دس دن تک بجز حضرت علیؑ کے کسی نے آنحضرتؐ سے راز کی باتین نہ کین یہانتک کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ششم صفحہ ۱۸۵ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل	مقاتل سے روایت ہے، کہ اغنیار
قال ان الاغنیاء کانوا یاتون النبیؐ	یعنی مالدار صحابہ آنحضرتؐ کے پاس آیا کرتے تھے
فیکثرون مناجاتھم ویغلبون	اور دیر تک مشورہ کیا کرتے تھے جس سے غربا
الفقراء علی المجالس حتی کرہ النبیؐ	تنگ آجاتے تھے حضرت کو انکی یہ حالت اور
طول جلوسھم ومناجاتھم فامر	دیر تک بیٹھنا نہایت ناگوار گذرتا تھا اسپر
اللہ بالصدقۃ عند المناجاۃ	یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین یہ حکم ہوا کہ راز
فاما اھل العسرۃ فلم یجدوا شیئا	کی باتیں سننے کے قبل ان سے کچھ صدقہ
وکان ذلک عشر لیال واما اھل	لیا جائے تاد رفقرا کو کچھ نہ ملا اور دس شب
المیسرۃ فمنع بعضھم مالہ وحبس	تک اس سے محروم رہے لیکن جو مالدار تھے
نفسہ الا طوائف منھم جعلوا	انھون نے اپنا مال روکا اور بعض نے اپنے نفس کو مگر
یقدمون الصدقۃ بین یدی نجوٰیہ	بعض نے صدقہ دیا اور وہ ایک ہی شخص تھا مہاجرین اور
ویزعمون انہ لم یفعل ذلک غیر رجل من	اہل بدر سے جسپر آیہ اشفقتم نازل ہوئی
المھاجرین من اھل البدر فانزل اللہ اشفقتم الآیۃ	

اس ایک شخص کی تصریح جس کو راوی نے مہاجرین واہل بدر سے تبلایا ہے دوسری روایت مین اسم مبارک مولائے کونین علی مرتضےٰؑ سے کی گئی ہے۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے:۔

واخرج سعید بن منصور وابن راهویه
وابن شیبه وعبد بن حمید وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابن مردویه والحاکم و
صححه عن علی ان فی کتاب الله لآیة ما عمل
بها احد قبلی ولا یعمل بها احد بعدی
آیة النجوی یا ایها الذین آمنوا اذا ناجیتم
الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة
کان عندی دینار فبعته بعشر دراهم فکنت
کلما ناجیت النبی قدمت بین یدی
درهما ثم نسخت فلم یعمل بها احد فنزلت
ءاشفقتم ان تقدموا بین یدی نجواکم
صدقات الآیة

سعید بن منصور ابن راہویہ ابن ابی شیبہ
عبد بن حمید المنذر ابن ابی حاتم ابن مردویہ
امام حاکم نے بصحت حضرت علی سے روایت
کی ہے کہ کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت
ہے کہ مجھ سے قبل کسی نے اُس پر عمل نہیں کیا اور
نہ میرے بعد کرے گا اور وہ آیۂ نجویٰ ہے
کہ میرے پاس ایک دینار تھا جس کو خوردہ
کرکے دس درہم کیے اور جب مجھے رسول اللہ
سے مشورہ کرنا ہوتا تو ایک درہم پیش کرتا
تھا اُسکے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی اور
کسی نے اس پر عمل نہ کیا

یہی حال تفسیر حسینی میں بھی ہے :-

در خبر ست کہ این منع دہ شبانہ روز
بودہ است مرتضیٰ علی را دینارے از زر
بود۔ آنرا بہ دہ درم صرف کرد و ہر روز یکدرم
صدقہ دادی و با رسول اللہ راز گفتی۔
امام زاہد فرمودہ کہ حکمے نازل شد و جز
مرتضیٰ علی کسے بدان کار نہ کرد این ہم از

حدیث میں ہے کہ یہ ممانعت دس روز
تک قائم رہی حضرت علی مرتضیٰ کے پاس ایک
دینار تھا اُس کو خوردہ کرکے ایک درہم صدقہ
دیا کرتے تھے اور رسول اللہ سے راز کہتے تھے
امام زاہد کا قول ہے کہ ایک حکم ایسا نازل
ہوا کہ اُس کی تعمیل بجز علی مرتضیٰ کے

جملہ منافرین دست دگویند این حکم یک ساعت | کسی نے نہین کی اور یہ امر حضرت علی کے خاص
بر بیش نہ بود مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ دران | مناقب مین سے ہی منقول ہے کہ یہ حکم ایک دن
ساعت این کار کرد پس آیت اشفقتم الخ | مین ایک گھنٹہ سے زیادہ نہین رہا اور علی مرتضیٰ
نازل شد | نے اس گھنٹہ مین اس پر عمل کیا پس آیت أشفقتم
(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۰۷) | نازل ہوئی

غرض مصیبت و رنج کے وقت اول تو آپ کے عزیز واقربا ہی نے آپکا ساتھ دیا جنکے سردار ابوطالب تھے اور جب آپ نے دعوت اسلام دینی شروع کی تو حضرت علیؑ جعفرؓ حمزہؓ بوذرؓ غفاری۔ عمارؓ یاسر۔ وغیرہ وغیرہ نے آپ کی تصدیق کی اور راہ خدا مین نہ صرف مصیبتین اور تکلیفین اٹھائین بلکہ اپنی جانین اپنے پیغمبر کے قدوم میمنت لزوم پر نثار کین۔ ان انصار خدا کے سردار صاحب ذوالفقار قاتل کفار حیدر کرار غیر فرار تھے جن کا راہ خدا مین مصائب جھیلنا خلق خدا سے پوشیدہ نہین ہے۔ شعر

گر نہ بودے دست حیدر ذوالفقار | کے شدی اللہ اکبر آشکار

کس جنگ مین سینہ کو سپر کرکے نہ آئے | کس مرحلہ صعب کو سر کرکے نہ آئے
کس فوج کی صف زیروزبر کرکے نہ آئے | وہ کونسی شب جسکو سحر کرکے نہ آئے

تھا کون جو ایمان تہ صمصام نہ لایا
اُس شخص کا سر لائے جو اسلام نہ لایا

افسوس کہ جناب بھائی صاحب رحلت فرما گئے ورنہ مین دست بستہ پوچھتا کہ وہ اصحاب جنکو آپ خون لگاکے شہیدون مین داخل کرتے ہین اور زبردستی اشداء علی الکفار کا مصداق بتانا چاہتے ہین

اصحاب نے خدا و رسول کی مخالفت کی انہین

احد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ سے ہمیشہ فرار ہوتے رہے یا نہیں؟ بیعت رضوان میں جب ان سے اس امر پر بیعت لی گئی تھی کہ آیندہ جہاد سے نہ بھاگیں اور اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو یہ حضرات نکث بیعت کر کے فرار ہوئے تھے یا نہیں۔ جب آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان کو مکہ جانے کا حکم دیا تھا تو ان اشداء علی الکفار نے یہ عذر کہ

"کفار مشرکین میرے دشمن ہیں مجھے مار ڈالیں گے"

پیش کیا تھا یا نہیں۔ اور مہروماہ فلک اسلام حضرت عمر نے صلح حدیبیہ پر اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت میں شبہہ عظیم کیا تھا یا نہیں۔ جناب رسول اللہ کو ابی بن کعب کے جنازہ پر نماز پڑھنے سے دامن پکڑ کر کھینچا تھا یا نہیں؟

اے بھائیو! سچ کہو کہ پیغمبر خدا نے اعلان نبوت کے ساتھ ہی استخلاف شاہ ولایت کا بھی اظہار ان الفاظ پاک میں کہ

"یہی میرا خلیفہ اور میرا وزیر اور میرا وصی ہے اس کی اطاعت کرو"

کیا اور قریب زمانۂ رحلت بمقام غدیر خم حسب فرمان الٰہی (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) فرما کر امیر المومنین کی خلافت اور اطاعت و پیروی کا حکم دیا تھا یا نہیں؟ اور اس امامت پر آیہ کریمۂ "الیوم اکملت لکم دینکم" نازل ہوئی ہے یا نہیں؟ جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو بکر سے یہ ارشاد

"تم لوگوں کی طرف سے مجھے اس امر کا خوف نہیں ہے کہ بعد میرے شرک اختیار کرو گے لیکن اس کا اندیشہ ضرور ہے کہ دنیا کی رغبت کرو گے اور اس کے سبب سے باہم جدال و قتال کرو گے"

فرمایا تھا یا نہیں؟ آنحضرت صلعم نے شہداے احد کے لئے مغفرت کی دعا کی تو حضرت ابو بکر نے اس تماس پر کہ یا رسول اللہ جس طرح یہ لوگ ایمان لائے تھے اسی طرح ہم بھی ایمان لائے جہاں یہ لوگ گئے

وہ تم کو بھی جانتا ہے، پھر ان کو ہم پر کیا ... سب" تو آنحضرت صلعم ... یہ لوگ میرے سامنے باایمان دنیا سے اُٹھ گئے تم لوگ میرے بعد احداث کروگے" دیا تھا ... آنحضرت صلعم نے اپنی وفات سے تین چار دن قبل اصحاب ثلاثہ وغیرہ کا لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا تو ان حضرات نے تعمیل امر میں یہ کہکر کہ

"ایک غلام کو ہم پر سردار بنا دیا"

اپنے پیغمبر کی عدول حکمی کی تھی یا نہین؟ جب رسول مقبولؐ نے وقت رحلت اپنی عزیز اُمت کو گمراہی سے بچانے کے لئے ایک وصیت نامہ لکھنے کو دوات و قلم طلب کیا تو حضرت عمرؓ گستاخانہ ھذا الرجل لیھجر کہکر مانع و مزاحم ہوے تھے یا نہین؟ اور بخلاف وصیت رسول صلعم صرف "حسبنا کتاب اللہ" کہکر عترت رسول کو چھوڑ چلے تھے یا نہین جب نور الٰہی سے دنیا تاریک ہوگئی تو صحابہ فاداد و جان نثار دفن و کفن چھوڑ کے خلافت پر قبضہ کرنے کیسلئے سقیفہ چلے گئے تھے یا نہین۔

اے یارو! سچ کہو کہ خانہ زہرا کو جلانے کے لئے آگ اور لکڑیان لے جانا۔ وصی رسول کو دربار خلافت مین لیجا کر کھڑا کرنا۔ بنت رسول اللہ صلعم کو میراث سے محروم کرنا۔ فدک ضبط کرنا۔ اپنے بیٹیون کو بارہ بارہ ہزار دینار دینا اور قرابا پیغمبر خدا صلعم پر خمس بند کرنا وغیرہ وغیرہ مظالم آل رسول انھین لوگون کے ہاتھ سے جن کو تم مہر و ماہ فلک اسلام سمجھتے ہو پہونچے تھے یا نہین حضرت عثمانؓ جامع القرآن نے اصحاب رسول اللہ صلعم سے قرآن مجید کے نسخے لیکر جلوائے تھے یا نہین؟

ام المومنین حضرت عائشہؓ بخلاف فرمان الٰہی وقرن فی بیوتکن بنفس نفیس ... لاری اہل بغاوت وشقاوت کر کے نفس رسول سے لڑی تھین یا نہین۔ اور جناب امام حسن علیہ السلام کی لاش پر تیر چلائے گئے یا نہین۔ سورہ احزاب و سورہ تحریم مین جو آیات در بارۂ افشار راز رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ و حفصہ کی مذمت و عتاب مین ہین اُن مین اللہ جل شانہ نے ان کی نسبت یہ ارشاد

رائے پیغمبر کی دونون بیبیو! اس حرکت سے خدا کی جناب مین توبہ کرو تو تمھارے حق مین بہتر ہے کیونکہ تم دونون نے کج رائی اختیار کی ہے اور اگر پیغمبر کے خلاف سازشین کروگی تو اُن کا حامی و مددگار اللہ اور جبرئیل اور صالح المومنین مین اور ان کے علاوہ فرشتے پیغمبر کے حامی و مددگار ہین،

فرمایا ہے یا نہین۔ آنحضرت صلعم نے بالاے منبر حضرت عائشہؓ کے مسکن کی طرف اشارہ کرکے

الاان الفتنۃ ھھنا ثلثا من حیث یطلع قرن الشیطان

اسکو جاے فتنہ بتایا ہے یا نہین۔

مجلس شورے سے جب امیر المومنینؑ وصی ختم المرسلین اُٹھ کر چلے تو عبد الرحمن بن عوف نے

"کہان چلے آیئے عثمان کی بیعت کیجیے ورنہ حسب وصیت عمرؓ تم قتل کیے جاؤگے"

کہا تھا یا نہین؟

پس ایسی بدیہیات سے انکار کیجیے یا اقرار۔ چونکہ انکار تو کرہی نہین سکتے اس لئے لازم آیا کہ اقرار کرین اور اگر ان کے ظلم و جور اور کفر و نفاق کا اقرار کرین تو پھر ذرا انصاف بھی کرین، کہ جن لوگون نے رسول اللہ صلعم کو یہ تکلیفین اور اذیتین پہونچایئن اور آپ کی آل پاک کا قلع و قمع کیا ان سے آنحضرت صلعم کو کیسا صدمہ و غم پہونچا ہوگا۔

اے بھائیو! تم کو اپنے حضرت عمرؓ ہی کی قسم ہے کہ اگر کوئی تمھارے نقاے تم کو دشمنون کے نرغہ مین چھوڑکر فرار کرجائے اور جب تم اپنے دشمنون سے بچنے کی غرض سے کسی غار تنگ و تاریک مین جاکر اپنے یار غار کے ساتھ مخفی ہوجاؤ اور تمھارے دشمن تلوار تولے ہوے تمھارے سرپر آکھڑے ہون تو اُن کو دیکھکر وہ یار غار زور زور سے چلانا اور رونا شروع کرے تو تم اُسکو اپنا دوست سمجھوگے یا دشمن؟

اے یارو! جن لوگون پر تمھارے انعامات و احسانات کثیر ہون وہی لوگ تمھارے آل و اولاد کو طرح طرح کی ایذایئن و تکلیفین دین اور اُن کے قتل و ہلاکت کا سامان کرین تو تم کو اُن یاران وفاشعار

سے عداوت و نفرت ہوگی یا نہین اگر ہو تو وہی تم اپنے اصحاب کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت جناب رسول مقبول صلعم کی طرف سے سمجھو اور انصاف کرو کہ جب اصحاب مانع تحریر وصیت نامہ ہوے ہونگے اور حضرت عمرؓ نے "ھذا الرجل لیھجر" کہا ہوگا اور آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی آپ کی دختر کو محروم کیا ہوگا اور جب آپ کی دختر کا گھر جلانے آئے ہونگے۔ اور دربار خلافت سے پہلی پہل ضبطی فدک اور منع خمس و میراث کے فرمان جاری کیے ہونگے اور جب بنت رسولؐ اُن کے جور و ستم سے متاذی ہوکر اپنے باپ کی لحد مبارک پر سر رکھ کر بصد نالہ و آہ با چشم گریان و سینہ بریان اس طرح نوحہ خوان ہوئی ہون گی

چو زہرا بہ نزدیک مرقد رسید | شد از آب دیدہ رخش نا پدید
بیفتاد در پاے قبر پدر | ہمی گفت گریان ز سوز جگر
کجائی تو اے دین و ایمان ما | کجائی ز اعدا نگہبان ما
کجائی تو اے شمع شبہاے تار | کجائی بروز سیہ غمگسار
تو در شان ما گفتۂ از کرم | بود فاطمہ بضعۂ از تنم
کسے کو اذیت رساند باو | در ایذاے ما کردہ باشد غلو
کہ حق را رسد جور و ایذاے او | جہنم بود جاے ماواے او
کنون دارد این بضعت اے پدر | دل پارہ پارہ ز دست عمر
پسر عم تو آن کہ با تیغ کین | جہان را بپرداخت از مشرکین
تو دستش گرفتی بہ خم غدیر | بحکم خداے علیم و قدیر
نمودی امیرش بر امت تمام | کہ دانند بعد از تو او را امام
کنون امتت دشمنان وے اند | ہمہ تشنۂ خون و جان وے اند

نه رحمی بر احوال سبطین تو — که بودند انوار عینین تو
نظر کن بر احوال ریحانتین — بحالِ حسن بین و حال حسین
همین ست منظور این پیروان — که از ما نماند به گیتی نشان
بعالم نماند ز آلِ تو کس — باصحابِ اُمّت ثنا سد وبس
بجز ما همه وارثِ حق شدند — چه وارث که مختارِ مطلق شدند
نمودند هم خمس بر ما حرام — که نه چاشت یابند اینان نه شام
بگفتند دعوای تو بهرِ چیست — حقِ مسلمین ست حق تو نیست
الم ریخت برجان ما تا حدی — که بر روز اگر ریختی شب شدی
یکی از پدر از فراقت دگر — ز جورِ ابو بکر و ظلم عمر
طلب کن مرا نزدِ خود ای پدر — که طاقت نه دارم ازین بیشتر
چو در پیش قبرِ رسولِ خدا — باین درد نالید خیر النسا
دران دم شده وحشتی آشکار — که دارد ز شرحش قلم اعتذار
چه محراب و ممبر چه مسجد تمام — چه آن مرقد پاک خیر الانام
چه دیوار و چه صحن و چه آستان — بلرزید آمد ز دورش چنان
که از پای دیوار برخاست گرد — ز بس هول شد رنگ خورشید زرد
برآن حال سلمان نظر چون فگند — خروشی کشید از دل دردمند
که ای بضعه مصطفی الحذر — کنون می شود دهر زیر و زبر
بد انسان که فرمود خیر البشر — بجز صبر نبود علاج دگر
چو زهرا نمود آن سخن استماع — چنان خسته دل از پدر شد وداع

تو اس وقت روح اقدس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا کچھ صدمہ گذرا ہوگا اور جب کہ اس نوحۂ جان گداز کی صدا گوش مبارک مین پہونچی ہوگی تو کیسا رنج و ملال آپ پر طاری ہوا ہوگا اور قدسیان ملاء اعلےٰ مین حشر مچا ہوگا اور عرش و کرسی کو کیسا زلزلہ ہوا ہوگا شعر

گذر کنی چو صبا بر بنفشہ زار ببین　　کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

قال

قولہ اصحاب کے مرتبون کی انتہا نہین ہے

اے یارو؟ اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو صحابہ کرام کے مرتبون کی کوئی انتہا نہین ہے کون شخص اس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون پر پہونچے اور اُن کا سا درجہ پا سکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور اُن کے قبیلے کے لوگ اُن کو جھٹلا وین اور ہم مین سے کوئی سامنے آکر صدقت یا رسول اللہ کہکر آپ کے دل کو خوش کرے کہان ہے وہ وقت جو پیغمبر خدا ہجرت کرین اور غار مین جاکر چھپین اور کوئی ہم مین سے اُسوقت ساتھ ہووے اور یار غار کہلا وے کہان ہے وہ زمانہ کہ فقراء مہاجرین کو لے کر حضرت مدینہ کو پہونچین اور مدینہ والے اپنے اوپر مصیبت کو گوارا کرکے اُن کو اپنے گھرون مین ٹھیرائین اور انصار کہلائین۔

کیا وہ دن پھر آسکتے ہین کہ پیغمبر خدا بدر کی لڑائی پر جاوین اور ہم لوگ حضرت کے ساتھ ہوین اور ہماری مدد کیلئے خدا تعالیٰ ملائکہ کو بھیجے۔ اور لقد رضی اللہ کہکر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جن کو یہ نعمت ملنے والی تھی اُن کو مل گئی جن کو یہ دولت حاصل ہونے والی تھی ہو چکی جو مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ مہاجرین مین داخل ہو گئے جو انصار مین شامل ہونے والے تھے وہ انصار مین شامل ہو چکے۔ اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے "السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ" کی فضیلت پا نہین سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹاوے مگر اصحاب بدر و یاران بیعت الرضوان مین داخل نہین ہو سکتا اُن دولتون کو لینے والے لیگئے ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے۔ شعر

حریفان بادہا خوردند و رفتند　　تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

اقول

تدبیر مراتب اصحاب عہد وحسن

پہلی دلیل کے جواب مین ہم بخوبی ثابت کرآئے ہین کہ اس نازک وقت مین سچے دوست اور حقیقی جان نثار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز واقربا ہی تھے نہ کہ وہ حضرات جو جناب رسول اللہ صلعم کا فرق مبارک تن سے جدا کرنے کیلئے تلوار گلے مین حمائل کرکے چلے تھے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ حقیقتہً صدقت یا رسول اللہ کہتے تو غزوۂ احد سے فرار کرتے ہوے

قد قتل محمدؐ فارجعوا الی دیانکم — اے قوم! محمدؐ قتل ہوگئے تم اپنے دین پر پلٹ جاؤ

فرماتے جاتے تھے۔ پس اُن کا صدقت یا رسول اللہ کہنا " یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم مین داخل ہے اصحاب منافقین جناب رسول اللہؐ کے سامنے تو بہت کچھ اپنے ایمان اور خلوص کا اظہار کرتے تھے لیکن پیچھے آنحضرت صلعم کے خلاف سازشین کرتے تھے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اُن کی چالون سے آگاہ فرماتا ہے۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا — یہ لوگ منھ سے تو کہدیتے ہین کہ آپکا ارشاد
من عندک بیّت طائفۃ منھم — قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول ط واللہ یکتب — جاتے ہین تو بعض لوگ رات کو تمھاری بات
ما یبیتون ج فاعرض عنھم وتوکل — کے خلاف مشورے کرتے ہین خدا اُن کے نامۂ
علی اللہ وکفی باللہ وکیلا — اعمال مین لکھ لیتا ہے تم اسکا کچھ خیال نہ کرو اور
پ ۵۔ س نساء (قریب نصف) — خدا پر توکل کرو خدا ہی تمھارا وکیل ہے

اور یار غار کی رفاقت اور ایمان تو اسی سے ظاہر ہے کہ باوجود علامات نصرت الٰہی یعنی خشک درخت کے سرسبز ہوجانے درخت کا غار کے مُنھ کو گھیر لینے کبوتر کے جوڑے کا آشیانہ بنانے۔ اسی وقت

انڈا دینے۔ اور مکڑی کا درِ غار پر جالا تننے پر بھی ان یارِ غار نے خداے پاک کی اعانت و حفاظت پر بھروسہ نہ کیا بلکہ جب اعدا دین بر سر غار آ پہونچے تو اُن کو دیکھ کر غار کے اندر زور زور سے رونے اور چلانے لگے۔ یہ وہ فضیلت ہے جو طفل ابتک کی زبان پر ہے۔ اور اصحاب بدر مین شریک ہونے سے بھی ان کو کچھ فضیلت نہین ملی اس لئے کہ صحاب بدر سے مراد وہ غازی ہین کہ جو کفار و مشرکین سے لڑکر قاتلوا و قتلوا کے مصداق اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی بشارت سے مستفیض ہوے حضرات ثلثہ مین سے حضرت عثمان ذوالنورین تو اس جہاد مین اپنی بیوی کی علالت کا عذر کرکے غیر حاضر تھے۔ ۱۱ہم

اب رہے شیخین ان کی شجاعت و مردانگی کا یہ حال تھا کہ جب یلان مشرکین و کفار نے میدان جنگ مین آکر آواز دی کہ یا محمدؐ! ہمارے بھائی بندون کو ہمارے مقابلے مین بھیجو تو ایسے شجاعون نے قدم بھی آگے نہ بڑھایا اور طعن آمیز باتین کین۔ پس یہ حضرات بوجہ اس شورہ کے جو اس سفر مین اُنھون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تھا خدا و رسول کے عتاب مین داخل ہین (یہ واقعہ تیسری جلد مین ہم نے لکھا ہے جو بتفصیلہ قابل ملاحظہ ہے) اور بیعت الرضوان کی شرکت تو ان کی عدم فضیلت کی دلیل بیّن ہے اس لئے کہ یہ بیعت کل اصحاب سے اس اقرار پر لی گئی تھی کہ آیندہ لڑائی سے نہ بھاگیں مگر اس کے بعد جنگ خیبر و حنین پیش آئی تو وہان بھی میدان جنگ مین نہ ٹکے بلکہ حنین کے جہاد سے بھاگ گئے آنحضرت صلعم بنفس نفیس یہ فرما کر یا انصار اللہ یا انصار رسول اللہ انا عبد اللہ ورسولہ انا النبی پکارتے تھے لیکن بقول صاحب روضۃ الصفا بھاگنے والون کا یہ حال تھا۔

ہر چند حضرت اشارت بسبز ثبات میفرمود مگر از غایت دہشت کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود

لہ ترا اژدہا گر بود یارِ غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار (سعدی)

ہیچکس روے باز پس نہ میکرد۔

اور یہی صورت والسابقون کی فضیلت مین ہے اس لئے کہ ہجرت کے لئے ایمان کی شرط ہے جس کی ان حضرات کو ہوا بھی نہین لگی تھی اور نہ پہلے ایمان لانے والون اور پہلے ہجرت کرنے والون مین ان کا شمار ہے۔ اِس لئے کہ حضرت افضل اصحابہ تو پچاس اشخاص کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت عمر چھہ برس کے بعد جیسا کہ دلیل اول مین بخوبی ثابت کر آئے ہین۔ چونکہ آپ نے پانچ آیات الٰہی سے اِستدلال فضیلت صحابہ ثلثہ کیا ہے اِس لئے ہم نے بھی دوسری اور چوتھی جلد آیات محکمات مین ان فضیلتون اور علماء اہل سنت کی تحریفات اور توجیہات کی قلعی کھولی ہے وہ مجلدات انشاء اللہ نظر سے گذرین گی۔

صحابۂ مومنین کے مراتب

اے بھائیو! اگر انصاف کی آنکھ بند نہ کرو تو اصحاب مومنین کے مرتبون کی کوئی اِنتہا نہین ہے کون شخص اس دنیا مین ایسا ہے کہ اب اُن کے مرتبون کو پہونچے اور اُن کا سا درجہ پا سکے۔ کہان ہین اب رسول خدا کہ وہ دعوت کرین اور مشرکین و کفار اُن کو ستائین اور ایذائین دین اور ہم مین سے کوئی حضرت ابو طالب جیسا مربی و شفیق چچا کی طرح آپ کی اعانت اور حفاظت اور اعلاے کلمۃ اللہ مین آپ کی حمایت و نصرت کرے۔ کہان ہین رسول خدا کہ کوئی دشمن ابو جہل سا آپ کو دشنام دے اور ہم مین سے کوئی مثل حضرت حمزہؓ اُس کے سر پر اس زور سے کمان مارے کہ اُس کا سر پھٹ جائے کہان ہین محبوب خدا کہ کوئی عدو حضرت عمرؓ کی طرح تلوار گلے مین حمائل کرکے آپ کا فرق مبارک کاٹنے کو چلے اور ہم مین سے کوئی حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ کی طرح یہ کہکر اُٹھے کہ

"اگر بنیک ارادہ سے آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار ہے اور اُسی کا سر"

کیا وہ دن پھر اب مل سکتے ہین کہ جب اعداے دین رسول اللہ صلعم کو آپ کے فرش پر قتل کرنے کے ارادہ سے آئین تو ہم مین سے کوئی علے مرتضیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے فرش مبارک پر سو کر

اپنی جان آنحضرت پر نثار کرے اور خداوند متعال آیۂ کریمہ:-

"من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ"

نازل فرماکر خاص توقیر و منزلت عطا فرمائے۔ کیا وہ وقت پھر آسکتا ہے کہ پیغمبر خدا۔ بدر کی لڑائی مین جائین اور ہم لوگ مثل حضرات مقدادؓ و عمارؓ وغیرہ وغیرہ ہمراہ رکاب ہون اور ہماری مدد کے لئے خدا ملائکہ بھیجے اور لقد رضی اللہ کہہ کر اپنی رضامندی ظاہر فرمائے۔

اے بھائیو! وہ مبارک زمانہ گذر گیا وہ وقت باقی نہین رہا جبکہ وہ نعمتین ملنے والی تھین مل گئین جن کو یہ دولتین حاصل ہونے والی تھین حاصل ہو چکین جو لوگ سچے مہاجرین مین داخل ہونے والے تھے وہ خدا کی راہ مین ہجرت کر کے اور اپنے ایمان پر قائم رہکر داخل مہاجرین ہو گئے۔ اور جو لوگ انصار مین شامل ہونے والے تھے خدا کی خوشنودی کے لئے رسول اللہ کی نصرت کر کے اور اعدلی یا ہمل کہنے والون کے گروہ کو چھوڑ کر انصار مین شامل ہو گئے اب ہزار جان و مال کوئی نثار کرے مگر مثل نفس رسول علی مرتضےٰ و دیگر اصحاب حضرت جعفرؓ۔ عمارؓ۔ مقدادؓ وغیرہ کی طرح والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار کی فضیلت نہین پا سکتا تمام جہان کی دولت کوئی لٹا دے لیکن اصحاب مومنین بدر اور مومنین بیعت الرضوان مین داخل نہین ہو سکتا۔ اور اپنے خدا سے لقد رضی اللہ عن المومنین کی سند پا نہین سکتا۔ خوشا نصیب کہ ان دولتون کو لینے والے لیگئے اور ان نعمتون کو لوٹنے والے لوٹ لیگئے ؎

حریفاں بادہا خوردند و رفتند ۔۔۔ تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

مرحبا اُن اصحاب مومنین پر جو خدا اور رسول کی اطاعت اور حمایت کر کے ایمان کے ساتھ اس دار فانی سے اُٹھ گئے اور وائے ان اصحاب منافقین پر جو بحالت کفر و نفاق خدا کے سامنے گئے اور جس روز یہ دونون خدا کے سامنے حاضر کیے جائینگے تو اصحاب مومنین کے چہرے بفحوائے آیۂ شریفہ

وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ
مستبشرۃ

اور بہت سے چہرے اسدن خندان شادان و
درخشان ہونگے۔

رشک قمر ہونگے۔ اور منافقین کے چہرے حسب آیۂ کریمہ

وجوہ یومئذ علیھا غبرۃ
ترھقھا قترۃ اولئك ھم الکفرۃ
الفجرۃ

اور کتنے لوگون کے منہ اسدن ایسے ہونگے کہ
اُن پر گرد پڑی ہوگی اور گرد کے علاوہ سیاہی چھائی
ہوگی وہی لوگ بدکار منکرین ہین۔

سیاہ اور گرد آلود ہونگے۔ انجام کار حسب فرمان ذوالجلال والاکرام

فریق فی الجنۃ وفریق فی
السعیر

ایک گروہ اسدن جنت مین اور ایک گروہ بھڑکتی
آگ مین ہوگا۔

مومنین بہشت مین داخل ہونگے اور منافقین دوزخ مین جھونکے جائینگے اور مومنین اپنی کامیابی
پر منافقین سے یہ سوال کرینگے

ونادی اصحب الجنۃ اصحب
النار ان قد وجدنا ما وعدنا
ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم
حقا قالوا نعم فاذن موذن
بینھم ان لعنۃ اللہ علی الظلمین
الذین یصدون عن سبیل اللہ
و یبغونھا عوجا وھم بالاخرۃ
کافرون

اور جنتی لوگ جہنم والون سے پکار کر کہینگے
بیشک جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا
ہمنے ٹھیک ٹھیک پالیا۔ کیا تمنے بھی جو تم سے تمھارے
پروردگار نے وعدہ کیا تھا وہ پالیا وہ جواب دینگے
کہ ہان پالیا تب ایک منادی انکے درمیان ندا کریگا
کہ ان ظالمون پر خدا کی لعنت ہو جو خدا کی راہ سے
لوگون کو روکتے تھے اور اسمین کجی پیدا کرنا چاہتے
تھے اور روز آخرت کے منکر تھے۔

قال

قولہ صحابہ کے کفر و ارتداد پر اعتقاد رکھنا نبوت پر داغ لگانا ہے

اے یارو! جن لوگون نے پیغمبر خدا سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی کیونکر تمھارے دل مین اُن کی محبت اور تمھاری نظر مین اُنکی قدر و منزلت نہین ہے کیا تمھاری عقل اس کو قبول کرتی ہے کہ ان ہزارون لاکھون آدمیون مین سے جو برسون پیغمبر صاحب کی صحبت مین رہے کسی کے دل پر ایمان کا اثر نہ ہوا اور اُن بے شمار آدمیون مین جو نمازون مین حضرت کے شریک رہے کوئی اسلام پر ثابت نہ رہا باوجودیکہ حضر و سفر مین آپکے ہمراہ رہے شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی کا لانا دیکھتے لیکن اپنے کفر و نفاق سے عیاذاً باللہ باز نہ آئے گو کہ حضرت نے طرح طرح کے معجزے اُنکو دکھلائے اور انواع و اقسام کی دعائین اُنکے حق مین فرمائین لیکن نہ معجزے کا اثر اُن پر ہوا نہ کوئی دعا اُن کے حق مین مقبول ہوئی. بھلا انصاف کرو کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھے گا اور اپنے پیغمبر کی شان مین داغ لگائے گا اور اُس کے شاگردون اور کل مریدون کو کافر و مرتد کہے گا. ذرا تو سونچو اگر کسی عالم کے تمام شاگرد جاہل رہین اور کسی امیر کے مصاحب سب کے سب بدچلن ہون اور کسی ولی کے مرید کلہم اجمعین فاسق و فاجر ہون تو کیا اُس سے کچھ بدظنی اُس عالم اور اُس امیر اور اُس ولی کی نسبت لوگون کو نہو گی بیشک ضرور ہو گی پس تمام صحابہ کے کفر و ارتداد پر اعتقاد رکھنا درپردہ حضرت کی نبوت مین داغ لگانا ہے

نعوذ باللہ من ذالک

اقول

جو صحاب کبار صدق دل سے ایمان لائے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھ گئے اُنکی منزلت و مرتبت ہماری آنکھون مین اور اُن کی محبت و مودت ہمارے دل مین بہت کچھ ہے جیسا کہ علمائے کرام امامیہ کے اقوال اوپر نقل کر آئے ہین کہ امامیہ جمیع اصحاب را مجروح و مقدوح نمی دانند بلکہ بسیارے را از اولیائے کرام و مستحق رضوان الٰہی می پندارند۔ البتہ اُن اصحاب کی محبت شیعون کے دلون مین نہین ہے جو رسول اللہ اور آل رسول اللہ ص کے مخالف و دشمن تھے اور دنیا حاصل کرنے کے لئے بظاہر اسلام لائے تھے اور اپنے مقاصد حاصل ہونے کی غرض سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے انھون نے نہ تو پیغمبر ص خدا سے تعلیم حاصل کی اور نہ صاحب شریعت سے ہدایت ہی پائی بلکہ حرص دنیا اور لہو و لعب مین مصروف رہا کرتے تھے اور اسی سبب سے وہ علم قرآن اور علم حدیث سے کورے رہے چنانچہ خلفائے ثلثہ کے علم و فضل کی نسبت دو چار روایات کتب اہلسنت سے اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

تردید قول رد ایات
سب اصحاب ماہ
علم قرآن حدیث

اوّل

عن ابی جریج عن عمرو بن	ایک لڑکے کو عمر ابن الخطاب نے دیکھا کہ
دینار قال سمعت بجالۃ التمیمی	اُس کی گود مین قرآن ہے اور اس مین یہ آیت
قال وجد عمر ابن الخطاب مصحفا	لکھی ہے النبی اولی بالمومنین من انفسھم
فی حجر غلام فیہ النبی اولی	وھو ابوھم یعنی لفظ ابوھم قرآن متداول سے
بالمومنین من انفسھم وھو ابوھم	زیادہ ہے عمر نے اُس لڑکے سے کہا کہ اس لفظ
فقال حکھا یا غلام فقال واللہ لا	کو چھیل ڈال اُس نے جواب دیا واللہ مین چھیلونگا
وھی فی مصحف ابی ابن کعب	اس لئے کہ آیت ابی بن کعب کے قرآن مین
فانطلقوا الی ابی بن کعب فقال	اسی طرح سے ہے پس عمر ابی ابن کعب کے پاس آئے

فقال انی شغلنی القرآن و	تو اسنے کہا کہ قرآن کے پڑھنے میں مصروف
شغلك الصفق بالاسواق اذا	رہتا تھا اور بازاروں میں سیر کیا کرتے تھے اور
تخرج فی رداء لك علی عنقك بباب	یہ دور کاندھے پر ڈالے ... کے دروازہ پر
ابن العجماء	جایا کرتے تھے اور ہم قرآن سے جاہل
(کنز العمال صفحہ [illegible])	ہیں۔

دوم

قال اراد عمر بن الخطاب	روایت ہے کہ جب عمر ابن الخطاب
ان یجمع القرآن فقام فی الناس	نے جمع قرآن کا قصد کیا تو کھڑے ہو کر تمام
فقال من تلقی من رسول الله	لوگوں میں اعلان کیا کہ جس کسی نے رسول اللہ
شیئاعن القرآن فلیأتنا به	سے جسقدر قرآن لیا ہو وہ ہمارے پاس لیکر
(الی ان قال) وکان لایقبل من	آئے اور جب تک دو گواہی نہ دیتے تھے
احد شیئاحتی یشهد شهیدان	تو وہ آیت نہ لی جاتی تھی اتنے میں حضرت عمر
فقتل	قتل ہو گئے۔

(تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ ۲۹۶)

سوم اس روایت کو شمس العلماء شبلی صاحب نے الفاروق حصہ دوم میں تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے:-

...نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا کوئی حصہ رسول اللہ سے سیکھا ہو میرے پاس لے کر آئے۔ اس بات کا التزام کیا گیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اس پر دو شخصوں کی شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو آنحضرت کے عہد میں قلمبند پایا تھا غرض اس طرح جب تمام سورتیں جمع ہو گئیں تو چند آدمی مامور ہوئے کہ ان کی نگرانی میں پورا قرآن ایک مجموعہ میں لکھا جائے۔

(الفاروق صفحہ [illegible])

ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ خود حضرت عمرؓ علم قرآن سے بعض ست محروم تھے اور اسپر ان کا حسبنا کتاب اللہ کا دعوے بھی تھا اور یہی سبب ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی یاد سے کوئی آیت قرآن مین نہین لکھی گئی۔

چہارم — علم قرآن کے بعد علم حدیث کا مرتبہ اور درجہ ہے اس مین بھی آپ اور آپکے احباب کورے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔

عن ابی هریرة ان اخواننا من	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہمارے
المهاجرین یشغلهم الصفق	برادر مہاجرین بازار کے کاروبار مین مشغول رہا
بالاسواق وان اخواننا من الانصار	کرتے تھے اور انصار اپنے مال مین پھنسے رہتے
کان یشغلهم العمل فی اموالهم	تھے اور ابو ہریرہ صحبت رسول کو ایکدم نہ چھوڑتے
وان ابا هریرة کان یلزم رسول	تھے اور اپنے پیٹ کو بھرتے تھے جو حدیثین مہاجرین
الله یشبع بطنه ویحضر ما لا یحضرون	وانصار کو معلوم نہ ہوتی تھین وہ سب ابو ہریرہ
ویحفظ ما لا یحفظون (دو القارئین)	کے پاس محفوظ رہتی تھین۔

پنجم — اسی طرح شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۲۲۶) مین تحریر فرماتے ہین:۔

صحیح بخاری مین ہے کہ حدیث استیذان کی لاعلمی کا حضرت عمرؓ نے بھی عذر کیا کہ مین خرید و فروخت مین مشغول رہنے کی وجہ سے آنحضرت کی خدمت مین کم حاضر ہوتا تھا

ششم — علامہ جلال الدین سیوطی (اتقان فی علم القرآن) مین تحریر فرماتے ہین:۔

واما الخلفاء فاکثر من روی عنه	خلفاء مین سب سے زیادہ روایات در بارۂ تفسیر
منهم علی بن ابی طالب کرم الله وجهه	علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے منقول ہین
والروایة عن الثلثة نزرة	اور اصحاب ثلثہ سے تو بہت ہی کم ہین۔

ولا احفظ عن ابی بکر فی التفسیر الا   اور ابوبکر سے تو ہمارے خیال مین دس حدیثون

آثار اقلیلۃ جدا الاتکاد تجاوز   سے زیادہ نہین ہین۔

العشرۃ   (ایضاً صفحہ ۱۰۳)

چنانچہ ان حضرات کا قرآن وحدیث سے لاعلم رہنا اسی سے ثابت ہے کہ بقول شبلی صاحب :-

حضرت ابوبکر نے پانسو حدیثین قلم بند کین لیکن پھر انکو آگ مین جلا دیا اور کہا ممکن ہے کہ مین نے ایک شخص کو ثقہ سمجھ کر اُسکے ذریعے سے روایت کی ہو اور وہ درحقیقت ثقہ نہ ہو۔ اور حضرت عمر خود فرماتے ہین کہ اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ حدیث کے روایت کرنے مین مجھ سے کمی بیشی ہوجائے گی تو مین حدیث بیان کرتا   (دیکھیے الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۸۱)

اسپر شبلی صاحب الفاروق حصہ دوم صفحہ (۱۸۴) یہ تحریر فرما کر ان کو عرش پر چڑھاتے ہین کہ :-

عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ مین رکھا جائے اور عمر کا علم دوسرے پلہ مین تو عمر کا پلہ بھاری رہے گا"

ع   "ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا"

اور پھر اپنی بگڑی بات یون بناتے ہین کہ :-

"اس موقع پر ایک دقیق نکتہ خیال رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ عام خیال یہ ہے کہ حضرت عمر نے حدیث کی اشاعت مین گو بہت کچھ اہتمام کیا لیکن خود بہت کم حدیثین روایت کین چنانچہ کل احادیث جو ان سے بروایت صحیح مروی ہین ستر سے زیادہ نہین ہین یہ خیال بظاہر صحیح ہے لیکن واقع مین یہان ایک غلط فہمی ہے محدثین کے نزدیک یہ اُصول مسلم ہے کہ صحابی جب کوئی ایسا مسئلہ بیان کرے جس مین رائے اور اجتہاد کو دخل نہین تو گو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے لیکن مطلب یہی ہوگا کہ اُسنے رسول اللہ سے سُنا ہے"

شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین

مضمون احادیث در خطبه خود ارشاد	مضمون احادیث اپنے خطبہ مین بیان فرمایا
فرمایند تا اصل حدیث بان موقوف خلیفه قوت	ہے کہ اصل احادیث جو کہ موقوف خلیفہ ہین انکو
بایدیا اینکه لغو سخن نمیرسد در بت آنکه در متفق علیه	تقویت حاصل ہو جو ابوبکر سے احادیث مروی
از حضرت صدیق بصحیح نشد مگر شش حدیث و	ہین وہ چھہ سے زیادہ نہین ہین اور فاروق اعظم
از فاروق اعظم بصحت نرسید مگر قریب بهفتاد حدیث	سے ستر سے زیادہ نہین ہین لوگ اُس کو نہین
این رانمی فهمند ونمی دانند که حضرت فاروق تمام	سمجھتے اور نہین جانتے کہ حضرت فاروق نے
علم حدیث را اجمالاً تقویت داده واعلان نموده	تمام علم حدیث کو تقویت دی ہے اور اعلان

کیا ہے۔ (الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۱۰۶)

ہر چند کہ روایات مذکورہ اور نیز شمس العلما شبلی صاحب کے بیان سے حضرت عمر کا علم قرآن و حدیث سے لاعلم و ناواقف ہونا بخوبی ثابت ہے لیکن اسپر بھی شبلی صاحب حضرت عمر کو علم قرآن و حدیث مین سارے عرب پر جو ترجیح و فوقیت دیتے ہین تو اس سے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ یہ ترجیح بلا مرجح ہے پس اس مدح و ثنا سے ممدوح کی فضیلت و قابلیت تو مطلقاً ظاہر نہین ہوتی ہان البتہ مداح کا راسخ الاعتقاد ہونا منکشف ہوتا ہے۔

خرقۂ زہد و جام مے گرچہ نہ در خور من ست　　　　این ہمہ نقش میزنم در طلب رضاے تو

غرض اصحاب ثلثہ کا صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کرنے اور تعلیم پانے کا یہ حال ہے کہ گو ہمیشہ سفر و حضر مین رسول مقبول صلعم کے ہمراہ رہے اور شب و روز اپنے کانون سے وعظ و نصیحت سنتے رہے لیکن جیسے تھے ویسے ہی رہے اور جب اپنے مطلب حاصل ہونے کا وقت دیکھا تو وحی الٰہی کو صاف ہذیان کہکر اُڑا دیا اور بقول امام غزالی صاحب اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے پس اگر یہ بھی مثل

دیگر مومنین صدق دل سے ایمان لائے ہوتے تو ایسے گستاخانہ اور بے ادبانہ کلام زبان سے نہ نکالتے اور ان مظالم کے مرتکب ہوتے جو آنحضرت صلعم کی وفات کے ساتھ ہی آل رسول پر کئے اس لئے کہ تسلیم و ہدایت کے یہ اثرات نہین ہوتے کہ جس کی بدولت عزت و توقیر پائین جسکی بدولت سلطنت پائین اسی کی آل پر ہاتھ صاف کرین ؎

کس نیا موخت علم تیر از من | کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اگر وہ حضرات سزاوار عزت و منزلت ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر مخالفت کرتے اور انصار آمادہ جدال و قتال نہ ہوتے۔ اگر حضرت عمرؓ کی وقعت اصحاب کرام کی نظر مین ہوتی تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کرتے وقت ان کے منہ پر یہ نہ کہتے کہ

"آپ خدا کے پاس جارہے ہین اتنا سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا"

اسی طرح حضرت عثمانؓ کی توقیر اصحاب رسول اللہؐ کی نظرون مین یہ تھی کہ جب ممبر نبوی پر خطبہ پڑھنے کو بیٹھے تو لوگ کہنے لگے کہ (عثمان) تو بہ کرو سب لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیر المومنین کوئی بھی نہ کہتا تھا۔

اور جناب ام المومنین عائشہ رضؓ نے تو خاص خطاب (نعثل) دیا تھا۔

پس آپ پہلے کتب صحاح و دیگر کتب اہل سنت سے وہ تمام روایتین اور حدیثین جو ان حضرات کے ایمان اور منزلت کے خلاف مین ہین نکال ڈالین تب شیعون سے ان کے اچھا نہ سمجھنے کا گلہ کرین۔ بہرحال شاگرد وہی رشید اور مرید وہی سعید تسلیم کیا جاسکتا ہے جو اپنے استاد اور پیر کے قدم بقدم چلے اور ان کی جانشینی کے لئے اپنے کو اس کا اہل ثابت کردے۔ شعر

تکیہ برجائے بزرگان نتوان زد بگزاف | مگر اسباب بزرگان ہمہ آمادہ کنی

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید"

یس جن لوگون نے پیغمبر خدا صلعم سے تعلیم پائی اور جن شخصون نے خود صاحب شریعت سے ہدایت حاصل کی وہ خاص لوگ تھے جن کے سردار غالب کل غالب علی بن ابیطالبؑ تھے جنکے حق مین خود صاحب شریعت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا — مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اسکا دروازہ ہے

اور جس کی شان مین

علی مع القرآن والقرآن مع علی — علی قرآن کے ساتھ ہو اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہو

فرمایا پس اُس کی اور دیگر صحابہ مومنین کی عزت و منزلت اور اُن کی الفت و محبت جو شیعون کو ہے وہ اہل سنت سے پوشیدہ نہین ہے البتہ اہل سنت کی نگاہون مین ان باب علوم کی یہ قدر و منزلت ہے کہ بقول شبلی صاحب

"حضرت علی سے جن لوگون نے روایتین کین اُنپر اعتبار نہین کیا جاتا تھا"

اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول ہے کہ

"و ہیچ فنونے از فنون شرعی اعتماد کلی بر آثار مرتضوی بظہور نیامدہ"

چنانچہ مسئلہ فضیلت صحابہ مین ہم اِس امر کا اظہار کر چکے ہین کہ جن کو پیغمبر خدا صلعم کل امت پر ہادی و پیشوا کر گئے تھے اہل سنت ان سے منحرف ہین۔ اور اپنے خلفاء کی پیروی کر کے آل رسولؐ کی توہین و تہجین کو عین ایمان سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ آل رسول کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ پر انکے مٹانے سے کیا ہوتا ہے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ — اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو برا لگے

اب رہا یہ امر کہ ان ہزارون اور لاکھون آدمیون مین سے جو دن رات آنحضرت صلعم کی

اصحاب کی عدم ہدایت سے نبوت پر داغ نہیں لگتا

صحبت مین رہے اور نمازون اور جہادون مین شریک ہوے اگر ان مین سے اکثر پر عموماً اور اصحاب ثلثہ رض پر خصوصاً آپ کی ہدایت او وعظ کا اثر نہوا تو اس سے رسالت و نبوت پر کوئی داغ نہین آتا کیونکہ انبیا و مرسلین کا فرض صرف امت کو ہدایت اور نصیحت کرنے کا ہے جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے:-

فذکر انما انت مذکر لست — اے رسول تم اُن لوگون کو سمجھاتے

علیھم بمصیطر — اور ہدایت کرتے رہو کہ تمھارا کام سمجھانے ہی کا

(پارہ عم سورۃ الغاشیہ) — ہے تم ان پر داروغہ تو نہین ہو

نیز اور ارشاد فرماتا ہے :-

فذکر ان نفعت الذکری سیذکر — پس جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو۔ جو

من یخشی ویتجنبھا الاشقی الذی — خوف رکھتا ہو وہ فوری سمجھ جائیگا۔ اور بدبخت اُس سے

یصلی النار الکبری — پہلو تہی کریگا جو (قیامت مین) بڑی تیز آگ مین داخل ہوگا

چونکہ اصحاب مین روشن ضمیر بھی تھے اور سیاہ قلب بھی لہذا جنکے دل صاف تھے اُنھون نے تو آپ کی تعلیم وعظ و نصیحت سے ہدایت پائی اور خاتمہ ایمان پر ہوا۔ جو سیاہ قلب تھے زبان سے تو توحید و رسالت کا اقرار کرتے رہے لیکن دل سے منکر رہے۔ انھین کو منافق کہتے ہین اور وہی آنحضرت صلعم کے دشمن تھے جیسا کہ خداے پاک سورہ منافقون مین فرماتا ہے۔

ھم العدو فاحذرھم قاتلھم الله — وہی تمھارے دشمن ہین اُنسے پرہیز کرو خدا

انی یوفکون — اُن کو قتل کریگا کدھر بہکے جاتے ہین۔

غرض ؎

پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست — تربیت نا اہل را چون گردگان برگنبدست

پس صاحب شریعت کی تعلیم و ہدایت تو فی نفسہ ایک ہی سی تھی مگر جس کا جیسا مادہ تھا

سیہ بخت پر ہدایت و تعلیم کا اثر نہیں ہوتا

اُسنے ویسا ہی اُس سے فیض پایا یعنی جو متقی تھے اُن کے دل تعلیم و ہدایت سے روشن ہو گئے اور جو خبیث باطن تھے بمصداق مصرع "سیاہی زمو رفت وا زرو نرفت" ایمان و اسلام لانے کے بعد بھی وہ سیاہی نہ گئی قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس
باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

والبلد الطیب یخرج نباتہ — عمدہ زمین پروردگار کے حکم سے سبزہ
باذن ربہ والذی خبث لا یخرج — اچھا ہوتا ہے اور جو زمین بری ہے اسکی پیداوا
الا نکدا۔ — بھی خراب ہوتی ہے۔

ہدایت اور وعظ و نصیحت کا اثر اُس دل پر نہیں ہوتا جو زنگ آلود ہو ؎

درختے کہ تلخ ست ویرا سرشت ورش گر نشانی بباغِ بہشت،
ور از جوے خلدش بہنگام آب بنیخ انگبین ریزی و شہد ناب
ہمان میوہ تلخ بار آورد سرانجام گوہر بکار آورد

اسی مضمون کو ایک اور لائق شاعر نے بھی خوب نظم کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے

اگر بیضہ زاغ ظلمت سرشت، نہی زیر طاؤس باغ بہشت
اگر وقت ان بیضہ پروردنش زانجیر جنت دہی ارزنش
دہی آبش از چشمہ سلسبیل، دران بیضہ گردم دمد جبرئیل
شود عاقبت بیضہ زاغ زاغ برد رنج بیہودہ طاؤس بلغ

جو لوگ متاع دنیا کے والہ و شیدا ہیں اُن پر نہ واعظ کے وعظ و پند کا کوئی اثر ہوتا ہے اور

نہ ہادی کی ہدایت کا ۔

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل   کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

یہی سبب تھا کہ جو سعید و رشید تھے وہ تو دولت ایمان سے متمتع ہوئے اور جو شقی ازلی تھے پیغمبر خدا کی ہدایت و نصیحت پر بھی کورے کے کورے ہی رہے۔

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض،   ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجان نشود

بلکہ اُس تعلیم و ہدایت پر مثل استہزاے سلف کے تمسخر کرتے رہے قولہ تعالیٰ

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من   یعنی حسرت ہے ان بندون پر کہ وہ کون سا

رسول الا کانوا بہ یستھزؤن   رسول ہے جس سے انھون نے ٹھٹھا اور تمسخر نہین کیا

حضرت نوحؑ و حضرت لوطؑ کی بات پر بجز معدودے چند ایمان نہیں لائے

اگر کوئی غور و تعمق سے خدا کی کتاب دیکھے تو معلوم ہو گا کہ اگرچہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام نے اپنی امتون کو ہر طرح سے ہدایت و نصیحت کی اور وعظ و پند سنایا مگر اسپر بھی مخصوص لوگ اُنپر ایمان لائے ورنہ عام طور پر اُن کی تکذیب اور نافرمانی ہی کرتے رہے چنانچہ جب حضرت نوح و صالح و لوط و شعیب و دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتون کو اپنی نبوت کی نشانیان دکھلا کر پند و نصیحت کی اور فرمایا :-

وما اسئلکم علیہ من اجر ان   اور مین تم سے اپنی پیغمبری کا کچھ اجر نہین

اجری الا علی رب العالمین فاتقوا   چاہتا میرا اجر تو اللہ پر ہے مگر تم اللہ سے ڈرو

اللہ واطیعون ﴿﴾   اور میری اطاعت کرو۔

اس ہدایت پر بجز معدودے چند کے ایمان نہ لائے جس پر خدا کا یہ کلام شاہد ہے :-

وما کان اکثرھم مومنین ہ   سوا چند لوگون کے اور لوگ ایمان

(سورہ شعراء رکوع ۱۵)   نہ لائے۔

بلکہ ان کا مسخرہ کرتے رہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو امت نے جواب دیا:-

قالوا انومن لك واتبعك الارذلون | اُنھون نے کہا کہ جب کمینون نے تمہاری پیروی کرلی ہے تو ہم پر کیا ایمان لائین۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا حال تھا کہ سیکڑون اور ہزارون گھر مین سے صرف ایک ہی گھر کے لوگ ایمان لائے جیسا کہ پروردگار عالم قرآن مجید مین خبر دیتا ہے:-

قال فما خطبکم ایها المرسلون قالوا انّا ارسلنا الی قوم مجرمین لنرسل علیهم حجارة من طین مسومة عند ربك للمسرفین فاخرجنا من کان فیها من المومنین فما وجدنا فیها غیر بیت من المسلمین | حضرت ابراہیم نے پوچھا اے خدا کے بھیجے ہوے فرشتو! آخر تمہین کیا مہم درپیش ہے وہ بولے ہم تو گنہگاران (قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہین تاکہ اُن پر مٹی کے پتھریلے کھرنجے برسائین جنپر حد سے بڑھ جانے والون کے لئے تمہارے پروردگار کیطرف سے نشان لگا دیے گئے ہین۔ غرض وہان جتنے لوگ مومنین سے تھے اُنکو ہمنے نکال دیا اور وہان تو ہم نے بجز مسلمانون کے ایک گھر کے کوئی گھر پایا ہی نہین

(پ ۲۷۔ س ذاریات)

اس آیہ وافی ہدایہ مین جس ایک گھر کے ایمان لانے والون کا ذکر ہے وہ حضرت لوط علیہ السلام ہی کے گھر والے تھے حاصل کلام یہ کہ خود بعثت ختم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا پچھلی امتون کے شرک وکفر اور غوایت وضلالت کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

اب اہل سنت یا تو ان امتون کے کفر وشرک سے انکار کرین یا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسی علیہ السلام تک جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین گذرے ہین سب پر داغ لگائین نعوذ باللہ من ذلك۔

الحاصل شیعون کے اس اعتقاد سے جو اصحاب ثلثہؓ کی خلافت اور فضیلت کے بارہ مین ہے آنحضرت صلعم کی نبوت پر تو کوئی دھبہ نہین لگتا۔ ہان حضرت عمرؓ کا آنحضرت صلعم کے فرمان مبارک کو ہذیان کہنا اور ان کی خاطر سے علماے اہلسنت کا یہ فیصلہ کرنا کہ (نبی و رسول سے بھی ہذیان ہو سکتا ہے) اور وحی خدا کی یہ تفسیر کرنی کہ (جمیع اقوال پیغمبر وحی ست باطل ست بدلیل عقلی و نقلی) اور شبلی صاحب کا یہ کلام کہ (اگر کوئی صاحب شریعت ایسا حکم دے کہ خمس قیامت تک اسکی آل و اولاد کو ملتا رہے تو اسمین اور ایک خودغرض برہمن مین کیا فرق ہے) وغیرہ وغیرہ اقوال سے البتہ رسالت و نبوت پر طرح طرح کے داغ لگے ہین اور بعد کتاب الباری صحیح بخاری کی فرضی حدیثون سے جو خلاف شان رسالت و نبوت ہین مخالفین و منکرین اسلام کو آپ کی نبوت اور رسالت تسلیم کرنے مین عذر و انکار ہوا۔ شعر

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بینی

کہ در یمین و یسارت چہ بیقرارانند

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیّات اعمالنا و من یضلل اللہ و ما لہ من ھاد و من یھد اللہ فما لہ من مضل

پ ۲۴ - سورہ زمر

(تمت)

فائدہ

تیسری دلیل

قولہ
کمالات و معجزات
رسالت اور صداقت
قرآن مجید دیگر
ذرائع سے لوگ
ایمان لائے

اسکا کوئی انکار نہین کرسکتا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت مین مبعوث ہوئے کہ لوگ توحید سے منکر ہوگئے تھے عبادت اور استعانت مین شرک کرنے لگے تھے معاد پر یقین نہ رکھتے تھے عبادت کے طریقون کو بھول گئے تھے دین ابراہیم مین تحریفین کرنے لگے تھے جانورون کیطرح آپس مین لڑتے اور وحشیون کے مانند باہم جھگڑتے تھے علم و حکمت سے بے بہرہ ہوگئے تھے۔ اخلاق حسنہ کو چھوڑ کر جاہلانہ رسمون کے پابند ہوگئے تھے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے توحید کے پھیلانے شرک کے چھڑانے عبادت کے طریقے سکھلانے دین ابراہیم کے جاری کرنے اخلاق حسنہ کی تعلیم دینے کے لئے حضرت صلعم کو نبوت اور رسالت کا مرتبہ دیا اور تمام بنی آدم کی ہدایت کا بار آپکے اوپر رکھا اور چونکہ بعد حضرت کے خدا کو دوسرا نبی بھیجنا منظور نہ تھا اور سلسلہ نبوت کا آپکی ذات پر ختم کرنا منظور تھا۔ اسلئے جو فضائل و کمالات اور معجزات جدا جدا اور انبیا علیہم السلام کو دیے گئے تھے وہ سب حضرت کو دیے گئے تھے اور جو طریقے ہدایت و تعلیم کے علحدہ علحدہ اور پیغمبرون کو سکھلائے گئے تھے وہ سب حضرت کو سکھلائے گئے بلکہ اس نظر سے کہ کوئی فرقہ کوئی گروہ آپکے فیضان نبوت سے محروم نہ رہے اور آپکی ہدایت و تعلیم مثل بعض اور نبیون کے بے اثر نہ ہوجائے اور کسی کو کوئی عذر ایمان و اسلام لانے پر باقی نہ رہے اور کسی کو موقع آپ کی نبوت کے انکار کرنے کا نہ ملے وہ معجزات حضرت کو دیے گئے جو اور کسی نبی کو نہین دیے گئے اور اُن باتون کی اجازت آپکو دیگئی کہ کسی اور پیغمبر کو نہین دیگئی اسیواسطے آپ کی ہدایت کا اثر جلد اور کامل ہوا اور کچھ ایک ہی ذریعہ سے نہین بلکہ مختلف ذریعون سے لوگون نے ایمان کو قبول کیا جو فصحا و بلغا مشہور تھے وہ قرآن مجید کی فصاحت دیکھکر قائل ہوگئے اور جو لوگ علم و حکمت کا دعوے کرتے تھے وہ آپکی حکیمانہ تعلیم دیکھکر معتقد ہوگئے جو شخص معجزے کے طالب تھے وہ معجزہ دیکھکر ایمان لائے جو لوگ شجاعت و مردانگی مین مشہور تھے وہ میدان جنگ مین مقابلہ کی تاب نہ لاسکے آخر مغلوب ہوکر مطیع بنگئے

اقول

حضرت کی صفات اور قرآن مجید کی فصاحت پر سبھی اہل ایمان لائے جو متقی تھے

یہ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے اس سے توصفات ختم الانبیاء علیہ الاف التحیۃ والثنا ظاہر ہوتے ہین اور اسکے اظہار کی ضرورت اُسوقت تھی اگر معاذ اللہ کوئی شیعہ آنحضرت صلعم کے فضائل وکمالات کا منکر ہوتا۔ حالانکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے :-

"آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری"

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

لیکن کمالات رسالت ونبوت مستلزم افضلیت صحابہ کرام نہین ہین

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت سے یہ لازم نہین آتا کہ جمیع فصحا اور بلغا اس کی فصاحت پر ایمان لائین کیونکہ قرآن مجید سے صرف اُنھین لوگون نے ہدایت پائی جو متقی تھے ۔ جیسا کہ خود قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے۔

الٓمٓ ۝ ذلک الکتاب لاریب	اس کتاب مین شبہہ نہین ہے کہ ہدایت کرتی
فیہ ھدی للمتقین الذین	ہے متقیون کو متقی وہی اشخاص ہین جو ایمان لائے
یومنون بالغیب	غیب پر یعنی بغیر دیکھے ہوے
(۱) ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم	اور جو لوگ قائم کرتے ہین نماز کو اور ہمارا
ینفقون ۝ والذین یومنون بما انزل	دیا ہوا خرچ کرتے ہین اور جو لوگ ایمان لائے ہین
الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ	اُسپر جو کچھ ہمنے (اے رسول) نازل کیا تم پر اور
ھم یوقنون ۝ اولئک	جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا اور آخرت کا بھی یقین
علی ھدی من ربھم	رکھتے ہین یہی لوگ ہین جنھون نے بفضل الٰہی ہدایت پائی

واولٓئك هم المفلحون ○ ان الذين | اور یہی لوگ ہین جو مراد کو پہونچے اور وہ لوگ جو کافر
کفروا سواء علیهم ءانذرتهم ام لم | ہو گئے اُن کے لئے برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ
تنذرهم لا یؤمنون ○ | وہ ایمان نہ لائینگے۔

۲) هذا بیان للناس وهدی و | یہ ہے بیان آدمیون کے لئے اور ہدایت و
موعظة للمتقین | نصیحت متقیون کے لئے۔

چنانچہ مومنین کے قلوب مین قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا یہ اثر ہوتا تھا کہ آیات آلہی کے پڑھنے اور سننے سے اُنکے ایمان کو اور ترقی ہوتی تھی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

۳) انما المؤمنون الذین اذا ذکر | ایمان والے وہی ہین کہ جب اُن کے سامنے
الله وجلت قلوبهم واذا تلیت | اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کے قلوب خوف زدہ
علیهم ایاته زادتهم ایمانا وعلی | ہو جاتے ہین اور جب اُن پر آیات پڑھے جاتے ہین
ربهم یتوکلون | تو اُن کا ایمان ترقی کرتا ہے اور وہ اپنے رب پر
(سورہ انفال رکوع اول) توکل رکھتے ہین۔

۴) فاما الذین امنوا فزادتهم | جو لوگ ایمان لائے ہین اُن کے ایمان کو بڑھا دیا
ایمانا وهم یستبشرون | ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہین

اور جو لوگ سیاہ قلب تھے اُن پر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا کچھ بھی اثر نہوا جیسا کہ آیہ کریمہ

ان الذین کفروا سواء علیهم | اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے اُن کے لئے برابر ہے
ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون | ان کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائینگے۔

سے ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر ان پر جو ہوتا تھا اُس پر یہ آیت شاہد ہے:۔

واما الذین فی قلوبهم مرض | لیکن جن لوگون کے دلون مین بیماری ہے

فزادتهم رجسا الى رجسهم وماتوا — اُن کی خباثت پر اور خباثت بڑھ جاتی ہے یہ لوگ

وهم كافرون (پارہ ۱۱ سورہ توبہ ع ۱۰) کفر کی حالت مین مرگئے۔

اور وہ لوگ اسکی فصاحت وبلاغت سُنکر ہنستے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اسکو تو خود پیغمبر نے بنالیا ہے، جیسا کہ خداوند تعالٰی فرماتا ہے:۔

وان كنتم فى ريب مما نزلنا على — جو کچھ ہمنے اپنے بندہ پر نازل کیا اگر تم کو اسمین

عبدنا فاتوا بسورة من مثله — شبہ ہے تو مثل اسکے کوئی سورہ بنالاؤ

اور خدا پاک نے ایسے لوگوں کے سامنے اسکے پڑھنے سے بھی اپنے پیغمبر کو منع فرمایا ہے ملاحظہ ہو آیہ کریمہ

واذا رأيت الذين يخوضون فى — اے نبی جب تم دیکھو یہ لوگ ہماری آیتون مین

ايٰتنا فاعرض عنهم حتى يخوضوا فى — بیہودہ بکتے ہین تو اُن سے کنارہ کرو جب تک کہ

حديث غيره واما ينسينك الشيطن — وہ کسی اور بات مین مشغول ہون اور اگر کبھی شیطان

فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم — تم کو بھلا دے تو بعد نصیحت کے بے انصاف قوم

الظلمين (سورہ انعام رکوع ۸) کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور اگر ہم سب کا اسلام لانا فصاحت قرآن پر تسلیم بھی کرلین تب بھی کچھ فائدہ نہین اس لئے کہ جس قرآن پر اسلام لائے تھے اکثر لوگ پھر کفر وارتداد کی طرف عود کر گئے جیسا کہ اسی قرآن سے ظاہر ہے۔

ان الذين امنوا ثم كفروا ثم — یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے

امنوا ثم كفروا ثم ازدادوا — اور پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے اور کفر مین

كفرا — ترقی کرتے رہے

اور آنحضرتؐ کی تعلیم حکیمانہ کا ذکر تو ہم دلیل دوم مین تفصیل کے ساتھ کر آئے ہین کہ اپنے پیغمبر کی اس تعلیم سے انھین لوگون نے ہدایت وتعلیم پائی جو متقین وصالحین سے تھے اور جو طاغین وضالین

سے تھے وہ گمراہ کے گمراہ رہے ہے

گوہر پاک ببایدکہ شود قابل فیض ورنہ ہر سنگ و گلی لولو و مرجان نشود

معجزات کا اثر صرف مختصر اشخاص پر ہوا

یہی معجزات کی تاثیر کا یہی حال ہے کہ اس پر بھی وہی لوگ ایمان لائے جو اسکو معجزہ سمجھے اور جنھون نے اسکو سحر جانا وہ ہرگز ایمان نہ لائے دیکھئے

جاہل و منکر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

اگر مطالب قرآن مجید پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات پر بارہ ہزار ساحر جن کو فرعون و ہامان نے تمام ممالک سے طلب کر کے جمع کیا تھا وہ تو سب ایمان لے آئے مگر فرعون و ہامان وغیرہ اس معجزہ کو جادو ہی سمجھتے رہے اور ایمان نہ لائے یہی حال ان لوگون کا ہے چنانچہ آپ خود پہلی دلیل مین اس صفت کے اثر کو صرف چالیس سے کم آدمیون پر باین الفاظ

"باوجود اظہار معجزات صرف چند آدمی جو چالیس سے کم تھے مسلمان ہوے"

محدود کر آئے ہین۔

اصحاب کا خوف عمرو عبدود سے

اصحاب ثلثہ کو شجاعان عرب مین شمار کرنا خلاف واقعہ ہے اور باعث ننگ و عار انکی شجاعت کا حال ذرا اپنی ہی کتابون مین ملاحظہ کر لین کہ جنگ خندق مین جب مشرکین و کفار کے لشکر سے عمرو بن عبدود میدان جنگ مین آیا اور فوج اسلام سے مبارز طلب ہوا تو اصحاب ممدوح اسکی آمد سنکر ایسے سراسیمہ و خائف ہو گئے کہ گویا کسی کے تن مین روح باقی ہی نہ تھی۔ جناب رسول اللہ صلعم نے اصحاب کے خوف و دہشت کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ آیا تم مین ایسا کوئی خدا کا دوست ہے جو اس دشمن خدا سے مقابلہ کرے اس فرمان پر حضرت عمرؓ جو اہلسنت مین اشداء علی الکفار کہلائے جاتے ہین اُٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ ! ایک دفعہ مین طائفہ قریش کے ہمراہ مال تجارت لیکر ملک شام کو گیا تھا اُس وقت عمرو بن عبدود ہمارے طائفہ مین تھا ایک مقام پر اثناء راہ مین ہزار ڈاکوؤن نے ہم کو گھیر لیا

ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ دھوئے عمرو ابن عبدوُد نے جب ہم لوگون کا یہ خوف وہراس دیکھا تو فوراً اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجاے سپر ہاتھ مین لیا اور مثل پیل دمان وشیر ژیان ڈاکوون پر اس طرح حملہ آور ہوا کہ وہ سب فرار ہوگئے اور ہمارا قافلہ اُس کی بدولت صحیح وسلامت رہا۔ بھلا ایسے شجاع ودلاور کے مقابلہ کی کون تاب لاسکتا ہے"

جناب امیرؑ کا عمرو بن عبد ود کو قتل کرنا

آخر اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؑ آنحضرت صلعم سے اذن لیکر اُسکے مقابل آئے اور ایک ہی وار مین اُسکو داخل جہنم کیا ؎

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم — ردکر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم
تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب وروم — جھپٹا اسد آہو یہ ہوا سب کو یہ معلوم

اک ضرب مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے اُدھر لاش سرِ نحس ادھر تھا

اس فتحیابی پر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

ضربۃ علی یوم الخندق — علی کا ایک وار روز خندق کا دونون
افضل من عبادۃ الثقلین الی — جہان کی عبادت سے بہتر ہے جو قیامت تک
یوم القیٰمۃ — کی جائے گی۔

یہ حال تو ہم نے تذکرۃ بیان کیا ہے ان مجاہدون کے حالات قاتلوا وقتلوا کے جلد دوم مین انشاء اللہ تعالیٰ قابل ملاحظہ ہونگے کہ ان شجاعون نے جو کچھ غزوات احد۔ بدر۔ حنین۔ خندق اور خیبر وغیرہ مین اپنی شجاعت ظاہر کی ہے۔ اور خداے پاک نے کیسے کیسی آیتین مذمت وعتاب کی ان لوگون کی نسبت نازل فرمائی ہین۔

اب رہے وہ لوگ کہ جو مقابلہ کی تاب نہ لاکر اسلام لائے تھے ان کا اسلام قابل شمار نہین ہے

اسلئے کہ جب جان کے خوف کا وقت نکل گیا تو پھر اپنے دین پر پلٹ گئے۔

الغرض کمالات آنحضرت صلعم کسی طرح صحابہ کی فضیلت کی دلیل نہین ہو سکتے کیونکہ کلام تو شاگرد کے جہل سے ہے اور صفت و ثنا استاد کے علم و فضل کی بیان کی جاتی ہے۔ آپ جو مختلف ذرائع سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کا ایمان قبول کرنا بتاتے ہین وہ ایمان نہ تھا بلکہ اسلام تھا اور ایمان اور اسلام مین جو فرق خداے پاک نے بتا دیا ہے اسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ ایمان شے دیگر ہے اور اسلام چیزے دیگر۔ اور ان دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎

اے داغ مئے عشق سے کیا زہر کو نسبت ۔ ہے اسمین نشہ اور وہ رکھتا ہے اثر اور

چنانچہ انھین سچے اسلام لانے والون مین سے جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج کربلا مین اپنے رسول کے نواسہ کے قتل مین شریک تھی جن کی تعداد کم از کم تیس ہزار مورخین اہلسنت نے بتائی ہے

قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبك كثرة الخبيث فاتقوا الله يا اولی الالباب لعلکم تفلحون

(اے رسول، کہدے کہ ناپاک اور پاک برابر نہین ہو سکتا۔ اگرچہ تمھین ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ اے عقلمندو! خداسے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو۔)

پ ۷، س مائدہ

قال

قوله
...ی غرض بعثت
...دی سے روسے
...صول اہلسنت حاصل
ہوئی

جوغرض اللہ جل شانہ کی آپ کی نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہوجائے وہ حاصل ہوئی۔ لیکن یہ فائدہ جو بعثت نبوی سے ہوا صرف اہل سنت کے اصول کے مطابق ثابت ہوتا ہے۔ اور موافق مذہب شیعہ کے ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ اسلئے کہ جو لوگ حضرت کے سامنے ایمان لائے جب اُن کی نسبت یہ اعتقاد کیا جائے کہ وہ ایمان اور اسلام مین کامل تھے اور دل سے حضرت کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک اسپر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض تھی وہ حاصل ہوگئی مگر جب کہ اُن لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ وہ ظاہر مین مسلمان تھے اور باطن مین عیاذًا باللہ کافر یا حضرت کے بعد مرتد ہوگئے۔ تو کس کے منھ سے یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا۔

اقول

اللہ جل شانہ نے بعثت انبیا و مرسلین و تنزیل کتب و تقرر اوصیا سے اپنی حجت پوری کی چنانچہ یہ بعثت ختمی مآب ہی کا طفیل تھا کہ جو تاریکی شرک و کفر کی کل عالم پر چھائی ہوئی تھی وہ نور ایمان کی شعاعون سے کافور ہوگئی اور یہ بڑا احسان ہے خداے پاک کا جس کو اتنا نا خود فرماتا ہے:-

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث	بیشک اللہ نے مسلمانون پر بڑا احسان
فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم	کیا جبکہ ایک رسول انھین مین سے مبعوث کیا جو
ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب	انپر خدا کی آیتین پڑھاتا ہے۔ او ان کو پاک کرتا
والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی	ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے
ضلال مبین ۱ سورہ آل عمران ع	بلا شبہ اس سے پہلے وہ گمراہ تھے۔

اگرچہ اللہ جل شانہ نے نبوت آپکی ذات پاک پر ختم کردی ہے۔ مگر اُس نے اپنے فضل و کرم سے رسول اللہ صلعم کے بعد بھی دین کی حفاظت کا انتظام فرما دیا یعنے جناب امیر علیہ السلام کو آنحضرتؐ کا وصی اور خلیفہ کیا۔ اور آپ کی اولاد سے گیارہ اوصیا جانشین کئے۔ تاکہ جو ہدایت و تعلیم رسول خدا صلعم نے کی ہے وہ بعد آپ کے بے اثر نہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے اپنی نبوت اور رسالت کے ساتھ ہی امیر المومنین علیہ السّلام کی وصایت کا بھی اعلان صاف الفاظ مین فرما دیا تھا کہ "یہی میرا وصی اور خلیفہ ہے۔ تم سب اسکی اطاعت کرو" اور قبل رحلت بمقام غدیر خم اپنا جانشین بھی کر دیا (یہ حال تیسری جلد مین ملاحظہ ہو) نیز وقت مرض الموت بھی عام و خاص کو ہدایت فرمائی تھی کہ

"مین اپنے بعد تم مین دو گرانقدر چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی آل ان دونون کو پکڑے رہو اگر چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔"

چنانچہ اصحاب مومنین حسب احکام خدا و رسولؐ وصی رسول کو اپنا ہادی اور امام سمجھ کر قرآن و آل سے متمسک رہے۔ الحمدللہ کہ باتباع اصحاب مومنین شیعیان علی ابن ابیطالب بھی حدیث حوض اور حدیث سفینہ سے متمسک ہین اور اپنے کو ناجی سمجھتے ہین۔ لاریب فیہ

کشتی آل محمد مین جو بیٹھے ہین وُہی لینگے پروانے جنان کے مصطفےٰ کے ہاتھ سے

گو قلیل ہین مگر بفحوائے آیہ کریمہ:-

وقلیل من عبادی الشکور — اور میرے بندون مین سے شکر گزار بہت تھوڑے ہین

کل فرقون پر غالب ہین۔ قولہ تعالی

ذالک فضل اللہ یوتیہ من — یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے

یشآء واللہ ذوالفضل العظیم — عنایت فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک

(پ ۲۸ سورہ جمعہ) ہے

ہر چند کہ پیغمبر خدا صلعم کی رحلت کے ساتھ ہی اصحاب اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت اور وصیت کے خلاف وصی رسول سے منحرف ہو گئے۔ اور خود ہادی و پیشوائے اُمت بن بیٹھے۔ سنت رسول اللہؐ کے خلاف عمل کیا۔ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اُمور شریعت مین اپنے گمان اور قیاس کو دخل دیا اس وصی رسول کے مرتبہ قرآن کے لینے سے انکار کیا جس کی شان مین رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ

"علیؑ قرآن کے ساتھ ہے، اور قرآن علیؑ کے ساتھ"

دیگر اصحاب کے ذریعہ سے قرآن مرتب کرایا گیا۔ اس کو رکھ کر باقی اور اصحاب سے لیکر جلوا دیئے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا۔ کتاب خدا مین تحریفات کی گئین۔ رسول اللہ کی حدیثین جلائی گئین، رسول پاک کی تعلیم مٹائی گئی۔ احادیث رسولؐ کے مٹانے مین اس درجہ اہتمام و انصرام کیا گیا کہ جو صحابی قال الرسول کہتا تھا وہ درے کھاتا تھا۔ قید کیا جاتا تھا۔ اگرچہ ان بدعتون سے

دین خدا مین بہت کچھ زوال آیا مگر پھر بھی وصی رسول کی وجہ سے آفتاب اسلام بالکل منکسف نہونے پایا جیسا کہ خود جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر علیہ السلام سے فرماتے تھے۔

لولا انت یا علی لما عرف المومنون بعدی — اے علی! اگر تم نہ ہوتے تو ہمارے بعد مومن کی شناخت نہ ہوتی۔

چنانچہ اسکے تو خود علماے اہلسنت بھی معترف ہین کہ:۔

"جن امور مین خلفاے ثلثہ خطا کر جاتے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ صلاح فرماتے تھے"

منجملہ دیگر اسباب تنزل اسلام قوی سبب اُس کے ضعف کا یہ ہوا کہ بنی امیہ جن کو جناب رسول اللہ صلعم نے سلسل دس سال کی کوششون سے سرنگون کیا تھا جن کو خداے پاک نے شجرۂ ملعونہ اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے۔ جیسا کہ بر التفسیر ابن جریر و تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف تاریخ الخلفا مین ہو کہ

"آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکھا کہ میرے منبر پر بندر اچک رہے ہین۔ جب حضرت بیدار ہوے تو اس خواب سے بہت ہی محزون و مغموم ہوے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی"

ماجعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القران — (اے رسول!) جو خواب ہم نے تمکو دکھلایا ہے وہ لوگون کے لئے امتحان ہو اور شجرۂ ملعونہ کو قرآن مین ہمنے لوگون کے واسطے محل امتحان قرار دیا ہے۔

جسوقت حضرت جبرئیل امین یہ آیت لیکر نازل ہوے تو یہ عرض کی" یارسول اللہ! آپ کی امت مین فتنہ برپا ہوگا اور وہ شجرۂ ملعونہ بنی امیہ ہین۔ جو آپ کے منبر پر جاینگے اور لوگون کو دین حق سے پھراینگے"۔ اس خواب کے بعد تا وقت رحلت آنحضرت کو کسی نے ہنستے نہین دیکھا"

اگرچہ اصحاب ان حالات سے بخوبی واقف وآگاہ تھے۔ ابوسفیان وغیرہ نے جو مزاحمتین اعلاء کلمۃ اللہ مین کی تھین اور رسول اللہ صلعم کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی تھین۔ وہ سب کچھ اپنی

آنکھ سے دیکھ چکے تھے۔ بااین ہمہ خلافت اول ہی سے بنی اُمیہ کو فروغ ہونے لگا۔ ملک شام مین اعلی عہدون پر مامور کیئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے وفات کے وقت مجلس شورے قائم کرکے جو باعث فتنہ وفساد ثابت ہوئی۔

چنانچہ حسب رائے مجلس شورے حضرت عثمانؑ کے سر پر جو بنی امیہ کے معزز رکن تھے تاج خلافت رکھا گیا جناب خواجہ حسن نظامی صاحب رسالہ محرم نامہ مین مجلس شوری کی کارروائیون پر یہ جملہ تحریر فرماتے ہین کہ

جب حضرت عثمانؓ تجویز ہوگئے تو حضرت علیؑ کھڑے کے کھڑے رہ گئے ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے، مکر، مکر! فریب فریب!

دور خلافت حضرت عثمانؓ مین تو بنی امیہ کے ستارے ایسے چمکے کہ حضرت معاویہ اور اُن کے فرزند رشید یزید مالک تخت و تاج بنگئے۔ حالانکہ ابوسفیان کو جو عداوت اسلام سے اور حضرت معاویہ کو جو دشمنی علیؑ اور اولاد علیؑ سے تھی وہ کسی پر مخفی نہین ہے۔

داستانِ پسر ہند مگر نشنیدی ۔۔۔ کہ ازو وزلہ کس او بہ پیمبر چہ رسید
پدر او در دندان پیمبر بشکست ۔۔۔ مادر او جگر عم پیمبر بمکید
خود بہ ناحق حق داماد پیمبر بگرفت ۔۔۔ پسر او سر فرزند پیمبر بہ برید

اس دور مین حیلہ وتزویر اور مکر و فریب۔ فتنہ وفساد اور آل محمد سے بغض وعناد اس حد کو پہونچا کہ مسجدون مین بالائے منبر علیؑ اور اولاد علیؑ پر بالاعلان تبرے ہوتے رہے۔ اسکو اصل ایمان سمجھ کر خطبہ مین داخل کیا معاویہ صاحب کے عہد خلافت مین بیشمار شیعیان علیؑ نہایت بیرحمی سے ہلاک کیئے گئے کسی کی زبانین کھنچوائی گئین۔ کسی کی آنکھین نکلوائی گئین۔ بہتیرے سولی چڑھائے گئے۔ اور بہتیرے جلاوطن کیئے گئے۔ عہد خلافت یزید بن معاویہ مین تو اسلام کی یہ نوبت پہونچ گئی تھی کہ عام طور پر شرک وکفر فسق وفجور پھیل گیا تھا۔ چنانچہ خود یزید کے افعال قبیحہ واعمال شنیعہ سے

اس کا کفر و شرک۔ نفاق و شقاق اور فسق و فجور ظاہر ہوتا ہے۔ اس نے جمیع منہیات شرعیہ کو بالاعلان رواج دیدیا تھا۔ چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین مین ان خلیفہ صاحب کا ایمان و اسلام ان الفاظ مین ظاہر فرمایا ہے۔

لانہ کان فاسقا مدمنا للخمر ظالما — وہ فاسق۔ فاجر۔ اور ظالم و شرابی تھا

مکہ و مدینہ جو مقدس مقامات اور خدا و رسول کے گھر ہین جن کو خداے پاک نے عرش و کرسی کے برابر درجہ و مرتبہ دیا انھین پاک مقامات کے اصحاب بلکہ کل عرب کے مسلمانون نے یزید جیسے فاسق و فاجر کو خلیفہ رسول مانا۔ اور اسکی بیعت کی حضرت عبد اللہ بن عمر تو اسقدر اُسکے حامی اور معین تھے کہ شمس العلما شبلی نعمانی نے اخبار الحدیث مین لکھا ہے کہ:۔

"جب لوگون نے عبد الملک بن مروان کی بیعت کی تو عبد اللہ بن عمر نے ایک خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانون نے تمھاری بیعت پر اتفاق عام کیا ہے مین بھی اس خیر مین داخل ہوتا ہون جس مین مسلمان داخل ہوئے ہین اور یزید بن معاویہ کی جب خبر پہونچی تو اُنھون نے لکھا کہ اگر خیر ہے ہم اسپر راضی ہین۔ اور اگر بلا ہے تو ہم صابر ہین"

غرض ایسے نازک وقت مین جبکہ جہاز اسلام سخت طوفان مین آگیا تھا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے خون سے اور اپنے بھائی بھتیجون اور بیٹون حتی کہ ایک چھ مہینے کے معصوم بچے کی بھی قربانی کر کے جہاز اسلام کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ بلاشبہ ؎

تباہی مین سفینہ آچکا تھا اُمت جد کا — یہ کشتی بحر خون مین ڈوب کر شہ نے نکالی ہے

المختصر جو چشم بینا و گوش شنوا رکھتا ہے وہ اِن روایتون کو دیکھ کر انصاف سے کہے گا کہ اسلام پھیلانے مین شیر خدا علی مرتضی و دیگر بنی ہاشم مثل حضرت حمزہ وغیرہ اور دیگر اصحاب مومنین نے خدا و رسول کی مدد کی۔ بعد رسول مقبول صلعم ایسے پرآشوب زمانہ مین اصحاب نبوی نے دین اسلام قائم رکھا یا

یا سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے چنانچہ ایک بزرگ فرما گئے ہین کہ۔

سر در سر راہِ حق نثارے کردی   تنہا بہ لکوک کارزارے کردی

اے فدیۂ اُمتی! وظلم بر تو فدا   واللہ کہ اے حسینؑ! کارے کردی

پس اگر جناب امام حسین علیہ السلام اس مظلومیت اور مصیبت سے شہید نہ ہوتے تو اسلام دنیا سے نیست و نابود ہو چکا تھا۔ چنانچہ خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہین۔

شاہ است حسینؑ و بادشاہ است حسین   دین است حسینؑ و دین پناہ است حسین

سر داد و نداد دست۔ در دست یزید   حقا کہ بنائے لاالٰہ است حسین

یہ بھی واضح ہو کہ آخر زمانہ مین اسی دین کو حسب ارشاد جناب سرور کائنات صلعم بعد جناب حضرت صاحب العصر علیہ السلام وہ عروج ہوگا کہ تمام عالم مین از شرق تا غرب و از جنوب تا شمال ایک ہی مذہب رہے گا۔ اور یہ عروج دین حق کا محض بنا بر عقائد مذہب اہل تشیع ہی نہین ہے بلکہ اکابر اہل سنت بھی اسکے قائل و معتقد ہین جیسا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب "حجج الکرامہ" کے صفحہ ۶۲ مین رقمطراز ہین:۔

مقابلہ کند بر سنت و ترک نہ ہیچ سنت را   وہ سنت پر جہاد کرے گا اور کسی سنت کو

مگر آنکہ قائم سازد آنرا و نہ ہیچ بدعت را مگر آنکہ   متروک نہ ہونے دے گا۔ مگر یہ کہ اسکو قائم

بر آرد آن را و قائم شود دین اسلام در آخر زمان   کرے گا۔ اور کسی بدعت کو باقی نہ رکھے گا۔

بزبان او۔ چنانکہ بود در اول زمان بعہد   جو حالت اسلام کی آنحضرتؐ کے عہد مبارک

سعادت آنحضرتؐ۔   مین تھی پھر وہی قائم ہو جائے گی۔

پس حسب عقیدۂ امامیہ اللہ جل شانہٗ کا مقصود بعثت نبوی سے بخوبی حاصل ہو گیا۔ الحمد للہ ع:۔

"عالم ہمہ پُر نور ز انوار محمدؐ"

اور اُسکا یہ وعدہ:۔

هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ — وہی (خدا) تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

ودین الحق لیظهره علی الدین کله و — اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اُس کو تمام ادیان پر

لوکره المشرکون — غالب کردے گو مشرکون کو برا لگے" (پ۱۰ س توبہ ع۵)

پورا ہوگیا۔ اگر حسب عقیدہ اہلسنت خدا کی غرض بعثت نبوی سے یہ تھی کہ جو لوگ پیغمبر خدا کے سامنے ایمان و اسلام لا چکے تھے وہ سب اپنی حیات تک اُس پر قائم رہتے تو مطلق حاصل نہین ہوئی اِس لئے کہ کتب اہلسنت کے مطالعے سے منکشف ہوتا ہے کہ ان مین سے گروہ کے گروہ اور فوج کی فوج پھر کافر و مرتد ہوگئی جیسا کہ پہلی دلیل مین ہم ثابت کر آئے ہین کہ ابتداء عہد بعثت آنحضرت صلعم مین جو لوگ اِسلام لے آئے تھے انہین سے اکثر لوگ آنحضرت صلعم کی معراج سے منکر ہوکر اُسیوقت اپنے پچھلے دین پر پلٹ گئے تھے اور بعد وفات آنحضرتؐ ان کے کفر و ارتداد پر خود کلام الٰہی اور اقوال علماء اہلسنت شاہد ہین چنانچہ دو چار آیات و روایات پیش کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین:۔

آیات و تفاسیر وغیرہ در بارۂ کفر و ارتداد اصحاب

پہلی

ذلك بانهم امنوا ثم کفروا — ایمان لائے پھر اسلام سے پھر گئے یہان تک

فطبع علی قلوبهم فهم لایفقهون — کہ ان لوگون کے دلون پر مہر کردی گئی ہے جسکی وجہ

سے وہ سمجھتے نہین ہین۔ (پارہ ۲۸ سورہ منافقون)

دوسری

ان الذین کفروا بعد ایمانهم — جو لوگ اپنے ایمان کے بعد کافر ہو بیٹھے پھر کفر مین

ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم — ترقی کرتے گئے۔ تو ان کی توبہ ہرگز نہ قبول

واولئك هم الضالون — کی جائے گی اور یہی لوگ گمراہ ہین

پ ۳۔ س آل عمران۔ ع ۵

تیسری

یاایها الذین امنوا من یرتد — اے ایمان لانے والو! تم مین سے جو اپنے

منکم عن دینه فسوف یاتی الله — دین سے پھر جائے گا تو خدا عنقریب

بقوم یحبهم ویحبونه اذلة علی — ایسے لوگون کو لائے گا جن کو دوست رکھتا ہے اور

المؤمنین اعزة علی الکافرین — اُس کو وہ دوست رکھتے ہین مومنون کے لئے وہ

یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون — رحمدل ہین اور کافرون کے لئے سخت اور راہ خدا

لومة لائم ذلك فضل الله یؤتیه — مین جہاد کرتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے

من یشاء والله واسع علیم — کی ملامت سے نہین ڈرتے یہ فضل خدا ہے جس کو

پارہ ۶ سورۂ مائدہ — چاہے عطا فرمائے اور خدا تعالی صاحب وسعت

ع ۸

وعلیم ہے۔

مفسرین اہلسنت اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین :-

"حضرت کی وفات کے بعد عرب دین سے پھر گئے تھے حضرت صدیق نے یمن سے لوگ بلائے اور اُن سے جہاد کرایا پھر تمام عرب مسلمان ہوے یہ اُن کے حق مین بشارت ہے"

(دیکھو قرآن مجید صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ میرٹھ بخط حقانی)

اور تفسیر حسینی مین یہ ہے :-

"بعد از رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ" .... صفحہ ۱۴۹

چوتھی

وما محمد الا رسول قد خلت — اور محمد تو صرف رسول ہین ان سے پہلے

من قبله الرسل افائن مات او قتل — اور بھی بہت پیغمبر گذر چکے ہین پھر کیا اگر محمد

انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب — مر جائین یا مار ڈالے جائین تو تم اُلٹے پاؤن اپنے

علی عقبیه فلن یضر الله شیئا — کفر کی طرف پلٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤن پھر گیا

وسیجزی الله الشاکرین — تو سمجھ لو ہرگز خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا اور عنقریب

(پارہ ۴ سورہ آل عمران ع ۱۵) — خدا شکر کرنے والون کو اچھا بدلہ دیگا۔

اس آیہ شریفہ کی تفسیر یہ ہے :۔

" اس سے بشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات کے بعد لوگ پھر جائیں گے اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ آنحضرت کے بعد مرتد ہو گئے حضرت صدیق نے پھر اُن کو مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا "

پانچویں — تفسیر نیشاپوری میں ہے :۔

" زمانہ خلیفہ اول میں سات قبیلے مرتد ہو گئے تھے اور ایک فرقہ عہد خلیفہ دوم میں "

اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی ہے کہ :۔

" سوائے مسجد مکہ و مدینہ و قریہ جواسا کے سب لوگ مرتد ہو گئے تھے "

چھٹے — شمس العلماء شبلی نعمانی فرماتے ہیں کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات ہی میں تمام مدینہ منافقوں سے بھرا ہوا تھا وہ یہ ہے :۔

ہر شخص جو ذرا بھی اصول تمدن سے واقفیت رکھتا ہو آسانی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جس وقت وفات پائی تمام مدینہ منافقوں سے بھرا ہوا تھا جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسول اللہ صلعم کا سایہ اُٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں (الفاروق حصہ اول صفحہ ۵ مطبوعہ دہلی)

ساتویں — جناب شاہ ولی اللہ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ :۔

" ما انکار نمی کنیم کہ در عصر اول مسلمانان خوئے فتنہ نداشتند نمی بینی کہ بعد وفات آنحضرت بسیارے مرتد گشتند (قرۃ العینین صفحہ ۱۶۳)

آٹھویں — " درحقیقت مدینہ میں منافقوں کا بیج جو پہلے سے عبد اللہ بن ابی کی چالوں سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار کے ایک خفیف سی تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ مصیبت تم نے آپ ہی غیروں کو بلا کر اور شہر میں بسا کر اپنے سر پڑالی ہے (دیکھو لائف آف محمد مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰)
(منقول از ارجح المطالب صفحہ ۵۳۰)

نوین | مولوی عبید اللہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ :۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی اب باہر کی حالت سنو کہ عرب مین جوش ارتداد والحاد پیدا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاریٰ مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اسکی اشاعت کی ابتدا سے مزاحم تھے۔ دوسری طرف مدعیان نبوت بر سر پرخاش تھے چنانچہ جنکی تنبیہ کیلئے آنحضرت صلعم بسرداری اسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔ چونکہ خود مسلمانون مین بھی بعض قبائل اسلام برگشتہ ہو گئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے۔ بعض مولفۃ القلوب اور منافق تذبذب کے بھنور مین گرفتار تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہ تھی جن مین بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے۔ (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۵۲۰ و ۵۲۵)

دسوین | مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء تحریر فرماتے ہین کہ :۔

"حکومت اسلام کے بغلی گھونسے روم و فارس اور سرحدی زبردست سلطنتین اسکو ہر وقت آنکھین دکھاتی رہتی تھین کہ پیغمبر صاحب کی آنکھ بند ہو جائے تو اسلام کو پامال کر دین"

گیارھوین | تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہشتم صفحہ ۱۴۱۵ مین ہے کہ :۔

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر نے اُسامہ کے لشکر کو روانہ کیا تو تمام عرب مرتد ہو گئے اور ملک مین فساد کی آگ چارون طرف پھیل گئی اور قریش کے سوا ہر ایک قبیلہ بالکل مرتد ہو گیا۔ حضرت ابوبکر کے پاس ہر طرف سے نبی صلعم کے امیرون کے خط آئے کہ عرب مرتد ہو گئے اور عموماً سب قبیلون مین بغاوت پھیل گئی۔

بارھوین | ان تمام روایتون کے ساتھ صحاح کی یہ حدیث بھی ملاحظہ ہو :۔

وانہ یجاء رجال من امتی آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہین کہ آگاہ ہو میری امت مین کچھ لو

فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم فیقال اما ھؤلاء لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم مذ فارقتھم

میرے سامنے ذات دن لائے جائینگے پھر انکو شمال کی جانب لیجائینگے مین کہونگا کہ اے پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہین تو کہا جائیگا کہ کیا تم نہین جانتے کہ انھون نے تمھارے بعد کیا کیا بدعتین حادث کین پس مین کہونگا جس طرح عیسیٰ نے کہا تھا کہ اے پروردگار جبتک کہ مین ان مین ہان کا نگران رہا پھر جب تو نے مجھے دنیا سے اُٹھالیا تو تو خود ہی انکا نگہبان تھا پس خدا فرمائیگا کہ یہ لوگ جب سے تم انسے جدا ہوے برابر مرتد ہوتے رہے۔

(تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۳۴۹)

اب فرمائیے کہ جو غرض حسب عقیدۂ اہلسنت اللہ جل شانہ کی آنحضرتؐ کی رسالت و نبوت سے تھی کہ دین اسلام تمام دنیا مین پھیل جائے اور سب باطل دینون پر غالب ہو جائے وہ بروے اصول مذہب اہلسنت کہان حاصل ہوئی۔ اس لیے کہ اُنکے اصول سے تو اسوقت حاصل ہوتی کہ جس قدر مخلوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایمان لاچکی تھی ان کی نسبت اگر اہلسنت یہ اعتقاد رکھتے کہ وہ کلھم اجمعین اپنے ایمان و اسلام مین قائم اور دل سے آنحضرتؐ کی نبوت کے معتقد تھے اور مرتے دم تک وسیر ثابت قدم رہے تو البتہ یہ امر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ حضرت کی ہدایت سے جو غرض خدا کی تھی وہ حاصل ہو گئی تھی مگر جب کہ ان سب اسلام لانیوالون پر اور سب ایمان والون کی نسبت اہلسنت کا یہ اعتقاد ہے کہ جسوقت رسول اللہ نے وفات پائی تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا جب کہ اُن سب کے کفر و ارتداد کو ان الفاظ مین تشہیر کرتے ہین کہ

"یعنی بسی کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیارے مرتد گشتند۔"

تو پھر اہلسنت کے مُنھ سے کیونکر یہ بات نکل سکتی ہے کہ حضرت کی ہدایت سے کچھ فائدہ ہوا ؂

نازم کہ بارقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ماہم بربادرفتہ باشد

قال

شیعون کے قول سے سالت پر الزام آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو اعتقاد صحابہ کی نسبت شیعون کا ہے اس سے الزام آپ کی نبوت پر آتا ہے اور سننے والے کو مذہب اسلام پر شبہہ ہوتا ہے اسلئے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کرے کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے اُن کے دلون پر کچھ اثر ایمان و اسلام کا نہ تھا وہ صرف ظاہر مین مسلمان اور عیاذاً باللہ باطن مین کافر تھے یا حضرت کے انتقال کرتے ہی اس سے پھر گئے وہ حضرت کے نبوت کی تصدیق کر نہین سکتا اور کہہ سکتا ہے کہ اگر حضرت سچے نبی تھے تو کچھ نہ کچھ آپ کی ہدایت مین تاثیر ہوتی اور کوئی نہ کوئی دل سے ان پر ایمان لایا ہوتا اور منجملہ ہزارون لاکھون آدمیون کے جو ان پر ایمان لائے سو دو سو تو ایمان پر ثابت قدم رہتے۔

اقول

شیعون کے اعتقاد سے تو رسالت اور نبوت پر مطلق کوئی داغ نہین آتا اسلئے کہ جو لوگ صدق دل سے ایمان لائے تھے اُن کے دلون پر آنحضرت کی ہدایت کا یہ اثر ہوا کہ آخر عمر تک اپنے ایمان پر قائم رہے ہان جو لوگ بظاہر رسالت اور نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور دل مین اُس کی تکذیب ان مین سے بہت خود آنحضرت کے سامنے ہی ایمان سے پھر گئے اور گروہ کے گروہ اور جماعت کی جماعت بعد وفات آنحضرت صلعم مرتد ہو گئی جیسا کہ ہم آیات الٰہی و احادیث و مفسرین و محدثین اہلسنت کے اقوال سے ثابت کر آئے ہین۔ پس انبیا و مرسلین کا کام ہدایت و نصیحت اور وعظ و پند کا ہے نہ کہ کل امت کو صراط مستقیم پر چلنے کیلئے مجبور کرنے کا۔ اگر بعد ایمان لانیکے کوئی اُس سے پھر جائے تو ان پر کیون الزام آنے لگا جیسا کہ خداوند تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے

اول — قل یایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل پ ۱۱ سورۂ یونس ع ۱۴

تم کہدو۔ اے لوگو بیشک تمھارے رب کیطرف سے حق تمھارے پاس آیا ہے اب جو شخص راہ راست اختیار کریگا اپنی ذات کے نفع کے لئے اختیار کرے گا جو گمراہی اختیار کرے گا سوائے اسکے نہین ہے کہ اسکا وبال اُسی پر رہے گا اور مین کچھ تمھارا نگران نہین ہون۔

دوم — اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین پ ۲۸ سورہ تغابن ع ۲

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردان ہو جاؤ گے تو ہمارے رسول پر صرف پیام پہونچا دینا واجب ہے۔

سوم — فذکر انما انت مذکر — پس نصیحت کرو تم وفقط نصیحت کرنے والے ہو

لست علیھم بمصیطر (پ۳۰ سورۃ الغاشیہ) — ان پر کوئی داروغہ نہین ہو۔

چہارم — افانت تکرہ الناس حتی یکونوا — پھر کیا تم لوگون کو ایمان لانے پر مجبور

مؤمنین (پ سورہ یونس۔ ع۱۰) — کروگے۔

پنجم — فعلک باخع نفسک علیٰ اثارھم — پس اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائین تو

ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا — شاید تم افسوس کے مارے ان کے پیچھے اپنی جان

(پ سورہ الکھف ع) — ہلاک کر ڈالوگے

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بھائیون کے عقائد سے جو صحاب کی نسبت ہین ان کی فضیلت و خلافت راشدہ دونون رخصت ہوتے ہین چنانچہ آپ ان کے امنوا وعملوا صالحات کی صداقت مین اس طرح رطب اللسان ہین کہ :۔

آنحضرت صلعم کی ہدایت سے عرب کی حالت مین ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوگئی قرآن مجید مین لوگون کے دلون کی تسخیر اور روحانی اور اخلاقی تعلیم کی وہ قوت تھی جس نے حیرت انگیز زبانی کرشمہ دکھائے اور دائم الاثر حقانی نتیجہ پیدا کئے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ جس کلام کے ایسے عظیم الشان اور قوی اور قائم نتیجہ ہون وہ بلاشبہہ خدا کا کلام ہے۔ اور آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کی نسبت یہی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آپ ایسے زمانہ مین پیدا ہوے جب کہ دنیا ایک عجیب روحانی سکتہ کی حالت مین تھی۔ اور آپ ایسے ملک مین مبعوث ہوے جہان اخلاقی تعلیم کا کچھ سامان نہ تھا۔ ایسی قوم کی اصلاح آپ کے ذمہ کی گئی جو سوائے اوہام اور فاسد عقیدون اور باطل خیالات اور غلط رایون اور وحشیانہ اعمال اور بداخلاقی نفاق و جنگجوئی کے کسی قسم کی اخلاقی خوبی نہ رکھتے تھے مگر آپ کے الہامی بیان اور خدائی قوت نے ایسا عجیب تغیر

تاثیر کی کہ اس سے اُن کی تمام ظاہری و باطنی حالتین بدل گئین. برسون کے بہکے ہوے خدا کی راہ پر چل نکلے اور مدتون کے سوئے ہوے غفلت کی نیند سے چونک پڑے۔ جو مشرک تھے وہ موحد ہوگئے۔ جو کافر تھے وہ ایمان لے آئے۔ جو بت پرست تھے وہی بت شکن بنگئے۔ جو گمراہ تھے وہ خدا کی راہ دکھلانے لگے۔ جاہلانہ حمیت اور وحشیانہ عصبیت کا اُن مین نام نہ رہا خانہ ای جھگڑے اور پشتینی عداوتین جاتی رہین۔ دماغ غرور اور نخوت سے خالی ہوگئے اور اُن کے دل صبر و توکل حلم و بردباری۔ زہد و پرہیزگاری اور جمیع اخلاقی صفات سے بھر گئے۔ آپ کی تعلیم اور ہدایت نے ایک ایسا گروہ خدا پرست، پاک طبیعت۔ اِستباز۔ نیکدل لوگون کا قائم کردیا جن کی کوششون سے شرک اور بت پرستی کی آواز جو تمام جزیرہ نماے عرب مین گونج رہی تھین بند ہوگئین اور اُسکے بدلے ایک بیچون و بیچگون بے شبہہ بے نمو۔ خدا کی منادی پھر گئی۔ بتون نے عدم کا راستہ لیا۔ بت خانون کا نشان مٹ گیا۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑگئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا۔ اوہام پرستی کا باطل خیال باطل ہوگیا

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا — آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ، بیشک جھوٹ ہی نکل بھاگنے والا ہے۔ (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع۹)

اور اس سے اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ آپ حقیقت مین سچے رسول اور خدا ہی کی طرف سے مؤید تھے ورنہ انسان کا کام نہ تھا کہ وہ ایسا انقلاب عظیم عرب کی روحانی اور اخلاقی حالت مین پیدا کردیتا اور ایسے جنگجو ستم پیشہ لوگون کو جو بات بات پر لڑتے اور جھگڑتے تھے۔ اخوت کے ایک رشتہ مین باندھ دیتا اور ان کی پشتینی عداوتون اور کینون سے اُن کے دلون کو ایسا صاف کردیتا کہ اُس کا کچھ اثر باقی نہ رہتا بلکہ دنیا مین اُن کو اخلاق اور انسانیت کا نمونہ بنا دیتا

(آیات بینات جلد دوسری مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنؤ صفحہ ۹۶)

پس آپ تو اس شد و مد سے اصحاب ثلثہ وغیرہ کے صفات بیان فرما رہے ہین لیکن کتب اہلسنت کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے انتقال فرماتے ہی مہاجرین وانصار نے اپنی حرص وہوا کو دخل دیکر ایک طوفان بے تمیزی مچا دیا تھا۔ چنانچہ جو کچھ واقعات کتاب ارجح المطالب مین درج ہین ہم اُسکا اقتباس اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے :۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پر ملال کو چند ساعتین گذری تھین اور صحابہ کرام تجہیز وتکفین کی فکر کر رہے تھے کہ اُن کے پاس خبر آئی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین اس غرض سے جمع ہوئے ہین کہ اپنے مین سے ایک شخص کو امیر وخلیفہ بنا لین درحقیقت مدینہ مین منافقانہ جوئیدہ پہلے سے عبداللہ بن ابی کی چالون سے بویا ہوا تھا جس نے ایک دفعہ قریش کے ساتھ انصار سے ایک خفیف سی تکرار ہو جانے پر کہا تھا کہ یہ مصیبت تم نے آپ ہی غیرون کو بلا کر اور شہر مین بسا کر اپنے سر پر ڈالی ہے لائف آف محمد مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ ۳۰

انصار کو جلدی نے اس امر پر برانگیختہ کیا کہ خلافت قریش کے ہاتھ مین نہ جاتی رہے چونکہ مدینہ طیبہ کے اصلی باشندے یہی تھے ان کو مہاجرین یعنی مکہ والون کے زیر حکومت رہنا کسیقدر ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یہ خیال تھا کہ اُن کے وطن سے بھاگے ہوئے لوگون کو ہم نے اپنے پاس رکھا ہے اور اُن کی اعانت کی ہے ہمارے انپر احسان ہین یہ ہمارے زیر اطاعت ہونے چاہئین نہ کہ ہم ان کے تابع فرمان بنجائین وہ خدا کے رسول کی ذات بابرکت ہی ایسی تھی جسکی غلامی ہم دل وجان سے کرتے تھے اب اُن کی وفات کے بعد قریش کو ہم لوگون پر حکمرانی کا کوئی استحقاق نہین ہے۔ نہایت الامر ہم ایک کو اپنے مین سے جداگانہ امیر بنا لین چنانچہ سعد بن عبادہ کو جو بنی خزرج کا سرگروہ تھا انصار نے بیعت کیلئے نامزد بھی کر لیا تھا۔

غرضکہ بقول سر ولیم میور ، وقت نہایت نازک ہو گیا تھا اور اسلام کا آیندہ اتفاق

معرض خطر میں تھا۔ دیکھو کتاب لیس آف اسلام صفحہ ۲۱

حضرت ابوبکر اور عمر یہ سنکر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے۔ حضرت ابو عبیدہ رستہ میں اُن کے ساتھ ہولئے۔ یہ تینوں اصحاب انصار کے مجمع میں جا پہونچے اور دقت کے بعد اُن کو اپنے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہوے۔ انتخاب خلیفہ کی نسبت حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضرت عمر یا ابو عبیدہ میں سے جو اس وقت حاضر ہیں ایک کو منتخب کر لو حضرت عمر نے عجلت کر کے کہ مبادا انصار میں سے کوئی برگشتہ نہو جائے اور فتنہ برپا نہ ہو جائے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جناب نے بنی خزرج کو برگشتہ کرنے کی پھر بھی کوشش کی مگر بنی اوس جو کہ انصار میں سے دوسرا گروہ تھا بیعت کر لینے پر کامیاب ہوسکا۔

(دیکھو لائف آف محمدؐ مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۵۱۴)

حضرت علی علیہ السلام اُسوقت موجود نہیں تھے اور نہ اُن سے راے لینے کی مہلت ملی جب حضرت ابوبکرؓ وہاں سے لوٹے تو سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دفن ہو چکے تھے اس لئے شرکت جنازہ سے محروم رہے جس کا قلق اُن کو مدت العمر باقی رہا۔

یہ حالت تو اندرونی اسلام کی تھی۔ اور باہر کی حالت یہ کہ عرب میں جوش ارتداد و الحاد پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف عرب کے یہود و نصاری مخالف اسلام ہو رہے تھے اور اوسکی اشاعت کے پہلے ہی سے مزاحم تھے دوسری طرف مدعیان نبوت بر سر پرخاش تھے جن کی تنبیہ کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہ سرداری اُسامہ بن زید ایک لشکر مدینہ سے باہر نکال چکے تھے۔

خود مسلمانوں میں بھی بعض قبائل اسلام سے برگشتہ ہوگئے تھے اور بعض ہوتے چلے جاتے تھے بعض مولفۃ القلوب اور تذبذب کے بھنور میں گرفتار تھے صرف وہ مسلمان اسلام کی محبت پر ثابت قدم تھے جو فتح مکہ سے پہلے خلعت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور جنکے دلپر خدا نے

سکینہ اُتارا تھا۔ اُن کی تعداد پندرہ سولہ سو سے زیادہ نہیں تھی جن میں بعض مہاجرین اور بعض انصار تھے جبکہ ان تھوڑے سے لوگوں میں بھی خلافت کی نسبت تکرار ہو رہی تھی اگر عجالتہً حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت واقع نہ ہوجاتی اور مہاجرین و انصار ایک خلیفہ پر اجماع نہ کر لیتے تو اول مہاجر و انصار ہی میں تلوار چل جانے کا احتمال تھا جس سے اسلام کا آیندہ اتفاق بھی ہاتھ سے جاتا رہتا۔ اور اگر ایسے نازک وقت پر حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ پہونچ جاتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے انتظار میں بیٹھے رہتے یا سقیفہ بنی ساعدہ میں پہونچکر بیعت کو تھوڑی دیر کیلئے روکا جاتا تو عظیم تفرقہ اُمتِ محمدیؐ میں پیدا ہوجاتا پھر جس کی اصلاح غیر ممکن نہ ہوتی تو دشوار ضرور ہی ہوجاتی۔

(دیکھو ارجح المطالب سوانح عمری حضرت علی بن ابی طالبؑ صفحہ ۵۴۰)

اسی طرح شمس العلماء شبلی نعمانی مہاجرین کی کدورت و مخالفت کا حال جو انصار سے ان کو تھی اس طرح لکھتے ہیں کہ

ایسے نازک وقت میں آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ وزاری میں مصروف رہیں یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ انصار نے اپنی طرف سے خلافت کی بحث چھیڑ کر حالت کو اور نازک کر دیا تھا۔ کیونکہ قریش جو انصار کو اسقدر حقیر سمجھتے تھے کہ جنگ بدر میں جب انصار اُن کے مقابلہ کو نکلے تو عتبہ نے آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے کہا کہ محمدؐ ہم ناجنسوں سے نہیں لڑ سکتے کسی طرح انصار کے آگے سر تسلیم خم نہیں کر سکتے تھے۔ قریش پر کیا موقوف ہے تمام عرب کو انصار کی متابعت سے انکار ہوتا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ میں جو خطبہ دیا اُس میں صاف اِس خیال کو ظاہر کیا اور کہا وان العرب لا تعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش۔ اسکے علاوہ انصار میں دو گروہ

اوس و خزرج ان مین باہم نفاق نہ تھا۔ اس حالت مین ضرور تھا کہ انصار کے دعوی خلافت کو دبا دیا جاے اور کوئی لائق شخص فوراً انتخاب کرلیا جائے۔

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۵ و ۵۶)

کوئی صاحب فرماتے ہین کہ

"اگر کہین خلافت انصار مین چلی جاتی تو کشتی اسلام ایسی غرق ہوتی کہ ایک تختہ کا بھی پتہ نہ ملتا"

پس ان اقوال سے ظاہر ہے کہ جن اصحاب کے ایمان اور اسلام کی تعریف شد و مد سے آیات بینات مین کی گئی ہے انجام کار ان کے ایمان و اسلام کے یہ جوہر کھلے۔ اور تیئیس برس تک جو ہدایت اور تعلیم آنحضرت صلعم سے حاصل کی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انتقال کرتے ہی اُس سے پھر گئے۔ ان کے دلون سے اخلاقی تعلیم بالکل محو ہوگئی۔ لوگ اوہام فاسد عقیدون۔ باطل خیالات۔ غلط راے ون۔ وحشیانہ اعمال۔ بداخلاقی جنگجوئی اور نفاق و شقاق کی طرف پھر پلٹ گئے۔ پس اگر صحابہ کے ارتداد و کفر کا اعتقاد رکھنے سے رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے تو اہلسنت ہی کے عقاید سے الزام آتا ہے معاذ اللہ اور انھین کو ہادی اسلام کی ہدایت پر شبہہ ہوسکتا ہے اور وہی لوگ نبوت کی تصدیق نہین کرسکتے اور کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اگر سچے نبی تھے تو آپ کی ہدایت و نبوت کے یہ نتیجے نہ نکلتے کہ:۔

"جس وقت حضرت نے وفات پائی تو تمام مدینہ منافقون سے بھرا ہوا تھا اور مہاجرین انصار کے اور انصار مہاجرین کی عداوت و مخالفت پر تلے ہوے تھے اگر ایسے نازک وقت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند نشین خلافت نہ کردیے جاتے جہاز اسلام کا جو ایک سخت طوفان کے تلاطم مین آگیا تھا غرق ہوجاتا۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

الغرض شیعون کے عقائد سے تو مطلق الزام آنحضرت صلعم کی رسالت پر نہین آتا۔ البتہ اہلسنت کے

ان عقیدون سے کہ :۔

"نزول وحی حضرت عمرؓ کی راے کے موافق ہوتا تھا"

اور جناب شاہ صاحب کے اس کلام سے کہ :۔

صدہزار تحسین و آفرین بر دقت نظر عمر	عمرؓ کی اس باریک بینی پر ہزار تحسین و آفرین ہے کہ
است کہ اگر آنحضرت درین حالت کہ چیزے جدید	اگر آنحضرت صلعم ایسی حالت مین کوئی ایسی نئی بات لکھوتے
کہ سابق در کتاب و شریعت نباشد بنویسانند موجب	کہ اس سے قبل کتاب و شریعت مین نہو تو حضرت کی تحریر
تکذیب آیہ خواہد بود	باعث تکذیب آیت ہوتی

البتہ رسالت و نبوت پر الزام آتا ہے۔ معاذاللہ

علی ہذالقیاس بخاری شریف مین تو ایسی ایسی رکیک بے بنیاد احادیث منافی شان رسالت درج ہین جن سے سراسر خاتم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کی توہین ہوتی ہے چنانچہ انھین شرمناک حدیثون اور روایتون سے جن کی نقل کرنے سے ہم کو حیا اور شرم آتی ہے منکرین و مخالفین اسلام کو رسالت و نبوت کی تکذیب اور مضحکہ کرنے کا موقع ملا اور یہی سبب ہے کہ نصارا وغیرہ اسلام اور ہادی اسلام کی رسالت و نبوت سے منکر ہو گئے۔

قال

اگر صحابہ کرام تمھارے عقائد باطلہ کے موافق اسلام اور ایمان مین کامل نہ تھے تو پھر وہ لوگ کون سے تھے جن پر حضرت کی ہدایت کا اثر ہوا اور وہ لوگ کتنے تھے جن کو حضرت کی نبوت سے فائدہ ہوا۔ اگر اصحاب نبیؐ سواے معدودے چند بقول تمھارے سب کے سب عیاذاً باللہ منافق و مرتد تھے تو دین اسلام کو کس نے قبول کیا اور پیغمبر صاحب کی تعلیم و تلقین سے کس کو نفع پہونچا اور کن لوگون نے حضرت کے کہنے سے شرک چھوڑ کر توحید پر اعتقاد کیا کن شخصون نے عبادت کے طریقون کو سیکھا اور کس گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا۔ اور کس فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔

سے ہدایت
پائی اور سے
ایمان پہ ساہد

اقول

نفس رسول و آئمہ حسنین

جو لوگ صحابۂ کرام سے تھے وہ کُلّھُم اجمعین اپنے اسلام و ایمان مین کامل تھے اور وہ معدودے چند نہ تھے جیسا کہ "نزہہ اثنا عشریہ" مین ہے :۔

ابن بابویہ بسند حسن از حضرت امام جعفر صادق	ابن بابویہ نے حضرت صادق علیہ السلام
علیہ السلام روایت کردہ است کہ اصحاب رسول صلعم	سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسول بارہ ہزار تھے
دوازدہ ہزار نفر بودند و در دین خدا بجز سخن حق	جو بجز سخن حق دین خدا مین کلام نہین کرتے تھے اخوف
نمی گفتند و شب و روز گریہ می کردند و می گفتند	خدا سے رات دن روتے رہتے تھے اور مناجات
خدایا روح ہمارا قبض کن پیش از انکہ نان	کرتے تھے خداوندا قبل اسکے کہ ہم میدہ کی روٹی کھائین
میدہ بخوریم	ہم کو موت دے ۔

انھین برگزیدگان خدا پر حضرت کی ہدایت و وعظ کا اثر ہوا ان لوگون نے خود بھی ہدایت حاصل کی اور گمراہون کو بھی راہ ہدایت دکھائی ۔ نفوس پاک ایسے ہادی اور واعظ تھے کہ ہدایت کے پیچھے اپنا جان و مال کیا اپنے خدا و رسول کے عشق مین ایسے دیوانے اور اپنے دین مین ایسے متوالے تھے کہ جب خلفائے ثلثہ خدا و رسول کے خلاف اپنی حرص و ہوا سے اور دین رسولؐ مین احکام صادر فرماتے تھے تو یہ عاشقان خدا و رسول ان کو سر دربار ٹوک دیا کرتے تھے اپنے مالک کے اس فرمان کو :۔

"فلا تخشوا الناس واخشون" "آدمیون سے نہ ڈرو بلکہ مجھسے ڈرو"

پیش نظر رکھ کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ہدایت کرتے تھے اس ہدایت کی خاطر انکو خلافت و حکومت کا پرگس کے بھی برابر خوف نہ ہوتا تھا ؂

رہِ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ ان کی بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی

شریعت کے قبضہ مین تھی باگ اُن کی　　فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی

جہان کردیا نرم نرما گئے وہ

جہان کردیا گرم گرما گئے وہ

سخاوت جہان چاہیے وان سخاوت　　کفایت جہان چاہیئے وان کفایت

نہ بیوجہ اُلفت نہ بے وجہ نفرت　　نجی اور تُلی دشمنی اور محبت

جھکا حق سے جو۔ جھک گئے اُس سے وہ بھی

رُکا حق سے جو۔ رُک گئے اُس سے وہ بھی

اوران خلفاے وقت کا یہ حال تھا کہ ان کی ہدایت و نصیحت پر شعلہ بھبوکا ہوتے تھے ان عاشقان خدا و رسول کو انواع واقسام کی تکلیفین اور ایذائین پہونچاتے تھے ازانجملہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے ساتھ جو بڑے پایہ و مرتبے کے صحابی تھے اسی ہدایت و نصیحت کے پیچھے جناب خلیفہ صاحب سوم نے جو سلوک کئے، وہ اہلسنت کی کل کتب عربی و فارسی و اُردو مین درج ہین چنانچہ اس جگہ چند سطرین "محرم نامہ" خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے صفحہ (۳۰) سے نقل کی جاتی ہین ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ کیا تحریر فرماتے ہین:۔

حضرت ابوذر غفاری ایک بڑے مرتبے کے صحابی تھے حضرت رسول خدا سے اُن کو عشق تھا اور حضرت صلعم بھی ان کے ناز اُٹھایا کرتے تھے۔ حدیثون اور تذکرون سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوذر بہت کھرے اور منھ پر صاف بات کہنے والے آدمی تھے۔ خدا کے حکم کے بموجب حق بات کہنے مین کسی کا لحاظ نہ کرتے تھے چھوٹا ہو یا بڑا۔ برا کام کرتے ہوے دیکھتے تو کھلم کھلا ٹوک دیتے تھے ایک جہاد مین فوج کی برکت کے خیال سے خدمت ابوذر کے نام سے کی گئی یہ ستانے اور تنگ رسول اللہ کے پروانے تھے۔ اللہ اللہ کرنے کے سواے لڑائی کی تدبیرون سے نہین کچھ سروکار نہ تھا اسواسطے ان کے ساتھ معاویہ کو کردیا گیا کہ فوج کو لڑائین تو معاویہ مگر نام افسری مین

عمہ [illegible] آمان
سے اسلئے حضرت
غفاری کو
[illegible] زیادہ
معاویہ [illegible]
[illegible]

حضرت ابوذر کا رہے کہ بزرگ کی برکت اور مقرب رسول کی عزت سے فتح نصیب ہو معاویہ حکمرانی
اور عیش زندگانی کے آدمی تھے ممکن ہے کہ ان میں وہ کچھ کمزوریاں ہون جو دنیاوی امر میں عموما
ہوا کرتی ہے حضرت ابوذر نے ان کو نصیحت کرنی شروع کی۔ امیر معاویہ کی عزت ملک شام مین
بہت زیادہ تھی بڑی بڑی لڑائیون مین اور مجمع عام مین حضرت ابوذر معاویہ کو ٹوک دیتے تھے
اور لوگون کی نگاہون مین معاویہ کی خفت ہوتی تھی کہ ایک معمولی سا آدمی اتنے بڑے افسر کو مذہبی
مسائل کی نصیحت کرتا ہے مگر معاویہ بے بس تھے فوج کی سرداری بوذر کے نام تھی اور معاویہ پران کی
اطاعت فرض تھی منھ سے تو کچھ نہ کہتے مگر دل ہی دل مین چرمراتے حضرت ابوذر کا یہ عالم تھا کہ
معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے جہان کوئی گناہ کرتے دیکھا
اور پیچھے کیا کرتا ہے؟ شرم نہین آتی! اسلام کے حکم کو بھول گیا۔ توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔
ہوتے ہوتے معاویہ عاجز ہوگئے اور ان کا ناک مین دم آگیا تو انھون نے حضرت عثمان کی خدمت مین
عرضی بھیجی کہ یہ ملک شام ہے۔ یہان میری بڑی عزت ہے ابوذر اس کا خیال نہین کرتے۔
حضرت عثمان بجائے اسکے کہ ایک طرف تو ابوذر کو نصیحت لکھتے کہ عام لوگون کے سامنے نہ کہا کرو خلیہ
مین سمجھا دیا کرو اور دوسری طرف معاویہ کو سمجھاتے کہ ابوذر کی یہ کوئی نئی بات نہین ہے۔
حضرت رسول خدا صلعم کے روبرو بھی انکا یہی حال تھا کہ وہ کوئی بات جو دین و مذہب کے خلاف ہو
دیکھ کر بیتاب ہو جاتا ہے صبر برداشت نہین کرسکتا تم ایسا کام ہی کیون کرو کہ جو ابوذر کو یہ موقع ملے
مگر حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا۔ حضرت ابوذر یہ سمجھتے تھے کہ اب بھی
رسول صلعم کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جائے گی۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ
تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین جا بسے۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج داری کرتے ہو۔ امیر معاویہ
نے چاہا کہ حضرت ابوذر کو مدینہ جانے کے لئے سواری اور خرچ راہ دین مگر ابوذر ایسے خفا تھے کہ پیدل

چل کھڑے ہوے اور بات کے ایسے پورے کہ پیدل ہی مدینہ پہونچے یہ سمجھ کر کہ حضرت عثمان نے میرے اور رسول اللہ کے راز دنیاز دیکھے ہین اگر سامنے جاؤنگا میرے پیدل آنے پر افسوس ہوگا اور وہ مجھ سے عذر کرینگے مگر وہ جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو اُلٹا شکوہ سُنا کہ تم نے کیون معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی اور عرض کیا کہ حضرت رسول خداؐ سے مین نے سنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہے گا اور اکیلا ہی مرے گا۔ لہذا مجکو اجازت دیجئے کہ مین کسی تنہا مقام مین جا کر رہون حضرت عثمان نے فرمایا اچھا جاؤ اجازت ہے یہ بیچارے ایک معمولی بستی مین جا کر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اس واقعہ سے رسول مقبول کے اصحاب کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ تو رسول کی محبت کے دیوانے تھے جس سے آنحضرتؐ کو محبت کرتے بچھاتا تھا اُسکے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے۔ جب ابوذر کے ساتھ یہ بے مہری دیکھی حضرت عثمان سے بگڑ گئے: انتہی

اگرچہ یہ بیان مطابق روایات مندرجہ کتب اہل سنت ہے مگر اسپر بھی خواجہ صاحب نے حضرت عثمان کی خاطر بچا بچا کر لکھا ہے اور ان مظالم کا ذکر نہین کیا جو خلیفہ صاحب نے حضرت ابوذر پر کئے تھے یعنی

"خلیفہ صاحب نے معاویہ کو یہ حکم دیا تھا کہ ابوذر کو ایک شتر بد رفتار بلا کجاوہ پر سوار کرا کے ایک درشت مزاج رہبر کے ساتھ جو اونٹ کو رات دن بھگاتا لائے مدینہ بھیجدو۔"

معاویہ صاحب نے حسب تعمیل کی ابوذر ضعیف العمر ہو چکے تھے ان تکلیفون اور صدمون سے زانوؤن کا گوشت چھل چھلکر جدا ہو گیا تھا جب وہ دربار خلافت مین حاضر کئے گئے تو جناب خلیفہ صاحب کلمات سخت ودرشت حضرت ابوذر کی شان مین زبان مبارک پر لائے اور مدینہ سے اخراج کرا دیا اور مروان کو حکم دیا کہ اونٹ پر سوار کر کے مدینہ سے باہر نکالدے اور کسی کو اُن کے ساتھ جانیکی اجازت نہ دے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ اعثم کوفی وغیرہ)

اس جگہ چند جملے حضرت ابوذرؓ کی نسبت تاریخ "روضۃ الاحباب صفحہ ۲۵۳" سے نقل کیے جاتے ہین

اور وہ یہ ہیں :-

ذوالنورین بعد از وقوف بر مضمون
مکتوب معاویہ مصلحت در بودن ابوذر در شام ندید
وے را بمدینہ طلبیدہ معاتب ساخت و بعد از
رد و قدح بسیار و قیل و قال بیشمار ابوذر را از
افتا منع کرد و حکم باخراج نمود ابوذر گفت مرا دستوری
دہ تا بولایت شام روم گفت اگر بشام میفرستادم
چرا از انجا می طلبیدم صبح اشتہار تو دیگر از افق
شام طالع نشود گفت پس بگذار تا بعراق روم
فرمود میخواہی کہ در عراق فرقہ خبیثہ را متحرک
گردانیدہ اہل آن مملکت را در اغرا بر من
غریق سازی ابوذر گفت پس ہر جا فرمائی بروم
امیر المومنین عثمان فرمود در نواحی حجاز کدام موضع
ترا بغض ست گفت ربذہ و آن موضعے ست
قریب مدینہ عثمان گفت بآن موضع می باید رفت ابوذر
گفت خوش باشد اما بدانکہ اگر شمشیر تیز بر رقبہ
من نہید امر معروف و نہی منکر در رسانیدن آنچہ از
پیغمبر صلعم شنیدہ ام از خود ممتنع نخواہم گردانید و
کلمہ حق را ہر جا کہ باشم خواہم رسانید

معاویہ کی تحریر پر عثمان نے ابوذر کا شام میں
رہنا خلاف مصلحت خیال کیا اور مدینے میں بلا لیا
اور غصہ کیا اور بہت تکرار کے بعد ابوذر کو
فتوی دینے سے منع کیا اور مدینہ سے اخراج کا حکم
دیا۔ ابوذر نے کہا مجھے شام میں رہنے کی اجازت دیجئے
جواب ملا کہ اگر شام میں تم کو جانے کا اذن دوں تو
وہاں سے میں تم کو بلاتا ہی کیوں تیری اشتہار کی
صبح شام کے افق سے طلوع نہ ہو۔ انھوں نے کہا
اچھا عراق جانے دو فرمایا کہ عراق کے فرقہ خبیثہ کو
ورغلا کر وہاں کے لوگوں کو مجھ سے باغی
کرو گے ابوذر نے کہا اچھا جہاں کے لئے حکم ہو وہیں
جاؤں عثمان نے کہا کہ حجاز کے اطراف میں کونسا
مقام تعین نا پسند ہے کہا ربذہ عثمان نے کہا اچھا وہاں جائیے
ابوذر نے کہا آپ خوش رہیں مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ اگر میری
گردن پر تلوار بھی رکھ دی جائے تب بھی میں نبی کی باتوں کو نشر کرنے اور اچھی
باتوں کی تعلیم سے خاموش نہ رہونگا جیسا کہ میں نے رسول صلعم
سے سنا ہے ۔

مثل اسکے انواع واقسام کی اذیتیں دیگر اصحاب مومنین کو دین۔ جن کا ذکر ہم نے دوسری جلد مین کیاہے اب اگر حضرت اہلسنت تعصب چھوڑ کر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے اِس نکتہ پر کہ (حضرت ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول اللہ کا زمانہ ہے دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جائے گی مگر یہ نجانتے تھے کہ اٹھارے ناز اُٹھانے والے تو قبر مین جابسے اب کس کے بل پر مزاجداری کرتے ہو) تو یہی نکتہ اُن کے اصلاح مذہب کے لئے کافی و وافی ہے۔

اے یارو! چشم انصاف سے حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت عثمان غنی رضہ کے ایمان و اسلام مین تقابل کرو کہ پیغمبر صاحب کی تعلیم اور تلقین سے کس نے فائدہ اُٹھایا۔ کس نے خدا و رسول کے پیچھے اپنا جان و مال نثار کیا۔ کس نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایت و تعلیم سے انحراف کر کے امور دین مین اپنی حرص و ہوا کو دخل دیا۔ کس پر اللہ جل شانہ کا فرمان :۔

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر ط — حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور منع کرتے ہو بری باتون سے

صادق آتا ہے اور کس پر

يأمرون بالمنكر وينهون عن المعروف ط — حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے

کا اطلاق ہوتا ہے

اے حضرات جن اصحاب پر تم شیفتہ و فریفتہ ہو۔ جن کو تم مرتبہ مین افضل و اعلے سمجھے ہوئے ہو اور جنکی نسبت تم نے اچھے خیالات قائم کرلئے ہین ذرا اُن کے کارنامون پر تو غور کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ وہ کیسے قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے۔ اور حرص و ہوا کو ہر کام مین کیسا دخل دیتے تھے آفرین ہے تمھاری اس عقیدت و مودت پر ؎

بوے بنفشہ می دہد طرۂ مشکسائے تو — پردۂ غنچہ می درد خندۂ دلکشائے تو

اس ذات مقدس کے علاوہ اور بہت سے اصحاب کبار ایسے ہین جو دین خدا مین امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرتے تھے جو شب و روز خوف خدا سے گریہ و بکا کرتے تھے اور اپنے خدا کی خوشنودی و رضا کے لئے نفس کشی ان کا شعار تھا۔

تائید و نصرت رسول اللہ علی کے لئے خلق ہوئے ہیں

پس اسی گروہ نے دین محمدی کو جاری کیا۔ اور اسی فرقہ نے ایمان کو پھیلایا۔ انھین مومنین کے راس و رئیس جناب امیرالمومنین۔ امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے جن کو خدا نے اپنے رسول کی تائید و نصرت کیلئے خلق فرمایا تھا۔ جس پر یہ حدیث شاہد ہے

عن ابی حمراء رضی اللہ عنہ قال قال	ابو حمرا سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا
رسول اللہ صلعم لیلۃ الاسری بی الی السماء	نے فرمایا کہ شب معراج مجکو آسمانون کی طرف لے گئے
نظرت الی ساق العرش الایمن فرأیت	مین نے عرش مجید کے داہنے ساق پر یہ لکھا ہوا دیکھا
کتابا فہمتہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی	کہ محمد خدا کے رسول ہین اور اُن کی مدد کے واسطے
ونصرتہ بہ۔ اخرجہ الاعلاقی۔	مین نے علی کو خلق کیا ہے۔ (ارجح المطالب صفحہ ۴۹۶)

اُسی کتاب کے صفحہ ۴۹۶ مین یہ حدیث بھی قابل ملاحظہ ہے:۔

عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول	کعب بن عجرہ کہتے ہین کہ جناب رسولخدا صلعم
اللہ صلعم لاتسبوا علیا فانہ ممسوس فی	نے فرمایا ہے کہ علی کو برا مت کہو بتحقیق کہ وہ خدا
ذات اللہ۔	کی ذات مین مس ہے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

حضرت علی سے ... دیا

چنانچہ جناب حیدر کرار غیر فرار نے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو اعانت و نصرت کی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش رہتے۔ کونسا جہاد رسول اللہ کے زمانے مین ایسا ہوا جو ید اللہ کے ہاتھ پر فتح نہ ہوا ہو جس خانۂ خدا مین تین سو ساٹھ بتون کی پرستش ہوتی تھی اور ہر قبیلہ کا بت جدا جدا ایک رب سمجھا جاتا تھا۔ اُس گھر کو مولائے کونین ہی نے

پاک صاف کیا تھا اور یہ فضیلت و منزلت خدائے پاک نے اپنے ولی ہی کو عطا کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے خانۂ خدا کو اصنام سے پاک کرایا اور جبرئیل علیہ السلام نے بازو تھام کے آتارا جس کا ذکر شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوة) میں بایں الفاظ کرتے ہیں :۔

بتے چند در موقع بلند نہادہ بودند کہ دست علی بآنہا نمی رسید و در بعضی روایات آمدہ ۔ بتی چند بلند ایشان ہبل نام می داشت علی کرم اللہ وجہہ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ پاے مبارک برکتف من بنہ و این اصنام را فرود آر آن سرور فرمود یا علی تو پاے خود بکتف من بنہ و این کار کن علی آہستہ پاے بر کتف رسول اللہ صلعم نہادہ بتہا را فرو گرفت درآن حالت حضرت از وے پرسید کہ خود را چگونہ می یابی گفت یا رسول اللہ چنان بینم کہ حجب مکشوف شدہ و گویا سر من بساق عرش رسیدہ است و ہر چہ دست دراز می کنم بدست من آید حضرت فرمود اے علی خوشا وقت کہ کار حق می کنی چون علی بتان را بر زمین انداخت و قطعہ قطعہ ساخت و خود را از دوش آنحضرت بر زمین زد و تبسم فرمود رسول اللہ صلعم از وے پرسید چہ چیز ترا بخندانید گفت آنکہ خود را از چنین جاے بلند انداختم

چند بت ایک بلند مقام پر رکھے ہوئے تھے کہ وہاں حضرت علی کا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا اور بموجب بعضے روایات کے سب سے بڑا بت جس کا نام ہبل تھا وہ ایک اونچے مقام پر رکھا تھا حضرت علی نے جناب رسول اللہ صلعم سے عرض کی یا رسول اللہ اپنا قدم مبارک میرے کاندھے پر رکھ کر ان بتوں کو نیچے گرا دیجئے رسول اللہ نے فرمایا کہ یا علی تم اپنے قدم میرے کاندھے پر رکھ کر کام کرو حضرت علی نے بہ تعمیل فرمان مبارک اپنے قدم آنحضرت کے دوش انور پر رکھ کر ان بتوں کو گرا دیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا کہ اس وقت تم اپنے آپکو کیسا پاتے ہو علی نے کہا یا رسول اللہ ایسا دیکھتا ہوں کہ پردے حجاب کے کھل گئے اور گویا کہ میرا سر ساق عرش پر پہونچ جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوں میرے ہاتھ میں آجاتی ہے حضرت نے فرمایا یا علی بڑی خوشی کا وقت ہے کہ تم کار نیک کرتے ہو جب علی نے بتوں کو گرا دیا اور انکو توڑ ڈالا دوش مبارک رسول اللہ سے کود کر زمین پر آ گئے تو مسکرائے رسول اللہ نے مسکرانے کا سبب پوچھا علی نے عرض کی میں اتنی بلند جگہ سے کودا

وہیچ الم نہ رسید آنحضرت فرمود چگونہ بتو الم رسد حالانکہ   مگر کچھ بھی مجھے تکلیف نہین پہونچی حضرت نے فرمایا

بردارندہ تو رسول اللہ باشد و فرود آرندہ تو   کیونکر پہونچتی جب کہ تم کو اُٹھانے والا خدا کا رسول

جبرئیل۔   اور اُتارنے والا جبرئیل ہو۔

اللھم صل علی محمد وآل محمد

چنانچہ ایک شاعر نے کیا خوب لکھا ہے ؎

علی بردوش احمد چشم بد دور   عیان شد معنی نور علی نور

اِس حدیث کے مضمون کو میر انیس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جس لطف سے نظم کیا ہے اُس کو بھی ملاحظہ فرمایئے ؎

زنار گردنون پہ تمھارے سوار تھی،   شرک جلی یہ تھا کہ پرستش مین عار تھی

اسلام کے چمن مین کبھی یہ بہار تھی   حق حق کی مسجدون مین یہ کسدن پکار تھی

چرچا تھا کفر و فسق و فجور و گناہ کا

یہ شور کب تھا "اشہدان لا الہ" کا

خالی کیا علی نے بتون سے خدا کا گھر   ڈھونڈھی کہان ہے لات و ہبل آج ہین کدھر

غل تھا علی ہین دوش محمد پہ جلوہ گر   مصحف پہ مصحف آج ہے اور نور نور پر

سب سے علی کا مرتبہ اعلیٰ ہے دیکھ لو

نیر خدا کی شان دوبالا ہے دیکھ لو"

۱۰۰ صورت صحابہ کا فرار ۱۱ ثنائے حیدر کا ثبات

جب جنگ احد مین اصحاب ممدوحین اشداء علی الکفار اپنے پیغمبر کو زخمی چھوڑکر فرار ہو گئے تو آنحضرت صلعم نے بعد افاقہ غشی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے علی! گروہ مشرکین وکفار پر حملہ کرو

اس موقع پر محدث موصوف کرار غیر فرار ضرغام الہی بازوئے نبی کے حملون کو ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین:

"حیدر کرار شمشیر آبدار فوج فوج مشرکان را — "مشرکین کی فوجون کو جو ثریا کی طرح جمع تھین
کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش پراگندہ و — حیدر کرار نے مثل بنات النعش متفرق اور پریشان
متفرق گردانید درین حالت جبرئیل با رسول اللہ — کردیا۔ اسی حالت مین جبرئیل نے رسول اللہ صلعم
گفت کہ این کمال مواساۃ ست کہ علی بدان قیام نمود — سے کہا کہ یہ کمال یاری و غمخواری ہے جو علی نے
رسول اللہ صلعم فرمود انہ منی و انا منہ (بدرستیکہ او از من — کی رسول اللہ صلعم نے فرمایا بتحقیق کہ علی مجھ سے ہے
است و من از و) جبرئیل گفت کہ "انا منکما" (یعنی من — اور مین علی سے ہون۔ جبرئیل نے کہا کہ مین آپ دونون
از شما ہر دو ہستم)" — سے ہون۔"

چنانچہ جنگ خیبر مین جب سپر دست یداللہ سے گر گئی اُسوقت کرار غیر فرار نے بکمال جوش ایمان در قلعہ کو جس کا وزن تین ہزار من کا تھا اُکھاڑ کر بجاے سپر دست مبارک مین لیا اُسوقت ؎

یون معرکہ آرا وہ شہ جن و بشر تھا ۔ ایک ہاتھ مین تلوار تھی ایک ہاتھ مین در تھا

اللہ اکبر۔ حیدر کرار۔ اشداء علی الکفار کی بہادری و دلاوری کی توصیف کوئی کیا کر سکتا ہے جسکی ثنا خود خدا اور رسول نے کی ہو جیسا کہ "مدارج النبوۃ" مین ہے:۔

حین کارزار شمشیر آبدار امیرالمومنین شکست — علی کی تلوار قتل کفار سے ٹوٹ گئی تو رسول اللہ
رسول خدا صلعم ذوالفقار خود بوے ارزانی فرمود — صلعم نے اپنی ذوالفقار عنایت کی۔ شیر بیشہ ہیجا
ہر گاہ شیر بیشہ ہیجا علی مرتضی بتیغ مشرکان مشغول — علی مرتضی نے مشرکین پر ایسے حملے کئے کہ آنحضرت صلعم
شد رسول اللہ فرمود اے علی می شنوی مدح خود را — نے فرمایا اے علی تم نے سنا کہ تمھاری صفت و ثنا
کہ ملک رضوان بر آسمان می گوید۔ — فرشتہ رضوان آسمان پر اسطرح کرتا ہے:۔

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار — کوئی تلوار بجز ذوالفقار، اور کوئی شجاع سوائے علی کے نہین ہے

واضح ہو کہ جناب امیرالمومنین خیر الوصیین علی مرتضی علیہ السلام نے دین محمدیؐ کو جاری کرنے مین دو طرح

ا۔ امیر کا حمایت نبیؐ کی دینے سے نشر اسلام ہونا

جہاد کیا۔ ایک جہاد بالدعوت اور ایک جہاد بالسیف۔ جہاد بالدعوت وہ ہے کہ مخالفین اسلام کے اعتراضات اور شبہات کو ذریعہ وعظ و نصیحت اور حسن طلاقت لسانی سے اس طرح دُور کئے جائیں کہ ان کے دل اسلام کیطرف مائل ہو جائیں۔ اور یہ جہاد منشا خدا و رسول کے مطابق ہونے کی وجہ سے افضل و اعلے ہے چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کے وعظ کی تاثیر سے اہل یمن مشرف باسلام ہوگئے۔ جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے از انجملہ دو چار روایتیں اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

پہلی

عن البراء بن عازب قال بعث	براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد	جناب رسول اللہ صلعم نے خالد بن ولید کو یمن کیطرف
بن الولید الی الیمن یدعوھم الی الاسلام	بھیجا تاکہ وہان کے باشندون کو اسلام کی طرف
فکنت فیمن سار معہ فاقام علیہ	دعوت کرے۔ مین بھی انہین کے ہمراہ تھا وہ چھ مہینے
ستۃ اشھر لایجیبونہ الی شئ فبعث	تک دعوت اسلام کرتے رہے لیکن ان لوگون نے کوئی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیھم علی	بات قبول نہ کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف
بن ابی طالب فلما وصل الی اوائل	علی بن ابیطالب کو روانہ کیا۔ جب آپ حدود یمن پر
الیمن بلغ الخبر فجمعوا لہ فصلی بنا فلما	پہونچے سب لوگ آپ کی خدمت مین جمع ہو گئے
فرغنا صففنا صفا واحدا ثم تقدم بین	حضرت علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی۔ جب ہم نماز سے
ایدینا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم	فارغ ہوئے تو آپکے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوگئے
قرء علیھم کتاب رسول اللہ صلی اللہ	آپ ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثنا
علیہ وسلم فاسلمت ھمدان کلھا	کے بعد جناب رسول اللہ صلعم کا خط پڑھکر سنایا ہمدان
فی یوم واحد وکتب بذلک الی رسول	کے تمام لوگ ایک ہی دن مین مسلمان ہوگئے یہ خبر
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرء کتابہ	آنحضرت صلعم کے حضور مین لکھ بھیجی گئی تو

خر ساجداً (اخرجا ابو عمرو حافظ ابن عبد البر فی الاستیعاب) آپ سجدۂ شکر بجالائے

(ارجح المطالب ۱۳۳)

دوسری رسالہ موسومہ ذکر مبارک متذکرہ دلیل اول کے صفحہ ۸۹ مین درج ہے کہ :-

"ہجرت کے دسوین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو اسلام کا وعظ کہنے کیلئے یمن کے صوبہ مین بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اے علی! اگر ایک شخص بھی تیرے ہاتھ پر ایمان لائے تو یہ اُن تمام چیزون سے بہتر ہے کہ جن پر سورج نکلتا اور ڈوبتا ہے حضرت علی کے وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ یمن کے ہزارون آدمی ایک ساتھ مسلمان ہو گئے۔

تیسری روضۃ الاحباب مین ہے کہ :-

از علی کرم اللہ وجہہ مروی ست کہ مرا پیغمبر صلعم	حضرت علی سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم
بجانب یمن فرستاد گفتم یا رسول اللہ مرا بدیار جماعتے	نے مجھے یمن بھیجا مین نے عرض کی آپ مجھے
از اہل کتاب میفرستی و حالانکہ من جوانم و علم قضایا	اہل کتاب کی طرف بھیجتے ہین حالانکہ مین جوان
نیکو نمی دانم حضرت دست مبارک را بر سینہ من نہاد	ہون اور علم قضایا اچھی طرح نہین جانتا حضرت
و فرمود اللّٰھم ثبت لسانہ واہد قلبہ و فرمود رودیا تہ	اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہ تعالےٰ
کہ اللہ تعالےٰ قلب ترا کمال بخشد و زبان ترا راست و براستی گرداند	تمہارے دل کو کمال ہدایت بخشے اور تیری زبان کو راست ثابت کرے
علی گوید کہ دیگر ہرگز در ہیچ قضیہ مرا شک واقع نشد	حضرت علی کا بیان ہے کہ پھر مجھے کسی فیصلہ مین شک واقع
لاجرم در علم قضایا چنان ماہر گشتم کہ زبان معجز بیان	نہین ہوا علی الخصوص علم قضایا مین تو مجھ کو یہانتک رفعت
محمدی در وصف او فرمود کہ اقضاکم علی	ہوئی جسکی صفت مین آنحضرت نے فرمایا کہ بہترین فیصلہ کرنیوالا تم مین علی ہے۔
از براء ابن عازب مرویست کہ گفت من در آن	براء ابن عازب سے روایت ہے کہ مین اُس لشکر مین
لشکر ہمراہ علی بودم چون نزدیک باہل یمن رسیدیم	حضرت علی کے ہمراہ تھا جب ہم اہل یمن کے قریب پہونچے

بیرون آمد علی ما را امام شد و نماز گذارد آنگاہ صف لشکرِ خویش بیاراست و در میدان آمد و کتاب رسول اللہ صلعم بر ایشان خواند و ایشان را باسلام دعوت نمود قبیلہ ہمدان از اہل یمن یکبار مسلمان شد علی مکتوبے بہ پیغمبر صلعم نوشت و از اسلام آن قبیلہ آن سرور را اعلام کرد چون حضرت بر مضمون مکتوب علی وقوف یافت خوش وقت شد و سجدہ شکر بجا آورد و آنگاہ سر برداشت و گفت السلام علی ھمدان

تو وہ نکل کر باہر آئے حضرت علیؑ کی امامت کے ساتھ ہمنے نماز ادا کی جب نماز آپ لشکر کی صف بندی کر کے میدان مین تشریف لائے اور اُنپر پیغام رسول خدا کا پہنچایا اور اسلام کی دعوت دی کل قبیلہ ہمدان اہل یمن ایکدفعہ مسلمان ہو گیا حضرت علی نے آنحضرت صلعم کو بذریعہ عریضہ انکے مشرف باسلام ہونے پر اطلاع دی جب آنحضرت صلعم مضمون عریضہ پر مطلع ہوے تو سجدۂ شکر بجا لائے اور سر مبارک سجدے سے اُٹھا کر فرمایا کہ ہمدان پر میرا سلام ہو۔ (جلد اول صفحہ ۴۴ و ۴۵)

غرض بدر۔ اُحد۔ حنین۔ خندق۔ خیبر وغیرہ وغیرہ کونسا جہاد ہے جو بغیر امیر المومنین علیؑ کے فتحیاب ہوا اور وہ کونسا سرّ الٰہی ہے جو اُس محرم اسرار خفی وجلی سے پنہان رہا ~

امین سرِّ الٰہی معین ختم رسُل | شگفتہ گلشن عدل و نہیب واد کا گل
شجاع وہ کہ ہے غزودن کا جسکی ہر مین غل | کہ جس نے کفر کے جلتے چراغ کر دیئے گل

دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اُکھڑ نہ سکے

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرت النبی مین آیۂ شریف

وانذر عشیرتك الاقربین ۔ اپنے خاندان والون کو خدا سے ڈراؤ

کے حال مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا کہ تمام خاندان عبد المطلب جمع کیا گیا۔ حمزہ۔ ابوطالب۔ عباس

سب شریک تھے حضرت نے کھانے کے بعد کھڑے ہوکر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے اس بارگران کے اٹھانے مین کون میرا ساتھ دے گا تمام مجلس مین سناٹا تھا دفعۃ حضرت علی نے اٹھ کر کہا گو مجھ کو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگلین پتلی ہین۔ اور گو مین سب سے نو عمر ہون تاہم آپکا ساتھ دونگا۔ قریش کیلئے یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص "محمد و علی" دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہین حاضرین کو بیساختہ ہنسی آ گئی لیکن آگے چلکر زمانہ نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا (صفحہ ۱۷۵)

جس طرح شیر خدا، شاہ لافتےٰ ہر غزوہ مین ثابت قدم رہے اوسی طرح اصحاب محمد یہین جن کو اشداء علی الکفار بتاتے ہین ہر جنگ سے فرار ہوے اے یارو! ذرا تو خدا لگتی بات کہو کہ اشداء علی الکفار حضرت علی علیہ السلام ہین یا حضرت عمر جن کی کفار پر شدت و صلابت کا اظہار جناب شبلی صاحب نے ان الفاظ مین کیا ہے۔ صحابۂ جبین پر لفظ مومن صادق نہین آتی

"علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کا یہ حال لکھا ہے کہ حضرت عمران لوگون مین تھے جو جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے"۔

پس یہ فرار ان کے عدم ایمان پر شاہد ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے مومن اوسکو بتایا ہے جو خدا و رسول پر صدق دل سے ایمان لائے یعنی اس ایمان مین کبھی کسی طرح کا شک و شبہہ نہ ہو اور خدا کی راہ مین جہاد کرتا ہو ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ:-

انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٓئک ھم الصادقون	یعنی ایسے مومنین جو اللہ و رسول پر ایمان لائے ہین پھر انھون نے شک و شبہہ نہین کیا۔ اور خدا کی راہ مین اپنی جان و مال سے جہاد کیا وہی لوگ سچے (ایمان والے) ہین۔

اب فرمائیے کیا خدائے پاک نے یہ تعریف اُن لوگوں کی کی ہے جو ہمیشہ جہاد سے فرار ہوتے رہے۔ جو عبداللہ بن ابی کے نماز جنازہ پڑھنے اور صلح حدیبیہ میں اپنے پیغمبر کی رسالت و نبوت میں شبہہ عظیم کرتے رہے حالانکہ مجاہدین کو خداوند عالم نے یہان تک تاکید فرمائی ہے کہ

یا ایها الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین	اے ایمان والو جب تم کافرون سے جنگ
کفروا زحفا فلا تولوهم الادبار ؕ ومن	مین آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور جو
یولهم یومئذ دبره الا متحرفا لقتال	جو پیٹھ دکھائے گا سوا اسکے کہ لڑائی کے لئے مڑ
او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من	جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو
الله ومأوٰه جهنم وبئس المصیر	وہ یقینا غضب خدا مین گرفتار ہوگا اور اسکا ٹھکانا
پ ۹ سورہ انفال ع ۲	جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

غرض ان حضرات نے اپنے پیغمبر سے ایسی تعلیم و تلقین حاصل کی کہ ہمیشہ اپنے ایمان مین مذبذبین بین ذلك لا الی هؤلاء ولا الی هولاء ڈانوا ڈول رہے۔ مواعظ و نصائح کا اثر اُن کے دلون پر نقش بر آب کی طرح ہوتا تھا کہ ادھر مجلس وعظ سے اٹھے اور اُدھر اپنے گھرون مین پہونچنے تک سنا سنایا سب بھول جاتے تھے یہ حال آیات محکمات کی دوسری جلد مین لکھا ہے (دیکھو شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین) جو قابل ملاحظہ ہے۔

روایات و اقوال درباره نقص ایمان صحابہ سید بیس

اب ان حضرات کے صدق و ایمان کے بابت مین ایک دو حدیث ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین۔

کنز العمال	عن حذیفة بن الیمان عن	حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے
	ابی بکر عن النبی قال لشرك فیکم	بیان کیا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شرک تم لوگون
	اخفی من دبیب النمل قال ابو بکر	مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے مین نے
	یا رسول الله هل الشرك الا ما عبد	عرض کیا یا رسول اللہ شرک تو یہی ہے کہ غیر خدا کی
	من دون الله او ما دعی مع الله	پرستش کی جائے یا خدا کے ساتھ دوسرا شریک ٹھہرایا جائے

قال ثکلتک امک الشرک فیکم اخفی	آپ نے فرمایا تمہاری مان تمہارے غم مین روئے
من دبیب النمل	شرک تم لوگون مین چیونٹی کی چال سے زیادہ تر
(ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۹)	مخفی ہے۔

اسی طرح جناب رسول مقبول صلعم نے حضرت عائشہ سے یہی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۴ مین ہے :۔

عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ	حضرت عائشہ سے منقول ہے وہ کہتی ہین کہ
یقول لا یذھب اللیل والنہار حتی	سنا مین نے کہ فرمایا رسول اللہ نے دنیا ختم ہوگی جبتک
تعبد اللات والعزی فقلت یا رسول اللہ	کہ تم لات وعزی کو نہ پوجو ام المومنین نے کہا یا رسول اللہ
ان کنت لاظن حین انزل اللہ ھو الذی	جبکہ آیہ ھو الذی ارسل رسولہ الخ نازل فرمائے مین
ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق	گمان تھا کہ جو مشرف باسلام ہوا وہ ضرور رستگار
الی قولہ ولو کرہ المشرکون ان ذلک	ہوگا۔ فرمایا حضرت نے عنقریب میرے کہنے کے موافق
بانہ قال انہ سیکون من ذلک ماشاء	واقع ہوگا پھر اللہ ریح طیبہ کو بھیجے گا پس مرے گا
ثم یبعث اللہ ریحا طیبۃ فتوفی کل	وہ شخص کہ جسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو
من فی قلبہ مثقال من خردل من	اور باقی رہ جائے گا وہ شخص کہ جسمین بالکل خیر نہین پس
ایمان فیبقی من لا خیر فیھم فیرجعون	لوگ لوٹ جاین گے اپنے آبا کے دین
الی دین ابائھم (از جمع الفوائد ج ۲ صفحہ ۴۱۵)	کی طرف۔

اصحاب کا حالت نماز مین مستورات پر نظر ڈالنا

پس یہ شہادتین اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ یہ حضرات صحابہ بظاہر اسلام لائے تھے، یا ان کی جھلک تو ان پر پڑی ہی تھی اب ان صحابہ کی عبادت اور زہد وتقوی کی حالت بھی ملاحظہ فرمایئے کہ ایسے زاہد ومتقی تھے کہ قبل ہجرت عین نماز جماعت مین مستورات کو گھورا کرتے تھے جیسا کہ صاحب جامع الاصول نے محدث ترمذی و امام نسائی

اور محدث طیالسی سعد بن منصور امام احمد۔ ترمذی۔ امام ابو عبد الرحمٰن نسائی ابن ماجہ۔ ابن جریر۔ ابن منذر ابن ابی حاتم۔ ابن خزیمہ۔ ابن مردویہ۔ اور بیہقی سے اور حافظ سیوطی نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہے۔

عن ابن عباس قال کانت امرأة تصلی خلف رسول اللہ حسناء من احسن الناس فکان بعض القوم یتقدم حتی یکون فی الصف الاول لئلا یراہا ویستاخر حتی یکون فی الصف المؤخر فاذا رکع نظر من تحت ابطہ فانزل اللہ تعالی ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین

یعنی ایک زن حسینہ جناب رسول اللہ صلعم کے پیچھے نماز پڑھ رہی تھی کچھ صحابہ اُس کی وجہ سے پہلی صف مین کھڑے ہو گئے تاکہ اُس پر نظر نہ پڑے لیکن بعض صحابہ پچھلی صف مین قصداً کھڑے ہوے اور جب رکوع کرتے تھے تو اُسپر نظر ڈالتے تھے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۱۲۰

صحابہ کا نماز جمعہ مین فرار ہونا

اور نماز جمعہ مین اصحاب کا نماز توڑ کر اشغال دنیا مین مشغول ہونا تو خود کلام مجید سے ثابت ہے چنانچہ علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ مین جمعہ کے دن جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین مع اصحاب نماز پڑھ رہے تھے کہ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر آیا اور لوگون کو خبر کرنے کیلئے دف اور تالیان بجاتا ہوا مسجد سے گذرا اُسکی آواز پر بجز بارہ صحابہ کے سب نماز توڑ کر غلہ خریدنے اور تماشہ دیکھنے چلے گئے جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:۔

واذا رأوا تجارة او لهوا انفضوا اليها وتركوك قائما قل ما عند الله خير من اللهو ومن التجارة والله خير الرازقين

(سورہ جمعہ۔ پ ۲۸)

اور انکی حالت یہ ہے کہ جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشہ ہوتا دیکھین تو اُسکی طرف لوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین اے رسول تم کہدو جو چیز خدا کے ہان ہے وہ تماشہ اور سودے سے کہین بہتر ہے اور خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

شمس العلما مولوی نذیر احمد نے اس آیہ کی یہ تفسیر کی ہے۔

پیغمبر صاحب کے عہد میں ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے مین ملک شام کا ٹانڈا تجارت کا غلہ لیکر آیا اور اُسنے لوگون کو آگاہ کرنے کے لئے نقارہ بجایا جو لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے تھے اس ٹانڈے کی سیر دیکھنے ا۔ کچھ خرید و فروخت کیلئے کھسک گئے۔ صرف بارہ آدمی رہ گئے اُسپر یہ عتاب نازل ہوا (ترجمہ قرآن مجید نذیر احمد صفحہ ۷۰۲)

اور یہی ذکر سب تفسیرون مین ہے۔

واضح ہو کہ مفسرین نے بجاے نماز خطبہ کا لفظ محض صحابہ کی خاطر لکھا ہے ورنہ امام بخاری صاحب نے تو جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نماز پڑھا رہے تھے جیسا کہ اس روایت سے صاف ظاہر ہے:۔

قال بینما نحن نصلی مع النبی صلعم	یعنی جب کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز
اذ اقبلت عیر تحمل طعام فالتفتوا	پڑھ رہے تھے کہ قافلہ تجارت غلہ کا آیا سب لوگ اسکی
الیھا حتی ما بقی مع النبی صلعم الا	طرف دوڑے اور آنحضرت کے پاس سواے بارہ آدمی
اثنا عشر رجلا واذا رأوا تجارۃ او لھوا انفضوا	کے کوئی نہین رہا اُسپر یہ آیت نازل ہوئی واذا
الیھا وترکوک قائما	رأوا تجارۃ تا آخر

اگرچہ بارہ اصحاب کا نماز مین حاضر رہنا بتلایا ہے مگر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ

لم یبق مع النبی صلعم الا رجلان	یعنی رسول اللہ کے ساتھ صحابہ مین سے صرف
وامرأۃ۔	دو مرد اور ایک عورت نماز مین باقی رہ گئے تھے۔

الحاصل جو لوگ نماز چھوڑ کر چلے گئے یہ وہی اصحاب ہون گے جن کا پیشہ تجارت تھا جیسا کہ کتب اہلسنت مین حضرت ابوبکر کا واسطے تجارت غلہ کے ملک شام مین جانا اور حضرت عمر کا خرید و فروخت

کے لئے بازار مین گشت لگانا اور اسوجہ سے قرآن واحادیث سے بیخبر رہنا درج ہے

اور سنیے کہ جناب شاہ صاحب صحابہ کے اس فعل کی یہ توجیہ کرتے ہین کہ قحط کے دن تھے اس لئے اصحاب مضطربانہ خطبہ چھوڑ کر سودا خریدنے کو چلے گئے اور اصحاب سے ایسے فعل کا سرزد ہونا کچھ بعید نہین ہے جب کہ خود انبیا و مرسلین سے ایسی ہی یہ امور سرزد ہوے ہین اور اُنپر خدا نے عتاب شدید کیا ہے. ہم اس عبارت کی نقل تحفہ سے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے :-

این قصہ در ابتداے زمان ہجرت واقع شد و هنوز از آداب شریعت واقف نشده بودند و ایام قحط بود و رغبت مردم بخرید غلہ زیادہ از حد می داشتند کہ اگر کاروان بگذرد و باز نرخ گران خواہد شد باین جہات اضطرار از مسجد برآمدند و صدور زلت از صحابہ و متقیان چہ بعید ست جاییکہ از انبیا و رسل زلات صادر شدہ باشد و برآنہا عتاب شدید از حضور الٰہی رسیدہ باشد۔ (از تحفۂ اثنا عشری صفحہ ٣٤٢)

یہ قصہ ہجرت کے ابتداے زمانہ کا ہے جو وقت تک آداب شریعت سے لوگ واقف نہ تھے اور قحط کے دن تھے اس وجہ سے لوگون کو غلہ خریدنے کی طرف رغبت زیادہ تھی اور جانتے تھے کہ اگر کاروان نکل گیا تو نرخ گران ہوجائے گا ان وجوہ سے مضطربانہ مسجد سے نکل کر چلے گئے اور صحابہ اور متقیون سے اس قسم کی لغزشین صادر ہونا بعید نہین ہے جبکہ انبیا اور مرسلین سے بھی صادر ہوئی ہین اور خدا کی طرف سے انپر عتاب شدید نازل ہوا ہے

خیر شاہ صاحب اپنے صحابہ کی خاطر انبیا و مرسلین پر جو چاہین اتہام رکھین خدا کا عتاب و عذاب بھی انبیا علیہم السلام پر اور خوشنودی و رضامندی خدا اصحابہ کے لئے تجویز کرین مگر صحابہ کے فرار سے تو تو انکار نہین ہے اور ہمارا مطلب اسی سے حاصل ہے اس لئے کہ وہ لوگ زمرۂ مومنین مین شمار نہین کئے جاسکتے جو لہو ولعب اور مال ومنال کے پیچھے نماز اور عبادت الٰہی ترک کردین جیسا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے :-

یاایھا الذین آمنوا لاتلھکم اموالکم — اے ایمان والو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا مال

واولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک — اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے تم کو غافل کر دے

فاولئک ھم الخاسرون (سورہ منافقون ع۲) — اور جو ایسا کرے گا وہی لوگ گھاٹے میں ہیں

اور یہ تو خود حضرت عمرؓ نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ حالت نماز میں میرا خیال لشکر کے انتظام میں رہتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

حضرت عمرؓ حالت نماز میں انتظام ملک سوچتے تھے

قال عمر انی لاجھز جیشی وانا فی الصلوٰۃ

چنانچہ شبلی صاحب نے بھی الفاروق میں منجملہ اور اوصاف کے یہ صفت بھی لکھی ہے کہ:-

"یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ حضرت عمر سے پہلے جن مضامین پر لوگ خطبے دیتے تھے وہ پند و موعظت فخر و ادعا قدرتی واقعات کا بیان رنج و خوشی کا اظہار ہوتا تھا ملکی پر پیچ معاملات خطبے میں نہیں ادا ہو سکتے تھے حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جس نے پولیٹکل خطبے دیئے (الفاروق ص۲۱)

اس سے ظاہر ہے کہ جو مقام وحی خدا کی تفسیر کا تھا وہ اور کچھ قرار دیا گیا۔ پس یہ روایتیں اصحاب کی دنیا طلبی پر شاہد ہیں حالانکہ اللہ جل شانہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جا بجا دنیا کی مذمت کی ہے جیسا کہ فرماتا ہے:-

ولاتمدن عینیک الی مامتعنا — اور زندگانی دنیا کی جن چیزوں سے ہم نے

بہ ازواجا منھم زھرۃ الحیٰوۃ — کفار کے مختلف گروہ کو اس غرض سے نفع پہونچایا ہے

الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک — کہ ہم ان کی آزمائش کریں تم اے رسول انکی طرف

خیر وابقی — آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا اور تمہارے پروردگار کا

(پارہ ۱۶ - سورہ طٰہٰ ع۸) — عطیہ سب سے اچھا اور پائدار ہے۔

لیکن ان اصحاب کے زہد و تقویٰ اور عبادت و اطاعت میں خضوع و خشوع کی یہ حالت تھی جس کو

کسی شاعر نے اس طرح نظم کیا ہے رباعی

آنکہ بالقلب باخدا باشد　　　از سوی اللہ نہ آشنا باشد

ہرکہ بالملک و زر ہوس دارد　　　بالیقین از خدا جدا باشد

حالانکہ مومن وہ ہے جو جہاد فی سبیل اللہ مین ثابت قدم رہے نماز رجوع قلب کے ساتھ یعنی خضوع وخشوع سے ادا کرے جیساکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قد افلح المؤمنون الذین ھم　　　بیشک ان مومنین نے فلاح پائی جو اپنی

فی صلاتھم خاشعون۔ والذین ھم　　　نمازون مین خشوع کرنے والے ہین اور جو بیہودہ باتون

عن اللغو معرضون (سورہ مومنون پ۱۸)　　　سے منہ پھرانے والے ہین۔

تفسیر قمی مین ہے کہ:۔

"تمھارا خشوع نماز مین یہ ہے کہ سب باتون سے آنکھ بند کرلو اور پوری توجہ افعال نماز کیطرف رکھو جس وقت تم نماز شروع کرو تو تم کو پورے خضوع وخشوع سے ختم کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو نماز مین داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کے دل مین خشوع ہوتا تو جوارح پر بھی اسکا اثر ہوتا۔

جناب امیرؑ کی نماز میں محویت

اے بھائیو! اب تمھین انصاف کرو کہ آیہ شریفہ متذکرہ بالا کے مصداق وہ اصحاب ہین جو نماز جمعہ مین مال دنیا کے لئے دوڑ پڑے یا یہ کہ وہ خاصان خدا ہین جن کی نسبت صاحب وما ینطق الھوی ارشاد فرمائین کہ اے لوگو! علیؑ کے پیر سے اسوقت تیر نکالنا کہ وہ جب نماز مین مشغول ہوجائین جیساکہ ثقاقب نعمانیہ مین ہے۔

ان علی بن ابی طالب ضرب فی بعض　　　کسی جنگ مین حضرت علی علیہ السلام کے

الغزوات بسھم فبقی نصلہ فی بدنہ　　　ایسا تیر لگا کہ اس کی پیکان آپکے بدن مبارک مین رہ گئی

فحز عنہ. فصد اخرجہ فصبروا — جب سینے تالے کا قصد کیا تو آپ بہت بیقرار ہوئے جب

حتی اشتغل فی الصلوۃ فاخرجوہ و — یہ حالت دیکھی تو اپنے قصد سے باز رہے پس جب حضرت نماز

لم یحس بذلک۔ — مین مشغول ہوئے تو موقع پا کر آپکے جسم مبارک سے اُس پیکان کو

نکال لیا اور آنجناب کو متعلق خبر نہوئی۔ (سقالق نمانیہ)

مادہ اسکے صد ہا روایتیں اسی قسم کی کتب اہلسنت مین درج ہین۔ صد حیف کہ جن اصحاب کے زہد

و تقویٰ اور ایمان و اسلام کا یہ رنگ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ تو فلک اسلام کے مہر و ماہ ٹھہرائے جائین اور جو

بستی ایسی افضل ہو جس کی شان مین اللہ جل شانہ

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات — جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

اولئک ھم خیر البریہ (پ ۳۰) — وہی بہترین خلائق ہیں

اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

انا مدینۃ العلم و علی بابھا — مین علم کا شہر ہون اور علی اُس شہر کا دروازہ ہین

ارشاد فرمائین اُس بزرگوار سے جو احادیث وارد ہون اہلسنت بغیر تائید دیگر اصحاب کے اُنپر اعتبار نہ کرین

فاعتبروا یا اولی الابصار

واضح ہو کہ اصحاب جس طرح احکام دین و شریعت سے ناواقف تھے اسی طرح آداب رسالت سے بھی بیخبر تھے [illegible]

چنانچہ جب آنحضرت صلعم کی خدمت مین آتے تھے تو جہلا کی طرح حجرے کے باہر ہی سے آنحضرت صلعم کو آواز دیکر

پکارتے تھے جسپر یہ آیت نازل ہوئی:۔

ان الذین ینادونک من وراء — اے رسول جو لوگ تم کو حجرون کے باہر سے آواز

الحجرات اکثرھم لا یعقلون — دیتے ہین اُن مین اکثر بے عقل ہین۔

اسی طرح آنحضرت سے گفتگو مین بھی ادب و لحاظ بالائے طاق رکھتے تھے جسپر آیہ کریمہ

یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا	اے ایمان لانے والو مت بلند کرو اپنی آوازوں کو
اصواتکم فوق صوت النبی الخ	نبی کی آواز پر الخ

شاہد ہے جو مسئلہ فضیلت صحابہ کے ذکر میں درج ہے۔ اس جگہ ہم ایک روایت اس آیہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں جسکے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ آیہ مذکورہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ابن منذر سے و ابن مردویہ نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ ایکدفعہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے تو حضرت ابوبکر نے آنحضرت سے کہا کہ ان لوگون کا حاکم قعقاع بن معبد کو بنائیے اسپر حضرت عمر بولے اسکو نہین بلکہ اقرع بن حابس کو انکا امیر کیا جائے یہ سنکر حضرت ابوبکر نے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو حضرت عمر نے کہا مجھے تمھاری مخالفت منظور نہین ہے ان باتون مین جب دونون کی آوازین بلند ہونے لگین تب اللہ جل شانہ نے انکی تنبیہ کیلئے یہ آیت نازل فرمائی۔

(ملاحظہ ہو تفسیر در منثور جلد ششم صفحہ ۸۳)

اسی طرح نسائی و ترمذی و بخاری مین ہے۔

فقال ابوبکر لعمر ما اردت	ابوبکر نے عمر سے کہا تم تو میری مخالفت کرتے ہو
الا خلافی قال ما اردت خلافک	انھون نے کہا کہ مین نے آپکے خلاف نہین کیا۔
فارتفعت اصواتھما فی ذلک فانزل	پس دونون کی آوازین بلند ہوئین اللہ جل شانہ نے
اللہ تعالی یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا	یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو اپنی آواز
اصواتکم فوق صوت النبی (بخاری ۱۲۰)	نبی کی آواز سے مت بلند کرو۔

(منقول از معیار العقائد صفحہ ۱۶۱)

مگر اس تاکیدی اور امتناعی حکم پر بھی اپنے پیغمبر سے بے ادبانہ اور گستاخانہ کلام اور شور و غل ہی کرتے رہے جسپر وقت وصیت ھذا الرجل لیھجر کہنا اور حضرت کا فرمانا کہ

"اٹھ جاؤ میرے پاس سے خدا کے رسول کے سامنے شور و غل اور لڑائی جھگڑا جائز نہین ہے"

شاہد ہے۔ غرض ہتیرے خدا کے خالص مخلص بندے ایسے تھے جو اعلاے کلمۃ اللہ کے ساتھ اپنے پیغمبر کی یاری و مددگاری مین سرگرم رہے اور راہِ خدا مین اپنی جانین نثار کر گئے جو زندہ رہے وہ حسب وصیت رسول قرآن اور آل رسول سے متمسک رہے اور باایمان اس جہان فانی سے اُٹھ گئے اور لقد رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی رہنے کی بشارت حاصل کر کے روضۂ جنان مین داخل ہو گئے۔ ہر چند کہ اصحاب مدوحین اہلسنت آنحضرت صلعم کے ساتھ برابر بظاہر نمازون اور جہادون مین شریک رہے اور سفر و حضر مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب اور ہمیشہ وعظ و نصیحت سنتے رہے۔ مگر بقول امام غزالی صاحب بعد رحلت آنحضرت صلعم اپنی حالت اصلی پر عود کر گئے اور جیسے رسول اللہ صلعم کے پہلے مخالف تھے بفحواے آیۂ شریفہ

فَنَبَذُوْهُ وراءظهورهم	پھر انھون نے اُس عہد خدا کو پس پشت ڈالا
واشتروابه ثمنا قليلا فبئس	اور اُسکے بدلہ مین تھوڑی سی قیمت حاصل کری پس یہ
مايشترون (پ س آل عمران ۱۹)	کیا بُرا (سودا ہے) جو یہ لوگ خرید رہے ہین۔

پھر مخالف ہو گئے ؎

ہزارون عاشق لگا کے پڑے ہولے دنیا سے ہو گئے پار
مگر یہ کشتی ہے بیوفا کی ہنوز لنگر لٹک رہا ہے

فائدہ

اے یارو تمکو تو اسلام کا نام لینا اور پیغمبر صاحب کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی نہ کرنا چاہیے اگر پیغمبر صاحب کے ایمان لانے والون مین سے سو دو سو ہزار یا نسو کو تم کافر کہتے یا اُن لوگون کو جو بعد غلبہ اسلام مسلمان ہوے منافق جانتے تو بھی صبر آتا مگر افسوس تو اِس بات پر آتا ہے کہ تم اُنھین کو منافق بتاتے ہو جنھون نے خدا کے دین کو جاری کیا اور ان ہزارون لاکھون آدمیون سے جو حضرت پر ایمان لائے سوائے چار چھ شخصون کے کسی کو اچھا نہین سمجھتے بھلا کیون کر ایسے عقیدے پر تعجب نہ آئے اور کیونکر تمھاری اِس گمراہی پر افسوس نہ ہو۔

اقول

۱۱ شیعہ چار چھہ چند اصحاب کو اسلیئے زیادہ اچھا سمجھتے ہین کہ بعد وصی رسول مقبول صلعم کل صحابہ کبار مین ہی افضل تھے جن کی فضیلت مین مخصوص آیات و احادیث نبوی وارد ہین جو جلد دوم مین ناظرین کے ملاحظہ سے گذرینگے چونکہ وجہ اونکی محبت کے سبب خدا و رسول ان بزرگون کی تھی اصحاب ممدوحین ان سے کدورت و عناد رکھتے تھے سبب انخصیص حضرت عثمان غنی نے بخلافت بار امرت پر ان بزرگون کے ساتھ طرح طرح کے ظلم و ستم و جور کیے کہ کسی کو شتر بے کجاوہ پر سوار کرا کے شہر بدر کیا کسی کو اپنے غلامون سے پٹوایا کسی کا حق تلف کیا۔ لہذا اصحاب اہلسنت کی نگاہون مین بھی کھٹکتے ہین جیسا کہ جناب شاہ صاحب ان بزرگون کی شان مین فرماتے ہین کہ (خوشتے کہ بسزاے خود رسیدند) اور ان کے دیگر اصحاب جو صدق دل سے ایمان لائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت کے موافق کتاب خدا اور عترت رسول خدا کا ساتھ دیکر با ایمان اٹھ گئے امامیہ انکی بزرگیون اور فضیلتون کی دل سے معتقد ہین جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے

سلام انپہ جو ان کے اصحاب ہین ۔۔۔ وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا ان سے راضی رسول ان سے خوش ۔۔۔ علی ان سے راضی بتول ان سے خوش

پس خداے پاک نے جو تعریفین اصحاب کی اپنے کلام پاک مین کی ہین اور اپنی خوشنودی و مغفرت کی بشارت دی ہے وہ اصحاب مومنین کی شان مین ہین نہ کہ منافقین کی جن کی مذمت مین ربع قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔

اے بھائیو! آپ صاحبون کو البتہ اسلام کا نام لینا اور پیغمبر خدا صلعم کی نبوت کا اقرار ظاہری بھی ترک کرنا چاہیئے کاش اگر پیغمبر خدا صلعم کے اصحاب مین سے آپ کسی اور کو اچھا سمجھتے تب بھی صبر آتا مگر افسوس تو اس بات پر آتا ہے کہ جنھون نے اپنے پیغمبر کے حکم کو ہذیان سمجھا جنھون نے حرص دنیا کے پیچھے اپنے پیغمبر کی نماز جنازہ تک

نہ پڑھی۔ جنھون نے آل رسول کے حقوق برباد کیے اور اُن کو تباہ و تاراج کیا۔ تم انھین حضرات کو کل اُمت سے مرتبہ مین اعلیٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین بہتر و کامل سمجھتے ہو اور فلک اسلام کا مہر و ماہ بتاتے ہو اور باوجودیکہ تم جانتے ہو کہ اصحاب نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کی اور اور یہ مخالفت کفر ہے مگر تم ان کی محبت مین آیہ کریمہ۔

الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و	کیا وہ لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ جس شخص نے خدا
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا	اور رسول کی مخالفت کی تو اسمین شک نہین کہ اسکے لئے
ذلک الخزی العظیم	جہنم کی آگ تیار رکھی ہے جسمین وہ ہمیشہ جلتا بھنتا
(سورۂ توبہ رکوع ۱۰)	رہیگا۔ یہی تو بڑی رسوائی ہے۔

کو پس پشت ڈالتے ہو۔ اُن کی خاطر ان کلمات سے زسد ہزار آفرین و تحسین بر وقت نظر عمر است اگر آنحضرت درین حالت چیزے جدید کہ سابق در کتاب و شریعت نیامدہ بنویساند موجب تکذیب آیہ الیوم اکملت لکم دینکم خواہد بود" رسالت و نبوت پر داغ لگاتے ہو پھر بھلا کیونکر تمھارے اس عقیدے پر تعجب اور کیونکر آپ کی اس فہم و فراست اور ایمان و اسلام کے دعوے پر تاسف نہو قولہ تعالی

ومن یعش عن ذکر الرحمان	اور جو شخص خدائے رحمن کی نصیحت سے آنکھین
نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین و	بند کریگا ہم اُن کیلئے شیطان مقرر کر دینگے پس وہی
انھم لیصدونھم عن السبیل	اُنکا ساتھی رہیگا اور یقیناً وہی شیاطین تو راہ راست سے
ویحسبون انھم مھتدون	روکتے رہینگے اور وہ لوگ یہ گمان کرتے رہین گے
(پ ۲۵ سورۂ الزخرف ع ۳)	کہ ہم ہدایت یافتہ ہین۔

فائدہ

چوتھی دلیل

ہم لوگ کیا شیعہ کیا سُنی پیغمبر صاحب کی زیارت کو افضل ترین سعادات اور بہترین قربات سے سمجھتے ہین اور چونکہ اب زمانہ آپ کی حیات کا نہین ہے اِس لئے آپ کی قبر مبارک دیکھنے اور آپکے روضہ اور کی خاک آنکھون سے لگانے کو غنیمت جانتے ہین اور اُس کو بہترین عبادت سمجھتے ہین اگر کوئی شخص خواب مین آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے تو وہ بڑے بزرگون مین شمار کیا جاتا ہے اور درحقیقت جبتک نہایت نیک و پرہیزگار نہو وہ خواب مین بھی آپ کی زیارت سے مشرف نہین ہو سکتا۔ پس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم اُن لوگون کی بزرگی اور فضیلت کا کچھ بھی اعتقاد نہ کرین جو برسون حضرت کی زیارت کرتے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت آپکے دیدار سے مشرف اور ہمکلام ہوتے رہے

دلیل
صحابہ آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوتے ہے

اقول

شاہ عبدالحق کا بھی یہی قول ہے

جس طرح آپ نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے شرف سے اصحاب کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ اسی طرح دیگر علماء اہلسنت بھی نغمہ سرا ہین جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر فرماتے ہین :۔

وخود کدام دلیل بر فضیلت صحابہ واضح تر ازین باشد کہ بیواسطہ جمال مصطفے را دیدہ و او را صحبت داشتہ و دین و قرآن از زبان وے شنیدہ و باوجود ہیچ فضل و ہیچ کراماتے بفضیلت نظر بر جمال مصطفے صلعم نرسد (مدارج النبوۃ)	اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل فضائل صحابہ کی فضیلت مین کیا ہوسکتی ہے کہ بلا واسطہ انھون نے آنحضرت کا جمال پاک دیکھا اور آپ کی صحبت مین رہے اور دین و قرآن زبان مبارک سے سُنا پس آنحضرت کے جمال پر نظر کرنا ہی ایسا شرف ہے جس کو کوئی مرتبہ اور درجہ نہین پہونچتا

لیکن باوجود چند اس دلیل سے نہ تو اصحاب ثلثہ رض کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہے نہ افضلیت۔

اوّل اگر شرف زیارت ہی افضل ترین سعادت اور بہترین تقربات سے ہے تو اس فضیلت مین جمیع اصحاب اور اُن کے ساتھ منافقین بھی شامل ہین اس صورت مین اہل سنت صحابہ ثلثہ رض ہی کو کس لئے تمام اصحاب سے مرتبہ مین اعلے اور افضل سمجھتے ہین۔

جنہوں نے بغیر دیکھے ایمان لائے وہ اصحاب سے افضل ہین۔

دوسری اگرچہ شرف زیارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علماء اہلسنت صحابہ کو افضل ٹھہراتے ہین لیکن خود ہی اس شرف سے اپنے اصحاب ممدوحین پر اُن لوگون کو فضیلت دیتے ہین جو آنحضرت پر بغیر دیکھے ایمان لائے تھے چنانچہ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد اول صفحہ ۲۰ مین ہے :۔

پہلی اخرج البزار وابو یعلی والذہبی فی فضل العلم والحاکم وصححہ عن عمر — بزار اور ذہبی بسند صحیح عمر رض

بن الخطاب قال كنت جالسا مع النبي فقال انبئوني بافضل اهل الايمان ايمانا قالوا يا رسول الله الملئكة قال هم كذلك ويحق لهم وما يمنعهم وقد انزلهم الله المنزلة التي انزلهم بها قالوا يا رسول الله الانبياء الذي اكرمهم الله برسالاته والنبوة قال هم كذلك ويحق لهم وما يمنعهم وقد انزلهم الله المنزلة التي انزلهم بها قالوا يا رسول الله الشهداء الذين استشهدوا مع الانبياء قال هم كذلك ويحق لهم وما يمنعهم وقد اكرمهم الله بالشهادة مع الانبياء بل غيرهم قالوا فمن يا رسول الله قال اقوام في اصلاب الرجال ياتون من بعدي يؤمنون بي ولم يروني ويصدقوني ولم يروني يجدون الورق المعلق فيعملون بما فيه فهؤلاء افضل اهل الايمان ايمانا

ابن الخطاب سے روایت کرتے ہین کہ مین ایک روز حضرت کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت نے اصحاب سے پوچھا سب سے بڑھ کر افضل ایمان مین کون ہے لوگون نے بہ ترتیب ملائکہ انبیا وشہداء کے نام لئے آنحضرتؐ نے فرمایا وہ کیون ایمان نہ لائین حالانکہ وہ سب باتین خود مشاہدہ کرتے ہین اور خدا نے ان کو یہ مدارج دیے ہین سب نے عرض کیا پھر آپ ہی فرمائین حضرت نے فرمایا وہ لوگ جو کہ اصلاب الرجال مین ہین ابھی پیدا نہین ہوے ہمارے بعد آئین گے اور ہم پر بے دیکھے ایمان لائین گے۔ وہ ایک ورق لٹکا ہوا پائین گے۔ اور جو کچھ اوس مین ہوگا اُس پر عمل کرین گے پس یہ لوگ بلحاظ ایمان کل اہل ایمان سے افضل ہین۔

یہی دوسری روایت مین ہے کہ جب صحابہ نے اپنی افضیلت کا دعوی کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

الا ان اعجب الخلق الى ايمانا يكونون — سب سے زیادہ تعجب خیز ایمان اُن لوگون کا ہے

من بعد کم یجدون صحیفا فیھا کتاب — جو ہمارے بعد پیدا ہون گے وہ ایک صحیفہ پائینگے

یومنون بما فیہ — اور اُسکے لکھے ہوئے پر ایمان لائین گے

تیسری روایت طبرانی کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر زیارت ایمان لانے والون کو اپنا بھائی فرمایا ہے:۔

اعجب الناس ایمانا قوم یجیئون — تعجب خیز ایمان اُن لوگون کا ہے جو ہمارے بعد

بعدی یومنون بی ولم یرونی ویصدقونی — ہون گے وہ بغیر ہم کو دیکھے ایمان لائین گے اور ہماری

ولم یرونی اولٓئک اخوانی (رواہ ایضاً) — تصدیق کرینگے اور وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے

چوتھی روایت اسماعیلی کی ہے جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

اولٓئک اخوانی وانتم اصحابی (ایضاً) — وہ لوگ ہمارے بھائی ہونگے اور تم ہمارے صحابہ

پانچوین روایت ابن شیبہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یالیتنی قد لقد لقیت اخوانی — کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے

چھٹے ابن عساکر سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ

انتم اصحابی واخوانی قوم یاتون — تم ہمارے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی۔ وہ

من بعدی یومنون بی ولم یرونی ثم — قوم ہین جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائین گے پھر

قرء الذین یومنون بالغیب ویقیمون — آیۂ "یومنون بالغیب" الخ کی تلاوت

الصلوٰۃ الخ — فرمائی۔

ساتوین یہ حدیث صواعق محرقہ کی صفحہ ۱۲۸ سے پیش کی جاتی ہے جو خاص افضل اصحابہ سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے:۔

واخرج الانصاری عن انس ان رسول اللہ صلعم — انس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے

رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ ہین جو بغیر دیکھے ایمان لائینگے

قال یا ابا بکر لیت انی لقیت اخوانی	حضرت ابی بکرؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کاش کہ مین اپنے
فقال ابوبکر یارسول اللہ صلعم نحن	بھائیون سے ملاقات کرتا ابوبکرؓ نے کہا ہم لوگ ہی تو
اخوانک قال لا انتم صحابی اخوانی	آپ کے بھائی ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا نہین تم لوگ
الذین لم یرونی وصدقونی واحبونی	بھائی نہین ہو بلکہ اصحاب ہو ہمارے بھائی وہ لوگ
حتی لانی احب الی احدھم من ولدہ	ہونگے جو بے دیکھے ہم پر ایمان لائینگے اور تصدیق کرینگے
ووالدیہ قالوا یارسول اللہ نحن	اور ہماری محبت اُن کے دلون مین اولاد اور والدین سے
اخوانک قال لا انتم صحابی	زیادہ ہوگی پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ
	تو آپکے بھائی ہین فرمایا نہین تم اصحاب ہو

اگرچہ اہلسنت نے جو اپنے حسن عقیدت باطلہ سے اپنے اصحاب کو فضیلت دے رکھی ہے وہ ان روایتون سے ہوا ہوگئی لیکن بقول شاعر ؎

کیا لطف، جو غیر پردہ کھولے   جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اِس فضیلت کو جس پر جناب محدث دہلوی ان الفاظ مین :-

" ہیچ فضل و ہیچ کرامتے بفضیلت نظر بر جمال مصطفےٰ صلعم نرسد "

ناز فرماتے ہین خود ان ہی کے قول مندرجہ مدارج النبوۃ سے ہبا منثا کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ:-

در حدیث آمدہ کہ پرسیدند یا رسول اللہ	اصحاب نے رسول اللہ سے پوچھا کہ ہم سے جو آپ پر
ہیچ کے از ما کہ بتو ایمان آوردیم و ہمراہ تو جہاد کردیم	ایمان لائے اور آپکے ساتھ جہاد کرتے رہے کوئی اور
بہتر از ما باشد رسول اللہ فرمود نعم قومیکہ بعد از	بہتر و برتر ہے حضرت نے فرمایا ہان وہ لوگ تم سے بہتر ہین
شما بیایند و نادیدہ بمن ایمان آرند بہتر از شما باشند	جو کہ بعد تمہارے آئینگے اور بغیر دیکھے ایمان لائینگے۔
بعض مفسرین یومنون بالغیب را ہم بدین معنی تفسیر کنند	بعض مفسرین نے یومنون بالغیب کی یہی تفسیر کی ہے۔

اسماء بنت عمیس کو حضرت عمر پر فضیلت

اصحاب ثلثہؓ کی عدم فضیلت پر وہ روایت بھی شاہد ہے جو اسی معنی مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے

" ایک دن اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ ام المومنین حضرت حفصہ رضؓ سے ملنے آئین۔ اسماء نے حضرت جعفرؓ کے ہمراہ حبش کو ہجرت کی تھی اُسوقت حضرت عمرؓ بھی وہان موجود تھے اور حضرت حفصہ سے پوچھا یہ عورت کون ہے اُنھون نے کہا اسماء بنت عمیس ہے یہ سنکر حضرت عمرؓ بولے زن حبشیہ یہی ہے۔ یہ کہہ کر اسماء سے فرمایا ہم کو ہجرت مین تم پر فضیلت ہے اسماء نے جواب دیا کیونکر ہم سے افضل ہو سکتے ہو اس لئے کہ ہم نے بحر نجاشی کے کفار حبش کے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھائی ہین اور تم یہان امن و امان مین رہے یہ کہکر اسماء پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور ان باتون کا تذکرہ کیا۔ آنحضرتؐ نے سنکر فرمایا کہ تم پر عمرؓ اور اُنکے اصحاب کو میرے پاس ہرگز مرتبہ نہین ہے۔ ان کو ایک ہجرت ہے مکہ سے مدینہ اور تم کو دو ہجرت ہین ایک مکہ سے حبش اور دوسرے حبش سے مدینہ (جلد دوم صفحہ ۲۰۵)

سبحان اللہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اصحاب پر ان لوگون کو جو نادیدہ ایمان لائینگے مرتبہ دین۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہوکر فرمائین کہ تم لوگ تو میرے اصحاب ہو بھائی نہین ہو میرے بھائی وہ لوگ ہین جو بغیر دیکھے مجھپر ایمان لائین گے اور میری رسالت و نبوت کی تصدیق کرینگے اور مجھ کو اپنے والدین سے بڑھ کر عزیز رکھین گے۔

بخلاف اسکے اہلسنت اپنے اصحاب کو فضیلت دین۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حضرت ابوبکرؓ آنحضرتؐ کا حلیہ مبارک نہ بتاسکے

کلام مین تحریف کرکے اپنے مذہب کا رنگ جمائین۔ کیا خوب! ہر چند کہ اہلسنت اصحاب کو زیارت کے شرف سے فضیلت دیتے ہین مگر افسوس کہ ان کے اصحاب اس شرف مین بھی پورے نہ اُترے کہ باوجود شرف زیارت و قربت رسول ان حضرات کو اپنے پیغمبر کا حلیہ مبارک بھی معلوم نہ تھا۔ جیسا کہ ذخائر العقبیٰ مین ہے:-

عن ابن عمر قال ان الیهود   حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ یہود

جاؤا الی ابی بکر فقالوا صف لنا صاحبک — حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے رسول کا حلیہ
فقال یا معشر الیہود لقد کنت معہ فی — بیان کرو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے گروہ یہود اگرچہ
الغار کاصبعی ھاتین ولقد صعدت معہ — بیشک مین غار مین حضرت سے مثل دو انگلیون کے متصل رہا
جبل حراء وان خنصری لفی خنصرہ و — اور مین اُنکے ساتھ کوہ حرا پر بھی چڑھا کہ میری چھوٹی انگلی
لکن الحدیث عنہ شدید وھذا — آپ کی چھوٹی انگلی مین تھی مگر حضرت رسول اللہ کا حلیہ
علی ابن ابی طالب فاتوا علیا فقالوا — بیان کرنا مشکل ہے یہ علیؓ موجود ہین اُنسے پوچھو وہ لوگ
یا ابا الحسن صف لنا ابن عمک — حضرت علیؓ کے پاس آئے کہا کہ اپنے بھائی کا حلیہ بیان کرو
فوصفہ لھم — اُنھون نے بیان کردیا۔

الحاصل خداے پاک کے نزدیک وہی لوگ افضل واعلےٰ ہین جو سب مین زیادہ زاہد وابرار ہون جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم — بیشک نہین کہ خدا کے نزدیک تم سب مین بڑا عزت والا وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہو

اور یہ جامہ خیاط ازل نے آل رسول ہی کے اجسام پاک پر روز ازل سے قطع کیا تھا۔ اصحاب مدوحین کو تو اسکی ہوا بھی نہین لگی تھی لہذا اُن کو نہ تو قربت اور صحبت نبوی سے کچھ فضیلت حاصل ہوسکتی ہے نہ جمال مصطفوی کی زیارت سے سعادت ومنزلت ؎

ہر کہ او روے بہ بہبود نداشت — دیدن روے نبیؐ سود نداشت

خار گل کے پہلو مین رہتا ہے مگر باوجود قربت وصحبت پھر بھی خار کا خار ہی رہا۔ گل کی صحبت سے اُسکو کچھ بھی توقیر نہ ملی کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

ہر آب جہان مین آبِ حیوان نہ ہوا — بیشک خر عیسےٰ کبھی انسان نہ ہوا
نااہل جو نیکون مین رہے کیا حاصل — دیکھو کہ ابوجہل مسلمان نہ ہوا

فائدہ

قولہ
صحابہ رضی اللہ عنہم
کی غم وخوشی مین
شریک ہے اور اعلاء
کلمۃ اللہ مین
معین

اور نہ صرف صحبت اور زیارت پائی سعادت پائی بلکہ حضرت کے غم و خوشی مین شریک رہے اور آپکی یاری و مددگاری اعلاء کلمۃ اللہ مین کرتے رہے ؎

از وطنہا مہاجرت کردند ۔۔۔ بر المہا مصابرت کردند
در سفر ہمرکاب او بودند ۔۔۔ در حضر ہم خطاب او بودند
ہمہ آثار وحی دیدہ ازو ۔۔۔ ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو
با نبی در شدائد و اہوال ۔۔۔ بذل ارواح کردہ و اموال
پایۂ دین بلند از ایشان شد ۔۔۔ کار شرع ارجمند از ایشان شد
رضی اللہ عنہم از سوے حق ۔۔۔ بہر ایشان بشارت مطلق

غرضکہ صرف زیارت اور صحبت ہی حضرت سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کی ایسی فضیلت ہے کہ کوئی بزرگی اس کو نہین پاتی نہ کہ جب اسکے ساتھ اور فضائل ذاتی بھی صحابہ مین موجود ہون تو انکے مراتب اور مدارج کی کیا انتہا ہو سکتی ہے ۔

اقول

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے تو ان کو کچھ فضیلت حاصل نہین ہوئی۔ ہان اہلسنت اپنی طرف سے دے رہے ہین اور یہ صریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کچھ اپنے پیغمبر کی رفاقت وحمایت ان رفقا نے کی ہے وہ ظاہر ہے عیان راچہ بیان، جس کا کچھ ذکر پچھلے صفحات مین آچکا ہے کہ وقت نصرت ؎

گر کس نہ بدزان دلیران بجا | رسول خدا ماند وشیر خدا
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند | علیؑ ماند یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ زید و چہ عمر و ولید | شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بطول | نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسول

یہی حال خدا کی راہ مین ایذائین اُٹھانے اور ہجرت کرنے کا ہے جیسا کہ حسب بیان مفسرین و محدثین و مورخین و مجتہدین اہلسنت اور حضرت اسمٰعیل بخاری شعب ابو طالب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین سال تک تکلیفین اُٹھانا اور ان رفقا کا اپنی قوم مین امن وامان سے رہنا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ وہ اور ہی جان نثار تھے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ مین مشرکین وکفار کے خون کے دریا بہائے اور اپنے پیغمبر کی وصیت پر عمل کر کے باایمان دنیا سے اُٹھ گئے وہی بزرگوار ؎

پایۂ دین بلند از ایشان شد | کار شرع ارجمند از ایشان شد

کے مصداق ہین۔ اِس لشکر خدا کے سردار شاہ ذوالفقار کرار غیر فرار غالب کل غالب حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ جن کی شجاعت وصلابت کا مخالفین بھی لوہا مانے ہوے ہین ؎

شجاع حیدر صفدر سا تھا نہ ہو کوئی اب | کہ جسکی تیغ سے دہشت زدہ تھے کافر سب

ظفر جہاد مین تھی تابع امیر عرب　　　شکست دیکھے پھرا جب بڑھا وہ ضیغم رب

شمار جس کا نہین کافر اتنے مارے ہین

چڑھے ہین رنبہ تو لاکھون کے سر اتارے ہین

وہ عمرو جس کا نہ ثانی تھا کافرون کیطرف　　　زمین بھی ہلنے لگی جب بڑھا وہ تیغ بکف

پڑی جو دیو پہ اک ضربت خدیو نجف　　　تو الامان کا اُٹھا غلغلہ میان دو صف

علیؑ کے زور پہ حیران تمام لشکر تھا

فرس پہ جسم تھا۔ فتراک کے تلے سر تھا

یہی انصار اللہ اعلاء کلمۃ اللہ میں ضیٰ و رسولؐ کی یاری و مددگاری کرتے رہے۔ انھین خاصان خدا کی شان مین ہے ؎

رضی اللہ عنھم از سوے حق　　　بہر الیشان بشارتِ مطلق

نہ کہ ان لوگون کی شان مین ہے جو ثم و لیتم مدبرین کے مصداق ہین ۔

غرض ان رفقاء کا اپنے پیغمبر کو دشمنون مین چھوڑکر فرار ہونا ہی ایک ایسی معصیت ہے کہ کوئی برائی اسکو نہین پہونچ سکتی۔ نہ کہ جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عدل نہ کرنے کا الزام لگانا حدیث ثقلین سے انحراف کرنا لشکر اُسامہ سے تخلف اور تحریر وصیت مین مزاحمت کرنا۔ حکم رسول اللہ کو ہذیان بتانا۔ جگر گوشہ رسول اللہ کو ایذائین دینا۔ آل رسول کے حقوق ضبط کرنا۔ رسول اللہ صلعم کی وصیت کو پس پشت ڈالنا۔ حرص و ہوا کو دخل دے کر احکام خدا و رسول مین دخل دینا۔ اور امور شرعیت مین آیات واحادیث کے بجاے اپنے قیاس سے کام لینا۔ وغیرہ وغیرہ ذاتی صفات موجود ہون تو پھر ان کے مطاعن کی کیا انتہا ہو سکتی ہے۔ اور مداحون کی فرضی مدح سرائیان ان ممدوحین کے کام کب آسکتی ہین ؎ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ　　　بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد

اس موقع پر مین اپنے بھائیون سے داد انصاف چاہتا ہون کہ جب وہ اپنے اصحاب ممدوحین کو محض جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و زیارت کی وجہ سے تمام امت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل سمجھتے ہین تو کیا اسی دلیل سے اصدق الصادقین ۔ سید المسلمین ۔ امیر المومنین ۔ امام المتقین نفس رسول ۔ زوج بتول علی بن ابیطالب علیہ السلام کی افضلیت اصحاب پر ثابت نہین ہوتی جو سید الوصیین نہ صرف اصحاب بلکہ نفس رسولؐ اور برادر رسولؐ بھی تھے جو شفقت و محبت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان جناب سے تھی اسکے متعلق دو چار حدیثین اس جگہ نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :۔

حضرت امیرؑ کو اصحاب پر فضیلت

پہلی	عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ
	ان علیا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ	جناب امیرؑ آنحضرت صلعم کی خدمت مین تشریف لائے
	وسلم فقام الیہ وقبل ما بین عینیہ	حضرت ان کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پیشانی پر
	فقال العباس اتحب ھذا یا رسول اللہ	بوسہ دیا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ
	فقال یا عم واللہ اللہ اشد حبا لہ منی	یہ آپ کو پیارے ہین حضرت نے فرمایا اے چچا واللہ
	ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ	خدا کے لئے یہ مجھ سے نہایت پیارے ہین پروردگار
	وجعل ذریتی فی صلبہ (اخرجہ ابو الخیر الحاکمی)	نے ہر ایک نبی کی اولاد اسکی صلب سے پیدا کی ہے
	(ارجح المطالب صفحہ ۵۰۵)	اور میری اولاد اسکے صلب سے پیدا کی ۔
دوسری	عن ام عطیہ قالت بعث النبی صلی	ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت
	اللہ علیہ وسلم جیشا وامر علیا علیہم فسمعت	صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو ایک لشکر کا امیر بنا کر
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو رافع	بھیجا تھا مین سن رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
	یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا ۔	ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے کہ الٰہی تو جب تک مجھے
	(اخرجہ الترمذی ایضاً صفحہ ۵۰۵)	علی کو نہ دکھاوے تب تک مجھے نہ مار

تیسری

عن ام المومنین عائشة رضی الله عنها قالت لما حضر رسول الله صلی الله علیه وسلم الموت قال ادعوا لی حبیبی فدعوت له ابابکر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعوا لی حبیبی فدعوت له عمر فنظر الیه ثم وضع راسه فقال ادعوا لی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا له علیا فوالله ما یرید غیره فلما راه اخرج الثوب الذی کان علیه ثم ادخله فیه فلم یزل یحتضنه حتی قبض ویده علیه (اخرجه الدارقطنی) (ایضا صفحه ۵۰۵)

جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم کے انتقال کا وقت آگیا تو حضرت نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے محبوب کو بلاؤ میں نے عمرؓ کو بلا بھیجا حضرت صلعم نے انکو بھی دیکھکر سر اقدس بالین پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ میں نے لوگوں سے کہا افسوس ہے تم پر علی کو بلاؤ واللہ حضرت انکے سوا کسی دوسرے کو طلب نہیں کرتے ہیں جب حضرت نے علی کو دیکھا تو جس چادر کو حضرت اوڑھے ہوے تھے اٹھایا اور علی کو اسکے اندر لیلیا اور انتقال فرمانے تک انکو اپنے سینہ سے لگائے ہوے تھے اور ہاتھ انکا علی پر رہا

چوتھی

عن ابن عباس قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد الله واثنی علیه ثم وعظ وخوف وحذر ثم بکی وقال این علی بن ابی طالب فوثب علی قائما علی قدمیه فقال ها انا یا رسول الله فقال ادن منی فدنا منه وضمه الی صدره وقبل بین عینیه ثم بکی حتی سالت دموعه علی خده فقال یا علی صوته

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد کیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد وعظ فرمایا اور لوگوں کو آخرت کا خوف دلایا اور وعید الٰہی سے ڈرایا اور پھر رونے لگے اور فرمایا علی بن ابیطالب کہاں ہیں جناب امیر جلدی سے اٹھکر اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں حاضر ہوں حضرت نے اُن کو اپنے نزدیک بلایا جب نزدیک گئے تو آپنے انکو اپنے سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر آنسو جاری ہو گئے پھر آواز بلند کیا

یا معشر المسلمین هذا علی بن ابیطالب	اے گروہ اسلام یہ علی ابن ابیطالب شیخ المہاجرین
هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا	والانصار ہے یہ میرا بھائی اور میرا ابن عم اور میرا
اخی وابن عمی ولحمی ودمی هذا ابو السبطین	اور میرا گوشت اور میرا خون ہے یہ ابو السبطین یعنی امام حسن
الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة هذا	اور امام حسین کا باپ ہے جو اہل جنت کے نوجوانوں کے
مفرج الکرب عنی هذا اسد الله فی ارضه	سردار ہیں یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے یہ
وسیفه المسلول علی اعدائه فعلی	خدا کی زمین پر خدا کا شیر ہے اور اسکے دشمنوں کیلئے
مبغضیه لعنة الله ولعنة اللاعنین	اس کی برہنہ شمشیر ہے اسکے دشمنوں پر خدا لعنت
والله منه بری وانا منه بری فمن احب	کرنے والے لعنت کرتے ہیں اللہ ان سے بیزار ہے
ان یبرأ من الله ومنی فلیتبرأ منه	میں ان سے بیزار ہوں جو کوئی خدا کی اور میری
فلیبلغ الشاهد منکم الغائب	بیزاری کو چاہتا ہو اس سے بیزار ہو تیار رہے تم
اخرجه ابو سعید عبد الملک بن ابی عثمان	حاضرین میں سے ہر اک کو چاہئیے کہ غائبوں کو اسے
محمد الواعظ الخرکوشی فی شرف النبوة	آگاہ کردیں۔ (ارجح المطالب صفحہ ۱۴و۲۹)

پانچویں | جناب شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

ان کے حق میں پیغمبر صاحب نے دمك دمی لحمك لحمی وانت منی بمنزلہ هارون من موسے فرمایا یعنی تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسے سے تھی اور یہ بھی فرماتے تو ان کا اور پیغمبر صاحب کا گوشت پوست اور خون ایک تھا وہ پیغمبر صاحب کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔ ان کو پیغمبر صاحب نے بچپن سے بیٹوں کی طرح پالا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ علی طفل نوزائیدہ دودھ کے لئے روتے تھے وہ کسی عورت کی چھاتی منہ میں نہ لیتے تھے پیغمبر صاحب اپنی زبان انکو چوساتے اور وہ سیر ہوکر سوجاتے تھے ان کی سب بڑی خصوصیت یہ تھی کہ پیغمبر صاحب نے اپنی لخت جگر فاطمہ زہراء کو ان سے بیاہ دیا تھا اور ان سے پیغمبر صاحب کی

نسل چلی تھی وہ اپنی ذات سے بڑے لائق تھے کہ پیغمبر صاحب نے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا سے انکی لیاقت کی تصدیق و توثیق کی تھی وہ شجاعت اور سخاوت اور خطابت اور زورمندی مین بیمثل تھے انکی اصابت رائے پر پیغمبر صاحب کو کلی اعتماد تھا کہ نو عمری مین ان کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا جس رات کو کفار مکہ پیغمبر صاحب کو مار ڈالنے کے ارادہ سے رات بھر پیغمبر صاحب کا گھر گھیرے پڑے رہے پیغمبر صاحب انکو اپنی جگہ لٹا کر چپکے سے باہر نکل آئے ع

"این کار از تو آید و مردان چنین کنند" (ابہانۃ الامۃ)

اصحاب ثلثہ آل رسول کی غلامی پر فخر کرتے تھے

چوتھی طرفہ تر یہ امر ہے کہ اہلسنت تو اس شد و مد سے اپنے اصحاب ممدوحین کو آل رسول سے افضل ٹھہراتے ہین لیکن خود اصحابؓ آل رسول کی غلامی پر فخر و مباہات کیا کرتے تھے اور اُس کو اپنی عزت و نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے چنانچہ جناب راجہ راجایان سرکشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ جی سی۔ اے۔ آئی پیشکار و سابق مدار المہام بہادر سرکار نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ اپنی تالیف رسالہ "دین حسین" صفحہ ۱۸ مین یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ

> ایک واقعہ یاد آیا جسکا تذکرہ ایک مرتبہ وعظ کی محفل مین سنا تھا جسمین اصحاب کبار کے اتحاد کا ذکر بھی آیا تھا وہ یہ ہے کہ کسی موقع پر حضرت عمرؓ کے فرزند حضرت امام حسین سید الشہدا کے ساتھ کھیل کود مین شریک تھے ہمسنون کا مجمع تھا کسی بات پر جناب سید الشہدا نے حضرت عمرؓ کے فرزند کو "غلام" کے لفظ سے منسوب کیا وہ روتے ہوے اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوے اتفاق سے تینون اصحاب مسجد مین جمع تھے وجہ آزردگی دریافت کی حضرت عمرؓ کے فرزند نے واقعہ بیان کیا سہ صاحبین نے حضرت عمرؓ کے فرزند کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ رونے کی بات نہین ہے بلکہ نہایت خوشی اور مسرت کی بات ہے زہے نصیب ہمارے کہ حضرت امام حسین نے مجھ کو اپنے غلامون مین شریک کیا بلکہ یہ ایک سند ہمارے سب کے لئے ہے فوراً جا کر حضرت سے لکھوا لے کہین ایسا نہو کہ اس خطاب سے دوسرے

مستحق ہو جاتے ہیں۔ یہ روایت ضرور صحیح ہوگی کیونکہ یہ حضرت ایک نہایت معتبر صاحب تھے جنکے مقلد دمشق

پہلے ثالث بنے ہوئے تھے یعنی مولوی احمد خیر الدین صاحب)

ساتویں ازالۃ الخفا۔ کنز العمال۔ تہذیب الکمال لاسماء الرجال۔ اور ضیاء العین میں ہے جسکی نقل یہ ہے کہ۔

عن حسين بن على قال	امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں جسکا ماحصل یہ ہے کہ ایکروز
صعدت الى عمر بن الخطاب المنبر	میں عمر بن خطابؓ کے پاس گیا دیکھا کہ وہ منبر پر بیٹھے ہیں میں بھی منبر
فقلت انزل عن منبر ابي واصعد منبر	پر چڑھ گیا اور ان سے کہا کہ میرے والد کے منبر سے اترو اور اپنے
ابيك فقال ان ابي لم يكن له منبر فاقعدني	باپ کے منبر پر جاؤ انھوں نے کہا کہ میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں ہے
معه فلما نزل ذهب بي الى منزله فقال لي من	یہ کہکر مجھے اٹھا لیا اور اپنے پاس مجھے بٹھا لیا تھوڑی دیر کے بعد وہ منبر
علمك هذا فقلت ما علمنيه احد فقال اي بني	سے اترے اور مجھے وہ اپنے گھر لیگئے اور مجھ سے پوچھا یہ بات آپکو کسنے
لو جعلت تاتينا وتغشينا قال فجئت	سکھائی میں نے کہا مجھے یہ بات کسی نے نہیں سکھائی یہ سنکر انھوں نے
يوما وهو خال بمعوية وابن عمر	کہا اے صاحبزادے آپ اگر میرے پاس آیا کریں تو خوب ہو حضرت فرماتے
بالباب لم يوذن له فرجعت فلقيني	ہیں کہ پھر میں ایکدن انکے پاس گیا اس وقت معاویہ سے خلوت کئے
بعد فقال لم ارك اتيتنا فقلت اني	ہوئے تھے انکے فرزند عبداللہ دروازے پر کھڑے تھے انکو اندر جانیکی
جئت وانت خال بمعوية فرأيت	اجازت نہ ملی جب میں نے یہ حال دیکھا تو واپس چلا گیا اسکے بعد
ابن عمر بالباب فرجع ابن عمر فرجعت	ایک مرتبہ انھوں نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ پھر میرے پاس نہیں آئے
فقال انت احق بالاذن من عبد الله	میں نے کہا آیا تو تھا مگر آپ معاویہ سے خلوت میں تھے اور آپکے فرزند
بن عمر انما انبت فى رؤسنا ما ترى	عبداللہ دروازے پر جب واپس چلے گئے میں بھی چلا گیا یہ سنکر حضرت عمر
الله عزوجل ثم انتم	نے کہا آپ اجازت پانیکے ابن عمر سے زیادہ مستحق ہیں یہ بال جو ہمارے
(ضیاء العین صفحہ ۱۹۱)	سر میں ہیں انکو خدا تعالی اور آپ لوگوں نے ہی اگایا ہیں۔

عن ابن عباس قال ... المدائن ... [illegible]

اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ... [illegible]

ایام عمر امر عمر بالانطاع فبسطت فی ... کو فتح کیا ... [illegible]

المسجد فاول من ... عبد الحسن فقال ... کا ... سے پہلے ... [illegible]

یا امیر المومنین اعطنی حقی مما افاء الله ... [illegible]

علی المسلمین ... [illegible]

الکرامة فامر له بالف درهم ثم انصرف ... حضرت عمر نے کہا کہ ... اور

فجاء ابنه الحسین و امر له بالف درهم ... حضرت عمر نے ان کے لئے ہزار درہم

ثم انصرف فجاء ابنه عبد الله بن عمر فامر له ... کا حکم دیا ... بعد جناب امام حسین علیه السلام تشریف

بخمس مائة درهم فقال یا امیر المومنین ... لائے ... کے لئے بھی ہزار درہم کا حکم دیا انکے

انا رجل مشتد اضرب بالسیف بین ... جب ... آئے ... کے لئے پانسو درہم کا

یدی رسول الله صلعم والحسن والحسین حکم دیا ... کہنے لگے کہ یا امیر المومنین میں مضبوط آدمی

طفلان یدرجان فی سکک ... صلی الله علیه وسلم کے روبرو ... [illegible]

المدینة تعطیهما الف درهم و ... تھا اور ... مدینے کے بازاروں میں

تعطینی خمس مائة فقال عمر نعم کھیلا کرتے تھے آپ نے ان دونوں کو تو ہزار ہزار درہم دئیے اور مجھے پانسو درہم دئیے

اذهب فائتنی باب کابیهما و ... حضرت عمر نے کہا ہاں ... اور میرے پاس ان کے باپ

ام کامهما وجد کجدهما ... ان ... ماں اور ان کے نانا سا نانا اور

وجدة کجدتهما وعم کعمهما انکی نانی سی نانی ... اور ان کے چچا سا چچا ... پھوپی

وعمة کعمتهما وخال کخالهما پھوپھی اور انکے ماموں سا ماموں اور انکی خالہ سی خالہ ... لا

فانك لاتاتينی بمن ابوهما افضل من علی المرتضى وامهما فاطمة الزهراء وجدهما محمد المصطفى وجدتهما خديجة الكبرى وعمهما جعفر بن ابيطالب وعمتهما ام هانی بنت ابيطالب وخالتهما رقية وام كلثوم بنتا رسول الله صلى الله عليه وسلم وخالهما ابراهيم (اخرجه ابو سعيد السمان ارجح المطالب صفحہ ۳۰۶)

مگر تو ہرگز نہ لاسکیگا۔ انکا باپ علی ؑ مرتضے انکی ماں فاطمہ زہرا ؑ ہیں ان کے جدامجد محمد مصطفے صلعم ان کی جدہ کریمہ جناب خدیجۃ الکبرےٰ ان کے چچا جعفر طیار ان کی پھوپی ام ہانی ؑ بنت ابی طالب ان کی خالہ رقیہ اور ام کلثوم (آنحضرت صلعم کی بیٹیاں) اور ابراہیم علیہ السلام ان کے ماموں ہیں۔

سبحان اللہ! زبان سے تو آل رسول ؐ کی عقیدت اور مودت اس طرح ظاہر کریں اور عملاً یہ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کا گھر جلانے کو آگ اور لکڑی لے کر جائیں چنانچہ ابو محمد سعید اللہ بن مسلم ابن قتیبہ کتاب الامامۃ السیاسۃ میں اس واقعہ کا تفصیلی حال یوں تحریر فرماتے ہیں :۔

عمر ؓ بن خطاب نے فاطمہ ؑ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا گھر میں سے نکلو ورنہ میں گھر کو آگ لگا دوں گا کسی نے کہا اے ابو حفص (حضرت عمر کی کنیت) اس گھر میں تو فاطمہ ؑ اور حسنین ؑ ہیں۔ حضرت عمر نے کہا ہوا کریں (یہ اصل روایت آیات محکمات جلد سوم بحث خلافت میں نقل کیگئی ہے)۔

اس جگہ روایتوں کے نقل کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضرات آل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آقا اور سردار جانتے تھے اور آل رسول کی غلامی پر فخر اور اسکو وسیلہ نجات سمجھتے تھے تو پھر ہمارے سُنی بھائی کس بنا پر اُن کو نفس رسول ؐ پر خصوصاً اور آل نبی ؐ پر عموماً افضلیت دیتے ہیں جو خود انھیں کے خلفا کرام کے اقوال سے باطل ثابت ہوئی۔ واہ یہ خوب افضلیت ہے کہ خلفا کرام تو اپنے آپ کو آل نبی کا غلام بتائیں اور اُن کے معتقدین و مقلدین بمصداق (مدعی سست گواہ چست) یہ خطاب افضل البشر بعد نبینا ابوبکر و عمر کو عطا کر کے اُن کو تمام اُمت سے درجے اور مرتبہ میں افضل و اعلی ٹھہرائیں۔

حالانکہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

(۱) عن عطاء قال سئلت ام المؤمنین	عطاء ناقل ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ
عائشۃ رضی اللہ عنہا عن علیؑ فقالت	سے حضرت علیؑ کی نسبت پوچھا وہ فرمانے لگیں
ذلک من خیر البریۃ ولا یشک فیہ	کہ علیؑ تمام خلقت سے بہتر ہیں اس میں بجز کافر
الا کافر (اخرجہ احمد فی المناقب واخرجہ ابوبکر بن مردویہ)	کے کوئی شخص شک نہیں لا سکتا۔
(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال	حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
قال رسول اللہ صلعم علی خیر البشر	رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ علیؑ تمام لوگوں سے
من ابی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ)	بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

کیا خوب اصحاب ثلثہ کو ان خاصان خدا پر فضلیت دیتے ہیں۔ جن کی عظمت و منزلت پر ثلث قرآن شاہد ہے اور جنکی توقیر اور منزلت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ ؎

از جملہ آفرینش کون و مکان   مقصود خدا علیؑ و اولاد علی ست

یہ مفہوم اس حدیث کا ہے:۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال النبی	عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ
صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب پروردگار نے
اللہ تعالی آدم ونفخ فیہ من روحہ	آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی
عطس آدم فقال الحمد للہ اوحی	تو آدم نے چھینک لی اور الحمد للہ کہا پروردگار نے
اللہ الیہ حمدنی عبدی بعزتی	فرمایا میرے بندہ نے میری ثنا کیا ہے مجھے اپنی عزت
لولا عبدان ارید ان اخلقھما	و بزرگی کی قسم ہے اگر میں اپنے دو بندوں کو
فی دار الدنیا ما خلقتک	دنیا میں پیدا کرنیکا ارادہ نہ کرتا تو میں تجھے ہرگز نہ پیدا کرتا

[حاشیہ] ...حضرت عائشہؓ جو / ...کل خلقت سے / بہتر سمجھے وہ کو...

قال الٰہی یکونان منی قال نعم	حضرت آدم نے عرض کیا یا الٰہی وہ دونوں مجھسے
یا آدم ارفع راسک وانظر فرفع	پیدا ہوں گے ارشاد ہوا کہ ہاں۔ اے آدم اپنے
راسہ فاذا مکتوب علی العرش	سر کو اٹھا کر دیکھ حضرت آدم نے دیکھا کہ عرش
لا الٰہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی	پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رحمت کا نبی ہے اور علی
مقیم الحجۃ (اخرجہ الاسناد ارجح المطالب صفحہ ۲۹)	حجۃ کا قائم کرنے والا ہے۔

مختصر آل رسول کو خدا وند تعالیٰ جل شانہ نے جو فضائل و مناقب عطا فرمائے وہ نہ ان سے پہلے کسی کو دیئے اور نہ ان کے بعد کسی کو ملے چنانچہ ان کے فضائل پر خود کلام الٰہی شاہد ہے از انجملہ دو چار آیات بھی اس جگہ نقل کی جاتی ہیں [illegible] ہیں۔

آیت فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب	پس آدم کو اپنے رب کی طرف سے جو کچھ
علیہ انہ ھو التواب الرحیم	کلمات ملے جن سے ان کی توبہ خدا نے قبول
پارہ ۱ سورۂ بقرہ رکوع ۴	کر لی بیشک وہ بڑا توبہ کرنے والا ہے

کتب تفاسیر فریقین میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے ترک اولیٰ ہوا اور آپ نے اپنے خدا سے استغفار اور معذرت چاہی تو منجانب اللہ ارشاد ہوا کہ تم ہم سے محمدؐ اور آل محمدؐ کا واسطہ دیکر دعا مانگو ہم تمہاری دعا قبول کریں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ بار الٰہا محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کے واسطے سے میری توبہ قبول فرما۔ اس پر خدا نے حضرت آدم کی دعا قبول فرمالی۔

تفسیر در منثور سیوطی جلد اول صفحہ ۶۰ میں آیۂ متذکرہ بالا کی تفسیر ان الفاظ میں ہے۔

اخرج ابن النجار عن عباس	ابن نجار نے حضرت عباس سے روایت
قال سألت رسول اللہ صلعم عن	کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ وہ کونسے
الکلمات التی تلقاھا آدم من ربہ	کلمات ہیں جن سے خداوند عالم نے آدم علیہ السلام کی

فتاب علیہ قال سأل بحق محمد	توبہ قبول فرمائی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے
وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین	بواسطہ محمدؐ و علیؑ فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ دعا مانگی تھی اسلیئے
فتاب علیہ	خداے پاک نے اُن کی دعا قبول فرمائی

یہی ینابیع المودۃ باب ۲۴ مین بھی ہے:۔

عن الشیخ عبد القادر الجیلانی	حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے
رحمہ اللہ علیہ مرفوعًا عن ابی ھریرۃ	اسناد کو بواسطہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہین
رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم انہ	کہ انھون نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ
قال لما خلق اللہ تعالیٰ ابا البشر ونفخ	جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر علیہ السلام کو پیدا
فیہ من روحہ التفت آدم یمین العرش	کیا اور اُن کے جسم مین اپنی روح کو پھونکا تو جناب آدم
فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا	نے عرش کے داہنے طرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اسمین
قال آدم یارب ھل خلقت احدًا من	پانچ تنِ پاک کے جسمون کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے
طین قبلی قال لا یا آدم قال	آدم نے عرض کیا اے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ
فمن ھؤلاء الخمسۃ الذین	سے بھی پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا
اراھم فی ھیئتی وصورتی قال	کہ نہین۔ آدم نے عرض کیا پھر یہ کون اشخاص ہین جنکو مین
ھؤلاء خمسۃ من ولدك ولاھم ما خلقتك	اپنی ہیئت وصورت مین پاتا ہون خدا تعالیٰ نے
ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ	فرمایا کہ یہ تیری اولاد مین سے پانچ شخص ہین۔ اور
اسماء من اسمائی لولاھم ما خلقت	جس چیز سے تجھے مین نے پیدا کیا ہے یہ اُس سے
الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی	نہین ہین انکے لئے مین نے اپنے نامون مین سے پانچ نام مشتق کیے
ولا السماء ولا الارض ولا الملٰئکۃ	ہین اگر یہ نہوتے تو مین جنت اور دوزخ اور عرش و کرسی آسمان و زمین اور فرشتے

ولا الانس ولا الجن فانا المحمود و	اور انسان وجن وغیرہم کو ہرگز نہ پیدا کرتا پس مین
ھذا محمد وانا العالی وھذا علی	محمود ہون اور یہ محمد ہین ۔ مین عالی ہون اور یہ علی
وانا الفاطر وھذہ فاطمۃ وانا	ہے مین فاطر ہون اور یہ فاطمہ ہے مین احسان ہون
الاحسان وھذا الحسن وانا المحسن	اور یہ حسن ہے مین محسن ہون اور یہ حسین ہے ۔ مجھے
وھذا الحسین آلیت بعزتی ان	اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ
لا یاتینی بمثقال حبۃ من خردل	کے برابر بھی انکا بغض لیکر میرے پاس آئے گا تو
من بغض احدھم الا ادخلتہ	مین اسکو ضرور دوزخ مین جھونکون گا اور مجھے
ناری ولا ابالی یا ادم ھولاء صفوتی	اُس کی کچھ بھی پرواہ نہوگی ۔ اے آدم یہ میرے
بھم انجیھم وبھم اھلکنھم فاذا	برگزیدہ ہین ہین انکی وجہسے بہت سے لوگون کو
کان لک حاجۃ فبھؤلاء توسلی فقال	نجات بخشون گا اور اُن کی وجہ سے بہتون کو ہلاک
النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحن	کرون گا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو
سفینۃ النجاۃ من تعلق بھا نجی	اُن کی ذات کے ساتھ وسیلہ پکڑا کر ۔ پس آنحضرت صلعم
ومن حاد عنھا ھلک فمن کان	ارشاد فرماتے ہین کہ ہم نجات کی کشتی ہین جس نے
لہ الی اللہ حاجۃ فلیسال بنا اھل	اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پاگیا
البیت (اخرجہ ابو القاسم عبد الکریم	اور جس نے اعراض کیا وہ ہلاک ہوگیا ۔ پس جس
بن محمد عبد الکریم الرافعی وابراھیم	کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی
بن الحموینی)	منظور ہو اس کو چاہیئے کہ ہم اہلبیت کے واسطے
(ارجح المطالب صفحہ ۴۶۱)	سے سوال کرے ۔

اِس روایت کو ملا معین نے بھی معارج النبوۃ مین تحریر فرمایا ہے اُس کی نقل یہ ہے :۔

واقعۂ ششم نیز بشارت۔ آدم صفی اللہ ست
امام جعفر صادق علیہ السلام در تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی
آدم من ربہ کلمات می فرماید کہ آدم و حوا در حینیکہ
بر سریر جنت متمکن بودند و از زندگانی بر وفق کامرانی
غیر مشتکی حق تعالیٰ جبرئیل امین علیہ السلام را فرستاد
تا آدم علیہ السلام را بر منازل و قصور و درجات جنت
سیر دہد جبرئیل دست آدم را گرفتہ بمنزلی آورد کہ
بنائے خشتی از زر و خشتی از نقرہ بود کنگرہائے آن
از زمرد اخضر درین تختی بود از یاقوت احمر بنگاشتہ
و بر بالائے آن تخت قبہ از نور بر افراشتہ و دران قبہ
بر بالائے آن تخت صورتے در غایت حسن و جمال
ترتیب دادہ تاجی از نور بر سرش نہادہ و دو گوشوارہ
از لولو در گوش در آوردہ و قلادہ از نور در گردن او
کردہ آدم از غایت صباحت و ملاحتش انگشت حیرت
در دندان گرفت و حسن و جمال حوا را در جنب آن
فراموش ساخت پرسید یارب ما ہذہ الصورۃ
خطاب آمد کہ این صورت فاطمۂ زہراست دختر محمد مصطفیٰ
و آن تاج نور بر سر او نمودار پدر بزرگوار او ست علیہ الصلوٰۃ
افضلہا و آن قلادہ نور در گردن او مثال شوہر عالی قدر

چھٹا واقعہ بشارت آدم صفی اللہ کی ہے کہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ تفسیر آیۂ کریمہ فتلقی آدم من ربہ کلمات میں
فرماتے ہیں کہ جسوقت حضرت آدم و حوا تخت جنت پر
جلوہ افروز ہوئے اور اپنی کامیابی پر کچھ شکایت
نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حضرت
آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ انکو جنت کے منازل
و مکانات و قصور و درجات کی سیر کرائیں حضرت جبرئیل
حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کے ان کو ایک محل
میں لائے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے تعمیر
ہوا تھا اور جسکے کنگرے طلائے اخضر کے تھے اس محل میں
ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہوا تھا جسپر ایک نورانی قبہ ستادہ
تھا قبہ کے اندر ایک تخت پر ایک صورت نہایت حسین
و جمیل جلوہ فرما تھی اسکے سر پر نورانی تاج تھا کانوں میں
موتیوں کے دو بندے تھے اور گلے میں ایک نورانی ہیکل تھی حضرت آدم
اس صباحت و ملاحت کو دیکھکر حیرت سے انگشت بدندان ہوئے
یہانتک کہ اسکے آگے حضرت حوا کا حسن و جمال بھی بھول گئے
عرض کیا بارالہا یہ صورت پاکیزہ کسکی ہے جواب آیا کہ
یہ صورت فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ کی ہے اور نورانی تاج
جو انکے سر پر ہے وہ انکے پدر بزرگوار ہیں اور نورانی ہیکل سے مراد انکے شوہر عالی قدر

علی کرم اللہ وجہہ آن دو گوشوارہ چون لآلی آبدار
کنایہ از دو فرزند ان ارجمند فرمان بردار و رسول اللہ
علیہما بعد ازان بر بالای سر نظر کرد پنج در دید کشادہ
برکتابہ یک کلمہ از نور ثبت ساختہ بر بالای یک در
نوشتہ و دانا المحمود وھذا محمد و بر فرق دیگر
رقم زدہ بود انا العلی الاعلی وھذا علی و بر کتابہ
منظر سیم این کتابت کردہ بود کہ انا الفاطر وھذہ
الفاطمۃ و بر عصابہ روزن دیگر این کلمہ مرقوم
ساختہ بود کہ انا المحسن وھذا الحسن بر ایوان
منفذ پنجم این ترکیب ثبت فرمود کہ انا الاحسان
وھذا الحسین جبرئیل علیہ السلام فرمود کہ ای آدم
این کلمات بابرکات و این اسامی گرامی را بخاطر
میدار کہ روزی شاید کہ کار را بین کلمات محتاج گردی
بعد ازانکہ سیصد سال بجہت ارتکاب زلت گریستہ
بود بمقتضای ندای ہاتف غیبی این کلمات مستفید
گشت تا گفت یا محمود یا علی الاعلی و یا فاطر
و یا محسن و یا منک الاحسان بحق محمد
و علی و فاطمۃ و الحسن و الحسین ان تغفرلی
و تقبل توبتی یا غفور از جانب خداوند قدس بل و علی

علی میں اور دو گوشوارے خوش آب موتی کے
مانند ہیں ان سے اشارہ انکے دو فرزند ارجمند سے ہے
اسکے بعد حضرت آدم نے سر کے اوپر نظر کی تو پانچ
دروازے کھلے ہوئے تھے اور ہر ایک پہ کلمات نورانی
تحریر تھے ایک دروازے پر لکھا تھا کہ میں محمود ہوں
اور یہ محمد ہیں اور دوسرے پر لکھا تھا کہ میں بزرگ و
برتر ہوں اور یہ علی ہے تیسرے پر تھا کہ میں فاطر ہوں
اور یہ فاطمہ ہیں چوتھے پر تحریر تھا کہ میں محسن ہوں اور
یہ حسن ہے اور ایوان پنجم پر ثبت تھا کہ میں احسان
ہوں اور یہ حسین ہے۔

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم یہ کلمات
بابرکات اور اسمار گرامی یاد رکھو کہ شاید اکدن
تم کو ان کلمات کی حاجت پیش آئے چنانچہ جب وجہ
ترک اولی تین سو سال تک حضرت گریہ و بکا فرماتے
رہے تو حسب ندائے غیبی ان کلمات سے مستفید
ہوئے اور کہا یا علی الاعلی یا فاطر یا محسن
یا احسان بحق محمد و علی و فاطمۃ
والحسن والحسین مجھے بخش دے اور میں غفور الرحیم
میری توبہ قبول فرما خداوند جل و علاکی جانب سے

وحی آمد کہ اے آدم اگر از من بحق ایشان تمامی ذریت خود را — وحی آئی اے آدم اگر مجھ سے اپنے تمام گنہگاروں کی

درخواست میکردی ببرکت این پنج ہمہ را مغفور — جو تمہاری ذریت سے ہیں درخواست کرتے تو میں

می ساختم فذلک قولہ فتلقی آدم من ربہ — ان پانچ ناموں کی برکت سے سب کو بخش دیتا یہ وہ

کلمات فتاب علیہ صفحہ ۱ جلد دوم — قول ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ

دوسری آیہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس — اے اہلبیت (رسول) خدا یہی چاہتا ہے کہ

اہل البیت ویطہرکم تطہیرا — تم سے کل برائیاں دور کر دے اور پورے طور پر

(سورہ احزاب پارہ ۲۲ رکوع ۱) — تمکو پاک و پاکیزہ بنادے۔

اس آیہ وافی ہدایہ کی تفسیر مفسرین عظام اہلسنت اس طرح کرتے ہیں:-

عن عائشۃ قالت خرج رسول اللہ — جناب عائشہ رض روایت فرماتی ہیں کہ

صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط — ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن — صبح کو ایک سیاہ بالوں کی گلیم منقش اوڑھے ہوئے باہر

علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل — تشریف لائے پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے

معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء — ان کو ہمیں داخل کر لیا پھر جناب امام حسین آئے ان کو بھی

علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ الخ — آپنے داخل کر لیا پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرت نے

(اخرجہ احمد والمسلم والترمذی وابن — ان کو بھی لے لیا پھر جناب علی تشریف لائے آپنے

شیبۃ وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم — ان کو بھی ہمیں لے لیا پھر آپ نے آیہ انما

والسیوطی فی تفسیر الدر المنثور) ابن الخطاب صفحہ — یرید اللہ الی آخرہ تلاوت فرمائی۔

(۲) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت ان — ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

ہذہ الایۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس — تحقیق یہ آیت کہ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور کرے تم سے

اهل البیت ویطهرکم تطهیرا نزلت فی
بیتی وانی جالسۃ عند الباب فی البیت
رسول اللہ صلعم وعلی فاطمہ والحسن و
الحسین فجللهم بکساء وقال اللهم هولاء
اهل بیتی وحامتی اذهب عنهم الرجس
وطهرهم تطهیرا فقالت وانا معهم یا رسول
اللہ قال انک علی الخیر اخرجہ لمسلم
والترمذی والدارمی والبیهقی وابن جریر
ابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور ایضا

(٣) وصاحب عین المعانی فرمود کہ ظاہر تفسیر
دلالت برآن دارد کہ اہلبیت ازواج باشند اما
از عائشہ وام سلمہ وابوسعید خدری وانس بن مالک
نقل کردہ اند کہ اہلبیت فاطمہ وعلی وحسن وحسین اند
ودر اسباب نزول آوردہ کہ ام سلمہ فرمود کہ پیغمبر صلعم
درخانہ من بر گلیمے کہ برآں فرش وے افگندہ بودیم
نشستہ بود۔ فاطمہ درآمدہ وجہت حضرت صلعم
سنبوسات با گوشت پختہ آوردہ بود حضرت
فرمود کہ اے فاطمہ بعلی وفرزندان مرا
بخوان تا درین خوان با ما ہمکاسہ شوند

اے گھروالو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا میرے
گھر میں نازل ہوئی ہے میں دروازے کے قریب
بیٹھی ہوئی تھی اور گھر میں جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی وفاطمہ اور حسنین علیہم السلام
تھے حضرت نے ان کو چادر اڑھا کر فرمایا اے میرے
پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہیں تو ان سے
نجاست کو دور کر اور ان کو خوب پاک کر میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں
فرمایا تم بہتری پر ہو (یعنی انجام تمہارا نیک ہے)

صاحب عین المعانی تحریر فرماتے ہیں کہ بظاہر مراد
اہلبیت سے ازواج رسول ہیں لیکن حضرت عائشہ
وام سلمہ وابو سعید خدری وانس بن مالک سے روایت
ہے کہ مراد اہلبیت سے حضرت علی وحضرت فاطمہ و
حسنین علیہم السلام ہیں اور حضرت ام سلمہ نے اس
آیہ کا سبب نزول یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا
صلعم میرے گھر میں اس کمل پر جو ان کے واسطے بچھایا
گیا تھا رونق افروز تھے کہ ناگہاں حضرت فاطمہ تشریف لائیں
اور گوشت کے سنبوسہ کہ جو حضرت کے واسطے لائی تھیں پیش کیے حضرت نے حضرت فاطمہ
سے ارشاد فرمایا کہ اے پارہ جگر علی وحسنین علیہم السلام کو بلاؤ تاکہ ہمارے شریک طعام ہوں

چون طعام خورد مصطفیٰ صلعم آن گلیم بر ایشان پوشید و گفت خدایا این اہلبیت من اند رجس را از ایشان ببر و ایشان را پاکیزہ گردان این آیت (انما یرید اللہ الخ) نازل شد من سر خود در زیر گلیم کردم و گفتم یا رسول اللہ من از اہلبیت توام فرمود کہ انك علی خیر ازین جہت ست کہ آل عبا بر ین پنج تن طلاق می کنند۔ شعر

آل عبا رسول اللہ وابنتہ ٭
والمرتضیٰ ثم سبطاہ اذا جمعوا

و بعضی دیگر تفاسیر از انس بن مالک نقل کنند کہ چون وقت نماز بر در خانہ فاطمہؓ بگذشتے و الصلوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا فرمودی۔ (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۲۰۰)

جب حضرت کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس کمبل میں اُنکو لے لیا اور فرمایا کہ بارالٰہا یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے پلیدی کو دور کر کے پاک و پاکیزہ فرما۔ اس اثنا میں آیہ انما یرید اللہ لیذھب الخ نازل ہوئی (ام سلمہؓ کہتی ہیں) کہ میں نے بھی اپنا سر کمبل میں داخل کر کے کہا یا رسول اللہ میں تمہارے اہلبیت میں نہیں فرمایا کہ تم خیر پر ہو اسی وجہ سے آل عبا کا اطلاق انھیں پانچ پر ہوتا ہے

شعر: آل عبا رسول خدا اور اُن کی بیٹی فاطمہ زہراؑ اور علی مرتضیٰ اور حسنین علیہم السلام ہیں جبکہ جمع ہوئے

اور دیگر تفاسیر میں انسؓ بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ جب نماز کے وقت حضرت فاطمہ کے دروازے پر گزر ہوتا تو آپ الصلوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا فرماتے تھے۔

صحیح مسلم۔ ینابیع المودۃ۔ تفسیر ثعلبی۔ جذب القلوب۔ جواہر العقدین۔ صواعق محرقہ۔ مودۃ القربےٰ۔ اور تفسیر کبیر۔ ان سب میں ہے کہ آیت پنجتن پاک ہی کی شان میں ہے۔

تیسری — فمن حاجك فیہ من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع

پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا اسکے بعد اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰ کے بارہ میں حجت کرے تو کہو کہ

ابنائنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم | اچھا میدان مین آؤ ہم اپنے بیٹون کو بلائین تم
وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل | اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو بلائین تم اپنی
لعنة الله علی الکاذبین | عورتون کو اور ہم اپنی جانون کو بلائین تم اپنی جانون کو
یارہ ۳ سورۂ آل عمران | پھر ہم سب ملکر خدا کی درگاہ مین گڑگڑائین اور
ع ۱۴ | جھوٹون پر خدا کی لعنت کرین۔

شان نزول اس آیۂ وافی ہدایہ کا جو تحریر کیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ :۔

حضرت عیسیٰ کے بارہ مین نجران کے نصاریٰ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاکھ سمجھایا کہ عیسے کو خدا کا بیٹا نہ کہو حضرت آدم کی بھی مثال دی مگر ان لوگون نے ایک نہ سنی آخر آپنے حکم خدا سے قسا قسمی کی ٹھہرائی جسے مباہلہ کہتے ہین اور یہ قول وقرار ہوا کہ فلان جگہ فلان وقت ہم اور تم دونون اپنے بیٹے عورتون اور جانون کو لیکر جمع ہون اور ایک دوسرے پر لعنت کرین اور خدا سے عذاب کے خواستگار ہون جس دن یہ مباہلہ ہونے والا تھا آپ نے تڑکے حضرت سلمان کو ایک سُرخ کملی اور چار لکڑیان دیکر اسمین ایک چھوٹا سا سایبان کھڑا کرنے کو روانہ کیا اور خود اس شان سے برآمد ہوے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو بغل مین لیا اور جناب امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ تھاما۔ اور جناب سیدہ علیہا السلام کو اپنے پیچھے اور جناب امیر علیہ السلام کو اُنکے پیچھے لیا۔ خلاصہ یہ کہ آپ نے بیٹون کی جگہ نواسون کو اور عورتون کی جگہ اپنی صاحبزادی جناب فاطمہؑ کو اور اپنی جان کی جگہ حضرت علیؑ کو لیا۔ اور دعا کی کہ خداوندا ہر نبی کے اہلبیت ہوتے ہین یہ میرے اہلبیت ہین ان کو ہر برائی سے پاک وپاکیزہ رکھ۔ الغرض جب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شان سے میدان مین پہونچے تو نصارے کا سردار عاقب آپکی طرف دیکھکر اپنے لوگون سے کہنے لگا خدا کی قسم مین ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہون اگر یہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے

ہٹ جائے گی کہیں گے تو یقیناً ہٹ جائے گا خیریت اسی میں ہے کہ مباہلہ سے ہاتھ اٹھا لو ورنہ قیامت تک نسل نصاریٰ سے ایک بچہ نہ بچے گا آخر ان لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ واللہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو خدا ان کو بندر کی صورت میں مسخ کر دیتا

ہم بعض مفسرین اہلسنت کے اقوال و اسناد بھی پیش کرتے ہیں جس سے ہمارے قول کی صداقت پورے طور سے ہو جائے گی ملاحظہ ہو :۔

(۱)	عن سعد بن ابی وقاص قال	سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ
	لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع	جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے نبی اہل
	ابنائنا وابنائکم ونسائنا و	نجران سے کہو آؤ بلائیں اپنے بیٹوں اور تمہارے
	انفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل	بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو
	لعنة الله على الكاذبين دعا	اور ہم اپنی جانوں کو اور تم اپنی جانوں کو پھر دعا
	رسول الله صلی الله علیه وسلم	کریں جھوٹوں پر لعنت کریں تب جناب رسول اللہ
	علیا وفاطمة وحسنا وحسینا و	صلی اللہ علیہ وسلم نے علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام
	قال اللهم هؤلاء اهل بیتی اخرجه احمد	کو بلا کر کہا کہ اے میرے پروردگار یہی میرے اہلبیت
	والمسلم والترمذی ونسائی فی الخصائص	ہیں (ارجح المطالب صفحہ ۵۵)
(۲)	عن ابن عباس قال ان رهطا من	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاریٰ نجران
	نجران قدموا علی رسول الله صلی	چند آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر
	الله علیه وسلم فقالوا ما شانك	کہنے لگے کہ آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہیں آپ نے
	تذکر صاحبنا قال من هو قالوا	فرمایا کہ وہ کون ہیں بولے عیسیٰ کہ جنکی نسبت آپ یہ گمان کرتے
	عیسیٰ تزعم انه عبد الله قال اجل	ہیں کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ گمان بجا ہے

قالوا فهل رأيت مثل عيسى	وہ کہنے لگے کہ آپ ہی جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھا دیں
وانبئت به ثم خرجوا من عنده	یا آپ کو ان کے جیسے کا پتہ لگا ہے تو بتائیں یہ
فجاء جبرئيل فقال له قل لهم	کہکر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے، پس حضرت جبرئیل
اذا اتوك ان مثل عيسى عند الله	علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لائے اور کہنے
كمثل ادم. وفي روايته ان	لگے کہ جب وہ لوگ آئیں آپ ان سے کہدیں کہ خدا
احدا منهم قال له المسيح ابن	کے نزدیک عیسی بعینہ حضرت آدم کی طرح سے ہیں
الله لا اب له وقال الاخر هو الله	ایک روایت میں ہے کہ نجران کے لوگوں میں سے
لانه احى الموتى واخبر عن	ایک شخص نے حضرت کی جناب میں عرض کیا مسیح
الغيوب وابرء الاكمه والابرص	خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہیں ہے اسکے ساتھ
وخلق من الطين طيرا وتزعم	والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے مردے
انه عبد الله فقال صلى الله	زندہ کیا کرتے تھے اور غیب کی باتیں بیان کرتے تھے، واندھے
عليه وسلم هو عبد الله وكلمته	اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مٹی سے جانور بناتے تھے آپ کو
القاها الى مريم فغضبوا وقالوا	خدا کا بندہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا
انما لا نرضى الا ان تقول هو	کا بندہ اور اس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف
الله وقالوا ان كنت صادقا	القا کیا گیا تھا وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہیں
فارنا عبد الله يحيى الموتى	راضی ہونگے جب تک کہ آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا
ويشفى الاكمه والابرص	تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا
ويخلق من الطين طيرا فينفخ	کا بندہ ایسا دکھا دیں جو مردوں کو زندہ کرے
فيه فيطير فسكت عنهم	اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے

فنزل الوحی یقول لہ تعالیٰ
لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو
المسیح ابن مریم و قولہ تعالیٰ
فمن حاجّک فیہ من بعد
ما جاءک من العلم فقل تعالوا
ندع ابناءنا وابناءکم و
نساءنا ونساءکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتھل فنجعل
لعنۃ اللہ علی الکاذبین
ثم قال لھم ان اللہ امرنی
ان لم تنقادوا الاسلام اباھلکم
ثم انھم وعدوا الی الغد لما
اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اقبل مع علی والحسن
والحسین وفاطمہ وعند
ذلک قال لھم اسقف انی
لاری وجوھا لو سئل اللہ ان
اللہ ان یزیل لھم الجبل
لازالہ فلا تباھلوا فتھلکم

جانور بنائے اور پھر انہیں روح پھونکی اور وہ
اڑجائیں۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
خاموش ہوگئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے کہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ
جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہ
تعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے
اس کے بعد کہ تجھے اسکا علم آگیا ہے پس کہدے
آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم
اپنی عورتوں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں
اور تم اپنی جانوں کو پھر بد دعا کریں اور
اللہ کی لعنت بھیجیں جھوٹوں پر۔ پھر آپ نے نصاریٰ
کے گروہ سے ارشاد کیا کہ اگر تم اسلام کے مطیع نہ ہوگے
تو خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے میں تم سے مباہلہ
کروں پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا
جب صبح ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو
ساتھ لیکر تشریف لائے اسقف نے اُن سے کہا
واللہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے
یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو

[illegible] الارض [illegible] خدائے تعالیٰ ان پر آگ جلد سے ٹلا دے گا ۔ تو

[illegible] ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ زمین پر ان نصرانی

(اخرجہ ابو حاتم) باقی نہ رہے گا ایں عقب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

(ایسا صفحہ ۵۵) وسلم سے عرض کیا کہ ہم مباہلہ نہین کرتے ۔

۲ [illegible] رسالہ موسومہ [illegible] جو بہ ترتیب سالکۂ علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند دربان روا [illegible] بھوپال [illegible] تنسیم [illegible] طبقۂ نسوان بعد ملاحظہ و اصلاح جناب مولوی حبیب الرحمن خانصاحب شیروانی رئیس علی گڈھ و صدر الصدور المخاطب بہ نواب صدر یار جنگ بہادر امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن مطبوعہ علیگڈھ شایع ہوا ہے اسکے صفحہ ۱۰۰ مین یہ واقعہ ان الفاظ مین لکھا ہے:۔

"نجران کے عیسائیون کے پاس جب رسول اللہ کا خط پہونچا تو اُنھون نے اپنی قوم کے چودہ آدمی مدینہ بھیجے رسول اللہ نے انکو سمجھایا کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ماننا بہت بری بات ہے اگر حضرت عیسیٰ اسوجہ سے خدا کے بیٹے ہوے کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوے تھے تو حضرت آدم کو ضرور خدا کا بیٹا ہونا چاہیئے یہ دلیل انکے سمجھ مین آگئی لیکن اپنے عقیدے پر قائم رہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا رسول اللہ نے خدا کے حکم سے ارشاد فرمایا اچھا یون نہین مانتے تو آؤ مباہلہ کرین یعنی ہم اپنے اپنے بال بچون کو لائین اور خدا سے دعا مانگین کہ جو جھوٹا ہو وہ دنیا سے میست و نابود ہو جائے۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ مباہلہ کرنے تشریف لائے آپ امام حسن کی انگلی پکڑے ہوے تھے گود مین امام حسین تھے پیچھے حضرت فاطمہ زہرا اونکے عقب مین حضرت علی تھے ابو الحارث بن علقمہ ایک عالم بھی عیسائیون کے ساتھ تھا اُس نے آپکے اور آپکے اہلبیت کو دیکھکر اپنے لوگون سے کہا اے بھائیو! مین اسوقت ایسی صورت دیکھ رہا ہون کہ اگر وہ پہاڑ ٹل جانے کی دعا مانگین تو پہاڑ ٹل جائے خبردار تم مباہلہ نہ کرو ورنہ تمھاری خیر نہین عیسائی یہ بات سنکر ڈر گئے اور رسول اللہ سے کہا ہم جزیہ دیا کرینگے ۔ رسول اللہ نے انکی درخواست منظور فرمائی اور رخصت کر دیا۔"

صحیح مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوئی تو آنحضرت نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو طلب فرمایا اور کہا کہ اللھم ھولاء اھلبیتی یعنی یہی بزرگوار اہل کسا ہین اور یہی بزرگوار مصداق آیۂ تطہیر ہین پس ثابت ہوا کہ بعد پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی حضرات کل اہل عالم سے افضل و برتر ہین اگر اور کوئی ان کے مساوی ہوتا تو وہ ضرور شریک کیا جاتا جیسا کہ مودۃ القربی مین لکھا ہے

لو علم اللہ تعالیٰ ان فی الارض عباد اکرم من علی و فاطمۃ والحسن والحسین لامرنی ان اباھل بھم و لکن امرنی بالمباھلۃ مع ھؤلاء وھم افضل الخلق فغلبت بھم النصاری	یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر سطح زمین پر عالم الغیب کے نزدیک کوئی شخص علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے بہتر ہوتا تو حق تعالیٰ اسی شخص کو ساتھ لیکر مباہلہ کرنے کیلئے مجھے حکم دیتا مگر چونکہ یہی تمام خلائق سے افضل و اکرم ہین اس لئے انہی کو لیکر نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کا حکم خدا نے مجھے دیا اور انکی وجہ سے نصاریٰ مغلوب ہو گئے۔

اس مباہلہ سے چند امور ظاہر ہوے :-

پہلے. حقیت حضرت رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دوسرے۔ آل عبا علیہم السلام بزرگترین خلق تھے کہ ان کو حضرت نے اپنے ساتھ مباہلہ مین شریک کیا

تیسرے۔ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عزیزترین خلق تھے کہ حضرت اظہار حقیت کیلئے انکو مقام دعا پر اپنے ہمراہ لائے۔

چوتھے یہ کہ حسنؑ و حسینؑ یقینی حضرت کے فرزند قرار پائے اور ان کا رتبہ باوجود صغر سنی سب صحابہ سے خدا و رسول کے نزدیک زیادہ تر ہوا۔

پانچوین یہ کہ حضرت فاطمہؑ زنان عالم سے بہترین و افضل اور سب عزیزون اور بیبیون سے آنحضرت صلعم

کے نزدیک مخصوص تر اور قریب تر تھین اور خدا کے نزدیک جملہ عورتون سے زیادہ عالی مرتبہ۔

چھٹے یہ کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام باتفاق سنی و شیعہ داخل مباہلہ تھے اور ابنا و نسا کا مصداق نہ تھے بلکہ داخل نفسنا تھے یعنی بمنزلۂ نفس و جان پیغمبر آخرالزمان صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پس جو کمالات کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین مجتمع تھے چاہیئے کہ جناب امیر علیہ السلام مین بھی باستثناء پیغمبری ہون

ملاحظہ ہو حملۂ احمدیہ صفحہ ۴۰ ہم صحیفۂ جناب شمس العلماء مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ

الحاصل اللہ جل شانہ نے جناب امیر علیہ السلام کو نفس رسول قرار دینے کے بعد اُنکی زبان مبارک مین یہ اثر عطا فرمایا کہ اگروہ رسولخدا کی دعا کے وقت اپنی زبان مبارک سے آمین ارشاد فرمائین تو پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت کرے۔ بخلاف اسکے جب صحابۂ ثلثہ رض مسجد قبا کی تعمیر کیلئے رسول خدا کے ناقہ پر سوار ہون کہ جس جگہ ناقہ خود ٹھہر جائے اُسی جگہ مسجد کی بنیاد رکھی جائے تو ناقہ اپنا قدم بھی نہ اُٹھائے جیسا کہ وفاء الوفا مین ہے۔

عن جابر بن سمرة قال لما سئل اهل القباء	جابر بن سمرہ راوی ہین کہ اہل قباء نے
النبی صلعم ان یبنی لهم مسجدا قال رسول اللہ	جب حضرت سے سوال کیا کہ ایک مسجد ان لوگون
صلعم لیقم بعضکم فیرکب الناقة فقام	کے لیے بنائی جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کوئی تم
ابوبکر رض فرکبها فلم تنبعث فرجع فقعد	مین سے ناقہ پر سوار ہو۔ ابوبکر اُٹھے اور سوار ہوے
فقام عمر رض فرکبها فلم تنبعث فرجع فقعد	مگر ناقہ نے قدم نہ اٹھایا وہ اُتر پڑے پھر عمر سوار ہوے
فقال رسول اللہ صلعم لاصحابه لیقم	تب بھی ناقہ نے قدم نہ اُٹھایا یہ بھی اُتر پڑے پھر
بعضکم فیرکب الناقة فقام علی	حضرت نے فرمایا اور کوئی سوار ہو اسپر جناب علی
فلما وضع رجلیه فی غرز الرکاب تنبعث	اُٹھے اور جب سوار ہوے اور پاے مبارک کاب مین
به قال رسول اللہ ارخو زمامها وابتنوا	رکھا تو ناقہ چلنے لگا حضرت نے فرمایا اسکی مہار چھوڑ دو
علی مدارها فانها مامورة	اور اُسکے مدار پر مسجد بناؤ کہ یہ ناقہ مامورہ ہے۔

ارجح المطالب صفحہ ۴۹۰

پس ہر عاقل وذی فہم اُن کے فضائل کا تقابل کرکے اس امر کا فیصلہ ضرور کریگا کہ انمین کون فاضل ہے اور کون مفضول اور کون عند العقل قابل پیروی واقتدا ہے اور کون لائق عدم تمسک۔

چوتھی آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا (اے رسول) کہدو کہ مین تبلیغ رسالت کا

الا المودۃ فی القربیٰ تم سے کوئی صلہ اپنے اقربا اہلبیت کی محبت کے سوا

(پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۴) نہین چاہتا۔

آیۂ مذکورۂ بالا کے متعلق جو روایات وتفاسیر اہلسنت مثل ۔ دُر ک۔ بیضاوی۔ کشاف۔ ثعلبی۔ درمنثور سیوطی۔ تفسیر کبیر صحیح بخاری۔ صحیح مسلم احمد بن حنبل مین مندرج ہین وہ ہدیۂ ناظرین کیجاتی ہین:۔

(۱) اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم ابن منذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا جب الایۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ یہ آیت نازل ہوئی توصحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ فی القربیٰ قالوا یا رسول اللہ من وہ کون آپ کے اہل قرابت ہین جن کی محبت قرابتك ھؤلاء الذین وجبت ہم پرواجب ہوئی ہے حضرت نے فرمایا وہ علی علینا مودتھم قال علی وفاطمۃ وفاطمہ اور اُن کے دونون بیٹے یعنی حسن و وولدیھا حسین ہین (علیہم السلام)

(۲) قال ابو الحسن حدثنی ابی عن جدی ایک مرتبہ تمام اصحاب مہاجرین وانصار عن امیر المومنین علی اجتمع المھاجرن نے حاضر ہوکر پیغمبر خدا سے عرض کیا کہ آپ بہت والانصار الی رسول اللہ فقالوا ان لوگون کو نفقہ دیتے ہین اور اسوجہ سے آپ کو لك یا رسول اللہ مؤنۃ فی نفقتك وفیمن عسرت وتکلیف رہتی ہے آپ ہمارے جان ومال یاتیك من الوفود وھذا اموالنا کے مالک ہین لہذا آپ ہمارے مال مین سے جسقدر

مع دمائنا فاحكم فيها بارا مأجورا
اعط ما شئت وامسك ما شئت من
غير حرج فانزل الله تعالى عليه الروح
الامين فقال ... قل لا اسئلكم
عليه اجرا الا المودة في القربى فقال
المنافقون ما حمل رسول الله على
ترك ما عرضنا عليه ليحثنا على مودة
قرابته من بعده ان هؤلاء شئ افتراه
في مجلسه فهذا بهتان عظيم فانزل
الله تعالى ام يقولون افترى على الله
كذبا فان يشاء الله يختم على قلبك
ويمحو الله الباطل ويحق الحق بكلماته
انه عليم بذات الصدور فبعث اليهم
النبي فقال هل من حديث قالوا لقد
قال بعضنا كلاما غليظا كرهناه فتلا
عليهم هذه الاية فبكوا واشتد بكاءهم
فانزل الله تعالى وهو الذي يقبل التوبة
عن عباده ويعفوا عن السيئات و
يعلم ما تفعلون (ينابيع المودة)

چاہیں سے لیں اور بقدر چاہیں چھوڑدیں پس یہ
آیت نازل ہوئی کہ ان لوگوں سے کہدو کہ ہم
اپنی رسالت کا اجر تم سے نہیں چاہتے بجز اسکے کہ
تم ہمارے قرابتداروں سے دوستی اور محبت کرو
جب رسول خدا نے یہ حکم مسلمانوں کو سنایا اور انکے
پوچھنے پر حضور نے ماسبق فرمائی کہ جن قرابتداروں
کی محبت اور دوستی کا حکم خدا نے دیا ہے وہ علی
اور فاطمہ حسن وحسین ہیں تو جو لوگ منافق تھے
باہم کہنے لگے کہ آنحضرت نے یہ حکم اپنی طرف سے
ہم کو دیا ہے تاکہ ہم ان کے بعد بھی اہلبیت کی
اطاعت کرتے رہیں پس اللہ تعالی نے آنحضرت
کو خبر کردی کہ یہ لوگ آپ پر تہمت لگاتے ہیں اور یہ
آیۂ کریمہ ام یقولون افتری علی اللہ کذبا نازل
فرمائی جب قوم نے آیۂ کریمہ کو سنا تو کہا یا رسول اللہ
آپ صادق ہیں ہم اپنے خیال سے توبہ کرتے ہیں
اسوقت یہ آیت نازل فرمائی ھو الذی یقبل
التوبۃ یعنی وہ اللہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی
توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں سے
درگذر کرتا ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ اس سے واقف ہے

(۳) ان الله تعالی جعل اهل بیت نبیه   یعنی خداوند کریم نے اپنے حبیب پیغمبر
مطابقا له فی اشیاء کثیرة عد   محمد مصطفی صلعم اور ان کے اہلبیت کو بہت سے
فخر الدین الرازی منها خمسة اشیاء   فضائل مین مطابق و مساوی قرار دیا ہے از انجملہ
احدها فی السلام قال الله تعالی   پانچ فضائل کی فخر الدین رازی نے صراحت
السلام علیك ایها النبی ورحمة   کی ہے ایک تو سلام مین کہ خداوند کریم نے
الله وبرکاته وقال لاهلبیته سلام علی   اپنے نبی کی نسبت فرمایا السلام علیك
آل یسین والثانیة فی الصلوة علی   ایها النبی ورحمة الله وبرکاته اور
النبی وعلی آله کما فی التشهد وغیره   ان کے اہلبیت کی نسبت فرمایا سلام ہے
حیث لا تکون للصلوة علیه صلعم   آل یسین پر دوسرے صلوۃ یعنی درود مین جیسا
الصلوة البترا والثالثة فی الطهارة   کہ تشہد وغیرہ مین ہے کہ بغیر آل کے شامل کیے
قال الله عزوجل طه ای طاهر ما   درود ناقص ہو۔ تیسرے طہارت مین کہ اللہ تعالے
انزلنا علیك القران لتشقی الا تذکرة   نے اپنے پیغمبر کو بخطاب طہ یعنی اے طاہر
لمن یخشی وقال لاهلبیت نبیه   یاد فرمایا اور ان کے اہلبیت کے لیے آیۂ تطہیر
انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس   نازل فرمائی چوتھے تحریم صدقہ مین حضرت نے
اهل البیت ویطهرکم تطهیرا والرابعة   فرمایا کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر صدقہ حرام ہے۔
تحریم الصدقة قال صلعم لا تحل   پانچوین محبت و مودت مین اللہ تعالے
الصدقة لمحمد ولا لآل محمد   نے فرمایا " اے پیغمبر! کہہ دو امت
والخامسة فی المودة قال الله عزوجل   سے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو
قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی   میری اطاعت کرو خدا بھی تم سے

يحببكم الله وقال لاهل بيته
قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة
فى القربى لما نزلت هذه الاية
قيل يا رسول الله من قرابتك
هؤلاء الذين وجبت علينا
مودتهم فقال على وفاطمة
وابناهما فثبت هؤلاء الاربعة
اقارب النبى واذا ثبت هذا
وجب ان يكونوا مخصوصين بمزيد
التعظيم ويدل عليه وجوه
الاول قوله تعالى الا المودة
فى القربى ووجه الاستدلال
به ما سبق الثانى لا شك
ان النبى كان يحب فاطمة
عليها السلام قال فاطمة
بضعة منى يؤذينى ما
يؤذيها وثبت بالنقل المتواتر
عن محمد صلى الله عليه
واله وسلم انه كان

محبت کرے گا۔ اہلبیت کے بارے مین فرمایا ہی
اے پیغمبر کہدو اُمت سے مین تم سے رسالت
کا اجر بجز اس کے اور کچھ نہین چاہتا کہ میرے
قرابتدارون یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین سے
دوستی و محبت کرو یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی
تو رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون قرابتدار
ہین جن کی محبت اور دوستی ہم پر واجب کیگئی
آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علےؑ اور فاطمہؑ اور
اُن کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہین
پس ثابت ہوا کہ یہی چار پیغمبر خدا کے قرابتدار
ہین جن کا ذکر اس آیہ مین ہے اور جب یہ
ثابت ہوا تو انکا مزید تعظیم کے ساتھ مخصوص ہونا
واجب ہوا اور اس امر پر چند وجوہ دلالت کرتے
ہین اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کا قول المودة فی القربیٰ
اور وجہ استدلال اس پر وہ ہے جو سابق مین بیان
ہو چکی ہے۔ دوسری یہ کہ اس مین شک نہین ہے
کہ فاطمہ کو پیغمبر خدا دوست رکھتے تھے آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ فاطمہ میری پارۂ جگر ہے جو امر اُسکی اذیت کا
باعث ہو اس سے مجھ کو اذیت ہوتی ہے پیغمبر خدا کی حدیث متواتر

يحب عليًا وفاطمة والحسن
والحسين واذا ثبت ذلك وجب على
كل الامة مثله لقوله واتبعوه
لعلكم تهتدون ولقوله تعالى
فليحذر الذين يخالفون عن امره
ولقوله تعالى قل ان كنتم
تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله
ولقوله سبحانه لقد كان لكم
في رسول الله اسوة حسنة. الثالث
ان الدعاء للآل منصب عظيم
ولذلك جعل هذا الدعا خاتمة
التشهد في الصلوٰة وهو قوله
اللهم صل على محمد وعلى آل
محمد وارحم محمدا وآل محمد
وهذا التعظيم لم يوجد في حق
غير الآل فكل ذلك يدل على
ان حب آل محمد واجب

تفسیر امام فخر الدین رازیؒ

ثابت ہوا کہ آپ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے
محبت رکھتے تھے اور جب یہ ثابت ہوا تو امت پر
ان کی محبت واجب ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ
فرماتا ہے واتبعوہ لعلکم تفلحون یعنی
متابعت کرو ہمارے پیغمبر کی تاکہ تم ہدایت پاجاؤ
اور فلیحذر الذین یعنی پرہیز کرو ان لوگون
سے جو پیغمبر کے حکم کی مخالفت کرتے ہین قل ان
کنتم تحبون الخ یعنی اے پیغمبر ہمارے اُن
لوگون سے کہدو کہ اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری
پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے اور لقد
کان لکم اسوۃ حسنۃ سے فرمایا اے لوگو
رسول اللہ کی پیروی کرو تمھارے لئے بہتر ہے
تیسرے یہ کہ آل محمد کے لئے دعا ایک مرتبہ عظیم
ہے اسی واسطے اس دعا کو نماز مین خاتمہ تشہد
قرار دیا ہے یعنی اللھم صل علی محمد و آل
محمد وارحم محمدا و آل محمد اور یہ عظمت
بجز آل محمد کے کسی اور مین پائی نہین جاتی۔ لہذا
یہ تمام اُمور اسپر دلالت کرتے ہین کہ آل محمد کی محبت
واجب ہے۔

شواہد التنزیل مین ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداے پاک نے دیگر انبیاء کو متفرق اشجار سے پیدا کیا لیکن مین اور علیؑ ایک ہی درخت سے پیدا ہوے ہین مین اُس درخت کی جڑ ہون اور علیؑ اسکی شاخ ہین اور فاطمہؑ اسکے لئے شگوفہ ہین اور حسنینؑ اُس کے ثمر ہین اور شیعہ اُس کے پتے ہین پس جو کوئی اُس کی کسی شاخ سے متعلق ہوگا وہ نجات پائےگا اور جو اُس کو چھوڑ کر دوسری جانب مائل ہوگا وہ جہنم مین ڈالدیا جائےگا اگر کوئی بندہ درمیان صفا و مروہ کے تین ہزار برس خدا کی عبادت کرے یہانتک کہ شل بوسیدہ مشک کے ہوجائے اور ہماری محبت نہ رکھتا ہو خدا اُسکو منہ کے بل جہنم مین ڈالے گا یہ فرماکر آیۂ قل لا اسئلکم پڑھی۔

اس جگہ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ دیگر انبیا و مرسلین اپنی اپنی امتون سے طالب اجر رسالت نہین ہوے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اُمت سے فرمایا۔

ویٰقوم لا اسئلکم علیہ مالا ان اجری الا علی اللہ — اور اے قوم مین اس نصیحت کے صلہ مین تم سے کچھ مال طلب نہین کرتا میری مزدوری تو صرف اللہ پر ہے۔ (پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۳)

اسیطرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی اُمت سے فرمایا:۔

یٰقوم لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی الذی فطرنی افلا تعقلون — اے میری قوم اس نصیحت (وہدایت) کے عوض مین تم سے کچھ مزدوری نہین مانگتا میری مزدوری اُسکے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا کیا تم نہین سمجھتے۔ (پارہ ۱۲ سورہ ہود رکوع ۵)

لیکن اصحاب رسولؐ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدعا کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ ہم سے جس قدر مال چاہین اجر رسالت مین لے لین قبل اس کے کہ آپ اُن کے اس سوال کا جواب دین۔ خود

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیۂ کریمہ قل لا اسئلکم الخ نازل فرمائی۔ پس اس ارشاد باریتعالیٰ سے آل رسولؐ کی اس عزت و منزلت کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے جو پیش خداے عز وجل ان خاصان خدا کی تھی لہذا جس طرح جمیع انبیا و مرسلین سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معزز و ممتاز ہین اسی طرح آل رسول بھی کل انبیا و مرسلین کی آل و اولاد سے ممتاز ہے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے بجز آل محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا اور کسی نبیؐ و مرسل کی آل و اولاد کو یہ درجہ اور مرتبہ عطا نہین فرمایا کہ اُن کی مودت مثل مودت آل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امت پر فرض کیگئی ہو۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد

یا یون اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد — آیا گردانتے ہو تم حاجیون کیو پانی پلانا اور رہنا
الحرام کمن آمن باللہ والیوم الاخر — مسجد الحرام کا مثل اُس شخص کے اعمال کے جو ایمان
وجاھد فی سبیل اللہ لا یستوٗن عند — لایا ہے خدا اور روز قیامت پر اور جس نے خدا کی
اللہ واللہ لا یھدی القوم الظالمین — راہ مین جہاد کیا خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر
(پارہ ۱۰ سورہ توبہ ع) — نہین ہین اور خدا ظالمون کو ہدایت نہین کرتا

مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عباسؓ کے حق مین نازل ہوئی ہے اُن کا قول نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الایۃ فی علی و — یہ آیت حسب بیان ابن عباس علی اور عباس
عباس اخرج ابو داؤد وابو الشیخ عبد الرزاق وابن — کے حق مین نازل ہوئی ابو داؤد ابو الشیخ عبد الرزاق
ابی شیبہ وابن ابی جریر وابن مندۃ والثعلبی فی — ابن ابی شیبہ ابن جریر ابن مندہ اور ثعلبی اپنی
تفسیرہ والواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول — تفسیر مین۔ واحدی اسباب النزول مین اور
والقرطبی وابن اثیر فی جامع الاصول والنسائی فی سننہ — قرطبی اور ابن اثیر جامع الاصول مین نسائی سنن مین
والسیوطی فی الدر المنثور والحافظ ابو نعیم اخرجہ ابوبکر بن مردویہ — اور سیوطی درِ منثور مین اور حافظ ابو نعیم

فی فضائل الصحابة قالوا ان علیا والعباس — فضائل صحابہ مین روایت کرتے ہین کہ جناب امیرؑ
وطلحة ابن ابی شیبة افتخروا فقال طلحة — اور عباس اور طلحہ ابن ابی شیبہ باہم فخر و مباہات
انا صاحب البیت مفتاحه بیدی و — کرنے لگے طلحہ نے کہا کہ مین خانہ کعبہ کا متولی ہون
لوشئت کنت فیه فقال العباس — اگر مین چاہون تو اسی مین رہا کرون۔ عباس
انا صاحب السقایة والقائم علیها — رضی اللہ عنہ نے کہا مین زمزم کا متولی ہون اور
فقال علی لا ادری لقد صلیت ستة — اُس پر کھڑا ہونے والا ہون۔ پس جناب امیرؑ
اشهر قبل الناس وانا صاحب الجهاد — نے فرمایا مین نہین جانتا کہ تم کیا کہتے ہو مین نے
فی سبیل الله فانزل الله تعالیٰ — چھ ماہ قبل تمام لوگون سے نماز پڑھی ہے اور
اجعلتم سقایة الحاج الخ — مین خدا کے راہ مین جہاد کرنے والا ہون پس
(ارجح المطالب صفحہ ۱۶۴) — خداوند تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا

احادیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

اب چند احادیث نبوی بھی کتب اہلسنت سے نقل کی جاتی ہین ملاحظہ ہون

پہلی حدیث

عن یحیی بن عوف قال انی — یحیی بن عوف کہتے ہین کہ مین ابن عباس
جالس الی ابن عباس فاتاه تسعة — کے پاس بیٹھا تھا کہ نو قبیلون کے آدمی ان کے
رهط فقالوا اما ان تقوموا معنا — پاس آئے انھون نے کہا تم ہمارے ساتھ کھڑے
واما ان تخلو بهؤلاء وهو یومئذ — ہوجاؤ یا تخلیہ مین ہوجاؤ۔ ابن عباس اس زمانہ
صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم — تک نابینا نہ ہوے تھے تندرست تھے ابن عباس
معکم۔ — نے کہا مین تمھارے ساتھ اٹھتا ہون۔
فتحدثوا فلا ادری ما قالوا — پس ان لوگون نے کچھ ان سے کہا راوی کہتا ہے مین
فجاء وهو ینفض ثوبه و — نہین جانتا کہ کیا باتین ہوئین ابن عوف وہان سے

يقول اف وتف لبغون في	آئے اور اپنے کپڑے جھٹک رہے تھے اور یہ کہتے
رجل له عز وقعوا في	جاتے تھے کہ اف او تف ہے اُن لوگون پر جو
رجل فقال رسول الله صلعم	اس شخص کی نسبت کلام کرتے ہین مراد علیؑ بن
لابعثن رجلا يحب الله	ابیطالب سے ہے جس کے بارے مین رسول خداؐ
ورسوله ويحبه الله	نے فرمایا ہے کہ مین اس مرد کو بھیجون گا جس کو خدا
ورسوله لايخزيه الله ابدا	و رسول دوست رکھتا ہے اور وہ خدا و رسول کو
فاشرف من اشرف	دوست رکھتا ہے اور اس کو خدا رسوا نہ کرے گا آئے
فقال اين علي قيل هو	سن کر جس جس کو گردن بڑھانی تھی اُس نے
في الرحى يطحن قال وما	بڑھائی (یعنی طمع منصب مین) پس رسول خدا صلعم
كان احدكم يطحن	نے فرمایا کہان ہین علی لوگون نے کہا وہ چکی
من قبله فدعاه وهو	پیس رہے ہین پس رسول خدا نے فرمایا کہ تم مین
ارمد ما كان ان يبصر	سے کوئی ایسا نہ تھا جو ان کے لئے پہلے ہی سے
فنفث في عينيه ثم هز	پیس دیتا پس حضرت کو طلب کیا حضرت کی آنکھین
الراية ثلثا فدفعها اليه	ایسی آشوب کر آئی تھین کہ وہ دیکھ نہ سکتے تھے
فجاء بصفية بنت حي و	آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن مبارک اُن کی
وبعث ابا بكر بسورة التوبة	آنکھون پر ملا پس آنحضرتؐ نے تین مرتبہ علم کو
وبعث عليا خلفه	جنبش دی اور اُس کے بعد جناب امیرؑ کو
فاخذها منه وقال لا	مرحمت فرمایا پھر جناب امیرؑ وہان سے صفیہ
يذهب بها الا رجل من	بنت حی بن اخطب کو لیکر آئے پھر آنحضرت صلعم کی

اهلبیتی وهو منی وانا
منه ودعا رسول الله الحسن
والحسین وعلیا وفاطمة
ومد علیهم ثوبا فقال
اللهم هولاء اهلبیتی وخاصتی
فاذهب عنهم الرجس وطهرهم
تطهیرا وکان اول من امن
الناس بعد خدیجة ولبس
ثوب النبی صلی الله علیه
وسلم وهم یحسبون انه
نبی الله فجاء ابوبکر رض
فقال یا نبی الله!
فقال علی رض ان النبی
قد ذهب نحو بیر میمون
فاتبعه فدخل معه
الغار فکان المشرکون
یرمون علیا حتی اصبح
وخرج بالناس فی غزوة
تبوک فقال علی رض

ازواج سے تھین، اور آنحضرت نے ابوبکر کو سورۂ توبہ دیکر
بھیجا اور اُنکے عقب مین جناب امیر کو روانہ فرمایا اُنھون
نے جاکر وہ سورۂ توبہ حضرت ابوبکر سے لیلیا آنحضرت نے
فرمایا اس سورہ کو کوئی نہین لیجا سکتا مگر ہان وہ شخص
جو میرے اہلبیت سے ہو اور علی مجھ سے ہین اور مین علی
سے ہون حضرت رسول خدا نے امام حسن و حسین علی و فاطمہ
کو طلب فرمایا اور ان لوگون کو اپنی چادر مین لے لیا
بعد اُسکے فرمایا خدایا یہ لوگ میری اہلبیت اور خواص
سے ہین ان سے نجاست کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک
کر جیسا کہ پاک ہونا چاہیئے علی ان پہلے مردون سے
ہین کہ جو خدیجہ کبری کے بعد سب سے پہلے حضرت
رسول خدا پر ایمان لائے علی نے ردائے مبارک حضرت
رسول خدا اوڑھ لی اور کفار نے یہ کہا کہ یہ رسول خدا
ہین پس حضرت ابوبکر آئے اور کہنے لگے کہ یا نبی اللہ
جناب امیر نے جواب دیا رسول خدا چاہ میمون
کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر بھی انکے پیچھے
وہان گئے اور اُنکے شریک غار رہے۔ کفار رات بھر
جناب امیر پر پتھر برسایا کیئے یہان تک کہ سفیدی سحر
نمایان ہوئی جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو جانے لگے

اخرج معك فقال لا فبكى قال	تو جناب میر نے کہا کہ نہین بس آپ کے ہمراہ سیون حضرت
اما ترضى ان تكون منى بمنزلة	نے فرمایا نہین علیؑ رونے لگے رسول خدا صلعم نے فرمایا
هارون من موسى الا انك	کیا تم راضی نہین ہو کہ تمھارا مرتبہ میرے ساتھ ویسا ہو
لست بنبي انت خليفتي على كل	جو حضرت ہارون کا حضرت موسی کے ساتھ تھا مگر
مومن من بعدي قال و سد	فرق یہ ہو کہ وہ نبی تھے اور تم نبی نہین ہو بعد اسکے
ابواب المسجد غير باب علي	ارشاد فرمایا کہ تمام مومنین پر تم حاکم ہو میرے بعد
قال كان يدخل المسجد وهو	حضرت ابن عباس نے کہا کہ رسول خدا نے مسجد
جنب وهو طريقه وليس له	کے تمام دروازے بند کردئے سوائے دروازہ علی
طريق غيره وقال من كنت	کے کہ وہ کھلا رہا جناب میر حالت جنابت میں مسجد
وليه فعلي وليه	مین تشریف لے جاتے تھے اور جناب امیر کے لئے مسجد
خصائص امام نسائی	نبوی سے رستہ تھا اس کے سوا کوئی راہ ان کے
صفحہ ۲۲	آنے کی نہ تھی حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ مین جسکا
صحیح مسلم	حاکم ہون علی بھی اسکا حاکم ہے

یہ حدیث ازالۃ الخفا اور مفتاح النجاۃ وغیرہ وغیرہ مین بھی ہے۔

دوسری عن علي عليه السلام قال قال	یعنی خود حضرت علی علیہ السلام ناقل مین کہ
رسول الله يوم فتحت خيبر لولا ان	جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اگر تمھارے بارہ مین
تقول طائفة من امتي ما قالت	میری امت مین لوگ وہ باتین نہ کرنے لگتے جو
النصارى في عيسى بن مريم لقلت	نصاری حضرت عیسی بن مریم کی نسبت کرتے ہین تو
فيك اليوم مقالا بحيث لا تمر على ملاء	آج مین تمھاری شان مین وہ بات کہتا کہ تم جدھر

من المسلمين الا اخذ بالتراب من | مسلمانون کی طرف سے ہو کر نکلتے لوگ تمھارے
تحت رجليك وفضل طهورك يستشفوا | قدم کی گرد تک نہ چھوڑتے اور بچے ہوے آب طہارت
بها ولكن حسبك ان تكون مني و | سے شفاے کلی حاصل کرتے تاہم اسی قدر کہنا
انا منك ترثني وانا وارثك وانت | کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون تم میرے
مني بمنزلة هارون من موسى | وارث ہو مین تمھارا وارث ہون تم میرے بھائی
الا انه لا نبي بعدي يا علي | اور وزیر ایسے ہو کہ جیسے ہارون موسی کے تھے لیکن
انت تؤدي ديني وتقاتل | بعد میرے نبی نہوگا. تم میرا قرض ادا کروگے تم
على سنتي وانت في الاخرة | میری سنت پر جہاد کروگے تم روز آخرت سب
اقرب الناس مني وانك غدا | مین سے مجھ سے قریب ہوگے تم حوض کوثر پر سب سے
على الحوض خليفتي تذود عنه | پہلے میرے پاس پہونچوگے اور وہان بھی میرے
المنافقين وانت اول من يرد | خلیفہ ہوگے تم منافقون کو وہان سے دور کروگے
على الحوض وانت اول داخل في | تم تمام امت سے پہلے حوض کوثر پر پہونچوگے
الجنة من امتي وشيعتك على | اور میری امت سے پہلے جنت مین جاؤگے تمھارے
منابر من نور رواء مرويين مبيضة | شیعون کو نور کے ممبرون پر جگہ ملے گی وہ سیراب
وجوههم حولي اشفع لهم فيكونون | ہون گے - ان کے چہرے نورانی ہون گے
غدا في الجنة جيراني وان اعداءك | وہ سب میرے گرد ہونگے مین ان کی شفاعت
غدا ظماء مظمئين مسودة وجوههم | کرونگا وہ جنت مین میرے ہمسایہ ہون گے
مقمحون ومقمعون يضربون | اور تمھارے دشمن پیاسے ہون گے چہرے انکے
بالمقامع وهي سياط من مقمحين | کالے ہونگے اونکی شکلین کسی ہونگی جہنم مین آتشین

حربك حربي وسلمك سلمي و	تازیانوں سے ارے بائیں گے تم سے جنگ مجھ سے
سرك سري وعلانيتك علانيتي	جنگ ہے تمہاری صلح میری صلح ہے تمہارا راز میرا
وسريرة صدرك كسريرة صدري	راز ہے تمہارا اعلان میرا اعلان ہے جو تمہارے
وانت باب علمي وان ولدك	سینے میں ہے وہ میرے سینہ میں ہو تم میرے شہر
ولدي ولحمك لحمي ودمك	علم کے دروازے ہو تمہاری اولاد میری اولاد ہے
دمي وان الحق على لسانك و	تمہارا گوشت میرا گوشت تمہارا خون میرا خون ہے
في قلبك وبين عينيك و	حق تمہاری زبان پر ہے حق تمہارے دل میں ہے
ايمان مخالط لحمك ودمك	حق تمہاری آنکھوں میں ہے اور ایمان تمہارے گوشت
كما خالط لحمي ودمي ان الله	وخون میں اس طرح مخلوط ہے جس طرح کہ میرے گوشت
عز وجل امرني ان أبشرك	وخون میں ہے اے علی میں خدا کے حکم سے تمکو بشارت
انك انت وعترتك في الجنة	دیتا ہوں کہ تم اور تمہاری اولاد جنتی ہیں اور
وعدوك في النار لا يرد على	تمہارے دشمن دوزخی ہیں اور وہ کبھی حوض کوثر
الحوض مبغض لك ولا يغيب	تک پہونچ نہیں سکتے کوئی دوست تمہارا حوض
عنه محب لك قال علي فخررت	کوثر سے محروم نہیں رہ سکتا۔ جناب علی مرتضےٰ
ساجدا لله وحمدت على ما انعم	فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں سجدہ میں گر گیا
به علي من الاسلام والقرآن	اور اسپر حمد خدا کی بجا لایا کہ اس نے اسلام و
واحبني الى خاتم النبيين وسيد	قرآن کی نعمت مجھے عطا کی اور خاتم النبیین و
المرسلين (ابن المغازلی صفحہ نمبر ۲۳۷)	سید المرسلین کا مجھے محبوب قرار دیا۔
تیسری قال رسول الله صلعم لعلي	جناب رسالت مآب صلعم نے حضرت علی کے

وضرب بین کتفیہ یاعلی لك سبع — دونوں شانوں کے درمیان دست مبارک پھیر کر
خصال لایحاجك فیهن احد — ارشاد فرمایا کہ یا علی تم میں سات صفات ایسے
یوم القیمۃ انت اول المومنین — ہیں کہ بروز قیامت کوئی شخص ان میں تمہاری
باللہ ایمانا واوفاهم بعهد اللہ — برابری نہیں کرسکتا۔ تم جملہ مومنین سے پہلے خدا پر
واقواهم بامر اللہ وارفقهم — ایمان لائے سب مومنین سے زیادہ خدا کا کام بجا
بالرعیۃ واقسمهم بالسویۃ و — لانیوالے ہو۔ اور سب سے زیادہ خدا کے احکام کی پابندی
اعلمهم بالقضیۃ واعظمهم — کرنے والے ہو اور سب سے بڑھ کرامت پر مہربان ہو
رتبۃ یوم القیمۃ — اور سب سے سوا امت پر مساوی طور پر تقسیم کرنے والے ہو
سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے کی لیاقت رکھتے ہو
قیامت کے روز تمہارا درجہ اور مرتبہ سب سے زیادہ ہوگا

چوتھی — قال رسول اللہ النجوم امان — یعنی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب — نے ارشاد فرمایا کہ ستارے اہل سماوات کے لئے
اهل السماء واهل بیتی امان — باعث امن ہیں جب وہ فنا ہوجائیں گے تو
لاهل الارض فاذا ذهب اهل بیتی — اہل سموات بھی فنا ہوجائینگے اور میرے اہلبیت
ذهب اهل الارض — اہل زمین کے لئے باعث امن ہیں جب وہ ہلاک
(مناقب امام احمد بن حنبل) — ہوجائینگے تو اہل زمین بھی ہلاک ہوجائینگے

پانچویں — عن ابی الزبیر المکی قال سمعت — ابو زبیر مکی کہتے ہیں کہ میں نے جابر سے سنا ہو
جابر بن عبد اللہ یقول کان — کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم کوہ عرفات پر
رسول اللہ صلعم بعرفات وعلی تجاہ — رونق افروز تھے کہ جناب امیر حضرت کے سامنے

فاومی النبی صلی الله علیہ وسلم — آرہے تھے آنحضرت صلعم نے اُن کو اشارہ سے اپنے
الی علی وقال ادن منی فدنا علی — پاس بلایا جب وہ حضور مین حاضر ہوئے تو آپنے
منہ فقال خمسک فی خمسی یعنی — ارشاد کیا کہ تیرا پنجہ میرے پنجہ مین یعنی تیرا ہاتھ
کفک فی کفی یا علی خلقت انا وانت — میرے ہاتھ مین یا علی مین اور تو ایک شجرے پیدا
من شجرۃ انا اصلها وانت فرعها — ہوئے ہین مین اوسکی اصل ہون اور تو اوسکی فرع
والحسن والحسین اغصانها من تعلق — ہے حسنؑ حسینؑ اُسکی شاخین ہین جس نے کسی شاخ
بغصن منها ادخله الله الجنة یا علی — کو پکڑا خدا نے اُسے جنت مین داخل کیا اے علی
لو ان امتی صاموا حتی یکونوا کالحنایا — اگر میری امت کے لوگ اسقدر روزے رکھین کہ
وصلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوک — مثل کمان خمیدہ ہو جائین اور یہان تک نماز
لاکبهم الله تبارک وتعالی علی — پڑھین کہ مثل تار باریک ہو جائین پھر اگر تجھ سے
وجوههم فی النار۔ اخرجہ عبداللہ بن احمد بن حنبل وابو نعیم — بغض رکھین تو خدائے تعالیٰ اُن کو منہ کے بل دوزخ
وابن المغازلی فی المناقب والطبرانی وابن عساکر (ایضاً صفحہ ۲۵۰) — کی آگ مین گرائے گا۔

چھٹے

عن ابن عباس رضی الله عنه قال — عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت
قال رسول الله صلعم خلق الله تعالی — کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم ارشاد فرماتے تھے
قضیبا من نور قبل ان یخلق الدنیا — کہ دنیا کی پیدائش سے چالیس ہزار برس پہلے
باربعین الف عام فجعله امام العرش — خدا تعالیٰ نے ایک نور کی چھڑی پیدا کرکے عرش کے
حتی کان اول شعبتی فشق منه — سامنے گاڑ دی یہانتک کہ میری پیدائش کا آغاز
نصفه فخلق منه نبیکم فالنصف الاخر — ہوا اُسمین سے آدھی توڑ کر تمھارے نبی کو پیدا کیا
علی بن ابی طالب ع — اور دوسرے آدھے ٹکڑے سے علی بن ابیطالبؑ کو

(اخرجه الخطیب البغدادی فی تاریخه ومحمد یوسف الگنجی الشافعی فی کفایة الطالب والترمذی شهاب الدین احمد والحموینی عن ابن عباس قال سمعت رسول الله یقول لعلی خلقت انا وانت من نور الله تعالی (ایضاً صفحہ ۴۹)

کو پیدا کیا۔ حموینی ابن عباس سے ناقل ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت علی سے فرماتے سُنا ہے کہ مین اور تم خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہین۔

ساتوین

عن ابی سلیمان راعی رسول الله صلعم یقول لیلة اسری بی الی السماء قال لی الجلیل جل جلاله یا محمد من خلفت فی امتك قلت خیرها قال علی بن ابیطالب قلت نعم یارب قال یا محمد اطلعت الی اهل الارض اطلاعا فاخترتك منها فشققت لك اسما من اسمائی فانا المحمود وانت محمد ثم اطلعت الثانیة فاخترت منها علیا وشققت له اسما من اسمائی فانا الاعلی وهو علی یا محمد انی خلقتك وعلیا من سنخ نور من نوری وعرضت ولایتکما علی اهل السموات والارض فمن

جناب رسول اللہ صلعم کے گلہ بان ابو سلیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ شب معراج مین پروردگار جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یا محمدؐ تم اپنی اُمت مین اپنی جگہ پر کس کو چھوڑ آئے ہو مین نے عرض کیا انکے بہتر و برتر کو فرمایا کیا علی بن ابیطالب کو مین نے عرض کیا ہان اسی پروردگار نے فرمایا یا محمد مین نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھکر تم کو برگزیدہ کیا اور اپنے نامون مین سے ایک نام سے تمھارا نام مشتق کیا پس مین محمود ہون اور تم محمدؐ ہو پھر مین نے دوبارہ زمین کے لوگون کو دیکھا اور علیؑ بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اُسکے لئے بھی ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا پس مین اعلی ہون اور وہ علیؑ ہے یا محمدؐ مین نے تم کو اور علیؑ کو اپنے اصلی نور سے مخلوق کیا اور تم دونون کی

قبلها كان عندي من المؤمنين ومن جحدها كان من الكافرين

ولایت کو اہل آسمان اور زمین کے سامنے پیش کیا پس جسنے اسکو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا اور جسنے اس سے انکار کیا کافر کے گروہ مین سے بنگیا۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۰)

آٹھوین

عن ابن عباس قال لما اخى رسول الله صلعم من المهاجرين والانصار وهو انه صلى الله عليه وسلم اخى بين ابي بكر وعمر رضي الله عنهما وبين عثمان وعبد الرحمن بن عوف واخى بين طلحة وزبير واخى بين ابي ذر الغفاري والمقداد رضوان الله تعالى عليهم اجمعين ولم يواخ بين علي بن ابي طالب وبين احد منهم جزع علی مغضبا حتى اتى جدولا من الارض وتوسد ذراعيه ونام فيهما فسفى عليه الريح التراب فطلبه النبي صلعم فوجده على تلك الصفة فوكز برجله وقال له قم فما صلحت الا ان تكون ابا تراب اغضبت حين اخيت

ابن عباس کہتے ہین کہ جب کہ جناب رسول خدا صلعم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اس کی یہ صورت قرار دی کہ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کا اور حضرت عثمانؓ کو عبد الرحمنؓ بن عوف کا طلحہؓ کو زبیرؓ کا اور ابوذر غفاریؓ کو مقدادؓ کا بھائی بنایا علیؑ بن ابی طالب باقی رہ گئے ان سے کسی کا رشتہ اخوت نہ ملایا۔ جناب امیر نہایت غصے سے جاکر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کو تکیہ بناکر زمین پر سو گئے۔ ہوا نے مٹی اڑا کر ان کے بدن مبارک کو گرد آلود کردیا۔ آنحضرت صلعم انکو ڈھونڈھنے گئے اور ان کو اس حالت مین پایا اور اپنے پاؤن سے ٹھکرا کر فرمایا تونے ابوتراب بننے مین اپنے لئے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے۔ جب مین نے مہاجرین اور انصار کے درمیان

بين المهاجرين والانصار ولم اواخ	بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسیکا بھائی
بينك وبين احد منهم اما ترضى ان	نہ بنایا تو تو خفا ہوگیا۔ تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے
تكون منى بمنزلة هارون من موسى	ایسا ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ سے تھے لیکن میرے بعد
الا انه لا نبى بعدى الا من احبك	کوئی نبی نہیں ہوگا آگاہ ہو کہ جو کوئی تجھ سے محبت
فقد حف بالامن والايمان ومن	کرے گا وہ امن و ایمان میں چھپا رہیگا اور جو شخص
ابغضك اماته الله ميتة جاهلية	کہ تجھ سے بغض رکھیگا خدا اُس کو کافروں کی موت
اخرجه ابو بكر الخوارزمی	مارے گا۔ (ارجح المطالب صفحہ ۱۲)
نویں — عن ابن عباس قال كان رسول الله	ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم
صلعم فى صحن الدار نائما واذا راسه	دحیۂ کلبی کے آغوش میں سر رکھے ہوئے اپنے دولتخانہ کے
فى حجر دحية الكلبى فدخل على عليه	صحن میں استراحت فرما رہے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام
السلام فقال السلام عليك كيف اصبح	تشریف لائے اور سلام علیک کرکے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رسول الله صلعم فقال بخير قال دحيه	کا مزاج پوچھا دحیہ نے جواب دیا خیریت ہے اور کہا کہ میں تم سے
انى لاحبك وان لك مدحة ازفها	محبت رکھتا ہوں آپکے چند مناقب مجھے معلوم ہیں جنکو میں
اليك انت امير المومنين وقائد الغر	آپ سے بیان کرنا چاہتا ہوں آپ تمام مومنوں کے امیر اور تمام سفید
المحجلين انت سيد ولد آدم ما خلا النبيين	دست و پا والوں کے پیشوا ہیں آپ سوا انبیاء و مرسلین کے تمام بنی آدم
والمرسلين لواء الحمد بيدك يوم القيمة	کے سردار ہیں قیامت کے دن لواء الحمد آپکے ہاتھ میں ہوگا اور
تزف انت وحزبك مع محمد صلعم	آپکا گروہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اور اُنکے گروہ کے ساتھ
وحزبه الى الجنان زفا وقد افلح من	جنت میں بھیجا ہوگا بہ تحقیق رستگار رہا وہ شخص جس نے
تولاك وخسر من تخلاك محبو	آپ سے تولا رکھا اور نقصان اٹھایا اُسنے جو آپ سے علحدہ ہوگیا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوک ومبغضوک
لن ینالهم شفاعة محمد صلعم ادن منی
یا صفوة الله فاخذ راس النبی صلی الله
علیه وسلم فوضعه فی حجره فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ما
هذه الهمهمة فاخبره الحدیث قال
لم یکن دحیة الکلبی کان
جبرئیل سماك باسم سماك الله به
وهو الذی القی محبتك فی صدور
المومنین ورهبتك فی صدور
الکافرین - اخرجه ابوبکر بن مردویه

محمد صلعم کے دوست آپ کے محب ہیں اور آپ کے دشمن
جناب محمد صلعم کی شفاعت سے ہرگز بہرہ یاب
نہونگے اے برگزیدہ خدا میرے قریب تشریف لاؤ
جناب امیر جب ان کے قریب گئے تو انہوں نے
سرورِ عالم صلعم کا سر اقدس اپنے زانوں سے لیکر ان کے
آغوش میں رکھدیا اتنے میں سرکار نے خواب سے بیدار
ہوکر پوچھا یہ آواز کیسی ہے۔ جناب امیر نے جملہ
ماجرا عرض کیا فرمایا وہ دحیہ نہیں
تھے بلکہ جبرئیل تھے ... لائے تھے ... القاب سے
... پکارا ہے جس نام سے خدا نے تمہیں آگاہ
کریں خدا نے تمہاری محبت کو مومنین کے سینے
میں الفت کیا ہے اور تمہارے خوف کو کافروں کے
دل میں ڈالدیا ہے۔

ارجح المطالب
صفحہ (۱۳۱)

عن سالم مولی علی قال کنت مع علی فی
ارض له وهو یحرثها حتی جاء ابوبکر و
عمر رضی الله عنهما فقالا السلام علیك
یا امیر المؤمنین ورحمة الله وبرکاته
فقیل کنتم تقولون فی حیوة
النبی صلی الله علیه وسلم

دین

جناب امیر علیہ السلام غلام سالم رضی اللہ عنہ
بیان کرتے ہیں کہ میں جناب امیر کے ساتھ تھا اور
وہ اپنی زمین کی کاشتکاری کر رہے تھے کہ ابوبکر
وعمر رضی اللہ عنہما ان کے ملنے کو آئے اور کہا
یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کسی نے
ان سے پوچھا کہ آپ جناب رسول خدا صلعم کے

ذلك فقال عمر هو امرنا (اخرجه ابن مردویه)	مین بھی اسی طرح سے کہا کرتے تھے حضرت عمر نے
ارجح المطالب	جواب دیا کہ حضرت ہی نے ہم کو یہ حکم دیا تھا۔
گیارھوین — عن حذیفة بن الیمان قال	حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم	جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
لو علم الناس متی سمی علی	اگر لوگون کو یہ معلوم ہوتا کہ کب سے علی کا نام
امیر المومنین ما انکروا فضله سمی	امیر المومنین رکھا گیا ہے تو ہرگز ان کے فضائل سے
امیر المومنین وادم بین الروح	انکار نہ کرتے علی کا نام اسوقت سے امیر المومنین
والجسد فقال الله تبارك وتعالی	ہوا ہے کہ آدم درمیان روح وجسد کے تھے اسوقت
انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم	پروردگار نے ارواح کو خطاب کیا کہ مین تمہارا
(اخرجه الدیلمی فی فردوس الاخبار)	خدا ہون اور محمد صلعم تمہارا نبی ہو اور علی تمہارا
(ایضا صفحه ۱۶)	امیر ہے۔
بارھوین — عن انس قال بینما انا عند رسول	انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین مین
الله صلی الله علیه وسلم اذ قال الآن	ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
یدخل سید المرسلین وامیر المومنین	مین حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت
وخیر الوصیین اذ اطلع علی فقال	مسلمانون کا سردار اور مومنون کا امیر اور اوصیا کا
صلی الله علیه وسلم اللهم والی	بہتر یہان آئیگا ناگہان جناب امیر تشریف لائے حضرت نے فرمایا
والی فجلس بین یدی رسول	اے میرے پروردگار تیرا شکر ہے علی میرے پاس آئے علی میرے
الله صلی الله علیه وسلم	پاس آئے انس کہتے ہین کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔
یمسح العرق من جبهته و	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ مبارک و جبین کا

وجهه يمسح به وجه علي ويمسح العرق من جبين علي ويمسحه
به وجهه فقال له علي يا رسول الله انزل في
شيئ قال اما ترضى ان تكون مني بمنزلة
هارون من موسى الا انه لا نبي
بعدي انت اخي ووزيري وخير
من اخلف بعدي تقضي ديني و
تنجز وعدي وتبين لهم ما اختلفوا
من بعدي وتعلمهم تاويل
القرآن ما لم يعلموا وتجاهدهم
على التاويل كما جاهدتهم على
التنزيل۔ (اخرجه الديلمي و
ابن مردويه)
(ایضا صفحہ ۱۷)

عرق انکے چہرہ پر اور ان کے چہرہ کا عرق اپنے چہرہ
اقدس پر ملنے لگے۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ
آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے
آپ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں ہے کہ تیری منزلت
مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ موسی سے ہارون کی لیکن
کوئی نبی میرے بعد نہیں ہونے والا ہے۔ تو میرا
بھائی اور وزیر ہے جن کو کہ میں اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا
ان سے تو افضل ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا اور
میرے بعد وعدہ کو پورا کرنے والا جن امور میں کہ لوگ
میرے بعد اختلاف کرینگے تو اسکو دفع کرنے والا ہے
تو انہیں قرآن کی تاویل سکھلائے گا جو وہ نہیں جانتے
ہیں اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کریگا
جیسے کہ میں نے تنزیل پر جہاد کیا ہے۔

تیرھویں

عن عبد الله بن سعد بن ضرارة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ليلة اسري بي انتهيت الى ربي عزوجل
فاوحى الي في علي ثلاث انه سيد المسلمين
وامام المتقين وقائد الغر المحجلين (اخرجه الحاكم
وابو نعيم وابن مردويه وابن قانع) (ایضا صفحہ ۱۸)

عبد اللہ بن سعد ضرارہ سے روایت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب معراج جب
ہم اپنے پروردگار کے پاس پہونچے تو پروردگار نے
میری طرف علی کے تین القاب وحی فرمائے کہ مسلمانوں
کا سردار اور متقیوں کا امام اور سفید دست وپا
والوں کا پیشوا ہے۔

چودھویں عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ	ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی البقیع	صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد مین تشریف فرما تھے اور
الغرقد قال والذی نفسی بیدہ	مین خدمت اقدس مین حاضر تھا۔ آپنے ارشاد فرمایا قسم
ان فیکم رجلا یقاتل الناس	ہے اس ذات پاک کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان
بعدی علی تاویل القران کما	ہے کہ تم مین ایک ایسا شخص ہے جو قران کی تاویل پر لوگون
قاتلت المشرکین علی تنزیلہ	سے لڑیگا جس طرح سے مین نے قران کی تنزیل پر مشرکون
وھم یشھدون لا الہ الا اللہ	سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہونگے
فیکبر قتلھم علی الناس حتی	اسلئے اُن سے جہاد کرنا لوگون پر شاق گذرے گا یہانتک
یطعنوا علی ولی اللہ ویسخطوا	کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہونگے اور اسکے
علیہ کما سخط موسی امر السفینۃ	کام سے ناراض ہوجائینگے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام
وقتل الغلام وامر الجدار وکان	کشتی کے امر مین اور لڑکے کے قتل کرنے مین اور دیوار
خرق السفینہ وقتل الغلام و	کے بنانے مین حضرت خضر علیہ السلام پر ناراض تھے
اقامۃ الجدار للہ رضی	تھے حالانکہ کشتی مین سوراخ کرنا توڑنا اور لڑکے کا قتل
(اخرجہ الخوارزمی)	کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضامندی
(ایضاً صفحہ ۳۰)	کے لئے تھا۔
پندرھویں وعن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
صلعم ان اللہ عزوجل یباھی بعلی	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی
کل یوم والملئکۃ المقربین حتی یقول	اور مقرب فرشتے علی پر ہر روز مباہات کرتے ہین
بخ بخ لک یا علی (اخرجہ الدیلمی) (ایضاً صفحہ ۳۰)	یہان تک کہ خداتعالی فرماتا ہو مرحبا یا علی

سولھویں

عن عثمان بن عفان قال قال عمرؓ ان الله تعالیٰ خلق ملائکۃ من نور وجہ علی بن ابی طالب

حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو علی کے منہ کے نور سے پیدا کیا ہے

(اخرجہ الاخطب الخوارزمی فی المناقب (ایضاً صفحہ ۴۶۳)

سترھویں

عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلعم وسئل بای لغت خاطبك ربك لیلۃ المعراج فقال خاطبنی ربی بلغۃ علی فقلت یارب خاطبتنی انت ام علی فقال یا احمد انا شئ لیس کالاشیاء ولا اقاس بالناس ولا اوصف بالاشباہ خلقتك من نوری وخلقت علیا من نورك فاطلعت علی سرائر قلبك فلم اجد الی قلبك احب من علی بن ابی طالب فخاطبتك بلسانہ کیما یطمئن قلبك (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب)

ایضاً صفحہ (۵۰۰)

عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ لوگوں نے حضرت سے پوچھا۔ یارسول اللہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ سے کسکی آواز کے ساتھ کلام کیا تو فرمایا علی کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کیا اے پروردگار مجھ سے تو باتیں کرتا ہے یا کہ علی فرمایا اے احمد! میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز سے قیاس نہیں کیا جاسکتا اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علی کو تیرے نور سے میں تیرے دل کے بھیدوں سے واقف ہوں کہ تیرے قلب میں علی سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسکی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل کو تسلی رہے۔

اٹھارھویں

عن علی قال قال رسول الله صلعم لما اسری بی رأیت علی باب

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم فرماتے تھے شب معراج ہم نے

الجنة مكتوبا بالذهب لا اله — جنت کے دروازہ پر سونے سے لکھا ہوا دیکھا کہ نہیں
الا الله محمد حبيب الله وعلى — ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ خدا کا حبیب ہے
ولى الله وفاطمة امة الله والحسن — علی خدا کا ولی ہے فاطمہ پروردگار کی کنیز ہے
والحسين صفوة الله على باغضيهم — اور حسنینؑ خدا کے برگزیدہ ہیں انکے دشمنوں پر خدا کی
لعنة الله (اخرجه الديلمى) ايضا صفحہ ۳۰ — لعنت ہے

انیسویں۔ عن ابى الحمراء قال قال رسول الله — ابی حمراءؓ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلعم
صلى الله عليه وسلم من اراد ان — نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم اور
ينظر الى آدم فى علمه والى نوح فى فهمه — فہم میں حضرت نوح اور حلم میں جناب ابراہیم اور
والى ابراهيم فى حلمه والى يحيى بن — زہد میں حضرت یحیی ابن زکریا اور حملہ میں حضرت
زكريا فى زهده والى موسى بن عمران فى — موسی بن عمران کو دیکھنا چاہتا ہو تو علی
بطشه فلينظر الى على بن ابيطالب — ابن ابیطالب کو دیکھ لے۔

(اخرجه احمد والبو الخير القزوینی والبیہقی فی فضائل الصحابہ ارجح صفحہ ۵۱۴)

بیسویں عن الحارث الاعور صاحب راية — حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علمدار
على قال بلغنا النبى صلى الله — ناقل ہیں کہ ہم کو خبر لگی کہ جناب رسول اللہ صلی
عليه وسلم كان جمع من — اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز
اصحابه فقال اريكم آدم — تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ جسے
فى علمه ونوحا فى فهمه وابراهيم — علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور
فى حكمته فلم يكن باسرع — حکمت میں جناب ابراہیم سے کچھ دیر نہیں گذری
من ان اذ طلع على فقال — تھی کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ یارسول اللہ اقست رجلا بثلثۃ من الرجل بخ بخ ھذا الرجل من ھو یارسول اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفہ یا ابا بکر قال اللہ ورسولہ اعلم قال ابوالحسن علی بن ابی طالب قال ابوبکر بخ بخ لك یا ابا الحسن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) (ایضاً صفحہ ایضاً)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ جو فضائل میں تین نبیوں کے مساوی قیاس کیا جاسکتا ہے مرحبا ہو ایسے شخص کو اچھا فرمائیے وہ کون ہے حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ فرمایا وہ ابوالحسن علی بن ابی طالب ہیں حضرت ابوبکر کہنے لگے مرحبا ہو تجھ کو اے ابوالحسن"۔

امام فخر الدین رازی کا قول علی افضل البشر ہیں

اِس حدیث کے ذیل میں امام فخر الدین رازیؒ تحریر فرماتے ہیں :۔

ھذا الحدیث یدل علی ان علیا کان مساویاً لھؤلاء الانبیاء فی ھذہ الصفات ولاشك ان ھٰؤلاء الانبیاء کانوا افضل من سائر الصحابۃ والمساوی الافضل افضل فوجب ان یکون علی افضل منہم (اربعین فی اصول الدین)

یہ حدیث دال ہے کہ حضرت علیؑ ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے۔ اور اسمیں کسی قسم کا شک نہیں کیا جاسکتا کہ یہ انبیاء جمیع صحابہ سے افضل تھے اور افضل کا مساوی افضل ہوا کرتا ہے اس لئے حضرت علی بھی اُن صحابہ سے افضل ٹھہرے۔

اسی طرح اسی کتاب میں رقمطراز ہیں ۔

ثبت بالاخبار الصحیحۃ ان المراد من قولہ تعالی وانفسنا ھو علی و

اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیۂ مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں اور یہ بات بھی

معلوم انه یمتنع ان یکون نفس علی هونفس محمد صلی الله علیه وسلم بعینه فلا بد ان یکون المراد هو المساواة بین النفسین وهذا یفید ان کل ماحصل لمحمد صلی الله علیه وسلم من الفضائل والمناقب قد حصل مثله لعلی ماورا، مخصوص النبوة ثم لاشک ان محمدا صلی الله علیه وسلم افضل الخلق فی سائر الفضائل فلما کان علیا متساویا فی تلک الصفات وجب ان یکون افضل الخلق۔ (تفسیر المطالب صفحہ ۲۵۲)

معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بعینہ نفس جناب علی علیہ السلام نہیں ہو سکتا پس بالضرور یہاں مساواۃ مراد ہے اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ آنحضرت تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے جبکہ ان صفات میں جناب علی حضرت کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علی بعد رسول خدا بھی افضل البشر ہیں۔

آیت سوم | آیہ وافی ہدایہ:۔

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریۃ۔

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے یہی لوگ بہترین خلائق ہیں۔

کی یہ تفسیر کی ہے۔

"ابن عساکر نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امیر سامنے سے نمودار ہوئے۔ حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ اور اُسکے شیعہ یقیناً قیامت کے دن فائز المراد ہوں گے۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اسی دن سے جب اصحاب سول حضرت علی کو آتے دیکھتے تو کہتے خیر البریہ آیا

اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن خوش اور پسندیدہ ہیں۔

(دیکھو تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ مطبوعہ مصر)

اس موقع پر ہم اس مناظرہ کی بھی نقل ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جو حُرّہ بنت حلیمہ سعدیہ اور حجاج بن یوسف ثقفی سے دربارۂ افضلیت حضرات خلفاء ثلٰثہ رضؓ اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام ہوا تھا اور وہ یہ ہے:-

مناظرہ حُرّہ اور حجاج

مناظرہ حرہ و حجاج بن یوسف

اورد الصدوق طاب ثراہ نقلا	صدوق علیہ الرحمہ ایک جماعت ثقات سے نقل
عن جماعۃ ثقاۃ قال لما وردت حرۃ	کرتے ہیں کہ جب حرہ بنت حلیمہ سعدیہ حجاج بن یوسف
بنت حلیمۃ السعدیۃ رضی اللہ عنہا	ثقفی کے پاس آئیں اور اسکے سامنے بیٹھیں تو حجاج
علی الحجاج بن یوسف الثقفی وجلست بین	نے کہا اے حرہ تیری نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ تو علیؑ
یدیہ فقال لہا انت حرۃ بنت حلیمہ	کو ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ پر فضیلت دیتی ہے اسنے
قد قیل عنک انک تفضلین علیا علی	کہا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے میں تو فضیلت
ابی بکر و عمر و عثمان فقالت لقد کذب	دیتی ہوں علیؑ کو آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ
الذی قال انی افضلہ علی آدم و نوح	و موسیٰؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و عیسیٰؑ بن مریمؑ پر
و لوط و ابراہیم و موسیٰ و داؤد و	حجاج نے کہا تجھپر وائے ہو میں تجھے صحابہ پر
سلیمان و عیسیٰ بن مریم فقال لہا ویلک اقول	فضیلت دینے کی وجہ سے بازپرس کرتا ہوں تو اس کی
لک انک تفضلینہ علی الصحابۃ فتزیدین علیہم	آٹھ انبیا کو اور زیادہ کرتی ہے اگر تو نے اپنی
ثمانیۃ من الانبیاء فان لم تاتنی ببیان ما قلت الاضربت	حجت نہ بیان کی تو میں تیری گردن اڑا دوں گا

عنقك فقالت ما انا فضلت علی هؤلاء	حرہ نے کہا کہ مین نے انھیں ان انبیا پر فضیلت نہین
الانبیاء بل الله عز وجل فضله فی	دی بلکہ خدا نے قرآن مین ان پر فضیلت دی ہے
القرآن علیهم فی قوله فی حق آدم	خداوند عالم آدم کے حق مین فرماتا ہے جس کا حاصل
فعصی آدم ربه فغوی وقال فی	یہ ہے پس آدم نے خدا کے خلاف کیا اور نقصان
حق علی وکان سعیهم مشکورا	اٹھایا اور علی کے حق مین فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
فقال احسنت یا حرة فبم تفضلینه	ان کی کوشش و سعی قابل شکر یہ ہے حجاج نے کہا
علی نوح ولوط قالت الله تعالی فضله	احسنت۔ مگر نوح اور لوط پر کس طرح فضیلت ہے اُسنے کہا
علیهما بقوله ضرب الله مثلا للذین	کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جسکا حاصل
کفروا امرأة نوح وامرأة لوط کانتا	یہ ہے کہ خداوند تعالی کفار کیلئے زوجۂ نوح ولوط کی مثال
تحت عبدین من عبادنا صالحین	بیان کرتا ہے کہ جو ہمارے دو نیک بندون کی ماتحت
فخانتاهما وعلی بن ابی طالب	تھین اور انھون نے ان کی خیانت کی اور علی
کانت زوجته بنت محمد فاطمة	ابن ابیطالب کی زوجہ فاطمہ زہرا ہین جنکی رضامندی
الزهرا التی یرضی الله لرضاها و	سے خدا رضامند اور غضب سے خدا غضبناک ہوتا
یسخط بسخطها فقال الحجاج احسنت	ہے۔ حجاج نے کہا احسنت۔ اب ابو الانبیا ابراہیم
یا حرة فبم تفضلینه علی اب الانبیاء	پر کس طرح فضیلت دیتی ہو۔ اس نے کہا انکے بارہ مین
ابراهیم خلیل الله فقالت الله	ارشاد خدائے تعالی ہے جسکا حاصل یہ ہے ابراہیم نے
یفضله بقوله قال ابراهیم رب	کہا اے پروردگار مجھے دکھاتے تو کیونکر مردہ کو زندہ
ارنی کیف تحی الموتی قال او لم تؤمن	کرتا ہے ارشاد ہوا کہ کیا تو ایمان نہین لایا عرض کیا کہ
قال بلی ولکن لیطمئن قلبی	ہان ایمان تو لایا ہون لیکن اطمینان قلب چاہتا ہون

وامیر المومنین قال قولا لم یختلف	اور امیر المومنین کا یہ ارشاد ہے جس مین کسی مسلمان نے
فیه احد من المسلمین لو کشف الغطاء	اختلاف نہین کیا کہ اگر پردے اٹھا دئے جائین پھر
لما ازددت یقینا. وهذه کلمة	بھی میرے یقین مین زیادتی نہین ہو سکتی۔ اور یہ کلمہ
لم یقلها احد قبله ولا بعده قال احسنت	وہ ہے کہ نہ ان سے پہلے یہ کلمہ کسی نے کہا نہ ان کے بعد
یا حرة فبم تفضلینه علی موسی کلیم الله	حجاج نے کہا احسنت۔ مگر موسیٰ کلیم اللہ پر کس طرح فضیلت
قالت یقول الله عز وجل فخرج منها	دیتی ہو۔ اس نے کہا کہ خداوند عالم موسیٰ کے بارے مین
خایفا یترقب قال رب نجنی من	بیان کرتا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے شہر سے
القوم الظلمین وعلی بن ابی طالب	خوف کھا کر نکلے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے
بات علی فراش رسول الله صلی الله	اور دعا کرتے تھے کہ خداوند مجھے ظالمین سے نجات دے
علیه واله لم یخف حتی انزل الله	اور علی بن ابی طالب رسول اللہ کے فرش پر سوئے
فی حقه ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء	اور خدا نے ان کے حق مین یہ آیت نازل فرمائی
مرضات الله والله رؤف بالعباد قال	جسکا حاصل یہ ہے۔ کون ایسا شخص ہے جو اپنے نفس کو خدا
احسنت یا حرة قال فبم تفضلینه علی	کی خوشنودی کے لئے بیچتا ہو۔ حجاج نے کہا
داود قالت الله فضله علیه بقوله یا	احسنت یا حرہ اب داؤد پر کس طرح فضیلت دیتی ہو
داود انا جعلنك خلیفة فی الارض	اُسنے کہا خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے
فاحکم بین الناس بالحق ولا	جسکا حاصل یہ ہے کہ۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر
تتبع الهوی قال لها فای شیء	خلیفہ مقرر کیا ہے لوگون مین حق کے ساتھ فیصلہ کر
کانت حکومته قالت فی رجلین	اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر حجاج نے کہا ان کا
احدهما کان له کرم	فیصلہ کیا تھا۔ حرہ نے جواب دیا کہ دو شخص تھے ایک کا

وللآخر غنم فعنثت الغنم في كرم فرعته فاحتكما الى داؤد فقال تباع الغنم وينفق ثمنها على الكرم حتى يعود على ما كان عليه فقال له ولده يا ابت بل ياخذ من لبنها و صوفها فقال الله عز وجل ففهمناها سليمان وان مولانا امير المومنين عليه السلام قال سلوني عما فوق العرش سلوني عما تحت الارض سلوني قبل ان تفقدوني وانه عليه السلام دخل على النبي صلى الله عليه واله وسلم يوم فتح خيبر فقال النبي صلعم افضلكم واعلمكم علي فقال له احسنت يا حرة فجم تفضلينه على سليمان فقالت الله فضله بقوله رب هب لي ملكا لا ينبغي لاحد من بعدي" ومولانا عليه السلام قال يا دنيا

انگوروں کا باغ تھا اور دوسرے کے پاس بکریاں رات کو بکریاں آکر انگور کی بیلیں کھا گئیں۔ یہ دونوں داؤد کے پاس فیصلہ کے لئے آئے انھوں نے کہا کہ بکریاں بیچ کر ان کی قیمت انگوروں پر خرچ کی جائے تاکہ وہ اپنی پہلی حالت پر آجائیں اس وقت انکے بیٹے سلیمان نے کہا کہ اے پدر بزرگوار بلکہ انکے دودھ کی قیمت خرچ کیجائے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ جسکا حاصل یہ ہو کہ ہم نے سلیمان کو اس فیصلہ کو سمجھا دیا اور مولانا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ پوچھو مجھ سے عرش کے اوپر کی چیزیں سوال کرو مجھسے زمین کے نیچے کی چیزوں کا اور سوال کرو مجھ سے قبل اسکے کہ تم مجھکو گم کرو اور جس وقت کہ آپ بروز فتح خیبر خدمت رسول اللہ میں آئے تو رسول اللہ ص نے فرمایا کہ تم میں سب سے افضل اور اعلم علی ہے حجاج نے کہا احسنت۔ مگر سلیمان پر فضیلت کیونکر ہو سکتی ہے اُسنے کہا کہ خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جسکا حاصل یہ ہے سلیمان نے دعا کی کہ خداوندا مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو اور مولانا امیر المومنین نے فرمایا کہ اے دنیا میں نے تجھے

طلقتك ثلثا الارجعة لی فيك فعند ذلك انزل الله عليه تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين قال احسنت ياحرة فلم تفضلينه على عيسى بن مريم قالت الله فضله اذ قال الله يا عيسى انت قلت للناس اتخذونی و امی الهين من دون الله قال سبحانك الاية وعلى بن ابيطالب لما ادعوا النصيرية فيه ما ادعوا لم يعاتبه الله سبحانه - فقال احسنت ياحرة خرجت من جوابك ولولا ذلك لما كان ذلك -

ثم اجازها واعطاها وسرحها سراحا جميلا -

تین طلاق دیے ہین مین تجھ سے رجوع نہین کرسکتا اسوقت آپکی شان مین خدانے یہ آیت نازل فرمائی جسکا حاصل یہ ہے - یہ آخرت کا گھر ان لوگون کیلئے ہے جو زمین مین بلندی نہین چاہتے اور نہ فساد چاہتے ہین اور حسن عاقبت متقین کے واسطے ہے - حجاج نے کہا احسنت مگر عیسی پر فضیلت کی کیا دلیل ہے اسنے کہا کہ خدانے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جس کا حاصل یہ ہے - اے عیسی کیا تو نے لوگون سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا بنالینا عیسی نے کہا خداوندا تیری ذات پاک ہے الخ اور علی بن ابی طالب کیلئے نصیرین کا دعوے علو ہے مگر خدانے علی بن ابیطالب سے اسکی پرسش نہین کی حجاج نے کہا احسنت یا حرہ تو اپنے جواب سے عہدہ برآ ہوئی اگر ایسا نہوتا (علی مین یہ صفات نہوتے) تو ایسا کلام نہ کرسکتی پھر اسے جائزہ دیا اور انعام دیا اور اچھی طرح سے رخصت کیا

صد حیف کہ جن خاصان الہی کے پیش خدا اور رسول یہ مرتبے اور درجے - یہ عزت و منزلت ہو کہ اُن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جن کی مودت اجر رسالت قرار پائے اور جو باعث ایجاد دو عالم ہون جن پر صلوٰۃ کا بھیجنا ایسا لازمی اور ضروری ہو کہ نمازون مین تشہد کا خاتمہ قرار دیا جائے

افسوس کہ ہمارے بھائی احکام خدا و رسول کو پس پشت ڈالکر ان اصحاب کو وصی رسول اور آل رسول پر فضیلت دیں جنکے ایمان و اسلام اور اعمال و افعال پر خود طعنہ زن ہوتے ہیں۔ واحسرتا کہ جو خاصان خدا حسب احکام خدا و رسول کل اُمت پر ہادی و پیشوا ہوں اُن کی منزلت اور وقعت اصحاب کی بدولت ایسی گھٹے کہ عوام الناس اُنکو پہچان نہ سکیں کہ یہ آل رسول سے ہیں۔ چنانچہ صواعق محرقہ میں طبرانی سے روایت ہے۔

جب امام زین العابدین علیہ السلام بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام اسیر ہو کر ملک شام میں آئے تو دمشق کے رستہ میں ایک شامی نے آپ سے کہا خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ قتل کئے گئے۔ آپنے فرمایا اے شخص کیا تو نے آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ نہیں پڑھی۔ یہ سُنکر اُسنے بہت تعجب سے عرض کیا کیا وہ لوگ جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے آپ لوگ ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں وہ ہم ہی ہیں۔

پس جبتک خلفا کا دور دورہ رہا آل محمدؐ کے نام و نشان اور عزت و منزلت مٹانے میں کوشاں رہے ان پچھلے علماء اہلسنت کو جنھوں نے باوجود اعتراف اس امر کے "باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت ہست کہ پیغمبر صلعم فرمودانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی پس پیغمبر ما را بہ این دو چیز عظیم القدر حوالہ فرمودہ است" خدا و رسول کے احکام کو بھلا سمجھ کر دوسروں کو اپنا ہادی و پیشوا ٹھہرالیا اور باوجود اس اقرار کے "مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو بزرگ (قرآن و عترت) نماید گمراہ و خارج از دین است" اپنے مذہب کو سچا اور اُس فرقہ کے مذہب کو جو اپنے رسول کی وصیت کے بموجب قرآن و عترت کو اپنا امام و مقتدا مانتا ہے جھوٹا بتاتے ہیں۔ اور اپنے پیشواؤں کے نقش قدم پر چل کر آل محمدؐ کے درجے اور مرتبے گھٹانے میں ساعی رہتے ہیں۔

المختصر ہمارے سنی بھائیوں کا عمل اگر خدا و رسول کے احکام کے موافق ہوتا تو آل رسول سے منحرف ہو کر غیروں کو اپنا امام و خلیفہ نہ بناتے اور ان حضرات کو شاہ ولایت خاتم الاوصیا غالب کل غالب

علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دیتے جن کی شان مین حسب اقوال مفسرین و محدثین اہلسنت تین سو آیات الٰہی نازل ہوئی ہین۔ جس کی شان مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ علی خدا کا ولی ہے۔ علی وہ ہے جس کو خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ علی وہ ہے جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔ علی کرار غیر فرار اور قسیم جنت و نار ہے۔ خدا نے مجھے اور علی کو اپنے نور سے خلق کیا ہے۔ علی میری کل امت پر ایسا آقا اور امام ہے کہ جس کی امامت پر خدا نے دین اسلام کی تکمیل کی ہے۔ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون علی مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہین جو ہارون کو موسیٰ سے تھی علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے علی کا ذکر خدا کا ذکر ہے اور ذکر خدا مین عبادت ہے۔ علی اور قرآن تا حوض کوثر ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے علی روز محشر ساقی کوثر ہے۔ علی میدان حشر مین لواء حمد کا حامل ہے علی کا دوست جنتی اور دشمن اس کا دوزخی ہے نہین پہچانا کسی نے علی کو مگر مین نے اور خدا نے۔ اور نہین پہچانا مجھے اور خدا کو کسی نے مگر علی نے۔ علی وہ ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا:

لا الٰہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی مقیم الحجۃ

وہ دست حق اسد اللہ سرور غالب — سپہر اوج امامت کے اختر ثاقب
امام دہر مددگار حاضر و غائب — ابو الائمہ و لخت دل ابو طالب
ملے علیؑ کو وہ رتبے جو مصطفےٰ کو ملے
شرف انھین کے سب اولاد مرتضےٰ کو ملے

دیگر

کس منہ سے کرین آل پیمبر کی ثنا ہم — مشکل ہے کہ اک کوزہ مین دریا ہو فراہم
جب معترف عجز ملائک ہین تو کیا ہم — وہ غیرت خورشید جہانتاب۔ سہا ہم
عاجز کی زبان اور ثنا حق کے ولی کی
ذرے کوئی لگن سے تو کرے مدح علی کی

چنانچہ کتب اہلسنت مین یہ حدیث ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول	ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا
الله صلی الله علیه وسلم لو کان	صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام دریا
البحر مدادا والاشجار اقلاما و	سیاہی اور کل درخت قلم بنجائین اور سب انسان
الانس کتابا والجن حسابا ما احصوا	کاتب اور تمام جن محاسب ہون تب بھی اے علی تمھارے
فضائلك یا ابا الحسن	فضائل کا شمار نہ کرسکین گے (ارجح المطالب صفحہ ۱)

بعض شعرا امام شافعی رہ کی ارادت وعقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہین :-

لو ان المرتضی ابدی محله	لکان الخلق طرا سجدا له
اگر علی مرتضے اپنا محل ومقام ظاہر کرتے تو	عموماً خلق آپ کو سجدہ کرتی
کفی فی فضل مولانا علی	وقوع الشك فیه انه الله
مولا علی کے لئے یہ فضیلت کافی ہے	انکے متعلق شک کیا جاتا ہے کہ وہ خدا ہین
ومات الشافعی ولیس یدری	علی ربه ام ربه الله
شافعی مرگیا مگر یہ نہ سمجھا کہ	اس کا رب اللہ ہے یا علی

اس موقع پر ہم اس مہتم بالشان مناظرہ کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتے جو خلیفہ مامون رشید اور اسحق وغیرہ چالیس علما اکابر اہلسنت سے ایک ہی جلسہ مین ہوا تھا۔ اور یہ وہ مشہور مناظرہ ہے جو تمام وکمال کتاب العقد الفرید مطبوعہ مصر مین درج ہے۔ اس کتاب کا مصنف شہاب الدین احمد ہے۔

اور جناب مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد حدیث طیر کے صفحہ ۲۰۶ مین مامون کے اس مناظرہ کو کتاب مذکور سے نقل فرما کر مصنف کے اعتبار کے متعلق یہ تحریر فرمایا ہے کہ :-

"شہاب الدین احمد کا ہا اہم جلیل القدر ہونا اکابر اہلسنت نے مثل ابو نصر علی کے کتاب الاکمال مین اور علامہ ابن خلکان کے اپنی تاریخ وفیات الاعیان مین ابو الفدا کے تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین اور علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ کے تسلیم کیا ہے۔

اگر جناب ممدوح کے بیان پر اسوجہ سے کہ وہ علماء امامیہ سے ہین۔ اطمینان نہو تو شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی کی تحریر جو الفاروق مین ہے ملاحظہ فرمائین کہ اُنھون نے اِس مناظرہ کی تصدیق اِس شد و مد سے کی ہے کہ

"مامون کا ایک مشہور مناظرہ جس مین اُسکا یہ دعوے تھا کہ تمام صحابہ مین حضرت علےؑ افضل ترین بڑے معرکہ کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحیٰی بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اِس دعوے کے مخالف تھے اور ادھر مامون سب کا طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت حاکمی اور محکومی کا پردہ اُٹھا دیا گیا تھا۔ اور ہر شخص کو گفتگو مین پوری آزادی حاصل تھی صبح سے تقریباً دو پہر تک دونون فریق مین مناظرہ ہوتا رہا۔ مگر انصاف یہ ہو کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔

اِس مشہور مناظرہ کو جناب مولوی علی حیدر صاحب نے اپنے رسالہ "الکلام" ماہ شوال ۱۳۲۳ھ مین اصل کتاب سے نقل کر کے مع ترجمہ شایع کیا ہے۔ ہم رسالہ مذکور سے اُس مناظرہ کا ترجمہ اِس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:—

فضیلت جناب امیرؑ مین مامون الرشید کا فقہا سے مناظرہ

(عالم جلیل القدر) اسحق بن ابراہیم بیان کرتا ہے کہ سلطنت مامون الرشید کے قاضی القضاۃ یحیٰی بن اکثم نے میرے اور میرے چند دوستون کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ خلیفہ مامون الرشید نے مجھے حکم دیا ہے کہ کل علی الصباح اپنے ہمراہ ایسے چالیس جلیل القدر اور متبحر علماء فقہ کو لیکر اُسکے دربار مین حاضر ہون۔ جو

پختہ عقل و فہم کے ہون اور اُن سے جو سوال کیا جائے اُس کا سمجھ کر معقول جواب دین۔

پس تم لوگ اُن علماء کے نام پیش کرو جو تمھارے خیال مین مامون الرشید کی خواہش کے مطابق ہون"۔ یحییٰ کے حکم کی تعمیل مین ہم لوگون نے چند علماء کے نام پیش کئے اور کچھ لوگون کو خود یحییٰ نے انتخاب کیا جب چالیس کی عدد پوری ہوگئی تو یحییٰ نے اُن علما کے نام لکھکر حکم دیا کہ کل صبح سویرے آپ حضرات میرے یہان تشریف لائین۔ چنانچہ دوسرے روز قبل طلوع صبح ہم لوگ یحییٰ کے یہان پہونچے تو دیکھا کہ وہ درباری لباس پہن کر ہم لوگون کا انتظار کر رہا ہے۔ پس ہم سب لوگ سوار ہو کر قصرِ مامون الرشید کے دروازے پر پہونچے جہان ایک دربان کھڑا تھا۔ جس نے ہم لوگون کو دیکھ کر کہا "ابو محمد! (یحییٰ) خلیفہ دیر سے آپ کے انتظار مین ہین" بعد ازان ہم لوگون کو مکان مین لے گیا اور کہا کہ آپ حضرات نماز سے فراغت کر لیجئے۔ پس ہم لوگ نماز مین مشغول ہوے۔ لیکن ابھی تمام نہین کرنے پائے تھے کہ خلیفہ کا آدمی پہونچا۔ اور کہا کہ کمرہ کے اندر آپ حضرات تشریف لیچلین۔ جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ خلیفہ مامون الرشید شاہی لباس پہنے۔ دوشالہ اُوڑھے پٹکہ اور عمامہ باندھے ہوے اپنی مسند پر جلوہ فروز ہے۔ ہم لوگون نے وہان پہونچنے پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ جسکا جواب دیکر اُسنے بیٹھنے کو کہا۔ اور جب ہم مطمئن ہو کر بیٹھ چکے تو اپنے مسند سے اُترا۔ اور اپنے عمامہ اور دوشالہ کو اُتار کر معمولی ٹوپی پہن لی پھر ہم سب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "مین نے ان چیزون کو اس لئے اُتارا ہے کہ آپ حضرات بھی اپنے بدن سے اِن پرتکلف کپڑون کو اُتار دین۔ ہان مین نے موزہ نہین اُتارا کیونکہ اس کی وجہ آپ حضرات جانتے ہین اور جس کو نہ معلوم ہو اُسے مین ابھی بتا دون"۔

بعد ازان مامون نے اپنے پیرون کو پھیلا دیا (یعنی بے تکلف ہو بیٹھا) اور کہا "آپ حضرات بھی اپنی ٹوپی موزہ۔ اور دوشالہ اُتار کر رکھ دین اور بے تکلف ہو بیٹھین" لیکن اسمین ہم لوگون نے تامل کیا تو یحییٰ بن اکثم نے کہا "آپ حضرات کو سرکار جو حکم دیتے ہین اُسکے بجالانے مین آپ لوگ کچھ بھی پس و پیش

نہ کریں" تب ہم سب نے کنارہ جا کر اپنے موزے ٹوپیاں اور دوشالہ اتار دیئے۔ اور مامون کی خدمت میں پھر آکر بیٹھ رہے۔ جب ہم سب مطمئن ہو گئے تو مامون نے کہا "حضرات علماء! میں نے آپ حضرات کو ایک مناظرہ کیلئے زحمت دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات سے اس مذہب کے متعلق مناظرہ کروں جس پر میں ہوں اور جسکے مطابق خدا کی عبادت بجالاتا ہوں"

ہم لوگوں نے یہ سنکر متفق اللفظ کہا "بہتر ہے حضور مناظرہ کریں۔ خدا حضور کو توفیق نیک عطا فرمائے"

بعد ازاں اس طرح مناظرہ شروع ہوا:۔

مامون "میرا مذہب تو یہ ہے کہ رسول خدا کے بعد علیؑ ابن ابیطالب سارے خلفاء سے افضل۔ اور کل آدمیوں میں خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔

اسحٰق "آپ نے حضرت علیؑ کے بارے میں جو کچھ فرمایا اس کی وجہ ہم لوگوں کو تو حضرت علیؑ کی ذات میں کچھ نہیں معلوم ہوتی۔ اور جب مناظرہ کے لئے بلایا ہے تو اس دعوے کی دلیل بھی مرحمت ہو۔

مامون "اسحٰق! اچھا، خواہ میں تم سے سوال کروں۔ خواہ تم مجھ سے سوال کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ میں نے اسی کو غنیمت سمجھا کہ خود ہی خلیفہ سے سوال کروں)

اسحٰق "نہیں میں ہی حضور سے سوال کرتا ہوں"

مامون "اچھا۔ پوچھو"

اسحٰق "حضور نے کس دلیل سے فرمایا کہ حضرت علیؑ بعد رسول خدا صلعم کے افضل ناس۔ اور ان سب سے زیادہ مستحق خلافت تھے"؟

مامون "اسحٰق! پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ لوگ کس سبب سے ایک دوسرے سے فضل میں بڑھ جاتے ہیں اور افضل کہلاتے ہیں"؟

اسحٰق "اعمال صالحہ کے سبب سے"

مامون :- ہان سچ ہے، اچھا یہ بتاؤ کہ ایک شخص عہد رسولؐ مین سب سے افضل رہا ہو۔ لیکن بعد رسول خدا صلعم کے دوسرے لوگ اس سے زیادہ افضل اعمال بجالائین تو کیا شرف و فضل مین یہ لوگ اُس سے بڑھ جائین گے ؟

اسحق :- کہتا ہے کہ اس سوال کے جواب سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا تو مامون نے مجھ سے پھر کہا۔

مامون :- اسحق! تم جواب مین تو ہان کہہ ہی نہین سکتے کیونکہ پھر مین اس زمانہ مین ایسے لوگون کو بتاؤن گا جن کو اُن سے زیادہ جہاد۔ حج۔ صوم وصلوٰۃ۔ صدقہ وغیرہ اعمال صالحہ کے بجالانے کا موقع ملتا ہے تو چاہیئے کہ سب لوگ بھی اُنسے افضل ہو جائین!"

اسحق :- حضور! بیشک زمانہ رسولؐ خدا مین جو شخص افضل تھا اُسکے برابر پھر کوئی شخص کبھی بھی نہین ہو سکتا

مامون :- اسحق! اچھا۔ اب یہ کہو کہ تمھارے صحابہ کرام۔ تابعین۔ محدثین۔ اور وہ علما جن کو ہم لوگ اپنے مذہب کا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہین حضرت علیؑ بن ابیطالب کے فضائل مین کتنی اور کیسی کیسی حدیثین روایت کرتے ہین۔ پھر اُن احادیث سے مقابلہ کرو۔ اُن احادیث کا جو فضائل ابوبکرؓ مین محدثین سے تم کو ملی ہین۔ اگر وہ فضائل علیؑ کے برابر ہی ہون تو بیشک تم یہ دعوے کرو کہ ابوبکرؓ افضل تھے علیؑ سے نہین خدا کی قسم! بلکہ فضائل ابوبکر و عمر دونون کو جمع کرو۔ اور پھر اس مجموعہ کا مقابلہ کرو فضائل علیؑ سے اب بھی اگر ابوبکر اور عمر کے فضائل زیادہ نہین۔ بلکہ صرف برابر ہی نکلین فضائل علیؑ سے جب بھی تم کو حق ہو گا ابوبکر و عمر کو علیؑ سے افضل سمجھنے کا!

نہین خدا کی قسم!! بلکہ فضائل ابوبکر۔ و فضائل عمرؓ و فضائل عثمان کو جمع کرو۔ اور اگر ان سب کے فضائل کو تنہا علیؑ کے فضائل کے برابر بھی پاؤ تو بیشک کہو کہ یہ سب افضل تھے علیؑ سے!

نہین خدا کی قسم!!! بلکہ کل عشرہ مبشرہ کے فضائل کو (جنکے جنتی ہونے کی گواہی رسول خدا صلعم نے دی ہے) جمع کرو اگر ان سب کے فضائل ملکر بھی تنہا ذات علیؑ ابن ابیطالب کے فضائل سے زیادہ ہوجا

اُن کے برابر بھی ہو جائیں۔ اور اب علیؑ کے فضائل کا پلہ میزان نہ جھکے تو بیشک تمہارا اعتقاد صحیح ہے کہ یہ سب افضل تھے امیر المومنین علیؑ سے (ورنہ اس خیال باطل سے باز آؤ)

مامون "اسحق! اچھا ان سب کو جانے دو۔ یہ بتاؤ۔ کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تھے اُسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا؟"

اسحق "خلوص دل سے کلمہ شہادتین پڑھنا"

مامون "کیا اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا؟"

اسحق "بیشک تھا"

مامون "کلام مجید کے اس آیہ والسابقون السابقون اولٰئک المقربون" پڑھو۔ اس مین "سابقون" سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمھارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا؟

اسحق "حضور! علیؑ تو کمسنی مین مسلمان ہوے تھے۔ جب کہ آنحضرت ان کو کسی امر کی تکلیف دے ہی نہین سکتے تھے اور ابوبکر سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے۔ جب ان سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی"

مامون "اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرون گا"

اسحق "بیشک ابوبکر سے پہلے علیؑ نے اسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ (کہ وہ کمسن تھے)۔

مامون "ہان ٹھیک ہے (کہ علیؑ کمسنی مین مسلمان ہوے) اب مجھے یہ بتاؤ کہ علیؑ آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوئے یا بذریعہ الہام خدا تعالیٰ (اسحق) تامل کرتا ہے کہ اسکے اس سوال سے پریشانی ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا اے اسحق تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ آپ علیؑ کو الہام ہوا کیونکہ اس صورت مین علیؑ کو آنحضرتؐ سے بھی بڑھا دو گے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا

بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحٰق :- بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آپ کو دعوت دی۔

مامون :- تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرت نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی (کہ علی تم مسلمان ہو جاؤ) اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے بھی پریشان ہوکر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا) اسحٰق! رسول خدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کلام کرنے کا الزام تم قائم ہی نہین کر سکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارے مین فرماتا ہے" وما انا من المتکلفین" (اکہدو اے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانے والا نہین ہون)۔

اسحٰق :- بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرت نے علیؑ کو دعوت دی تھی۔

مامون :- تو کیا خداے جبار کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جسپر کسی قسم کی تکلیف جائز نہ ہو؟

اسحٰق :- "معاذ اللہ ہرگز نہین"

مامون :- اسحٰق! تم نے جو کہا کہ علی کمسنی مین اسلام لائے جب انپر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اس سے تمہارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دے کر ایسے امر کی تکلیف دی جو اُن کی طاقت سے باہر تھا۔ پھر آنحضرت کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہونے کے بعد اگر وہ بچے مرتد ہو جاتے تو کیا اُن کے مرتد ہو جانے کی کوئی سزا نہین ہوتی؟ اور کیا آنحضرت کا اُن کو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا؟ کیا تم اس امر کو آنحضرت کے بارے مین کہہ سکتے ہو؟

اسحٰق "معاذ اللہ! ہرگز نہین"

مامون :- تو ثابت ہوا کہ تم اس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علیؑ کو اسلام کی دعوت دے کر تمام مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی اور بہ سبب اس فضیلت کے علیؑ کو اُن سب سے ممتاز کر دیا تاکہ لوگ آپ کے

فضائل کو سمجھین ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچّون کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علیؑ کے دوسرے بچّون کو بھی آنحضرتؐ نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق ۔" بیشک "

مامون ۔" تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسول خدا صلعم نے اپنے اہل وعیال۔ اعزہ واقربا سے کسی اور بچہ کو بھی اسلام کی دعوت دی ہین یہ سوال سلئے کرتا ہون کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علیؑ چونکہ چچازاد بھائی تھے اس سبب سے آنحضرت نے ان سے بھی مسلمان ہونے کو کہدیا۔ علیؑ کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی۔

اسحٰق ۔" مجھ کو معلوم نہین لہذا مین نہین کہہ سکتا کہ آنحضرتؐ نے اور کسی بچّے کو دعوت دی یا نہین؟

مامون ۔" اسحٰق! کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اُسکے بارے مین قیامت مین تم سے سوال کیا جائے گا؟

اسحٰق " نہین "

مامون ۔" تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیون کرتے ہو یعنی جب تم کو معلوم نہین کہ آنحضرت نے اپنے اہل وعیال سے اور بھی کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیون کہو۔ سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہین دی یہ فضیلت مخصوص تھی علیؑ سے) اچھا یہ بتاؤ کہ سبقت الی الاسلام کے بعد سب سے افضل عمل کیا تھا "؟

اسحٰق ۔" خدا کی راہ مین جہاد کرنا "

مامون ۔" ہان سچ ہے۔ تو جہاد مین جو خدمات علیؑ نے کی ہین کیا تم اُن کو اصحاب رسولؐ سے کسی اور مین بھی پاتے ہو"؟

اسحٰق ۔" کس جنگ مین "؟

مامون ۔" کسی جنگ مین "

اسحٰق "۔ اچھا جنگ بدر کو لیجئے "۔

مامون "۔ خیر یہی سہی۔ کیا اس جنگ مین بھی علیؑ کی خدمات کے مقابلہ مین دوسرون کی خدمات کو بہت کم اور ہیچ نہین پاتے؟ بتاؤ تو آمین کتنے آدمی قتل ہوے تھے"؟

اسحٰق "۔ کچھ اوپر ساٹھ مشرک "۔

مامون "۔ او۔ انمین تنہا حضرت علیؑ کے مقتولین کسقدر تھے"؟

اسحٰق "۔ یہ تو مین نہین جانتا "۔

مامون "۔ مجھ سے سنو تیئیس ۲۳ یا کم از کم بائیس ۲۲ اور چالیس باقی کل لشکر اسلام کے "۔

اسحٰق "۔ حضور! یہ بھی تو دیکھین کہ ابو بکرؓ آنحضرتؐ کے ہمراہ عریشہ مین تھے "۔

مامون "۔ ہان لیکن وہان بناتے کیا تھے"؟

اسحٰق "۔ تدبیر سوچ رہے تھے "۔

مامون "۔ واے ہو تم پر۔ آنحضرتؐ سے علیحدہ تدبیر سوچتے تھے یا حضرت کے ساتھ؟ اگر حضرت کے ساتھ تھے تو آیا حضرت نے ان کو اپنا شریک کر لیا تھا یا اُن کی راے کے محتاج تھے ان تین صورتون مین سے تم کس کو تجویز کرتے ہو۔

اسحٰق "۔ معاذ اللہ! نہ حضرت سے علیحدہ سوچتے تھے نہ حضرت کے شریک ہو کر اور نہ آنحضرت ان کی راے کے محتاج تھے ۔؟

مامون "۔ بھائی! تو آخر عریشہ مین بیٹھنے کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر جو شخص آنحضرت کی حفاظت مین تلوار سے لڑ رہا ہو کیا وہ اس آرام کے ساتھ بیٹھنے والے سے بھی افضل نہو گا؟

اسحٰق "۔ حضور! جہاد تو سارا ہی لشکر کر رہا تھا علیؑ کی خصوصیت کیا تھی؟

مامون "۔ ہان یہ سچ ہے کہ سب جہاد کرتے تھے لیکن جو شخص تلوار سے لڑتا ہو آنحضرت اور آپکے ساتھ

چین سے بیٹھنے والون کی حفاظت کرتا ہو وہ بیٹھنے والے سے تو ضرور ہی افضل ہے۔ کیا تم نے کلام مجید مین نہین پڑھا ہے "لایستوی القاعدون من المؤمنین الخ یعنی معذور لوگون کے سوا گھر مین بیٹھ رہنے والے اور جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کرنے والے ہرگز برابر نہین ہو سکتے (بلکہ) جان و مال سے جہاد کرنے والون کو گھر مین بیٹھے رہنے والون پر درجہ مین خدا نے فضیلت دی ہے اور اگرچہ خدا نے سب ایمان دارون سے احسان کرنے کا وعدہ کیا ہے مگر جہاد کرنے والون کو خانہ نشینون پر ثواب عظیم کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے۔ (سورۂ نساء آیۂ ۹۵)

اسحٰق :۔ لیکن ابو بکر اور عمر بھی تو مجاہد تھے (کیونکہ اسی ارادہ سے جنگ مین آئے تھے)

مامون :۔ تو جو لوگ اس جنگ مین آئے ہی نہین ان پر ابو بکر و عمر کو فضیلت تھی یا نہین ؟

اسحٰق :۔ ضرور تھی :۔

مامون :۔ اسی طرح جس نے اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈال کر قتال کیا وہ بھی افضل ٹھہرا ابو بکر اور عمر سے (جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے)۔

اسحٰق :۔ ہان یہ بھی درست ہے :۔

مامون :۔ اسحٰق ! اچھا تم قرآن تو پڑھتے ہو گے ؟

اسحٰق :۔ جی ہان :۔

مامون :۔ ذرا سورۂ "ہل اتیٰ" تو مجھے سناؤ :۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے اس سورہ کی تلاوت کی اور جب "ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا" تک پہونچا تو مامون نے کہا۔

مامون :۔ ذرا ٹھہر ٹھہر کر۔ ہان یہ آیات کس کی شان مین نازل ہوئی ہین ؟

اسحٰق :۔ علی ابن ابیطالب کی شان مین :۔

مامون "کیا تم کو اس امر کا علم ہے کہ علیؑ نے جب مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلایا تھا تو کہا تھا "انما نطعمکم لوجہ اللہ" اور کیا تم نے سنا ہے کہ جیسے خدا نے علیؑ کی مدح کی ہے ویسی اور بھی کسی کی مدح کی؟

اسحق "نہ علیؑ نے "انما نطعمکم لوجہ اللہ" کہا تھا اور نہ کسی اور کی ایسی مدح قرآن مین نازل ہوئی۔"

مامون "ہان سچ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا خود حضرت علیؑ کی سیرت سے واقف تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم اس امر کی گواہی دیتے ہو یا نہین کہ عشرۂ مبشرہ جنتی ہین۔"

اسحق۔ ہان گواہی دیتا ہون۔"

مامون "اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین یہ حدیث صحیح ہے یا نہین یا آنحضرت نے اس کو فرمایا یا نہین تو کیا اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا؟

اسحق "معاذ اللہ ہرگز نہین۔"

مامون "اچھا اب اگر وہی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہین۔ سورۂ ہل اتی خدا کا کلام ہے یا نہین۔ تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے یا نہین؟

اسحق "ہان ضرور ہو جائے گا۔"

مامون "تو دونون قولون مین فرق کی وجہ بتاؤ! اچھا اسحق! تم حدیث بھی روایت کرتے ہو؟

اسحق "جی ہان۔"

مامون "تمھین حدیث طیر کا بھی پتہ ہے۔"

اسحق "جی ہان ہے۔"

مامون "بیان تو کرو۔"

اسحق کہتا ہے کہ مین نے حدیث طیر کو بیان کیا تو مامون نے کہا۔

مامون "اسحق! مین تم سے یہ سمجھ کر بحث کرتا تھا کہ تم حق کے دشمن نہین ہو لیکن اب حق سے تمھاری

دشمنی واضح ہوگئی۔ تم کو یقین ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے؟

اسحق :۔ ہان یقین ہے کیونکہ اس کی روایت اُن محدثین نے کی ہے جن کی حدیثین رد نہین ہوسکتین۔

مامون :۔ تو تمھاری سمجھ مین یہ بات آتی ہے کہ جس شخص کو یقین ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر بھی وہ خیال کرے کہ امت رسولؐ مین علیؑ سے بھی افضل کوئی شخص تھا اُسکو تین امرمین سے ایک کا ضرور قائل ہونا پڑے گا یا یہ کہ آنحضرت کی دعا خدا نے قبول نہین کی (یعنے خدا نے اُس شخص کو نہیں بھیجا جس کو وہ سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا) یا یہ کہ افضل خلق کے رہتے ہوئے خدا مفضول کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا (کیونکہ اُس نے علیؑ کو بھیجا اگر اُن سے افضل کوئی تھا تو اسی کو بھیجنا چاہیئے تھا تاکہ معلوم ہوتا خدا اسی کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے) یا یہ کہ خدا کو افضل و مفضول مین تمیز نہین تھی کیونکہ اُس نے علیؑ ہی کو بھیجا۔ پس تم ان تینون باتون سے کس کے قائل ہوتے ہو؟ اسحق کہتا ہے کہ یہ سنکر مین پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا۔

" اسحق! ان تین باتون سے تو کسی کے تم قائل نہین ہوسکتے ورنہ مین تم سے توبہ کراؤن گا۔ ہان کوئی چوتھی صورت اسکی تاویل مین ہو تو بیان کرو۔

اسحق :۔ اس کے جواب سے مین عاجز ہون لیکن ابوبکر کی بھی تو کوئی فضیلت ہے؟

مامون :۔ بیشک کیونکہ اگر اُن مین کوئی بھی فضل نہو تو یہ کہنا ہی لغو ہوجائے کہ ابوبکر سے علیؑ افضل ہین اس لئے کہ افضل تو وہ ہوتا ہے جس مین دوسرے سے زیادہ فضل ہو یعنی مفضول مین کم اور افضل مین زیادہ فضل ہوتا ہے لیکن اس وقت تم کو ان دونون کی فضیلت سے ...

اسحق :۔ آیۂ غار جس مین ارشاد ہے " ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا " اس مین خدا نے ابوبکر کو آنحضرت کا ساتھی کہا۔"

مامون "- اسحق ! مین تمھین کسی مشکل راہ کی طرف نہین لے چلون گا۔ بیشک خدا نے ابو بکر کو آنحضرتؐ کا ساتھی کہا۔ لیکن خدا نے ایک کافر کو بھی ایسے شخص کا ساتھی کہا ہے جس سے خدا خوش اور جو خدا سے خوش تھا۔ وہ خدا کا قول یہ ہے " فقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ الآیۃ" یعنی اس کا ساتھی جو اس سے باتین کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تو اُس پروردگار کا منکر ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے درست آدمی کر دیا۔ (سورۂ کہف آیۂ ۳۷ جزو ۱۵)

اسحق۔ لیکن یہ ساتھی تو کافر تھا اور ابو بکر مومن تھے۔

مامون "- یہی تو مطلب ہے کہ جب خدا نے ایک کافر کو ایسے شخص کا ساتھی قرار دیا جس سے خدا خوش تھا تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے نبی کا ساتھی کسی مومن کو قرار دے لیکن اس سے وہ شخص افضل المومنین نہین ہو سکتا اور نہ حضرت ثانی نہ حضرت ثالث (افضل المومنین ہو سکتے ہین)

اسحق "- حضور! ابو بکر کی شان کا آیۂ غار نہایت جلیل القدر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے دو مین کے دوسرے (پیغمبر) اُسوقت جبکہ یہ دونون غار مین تھے اور پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ حزن واندوہ نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مامون "- اسحق ! جبتک مین تمھاری پوری خبر نہ لون گا تم مانو گے نہین - اچھا بتاؤ ابو بکر کا حُزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب"؟

اسحق "- یہ حزن آنحضرت کے سبب سے تھا حضرت ہی کے بارے مین ابو بکر کو خوف وغم تھا کہ کوئی مصیبت نہ واقع ہو"۔

مامون "- میرے سوال کا جواب یہ نہین ہے بتاؤ کہ وہ حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب"۔

اسحق "- خدا کی رضا تھی"۔

مامون "- تو معلوم ہوا کہ خدا نے ہم لوگون کی طرف ایسا رسول بھیجا جو رضائے خدا سے لوگون کو منع کرتا تھا"۔

اسحق "معاذ اللہ یہ کیونکر؟

مامون "کیا تم نے ابھی نہیں کہا کہ ابوبکر کا حزن و اندوہ کرنا خدا کی رضا تھی۔

اسحق "بیشک کہا ہے"

مامون "تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ قرآن میں ہے۔ رسول خدا نے فرمایا "لا تحزن" حزن نہ کرو اس طرح حزن سے منع کیا حالانکہ اس حزن کو تم رضائے خدا قرار دیتے ہو تو آنحضرت مانع رضائے خدا ہوئے

اسحق "معاذ اللہ! مجھ سے کیا غلطی ہو گئی"

مامون "اسحق! میں تمہارے ساتھ رفق و مدارات سے پیش آتا ہوں شاید تم راہ حق دیکھ لو اس سبب سے کہ تم کثرت سے خدا کی پناہ چاہتے ہو اب یہ بتاؤ کہ خدا نے جو فرمایا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ، (خدا نے اُنپر اپنی تسلی نازل کی) اس سے مراد رسول خدا ہیں یا ابوبکر؟

اسحق "نہیں رسول خدا صلعم مراد ہیں"

مامون "ٹھیک ہے۔ اب آیہ "ویوم حنین" (یعنی خدا نے تمہاری جنین میں بھی کی جب تم اپنی کثرت پر بھولے تھے تو یہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی بلکہ میدان جنگ تم پر تنگ ہو گیا پھر تم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو خدا نے اپنی تسلی اپنے رسول اور مومنین پر نازل کی) کے متعلق بیان کرو کہ اس میں مومنین سے کون لوگ مراد ہیں؟

اسحق "مجھے نہیں معلوم"

مامون "جنگ حنین میں کل مسلمان بھاگ گئے تھے اور آنحضرت کے ہمراہ بنی ہاشم سے سات آدمیوں کے سوا کوئی بھی ثابت قدم نہ تھا ان میں سے علیؑ تو تلوار لئے آنحضرت کی حفاظت میں لڑ رہے تھے عباس حضرت کے خچر کی لگام تھامے تھے اور باقی پانچ شخص آپ کو گھیرے ہوئے تھے کہ کفار سے آپ کو کوئی زخم نہ لگنے پائے یہی حالت رہی یہاں تک کہ خدا نے اپنے رسول کو

ظفریاب کیا۔ پس مومنون سے اِس آیہ مین خاصکر علیؑ اور وہ لوگ مراد ہین جو بنی ہاشم سے اُسوقت حاضرِ خدمت تھے۔ تو اب بتاؤ جو اُسوقت آنحضرتؐ کے پاس تھا وہ افضل ہے یا وہ لوگ جو جان بچاکر بھاگ کھڑے ہوئے اور خدا نے کسی جگہ اُن کو پایا ہی نہین تا کہ اپنی تسلّی اُن پر بھی نازل کرے"؟

اسحٰق "نہین افضل وہی شخص ہے جسپر خدا نے اپنی تسلّی نازل کی"۔

مامون "بتاؤ کہ جو شخص آنحضرتؐ کے ہمراہ غار مین تھا وہ افضل ہے یا وہ شخص جو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا اور جس نے اپنی جان ہلاکت مین ڈال کر حضرت کو بچا دیا جس کے سبب سے آنحضرت ہجرت مین کامیاب ہوگئے۔ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ تم اپنے بستر پر سونے کے لئے علیؑ سے کہو اور یہ کہ وہ اپنی جان سپر کرکے تم کو بچائین چنانچہ آنحضرت نے علیؑ سے اِس کو کہا تو وہ رونے لگے۔ آنحضرت نے پوچھا "علیؑ کیا تم موت کے خوف سے روتے ہو"؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اِس سبب سے مین نہین روتا بلکہ آپ کے سبب سے کہ کہین مصائب مین نہ مبتلا ہون۔ اچھا مین سو رہون تو آپ کی جان بچ جائے گی؟ حضرت نے فرمایا "ہان ضرور بچ جائے گی"۔ تب علیؑ نے (خوش ہوکر کہا) "یا حضرت پھر کیا پروا ہے مین نہایت اطمینان سے سوؤن گا اور انتہائے مسرت سے اپنی جان دونگا اور آپ کو بچاؤن گا"۔ بعد ازان آنحضرت کی خوابگاہ مین تشریف لائے اور حضرت کی چادر اوڑھ کر سو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد مشرکین قریش نے آکر آپ کو اِس خیال سے گھیر لیا کہ آپ ہی رسول خدا صلعم ہین اور سب نے یہ طے کرلیا تھا کہ قریش کے ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص تلوار کا ایک ایک وار آنحضرتؐ پر لگائے تاکہ بنی ہاشم کسی خاص قبیلہ سے حضرت کے خون کا قصاص نہ لے سکین اور باوجودیکہ علیؑ مشرکین کے اِن کل شورون کو سُن رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ یہ سب انکی

جان لینے پر آمادہ ہین لیکن ان اُموُر سے آپ کے ابرو پر ذرا بھی بل نہ آیا اور کچھ بھی خوف نہ کیا بلکہ اطمینان سے جان دینے کیلئے سوتے رہے حالانکہ ابو بکر ذراسی بات پر غار مین ڈرکر رونے لگے تھے۔ اسیطرح علیؑ نہایت صبر اور اطمینان سے دیر تک سوتے رہے بعد ان خداوند عالم نے اپنے ملائکہ مقربین کو آپ کے پاس بھیجدیا جو صبح تک آپ کی نگہبانی کرتے رہے صبح کو جب آپ اُٹھے تو مشرکین قریش نے آپ کی طرف دیکھکر کہا محمدؐ کہان ہین ؟ علیؑ نے جواب دیا کہ " مجھے کیا معلوم کہ آنحضرت کہان تشریف فرما ہین " تب اُن لوگون نے کہا علیؑ معلوم ہوتا ہے کہ رات ہی سے تم اپنی جان کے دشمن بنے ہوے ہو " (یعنی رات ہی سے یہان سوئے ہوئے تھے) پس اسیطرح مرتے وقت تک ہر واقعہ مین علیؑ لوگون سے افضل ہی ثابت ہوتے رہے اور کسیوقت کسی فضیلت مین بھی کسی شخص سے کم نہین ہوے۔ اچھا اسحٰق ! تم حدیث غدیر بھی روایت کرتے ہو ؟

اسحٰق :۔ حضور ! ہان :۔

مامون :۔ اُس کو بیان تو کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ مین نے حدیث غدیر بیان کی تو پھر مامون نے کہا) اسحٰق ! تم بھی دیکھتے ہو کہ اِس حدیث نے علیؑ کے بارے مین ابو بکر اور عمر پر اُس چیز کو واجب کیا جو ابو بکر و عمر کے بارے مین علیؑ پر واجب نہین تھی (یعنی ابو بکر و عمر پر خدا نے واجب کیا کہ علیؑ کو اپنا مولا سمجھین اور علی پر واجب کیا جائز بھی نہین ہوا کہ وہ ابو بکر اور عمر کو اپنا مولیٰ سمجھین۔

اسحٰق :۔ لوگ بیان کرتے ہین کہ اِس حدیث کا باعث زید بن حارث ہے کیونکہ اُس کے اور علی کے درمیان مین کچھ اختلاف ہو گیا تھا جس سے علیؑ کی ولایت کا وہ منکر ہو گیا ہے پس آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ " مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ "

مامون :۔ تو اس حدیث کو کس مقام پر فرمایا تھا " کیا حجۃ الوداع " سے لوٹتے وقت خم غدیر مین نہین فرمایا تھا ؟

اسحٰق :۔ ہان اُسی موقع پر ارشاد فرمایا تھا :۔

مامون:" تو اگر زید بن حارثہ اِس واقعۂ غدیر کے قبل ہی شہید ہو چکے ہون تو تم کیونکر اِس سبب کو حدیث غدیر کا باعث قرار دوگے (کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ جنگ موتہ مین جو ۸ھ مین ہوئی تھی زید بن حارثہ شہید ہو چکے تھے۔ اور حدیث غدیر کو آنحضرتؐ نے سنہ ۱۰ھ کے آخر مین بیان فرمایا ہے) اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تمھارا کوئی لڑکا جو صرف ۱۵ سال کا ہو کہے " جو میرا مولا ہے وہ میرے ابن عم کا بھی مولا ہے۔ لوگو! اِس بات کو یاد کر لو تو کیا تم کو یہ بُرا نہین معلوم ہوگا کہ تمھارا لڑکا ایسی لغو بات لوگون کو بتائے جس کو لوگ خود جانتے ہین اور جس کا انکار بھی نہین کرتے۔

اسحٰق:" ضرور بُرا معلوم ہوگا "

مامون:" تو کیا تم جس بات کو اپنے لڑکے تک کے لئے پسند نہین کرتے اُسکو رسول خدا صلعم کیلئے پسند کرتے ہو؟ وائے ہو تم لوگون پر اپنے علمار کے بندے نہ ہو جاؤ! خداوند عالم نے کلام مجید مین فرمایا ہے " اتخذوا احبارھم الآیہ" یعنی ان لوگون نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالمون اور زاہدون کو اپنا پروردگار بنا ڈالا (سورۂ توبہ آیہ ۳۲) حالانکہ اُن لوگون نے نہ علمار و زہاد کی نماز پڑھی اور نہ اُن کا روزہ رکھا اور نہ یہ خیال کیا کہ وہ لوگ پروردگار ہین۔ چونکہ اُن علمار نے جو کہا اُسے مان لیا اسی سبب سے خدا نے یہ فرمایا۔ اچھا اسحٰق! تم اِس حدیث کی بھی روایت کرتے ہو کہ فرمایا آنحضرتؐ نے یا علیؑ " انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ " علی تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے "

اسحٰق :" ہان مین نے اس حدیث کو سُنا ہے اور اُن لوگون کو بھی سنا ہے جو اس کو صحیح کہتے ہین۔ اور جو اس کا انکار کرتے ہین "

مامون:" تو ان دونون مین کون لوگ زیادہ معتمد ہین جنھون نے اِس کو صحیح کہا یا جنھون نے اس سے

انکار کیا؟

اسحٰق "وہ لوگ جنھون نے صحیح کہا ہے"

مامون "تو کیا ہوسکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اسکو مزاح سے فرمایا ہو؟

اسحٰق "معاذ اللہ! ہرگز نہین"

مامون "تو پھر ایسی بات کہی جسکے کوئی معنی ہی نہین ہے [illegible]

اسحٰق "معاذ اللہ! یہ بھی نہین"

مامون "کیا تم نہین جانتے کہ ہارون [illegible]؟

اسحٰق "ہان جانتا ہون۔

مامون "تو کیا علیؑ بھی آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے

اسحٰق "نہین"

مامون "اور [illegible]

اسحٰق "بیشک ہے"

مامون "پس علیؑ نہ تو آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے [illegible] تھے حالانکہ ہارون مین یہ دونون صفتین تھین (یعنی ان دونون صفتون مین تو علیؑ ہارون کے شابہ ہین نہین) تو اب حضرتؐ کے قول "انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ" کے معنی کیا ہوئے؟

اسحٰق "آنحضرتؐ نے اس حدیث سے علیؑ کو صرف خوش کرنا چاہا تھا کیونکہ منافقین نے کہا تھا کہ آنحضرتؐ علیؑ کو مدینہ مین اس سبب سے چھوڑ گئے کہ حضرتؐ ان سے دل مین کچھ ناراض تھے"

مامون "تو آنحضرتؐ نے ایک مہمل بات سے علیؑ کو خوش کرنا چاہا؟" اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہوکر مین سوچنے لگا تو پھر مامون نے کہا، اسحٰق! اس تشبیہ کا معنی تو کلام مجید مین وضاحت سے موجود ہے

اسحق "حضور! وہ کیا"؟

مامون "حضرت موسیٰ کی زبانی خدا نے جو فرمایا ہے" قال موسیٰ لاخیہ ھارون" الایہ یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میری قوم مین میرے جانشین ہو اور اُن کی اصلاح کرنا اور فساد کرنے والون کے طریقہ پر نہ چلنا (سورہ اعراف آیہ ۱۴۲)

اسحق "حضور! موسیٰؑ نے ہارون کو اپنی قوم کا خلیفہ اُسوقت کیا تھا جب وہ زندہ تھے اور خدا کے حکم سے کوہ طور پر گئے تھے۔ اِسیطرح رسول خدا صلعم نے جنگ تبوک مین جاتے وقت علیؑ کو اپنا خلیفہ اپنی حیات مین کیا تھا"۔

مامون "نہین نہین۔ تم جو کہتے ہو ایسا نہین ہے۔ بتاؤ کہ جب حضرت موسیٰ ہارون کو خلیفہ کر کے طور پر گئے تھے تو آپ کے اصحاب یا کل بنی اسرائیل سے کوئی شخص بھی ساتھ گیا تھا؟

اسحق "نہین"

مامون "اور تمام اُمت پر اُن کو خلیفہ کیا تھا یا نہین؟

اسحق "ہان تمام اُمت پر کیا تھا۔

مامون "لیکن جب آنحضرت عزوہ تبوک مین تشریف لیجانے لگے تو سواے ضعفاء و عورات واطفال کے اور بھی کسی کو مدینہ مین چھوڑا تھا؟ پھر یہ واقعہ حضرت موسیٰ کے مثل کیونکر ہوا؟ (کیونکہ کوہ طور پر تو موسیٰ تنہا گئے اور رسول خدا صلعم غزوہ تبوک مین مع اصحاب و انصار کے تشریف لیگئے۔ دونون مین فرق واضح ہے پس یہ قیاس مع الفارق ہے) اور اس حدیث کا دوسرا مطلب بھی مجھے معلوم ہے جو کلام مجید ہی سے نکلتا ہے اور جو دلیل قوی ہے اس امر کی کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنا خلیفہ مطلق قرار دیا تھا۔ اِس دلیل کو کوئی شخص بھی رد نہین کرسکتا اور نہ مجھ سے پہلے کسی نے اس دلیل کو پیش کیا ہے بلکہ مین سمجھتا ہون کہ خدا نے اپنے فضل خاص سے مجھے عطا فرمایا ہے"۔

اسحق :- حضور! وہ کیا"؟

مامون :- یہ حضرت موسیٰ کا وہ قول ہے جس کو خدا نے ذکر کیا ہے کہ "واجعل لی وزیرا الآیہ" یعنی خداوندا! تو میرے کنبہ والوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے اُن کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام مین اُسے میرا شریک بنا۔ تاکہ ہم دونون کثرت سے تیری تسبیح کرین اسی طرح رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ علیؑ! تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے تم میرے وزیر اور وہ بھائی ہو جس سے خدا نے میری پشت مضبوط کردی اور جس کو میرے کام مین شریک کردیا تاکہ ہم دونون اُسکی کثرت سے تسبیح کرین۔ اب کیا کسی شخص مین قدرت ہے کہ اس معنی کے علاوہ اور کوئی مطلب اس حدیث کا بیان کرے جس سے نہ آنحضرت کا قول باطل ہو نہ وہ مُہمل اور لغو قرار پائے"؟

اسحق کہتا ہے کہ اسیطرح مناظرہ ہوتا رہا یہانتک کہ بہت طول ہوگیا۔ اور دوپہر ہوگئی۔ پس یحییٰ بن اکثم نے کہا حضور نے طالبان خیر کیلئے حق کو واضح کرکے بیان کردیا اور اپنے لاجواب دلائل سے اپنے دعوی کو ثابت فرمایا جن کو کوئی رد نہین کرسکتا ہے" اسحق کہتا ہے یہ سنکر مامون ہم لوگون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "اور تم لوگ کیا کہتے ہو"؟ پس ہم سب لوگون نے کہا" ہم لوگ بھی حضور ہی کے ہم کلام ہین" تب مامون نے کہا "خدا کی قسم اگر آنحضرت نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ لوگون کی باتون کو مان لیا کرو تو مین ہرگز تمھاری بات نہ مانتا کیونکہ تم دل سے اسکا اقرار نہین کرتے ہو۔ خداوندا مین نے ان لوگون کو اچھی طرح نصیحت کردی اور امر بالمعروف کے فریضہ کو ادا کردیا۔ خداوندا! مین محبت وولایت علیؑ کے ذریعہ سے تیرا تقرب چاہتا اور اسی دین کا پیرو ہون" انتہی فقط

اب اس بحث کو ہم قصیدہ مصنفہ جناب شاہ علی حسن اشرفی جائسی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار پر

ختم کرتے ہیں حسین جناب امیر علیہ السلام کے مناقب اور ان احادیث کا ترجمہ ہے جو مولائے کونین کی شان میں ہیں

قصیدہ

قصیدہ عروۃ الوثقیٰ

به حمد خالق بیچون به نعت صاحب لولا — کنم قرطاس را گلگون بوصف عروة الوثقیٰ
امیر المومنین حیدر سراج السالکین حیدر — امام المتقین حیدر وصی مصطفیٰ حقا
امام المومنین مولا علی بن ابیطالب — ابن عم و صهر حبیب کبریا و شوهر زهرا
امام المتقین یعسوب دین نام آور صفین — یدالله شاه مردان شیر یزدان افضل و اعلیٰ
علی کهف الوریٰ جان علی شمس الضحیٰ خامه — علی بدر الدجیٰ نامه علی صدر العلی امضا
علی شوق و علی ذوق و علی فوق و علی فائق — علی نجد و علی مجد و علی زهد و علی تقویٰ
علی اصل علی افضل علی کامل علی اکمل — علی آخر علی اول علی دنیا علی عقبیٰ
علی خیر الوریٰ شوکت محمد مصطفیٰ صولت — شفیع المذنبین دولت امام المرسلین طغرا
علی و احمد حق گو به معنی یک بظاهر دو — نبی در انبیا فرد و علی در اولیا یکتا
محمد رو محمد خو محمد بو محمد جو — محمد گیسو و ابرو محمد عارض و سیما
نبی عدل و نبی خصلت نبی فیض و نبی احسان — نبی اصل و نبی نسل و نبی صورت نبی معنیٰ
نبی سیرت نبی خصلت نبی رفعت نبی عظمت — نبی هیبت نبی سطوت نبی قوت نبی یارا
نبوت را ازو نصرت ولایت را ازو رفعت — شهادت را ازو عزت امامت را ازو مبدا
عرب پر نور از رویت عجم مسرور از رویت — فروغ طور از رویت همه یثرب شه بطحا
زهی عشرت زهی شادی خوشا اعراس و دامادی — نبی منذر علی هادی نبی اولا علی مولا
روانش حق توانش حق سنانش حق زبانش حق — علی حق جسم و جانش حق علی یعلو و لا یعلیٰ
شه دین شه مردان ز یک نور اند نور افشان — زهی این زهی آن نبی فرد و علی یکتا

به یاران گفت پیغمبر که وحی خالق اکبر — رسانم من تو یا حیدر ندارد دیگری یارا
نبی شهر علوم و در علی اش فاتح خیبر — اگر باشی تو خواهش گر ز باب شهر اندر آ
نبی از گفته داور همه مسدود کرده در — که وا می شد بمسجد در مگر باب علی مولا
محب ایزد و احمد محبش احمد و ایزد — بود کرارش بیحد بود فرارش عنقا
بی هر انسی و جانی به نص خاص قرآنی — خدا اول ولی ثانی نبی ثالث علی مولا
اگر پرسی ز جاه او بخوان من کنت مولاه — بیک معنی است در هر دو درین مولی در آن اولی
عبث در معنی من کنت مولا میشدی هر سو — علی مولا باین معنی که پیغمبر بود مولی
ز نهی مغرب نهی مطلع یکی اعلی یکی ارفع — نبوت را نبی مقطع امامت را علی مبدا
پس از حمد نعت فایق وجودت مصحف ناطق — ولایت از ازل عاشق امامت تا ابد شیدا
توئی اکرم توئی اعظم توئی عالم توئی اعلم — توئی ارحم توئی اقدم توئی حاکم توئی اقضی
توئی فاروق وهم فایق توئی صدیق وهم صادق — توئی دائم بحق ناطق توئی هردم بحق گویا
توئی اصل توئی فرع توئی شرع وتوئی قرآن — توئی ایمان توئی عرفان توئی رمز توئی طوبی
توئی شاه و توئی سلطان توئی قیصر توئی خاقان — ببالا قیصر و خاقان ایاز و قنبرت آقا
تو آن بدری که بی نورت تو ناقص مجمع انجم — تو آن صدری که بی رایت تو فاسد مجلس شوری

خطاب وال من والاه مخلص را کند خوشدل
عتاب عاد من عاداه دشمن را کند رسوا

اللهم صل علی محمد و آل محمد

فال

پانچوین دلیل

اس امر کو سب مسلمان تسلیم کرتے ہین کہ مکہ اور مدینہ اسلام کی ابتدا اور ترقی کے مقام ہین اوران دونون جگہون کو سب دنیا سے بڑھ کر عزت ہے ایک خدا کا گھر اور رسول کا مولد۔ دوسرا حضرت کا شہر اور آپ کا مدفن ہے مکہ معظمہ مین بنیاد اسلام کی قائم ہوئی اور مدینہ منورہ مین اُس کی ترقی ہوئی اوران دونون جگہ کی بزرگی ایسی ہے کہ کبھی کوئی مذہب باطل پھر ان مین جاری نہ ہوگا اور دجال ملعون کا بھی گذران مین نہ ہوگا۔ پس ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ان دونون شہرون کے رہنے والے اب تک اصحاب کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہین۔ جو کچھ اعتقاد ہو اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیے۔ (مکہ مدینہ کی پاکی ایسی ہے کہ انمین کوئی باطل مذہب جاری نہوگا)

پس خدا کے فضل سے ان دونون شہرون کے رہنے والے بلکہ تمام عرب کے باشندون کا جو اعتقاد صحابہ کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔

اقول

ان مقدس مقامات کی بزرگی ترویج مذاہب باطلہ نہین ہے

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے متبرک مقام ہونے مین کس کو کلام ہے مگر ان مقامات کی پاکی اور برکت سے یہ لازم نہین آتا کہ اصحاب معلومین بھی تمام اُمت سے مرتبہ مین اعلےٰ و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل تھے بلکہ اسی دلیل سے ان کی فضیلت و خلافت کا ابطال ہوتا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا۔ نیز ان مقامون کی بزرگی و پاکی مانع ترویج مذاہب باطلہ نہین ہوسکتی۔ مکہ معظمہ کی منزلت و حرمت کی ابتدا ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت سے نہین ہے بلکہ وہ مقام بوجہ بیت اللہ ہونیکے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے متبرک ہے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین مکہ پر وارد ہوئے تو آپ کو پروردگار عالم نے حکم دیا کہ "زمین حرم پر ایک گھر بناؤ اور اُسکے گرد طواف کرو" پس حسب الارشاد ایک گھر بنایا گیا جب وہ تیار ہوگیا تو خداوند تعالیٰ نے بہشت سے حجر اسود بھیجا۔ جو اس گھر مین ایک مقام پر رکھا گیا حضرت آدم علیہ السلام اِس گھر کے طواف کیلئے ہر سال ہند سے جایا کرتے تھے۔ پس اگر اُس گھر کی پاکی و برتری مانع ترویج مذاہب باطلہ ہوتی تو لازم تھا کہ امم انبیاے ماسلف اُسکو پاک رکھتین۔ مگر بخلاف اسکے اُنھون نے اُس پاک گھر کو شرک و کفر و فسق و فجور سے نجس کردیا۔

امم ماسلف کا خانۂ کعبہ کو نجس کرنا

حضرت ابراہیم کا بیت اللہ کا پاک کرنا اور پھر اس کا نجس ہونا

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے گھر مین نجاست کی یہی حالت رہی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مین تو بیت اللہ طرح طرح کی نجاستون سے ایسا بھرا ہوا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ ہمارے گھر کو راکعین و ساجدین و طائفین کیلئے پاک کرو۔ جیسا کہ اس آیۂ وافی ہدایہ سے ظاہر ہے:۔

وعہدنا الی ابراھیم و اسمعیل — اور ابراہیم اور اسمٰعیل سے فرمایا کہ

ان طهرا بيتى لطائفين والعاكفين — ہمارے گھر کو طواف کرنے والون اعتکاف
والرکع السجود — کرنے والون اور رکوع اور سجود کرنے والون کے لئے
سورۃ البقرہ ع ١٥ — پاک وصاف رکھو۔

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی تفسیر یہ کرتے ہین :-

فرمان فرستادیم بسوے ابراہیم و اسمٰعیل کہ — ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کے پاس حکم بھیجا کہ ہمارے
پاک سازند خانہ مرا از اصنام و انجاس و خباثت و — گھر کو بتوں اور نجاستوں اور خباثت ...
... بجہت طواف برائے طواف کنندگان۔ — ... طواف ... پاک وصاف کرو۔

اور تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ

"حجر اسود جس وقت بہشت سے نازل ہوا تھا اس کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ مگر بنی آدم کی خطاؤن کے باعث سے بوجہ تاثیر دست گنہ گاران سیاہ ہو گیا۔

جب حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کو از سر نو پاک وصاف کر چکے تو بعد انقضائے زمانہ حضرت اسمٰعیل بنی آدم نے اُس پاک گھر مین پھر بت پرستی شروع کر دی جب قوم جرہم کا تسلط ہوا تو وہ بیت اللہ کے تحائف بھی چرا کر لے جاتے تھے۔ اِن کے بعد دوسری قوم آئی اُسنے تو خانہ کعبہ کو صنم خانہ ہی کر دیا۔

یہ حالات تو اس پاک گھر کے قبل ولادت با سعادت حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے اب عہد رسالت کی کیفیت سنیئے کہ جب مہر رسالت و قمر نبوت کے نور سے عالم روشن و منور ہوا اُس وقت تمام دنیا مین عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین خصوصاً تاریکی شرک و کفر کی پھیلی ہوئی تھی اور بنی آدم طرح طرح کے مذہبی و اخلاقی برائیون اور خرابیون کے خوگر ہو گئے تھے اور بالخصوص اس پاک جگہ مین جہاں سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم متولد ہوے تھے خاص خدا کے گھر مین اس درجہ بت پرستی ہوتی تھی کہ

کفار و مشرکین نے اس کو صنم خانہ بنا رکھا تھا جو تین سو ساٹھ بتوں سے بھرا ہوا تھا جنکے نام ہبل" لات" "عزیٰ" وغیرہ وغیرہ رکھے تھے اور ہر ایک قبیلہ اپنے اپنے بت کو معبود سمجھ کر پرستش کیا کرتا تھا، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روز تولد سے چالیس سال تک خدا کے گھر مین ان ناپاکیون کو ملاحظہ کرتے اور تنفر فرماتے رہے۔ چالیس برس کے بعد جب غار حرا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی ہوا یعنی خدائے عز و جل نے آپ کو نبوت و رسالت کا مرتبۂ درجہ بخشا تو آپنے پوشیدہ طور سے اپنے عزیزون و رشتہ دارون کو اسلام کی دعوت دی جب فرمان الٰہی عام طور سے اعلاء کلمۃ اللہ کیا تو مشرکین وکفار جو اپنے اپنے اصنام ہی کو معبود سمجھتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہو گئے اور یہانتک آپ کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائین کہ آخر کار آپ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے۔ اور اس مین کو اپنی سکونت سے شرف بخشا بعثت نبوی کے بعد بھی دس سال تک مکہ معظمہ مین بت پرستی کا اس قدر زور تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ساتوین برس عمرہ کرنے کو مکہ معظمہ مین جانا چاہا تو کفار مکہ نے باوجودیکہ چودہ سو اصحاب ہمراہ رکاب تھے جانے نہ دیا۔ چنانچہ آیۂ وافی ہدایہ:۔

ومن اظلم ممن منع مساجد	اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا
اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ	کے مسجدون مین اُسکا نام لیے جانے سے (لوگون کو)
فی خرابہا اولئک ما کان لہم ان	روکے اور ان کی بربادی کے درپے ہوا ایسون ہی
یدخلوہا الا خائفین پارہ اول ع	کو اس مین جانا مناسب نہین مگر سہمے ہوے۔

اسپر شاہد ہے اور اس کا ذکر سورہ فتح مین بھی ہے جس کو انشاء اللہ ہم دوسری جلد مین مفصل لکھین گے جب مکہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح پائی تو ولی خدا نے دوش پاک رسول پر معراج پاکر ؎

خدا کے گھر کو کیا تیرگیِ کفر سے پاک — علے کے زور کا غل تھا زمین تا افلاک

حسام خوف سے تھے مشرکوں کے دل صد چاک　　اذان جودی تو ہوئے شادید لولاک

حرم مین جس طرف آوازان کی جاتی تھی

صدائے کلمۂ طیب اُدھر سے آتی تھی

واضح ہو کہ جس طرح امم سابقہ خدا کے گھر کو نجس کرتی رہین اسیطرح ختم الانبیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کے بعد بھی وہ خانۂ خدا نجس کیا گیا اور کفار و مشرکین کے ہاتھون سے نہین بلکہ سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون اور انھین پاک جگہ کے رہنے والون کے ہاتھ سے ہوا جنکے عقائد کو اہل سنت اصل ایمان سمجھتے ہین چنانچہ کتب تواریخ مین مثل تاریخ ابن قتیبہ و جذب القلوب وغیرہ منقول ہے کہ　　عہد یزید مین مکہ و مدینہ کی بیحرمتی

بعد قتل جناب امام حسین علیہ السلام کہ مدینہ یزید بن معاویہ کے حکم سے تباہ و برباد کیا گیا۔ ہر طرح کی بدعتین اور فسق و فجور ان مقدس مقامات مین ہونے لگے۔ تین سو باکرہ لڑکیون کی عصمت لی گئی سات سو مہاجر و انصار اور عام مقتولین جن کی تعداد دس ہزار تک ہے قتل کئے گئے۔ کعبۂ معظمہ تباہ کیا گیا بیت اللہ کو منجنیق سے مسمار کیا۔ بعد موت یزید حصین بن نمیر نے جو یزید کے لشکر کا ایک افسر تھا عبد اللہ بن زبیر کے پاس قاصد بھیجا کہ ہمین طواف خانہ کعبہ کی اجازت دو تو اس نے کہا کہ کیا تم نے بجز اینٹ اور پتھر کے کچھ باقی چھوڑا ہے۔ عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت مین بھی ان پاک جگہون کی بیحرمتی ہوئی۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے جس کو عراق اور حجاز کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی خاص حرم کعبہ مین عبد اللہ بن زبیر کو ذبح کیا کعبۃ اللہ کا پردہ جلا دیا گیا۔ پتھرون کی بوچھار سے کعبہ کا ایک حصہ گرا دیا۔

(دیکھئے تاریخ اعثم کوفی روضۃ الصفا وغیرہا)

اس واقعہ کو جناب شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے جس کی نقل یہ ہے:۔

"جب عبد الملک نے مصعب بن زبیر پر فتح پائی چاہا کہ فوج عبد اللہ بن زبیر کے مقابلہ کو مکہ مین

بھیجے۔ لوگون نے غور کیا کہ حرم محترم مین جدال و قتال حرام ہے وہان جاکر کیونکر لڑین۔ آخرالکلام حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے سامنے بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر کا سر مین نے کاٹ لیا ہے۔ عبدالملک نے جانا کہ حجاج مکہ جانے کو عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ مین تیار ہے اس نے جلد ایک لشکر حجاج کے باسنام کرکے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج طائف کا رہنے والا تھا وہان کے اور فوج جمع کرکے متوجہ مکہ معظمہ کا ہوا اور وہان سرگرم قتال و جدال ہوا اور بالکل آداب مکہ معظمہ اور حرم محترم چھوڑ کر نہایت بے ادبی اور گستاخیون پر کمر باندھی یہان تک کہ تمام حرم محترم کو شہیدون کے خون سے رنگین کیا اور عبداللہ بن زبیر کو بھی شہید کیا۔ (ترجمہ سرالشہادتین صفحہ ۳۹)

اب بھی ان پاک جگھون مین مذاہب باطلہ جاری ہین

الغرض اعداے دین ہمیشہ خدا کے گھر کو از عہد آدم تا ایندم نجس کرتے رہے اور جس طرح انبیاے سلف کے زمانہ مین پاک مقامات مین مذاہب باطلہ کا رواج رہا اسیطرح بعد رحلت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آجتک بہت سی پاک جگھون مین مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کے ساتھ دیگر مذاہب بھی مثل زیدیہ۔ وہابیہ۔ اسمٰعیلیہ۔ کیسانیہ۔ حنفیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ۔ صوفیہ۔ قادریہ وغیرہ وغیرہ جاری ہین بلکہ خود فرقہ اہلسنت والجماعت کے چار مصلے مکہ معظمہ مین قائم ہین یعنی۔ مالکی۔ حنبلی۔ حنفی۔ شافعی اور باہم ان مین جس قدر اختلاف ہے وہ ظاہر ہے۔ پس اگر ان پاک جگھون کی پاکی و بزرگی کے یہی معنی ہین کہ کوئی مذہب باطل ان مین جاری نہین ہوسکتا تو یا تو ان کل فرقون اور منافقون کے نفاق اور مشرکین و کفار کے شرک و کفر کو اصل ایمان سمجھین ! یا صحابہ کی فضیلت سے دست بردار ہون۔

مکہ و مدینہ مخزن شرک و کفر رہے

الحاصل اگر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی پاکی مستلزم ایمان ہوتی تو ان پاک جگھون مین ایک متنفس بھی مشرک و کافر نہ ہوتا حالانکہ یہ پاک مقامات از ابتداے آدم تا ایندم مشرکین و کفار۔ اور منافقین فاسقین۔ فاجرین۔ ضالین و مضلین کے معدن و مخزن رہے بلکہ ان پاک جگہ کے رہنے والے تو کفر و

نفاق مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے اور یہ ہم نہین کہتے ہین بلکہ خود اللہ جل شانہ فرماتا ہے :-

الاعراب اشدّ کفرا و نفاقا — اعراب کفر و نفاق مین زیادہ سخت ہین۔ (سورۂ توبہ رکوع ۱۲)

اور منافق بھی ایسے کہ جن کا نفاق خود خدا کے رسول پر بھی نہ کھلا اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان منافقون کو پہچانا جیسا کہ آیہ کریمہ :-

وممن حولکم من الاعراب منٰفقون — اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق — گنواردن سے منافق ہین اور بعضے لوگ مدینہ کے

لاتعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین — سرکشی کرتے ہین اوپر نفاق کے تو نہین جانتا

ثم یردون الی عذاب عظیم — ان کو ہم جانتے ہین ان کو عذاب شتاب کرینگے

(ایضاً رکوع ۱۲) — ہم ان کو دو بار پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرینگے

سے منکشف ہوتا ہے وہ اپنے نفاق مین ایسے پکے تھے کہ جس وقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے آتے تھے تو آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے ساتھ ملکر بیٹھتے تو کہتے تھے کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین رسول سے تو ہم استہزا کرتے ہین دیکھو آیہ کریمہ

واذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا — اور جب ان لوگون سے ملتے ہین جو ایمان

اٰمنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا — لاچکے ہین تو کہتے ہین کہ ہم تو ایمان لاچکے اور

انا معکم انما نحن مستھزءون — جب اپنے شیطانون سے تخلیہ کرتے ہین تو کہتے ہین

پ۱ سورۂ بقر ع ۲ — کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہین ہم مسلمانون سے ٹھٹھا کرتے ہین۔

چنانچہ خدائے پاک نے ان منافقون کے نفاق و عداوت سے اپنے پیغمبر کو متعدد آیات اور خاص سورۃ المنافقین

کے ذریعے آگاہ فرمایا ہے۔

اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد	اے رسول جب تمہارے پاس منافقین
انك لرسول الله والله يعلم	آتے تو کہتے ہین کہ ہم تو اقرار کرتے ہین کہ آپ
انك لرسوله والله يشهد ان	یقیناً خدا کے رسول ہین اور خدا بھی جانتا ہے
المنفقين لكذبون ۝ اتخذوا ايمانهم	کہ آپ یقینی خدا کے رسول ہین مگر خدا ظاہر کئے
جنة فصدوا عن سبيل الله ط	دیتا ہے کہ یہ لوگ ضرور جھوٹے ہین ان لوگون
انهم ساء ما كانوا يعملون ذلك	نے اپنی قسمون کو سپر بنا رکھا ہے لوگون کو خدا
بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على	کی راہ سے روکتے ہین یہ لوگ جو کام کرتے ہین
قلوبهم فهم لا يفقهون ۝ واذا	برے ہین یہ اس سبب سے کہ ایمان لائے پھر کافر
رايتهم تعجبك اجسامهم ط وان	ہو گئے ان کے دلون پر مہر لگا دی ہے تو اب
يقولوا تسمع لقولهم ط كانهم	یہ سمجھتے ہی نہین اور جب ان کو دیکھو گے تو
خشب مسندة ط يحسبون كل صيحة	ان کا قد و قامت تم کو بہت بھلا معلوم ہوگا اور
عليهم هم العدو فاحذرهم	اگر گفتگو کرینگے تو ایسے کہ تم توجہ سے سنو گویا
قاتلهم الله انى يؤفكون	وہ دیوارون سے لگائی ہوئی لکڑیاں ہین
سورة المنافقون	ہر چیخ کی آواز کو سمجھتے ہین کہ انھین پر ہے
پارہ ۲۸	یہی لوگ تمہارے دشمن ہین تم ان سے بچتے رہو خدا
	انہیں لعنت کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہین

واہ کیا خوب عقیدہ ہمارے بھائیون کا ہے کہ جو لوگ اپنے کفر و نفاق مین شہرہ آفاق ہین انھین کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین حالانکہ تخانون کے رہنے والے تو شمع رسالت کی شعاعون سے

تاریکی شرک و کفر سے نکلکر اپنے دل نور ایمان سے روشن اور منور کر گئے مگر خاص ان پاک جگھون کے رہنے والے
جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کفر و شرک ہی مین جمے رہے ؎

حسن ز بصرہ۔ بلال از حبش صہیب از شام زخاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی

واعجباہ کہ ان مکانون کے رہنے والے تو خدا کے گھر کی پاکی اور رسول اور آل رسول کی حرمت و عزت کا پاس ادب کرین مگر صد افسوس کہ خود اصحاب جو خاص انھین مقامات کے رہنے والے تھے۔ جو حسب اعتقاد اہلسنت شمع رسالت کے پروانے تھے جنکے اسلام لانے سے اسلام کو عزت ہوئی۔ جو فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے۔ انھون نے ہادی اسلام اور اس جگہ کی پاکی اور بزرگی کا کچھ بھی لحاظ و پاس نہ کیا۔ کہ اپنے پیغمبر کی بیٹی کے گھر کو جس کو خدا نے عرش و کرسی کے برابر درجہ دیا تھا جلا دینے پر مستعد ہوئے استرباررسول اور نفس رسول کو باغی و مفسد ٹھہرایا۔ وصی رسول کو کشان کشان دربار خلافت مین لیگئے بیعت نہ کرنے مین قتل کئے جانے کی دھمکی دی۔ قریب سو برس تک آل رسول اور اولاد بتول پر مسجدون مین بالائے منبر تبرا ہوتا رہا۔ نمازون مین آل رسول کی تباہی کے مشورے کرتے رہے۔ چنانچہ انھین مقدس مقامات سے جنگ جمل کی بناء ہوئی۔ انھین پاک مقامات کے رہنے والون نے بحیلہ خون بہا حضرت عثمان غنی وصی رسول سے جدال و قتال کیا۔ اسی پاک جگھون مین فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کیا۔ اور خاص مسجد نبوی اور روضہ اطہر کے سامنے جنازے پر تیرون کا مینھ برسایا اور حجرہ رسول اللہ مین دفن نہ ہونے دیا۔ اُن پاک جگھون کے رہنے والے مخالفین رسول و آل رسول کی بیعت کرتے رہے اور ایذا رسانی و ہلاکت آل رسول مین اُن کے ممد و معاون اور اپنے خلفا کے معین رہے۔ انھون نے یزید بن معاویہ کی بیعت کی اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام نے بیعت نہ کی تو انھین مقدس مقامات مین اُن جناب کے قتل کی تدبیر کی آخر خود اُن جناب نے بیت اللہ کی بیحرمتی کے خیال سے وہان قیام نہ فرمایا اور کوفہ روانہ ہو گئے۔ حالانکہ

بعد رسول آل رسول کی بیحرمتی انھین پاک جگھون مین ہوئی

خدا نے فرمایا ہے:۔

ومن دخلہ کان آمنا   جو اس گھر مین داخل ہوگا امن سے رہے گا

لیکن اُن جناب کو وہان پناہ نہ ملی بعد شہادت سید الشہدا علیہ السلام جب کچھ لوگ یزید کو خلافت سے معزول کرنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمر نے جن کو بقول شبلی صاحب (ابتداے عمر مین گنجینۂ مُراد مل چکا تھا) اپنے اقربا و اتباع کو جمع کر کے یہ کہا:۔

کہ مین نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ روز قیامت ہر غادر کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا مین نہین جانتا کہ کوئی غدر اس سے زیادہ تر ہو کہ جس سے ہم نے خدا و رسول پر بیعت کی ہو اسی سے قتال و جدال کرین پس جو کوئی بیعت یزید سے خلع کرے گا تو مین اُسکے اور ہمارے جدائی ہو جائے گی۔

غرض ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" افسوس اکثر مسلمانون نے ایمان و اسلام کا جامہ پہنکر غدر۔ مکر۔ تزویر۔ دغا۔ فریب۔ نفاق۔ شقاق۔ اور حرص و ہوا کو دین خدا مین دخل دے کر اسلام کی عزت اور حرمت پر داغ لگایا ؎

بخمارخانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم   چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم دغائے

حاصل یہ کہ جنکے دلون مین ایمان نہو اُن کو پاک جگہون مین رہنے سے کچھ عزت نہین مل سکتی۔ کفار و منافقین اگر کعبہ ہی مین رہین اور وہین مرین اور بجاے حجر اسود اُن کو رکھین تب بھی کفر و نفاق کی نجاست سے پاک نہون گے ؎

خر عیسیٰ اگر بہ مکہ رود   چون بیاید ہنوز خر باشد

قولہ جو اعتقاد اہل مکہ و مدینہ کا صحاب کی نسبت ہو اسکو اصل ایمان سمجھنا چاہیے:

اب رہا یہ امر (جو کچھ اہل مکہ و مدینہ صحاب کی نسبت اعتقاد رکھتے ہون اُسی کو اصل ایمان سمجھنا چاہیئے) تو یہی دلیل بطلان فضیلت صحابۂ ثلثہ پر دال ہے۔ اگر اہل سنت تعصب چھوڑ کر خود صحاب کبار اور مہاجرین و انصار کے

اہل مکہ و مدینہ کے عقائد خلفاء ثلثہ کے بارے میں

اُن عقائد پر جو وہ لوگ اصحاب ثلثہ رض کی نسبت رکھتے تھے غور کریں تو روشن ہوگا کہ وہ لوگ اُن حضرات کو نہ قابل فضیلت سمجھے اور نہ مستحق خلافت جیسا کہ کتب حدیث و سیر اہلسنت میں واضح طور پر مرقوم ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ

جس وقت جناب سرور کائنات فخر موجودات صلعم کی رحلت کی خبر مدینہ میں پھیلی تو اس کو سنتے ہی قبائل انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوگئے اور سعد بن عبادہ کی خلافت پر اجماع کیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر و عمر اپنے پیغمبر کو بے گور و کفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور انصار سے حجت و تکرار کی۔ اور اپنے آپ کو خلافت کا مستحق بتایا لیکن انصار نے قاطبۃً ان حضرات کی خلافت و فضیلت سے انکار کیا آخر یہ حجت و تکرار اس حد کو پہونچی کہ قریب تھا تلواریں میان سے نکل آئیں آخر اس مجمع میں سے جب کسی ایک نے بھی ان حضرات کا انتخاب نہ کیا تب حضرت عمر رض نے یہ رنگ دیکھ کر بقول شمس العلماء شبلی نعمانی جھٹ پٹ حضرت ابوبکر رض کو مسند خلافت پر بٹھا دیا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر پہلے خود بیعت کی پھر دوسروں سے لی مگر اس پر بھی بقول صاحب روضۃ الاحباب بعض انصار یہ کہتے ہوئے ؎

ز مشرق تا بہ مغرب گر امام است
علی و آل و اولادش تمام است

بغیر بیعت کئے سقیفہ سے اُٹھ کر چلے گئے۔

اور خود صحیح بخاری میں موجود ہے کہ حضرت عمر نے حالات یوم سقیفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے

وخالفنا علی والزبیر ومن معهما   یعنی علی اور زبیر اور اُنکے ساتھیوں نے ہم سے مخالفت کی

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی حضرت عمر کا یہ قول اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ

"ہماری سرگذشت یہ ہے کہ جب خدا نے اپنے پیغمبر کو اُٹھا لیا تو انصار نے قاطبۃً ہماری

مخالفت کی اور سقیفہ میں جمع ہوے اور علیؑ و زبیر اور اُن کے ساتھیوں نے ہم سے مخالفت کی

(الفاروق حصہ اول ص۴۳)

اور خالد بن سعید بن ابی العاص جو صحابہ کبار سے تھے اُن کا حال اسد الغابہ مین یہ لکھا ہے :-

" یہ قدیم الاسلام یعنی پانچوین مسلمان ہین ان کے باپ نے اسلام کی وجہ سے ان کو بقدر مارا کہ لکڑی ٹوٹ گئی اور گھر سے نکال دیا مسلمانون نے جب حبش کی طرف ہجرت کی تو یہ بھی چلے گئے جب مہاجرین کے ساتھ یہ مدینہ واپس آئے تو جناب رسول خدا صلعم نے ان کو مین پر صدقات وصول کرنے کے لئے مامور فرمایا۔ بعد وفات رسول اللہ صلعم یہ مدینہ آئے تو جناب خلیفہ صاحب اول نے کہا کہ تم کیون چلے آئے۔ جواب دیا کہ ہم اور ہمارے بھائی بند غیر کی بیعت نہ کرینگے

اسیطرح قبائل عرب نے بھی بیعت سے انکار کیا جن کو ارتداد کا جرم لگا کر قتل کیا۔ اور آگ مین جلادیا اور خالد بن سعید بن عاص۔ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار بن یاسر۔ ابوالہیثم سہل بن حنیف۔ ابوایوب انصاری وغیرہ جو اصحاب جلیل القدر تھے اُن کے کلمات مخالفت بیعت سقیفہ کے متعلق بکثرت منقول ہین جنمین بعض نے تو علانیہ کہا کہ یہ خلافت علی کا حق ہے۔ کیا تم بروز جنگ بنی قریظہ رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد بھول گئے کہ :-

" اے گروہ مہاجرین و انصار ہم تمکو وصیت کرتے ہین اس کو یاد رکھو کہ ہمارے بعد علیؑ تم سب کے امیر ہین اور ہمارے خلیفہ ہین "

آل رسول اور بنی ہاشم جن سے مکہ و مدینہ کو شرف تھا اور گروہ اصحاب مین ممتاز تھے ان بزرگوارون کی بیعت نہ کرنے کا حال تو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین قمطراز ہین کہ

" بنی ہاشم اپنے ادعا پر رُکے رہے اور حضرت فاطمہ کے گھر مین وقتاً فوقتاً جمع ہو کر مشورہ کیا کرتے تھے حضرت عمر نے بزور بیعت لینی چاہی لیکن بنو ہاشم حضرت علیؑ کے سوا اور کسی کے آگے

سرنیاز ان جھکا سکتے تھے:

جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے جو گفتگو خلافت اور فدک و میراث کے بارے میں ان حضرات سے کی تھی وہ من وعن کتب صحاح وغیرہ میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "جب قنفذ غلام خلیفہ صاحب ول نے نفس رسول کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کو امیر المومنین بلاتے ہیں تو نفس رسول نے فرمایا یہ ایسا دعوے ہے جس کا کسی طرح ان کو حق نہیں ہے اور جب وہ جناب بجبر دربار خلافت میں لائے گئے اور آپ سے بیعت کیلئے کہا گیا تو آپ نے حضرات ممدوحین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس دنیا کے پیچھے تم لوگ کس قدر جلد حق سے منحرف ہو گئے کہ خلافت کو رسول اللہ کے گھر سے نکال کر اپنے گھر لیگئے حالانکہ نہ تم رسول اللہ کے قرابت مند ہو نہ خلافت کے مستحق"

خود آپ نے بھی آیات بینات کے حصہ دوم میں جناب امیر علیہ السلام کے خطبہ شقشقیہ کی نقل درج کر کے ان جناب کے خیالات کا اظہار کر دیا ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں تھے جس کی نقل یہ ہے:-

اور سب سے بڑھ کر جناب امیر المومنین کا خطبہ شقشقیہ ہے اور یہ وہ خطبہ ہے جس کو امامیہ قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہیں اور اس کی صحت میں شبہہ کرنا گویا قرآن میں شبہہ کرنا خیال کرتے ہیں انہیں حضرت امیر فرماتے ہیں۔

اما واللہ لقد تقمصها فلان وانہ لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر فسدلت دونها ثوبا وطویت عنها کشحا وطفقت ارتائی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یھرم فیها الکبیر ویشیب فیها الصغیر ویکدح فیها مومن حتی یلقی ربہ فرأیت ان الصبر علی ھاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی یعنی جب کہ ابوبکرؓ نے خلافت لے لی باوجودیکہ وہ خوب جانتے تھے

حاشیہ: امیر کی گفتگو خلافت کے بارے میں

۱۔ ۱ہ ہم

۲۔ ۶ ہم

کہ نظام خلافت کا مدار مجھ پر ہے اور تمام علوم اور حکمتین اور تدبیرات اور تصرفات مجھ سے خلق پر ایسے نازل ہوتے ہین جس طرح کسی بلند پہاڑ پر سے پانی گرتا ہو۔ میرے کمالات کو کوئی نہین پہونچ سکتا۔ اور جب میرے اس درجے کو جان کر خلعت خلافت خود پہن لیا تو مین نے صبر کا جامہ پہنا اور اُس کی طلب سے ہاتھ کھینچا اور اُس کی طرف التفات نہ کیا کیون کہ مین نے اِس معاملہ مین خوب فکر کی اور اچھی طرح اس پر غور کیا کہ دو کامون مین سے مجھے ایک کام کرنا چاہئے یا تو کٹے ہوے ہاتھ سے حملہ کرنا یعنی بے معاون و ناصر کے ان سے مقابلہ یا صبر و شکیبائی اختیار کر کے چپ رہجانا اور بھی اس تاریکی کی حالت پر جس مین اُمور خلافت مشتبہ ہو رہے ہون اور لوگ قعر ضلالت مین مثل اندھون کے گر رہے ہون اور نیز ایسے زمانہ تک جس مین جوان بڈھا اور بچہ جوان ہو جاوے اور مومن رنج و مصیبت اُٹھاتا رہے یہانتک کہ اپنے خدا سے ملے۔ ان دونون رایون پر جب مین نے غور کیا تو مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ اُس شدت ظلمت مین صبر کرنا قرین قیاس ہے اِس لئے مین نے صبر کیا اور منازعت اور محاربے کو چھوڑا حالانکہ میری آنکھون مین خار کھٹکتا تھا اور یہ حالت دیکھکر میرا عیش منغص تھا۔

اہل مکہ و مدینہ کی ناراضگی بخلاف حضرت عمرؓ سے

کیا انھین پاک مقامات کے رہنے والون کا حضرت عمر کی نسبت یہ عقیدہ نہ تھا کہ

جب قت رحلت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا تو اصحاب اس خبر کو سنکر حضرت صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ خدا کو کیا جواب دینگے جو ایک تند مزاج اور مغلوب الغضب کو ہم پر خلیفہ کرتے ہین۔ آپکے سامنے ان کے ستم کیا کم تھے جبکہ خود خلیفہ ہون گے تو کیا کچھ نہ کرین گے۔

اگر ہمارے بیان مین شبہہ ہو تو الفاروق کے صفحہ ۵۶ مین یہ عبارت ملاحظہ کرلو۔

سب سے پہلے عبد الرحمن بن عوف کو بلا کر پوچھا انھون نے کہا کہ عمرؓ کی قابلیت مین

کیا کلام ہے لیکن مزاج میں سختی ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ان کی سختی اسلئے تھی کہ میں نرم تھا
پھر حضرت عثمانؓ کو بلا کر پوچھا تو انھوں نے کہا ہم لوگوں میں ان کا جواب نہیں جب اس بات کے
چرچے ہوئے تو بعضوں کو تردد ہوا چنانچہ طلحہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے جاکر کہا آپ کے موجود ہوتے
عمرؓ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کرینگے آپ
اب خدا کے ہاں جاتے ہیں یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا۔

مجلس شوریٰ جو حضرت عمرؓ کی وصیت کے بموجب ان کے وفات کے بعد منعقد ہوئی تو حضرت
عبدالرحمن میر مجلس نے اپنا ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ کی طرف بڑھا کر فرمایا۔

"اقرار کرو کہ میں امور خلافت حسب کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت ہر دو خلفاء
انجام دوں گا"

آپ نے سیرت شیخین پر چلنے سے قطعاً انکار فرمایا اس لئے کہ سیرت شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سیرت سے جدا تھی جب جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین منظور نہ کی تو عبدالرحمن بن عوف نے
آپ کو چھوڑ کر حضرت عثمان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہی شرائط ان سے کئے حضرت عثمانؓ نے فوراً
سب شرطیں قبول کرلیں (دیکھو مسند امام احمد حنبل و دیگر کتب سیر وغیرہ) چنانچہ محرم نامہ صفحہ (۲۰) میں جناب خواجہ
حسن نظامی تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"جب حضرت عثمان رضؓ نے سیرت شیخین پر عمل کرنے کا اقرار کیا اور وہ خلیفہ ہوگئے تو حضرت علی
کھڑے کے کھڑے رہے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے "مکر، مکر! فریب، فریب!"

اسی طرح بنت رسول اللہؐ کے جو عقائد و خیالات ان حضرات کی نسبت تھے وہ بھی کتب صحاح وغیرہ
میں بہ تفصیل درج ہیں جو اہل سنت سے مخفی نہیں ہیں انتہا یہ کہ وہ معصومہ ان حضرات سے اس قدر
ناراض تھیں کہ وصیت فرماگئیں تھیں کہ یہ لوگ میرے جنازے پر بھی نہ آئیں اور نہ بعد قضیہ فدک ان حضرات سے

بنت رسول ان حضرات سے ناراض تھیں

ہمکلام ہوئین۔ جیسا کہ بخاری شریف کی کتاب المغازی مین ہے کہ:۔

لم تکلمہ حتی توفیت (فاطمہ نے ابوبکر سے اپنی وفات تک بات نہین کی۔)

اہل مکہ و مدینہ کے خیالات حضرت عثمان کی نسبت

حضرت عثمان غنیؓ کی نسبت ان مقدس مقامات کے رہنے والون کے عقائد جیسے کچھ تھے وہ جلد دوم مین مفصل لکھے جائین گے انشاءاللہ تاہم مجملاً جابجا حضرت کے ایمان و افعال کے صفات اوپر لکھ آئے ہین کہ وہ بسبب ان بدعنوانیون کے جو امور شریعت مین حضرت سے سرزد ہوئی تھین عام و خاص اصحاب کی نظر مین عزت و توقیر سے دیکھے نہ جاتے تھے۔ چنانچہ اہلسنت والجماعت کے ایک بڑے عالم جید اپنی مصنفہ کتاب تاریخ الاسلام مین صفحہ ۲۷۵ پر یون رقمطراز ہین کہ

حضرت عثمان نے خطبہ پڑھا جس کا مطلب یہ تھا۔ میرے دشمن کو معلوم ہوا کہ مجھ پر بیجا تہمت لگائی گئی تھی۔ عمرو عاص بھی اس مجمع مین موجود تھا وہ بولا کہ عثمان خدا سے ڈرو۔ توبہ کرو۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ عثمان نادم اور تائب ہو۔ حضرت عثمان نے گردن پھیری کہ تمام مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ عثمان اللہ سے ڈر اور توبہ کر۔ لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیرالمومنین کوئی نہ کہتا تھا۔

اور صفحہ ۲۵۷ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"عثمان کی خلافت کا وہ زمانہ تھا کہ تمام فتنہ و فساد کے تخم اسی وقت بوئے گئے۔ اخیر مین حضرت عثمانؓ سے فاش غلطیان سرزد ہوئین اگر حالات کی ایک سچی تصویر دکھائی جائے تو عام طور پر یہ رائے قائم ہوگی کہ حضرت عثمانؓ ہرگز اس تعریف کے لائق نہین ہین جو انکی طرف منسوب کیجاتی ہے"

حضرت عثمان کے جنازہ پر اصحاب نے نماز نہین پڑھی

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ خلافت مین جب ان حضرت کی بدعنوانیان بڑھ گئین تو وہ قتل کر دئے گئے۔ چنانچہ بعض علما نے تو آپ کے قتل مین حضرت امیر علیہ السلام کی بھی شرکت بتائی ہے جیسا کہ ارجح المطالب فی عد مناقب اسد اللہ الغالب یعنی سوانح عمری امیرالمومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ مین یہ روایت ہے:۔

قال عبد الله بن مسلم بن	عبد اللہ ابن مسلم بن قتیبہ کتاب الامامۃ
قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ	والسیاسۃ مین لکھتے ہین کہ قبیلہ ہمدان کا ایک
ان رجلا من ہمدان یقال لہ برد	شخص جسکا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اُسنے
قدم علی معاویۃ فسمع عمرو بن	سنا کہ عمرو بن عاص جناب امیر علیہ السلام کو بُرا
العاص یقع فی علی فقال لہ یا عمرو	بھلا کہہ رہا ہے۔ برد کہنے لگا اے عمرو ہمارے
ان اشیاخنا سمعوا رسول اللہ صلی	بزرگون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
اللہ علیہ وسلم یقول من کنت	سنا ہے کہ جس کا مولا مین ہون اُس کا مولا علے
مولاہ فعلی مولاہ احق ذلک ام باطل	ہو۔ آیا یہ بات سچ ہے یا جھوٹ؟ عمرو نے کہا ہان
قال عمرو حق وانا ازیدک انہ لیس	تجھے اس سے بڑھ کر سناؤن کہ آنحضرت کے کسی
احد من صحابۃ رسول اللہ صلعم لہ	صحابی کے مناقب تنے نہین ہین جس قدر کہ
مناقب مثل مناقب علی الا انہ شارک	حضرت علی کے ہین مگر کیا کرین کہ وہ حضرت
فی قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ منہ	عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل مین شریک ہوے ہین

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ تو علانیہ لوگون کو جناب خلیفہ صاحب کے قتل پر اکساتی رہتی تھین اور زبان معجز بیان سے بقول صاحب روضۃ الاحباب مندرجہ جلد سوم صفحہ ۱۵

عائشہ درشان عثمان می گفت لعن اللہ نعثلا وقتل اللہ نعثلا

فرمایا کرتی تھین۔ مورخین اہل سنت یہ بھی لکھتے ہین کہ قتل کے جانے سے قبل بیس دن تک مسلمانان مصر نے حضرت عثمان کو محصور رکھا۔ مگر اصحاب مین سے کسی نے بھی اعانت وحمایت نہ کی۔ البتہ جناب امیر علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پانی بھجوادیا کرتے تھے۔ آپ کی لاش تین دن تک بے غسل وکفن پڑی رہی۔ اصحاب مین سے نہ تو کسی نے تجہیز وتکفین کی فکر کی اور نہ کسی نے نماز جنازہ پڑھی آخر گھر کے

چار آدمی لاش ایک تختے پر ڈال کر مسلمانون کے قبرستان مین لیچلے تو بہت سے لوگ دفن کرنے مین مزاحم ہوئے ناچار یہودیون کے قبرستان مین بغیر غسل وکفن دفن کردئے گئے۔ ملاحظہ ہون کتب سیر مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ طبری وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان کے ملاحظہ مین زحمت ہو تو کم سے کم رسالہ محرم نامہ مین جو جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب سلمہ کی تالیفات سے ہے اور خواجہ ممدوح اکابر مشائخ اہلسنت سے ہین یہ عبارت ملاحظہ فرمائین۔

"دل لرزنے کی بات ہے کہ امیر المومنین جانشین رسول اللہ کا جنازہ تین دن تک بے گور وکفن پڑا رہا۔ آخر مین حضرت علی کی کوشش سے چار آدمیون نے جنازہ حضرت عثمان کا اُٹھایا۔ اور قبرستان لے چلے حیرت وعبرت کا مقام ہے کہ جو خلیفہ دنیا کے بڑے حصہ کا مالک ہو اُس کی میت کے ساتھ چار آدمی سے زیادہ نہ تھے اور اُس پر بلوائیون کا یہ حال تھا کہ جنازہ پر پتھر مارتے تھے اور بیچارے جنازہ اٹھانے والے بھاگا بھاگ جارہے تھے جب جنت البقیع مین حضرت عثمان کو لے گئے تو بلوائیون نے سخت یورش کی اور کہا کہ ہم مسلمانون کے قبرستان مین ان کو دفن ہونے نہ دین گے۔ آخر مجبور ہو کر یہودیون کے قبرستان مین اس حامیِ اسلام مسلمان خلیفہ کو دفن کیا گیا۔ صفحہ (۴۵)

جناب شاہ صاحب نے بھی اصحاب کے نماز جنازہ نہ پڑھنے سے جب انکار کا موقع نہ دیکھا تو یہ تاویل کی کہ

"ملائکہ بر جنازہ عثمان رض عوض آدمیان حاضر شدند (تحفہ صفحہ ۲۲۴)

ملائکہ کے نماز پڑھنے کا تو علم حضرت شاہ صاحب ہی کو بذریعہ الہام وکشف ہوا ہوگا مگر ہم کو تو اصحاب سے بحث ہے نہ کہ ملائکہ سے پس اصحاب کے نماز نہ پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر حضرت عثمان اپنی بدعنوانیون اور بدعتون کی وجہ سے قتل کئے گئے تو وہ کب مستحق خلافت وفضیلت ہو سکتے ہین اور کیونکر خلفائے راشدین مین انکا شمار ہو سکتا ہے۔ اگر بے قصور تھے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر اُن کا شعار تھا

تو ان پاک جگہون کے رہنے والے وہ اصحاب جنھون نے نہ خلیفہ برحق کی مدد کی نہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ کفن و دفن مین شریک ہوئے مورد طعن و تشنیع ضرور ہوتے ہین اور وہ تمام صفات جو ان کے قرب و فضیلت مین اہل سنت بیان کرتے ہین نامعتبر و باطل ثابت ہوئے۔

الحاصل یہ عقائد اصحاب کبار بنی ہاشم اور آل رسول کے اصحاب ثلثہ کی نسبت تھے۔ اب اگر برادران اہلسنت چشم بینا و گوش شنوا رکھتے ہین اور طالب حق ہین تو اپنے ہی عقائد کے موافق ان پاک جگہون کے رہنے والون کے عقائد متذکرۂ بالا کو اصل ایمان سمجھ کر بمفحوائے مصرع

خلافت خلفائے ثلثہ بعقیدۂ اہل مکہ و مدینہ باطل

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

صحابۂ ثلاثہ کی خلافت اور فضیلت کو باطل سمجھین۔ اگر ان پاک جگہون کے رہنے والون مین سے مخصوص مفسدین حضرات کے عقائد کو اصل ایمان سمجھتے ہین جو بیت الشرف بنت رسول اللہ کے جلانے کو خلیفہ صاحب کے شریک تھے جنھون نے ولی خدا سے جنگ و پیکار کی جو برسون بالائے منبر نفس رسول پر تبرا کرتے اور سنتے رہے جنھون نے فرزند رسول کے جنازہ کو تیرون سے غربال کیا۔ جنکے دست ظلم سے چمن رسول کا پتہ پتہ اور بوٹہ بوٹہ تاراج ہوا تو یہ ایمان ان کو ہی مبارک ہو اہل حق کو تو ایسے ایمان کے نام سے لرزہ آتا ہے اور دل الامان الامان پکارتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمین ست کہ حافظ دارد وائے گر از پس امروز بود فردائے

الحمد للہ کہ زمانہ اہل ایمان سے خالی نہین ہے۔ آج بھی باوجود تیرہ سو برس گذر جانے کے خدا کے فضل سے ان پاک جگہون کے باشندے بلکہ تمام عرب کے مومنین کا جو اعتقاد ان اصحاب کی نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔ غرض جو فسق و فجور اور بدعات ایمان و اسلام کی آڑ مین ان پاک جگہون کے رہنے والون نے دین حنیف مین کیے اسکی نظیر کسی صنمخانہ مین بھی نہ ملیگی۔ اور جو ستم و جور اور تحقیر و توہین آل رسول و اولاد بتول پر ان متبرک مقامات کے رہنے والون کے دست ظلم سے ہوئے وہ کفار و مشرکین سے بھی نہو سکے ع "ہیچ کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند"

قال

اہل مکہ و مدینہ کو گمراہ سمجھنے سے مذہب اسلام پر الزام آتا ہے

اگر ہم موافق اعتقاد شیعون کے یہ کہین کہ وہ سب کے سب گمراہ تھے اور باطل اعتقاد پر ابتک قائم ہین تو اس سے مذہب اسلام پر بڑا الزام آتا ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا۔ جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ اور جن جگھون کو عرش کے برابر رتبہ دیا۔ اور جہان سے اسلام جاری کیا انھین جگہ کے رہنے والون کو خدا نے ابتک باطل اعتقاد پر قائم رکھا اور ان لاکھون اور کرورون آدمیون کو جو اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین پیدا ہوے اور وہان رہے اُن کو گمراہ رکھا اور گمراہی پر اُن کا خاتمہ کیا اور ایک مومن کا بھی وہان گذر نہ ہونے دیا اور ابتک خداے عز وجل کو وہی اصرار ہے کہ ان بد اعتقادون سے مدینہ بھرا ہوا ہے اور وہی گمراہی اور ضلالت اب تک تمام عرب مین پھیلی ہوئی ہے اور باوجود گذرنے اس قدر عرصہ دراز کے کوئی مومن پاک بغیر تقیہ کے وہان جانے نہین پاتا اور اپنے اعتقاد کو بخوف اپنی عزت وجان کے ظاہر نہین کر سکتا۔

اقول

بعد رحلت جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جن لوگون نے قرآن اور آل رسول کو چھوڑ کر اپنا دین ومذہب قائم کیا بلاشبہہ وہ گمراہ ہین۔ اور خدائے تعالیٰ نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا جہان اپنے پیغمبر کا مدفن بنایا۔ اُنھین جگہون کے رہنے والون کے ایمان واسلام کے بارہ مین سورہ منافقون اور صدہا آیتین مثل اسکے نازل فرمادین۔ اور انھین پاک جگہہ کے رہنے والون مین جو منافقانہ اسلام لائے تھے اُن کے ایمان واسلام پر آیہ کریمہ

اہل مکہ ومدینہ سب کے سب گمراہ تھے

وممن حولکم من الاعراب	اور ان لوگون سے کہ گرد تمھارے ہین گنوار ہین
منافقون ومن اھل المدینۃ	سے منافق ہین اور بعض لوگ مدینہ کے سرکشی
مردوا علی النفاق لاتعلمھم	کرتے ہین اوپر نفاق کے تونہین جانتا ان کو
نحن نعلمھم الخ	ہم جانتے ہین

نازل فرماکر شہادت دیدی کہ وہ ایسے پکے منافق ہین کہ اے رسول تم ان کو نہین جانتے۔ افسوس جن جگہون کو خدا نے عرش وکرسی کے برابر رتبہ دیا۔ جہان سے ایمان واسلام جاری کیا۔ اُنھین جگہون مین ان سچے اسلام لانے والون نے قرآن اور آل رسول کی بیحرمتی کی۔

شیعون کا یہ اعتقاد نہین ہے کہ ان پاک جگہون کے رہنے والے سب کے سب گمراہ تھے۔ اگر سب کے سب نعوذ باللہ گمراہ ہوتے تو اسلام وایمان کون پھیلاتا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اچھی باتون کا حکم دینا اور بری باتون سے روکنا کون کرتا۔؟

الحمد للہ کہ ان پاک جگہون بلکہ کل عرب مین شیعیان علی بن ابی طالب موجود ہین اور اپنے پیغمبر کی

وصیت کے بموجب قرآن اور آل سے تمسک ہین۔ اگر گمراہون اور بداعتقادون کے وجود سے مذہب اسلام
پر کوئی الزام آتا ہے تو مطابق اعتقاد اہلسنت یہی آتا ہے کہ خداوند عالم نے جہان اپنے نبی کو پیدا کیا
جن جگہون کو عرش وکرسی کے برابر رتبہ دیا اور جہان سے ایمان واسلام جاری کیا انھین جگہون کے
رہنے والون مین سے سیکڑون اور ہزارون بندون کو مثل ابوجہل وامثالہ گمراہ رکھا اور گمراہی پر ان کا
خاتمہ کیا اور جو اصحاب ایمان لاچکے تھے ان مین سے بھی جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کو ایمان
کے بعد کفر کی طرف پھیر دیا اور اپنے پیغمبر کے وفات کے وقت بقول شبلی صاحب

"تمام مدینہ منافقان ست ...اجواس کے خبر تھے کہ آنحضرت کا سایہ اُٹھ جائے تو اسلام گویا اک دین

بیرہا جبکہ خلفاے نامدار جو ...برس تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہے
اور رات دن حضرت سے پند ونصیحت سنتے رہے۔ اپنی آنکھون سے جبرئیل کا آنا وحی لانا دیکھتے رہے
انھین پاک جگہون پر پیدا ہوئے اور وہین رہے مگر اس پر بھی ایمان وعقائد مین پاک نہ نکلے تو ان کے
معتقدین کا ایمان واسلام کس شمار وقطار مین ہے۔
...ہ ... ... ان اصحاب کے معتقد ہون جو ہمیشہ اپنے پیغمبر کی مخالفت اور
نافرمانی کرتے رہے جیسے کہ احکام خلافت کا دارومدار
یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم دیتے ہین بری بات کا اور روکتے ہین اچھی باتون سے
پر رہا اُن سے تو ان پاک جگہون کی حرمت ومنزلت پر نہ داغ آئے اور نہ اسلام پر کوئی الزام۔ اور
اگر امامیہ حسب احکام خدا ورسول وطابق اقوال علماے کرام اہلسنت خلفاے ثلثہ کی خلافت اور
فضیلت کو باطل سمجھین تو مذہب اسلام پر ...آسمان ...رسالت ونبوت پر بھی داغ لگے۔ اور خدا کی
بھی غرض بعثت نبوی سے فوت ہو۔ حالانکہ لوگون کے گمراہ رہنے سے نہ تو مذہب اسلام پر کوئی الزام
آتا ہے اور نہ نبوت ورسالت پر اور نہ گمراہون وبداعتقادون کی سکونت سے ان پاک جگہون کی

پاکی اور حرمت مین کچھ فرق ہوتا ہے۔ یہ رسالت اور نبوت ہے جس کی تصدیق ملک وفلک شجر وحجر
جن وانس سب نے کی ہے اگر ناکسون نے اس کی قدر ومنزلت نہ کی اور ایمان نہ لائے یا ایمان لانے
کے بعد پھر مرتد ہوگئے تو یہ قصور خود اُن کا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ... چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ایسے ہی لوگون کے باب مین خدا نے فرمایا ہے:۔

ان الذین کفروا بعد ایمانھم ... جو لوگ کہ کافر ہوے ایمان لانے کے بعد
ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم ... پھر کفر مین بڑھ گئے اُن کی توبہ قبول نہین ہے
واولئک ھم الضالون۔ ... اور وہی تو بڑے گمراہ ہین۔

قولہٗ تعالیٰ

وما ارسلنٰک الا مبشرا ... اور ہم نے تم کو خوش خبری دینے والا اور
ونذیرا ... ڈرانے والا قرار دیکر بھیجا ہے۔

پس ایمان لانا یا ایمان لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرنا عباد کا فعل ہے خدا اور رسول اسکے
ہرگز ذمہ دار نہین ہین۔ قولہ تعالیٰ۔

اِنا ھدیناہ السبیل اما شاکرا ... ہم نے اُس کو رستہ دکھایا اب وہ خواہ
واما کفورا ... شکر گذار ہو یا ناشکر

یہ امر بھی صحیح نہین ہے کہ:۔

"ان پاک جگہون مین ایک مومن کا بھی گذر خدا نے نہ ہونے دیا اور کوئی مومن بغیر تقیہ کے
وہان جانے نہین پاتا اور اپنے ایمان واعتقاد کو بخوف اپنی عزت اور جان کے ظاہر نہین کرسکتا"

حالانکہ ایک مومن کیا گروہ کے گروہ مومنین سے ان پاک جگہون مین بلا تقیہ رہے اور اس وقت تک ہین

قولہ
ان پاک جگہ بجز یک
مومن بھی مدد
نہ ہوا

ان پاک
جگہون میں مومن رہتے
ہین

اور بغیر تقیہ طواف وزیارت کعبہ کا شرف حاصل کرتے رہتے ہین بلکہ انھین مومنین کو مناسک حج و طواف بجالانے کیلئے ایک بزرگ مومن وہان متعین ہین جو انھین پاک جگھون کے رہنے والون مین سے ہین۔ یہ بزرگ وہ ہین جن کا اسم مبارک سید ابو الفضل عباس ہے جو بعہد شاہ دکن نواب میر محبوب علیخان بہادر غفران مکان اور نواب لائق علیخان بہادر عماد السلطنتہ مرحوم ومغفور کی وزارت کے زمانہ مین حیدرآباد تشریف لائے تھے اور سرکار عالی ہی کے مہمان رہے تھے جن کی تعظیم وتکریم اور مراعات شاہ و وزیر نے بہت کچھ کی تھی اور بارگاہ شاہی مین خود آپ ہی نے اُن بزرگ کو باریاب کرایا تھا۔ پس ہم کو تو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین اپنی عزت اور جان کا مطلق خوف اندیشہ نہین ہے کیونکہ خود معبود اپنے عباد کو ہر بلا سے بچاتا ہے اور دولت برطانیہ کے اثر سے ہمکو ادائے رسوم مذہبی مین ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔

البتہ ان پاک جگھون کے رہنے والون مین سے بعضون کے ہاتھون سے بلاشبہہ ہر طرح کی تکلیفین اُٹھانی پڑتی ہین چنانچہ یہ حکایت تو آپنے چھوٹے عمو جان مرحوم ومغفور سے سُنی ہوگی کہ جس زمانہ مین ہمارے خاندان کے لوگ حج بیت اللہ کی غرض سے خاص مکہ معظمہ مین مقیم تھے ایک روز گھر مین پانی نہ رہا عموی صاحب گھڑا لے کر مسجد الحرام کے حوض سے پانی لینے کیلئے گئے جب پانی بھر کر لیچلے تو ایک عرب صاحب سامنے آکر پوچھنے لگے کہ یہ پانی کس کام کے واسطے لیجا رہے ہو مرحوم نے کہا کہ گھر مین پانی نہین رہا ہے اور بچے پیاسے ہین اُن کو پلانے کیلئے لیجا رہا ہون یہ سنکر اُس پکے ایمان والے اور سچے اسلام لانے والے نے گھڑا آپکے ہاتھ سے چھین کر سب پانی زمین پر پھینکدیا اور کہا یہ پانی پینے کے لئے نہین ہے وضو کیلئے ہے۔

منافقین بضد ہین کہ ان جگھون کی سکونت سے فضیلت ہین ہوسکتی

غرض ان پاک جگھون مین محض سکونت سے کفار اور منافقین کو کچھ نفع نہین ہوسکتا ؎

گر طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست　　نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود

پاک بیٹھوں کی سکونت اور چیز ہے ایمان شئے دیگر۔ قال اللہ تعالیٰ

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ و الیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لایستوون عند اللہ واللہ لایھدی القوم الظالمین ۵

کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد رکھنا اُس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے راہ خدا میں جہاد کیا اللہ کے نزدیک تو یہ برابر نہیں ہے اور اللہ ظالم لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔

اسی طرح اس آیہ شریفہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمٰی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلٰوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون ۵

یہ کوئی نیکی ہے کہ تم اپنے منہ مشرق و مغرب کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتوں اور خدا کی کتابوں اور انبیا پر ایمان لائے اور محبت خدا میں اپنا مال رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں اور بندے آزاد کرنے میں صرف کرے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جب معاہدہ کرلیں تو اپنے عہد کے پورے کرنے والے ہوں اور تنگدستی اور بیماری اور لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے ہوں یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے سچ کہا اور یہی متقی ہیں۔

پ ۲ سورۃ البقر ع ۲۲

یہ صفات ایمان والون کے ہین جن سے آپکے اصحاب کورے رہے پس آپکے آسمان پر چڑھانے اور مہر و ماہ فلک اسلام بنانے سے اُن کو کوئی شرف حاصل نہین ہو سکتا ؎

کچھ خار مغیلان گل تر ہو نہین جاتا ہر قطرۂ ناچیز گہر ہو نہین جاتا
قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہین جاتا مس پر جو ملمع ہو تو زر ہو نہین جاتا

جس پاس عصا ہو اُسے موسیٰ نہین کہتے
ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہین کہتے

خود صحابہ ہی کو امنوا وعملوا الصلحت کے ذریعہ سے اپنے آپ کو مہر و ماہ فلک اسلام بننا چاہیئے تھا۔ آپ کی لن ترانیون سے کیا ہوتا ہے:۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

فال

قیامت تو قریب آگئی اِس دنیا کے ختم ہونے کے دن نزدیک آگئے لیکن خدا ان ظالمون اور بداعتقادون سے اپنے گھر اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا اور مومنین سے ان شہرون کو آباد نہین کرتا اور گمراہون کو ایسی پاک جگہون سے نہین نکالتا۔

خدا گمراہون سے اپنے اور اپنے رسول کے گھر کو پاک نہین کرتا

اگرچہ جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اور اسلام مین ضعف آتا گیا اور مذہب شیعہ ترقی پاتا گیا اور اُن کے عقائد باطلہ کا رواج ہوتا گیا اور اکثر شہرون مین اور ملکون مین ان کی حکومت ہوگئی اور بادشاہت و سلطنت بھی نصیب ہوگئی۔ بااین ہمہ مکہ و مدینہ مین جو دین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے۔

اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎

ہست محفل برآن قرار کہ بود   دست مطرب برآن ترانہ ہنوز

اقول

خدا تعالیٰ حلیم ہے فوراً سزا نہین دیتا مگر جسکو چاہے جیسا کہ بعض انبیا کی امت [illegible] الم حسین کو [illegible]

دنیا کے انتظامات خدائے پاک نے اپنی مصلحت و حکمت پر منحصر رکھے ہین اگر اللہ جل شانہ گنہ گارون اور ظالمون کو اُن کی بداعمالیون کی سزا فی الفور دیتا تو ایک شخص بھی دنیا مین باقی نہ رہتا۔ ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ:۔

ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمھم	اگر خدائے تعالیٰ آدمیون کے ظلم کے سبب
ما ترک علیھا من دابۃ ولکن	ان سے مواخذہ کرتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو
یوخرھم الیٰ اجل مسمّٰی	باقی نہ رکھتا لیکن وہ تو ایک وقت مقررہ تک
پ ۱۴ سورۃ النحل ع ۸	اُنکو ڈھیل دئے ہوئے ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

ولو یعجل اللہ للناس الشر	اور جس طرح لوگ اپنی بھلائی کے لئے جلدی
استعجالھم بالخیر لقضی الیھم	کر بیٹھتے ہین اسی طرح اگر خدا اُن کی برائی مین جلدی
اجلھم فنذر الذین لا یرجون	کر بیٹھے تو اُن کی مدت بہت ہی جلد پوری کردی جائے
لقاءنا فی طغیانھم یعمھون	مگر ہم ان لوگون کو جو ہماری ملاقات کی امید نہین
پ ۱۱ سورۂ یونس	رکھتے اُن کو ان کی سرکشی مین چھوڑ دیتے ہین کہ
ع ۲	کہ وہ آپ ہی سرگردان رہین۔

اسپر بھی اگر سرکشون۔ ظالمون اور گنہگارون کو اُن کی خطاؤن اور نافرمانیون کی پاداش مین فوری سزا دینا قرین مصلحت جانا تو فوراً ہی عذاب ان پر نازل کردیا۔ جیسا کہ خاص عذاب کا ذکر قرآن مجید مین متعدد جگہ پر ملاحظہ ہو آیۂ کریمہ۔

الم تر کیف فعل ربک بعاد	کیا تم نے نہین دیکھا کہ تمھارے پروردگار نے قوم
ارم ذات العماد التی لم یخلق	کے ساتھ جو ستونون والے ارم کے رہنے والے تھے کیا کیا
مثلها فی البلاد وثمود الذین	شہر شہرون مین بنایا ہی نہین گیا کیا اور ثمود کے ساتھ جنھون نے
جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی	میدان مین چٹانون کو تراشا اور ان کو گھر بنایا تھا
الاوتاد الذین طغوا فی البلاد	اور فرعون کے ساتھ جو سزا کے لئے میخین رکھنے والا
فاکثروا فیها الفساد فصب علیهم	تھا کیسا معاملہ کیا ان سب نے ملکون مین سرکشی کی تھی
ربک سوط عذاب ان ربک	پھر ان مین خرابی کو بہت بڑھا دیا پس تمھارے پروردگار
لبالمرصاد پارہ ۳۰ سورۃ الفجر رکوع ۱	نے ان پر عذاب کا کوڑا لگایا بیشک پروردگار گھات مین ہے

اور اسیطرح واقعۂ موسیٰ مین نشانی ہے۔

وفی موسیٰ اذ ارسلنٰه	جبکہ ہم نے موسیٰ کو فرعون کی طرف کھلا ہوا
الی فرعون بسلطان مبین	معجزہ دیکر بھیجا پس اس نے اپنے لشکر کے برتے پر
فتولّٰی برکنه وقال سحرٌ او	روگردانی کی اور کہنے لگا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔
مجنون فاخذنٰه وجنوده	پھر ہم نے اُس کو اور اسکے لشکر کو دھر پکڑا اور اُن
فنبذنهم فی الیم وهو ملیم	سب کو دریا مین ڈالدیا جس حال مین فرعون ذلیل
وفی عاد اذ ارسلنا علیهم الریح	وخوار تھا اور اسی طرح واقعۂ قوم عاد مین نشانی
العقیم ماتذر من شیءٍ اتت	ہے جبکہ ہم نے ان پر ہر ایک سخت آندھی بھیجی کہ
علیه الا جعلته کالرمیم ۞	جس چیز پر وہ پہونچتی تھی اُس کو چورا کئے بغیر
وفی ثمود اذ قیل لهم	نہ چھوڑتی تھی۔ اور واقعۂ ثمود مین بھی نشانی ہے
تمتعوا حتّٰی حین	جبکہ ان سے کہا گیا کہ ایک مدت معینہ تک نفع اٹھالو

فعتوا عن امر ربھم فاخذتھم الصاعقۃ وھم ینظرون فما استطاعوا من قیام وما کانوا منتصرین وقوم نوح من قبل انھم کانوا قوما فسقین۔ (پارہ ۲۷ - سورۃ الذاریات ع)

پھر اُنھوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی تو دیکھتے دیکھتے ان کو ایک کڑک نے آلیا پھر وہ کھڑے ہی نہ ہو سکے اور نہ ٹلے سکے اور نوح کی قوم کو اس سے پہلے ہم ہلاک کر چکے یقیناً وہ لوگ نافرمان تھے۔

اسی طرح قاتلان جناب سید الشہدا علیہ السلام پر فوری عذاب نازل کیا گیا جس کا ذکر جناب شاہ صاحب نے اپنے رسالہ سر الشہادتین میں ان الفاظ کیا ہے :۔

"زہری سے روایت ہے جو لوگ قتل امام میں شریک اور اس امر سے راضی تھے قطع نظر عذاب اُخروی کس طرح کے بلاؤن میں مبتلا ہو کر اپنی سزاے اعمال کو دنیا ہی میں پہونچے اور عبرت روزگار ہوے بعض قتل ہوے بعض اندھے بعض پیاس پیاس کہتے مر گئے۔

اور ترمذی سے روایت ہے کہ ایک جگہ ضیافت تھی وہان لوگون میں ذکر ہوا کہ جو کوئی قتل امام میں شریک تھا البتہ کسی نہ کسی بلا میں دنیا ہی میں اپنی بدکرداری کو پہونچا امیر مجلس کے منہ سے بیجا یہ کلام نکلا کہ وہ شخص معرکہ کربلا میں موجود تھا اور اب تک سب آفتون سے بچا ہوا ہے۔ یہ بات اسکے منہ سے پوری نہ نکلی تھی کہ ایک شعلہ چراغ سے نکلا اور طرفۃ العین میں اُس کو جلا کر کوئلہ کر دیا اور جس شقی کا تیر علی اصغر کی گردن پر لگا تھا وہ اس عذاب میں گرفتار ہوا کہ اسکے اگلے دھڑ میں حد سے زیادہ جلن اور پیچھے کے دھڑ میں حد سے زیادہ سردی اور پنکھا کے نیچے انگیٹھی رہتی تھی اور برابر واویلا کرتا رہتا تھا۔ اور مشکون پانی پیتا لیکن پیاس نہ بجھتی تھی"۔

(رسالہ آتش محرقہ و سر الشہادتین صفحہ ۹)

اسکے بعد جناب شاہ صاحب اس عذاب کا جو مختار کے ہاتھ سے قاتلان امام حسین علیہ السلام پر

نازل ہوا تھا ذکر کرتے ہین جس کو ہم نے بخیال طوالت چھوڑ دیا جس کو شوق ہو کتب تواریخ اور صحیفہ زین العابدین مطبوعہ پریس دہلی مین ملاحظہ کر لین۔ المختصر ؎

دو برس تک نہ رہا ایک بھی قاتل باقی　　خون سادات نے تاثیر دکھائی کیسی!

اور اب بھی فسق و فجور اور بدافعالیون و بداعمالیون کی وجہ سے طاعون۔ سیلاب زلزلے و تصادم جہازون و کشتیون کا دفعۃً غرق ہونا۔ آگ سے جلنا وغیرہ وغیرہ مختلف شکلون مین فوری عذاب الٰہی نازل ہوتا رہتا ہے۔ مگر اس پر بھی خدا سے نہین ڈرتے اور اپنے ایمان وعقائد کی اصلاح نہین کرتے۔

قولہٗ تعالیٰ

اولا یرون انھم یفتنون فی کل　　آیا نہین دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہین گذرتا

عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون　　کہ ایک دو بار وہ بلاؤن مین نہ ڈالے جاتے ہون۔

ولا ھم یذکرون۔　　پھر بھی ان کی غفلت کا یہ حال کہ نہ توبہ کرتے ہین اور

پ ۱۱ ع ۵　　مصیبتون سے نصیحت پکڑتے ہین۔

اب رہا یہ امر کہ:۔　　قولہ جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے

"جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے ؎

ہست محفل بر آن قرار کہ بود　　دست مطرب بر آن ترانہ ہنوز

اگر اس سے آپ کا مقصود تھا دین حق ہے تو بقول حافظ ہم کو بھی اتفاق ہے ؎　　بعد رسول اللہ دین و مذہب مین زوال آیا

از وجود ان قدم نام و نشان ہست کہ ہست　　ورنہ از ضعف در انجا اثرے نیست کہ نیست

اس باغ کی بہار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئی ؎

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا　　ہزارون بلبلون کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا

خزان کے بعد جو دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین ۔ بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

جناب مولوی خواجہ الطاف حسین حاؔلی نے اپنی بے بہا تالیف مسدس حالی مین تنزل اسلام کا خوب نقشہ کھینچا ہے ۔ اُسکے کچھ بند اس جگہ نقل کئے جاتے مین اور وہ یہ ہین :-

رہے جبتک ارکان اسلام برپا ۔ چلن اہل دین کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہد صافی مصفا ۔ رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرّا
نہ تھا کوئی اسلام مین مرد میدان
علم ایک تھا شش جہت مین درخشان

پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا ۔ گیا چھوڑ سر رشتہ دین ہدا کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا ۔ تو پورا ہوا عہد جو تھا خدا کا
کہ ہم نے بگاڑا نہین کوئی ابتک
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک

بُرے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب ۔ وہ دنیا مین بس کر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے سب ۔ بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر
گھٹا کُھل گئی سارے عالم پہ چھاکر

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر ۔ کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین بادِ صرصر ۔ بجھین مشعلین نور حق کی سراسر
رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

نہ ثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت — گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت

ہوئے علم و فن اُنسے ایک ایک رخصت — مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت

رہا دین باقی نہ اسلام باقی

اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

قطع نظر اسکے آپ خود بھی تو اِس بات کے قائل ہین کہ:-

"جس قدر زمانہ نبوت کا دور ہوتا گیا اسی قدر اسلام مین ضعف آتا گیا"

مقابلہ علماء و محسن الملک بابت تنزل اسلام

بلکہ اس تنزل اسلام پر ایک رسالہ بھی آپنے تصنیف فرمایا ہے جس کا نام "اسباب ترقی و تنزل مسلمانان" ہے۔ اُس رسالہ کا اقتباس یہ ہے:-

"مسلمانون کے متفرق ہوجانے مین سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے جس کا تخم ابتدا ہی زمانہ مین بویا گیا اور امامت کا جھگڑا اُس کا سبب ہوا اسی سے مسلمان جن کی تعریف مین خدا فرماتا ہے۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے مگر پھر ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے اور آپس مین لڑنے لگے حقیقت مین وہ بغض و عداوت کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانون کے دلون مین بویا گیا وہ اتنے بُرے تلخ اور زہریلے پھل لایا کہ اُسنے مسلمانون کے خون کی ندیاں بہا دین اور اُس نے اسلام کی مستحکم بنیاد کو ایسا ہلا یا کہ جس پر غیرون کو حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنے کی جرأت ہونے لگی باہمی محبت و اختلاط ہمدردی کا صفحہ روزگار پر نام و نشان باقی نہ رکھا۔ پھر یہ اختلاف یہی پر نہ ٹھیرا بلکہ ایک دوسری شکل اور نئے رنگ مین جلوہ دکھانے لگا چھوٹی چھوٹی باتون اور خفیف سے خفیف مسئلون مین اتنا اختلاف ہوگیا کہ اسلامی جماعت کی صورت بھی کہین نظر نہین آتی چونکہ دین ہی نے اتفاق کا سبق سکھلایا تھا اور یہی بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہم کو عطا فرمائی تھی اور یہی بڑا احسان تھا جو

ابتدا مین اُسنے ہمپر کیا تھا جس کو امتنانا خود ہی فرماتا ہے الف بین قلوبھم لو انفقت مافی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم الخ یعنی اُن لوگون کے دل مین اُلفت دی (اے رسول !) اگر تم ساری زمین کی چیزین صرف کرتے تب اُنکے دلون مین محبت پیدا نہ کرسکتے لیکن یہ اُلفت خدانے اُن کے قلبون مین پیدا کی۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اُس کی بنیاد شروع ہوئی اور یہ نعمت ہم سے خدانے لیلی اور ہم کو اختلاف و فساد اور جھگڑون مین ڈال کر نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا (صفحہ ۵۵ و ۵۶) اِس کلام سے آپ کا یہ قول کہ :-

"جو دین مکہ و مدینہ مین پیغمبر خدا کے وقت مین تھا وہی جاری ہے اور جو مذہب رسول خدا صلعم کے سامنے تھا وہی اب بھی ہے"۔

ھباءً منبثا ہو گیا کیونکہ آپ خود اِس بات کے قائل ہین کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایمان و اسلام کا یہ رنگ ہوا کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی — اک اِسلام کا رہ گیا نام باقی

انسوس کہ جن اسباب سے اِسلام کی یہ نوبت پہونچی۔ رُباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے — اِسلام کا گرکر نہ اُبھرنا دیکھے

مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد — دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

امامت چار ہزار سال قبل از خلقت حضرت آدم قرار پا چکی تھی

اُن کو تو آپ نے چھپایا اور امامت کو جو خلفا کی آنکھون مین مثل خار کھٹکتی تھی باعث تنزل اسلام اور فتنہ و فساد ٹھہرایا۔ مگر جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کرے اُس کو کون بجھا سکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ (سورہ الصف پارہ ۲۸)

وہ چاہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کا نور منھ سے بجھائین اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافرون کو برا لگے۔

یہ امامت ایسی مہتم بالشان ہے کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چار ہزار سال قبل قرار پا چکی ہے جیسا کہ ارجح المطالب مین مذکور ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال	ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ مین اور علی
والہ وسلم انا و علی من نور واحد	حضرت آدم کی پیدائش سے چار ہزار برس قبل
قبل ان یخلق اللہ آدم باربعۃ الاف	ایک نور تھے جب خدا نے مخلوق کو خلق فرمایا تو ہمارے
عام فلما خلق اللہ تعالی الخلق	نور کو صلب آدم مین جگہ دی یہ نور ہمیشہ ایک ہی
رکب ذلک النور فی صلبہ فلم	شئے مین برقرار رہا۔ یہان تک کہ عبد المطلب کے
یزل فی شئ واحد حتی افترقا فی صلب	صلب کی طرف منتقل ہوا پس مجھ مین نبوت اور
عبد المطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ	علی مین خلافت ہے۔

(اخرجہ الدیلمی) صفحہ ۳۲

یہی وہ امامت ہے جس کا اعلان رسول خدا نے اپنی نبوت و رسالت ہی کے ساتھ کر دیا تھا۔ چنانچہ کتب اہل سنت مین ہے کہ جب

اعلان رسالت کے ساتھ امامت کا بھی اعلان ہوا

"جب آیہ شریفہ "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رشتہ دارون کی ایک دن دعوت کی اس دعوت مین چالیس آدمی شریک ہوئے۔ جن مین آپ کے چچا ابو طالب و حضرت حمزہ و حضرت عباس بھی تھے۔ کھانے کے بعد آپ نے کچھ کہنا چاہا لیکن ابو لہب نے فضول باتین بک کے یہ جلسہ درہم و برہم کر دیا۔ دوسری مرتبہ پھر آپ نے دعوت دی اور کھانے کے بعد ارشاد کیا کہ اے بنی عبد المطلب مین دین و دنیا کی بھلائی لے کر آیا ہون اور خدا کے حکم سے تم کو راستہ پر چلاتا ہون کوئی ہے جو میری مدد کرے۔ یہ سنکر سب نے منہ پھیر لیا اور کوئی کچھ نہ بولا صرف حضرت علیؑ نے کہا

گو مین سب سے چھوٹا ہون کمزور ہون اور لاغر ہون لیکن حاضر ہون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے گلے مین ہاتھ ڈال کر فرمایا اے لوگو! آگاہ ہو کہ یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور خلیفہ ہے اسکی اطاعت کرو (دیکھو رسالہ ذکر مبارک صفحہ ۲۰ مصنفہ جناب حبیب الرحمن خان صاحب المخاطب نواب حبیب یار جنگ بہادر شروانی)

رسول اللہ تا وقت رحلت اس امامت سے آگاہ فرماتے رہے

یہ تو ابتدائے بعثت نبوی کا زمانہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور وزیر کیا تھا اسکے بعد وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استخلاف شاہ ولایت کا اظہار فرماتے رہے اور خاص و عام کو آگاہ کرتے رہے کہ علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ۔ مین اپنے بعد قرآن اور اہلبیت کو چھوڑتا ہون اگر تم ان دونون کو پکڑے رہوگے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ جس طرح نجوم اہل سما کیلئے باعث امان ہین اسی طرح میرے اہلبیت اہل زمین کے لئے باعث امان ہین۔ اگر میرے اہلبیت باقی نہ رہین تو اہل ارض ناپید ہو جائین۔ میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو اس پر سوار ہوا پار رہوا۔ اور جس نے اس سے کنارہ کیا وہ غرق ہوا۔

اپنی رحلت سے تین ماہ قبل بھی اس امامت کی تجدید کردی تھی جیسا کہ متکلمین اور محققین اور محدثین اور مفسرین اہلسنت کا بیان ہے کہ جب بمقام غدیر خم آیہ وافی ہدایہ

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل	اے حبیب! جو تم پر حکم نازل ہوا ہے
الیک من ربک وان لم تفعل فما	اُن لوگون تک پہونچا دو اگر تم نے نہ پہونچایا تو
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک	امر رسالت ہی ادا نہ کیا اور خدا تم کو ان لوگون سے
من الناس	بچائے گا۔

نازل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لاکھ بیس ہزار اصحاب کے سامنے بالائے منبر

جناب امیر علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر فرمایا۔

مَن کُنتُ مَولاہُ فَھٰذا عَلِیٌّ مَولاہُ جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علی مولا ہے۔

ابھی مجمع منتشر نہیں ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی :-

الیوم اکملت لکم دینکم آج کے دن میں نے تمہارے دین کو کامل

واتممت علیکم نعمتی ورضیت کیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کیا اور تمہارے دین

لکم الاسلام دینا کو پسند کیا۔

ان جلسوں میں وہ لوگ بھی حاضر و موجود تھے جو بقول آپ کے فلک اسلام کے مہر و ماہ تھے اور جو نفس رسول کا خلیفہ اور امام ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور خود اپنی زبان سے بایں الفاظ

" خوشا اے علی کہ آپ میرے اور مومنین اور مومنات کے آقا اور سردار ہوئے "

تہنیت بھی دے چکے تھے وقت رحلت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی امر خاص کیلئے دوات و قلم طلب فرمایا تھا مگر وہی فرضی مہر و ماہ فلک اسلام تحریر وصیت میں حائل و مزاحم ہوئے یہی نہیں بلکہ رسول اللہ کے ارشاد مبارک کو معاذ اللہ ہذیان سے تعبیر کیا اور صرف حسبنا کتاب اللہ کہکر ثقل اعظم یعنی اہلبیت رسول کو قطعاً چھوڑ دیا۔

غرض جس امامت کی ابتدا طلوع مہر رسالت کے ساتھ ساتھ ہوئی جس کی تکمیل و تجدید وقت غروب آفتاب نبوت کی گئی جس کو سب اصحاب مان چکے تھے۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم مبارک بند ہوتے ہی باستثنا خاص سب کے سب منحرف ہو گئے اپنے پیغمبر کے احکام اور وصیت کو ایسا نسیا منسیا کر گئے گویا کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جس امامت کو حضرت عمر نے تسلیم کر چکے تھے اس عہد سے انحراف کر گئے جیسے خود ہوا خواہان صحابہ

اصحاب جناب امیر کی امامت تسلیم کر لینے کے بعد پھر گئے

طعنہ زن نہین جیسا کہ امام غزالی صاحب کا یہ قول اوپر نقل کیا گیا ہے :-

"حب جاہ ریاست سے عہد سدید کو توڑ کر راہ مخالفت اختیار کی تمام باتون کو پس پشت ڈال کر اپنا جوہر ایمان نہایت ارزان اور کم قیمت شے پر بیچ ڈالا۔ اور اس کے عوض بہت بری شے خریدی۔

اسی طرح قلم دوات کے بارہ مین علامہ عبد الکریم شہرستانی کی یہ عبارت

"پہلی مخالفت خدا کی شیطان نے کی اور پہلی نزاع جو اسلام مین ہوئی وہ حضرت عمر سے ہوئی کہ رسول اللہ کی وصیت کو ہذیان ٹھیرایا۔

تفسیر امام فخر الدین رازی چھاپہ مصر ہوا کے مین

فخر الدین رازی آیہ وافی ہدایہ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم الخ یہ تفسیر کرتے ہین :-

لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم	حاصل اسکا یہ ہے کہ خدا نے فرمایا اگر تم دنیا
ولکن اللہ الف بینہم المسئلۃ الثالثۃ دلت ہذہ	کی کل چیزون کو صرف کرتے تو بھی ان کے دلون مین
الآیۃ علی ان القوم کانوا قبل نزوعہم فی الاسلام	الفت نہ پیدا کر سکتے مگر خدا نے انہین محبت پیدا کردی
ومتابعۃ الرسول فی الخصومۃ الدائمۃ والمحاربۃ	اس کی تفسیر مین مسئلہ ثالثہ مین فخر الدین رازی کہتے
الشدیدۃ یقتل بعضہم بعضا ویغیر بعضہم علی	ہین یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اقوام عرب قبل
البعض فلما امنوا باللہ ورسولہ والیوم الآخر	اسلام خصومت دائمہ اور جنگ شدید مین بسر کرتی
زالت الخصومات وارتفعت الخشونات وحصلت	تھی ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے بعض بعض کو لوٹ لیتے
المودۃ التامۃ والمحبۃ الشدیدۃ واعلم ان التحقیق	تھے بعد قبول ایمان وہ باتین زائل ہو گئین اور تحقیق
فی ہذا الباب ان المحبۃ لا تحصل الا عند تصور	اس مطلب مین یہ ہے کہ محبت کسی سے اسی وقت
حصول خیر وکمال فالمحبۃ حالۃ معللۃ بہذا التصور	ہوتی ہے کہ جب کسی خوبی کا تصور کرتے ہین اور جب

المخصوص فمتى كان هذا التصور حاصلا كانت
المحبة حاصلة ومتى حصل تصور الشر والبغضاء
كانت النفرة حاصلة ثم ان الخيرات والكمالات
على قسمين احدهما الخيرات والكمالات
الذاتية الدائمة المبرأ عن جهات التغيير
والتبديل في ذلك هو الكمالات الروحانية
والسعادات الالهية والثاني هو الكمالات
المتبدلة المتغيرة وهي الكمالات الجسمانية
والسعادات البدنية فانها سريعة التغير
والتبدل كالزيبق ينتقل من حال الى
حال فالانسان يتصور ان له في صحبة زيد
يحصل مالا عظيما فيحبه ثم يخطر بباله ان
ذلك المال لا يحصل فيبغضه ولذلك قيل
ان العاشق والمعشوق ربما حصلت الرغبة
والنفرة بينهما في اليوم الواحد مرارا لان
المعشوق انما يريد العاشق لماله والعاشق انما
يريد المعشوق لاجل اللذة الجسمانية وهذان
الامران مستعدان للتغير والانتقال
فلاجرم كانت المحبة الحاصلة بينهما

تصور شر ہوتا ہے تو نفرت ہو جاتی ہے پس محبت
وعداوت تابع اسی خوبی و برائی کے ہے۔ اب
وہ خیر و خوبی دو طرح کی ہین۔ ایک تو وہ
جو دائمی اور باقی ہین ان کو زوال نہین کہ وہ
کمالات نفسانی ہین دوسرے وہ جو ہر وقت
معرض زوال و تغیر و تبدل مین ہین جن کو کمالات
جسمانی سے تعبیر کرتے ہین کہ وہ مثل پارے کے
ڈھلتے ہین کہین قرار نہین ہوتا مثلاً کسی آدمی
نے یہ خیال کیا کہ ہم زید کی صحبت مین رہین گے
تو دولت ملے گی پس اس خیال سے محبت ہوتی
ہے اور جب یہ خیال ہوا کہ ہم کوئی نفع نہین تو
اس سے نفرت وعداوت ہو گئی اسی وجہ سے
کہا جاتا ہے کہ درمیان عاشق و معشوق کے ایک ہی
روز مین چند بار محبت وعداوت ہو جاتی ہے
کیونکہ محبت عاشق بغرض لذت جسمانی ہے اور
محبت معشوق بغرض مال۔ چونکہ یہ دونون چیزین
ہر وقت معرض تغیر و زوال مین ہین تو جو محبت
اسکے تابع ہوگی وہ بھی زوال و تغیر کے پھیر مین
رہے گی پس جو محبت و مودت تابع مال و

والعداوة الحاصلة بينهما غير باقيتين
بل كانتا سريعتى الزوال والانتقال
اذا عرفت هذا فنقول الموجب للمحبة والمودة
ان كان طلب الخيرات الدنيوية والسعادات
الجسمانية كانت تلك المحبة سريعة الزوال
والانتقال لان اجل المحبة تابعة لتصور
الكمال وتصور الكمال تابع لحصول ذلك
الكمال فاذا كان ذلك الكمال سريع الزوال
والانتقال كانت معلولاته سريعة التبدل
والزوال واما ان كان الموجب للمحبة
تصور الكمالات الباقية المقدسة عن
التغير والزوال كانت تلك المحبة ايضا
باقية امنة من التغير لان حال المعلول
فى البقاء والتبدل تبع لحال العلة وهذا
هو المراد من قوله الاخلاء يومئذ بعضهم
لبعض عدو الا المتقين اذا عرفت هذا فنقول
العرب كانوا قبل مقدم الرسول طالبين
للمال والجاه والمفاخرة وكانت محبتهم
معللة بهذه العلة فلاجرم كانت تلك المحبة

لذت جسمانی ہے وہ ہر وقت قابل زوال و
تغیر ہوگی کیونکہ جب خود علت کا یہ حال ہے
تو معلول کا بدرجہ اولی یہ حال ہوگا اور تو محبت و
مودت اُن کمالات باقیہ و منافع غیر زوال پذیر
کے تابع ہو بس وہ محبت و مودت بھی باقی
رہے گی اور زوال پذیر نہ ہوگی اور یہی مضمون
اس آیہ کا ہے جو خدا فرماتا ہے کہ دوست روز
قیامت باہم دشمن ہونگے مگر نیکوکار پرہیزگار
لوگ پس جب یہ سمجھ چکے تو اب ہم کہتے ہین
کہ عرب کے لوگ قبل مقدم رسول طالب مال و جاہ
و خواہان مفاخرت و عزت تھے پس اُن کی
محبت بھی بخفین اغراض پر مبنی تھی اس لئے یہ محبت
جلد زوال پذیر ہوئی کہ ہر وقت ذرہ ذرہ سی
بات پر آمادہ فتنہ و فساد اور قتل پر تیار ہو جاتے
تھے جب رسول نے ان کو دعوت اسلام دی
اور خدا کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور
ترک خواہشہاے دنیا اور میل طرف آخرت کے
ترغیب دلائی تو وہ بعض عناد آپس کا دور ہوا
اور مثل بھائی بند کے ہو گئے جب رسول اللہ نے

سہ بعد الزوال وکانوا بادنی سبب یقعون فی الحروب والفتن	وفات پائی اور ابواب دنیا اُن لوگون پر مفتوح
فلما جاء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ودعاھم الی	ہوئے اور اُسکے خواہان وجویان ہوئے تو پھر
عبادۃ اللہ تعالی والاعراض عن الدنیا والاقبال علی الاخرۃ	اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔ اور آپس مین جنگ و
زالت الخصومۃ والخشونۃ عنھم عادوا اخوانا متوافقین	جدال شروع کردی۔ پس یہی سبب حقیقی ہے۔
ثم بعد وفاتہ علیہ السلام لما انفتحت علیھم ابواب الدنیا	ان لوگون کی جنگ وجدال وحرب و
وتوجھوا الی طلبھا عادوا الی محاربۃ بعضھم بعضا	قتال کا۔

ومقاتلۃ بعضھم مع بعض فھذا ھو السبب الحقیقی فی ھذا الباب۔ انتھی۔

قطع نظر ان شہادتون کے خود حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ علیؓ کی جوش محبت مین خطا کر جاتے تھے۔ اور دوات وقلم اسی غرض سے طلب فرمائی تھی کہ علیؓ کی خلافت کا حکم لکھدین مگر مین نے لکھنے نہین دیا۔ (ان تمام اقوال کی بابت اصل عبارات اوپر نقل کی گئین ہین)

حضرت عمر کا قول کہ آنحضرتؐ کا علی کی خلافت کا حکم لکھنا مقصود تھا

غرض یہ کہ اصحاب ان آیات واحادیث سے جو جناب امیر علیہ السلام کی امامت واطاعت کے بارے مین تھین خوب واقف تھے۔ مگر بقول علمائے اہل سنت دولت وسلطنت کی حرص وطمع ان پر غالب ہوئی۔ آخر اُسکے پیچھے احکام خدا ورسول کو پس پشت ڈال کر امام منصوص من اللہ کی امامت واطاعت سے منھ موڑ بیٹھے اور خدائے پاک کے اس حکم۔

خلافت خلفاء ثلثہ باعث زوال اسلام وشکست وحزن ہوئی

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا	سب ملکر مضبوطی سے اللہ کی رسی پکڑے رہو
ولا تفرقوا۔	اور ایک دوسرے سے الگ نہو۔

پر توجہ نہ کی۔ آخر جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ بند ہوتے ہی سقیفہ بنی ساعدہ مین وہ تخم بویا جس کے تلخ اور زہریلے پھل نے اسلامی جماعت مین ایسا تفرقہ ڈالا کہ اعضا ر یکدیگر سے اعدائے یکدیگر ہوگئے۔ اسنے نہ صرف مسلمانون کی بلکہ آل رسول واولاد بتول کے خون کی ندیان

ہا؛ین حالانکہ خداوند تعالیٰ نے آیۂ شریفہ :۔

فهل عسیتم ان تولیتم ان — کیا تم سے کچھ دور ہے کہ اگر تم حت کم

تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم — ہوجاؤ تو زمین مین فساد اور قطع رحمی کرو۔

پ (محمد) ع

نے ان کو متنبہ کر دیا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمیشہ حرص و ہوا سے بچنے کی ہدایت و نصیحت فرماتے رہے۔ یہان تک کہ وقت رحلت جو خطبہ مسجد مین ارشاد فرمایا تھا اُس مین حسب روایت مدارج النبوۃ خاص اصحاب سے خطاب کر کے یہ ارشاد کیا تھا کہ

نمی ترسم از شما کفر و شرک را لیکن — اصحاب کے حق مین ارشاد کیا کہ مجھے تمہاری طرف سے

می ترسم کہ در دنیا رغبت کنید و تقاتل — یہ خوف تو نہین کہ پھر کفر و شرک کروگے لیکن یہ اندیشہ

کنید بہ یکدیگر — ہے کہ دنیا کی رغبت کروگے اور آپس مین جدال و قتال کروگے

ماورا ان احکام کے جن مین حق سبحانہ تعالیٰ نے حرص دنیا سے منع فرمایا ہے۔ اپنی حجت پوری کرنے کی غرض سے پچھلی اُمتون کے واقعات اور حالات بھی سُنادئے تھے۔ اپنے انبیا اور مرسلین سے سرکشی و نافرمانی کر کے اُنھون نے جو عذاب بھگتے تھے اُن سے بھی تہدیداً و تخویفاً آگاہ و خبردار کر دیا تھا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے کہ۔

الم یاتھم نبأ الذین خلوا من — کیا اُن لوگون کے حالات کی خبر نہین پہونچی

قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم — جو اُن سے پہلے گذرے ہین یعنی نوح کی قوم

ابراھیم واصحاب مدین والموتفکات — اور عاد وثمود اور ابراہیم کی قوم اور مداین والے

اتتھم رسلھم بالبینت فما کان — اور اُلٹی ہوئی بستیون والے کہ اُن کے پاس اُنکے

اللہ لیظلمھم ولکن کانوا — رسول واضح و روشن معجزے لیکر آئے تھے (تو

انفسهم يظلمون	وہ مبتلاے عذاب ہوے اور خدا نے انپر ظلم نہین کیا
پارہ (۱۰) سورہ توبہ رکوع ۱۵	بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

دوسری آیت

اولم يسيروا فى الارض فينظروا	کیا ان لوگون نے روے زمین پر چل پھر کر نہین
كيف كان عاقبة الذين كانوا من	دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیا ہوا
قبلهم كانوا هم اشد منهم قوة	(حالانکہ وہ لوگ شان و شوکت سب مین) اور زمین
واثارا فى الارض فاخذهم الله	پر اپنی نشانیان اور یادگار عمارتین وغیرہ چھوڑ جانے
بذنوبهم وما كان لهم من	مین ان سے کہین بڑھ چڑھ کر تھے تو خدا نے اُن کے
الله من واق ذلك بانهم كانت	گناہون کی وجہ سے انکے لے دے کی اور خدا کے
تاتيهم رسلهم بالبينت	غضب سے اُن کا کوئی بچانے والا بھی نہ تھا۔ یہ اس سبب
فكفروا فاخذهم الله انه	کہ انکے پیغمبر اُنکے پاس واضح اور روشن معجزے لیکر آئے
قوى شديد العقاب ؕ	اسپر بھی اُن لوگون نے نہ مانا تو خداے تعالیٰ نے انھین
(پارہ (۲۴) سورہ مومن رکوع ۸)	لے ڈالا۔ بلاشبہہ وہ قوی اور سخت عذاب والا ہے۔

بہرحال خدا و رسول نے تو بہت کچھ سمجھایا غفلت کی نیند سونے والون کو بہتیرا جگایا۔ مگر اسپر بھی اُن کو عبرت نہ ہوئی۔ قولہ تعالیٰ

وما تاتيهم من اية من	اللہ کی نشانیون مین سے کوئی نشانی
ايات ربهم الا كانوا عنها	بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر انھون نے عبرت
معرضين — پارہ (۷) سورۂ انعام ع ۱	پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آئے ہون

پس جس طرح پچھلی امتون نے خدا و رسول کی نافرمانی کرکے سزا پائی وہی حالت مسلمانون کی ہوئی اور ہوگی ؎

نہین قوم مین گرچہ کچھ حال باقی | ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

بیشک جن لوگون نے خدا کی رسی کو چھوڑ کر آپس مین پھوٹ ڈالی ان کا فیصلہ ضرور کیا جائے گا جیسا کہ خود فرماتا ہے :-

ان الذین فرقوا دینھم | بیشک وہ لوگ جنھون نے اپنے دین مین
وکانوا شیعا لست منھم فی شیٔ | پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہوگئے تم کو ان سے
انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم | کچھ سروکار نہین ان کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے
بما کانوا یفعلون | پھر وہ جو کچھ (نیک و بد) دنیا مین کیا کرتے وہ
(پارہ (۸) سورۂ انعام رکوع ۲۰) | انھین بتادے گا ۔

اب انصاف فرمائیے کہ یہ مذہبی اختلاف جس کا بیج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے ساتھ ہی سقیفہ مین پڑا کیا حضرت علیؑ نے بویا تھا کیا حضرت علیؑ اس قول کے مصداق ہین ؟ ؎

چون صحابہ حب دنیا داشتند | مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

کیا حضرت علی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاش چھوڑ کر سقیفہ گئے تھے ؟ اور انصار سے آمادۂ جنگ و پیکار ہوئے تھے ؟ کیا حضرت علی نے زکوٰۃ نہ دینے والون کو قتل کرایا اور جلایا تھا کیا حضرت علی نے اپنی خلافت کے استحکام کی غرض سے ابوسفیان کو ملک شام کی حکومت دے کر ملا لیا تھا ۔ کیا حضرت علیؑ نے مجلس شورے قائم کی تھی جس کے نتائج جو ہوئے وہ ظاہر ہین حالانکہ حسب روایات مندرجہ کتب اہل سنت وہ جناب تو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے ۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو دروازہ بند کرکے ترتیب قرآن مجید مین مصروف ہوئے

لیکن اسپر بھی اُن جناب کو چین نہ لینے دیا اور دربار خلافت سے بیعت کرنے پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر جلانے کی تیاریان شروع کر دین۔ یہ بھی کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ ابوسفیان نے جناب امیر المومنین ؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا۔

"کہ ابوبکرؓ کو خلافت کا کیا حق تھا اسکے مستحق تو آپ ہین اُٹھئے مین اپنے اور قبیلہ سے آپ کی مدد کرون گا۔

اگر آپ کو مسلمانون کے خون کی ندیان بہا کر خلافت پر قبضہ کرنا منظور ہوتا تو بزور شمشیر حاصل کر لیتے جیسا کہ آپ کے خطبہ شقشقیہ سے ظاہر ہوتا ہے لیکن آپ نے اسلام تلف ہونے کے خیال سے دعوت کو رد فرمایا۔ جب جناب امیر علیہ السلام ظاہری مسند خلافت پر متمکن ہوے تو حضرات طلحہؓ و زبیرؓ جنھون نے خود ہی تو حضرت علیؑ کو خلیفہ کیا اور بیعت کی مگر جب دیکھا کہ علیؑ تو سیرت رسول پر چل رہے ہین۔ اور قوی و ضعیف ان کی نظر مین برابر ہین تو اُن جناب سے منحرف ہوگئے اور سازش کرکے مکہ پہونچے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو امیر الجیش بنا کر بصرہ مین علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ جنگ جمل اس بغاوت و عداوت پر شاہد ہے حضرت علیؑ تو ان کی آنکھون مین شروع ہی سے کھٹکتے تھے پھر ان صدیقہ کو علیؑ کی خلافت کب گوارا ہو سکتی تھی آخر ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان ان معظمہ کی بدولت بہ گئین۔

بھائیو! یہ وہ تخم فساد ہے کہ غیر مذہب والے بھی اسپر معترض ہین۔ چنانچہ کسی نے نپولین بوناپارٹ سے پوچھا کہ:۔

"اسلام کے تنزل و انحطاط کا باعث کیا تھا؟ اس نے کہا کہ بعض نفس پرست اور خود غرض اشخاص نے رخنہ اندازی کی اور اپنی نفسانیت کے لئے مسلمانون کی متفقہ جماعت مین تفرقہ ڈالا

یہی تفرقہ باعث تنزل اسلام ہوا"

کیا یہ جدال و قتال اور حرص ہوا و بغض و حسد صحاب کا تمہارے چھپانے سے چھپ سکتا ہے
بلکہ جتنا تم چھپاتے ہو اوتنا اور کھلتا ہے ؎

نکوئی تاب مستوری ندارد — چو در بندی ز روزن سر برآرد

قولہ تعالیٰ

وما تفرقوا الامن بعد	اور بعد اس کے ان کے پاس علم آچکا تھا
ما جاءهم العلم بغيا بينهم	وہ محض آپس کے حسد کے باعث فرقے فرقے
ولولا كلمة سبقت من ربك	بن گئے۔ اور اگر تمہارے پروردگار کا حکم ایک
الى اجل مسمى لقضي بينهم۔	مدت معینہ کے لئے نہ ہوچکا ہوتا تو ان کے
پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ رکوع ۲	مابین کبھی فیصلہ ہوچکا ہوتا۔

المختصر اسلام کے تہتر ٹکڑے ہونا کتاب اللہ کا جلانا۔ خدا کے گھر میں چار مصلے بنانا۔ بنت رسول اللہ کے گھر جلانے کا قصد کرنا۔ ان معصومہ کو میراث پدری سے محروم کرنا، فدک و رس ضبط کیا جانا۔ خلافت بنی امیہ و بنی عباس مین منتقل ہونا۔ وصی رسول اللہ کا شہید ہونا۔ امام حسن علیہ السلام کو زہر سے ہلاک کرنا۔ اور جنازہ پر تیرون کا مینھ برسانا۔ میدان کربلا مین مظلوم حسین علیہ السلام کا مع اولاد و اقربا و اعوان و انصار ظلم و ستم سے شہید ہونا۔ خیام ذوی الاحترام کو جس مین رسول اللہ صلعم کی نواسیان تھین جلانا۔ رسول اللہ کی نواسیون کو بندی بنا کر سر برہنہ بازارون مین پھرانا اور دربار کوفہ و شام مین کھڑا کرنا۔ اور دیگر سادات بنی فاطمہ کے خون سے گارا بنا کر بغداد کی دیوارین تعمیر ہونا مسجد نبوی مین گھوڑون کا باندھنا منبر اور قبر شریف کا لید اور پیشاب سے نجس ہونا اور لباس خانہ کعبہ کا تنور مین جلانا بیشمار اطفال کا نسل حرام سے پیدا ہونا۔ اسی برس تک نفس رسول پر تبرا کرنا۔

یہ سب کچھ خاص انھیں اصحاب کی بدولت ہوا جنھوں نے اللہ جل شانہ کے احکام اور رسول اللہ کی احادیث کو مثل حدیث الثقلین۔ حدیث غدیر۔ حدیث منزلت۔ حدیث قرطاس۔ حدیث طیر وغیرہ سے صریح انحراف و اختلاف کیا۔ کہنے کو تو حسبنا کتاب اللہ کہا لیکن عمل کے وقت اس کو بھی بالاے طاق رکھا۔

قولہ تعالیٰ	والذین ینقضون عھد اللہ من	جو خدا سے عہد و پیمان کر کے پھر اسے توڑ دیتے
	بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ	ہین اور جن چیزون کے وصل کا خدا نے حکم دیا تھا
	ان یوصل ویفسدون فی الارض	ان مین فصل کرتے ہین۔ اور زمین مین فساد
	اولئک ھم الخاسرون	کرتے ہین۔ یہی لوگ نقصان مین رہنے والے
	(پارہ اول سورۃ البقر رکوع سوم)	ہین ۔

۴۲ پس یہ آگ انھین حضرات کی لگائی ہوئی ہے جسکے بجھانے مین اہل سنت تیرہ سو برس سے سرگرم ہین مگر کسی طرح نہین بجھتی بلکہ جس قدر سعی کرتے ہین اور بھڑکتی ہے ع

"مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی"

الحاصل مکے مدینے مین مومنین بھی بستے ہین اور منافقین وضالین بھی۔ مومنین قرآن واہلبیت کے پیرو ہین اور ضالین دوسرون کے۔ اگرچہ یہ زمانہ آل رسول سے خالی ہے مگر اپنے پیشواؤن کی پیروی کر کے ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنے بغض و کینے کا اظہار کرتے ہین۔ جیسا کہ ان پاک جگہون مین رہ کر یوم عاشورہ محرم کو عید مناتے ہین اور بڑا مبارک دن سمجھتے ہین ۔

۴۳ پس جو کدورت خلفا کو آل رسول سے تھی وہی انکے معتقدین کو اہلبیت رسول او شیعیان علی سے بجز جو فسق وفجور ان کے وقت مین تھا وہی آج تک جاری ہے اور جو بدعتین ان کے عہد مین تھین وہی تمام مکہ و مدینہ بلکہ کل عرب مین اب بھی ہے ؎

ہست محفل برآن قرار کہ بود دست مطرب برآن ترانہ ہنوز

فائدہ

ہم حیران ہین کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین اس تیرہ سو برس کے عرصہ مین ایک بھی پاک اعتقاد نہ ہوا اور اس پاک جگہہ مین کسی مومن کا گذر نہ ہوا تو پھر وہ کونسا مقام ہوگا جہان کے رہنے والے مومن اور مسلمان ہوئے اور خدا کے اور رسول کے گھر کو چھوڑ کر ایمان والے رہتے ہونگے۔ اے بھائیو بجز اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین مذہب وہی ہے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے رہنے والون کا ہے کوئی دوسرا علاج نہین۔

اقوام

اصحاب مومنین اور بنی ہاشم انھین پاک جگھون کے رہنے والے تھے۔ آل رسول کو خدائے تبارک وتعالیٰ نے ان پاک جگھون سے بھی بڑہ کر شرف بخشا ہے وہ ایسے ہادی تھے جن کی ہدایت ونصیحت سے بت پرست خدا پرست بن گئے۔ انھون نے اپنے دین کی ترویج کے پیچھے اپنی جانون کی بھی قربانیان کردین۔ وہ نفوس قدسیہ محرم اسرار الٰہی اور معارف رموز قرآنی تھے۔ اور اپنے جد اعلیٰ کے قدم بقدم چلنے والے۔ خوے رسالت وبوے نبوت ان خاصان خدا کے رگ وریشے مین تاثیر کر گئی تھی اگر خدا کے ان پیارے بندون کا قدم بیچ مین نہ ہوتا تو نبوت اور رسالت ہی ختم نہ ہوتی۔ ان کو اللہ جل شانہ نے بجز نبوت و رسالت و جمیع کمالات وصفات عطا فرمائے جو ختم المرسلین و رحمۃ للعالمین مین تھے ؎

بنی ہاشم وآل رسول دین کے مستحکم بنانے مین

که بودند ہر یک بسانِ علی | نبیؑ را وصی وخدا را ولی
درایام خود ہر یکے شہریار | براہلِ جہان حجت کردگار
بقدر وبعز وبجاہ وشرف | ہمہ ہم ترازوے شاہِ نجف
ہمہ چون محمدؐ منزہ صفات | ہمہ صاحب حکم برکائنات
بقدر وشرف نور چشم رسول | جگر گوشہ ہاے علی و بتول
جہان را قیام از صفاتِ ہمہ | سپہر برین کم ز ذاتِ ہمہ
بعلم وبقدرت ہمہ منتہی | ہمہ چون محمدؐ ہمہ چون علیؑ
ہمہ غنچۂ باغ شاہِ نجف | بود یازدہ گوہر از یک صدف
ندانند یقین قدر شان ہیچکس | خدا و پیمبر شناسند وبس

ترتیب امام زمان بوده اند، نگهدار این خاکدان بوده اند
نبی بود اگر ذات شان درمیان نبی بود بعد از ہمیہ جہان
چنان عاجز از وصف ایشان عقول کہ از حمد یزدان و نعت رسول
چہ گویم کہ آن پیشوایانِ دین چہ دیدند از گمرہانِ لعین
چہ کردند اعدا از رشک و حسد وز ایشان نیامد مکافات بد
ستم می کشیدند از ناکسان دعا بود از ایشان مکافات آن

ہزاران درود و ہزاران سلام
زما باد در خدمتِ ہر امام

خدا نے آل رسول کو رتبہ پر ممتاز فرمایا

وہم اگرچہ خلفا نے آلِ رسول کی منزلت و مرتبت گھٹا کر اور ان کی میراث وغیرہ ضبط کر کے ان کو عامۃ الناس کی نظروں میں حقیر و ذلیل کر دیا تھا مگر بمصداق

دولت نہیں انسان کی کچھ قدر بڑھاتی دنیا ئے دنی کام کسی کے نہیں آتی ۔
گو فقر ہو عالی نسبی پر نہیں جاتی بینا جو ہیں وہ دیکھتے ہیں جوہر ذاتی ۔

محتاجی سے کم رتبۂ عالی نہیں ہوتا
عزت وہ خزانہ ہے جو خالی نہیں ہوتا

ان انوارِ الٰہی کی عظمت اور منزلت خاص و عام سب کی نگاہوں میں بڑھتی ہی گئی چنانچہ ان خاصانِ خدا کی علو مرتبت و جلالت قدر کی نسبت حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں ایک روایت لکھتے ہیں جسکی نقل ارجح المطالب میں اس طرح کی ہے :-

اخرج ابو نعیم انہ لما حج ہشام بن عبد الملک فی حیوۃ ابیہ فاجتہد
حافظ ابو نعیم راوی ہیں کہ جب ہشام بن عبد الملک اپنے باپ کی زندگی میں حج کرنے

ان یستلم الحجر فلم یمکنه من الازدحام فنصب منبر الی جانب زمزم وجلس ینظر الی الناس وحوله جماعته من اعیان اهل الشام فبینما هو کذلك اذا اقبل زین العابدین علیه السلام فلما انتهی الی الحجر تنحی له الناس حتی استلم فقال رجل من اهل الشام لهشام من هذا قال لا اعرفه فخاف ان یرغب اهل الشام فی زین العابدین فقال الفرزدق انا اعرفه ثم انشأ

ارجح المطالب صفحہ ۳۵۲

کیلئے گیا۔ اُسنے حجر الاسود کے بوسہ کے لئے نہایت زور مارا لیکن لوگون کی بھیڑ کی وجہ سے اُسکو شرف حاصل نہ ہوسکا۔ بس ایک منبر پر زمزم کے قریب جاکر بیٹھ گیا اور لوگون کی آمد و رفت دیکھنے لگا۔ اُسکے گرد اعیان اہل شام کی ایک جماعت کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اسی حال مین بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان جناب امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لائے جب حجر الاسود کے پاس پہونچے تو لوگ منتشر ہوگئے۔ یہانتک کہ آپنے حجر الاسود کو چوما۔ اہل شام مین سے ایک آدمی نے ہشام بن عبدالملک سے پوچھا کہ کون بزرگ ہین جنکی لوگ اسقدر تعظیم کرتے ہین ہشام اس خوف سے کہ مبادا یہ لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کی جانب گرویدہ ہوجائین یہ کہنے لگا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون ہین ابو فراس فرزدق جو اُس زمانے مین مشہور شاعر تھا کہنے لگا مین انکو بخوبی جانتا ہون اور اسنے فی البدیہہ قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

یہ قصیدہ عربی مین ہے جسکے مفہوم کو جناب ملا جامی نے فارسی مین نظم کیا ہے اُسکے چند اشعار بغرض دلچسپی ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین:-

آن کس ست این کہ مکہ و بطحا — زمزم و بو قبیس و خیف و منا
حرم و حل و بیت و رکن و حطیم — ناودان و مقام ابراہیم
مروہ سعی و صفا حجر عرفات — طیبہ و کوفہ کربلا و فرات

هر یک آمد بقدر او عارف | بر علو مقام او واقف
قرة العین سید شهداست | زهره شاخ دوحهٔ زهراست
میوهٔ باغ احمد مختار | لالهٔ باغ حیدر کرّار
چون کند جای در میان قریش | رود از فخر بر زبان قریش
از چنین عزّ و دولت ظاهر | هم عرب هم عجم بود قاصر
جد او را بسند تمکین | خاتم الانبیاست نقش نگین
لائح از روی او فروغ هدا | فائح از خوی او شمیم وفا
طلعتش آفتاب روز افروز | روشنائی فضای ظلمت سوز
جدِ او مصدر هدایت حق | از چنین مصدری شده مشتق
در عرب در عجم بود مشهور | گو ندانند مغفلی مغرور
همه عالم گرفت پرتو خور | گر ضریری ندید از آن چه ضرر
شد بلند آفتاب بر افلاک | بوم اگر زو نیافت بهره چه باک
بر نکو سیرتان و بدکاران | دست او ابر موهبت باران
فیض آن ابر در همه عالم | گر بریزد همی نه گردد کم
حب ایشان دلیل صدق و وفاق | بغض ایشان دلیل کفر و نفاق
قرب شان پایهٔ علو و جلال | بعد شان مایهٔ عتو و ضلال
گر شمارند اهل تقوی را | طالبان رضای مولا را
اندر آن قوم مقتدا باشد | اندر آن خیل پیشوا باشد
ذکر شان سابق ست در افواه | بر همه خلق بعد ذکر اله

ہر ستارہ مسرا رواج افزائے

نام ایشان ست بعد نام خدائے

شام یہ مدح سنکر آتش حسد سے جل گیا اور فرزدق کو قید کرلیا ۔

آخر خلفائے وقت کے ظلم وجور سے وہ ہادیان دین اور وارثان خاتم النبیین خدا و رسول کا گھر چھوڑ کر متفرق ہوگئے اور جس سرزمین کو ان کے قدوم میمنت لزوم سے شرف حاصل ہوا وہان دین وایمان کی شعاعین پھیلتی گئین ۔ جسکے علمائے اہلسنت بھی معترف ہین جیسا کہ تاریخ اسلام سے ذیل دوم ہین منقول ہے کہ

"یہ امام نہایت بادقعت ہین جن کو لوگ مذہبی اُمور مین اپنا مقتدا مانتے ہین جنکی بدولت مسلمانون کی صورت دیکھی جاتی ہے ۔ اور اس مین شک نہین کہ مذہبی امور مین ان لوگون کے بہت کچھ احسانات مسلمانون کی گردن پر ہین"۔

بھائیو الحجۃ اسکے کہ یہ امر قبول کیا جائے کہ اصل دین ومذہب وہی ہے جسکے معتقد وہ اہل مکہ ومدینہ ہین جو اپنے پیغمبر کے ارشاد :-

انی تارك فیکم الثقلین کتاب	مین تم مین دو چیزین گران قدر چھوڑے
اللہ وعترتی اھلبیتی ما ان تمسکتم	جاتا ہون یعنی کتاب خدا اور اپنے اہلبیت اگر
بھما لن تضلوا بعدی	تم ان کو پکڑوگے تو میرے بعد گمراہ نہوگے ۔

پر عامل ور اہلبیت علیہم السلام سے متمسک ہین اور کوئی علاج نہین ۔

قبل اسکے کہ مین اس جلد کو ختم کرون اس کا افسوس کرتا ہون کہ جناب اخی المعظم نواب محسن الملک انتقال فرماگئے ۔ ورنہ عرض کرتا کہ باوجودیکہ آپ نے ما بہ النزاع مسئلہ تفضیلت صحابہ قرار دیکر اصحاب ثلثہ رضی کو تمام اُمت سے مرتبے مین اعلے وافضل اور ایمان واسلام مین کامل ٹھیرانے مین سعی بلیغ فرمائی مگر

جو باتین غصب حقوق اہلبیت کی بابت بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح ہین تو اس سے کل اصحاب و مہاجرین وانصار کا اسلام سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے

بالآخر اُن کوششون کا یہ نتیجہ نکلا کہ بوجہ اُن بدسلوکیون کے جو ان حضرات سے آل رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ وقوع مین آئی تھین۔ خود آپ ان کو دائرہ اسلام سے باہر سمجھتے ہین چنانچہ انکی شان مین جو کچھ آپنے آیات بینات کے جزو دوم مین تحریر فرمایا ہے اسکی نقل اس موقع پر پیش کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے :-

وہ باتین جو حقوق اہلبیت کے غصب کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر سچ سمجھی جاوین تو اُن سے مہاجرین اور انصار اور کل اصحاب نبوی کا اسلام اور ایمان و اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ شیخین کو غصب حقوق سے باز رکھنے اور اہلبیت اطہار پر ظلم کرنے مین اُن کے شریک و معین نہوتے یا دیدہ دانستہ اہانت آل رسول سے چشم پوشی نہ کرتے تو دو شخص اور چند اُن کے ساتھی کیونکر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور انھین اپنے ظلم و ستم مین کس طرح کامیابی حاصل ہوسکتی تھی (صفحہ ۵ جزو ثانی)

ف ۲ کسی نے وصی برحق امام مطلق کا ساتھ نہ دیا بلکہ خاص بضعہ رسول سیدۃ النساء تین چار رات برابر گھر گھر پیادہ پا دوڑین۔ اور سارے مہاجرین و انصار سے مدد چاہی۔ عمامۂ رسول بھی دکھلایا۔ جامۂ نبوی بھی پیش کیا حسنینؑ سے معصوم بچون کے حال پر بھی ترحم کی خواہش کی۔ اور خود بھی ایک دشمن کی لات کے صدمہ سے مجروح ہوئین۔ اور ایک معصوم بچہ بھی شکم مبارک مین شہید ہوا۔ اور داماد رسول کو بھی منافق رسی گلے مین ڈال کر کھینچتے ہوے لیچلے ادھر وہ خدا و رسول کا واسطہ دلاتے رہے۔ اور ادھر سیدہ پاک دروازے سے اس حال زار کو دیکھ دیکھ کر واابتاہ وامحمداہ چلاتی رہین اور داد بیداد کا غل ملائکہ نے سُنا۔ اس ہنگامہ قیامت خیز دیکھنے کو سدرۃ المنتہی سے فرشتے دوڑے اور ان منافقون نے کیا جو کچھ کیا۔ اور ان معصومون پر گذرا جو کچھ گذرا۔ پھر ایسی حالت مین کہ غیرون کو رحم آجاتا ہے۔ دشمنون کے دل موم ہوجاتے ہین جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ

ہو جاتا ہے مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بچاتا ہے۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین بھی نہ کسی نے وصی رسول کی امداد کی۔ اور نہ کسی نے بضعہ نبوی کی اعانت کی سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کیے'

(آیات بینات جزو ثانی مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۵)

ف ۳ کیا اسلام کی بنیاد صرف اس بات سے مضبوط اور مستحکم مانی جاسکتی ہے کہ تئیس برس کی مدت مین جو کوشش رسول اللہ صلعم نے ایمان اور اخلاق کی تعلیم پر فرمائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد قریب سوا لاکھ آدمیون کے اسلام کے نام لینے والے چھوڑے۔ مگر ان مین چند عزیزون اور چار آدمیون کے سوا کوئی سچا مسلمان اور پکا مومن اور دل سے خدا و رسول کا ماننے والا اور ان کے حکمون پر چلنے والا نہ تھا۔ باقی نہ صرف منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے۔ بلکہ ایسے ظالم سفاک سنگدل۔ بیرحم تھے کہ آپ کے وفات فرماتے ہی سب نے اسی سردار کے گھر کو لوٹنا شروع کیا جسکے سایہ عاطفت مین یہ پرورش پائی تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا انھون نے بارہا اقرار اور دعوے کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے۔ اس قسم کے خیالات سے جو خود مسلمانون کا ایک فرقہ رکھتا ہے منکرین نبوت کو اس بات کے کہنے کا موقع ملے گا کہ رسالت کا مقصود صرف دنیاوی سلطنت کو قائم کرنا تھا اور لوٹ مار کی طمع اور ریاست کی حرص نے ایک گروہ خود غرض بدنفس طماع اور حریصون کا اسکے بانی کے اردگرد جمع کر دیا تھا۔ (صفحہ ۲۲ جزو ثانی)

اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ باتین جو اتلاف حقوق و ایذا رسانی اہلبیت نبوی سے تعلق رکھتی ہین صحیح ہین تو آپ کے نزدیک بھی نہ صرف وہ حضرات بلکہ مہاجرین و انصار اور کل اصحاب نبوی ایمان و اسلام اور اخلاق بلکہ انسانی صفات سے بھی بے بہرہ تھے۔ پس یہ کلام آپ کا احقاق مذہب امامیہ اور ابطال مذہب اہلسنت والجماعت پر بخوبی دال ہے۔ اگر آپ ان باتون سے باتباع جناب شاہ صاحب

بمفحوائے مصرع:-

"عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ"

امامیہ کا بہتان بتا کر بلطائف الحیل گریز کرنا چاہیں تو محال ہے کیونکہ یہ سب باتیں خدائے پاک نے جمیع علماء کرام و فضلاء عظام کی زبان قلم سے ثابت کرا دی ہیں۔

ویحق اللہ الحق بکلماتہ — اور خدا سچی بات کو اپنے کلمات کی برکت

ولو کرہ المجرمون — سے ثابت کر دکھاتا ہے اگرچہ گنہگاروں کو

(پ سورۂ یونس ع) — ناگوار ہو۔

کاش اگر آپ حسب کلام بلاغت نظام حضرت نواب میر عثمان علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ سے

ہر چہ بینی پر توے از حسن عالمگیر اوست — جلوہ بسیار ست ما دیدۂ بینا کم ست

بنظر تحقیق ان کتب اہلسنت کو ملاحظہ فرماتے جو کہ بتفصیل و توضیح ان دردانگیز واقعات سے مملو ہیں تو فقط امامیہ ہی کا نام نہ لیتے۔

ہر چند کہ یہ باتیں ہم نے اسناد کے ساتھ توضیح و تصریح آیات محکمات کی تیسری جلد میں لکھی ہیں مگر اس موقع پر کچھ احوال مندرجہ کتب اہلسنت مجملاً تحریر کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ آیا وہ باتیں صرف امامیہ ہی بیان کرتے ہیں یا علماء کرام اہلسنت نے بھی اپنی کتابوں کو سقیفہ بنی ساعدہ کے مستند واقعات سے زینت دی ہے اور وہ یہ ہیں:-

خانۂ امیرؑ سعد کے لئے تشدد؛

اول — واضح ہو کہ علماء اہلسنت کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ مسند نشین خلافت ہو چکے اور جناب امیر المومنین امام المتقین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے آپ کی بیعت سے انکار کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو چند مسلح لوگوں کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کو دربار خلافت میں لانے کے واسطے بھیجا

حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھ لکڑی اور آگ سے لی۔ جب یہ جماعت بیت الشرف سیدہ علیہا السلام پر پہونچے تو حضرت عمرؓ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر جناب امیر علیہ السلام کو آواز دی کہ باہر نکلو اور چلکر بیعت کرو ورنہ مین گھر کو آگ لگا کر پھوک دون گا۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ تم لوگون کی یہ بدعہدی ہے جو مجھ سے بیعت کے طالب ہو۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے قریب در آکر حضرت عمرؓ سے فرمایا اے ابن خطاب یہ کیا ظلم ہے کہ ہم سوگوارون کو گھر مین بھی چین سے بیٹھنے نہین دیتے۔ کیا تم کو رسول اللہ نے یہی وصیت کی تھی کہ ہمارا گھر جلا دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا کی قسم اگر تم لوگ بیعت نہ کروگے تو مین تمہارا گھر جلا دون گا۔ حضرت سیدہؑ یہ سنکر فرمانے لگین۔ اے پدر بزرگوار۔ اے رسول خدا دیکھیے کہ آپ کے بعد ہم پر کیا ستم ہو رہے ہین۔ آخر کار جناب امیر علیہ السلام کو پکڑ لیگئے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آپ کو کھڑا کر کے کہا کہ بیعت کرو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر نہ کرون تو کیا کروگے۔ کہا قتل کر دینگے۔ آپ نے فرمایا ایک بندۂ خدا اور برادر رسولؐ کا خون کروگے۔ انھون نے برادر رسولؐ ہونے سے انکار کیا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے یہ باتین سنا کیے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیون آپ علیؑ کے قتل کا حکم نہین دیتے۔ اُنھون نے فرمایا کہ جب تک فاطمہؑ ان کے پاس ہین مین علیؑ کو مجبور نہین کرسکتا۔

پس جناب امیر علیہ السلام دربار خلافت سے نکلکر روضۂ رسولؐ پر آئے اور باول بریان و چشم گریان فرمایا۔

یا ابن عمران القوم استضعفونی	یعنی اے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کردیا
وکادوا یقتلوننی	اور قریب تھا کہ مجھے قتل کرڈالتے۔

جناب امیرؑ کا روضۂ رسولؐ پر آنا۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا جناب سیدہ علیہا السلام سے معافی مانگنا اور ان معظمہ کا ان حضرات سے ناراض رہنا

اس واقعہ کے بعد خلیفہ ثانی صاحب سے خلیفہ اول نے فرمایا کہ آؤ فاطمہؑ کے پاس چلین اور اُن کو راضی کرین کیونکہ ہم نے اُن کو ناراض و غضبناک کیا ہے۔ دونون صاحب

درخانۂ زہرا پر تشریف لیگئے۔ دق الباب کیا اور اجازت چاہی۔ جناب فاطمہؑ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ دونوں حضرت علیؑ کے پاس آئے اور ان سے گفتگو کی۔ حضرت اُن کو اندر لے گئے خلیفہ صاحب نے گفتگو شروع کی۔ اور محبت آمیز کلمات فرمانے لگے کہ میں تو تمھیں اپنی بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور میں تمھارے حق اور تمھاری شرافت و فضیلت کو پہچانتا ہوں۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میراث رسول کی تم وارث ہو۔ مگر میں نے اسلئے یہ لے لیا کہ میں نے یہ سنا تھا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ہم انبیا ورثہ نہیں چھوڑتے۔ اور جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی ایک حدیث رسول اللہ کی تم کو سُناؤں جس کو تم جانتے ہو۔ پس تم اُس پر عمل کروگے اور تصدیق کروگے۔ دونوں صاحبوں نے فرمایا ہاں ہم تصدیق کرینگے آپ نے فرمایا کہ میں تم کو قسم دیکر پوچھتی ہوں کہ کیا تم نے رسول خداؐ سے یہ نہیں سُنا کہ وہ فرماتے تھے

رضاء فاطمۃ من رضائی — یعنے رضا رفاطمہ میری رضا ہے۔ اور غضب
وسخط فاطمۃ من سخطی فمن احب — فاطمہ میرا غضب ہے جس نے میری بیٹی فاطمہ
فاطمۃ فقد احبنی ومن ارضی — کو دوست رکھا۔ اُسنے مجھکو دوست رکھا۔
فاطمۃ فقد ارضانی ومن اسخط — اور جس نے اس کو خوش رکھا اس نے مجھکو خوش
فاطمۃ فقد اسخطنی — رکھا اور جس نے اس کو ناراض وغضبناک کیا اُسنے مجھکو ناراض وغضبناک کیا۔

دونوں صاحبوں نے فرمایا "ہاں" ہم نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے۔ جناب فاطمہؑ علیہا السلام نے فرمایا کہ

فانی اشہد اللہ و — میں خدا اور اُسکے ملائکہ کو گواہ گردانتی ہوں کہ
ملائکتہ انکما اسخطتمانی و — تم دونوں نے مجھے ناراض وغضبناک کیا ہے اور

ما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی — ہرگز مجھے خوش نہین کیا۔ اور اگر مین رسول خدا سے
لاشکونکما الیہ — لونگی تو ضرور اُن سے تمھاری شکایت کرونگی۔

خلیفہ صاحب نے فرمایا اے فاطمہ مین تمھارے اور رسول خدا کے عتاب و غضب سے پناہ مانگتا ہون۔

یہ کہکر اس طرح رونے لگے قریب تھا کہ دم گھٹ جائے۔ اور جناب فاطمہ یہی کہے جاتی تھین۔

واللہ لادعون اللہ علیک فی — خدا کی قسم ہر ایک نماز مین جو مین پڑھونگی
کل صلوٰۃ اصلیھا — اُس مین تمھارے لئے بددعا کرون گی۔

حضرت خلیفہ صاحب روتے ہوئے باہر نکل گئے۔ لوگ گرد جمع ہوئے آپنے فرمایا۔

تم تو اپنے بسترون مین آرام سے سوتے ہو اور مجھکو اس مصیبت و آلام مین ڈال رکھا ہے

رکھو اپنی بیعت کو مجھے اسکی ضرورت نہین معاف رکھو۔

(دیکھو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ صفحہ ۔ مطبوعہ سٹنبول)

اسی طرح کم و بیش تاریخ ابوالفدا۔ کتاب سقیفہ ابوبکر جوہری۔ تاریخ طبری۔ جمع الجوامع امام سیوطی۔ کنزالعمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الصفا۔ روضۃ الاحباب۔ معارج النبوۃ ۔ اور تاریخ الاسلام مین ہے۔

اقوال علماے اہلسنت دربارۂ ظلم و جور اہلبیت

فاضل شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین نظام سے جس ظلم کا حال تحریر فرمایا ہے۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

دوم — ان عمر ضرب بطن فاطمۃ — روز بیعت عمر نے شکم اقدس فاطمہ پر
یوم البیعۃ حتی اسقطت المحسن — ضرب پہونچائی جس سے حضرت محسن کا اسقاط ہوا۔
من بطنھا وکان یصیح احرقوھا — اور چلاتے تھے کہ اس گھر کو مع گھر والون
بمن فیھا وما کان غیر علی و — کے جلادو۔ حالانکہ گھر مین سوائے علی اور

فاطمۃ والحسن والحسینؑ۔ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی اور نہ تھا۔

سوم ابن ابی الحدید نے کتاب سقیفہ مین احمد بن عبد العزیز جوہری سے جس کی علماء اہلسنت توثیق و تمجید کرتے ہین یہ لکھا ہے کہ :۔

"معاویہ کی سختیان مشہور ہی ہین کہ انھون نے حضرت علیؑ کو لکھا کہ کل کے روز کا معاملہ تھا کہ تم نے اپنی زوجہ کو اشتر پر سوار کر کے اور اپنے دونون فرزندون حسنؑ حسینؑ کا ہاتھ تھام کر کسی نیک بد کو نہ چھوڑا۔ مگر یہ کہ تم اپنی زوجہ اور فرزندون کے ساتھ اُس کے گھر کے دروازہ پر گئے۔ جبکہ لوگون نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی اور تم نے اُن لوگون کو صاحب رسول خدا سے جنگ کرنے کے لئے جمع کرنا چاہا۔ مگر چار یا پانچ آدمیون کے سوا اُن مین سے کسی نے تمھارا قول قبول نہین کیا۔ اور اگر تم حقدار ہوتے تو ضرور وہ لوگ تمھارا قول قبول کرتے اور اگر مین تمام چیزون کو فراموش کردون مگر اس کو فراموش نہ کرون گا کہ تم نے میرے باپ سے کہا تھا کہ جب کہ وہ تم کو اُبھارنا اور بھڑکانا چاہتا تھا کہ اگر مین ایسے چالیس آدمیون کو پاتا جو کہ صاحب عزم ہوتے تو ضرور ابوبکر سے جنگ کرتا"

(از حق الیقین صفحہ ۲۲۹)

چہارم آل نبیؐ و اولاد علیؑ پر جو ایذائین ان حضرات کے ہاتھ سے ہوئین ان کا تذکرہ اپنی کتابون مین نصاریٰ نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ ایک پادری صاحب نے جو مطاعن اسلام اور ہادی اسلام پر کئے ہین اُن کے جوابات مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب محدث نے اپنی تفسیر حقانی مطبوعہ کوچہ تارا چند دہلی مین دئے ہین۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۹۶ پر پادری صاحب کی یہ طعن درج ہے :۔

جب محمدؐ صاحب مر گئے تو یہ سب لوگ ان کا گاڑنا۔ دابنا بھی بھول گئے۔ اور وراثت کی تقسیم مین ایسے مبتلا ہوے کہ مار پٹائی ہونے لگی۔ محمدؐ صاحب کا باغ فدک جو انھون نے اپنی بیٹی

فاطمہ کو بخشدیا تھا چھین لیا۔ محمد صاحب کی بیٹی کی توہین کی۔ صرف محمدؐ صاحب کے داماد علیؑ نے گوبرگرٹھا دیا۔

جناب مولوی صاحب موصوف نے باتباع اپنے پیرون کے اس طعن کا یہ جواب دے کرکہ "یہ امام باڑہ کی گپ ہے" پادری صاحب سے اپنا پیچھا چھوڑا دیا۔

پنجم اگرچہ جناب شاہ صاحب نے جنان جنین کے بعد ان واقعات کی بہت کچھ صورت بدل دی ہے تاہم اتنا تو حضرت بھی قبول کر گئے ہین کہ

"این تہدید وتخویف کسانے را بود کہ در خانۂ حضرت فاطمۂ زہرا ملجا وماوا ساختہ بہر حساب خیانت دانستہ در آنجا جمع می شدند۔ برائے برہم زدن خلافت خلیفہ اول بکنکاشہا ومشورہا فساد انگیز قصد میکردند عمر بن خطاب حال چون برین منوال دید۔ گفت کہ خانہ را برشما خواہم سوخت"

ششم تاریخ ابوالفداء جلد اول صفحہ ۱۵۶ مین ہے۔

فاقبل بشیء من نار علی ان یضرم الدار	عمر آگ لے کے چلے۔ جناب
فلقیتہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا وقالت	سیدہ نے کہا کیا تم میرا گھر جلانے آئے ہو"
الی این یا ابن الخطاب اجئت لتحرق	انھون نے کہا "ہان"
دارنا قال نعم	

ہفتم تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۸ مین لکھا ہے۔

فقال واللہ لاحرقن علیکم	عمر نے کہا خدا کی قسم ضرور جلا دون گا۔
اولتخرجن الی البیعۃ	یا آکر بیعت کرو۔

ہشتم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین:۔

وایم اللہ ما ذاک بمانعی	عمرؓ کہتے ہین قسم بخدا۔ اگر یہ لوگ

ان اجتمع هولاء النفر عندك عن ان امر بهم ان	جمع ہوئے تو ہم اس گھر کو ضرور جلا دینگے۔ جب
یحرق علیهم البیت قال فلما خرج عمر جاءتها	جناب سیدہؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ عمر نے
فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی قد حلف	ایسی قسم کھائی ہے۔ اور وہ ضرور پورا کرکے
بالله لئن عدتم لیحرقن علیکم البیت وایم الله	رہیں گے۔
لیمضین لما حلف	

شمس العلما شبلی نعمانی رقمطراز ہیں کہ

"حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا کہ خدا کی قسم اگر بیعت کے لئے نہ نکلے تو گھر میں آگ لگا دوں گا۔

خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وقت رحلت منجملہ دیگر وصیتوں کے جناب امیر علیہ السلام کو ان مصائب کے بارے میں یہ وصیت فرما گئے تھے۔

رسول اللہ کی وصیت جناب امیرؑ سے

بعد از بود برادر من علی را بیارید علی	اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا
آمد و بر بالین آنحضرت نشست و سر بارکش	میرے بھائی کو بلا لاؤ۔ علیؑ حاضر ہوئے
بر زانوے خویش نہاد۔ آن سرور فرمودے	اور حضرت کے سرہانے بیٹھے اور سر مبارک
علی فلان یہودی بیش من چندین مبلغ	حضرت کا اپنے زانو پر رکھا۔ حضرت نے فرمایا
دارد کہ از وے براے تجہیز لشکر اسامہ	اے علیؑ فلاں یہودی سے کچھ رقم لشکر اسامہ
گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را ذمہ من ادا کنی	کی تیاری کے لئے میں نے لی تھی۔ اس کو
و فرمودے علیؑ تو اول کسے خواہی	ادا کر دینا۔ پھر ارشاد فرمایا اے علیؑ! جو
بود کہ در لب حوض کوثر من بری۔ و	سب سے پہلے مجھ سے حوض کوثر پر ملے گا وہ
بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید۔	تم ہوگے۔ اور میرے بعد تم پر مصائب گذرینگے

بایدکہ دل تنگ نشوی وصبرکنی وچون بینی کہ | چاہئیے کہ تم ان سے مغموم نہواور صبر کرو اور جب
مردم دنیا اختیار کردند باید کہ تو آخرت | تم دیکھو کہ لوگ دنیا کی طرف جھک گئے تو تم
اختیار کنی (مدارج النبوۃ) | آخرت اختیار کرنا۔

یازدہم کنز العمال مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا:۔

ستبتلون فی اھلبیتی من بعدی | میرے بعد تم لوگ مبتلا ہوگے ہمارے اہلبیت مین

جیسا کہ جناب مولوی جامی صاحب تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"حضرت امیر المومنین علی رض گفتہ است کہ با رسول صلعم بحدایقہ گذشتم گفتم یا رسول اللہ چہ خوش ست این حدیقہ رسول فرمود مر ترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود ہمچنین بر ہفت حدیقہ بگذشتم در ہمہ گفتم چہ خوب ست این حدیقہ رسول فرمود مر ترا در بہشت بہتر ازین خواہد بود۔ بعد ازان رسول آواز برداشت وگریہ کرد گفتم یا رسول اللہ چہ میگرباند ترا گفت کینہا، کہ در سینہ ہاے قومی ست از تو کہ آنرا ظاہر نخواہند کرد مگر بعد از من"،

(شواہد النبوۃ رکن پنجم قسم ثانی صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ عمدۃ المطابع)

پس ان روایتون سے حسب اقوال علماء اہلسنت اصحاب کا اندھیر بخوبی روشن ہے کہ مہر رسالت اور ماہ نبوت کے غروب ہوتے ہی بجاے اس کے کہ ان مظلومہ غم زدہ اور درد رسیدہ کو جو اپنے شفیق پدر کے غم مین سوگ نشین تھین تسلی وتشفی دیتے اور دلداری غمگساری کرتے۔ ان معصومہ کے زخم جگر پر بجاے تعزیت یہ نمک پاشی کی کہ اس بیت الشرف کے جو مہبط وحی ومحل نزول ملائکہ تھا۔ جلا دینے کو گئے اور ان معصومہ مظلومہ کو وہ شدید ضرر پہونچایا جو آخر کار باعث وفات معصومہ ہوا۔ وصی رسول و برادر رسول صلعم کو جبراً گرفتار کر لیگئے بھرے دربار مین لیجا کر کھڑا کیا بیعت نہ کرنے کی صورت مین قتل کی دھمکی دی۔ ان جناب کی اخوت رسول سے انکار کیا۔ وہ جناب ان مصائب پر روضۂ مقدس رسول اللہ صلعم

پر تشریف لا کر بچشم غمناک عرض کرنے لگے۔ اے آقا۔ اے میرے مولا۔ آپ کے بعد مجھے قوم نے ذلیل کیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔ باوجودیکہ جگر گوشہ رسولِ مقبول صلعم نے عام طور پر مہاجرینؓ انصار کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ایک مظلومہ و غمزدہ سیدہ کی فریاد تم سن رہے ہو مگر فریاد رسی نہین کرتے لیکن صد حیف کہ قبول آپ کے۔

"ایسی حالت مین غیر لوگون کو بھی رحم آتا ہے۔ جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ ہوجاتے ہین اور مظلومون کو ظالم کے ظلم سے بچاتے ہین۔ مگر ایسی تکلیف و مصیبت کی حالت مین مہاجرین وانصار واصحاب نبویؐ سے نہ کسی نے وصی رسولؐ کی مدد کی۔ اور نہ کسی نے بضعۂ نبوی کی اعانت کی۔ سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھا کئے

علامہ مسعودی مروج الذہب مین تحریر فرماتے ہین:۔

وقام المقداد فقال ما رأيت	حضرت مقداد نے کھڑے ہوکر کہا کہ جیسی
مثل ما اوذي به اهل هذا البيت	ایذا اہلبیت رسالت کو بعد رسول اللہ ہو پہنچائی
بعد نبيّهم فقال عبد الرحمن	گئی کوئی ایسی ایذا مین مبتلا نہین ہوا عبد الرحمن
بن عوف وما انت وذاك يا مقداد	بن عوف نے کہا اے مقداد تم کو ان باتون مین
فقال والله انى لاحبهم بحب	کیا دخل ہے۔ مقداد نے کہا واللہ ہم ان کو
رسول الله وان الحق معهم	بسبب محبت رسول اللہ دوست رکھتے ہین۔
وفيهم يا عبد الرحمن اعجب	یہ لوگ حق کے ساتھ ہین اور حق انھین مین ہے
من قريش وانت تطولهم على	اے عبد الرحمن تعجب ہے قریش سے اور تم سے
الناس اهل هذا البيت	کہ تم خاندان رسول پر اوروں کو غلبہ دے رہے ہو
قد اجتمعوا على نزع سلطان	اور تم لوگون نے اتفاق کر لیا ہے کہ سلطنت

رسول اللہ بعدہ من ایدیھم اما وایم	رسول اللہ کو بعد آنحضرت اہلبیت سے نکال و
اللہ یا عبد الرحمن لو اجد علی قریش	اے عبد الرحمن قسم خدا کی اگر مجھکو مددگار و
انصارا لقاتلتھم کقتالی ایاھم مع	انصار ملتے تو مین قریش سے پھر ویسا ہی جہاد
رسول اللہ یوم بدر	کرتا جیسا کہ رسول اللہ کے ہمراہ کیا تھا روز بدر

(مروج الذہب صفحہ ۱۶۶ ۔ حاشیہ تاریخ کامل جلد پنجم) (یہ کلام حضرت عثمانؓ کی بیعت کے وقت کا ہے)

پس ان واقعات وحالات سے وہی لوگ اثر لینگے جنکے قلوب الفت صحابہ سے مملو اور آل محمدؐ سے مکدر نہین بھائیو! پہلے آل رسول سے محبت وعقیدت پیدا کرو۔ تب ان کے مصائب وآلام کا اندازہ کرو۔ مگر جب تم کو آل رسولؐ سے محبت ہی نہین ہے تو تم اس کی حقیقت کیا جانو۔ اس درد کا حال انکے غلامون کے دل سے پوچھو۔

بسمل کے لوٹنے کی کسی دل کو کیا خبر — غربت مین کون لٹ گیا منزل کو کیا خبر
کشتی کے ڈوب جانے کی ساحل کو کیا خبر — کس پر چھری یہ چل گئی قاتل کو کیا خبر

خاردن سے پوچھئے نہ کسی گل سے پوچھئے
صدمہ چمن کے لٹنے کا بلبل سے پوچھئے

قولہ تعالیٰ

لاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل	جو کچھ ظالم کرتے ہین۔ اس سے اللہ کو
الظالمون وسیعلم الذین ظلموا ای	غافل ہرگز نہ جانو۔ اور وہ ظالمون سے ظلم و
منقلب ینقلبون۔	ستم کا عوض لینے والا ہے۔

دوران بقا چو باد صحرا بگذشت — تلخی وخوشی وزشت وزیبا بگذشت
پنداشت ستمگر کہ ستم بر ما کرد — برگردن او بماند و برما بگذشت

امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر پھینکنا اور امام حسینؑ کی لاش پامال کرنا

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس ستم و جور کا خاتمہ فاطمہ زہرا و علی کے ساتھ ہوگیا۔ یہ تو مصائب و آلام کی ابتدا تھی جنکا خاتمہ آل نبیؐ اور اولاد علیؑ پر ہوا۔ جو مظالم ان خاصان خدا پر اصحاب اور خلفا کے ہاتھ سے پہونچے کیا اُن کی نظیر از آدم تا ایندم کسی نبی و رسول کی آل و اولاد سے مل سکتی ہے وا دریغا کہ ان نفوس قدسیہ کو بعد مرگ بھی ایذائین و تکلیفین پہونچائین۔ جیسا کہ فرزند رسول زمن جناب امام حسن علیہ السلام کے جنازہ پر تیرون کا مینھ برسایا۔ سبط رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کی لاش گھوڑون کے سمون سے پامال کی۔ آہ! آہ!!

بعد مرنیکے بھی جلادون کا یہ کینہ تھا ۔۔۔ گھوڑون کی ٹاپین تھین اور شاہ کا وہ سینہ تھا

چنانچہ کتب مقاتل مین منقول ہے۔

فجمع ابن سعدٍ قتلاہ و	عمر سعد نے اپنے کشتون کو جمع کیا اور نماز
صلی علیھم ودفنھم و ترک	پڑھ کر دفن کیا اور لاشہاے حسینؑ و اصحاب حسینؑ کو
الحسین واصحابہ لما مضی	بے کفن و دفن چھوڑ دیا۔ یعنی بعد شہادت جناب امام حسین
یوم جاء القوم یضحکون الی	چند لوگ ہنستے ہوے عمر سعد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمکو
عمر بن سعد وقالوا انا شئنا	اجازت ہو کہ ہم لاش حسین پر گھوڑے دوڑائین تاکہ ہماری
ان اوطینا الخیول جثۃ	آنکھین ٹھنڈی ہون اسلئے کہ انکے باپ علیؑ نے لیلۃ الہریر اور
الحسینؑ۔	جنگ صفین مین ہمارے باپ دادا قتل کیے ہین۔ پس آج دن
	ہمارے بدلا لینے کا ہے۔ یہ سنکر عمر سعد نے اجازت دی۔

اور شاہ صاحب سر الشہادتین مین یہ تحریر کرتے ہین۔

امر عمر بن سعد و شمر	حکم کیا ابن سعد اور شمر ذی الجوشن نے لوگون کو
نفراً فرکبوا خیولھم و	گھوڑون پر چڑھ کر حسینؑ کی لاش کو۔ روندڈالو۔ انھون نے

حضرت عائشہؓ کا بغض رسول سے ظاہر کرنا

اوطئوالحسین۔ طرح لاش مبارک کو پامال کیا کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہوگئے

اس موقع پر کچھ مختصر حال جناب ام المومنین حضرت عائشہؓ کی محبت و شفقت کا بھی جو ان معظمہ کو آل رسول کے ساتھ تھی قابل سماعت ہے کہ اگر وہ معظمہ اپنے پدر عالیقدر کو آل رسول کے مراتب و مدارج سے آگاہ فرماتیں۔ اور ان کو اتلاف حقوق اہلبیت نبوی سے باز رکھتیں۔ اور جو سختیاں رسولؐ اور بضعہ رسول پر کی گئیں۔ ان میں اُن کی معین و مددگار نہ ہوتیں۔ اور دیدہ و دانستہ اعانت آل رسولؐ سے چشم پوشی نہ فرماتیں تو بقول جناب مصنف روح

" وہ شخص اور اُن کے ساتھی کیونکر ایسی جرأت کر سکتے تھے۔ اور کس طرح اُن کو اپنے ارادہ میں کامیابی ہوسکتی تھی۔

لیکن جب کہ وہ معظمہ بعض امور میں اپنے پدر عالی قدر پر بھی گوئے سبقت لے گئیں تو پھر اوروں کا کیا ذکر ع "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

کتب اہلسنت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ام المومنین کے نظر میں ہمیشہ کانٹے کی طرح کھٹکتے رہے۔ چنانچہ جب آپ خلافت ظاہری پر جلوہ افروز ہوئے اُسوقت جناب عائشہ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھیں ان معظمہ کے محبت و شفقت کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ سے مراجعت فرمای مدینہ منورہ ہوئیں۔ اور قریب مدینہ پہونچیں تو چند حضرات مہاجرین و انصار سے بغرض استقبال مدینہ سے باہر جمع ہوے۔ ام المومنین نے ان لوگوں سے مدینہ کے اخبار پوچھے اُنھوں نے حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے اور جناب امیر المومنینؑ کے خلیفہ ہونیکا حال بیان کیا۔ یہ سنتے ہی ام المومنین بقول صاحب روضۃ الاحباب

" عائشہ از حج بمدینہ معاودت می نمود۔ کہ در راہ خبر کشتہ شدن عثمان و جلوس علے ابن ابیطالبؑ بر مسند خلافت در رسید۔ دران زمان بمکہ بازگشت و گفت مدینہ جائے وطن من نمی تواند شد دل عائشہ از جانب علیؑ غبارے داشت (جلد سوم صفحہ ۱۰)

مکہ کو واپس ہوگئین۔ اور حضرت طلحہ و زبیر بھی جناب امیر علیہ السلام سے نکث بیعت کر کے مکہ معظمہ پہونچے اور سازش کر کے ام المومنین عائشہ کو جنگ پر آمادہ کیا۔ آپ فوراً نفس رسول سے جنگ پر مستعد ہوگئین۔ چنانچہ جنگ جمل جو مشہور لڑائی ہے اور جنگ صفین بھی اسی کا نتیجہ ہے جنمین ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان بہائی گئین۔ وہ لڑائیان ان معظمہ کی یادگار ہین اور تاحشر رہین گی۔

ان دونون لڑائیون کے حالات ہم نے آیات محکمات کی چوتھی جلد مین مفصل لکھی ہین۔

اقتباس از محرم نامہ بابت جنگ جمل

اس موقع پر صرف جنگ جمل کے متعلق محرم نامہ مولفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے کچھ حالات اقتباس کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہین جس سے ام المومنین کی ہمت مردانہ و شجاعت دلیرانہ اور وصی رسول سے الفت اور محبت مادرانہ کا حال بخوبی منکشف ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

"مکہ مین حضرت طلحہ و زبیر نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ بصرہ چلئے اور وہان لوگون کو حضرت عثمانؓ کے انتقام کے لئے آمادہ فرما دیجئے۔ حضرت عائشہؓ نے اسکو قبول کیا اور بصرہ چلنے پر راضی ہوگئین۔ پھر یہ حضرات حضرت حفصہ کے پاس حاضر ہوے اور اُن سے یہی درخواست کی۔ اُنھون نے فرمایا مین حضرت عائشہ کے ساتھ ہون جو رائے اُن کی وہ میری۔ وہ بصرہ چلین گی تو مین بھی چلون گی۔ بصرہ پر اس لڑائی کا نقشہ جم گیا۔ جسکو آجتک جمل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ اونٹ کو عربی مین جمل کہتے ہین اور حضرت عائشہ اس لڑائی مین اونٹ پر سوار تھین اسواسطے اس لڑائی کا نام جمل ہوگیا۔ مکہ کے حاکم عبداللہ ابن الحضرمی کو معلوم ہوگیا کہ آقائے نامدار محمد رسول اللہؐ کی محبوبہ ام المومنین عائشہ حضرت علی سے حضرت عثمان کا بدلا لینا چاہتی ہین۔ تو وہ در دولت پر حاضر ہوا۔ اور عرض کی یہ فدوی بھی اپنی مالکہ کے قدمون کے ساتھ تلوار اُٹھانے کو حاضر ہے۔ چنانچہ سب مکہ والون نے عبداللہ ابن الحضرمی کے ہاتھ پر عہد کیا کہ حضرت علیؑ سے لڑین گے۔ حضرت عائشہ بصرہ مین داخل ہوئین

اِس جنگ مین حضرت علی کے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے۔ اور حضرت عائشہ کے ہمراہ تیس ہزار کا لشکر تھا۔

حضرت عائشہ نے حکم دیا میرا اونٹ تیار کرو مین خود چلون گی اور فوجون کو لڑواؤن گی آخر لڑائی کا زور بندھ گیا۔ تلوارین چلنے لگین خون کے نالے بہنے شروع ہوے۔ حضرت طلحہ و زبیر برابر جمے ہوے تھے۔ اور فوج کے دل بڑھا بڑھا کر لڑا رہے تھے۔ طلحہ و زبیر اس لڑائی مین مارے گئے۔

حضرت عائشہ کو ان کے مارے جانے سے بڑا رنج ہوا۔ مگر اُنھون نے مردون کو اپنی شجاعت سے مات کر دیا۔ اور فرمایا کچھ پروا نہین مین اکیلی لڑون گی۔

یہ کہکر اپنے اونٹ کو صفون کے وسط مین لیکر کھڑی ہو گئین۔ مسلمانون نے اپنی ملکہ کو جب ایسا ثابت قدم دیکھا تو پروانون کی طرح اپنی شمع کے گرد جمع ہو گئے اور مر مر کر گرنے لگے مالک ابن اشتر نے حضرت عائشہ کے اونٹ کی مہار پکڑنے والے کو قتل کر دیا۔ مگر مسلمانون نے اسکی پروا نہ کی قتل ہوتے جاتے تھے اور دوڑ دوڑ کر مہار پکڑتے تھے اور کہتے تھے مین ہون اے ام المومنین۔ حضرت عائشہ جواب دیتی تھین شاباش اے بہادر بچو۔ آخری آدمی جس نے مہار پکڑی تھی۔ کہا اے ہم سب کی مان تم دیکھ رہی ہو کہ تمھارے کتنے بچے خاک و خون مین مل گئے اور اب بھی تم کو رحم نہین آتا۔ مالک اشتر نے بڑھ کر تلوار ماری اونٹ گر پڑا۔ حضرت علی نے عورتون کے رسالے کے ساتھ حضرت عائشہ کو مدینہ بھیجدیا۔

اِس لڑائی مین تین ہزار آدمی حضرت علی کی قوم کے اور تیرہ ہزار حضرت عائشہ کے لشکر کے کام آئے اور اس طرح افسوس ناک جنگ جمل کا خاتمہ ہوا جو خود تو ختم ہوئی مگر آئندہ لڑائیون کا بیج بو گئی (از صفحہ ۵۳ تا ۷۰ محرم نامہ)

(۲) جناب علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی۔ اپنی تالیف تاریخ اسلام مین تحریر فرماتے ہین کہ

"ایک بڑے فساد کی بنیاد حضرت عائشہ کی ذات سے قائم ہوئی۔ حضرت عائشہ مدینہ سے حج کرنے کو گئی تھین واپسی مین حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت علی کی خلافت کا حال معلوم ہوا۔ حضرت عثمان کو وہ بُرا سمجھتی تھین۔ اور حضرت علی کو اچھا۔ لیکن حضرت علی کی طرف سے ان کو خاص ایک کد تھی جس کی بنیاد حضرت رسول خدا ہی کے وقت مین قائم ہوچکی تھی۔ آنحضرت عائشہ کو زیادہ پیار کرتے اور اسکے ساتھ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ پر بھی زیادہ فریفتہ تھے۔ حضرت عائشہ کو اس کا رشک تھا جو مختلف واقعات سے نفرت کی حد تک پہونچ گیا تھا۔

واحسرتا یہ عناد اور کدورت ام المومنین کو ان خاصان خدا سے تھی۔ جن کا گوشت پوست رسول اللہ صلعم کا گوشت پوست تھا۔ جن کا لہو رسول صلعم کا لہو تھا۔ جن کا رنج رسول اللہ کا رنج تھا جن کی خوشی رسول اللہ کی خوشی تھی۔ جناب رسول خدا صلعم کو جو محبت والفت ان نفوس قدسیہ سے تھی اور ان کی جو تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ اس کو حضرت عائشہ دن رات اپنی آنکھ سے دیکھا کرتی تھین۔ نیز جو کچھ آنحضرت ان کے ایذا دینے والون کے حق مین فرمایا کرتے تھے وہ بھی اپنے کانون سے سنا کرتی تھین۔ چنانچہ خود حضرت عائشہ ہی سے اس بارہ مین متعدد روایتین ہین از انجملہ صحیح ترمذی کی ایک روایت پیش کیجاتی ہے۔

عن جمیع بن عمر قال	جمیع بن عمر کہتے ہین کہ مین اپنی پھوپھی کے ساتھ
دخلت مع عمتی علی عائشۃ	ام المومنین عائشہ کی خدمت مین گیا۔ میری پھوپھی
فسألت ای الناس کان احب	نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کو سب لوگون سے
الی رسول اللہ صلعم قالت	کون زیادہ پیارا تھا۔ فرمایا فاطمہؑ پھر پوچھا
فاطمۃ فقیل من الرجال	کہ مردون مین کون زیادہ پیارا تھا؟

قالت زوجها (اخرجہ الترمذی النسائی) فرمایا کہ ان کے شوہر مرتضیٰ علی بن ابی طالب

(ازارجح المطالب صفحہ ۲۴۴)

(۲) عن ابن عباس قال۔ قال — ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ

رسول اللہ صلعم اللھم اشھد انی — صلعم نے فرمایا اے پروردگار گواہ رہیو میں نے

قد بلغت ھذا اخی وابن عمی — پہونچا دیا ہے کہ یہ علی میرا بھائی۔ میرا ابن عم

وصھری وابو ولدی اللھم کب — میرا داماد۔ اور میرے بچوں کا باپ ہے۔ اسے پروردگار

من عاداہ فی النار (اخرجہ البخاری) — جو شخص اس کو دشمن رکھے اُس کو تو اوندھا دوزخ

(ایضاً صفحہ ۲۵۸) کی آگ میں ڈال۔

یہ ذکر حضرت عائشہ کی شفقت کا تھا جو نفس رسول سے تھی اب اس محبت کا حال سنئے جو فرزند رسول امام حسنؑ سے تھی۔

جناب امام حسن کی بیعت اور شہادت اور روضۂ رسول میں دفن کی مزاحمت و جنازے پر تیروں کی بوچھار

واضح ہو کہ بعد شہادت جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کل مہاجرین و انصار اور اصحاب صغار و کبار نے جناب امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی جب یہ خبر معاویہ کو پہونچی۔ وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر بعزم جنگ عازم عراق ہوے۔ امام علیہ السلام ان کی بغاوت اور آمد کا حال سنکر کوفہ کو روانہ ہوے۔ مگر راستہ ہی میں بجز معدودے چند تمام لوگ نکث بیعت کرکے معاویہ سے مل گئے آپنے ان سچے اسلام لانے والوں اور پکے ایمان والوں کا یہ رنگ دیکھکر مراجعت فرمائی۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔

اب امیر معاویہ بلاکھٹکے پورے طور پر نائب رسول بن بیٹھے۔ انھوں نے یہ قصد کیا کہ اپنے فرزند یزید کو ولیعہد کریں۔ مگر امام حسن علیہ السلام کی زندگی میں اپنے مقصد کا حاصل ہونا محال معلوم ہوا لہذا زہر دلا دیا جس کے اثر سے روح اقدس اس دلبند رسول مقبول گل شاداب گلشن بتول کی روضۂ جنان

پرواز کر گئی۔ جیسا کہ محرم نامہ کے صفحہ ۵۰ مین ہے جس کی نقل یہ ہے:۔

حضرت حسنؑ مدینہ مین آئے اور خاموشی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر معاویہ کو کھٹکا تھا کہ ایک نہ ایک دن حسنؑ کی طرف سے فساد اُٹھے گا اسواسطے اُنھون نے حسن کی بیوی اسماء بنت الاشعث بعض کہتے ہین جعدہ بنت محمد الاشعث سے سازش کی اور چاہا کہ وہ حضرت حسنؑ کو زہر دیدے۔ اُس کے عوض معاویہ کے بیٹے یزید کے ساتھ اُس کی شادی کردی جائے گی۔ اور انعام و اکرام الگ رہے۔ بے عقل اُن کے کہنے مین آگئی اور اُسکے زہر دینے سے حضرت حسنؑ نے شہادت پائی۔"

جناب امام علیہ السلام نے وقت احتضار اپنے بھائی جناب امام حسین علیہ السلام کو اسرار امامت تفویض کئے۔ اور یہ وصیت فرمائی کہ مجھے میرے نانا رسول اللہ صلعم کے پہلو مین دفن کرنا۔ اور اگر اس مین فساد کا خوف ہو تو بقیع مین رکھنا یہ فرما کر آپ نے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون

ابھی ہم ان مظالم کی تصریح کر آئے ہین۔ جو جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ہی اصحاب رسول و ام المومنین حضرت عائشہ کے ہاتھون سے جناب سیدہ اور جناب امیر المومنین علیہم السلام کو پہونچے تھے۔ مگر صد حیف ان مظالم پر بھی اُن حضرات کو تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ ہم وہ قیامت خیز واقعات سناتے ہین کہ جسکے سُننے سے محبان آل رسول کے دل فرط غم والم سے سینون مین ہل جائین ؎

سر کنم نالہ اگر تاب شنیدن داری سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

وامحمداہ! واعلیاہ! اِدھر تو دلبند رسولؐ کو غسل میت دیا جارہا تھا کہ اُدھر سچے اسلام لانیوالون اور پکے ایمان والون کا جنکے عقائد کو ہمارے سنی بھائی اصل ایمان سمجھتے ہین۔ ایک مسلح رسالہ روضۂ اطہر رسولؐ داور صلعم کے ارد گرد آ کھڑا ہوا۔ یہ صف کشی کفار و مشرکین کی طرف سے نہ تھی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ حضرت عائشہؓ کی جانب سے تھی جو بنفس نفیس ایک خچر پر سوار ہو کر اس انتظار مین کھڑی تھین کہ اگر جنازہ سبط رسولؐ روضۂ رسولؐ پر لایا جائے تو تیر چلائے جائین آخر

ایسا ہی ہوا کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام مع بنی ہاشم و دیگر اصحاب جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے تو آپ سدِ راہ ہوئین۔ جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی مین ہے جسکی نقل یہ ہے:۔

سعید بن عاص مدینہ کے حاکم نے عائشہ کے پاس ہوکر اطلاع کی کہ جنازہ کو وہان دفن نہ ہونے دے۔ ام المومنین عائشہ خچر پر سوار ہوکر اور عثمانی گروہ کے آدمی ہمراہ لے کر جنازہ روکنے کو تیار ہوئین۔ شیعون سے بعض نے للکارا کہ اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر سوار ہوکر وصیِ داماد رسول سے لڑنے کو نکلی تھین۔ آج پھر خچر پر بیٹھکر پیغمبر کے نواسہ کے جنازہ کو روکتی ہو اور اُسے اپنے نانا کے پہلو مین دفن ہونے نہین دیتین۔ اُسوقت آدمیون کے دو گروہ ہوگئے اور قریب تھا کہ تلوار چل جائے۔ امام حسینؑ نے حسب وصیت بھائی کے لاش اپنی دادی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے پاس دفن کردی۔" (صفحہ ۳۳۶ - ترجمہ اعثم کوفی)

خاتم المحدثین اہلسنت شاہ عبدالعزیز صاحب نے حسب عادت اِس واقعہ کی بھی تکذیب کی ہے اور حضرت عائشہ کا لشکر کے ہمراہ ہونے۔ راہ مین خچر پر سوار ہوکر کھڑے ہونے۔ جنازہ روکنے اور تیر چلانے سے قطعاً انکار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سب تہمت اور بہتان حضرت عائشہ پر شیعون کے ہین چنانچہ یہ تحریر فرماتے ہین:۔

شاہ صاحب کلان واقعات کو غلط بتانا اور امام حسینؑ پر اتہام

درینجا جمع از شیعہ بطریق تہمت و افترا	ایک جماعت شیعون کی عائشہ پر تہمت
بعائشہ زانرخاے و بہتان سرائے آغاز نہند	وافترا اور بہتان کرتی ہے کہ عائشہ امام حسنؑ کو
دگویند کہ عائشہ بعد اذن دادن با امام حسنؑ	اجازت دینے کے بعد پشیمان ہوئین۔ اور خچر پر
نادم شد۔ و براسترے سوار شدہ۔ بر درِ مسجد آمد	سوار ہوکر مسجد کے دروازے پر آئین اور دفن
مانع دفن شد و ادعاے میراث نمود ابن عباس	کرنے سے مانع ہوئین اور اپنی ملک بتلائی
درجواب او این شعر غیر مربوط المعنی والوزن والقافیہ	اُس کے جواب مین ابن عباس نے غیر مربوط بلالحاظ قافیہ

انشا نمود ؎	یہ شعر پڑھا
تجملت تبغلت وان عشت تفیلت	اونٹ پر تو سوار ہو چکی تھیں آج خچر پر سوار ہوئیں اگر زندہ رہیں تو ہاتھی پر سوار ہوں گی
لك التسع من الثمن وبالكل تطمعت	آٹھویں حصہ میں تمہارا نواں حصہ ہے مگر تم کل پر متصرف ہوئیں
حالانکہ عائشہ خود روایت حدیث نحن معاشر	حالانکہ خود عائشہ نے " حدیث ہم انبیاء
الانبیاء لا نرث ولا نورث نمودہ وسائر	کوئی وارث نہیں چھوڑتے بیان کی ہے اور تمام
ازواج را طلب میراث منع آمدہ چہ قسم ادعاء	ازواج کو طلب میراث سے مانع ہوئیں۔ اس
میراث نمود و سوار شدن و برآمدن راچہ حاجت	صورت میں عائشہ اپنے ملک کا دعوے کیوں
بود و مسکن عائشہ بآن حجرہ خاص بود اگر ممانعت	کرتیں اور عائشہ تو اسی حجرہ میں رہتی تھیں۔
منظور داشت در حجرہ بند میکرد و جواب ابن عباس	اگر ممانعت مطلوب تھی تو حجرہ کا دروازہ بند کر لیتیں
چہ قسم صحیح شود حالانکہ کل میراث آنحضرت صلعم	پس ابن عباس کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا
بالقطع درست او نبود و نہ او خورد غرض کہ راز	ہے حالانکہ کل میراث آنحضرت کی عائشہ کے ہاتھ
پیش دیگر، دیگ پر راست برین افترا تودہ تودہ	میں نہ تھا اور نہ کسی پر تصرف کیا۔ غرض کہ
فضیحت و رسوائی می بارد و ہمین است برہان الٰہی	چاروں طرف سے اس افترا پر فضیحت و رسوائی
کہ کاذبان را بزبان خود رسوا می کند	برس رہی ہے اور دلیل الٰہی یہی ہے کہ جھوٹوں
(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۰۵)	کو انہیں کی زبان سے رسوا کرتا ہے۔

افسوس کہ جناب شاہ صاحب با وجود حفظ قرآن آیہ کریمہ

يا اهل الكتاب لم تلبسون الحق	اے کتاب والو! کیوں صحیح میں
بالباطل وتكتمون الحق وانتم	غلط ملاتے ہو۔ اور سچی بات جان بوجھ کر
تعلمون	چھپاتے ہو۔

سے چشم پوشی کر کے اس مشہور واقعہ کی تکذیب کرتے ہین جس کی صحت کا یقین خود حضرت بھی اپنے دل مین رکھتے ہین مگر اپنے مذہب کی بقا کی خاطر اس واقعہ سے انکار فرماتے ہین جو خود حضرت ہی کی مذہبی کتابون سے ثابت ہوتا ہے

واضح ہو کہ ام المومنین کے اشفاق کا حال جو وصی رسولؐ پر تھے اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سنتے ہی راستہ سے یہ فرما کر کہ :۔

"اب مدینہ میری سکونت کے قابل نہ رہا مکہ کو لوٹ گیئن۔ اور وصی و خلیفہ برحق سے مخالف ہو کر بہ نفس نفیس اونٹ پر سوار ہو کر سپاہ غدار کی سپہ سالار بنکر میدان جنگ مین اس ہمت و شجاعت سے لڑین کہ (بقول خواجہ صاحب ممدوح") مردون کو اپنی شجاعت سے مات کر دیا"

باین ہمہ جناب شاہ صاحب جناب امام حسین علیہ السلام کو متہم کرتے ہین کہ امام حسینؑ مسلح ہو کر اپنے اہالی و موالی کے ساتھ جنگ و جدل پر آمادہ تھے۔ مگر ابو ہریرہ نے سمجھا بجھا کر روک دیا۔ وہ عبارت یہ ہے :۔

حضرت حسین با اہالی و موالی خود سلاح پوشید مستعد مقاتلہ و پیکار شد۔ مروان با فوج کثیر گرداگرد مسجد مقدس نبویؐ و حجرۂ شریف مصطفویؐ انبوہ نمود۔ خوف قوی بود کہ چشم زخمی از دست آن اشقیا بحضرت امام ولاحق او برسد۔ ابو ہریرہؓ مصالحہ و تسکین شدت غضب و جلال حضرت امام علیہ السلام نمود و مصلحت وقت را در جناب آن پاک سرشت عرض نمود

حضرت امام حسینؑ اپنے اہالی و موالی کے ساتھ مسلح ہو کر جدال و قتال پر آمادہ ہو گئے۔ مروان نے فوج کثیر کے ساتھ حجرہ مصطفویؐ اور مسجد نبویؐ کے گرداگرد انبوہ کیا قوی خوف تھا کہ ان اشقیا کے ہاتھ امام حسینؑ اور ان کے لواحقین کو ضرر پہونچتا مگر ابو ہریرہ نے درمیان آکر امام حسینؑ کے شدت و غضب و جلال سے روک دیا۔ اور جو مصلحت وقت تھا عرض کیا۔

کتب حدیث وغیرہ سے ان واقعات کا ثبوت

اگرچہ شاہ صاحب نے اصحاب اور ام المومنین کی خاطر اس واقعہ کو بہت کچھ چھپانا چاہا مگر بفحوائے

لا یصلح العطار ما افسدہ الدہر۔ — جس چیز کو زمانے نے بگاڑ دیا ہو۔ اس کو عطار درست نہیں کرسکتا۔

ان کے کارنامے ایسے نہیں ہیں کہ شاہ صاحب کے چھپانے سے چھپ سکیں۔ لہذا ہم ان باتوں کو ان کتابوں سے ثابت کرتے ہیں۔ جن کو شاہ صاحب نے تحفہ میں معتبر بتایا ہے۔ اور خود ان سے مستفید ہوئے

پہلا ثبوت

جہت امیر المومنین حسنؑ قبر نزد قبر حضرت رسالتمآب کندیدند و جنازہ آنجناب را بر سر قبر نہادند قبل از دفن عائشہ ازین معنی وقوف یافتہ براستر سوار شدہ بآن موقع رفت و بمنع مشغول گشت شیعہ امیر المومنین علیؑ بنیاد غوغا کردہ گفتند اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت میکنی روزے براستر سوار شدہ بر جنازہ نبیرہ پیغمبر منازعت آغاز نہی و نمیگذاری کہ اورا دفن کنند چندانکہ سعی نمودند مفید نیفتاد و ہمہ مردم بدو فرقہ متفرق شدند۔ دو جانب یکدیگر تیر انداختند و چند تیر بجنازہ رسید۔ انگاہ امام حسینؑ بنا بر وصیتی کہ سابق مذکور گشت جنازہ را بہ بقیع بروند (روضۃ الصفا جلد سوم صفحہ)

جناب رسالت مآب صلعم کی قبر کے پاس جناب امام حسنؑ کی قبر کھودی گئی اور جنازہ قبر پر لاکر رکھا گیا عائشہ جو دفن سے بےخبر اس حال سے واقف ہوئیں خچر پر سوار ہو کر اس جگہ آئیں اور دفن کرنے سے مانع ہوئیں شیعیان علی نے شور وغل کیا اور کہا اے عائشہ ایک دن تو اونٹ پر سوار ہو کر لڑیں۔ آج خچر پر بیٹھ کر نواسہ رسولؐ کے جنازہ پر جھگڑا کرتی ہو اور گوارا نہیں کرتیں کہ وہ اپنے نانا پاس دفن ہوں۔ اگرچہ بیحد کوشش کی مگر مفید نہوئی اور آدمیوں کے دو گروہ ہوگئے۔ اور دونوں طرف سے تیر چلے یہاں تک کہ چند تیر جنازہ پر لگے۔ آخرکار امام حسینؑ نے بموجب وصیت کے اپنے بھائی کو بقیع میں دفن کیا۔

دوسرا ثبوت

چون طائر روح مقدس امام حسن رضی اللہ عنہ
بجانب ریاض دارالسلام پرواز نمود امام حسین
بعد غسل و تکفین جنازہ را برداشتہ بہ جانب روضہ
مقدسہ روان شد تا برادر بزرگوار خود را نزد جد عالی
خودش دفن نماید۔ عائشہ بہ منع مشغول شد بعضی
از شیعہ آغاز غوغا کردہ گفتند اے عائشہ روزے
بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر سوار
شدہ بر سر نبیرہ پیغمبر منازعت نمائی و نمیگذاری
کہ او را نزد جدش دفن کنند مردم بدو فرقہ متفرق
شدند۔ جمعے جانب صدیقہ گرفتند و جمعے جانب
حسینؑ نزدیک بود قتال بوقوع آید۔ آنگاہ
امام حسین رضی اللہ عنہ بنا بر وصیت مذکور برادر
عالی گوہر خویش را نزد جدہ خود فاطمہؑ بنت اسد
بن ہاشم دفن فرمود

(حبیب السیر جزو اول جلد دوم صفحہ ۹۰)

جب روح مقدس نے امام حسن رضی اللہ عنہ
کے جسم سے مفارقت کی تو امام حسینؑ بعد غسل و کفن
جنازہ کو روضۂ اقدس کی طرف لائے۔ کہ اپنے
بھائی کو اپنے جد اقدس و اعلیٰ کے نزدیک دفن
کریں۔ لیکن عائشہ صدیقہ ایک خچر پر سوار ہو کر
آئیں اور مزاحم ہوئیں۔ بعض شیعوں نے واویلا
کیا اور کہا اے عائشہ ایک دن تم اونٹ پر
بیٹھ کر حضرت علیؑ سے لڑیں۔ آج کے دن تم خچر پر
سوار ہو کر نواسۂ رسولؐ کے جنازہ پر جھگڑتی ہو
اور ان کو اپنے نانا کے نزدیک دفن ہونے نہیں دیتیں
اُس وقت آدمیوں کے دو گروہ ہو گئے ایک گروہ
تو صدیقہ کی طرف ہوا۔ دوسرا امام حسینؑ کی جانب قریب تھا
کہ باہم جدال و قتال ہو لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ
نے اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق امام حسنؑ کو
اپنی مقدس دادی فاطمہ بنت اسد کے پاس دفن کیا

تیسرا ثبوت اسماء زوجہ حسنؑ کے ذریعہ سے حسنؑ کو زہر دیا گیا۔ معاویہ کے اشارے سے ایسا ہوا۔ یا اُس کے بیٹے یزید کے ایماء سے حسنؑ کو مزار رسول اللہ کے قریب لوگوں نے دفن ہونے نہ دیا۔ حضرت عائشہ کے ایماء سے ایسا ہوا۔ یا اس شخص کے حکم سے جو مدینہ میں معاویہ کے حکم سے تعینات تھا۔ قبر کھد چکی تھی کہ فساد برپا ہوا۔ امام حسنؑ کے جنازہ پر تیروں کی بارش ہوئی اور وہ مزار رسولؐ کے قریب

دفن نہین ہوسے اس واقعہ سے امام حسینؑ بددل ہوکر مع تمام اہلبیت مدینہ سے مکہ چلے آئے۔

(تاریخ الاسلام علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۲۷)

شاہ صاحب کا قول کہ امام حسنؑ نے حضرت عائشہ سے دفن کی اجازت چاہی تھی

اس جگہ پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جناب شاہ صاحب نے حجرۂ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ رضؓ کی ملک بتایا ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے وقت وفات ام المومنین سے حجرہ مین دفن ہونے کی اجازت طلب کی تھی۔ اس عبارت کی نقل یہ ہے۔

دلیل برین دعوے آنکہ باجماع شیعہ وسنی ثابت ست کہ چون حضرت امام حسنؑ را وفات

نزدیک شد از ام المومنین عائشہ استیذان طلبید کہ مرا ہم موضعے براے دفن در جوار جد خود بدہ

اگر نہ حجرہ آن ام المومنین درملک او بود این استیذان معنی نداشت (تحفہ صفحہ ۲۸۷)

تردید قول شاہ صاحب

لیکن یہ دونون باتین صحیح نہین ہین۔ چنانچہ ملک کے متعلق تو مسئلہ میراث کے موقع پر بحث کی جائے گی۔ اجازت طلب کرنے کا حال یہ ہے کہ کتب شیعہ مین کہین یہ مذکور نہین ہے کہ حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے ام المومنین سے اجازت چاہی تھی۔

بالفرض اگر اہلسنت کی کسی کتاب مین یہ روایت ہو تو اسکا بطلان بھی انھین کی کتابون سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتاب الاخبار الطوال ابو حنیفہ احمد بن داؤد دینوری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۳ مین ہے

ثم قال ادفنونی مع جدی فان منعتم فبالبقیع

امام حسنؑ نے وصیت کی کہ ہم کو ہمارے جد کے پاس دفن کرنا اور اگر روکے جاؤ تو بقیع مین دفن کرنا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگر ان جناب نے حضرت ام المومنین سے اجازت چاہی ہوتی تو پھر یہ ارشاد "خوف مزاحمت ہو" کیون فرماتے۔

روض المناظر قاضی القضاۃ محب الدین ابن شحنہ حلبی۔ حاشیہ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۳ مین ہے۔

وکانت وفاتہ بسم سقتہ زوجتہ

امام حسنؑ کی وفات اس زہر سے ہوئی جو آپکی

جعدہ بنت الاشعث قیل فعلت	جعدہ بنت اشعث نے پلایا تھا۔ کہا جاتا
ذلک بامر معاویۃ و قیل بامر	ہے کہ یہ فعل اس نے بحکم معاویہ و بقولے بحکم
یزید وکان اوصی ان یدفن	یزید کیا تھا۔ امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو
عند جدہ فمنعت من ذلک	ہمارے جد امجد کے پاس دفن کرنا۔ مگر عائشہ
عائشۃ	اس سے مزاحم ہوئین۔

اور تاریخ ابوالفدا مین ہے جس کا نام المختصر فی اخبار البشر ہے۔

کان الحسن اوصی ان یدفن	یعنی امام حسنؑ نے وصیت کی تھی کہ ہم کو
عند جدہ رسول اللہ فلما توفی ارادوا	ہمارے جد رسول اللہ کے پاس دفن کرو بعد
ذلک وکان علی المدینۃ مروان بن	وفات لوگون نے دفن کرنا چاہا تو مروان
الحکم من قبل معویۃ فمنع ذلک و	مانع ہوا جو اس زمانہ مین معاویہ کی طرف سے
کاد ان یقع من بنی امیۃ و بین بنی ہاشم	حاکم مدینہ تھا۔ اور قریب تھا کہ بنی امیہ و
بسبب ذلک فتنۃ فقالت عائشۃ	بنی ہاشم مین فتنہ ہو اسپر عائشہ نے کہا گھر ہمارا
البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیہ	ہے ہم اس مین دفن کی اجازت نہین دیتے لہذا
فدفن فی البقیع	بقیع مین جاکر دفن کیا۔

معزز ناظرین غور فرماوین کہ جس واقعہ جانگداز کو جناب شاہ صاحب نے شیعون کا افترا بتایا ہے اسکی صحت خود اہلسنت کے علماء کس توضیح و تصریح سے تحریر کرتے ہین ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

حضرت ام المومنین کی عنایتون کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے۔ کہ سبط رسول اللہ کے دفن مین تو اُن معظمہ نے یہ حشر مچایا۔ اور حضرت عمرؓ کو اس جگہ دفن کرنے کی اجازت بطیب خاطر دی جیساکہ

حضرت عائشہ کا روضۂ رسول مین حضرت عمر کو دفن کی اجازت دینا

شبلی صاحب تحریر فرماتے ہین :-

حضرت عمرؓ نے فرزند عبداللہ کو بلا کر کہا کہ عائشہ کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ عمر آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کے پہلو مین دفن کیا جائے۔ یہ پیغام سنکر حضرت عائشہ نے کہا کہ اِس جگہ کو مین اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن آج مین عمر کو اپنے آپ پر ترجیح دون گی۔

(ملاحظہ ہو الفاروق صفحہ ۱۶۹)

اسیطرح عبدالرحمن بن عوف کو بھی پہلوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دفن کرنے کی آرزو مند تھین جیسا کہ جذب القلوب صفحہ ۲۵۲ مین روایت ہے۔

چون وقت رحلت عبدالرحمن رسید	جب عبدالرحمن کی موت کا وقت آیا تو عائشہ
عائشہ نزدوے کسے فرستاد کہ اگر خواہی ترا در	نے پیغام بھیجا کہ اگر تم چاہتے ہو تو رسول اللہ صلعم
پہلوے رسول اللہ و برادران تو ابوبکر و عمر	اور اپنے بھائیون ابوبکر و عمر کے پہلو مین دفن کیے جاؤ
دفن کنند او گفت نمی خواہم کہ درخانہ را بر تو تنگ	انھون نے کہا کہ مین تم کو تکلیف دینا نہین چاہتا
گردانم مرا با عثمان بن مظعون عہدے بود کہ کدام	مجھ مین اور عثمان بن مظعون مین معاہدہ ہو چکا ہے کہ
از ما میر پہلوے دیگر دفن گردد	ہم مین جو مرے وہ ایک دوسرے کے پہلو مین دفن ہو

علمائے اہلسنت کے اقوال سے شیعہ مسئلہ کا بیان معتبر ثابت ہوا

برادران من ! اب آپ اپنے خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کے اِس قول :-

"جمعے از شیعہ بطریق تہمت وافترا بر عائشہ زار خائی وبہتان سرائی آغاز نہند و گویند کہ عائشہ بر استرے سوار شدہ بر در مسجد بر آمد مانع دفن شد۔

کو حضرت پیر و مرشد ہی کے مقولہ و مسلمہ تاریخ روضۃ الصفا وغیرہ کے اِس بیان

"قبل از دفن عائشہ ازین معنے وقوف یافتہ بر استر سوار شدہ بان موضع رفت و بمنع مشغول گشت"

سے ملاؤ و نیز حضرت کے اِس قول کی بھی۔

" سوار شدن و بر آمدن راچہ حاجت بود کہ مسکن عائشہ ہمان حجرۂ خاص بود ممانعت منظور میداشت در حجرہ بند میکرد"

روضۃ الصفا کی اس عبارت :-

شیعہ امیر المومنین گفتند کہ اے عائشہ روزے بر شتر نشستہ محاربت کنی۔ و روزے بر استر سوار شدہ بر جنازہ نبیرۂ پیغمبر منازعت آغاز نہی و نمی گذاری نزد جدش دفن کنند"

سے مطابقت کرو کہ وہ اقوال خود آپ ہی کے محدثین و مورخین کے ہین۔ پس ان مین سے جسکا قول غلط سمجھو اُسی پر اپنے پیر و مرشد کے اس کلام کو

غرض کہ ازبیش وپس و راست و چپ برین افترا تودہ تودہ فضیحت و رسوائی میبارد و ہمین است برہان الٰہی کہ کاذبان را بزبان خود رسوا میکند"

منطبق کرو۔

الحمد للہ شیعہ ان فتور و قصور اور بہتان و طوفان سے پاک ہین۔

الغرض یہ وہ باتین غصب حقوق و ایذا اہلبیت رسالت کے متعلق ہین جو کتب معتبرہ اہلسنت مین درج ہین جو ایک زمانہ دراز تک پردہ مین رہین لیکن وہ زمانہ گذر گیا کہ اصحاب اور خلفا کے مداحون کے تو منھ موتیون سے بھرے جاتے تھے۔ اور محبان علی کی زبانین قطع کی جاتی تھین ع

"وہ اور زمانہ تھا، یہ ہے اور زمانہ"

اب یہ باتین ایک ایک بچے کی زبان پر ہین ؎

تمھارے چھپانے سے چھپ نہین سکتین۔

؎ مصر مین جنکو زلیخا نے کبھی دیکھا تھا اب وہ جلوے سر بازار نظر آتے ہین

الحاصل اصحاب و مہاجرین و انصار نے اپنے پیغمبر کی اس وصیت پر

آنگاہ با فاطمہ فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسنؑ و حسینؑ را پیش آن حضرت

آورد و چون اورا بآن حال دیدند گریہ آغاز نہادند چنان گریہ و زاری کردند کہ از گریہ ایشان ہر کہ

در خانہ بود بگریست آنحضرت ایشان را بوسید و در باب تعظیم و تکریم و احترام و محبت ایشان صحابہ

و تمامہ امت را وصیت فرمود (مدارج النبوۃ ص۵۰۳)

یہ عمل کیا کہ آل رسولؐ و اولاد بتولؑ کو خاک میں ملا دیا۔ اور کربلا میں تو باغیوں کے دست ظلم

سے گلشن زہرا ایسا تاراج ہوا کہ پتہ پتہ اور بوٹا بوٹا پامال ہوا ۔

وہ باغ جو لگایا تھا حق کے رسول نے کی تھی ریاضت اسپہ علیؑ و بتولؑ نے

پر حیف وہ چمن جو لگا پھلنے پھولنے تیغوں سے قطع کر دیا قوم جہول نے

ایسی ہوا چلی چمنِ روزگار میں

پامال ظلم ہوگیا فصل بہار میں

اور اللہ جل شانہٗ کے حکم

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا — اے رسولؐ (ان سے) کہدو کہ میں تم سے اجرت بجز اسکے

المودۃ فی القربیٰ — کہ میری آل سے محبت رکھو اور کچھ نہیں چاہتا۔

کی وہ تعمیل کی جس کو جناب بھائی صاحب نے ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے :۔

"ایسے ظالم۔ سنگدل۔ بیرحم۔ طماع۔ منافق اور ایمان سے بے بہرہ تھے کہ آپ کی وفات

فرماتے ہی سب نے اسی سردار کا گھر لوٹنا شروع کیا جس کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی

تھی۔ اسی کی اولاد پر ظلم و ستم کرنے لگے جن سے محبت رکھنے اور اطاعت کرنے کا انھوں نے بارہا

اقرار کیا تھا۔ اور ظلم بھی ایسے کئے کہ چشم فلک نے نہ دیکھے تھے۔"

۴۴ غرض حضرت عمرؓ نے بضعۂ رسولؐ کو ایسی تہدید کی جس کے اثرات کربلا تک پہونچے یعنی
مدینہ مین تو خود بدولت نے بنت رسولؐ کے گھر جلانے کا قصد کیا۔ اور کربلا مین ان کے جانشین
خلیفہ نے خیام سبط رسولؐ حسین دختران بتولؐ اور نواسیان رسول اللہ کی تھین جلوا دیئے۔

دہی آل اور بضعۂ رسولؐ پر جو تہدید و جفا کی ہوئی اسکا اثر کربلا میں بھی پہنچا۔

مدینہ مین تو بنت رسولؐ سے فدک چھینا گیا۔ اور کربلا مین ان مظلوموں کے بیٹیون کا اسباب و
زیور اسقدر لوٹا گیا کہ کُہنہ چادر تک نہ چھوڑی۔ چنانچہ بعد شہادت جناب سید الشہداء علیہ السلام اشقیا
درّانہ الحرم کے خیمون مین گھس آئے۔ اور دختران پیغمبرؐ کے سرون سے چادرین اور مقنعے اُتار لئے اور
جو کچھ پایا لوٹ لیا اس غدر مین ایک شقی نے امام زین العابدینؑ کیطرف نظر کی کہ وہ مریض حالت غشی
مین ایک چمڑے پر پڑے ہوئے ہین۔ اس شقی نے اُس بیمار پر کچھ رحم نہ کیا اس کو بھی مظلوم کے نیچے
کھینچ لیا۔ اور اُس بیمار کو زمین پر ڈال دیا۔ مدینہ مین حضرت عمرؓ وصی رسولؐ نفس رسولؐ کو گرفتار کر کے لیگئے
اور اُس جناب کے قرۃ العین جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو قیدی بنا کر گلے مین طوق اور پاؤن
مین زنجیر پہنا کر کشان کشان اس صورت سے کہ ؎

سرِ بی غمی کر اُن مظالم کا جو بعد شہادت سید الشہداءؑ الحرم پر ہوئے

سوار اہل ستم ہین ترکی تازی عراقی پر ۔۔۔ نبیؐ زادہ علیؑ زادہ جلو مین انکے پیدل ہے

کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لیگئے۔ اہلبیت نبویؐ کو جس مین بیٹیان فاطمۂ زہرا کی اور نواسیان
رسول اللہ کی تھین جنکی منزلت اور مرتبت مین آیہ تطہیر نازل ہوئی مثل کنیزان ترک و دیلم۔ اونٹون پر
سوار کر کے بے مقنعہ چادر کربلا سے شام لیگئے۔ ان مخدرات عظمیٰ کو اس حیثیت سے کہ ؎

"رسن ایک اور اسمین بارہ گلے ہین ۔۔۔ یہ توقیر آل رسول خدا ہے"

دربار عام مین یزید کے تخت کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اس شقی نے ہر ایک بی بی کا حال
پوچھکر حکم دیا کہ حسینؑ ابن علیؑ کا سر میرے سامنے لاؤ۔ قاتل نے سر اطہر حاضر کیا۔ یزید نے اس سر کو
زیر تخت رکھ دیا ؎

یزید تخت کے اوپر ہے اور تلے سر شاہ انیس دیکھ زمانہ کا انقلاب یہ ہے

وہ شقی چھڑی سے لب دندان انور کو کھولتا تھا اور ہنستا تھا۔ اللہ اللہ

سر حسین کجا، مجلس شراب کجا، ہجوم عام کجا، آل بوتراب کجا،

اس حالت سرور میں ظالم اہل دربار سے فخریہ یہ کہنے لگا کہ آج کا دن عیش و نشاط کا ہے۔ کہ ہم نے ان سرکشون کا قلع و قمع کر دیا ہے جو اپنے کو ہم سے افضل جانتے تھے۔ پھر حکم دیا کہ اہلبیت رسول کو ایسے تنگ و تار مکان مین مقید کرو جس مین دن کو دھوپ مین جلین اور رات کو اوس مین بھیگین

افسوس اہلبیت کہان وہ مکان کہان اُجڑی ہوئی زمین کہان آسمان کہان

کانٹے کہان وہ فاطمہ کے بوستان کہان وہ خس گھر کہان وہ سعادت نشان کہان

پھولون پہ دھوپ چھاؤن ہو خارون کیواسطے

وہ جلائے تار عرش کے تارون کے واسطے

کیون چرخ پیر ہوتا ہے ایسا بھی انقلاب ظلمت مین نور صبح سیاہی مین آفتاب

زندانِ اہلبیت رسول فلک جناب رسی مین اُن کی گردنین جو مالک الرقاب

عابد پہ بیڑیون کی مرض مین جفا ہوئی

حیرت ہے یہ کہ کیون نہ قیامت بپا ہوئی

آفاق مین کبھی یہ ستم کا چلن نہ تھا لاشہ کسی پسر کا کبھی بے کفن نہ تھا

قابل اُجاڑنے کے علی کا چمن نہ تھا کنبہ نبی کا لائق طوق و رسن نہ تھا

اسطرح دُکھ مین ماؤن سے بچے چھٹے نہ تھے

آگے کسی نبی کے حرم یون لٹے نہ تھے

اُلٹے بہشت کے جنھین حکم خدا سے آئین　　　وہ ظالمون کی فوج مین بالون سے منہ چھپائین
حاکم کے آگے کھینچکے سیدانیون کو لائین　　　یہ ظلم اور زمین کے طبقے اُلٹ نہ جائین
صبر اسلیے فقط تھا۔ کہ لطفِ الٰہ ہو
تا ہم سے عاصیون کی نہ کشتی تباہ ہو

مرقوم ہے کہ حاتمِ فیاض کا پسر　　　دربارِ مصطفےٰ مین ہوا جب کہ بہرہ ور
یہ اسپہ مہربان ہوے سیّدالبشر　　　زیرِ قدم بچھا دی عبا اپنی کھول کر
غُل تھا کہ جنکا نقشِ قدم تاجِ عرش ہے
اُس فخرِ انبیاؑ کی عبا اُس کا فرش ہے

بولے یہ خلق دیکھتے اصحاب نیکنام　　　نزدیک سے جناب کے باہر ہون اغلام
کافر کا یہ لحاظ یہ خاطر یہ اہتمام　　　ملبوس پاک پر نجس لعین کا مقام
ہر تار اسکا موج ہے دریاے نور کی
سجادہ قدسیون کا عبا ہے حضور کی

فرمایا مصطفےٰ نے نہ برہم ہو اس قدر　　　پاک و نجس کی تم سے سوا ہے ہمین خبر
لاریب عیب کفر کا ہے اسمین سربسر　　　پر حاتمِ سخی کا پسر ہے یہ خوش سیر
پابند گو نہین ہے نماز اور صوم کا
لیکن بزرگ زادہ تو ہے اپنی قوم کا

یارو انھین بزرگیِ معبود کی قسم　　　عابدؑ سا تھا بزرگ کوئی صاحبِ کرم
پر جب گئے یزید کے آگے مع حرم　　　دیکھا نہ آنکھ اُٹھاکے بھی ظالم نے ہے ستم
مشغول جشنِ فتح مین چھوٹے بڑے رہے

یہ سر جھکائے چار گھڑی تک کھڑے رہے

ان کیلئے کسی نے عبا وان بچھا نہ دی — رونے کی جا ہے ایک نے کرسی پہ جا نہ دی"

حاکم نے بیٹھنے کی زمین پر رضا نہ دی — زینبؑ کو رحم کھا کے کسی نے ردا نہ دی

شاہِ رسل کو سب کی کنیزون کا پاس تھا

اُمت کو کچھ نہ اُن کے عزیزون کا پاس تھا

سبحانہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :-

فاما الیتیم فلا تقھر — "یتیم پر ستم نہ کرو"

اور رسول اللہ کا یہ حکم ہے کہ یتیم کو آواز درشت سے نہ پکارو اور اُن پر رحم کرو۔ مگر وائے ان مسلمانون پر کہ حضرت سکینہ بنت جناب سید الشہداء علیہ السلام جب اپنے باپ کی لاش سے لپٹ کر رونے لگین تو شمر نے اُس معظمہ کو باپ کی لاش سے طمانچہ مار کر چھڑایا۔ اور ایک تازیانہ ایسا مارا کہ وہ یتیمہ بلبلا گئی۔ وامحمدا۔ واعلیا۔ کہ قیدخانہ مین بھی ایک کمسن یتیمہ پر جب وہ اپنے باپ کو یاد کرکے روتی تھی تو سختی کی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ بچی ایک شب روتے روتے سوگئی۔ خواب مین جناب امام مظلومؑ کو دیکھکر چونکی اور بیساختہ ایک چیخ مار کے رونے لگی۔ اہل حرم نے تسلی دلاسا دے کر کہا اے بیٹی کیون روتی ہو وہ رو رو کہتی تھی ابھی بابا میرے پاس کھڑے تھے بتاؤ کہان چلے گئے۔ اُس یتیم کی ان باتون سے اہلبیت مین شور گریہ و بکا اسقدر بلند ہوا کہ آواز گریہ یزید نے سُنی پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگون نے کہا کہ ایک بیٹی حسینؑ کی تین برس کی ہے اُس نے حسینؑ کو خواب مین دیکھا ہے۔ اُن کو ڈھونڈھتی ہے اور طلب کرتی ہے۔ اُس کے حال پر قیدی روتے ہین

وہ سنگدل بھی رونے لگا سُنکے یہ خبر — آخر کسی خواص سے بولا وہ بدگہر

پہونچا خزانہ دار کو یہ حکم دوڑ کر — زندان مین بھیجدے جو ہے طشت طلا مین سر

ڈوبے لہو مین چاند سے رخسار دیکھ لے
بیٹی پدر کی شکل پھر اک بار دیکھ لے

خازن سے بولا حکم یہ کہدیجیو مگر — لے آئے سر یتیم کو دکھلا کے اک نظر
کھویا ہے جب تمام خزانون کا مال و زر — پایا ہے مین نے تب بسر فاطمہ کا سر
منت پہ بیبیون کی نہ زاری پہ جائیو
گر کوئی مر بھی جائے تو سر لیکے آئیو

پہونچا خزانہ دار کو حکم یزید جب — صندوق آہنی سے نکالا سر اُسنے تب
وہ سر رہا جو سینۂ زہرا پہ روز و شب — رکھا گیا خزانۂ ظالم مین ہے غضب
صندوق مین کبھی۔ کبھی وہ سر لگن مین تھا
مدت سے آفتاب امامت گہن مین تھا

پس سر اقدس حضرتؑ کا ایک طشت طلا مین رکھکے اور رومال دیبا سے ڈھانک کے سامنے اُس یتیمہ کے رکھا گیا اس یتیمہ نے رومال اُٹھا کر سر اقدس اپنی گود مین رکھ لیا۔ اور رو رو کر کہنے لگی "یا ابتاہ من ذاالذی خضبك بدمائك ہاے اے بابا! میرے کس ستمگر نے ریش مبارک تمھاری خون سے خضاب کی یا ابتاہ من ذاالذی قطع راسك و ودیك ہاے مظلوم بابا میرے کس نے تمھارا سر اقدس بدن سے جدا کیا اور تمھاری گردن کی رگین کاٹین یا ابتاہ من ذاالذی ایتمنی علی صغر سنی ہاے بابا میرے کس بیرحم نے مجھے چھوٹے سے سن مین یتیم کیا۔ یا ابتاہ لیتنی کنت قبل ھذا الیوم عمیاء کاش آج کے دن مین کور ہوتی اور تمھارا سر نہ دیکھتی۔ کاش مین پیوند زمین ہوتی اور تمھاری ریش مبارک خون سے خضاب نہ دیکھتی۔ یہ کہکر اپنا منھ حضرت کے منھ پر رکھ دیا و بکت بکاءً شدیدا حتی غشی علیھا اور اس بیتابی سے روئی کہ آخر بیہوش ہوگئی۔ لوگون نے چاہا کہ اس یتیمہ کو سر اقدس سے جدا کرین

فلما حرکوھا فاذا قد فارقت روحھا الدنیا جب الحرم نے اُسے حرکت دی دیکھا کہ طائر روح اس بے گناہ کا گلشن جنت کو پرواز کر گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

غرض بیانِ غمِ اہلبیت آسان نیست حکایتیست کہ آنرا شروع پایان نیست

آمدم برسرِ مطلب اگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد

ایتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم " دو مجھے دوات و کاغذ کہ میں لکھدوں

کتابا لن تضلوا بعدی تمہارے لئے ایک نوشتہ تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہو۔

کو ہذیان سے تعبیر نہ کیا جاتا تو مصحف ایمان کے اوراق کا شیرازہ بکھرتا نہ جہاز آل نبیؐ و اولاد علیؑ بحر خون میں غلطان ہوتا نہ بانی خلافت سقیفہ پر یہ قول " خون شہدا تمام برگردن اوست" صادق آتا چنانچہ ایک محرم راز کیا خوب یہ نکتہ فرما گئے ہیں ؎

کرد شخصے سوال از دانا کہ بگو کشتہ شد حسین کجا؟

گفت " اندر سقیفہ اش کشتند بہر دنیا و جیفہ اش کشتند"

اور تاریخ بلاذری میں ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السّلام حضرت عبداللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط لکھا تھا جس میں اس کو قتل سید الشہدا پر ملامت کی تھی اُس کا جواب یزید نے یہ دیا کہ

" ہم تو پیرو حضرت عمر ہیں"

ہم اس خط کی نقل مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین مطبوعہ محمدی کے صفحہ ۵۰ سے اس جگہ کرتے ہیں

لما قتل الحسین بن علی۔ کتب جب امام حسین قتل ہوے تو عبداللہ بن عمر

عبداللہ بن عمر الی یزید بن معاویہ نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا۔

اَمّا بعد فقد عظمت الرزیۃ کہ حسینؑ بن علیؑ کے قتل سے ایک مصیبت

وحلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام	واقع ہوئی۔ اور اسلام پر سخت حادثہ گذرا۔ اسکا جواب
حدث عظیم ولایوم کیوم الحسین	یزید نے عبداللہ کو یہ لکھا کہ اے نادان ہم ان مکانات
فکتب الیہ یزید۔ اما بعد یا احمق	مسمار شدہ کی طرف آئے جنمین عمدہ عمدہ فرش بچھے
فانا جئنا الی بیوت منجدۃ وفرش	ہوئے تھے۔ اور بڑے بڑے تکیے لگے ہوے تھے اگر
ممھدۃ ووسائد منضدۃ فقاتلنا	اس فعل مین ہمارے مخالف حق پر تھے تو اسکا الزام
عنھا فان یکن الحق لغیرنا فابوک	تمھارے والد ماجد پر ہے۔ کہ وہی اِسکے بانی اول
اول من سن ھذا وابتز واستاثر	تھے جنھون نے خلافت خاندان رسالت سے نکالکر
بالحق علی اھلہ	ایسی ظلم کی سنت جاری کی۔

یزید کے اشعار

غرض بنی امیہ کو خلافت اوّل کی بدولت وہ قوت اور قدرت حاصل ہوئی کہ اپنے باپ دادا کے خوب بدلے لئے۔ چنانچہ بعد واقعہ کربلا جب اہلحرم دربار مین لائے گئے تو یزید نے یہ اشعار پڑھے۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا	کاش میرے بزرگ جو بدر کی لڑائی مین
جزع الخزرج من وقع الاسل	مارے گئے نیزون کی طعنون سے قبیلہ خزرج
قد قتلنا القرن من ساداتھم	کی بیقراری دیکھتے کہ ہم نے اُنکے سرداروں سے
وعدلنا میل بدر فاعتدل	ایک جماعت کو قتل کیا اور بدر کی لڑائی سے جو
لعبت ھاشم بالملک فلا	نقصان پہنچا تھا اسکو پورا کر لیا۔ بنی ہاشم نے خلق
خبر جاء ولا وحی نزل	خدا مین ایک کھیل نکالا تھا کیسی وحی اور کہانکی
لست من خندف ان لم انتقم	نبوت مین قبیلہ خندف سے نہین اگر اولاد رسول سے
من بنی احمد ما کان فعل	اُنکے افعال کا انتقام نہ لون

تذکرہ خواص الامۃ

بی اتہمہ بر شبلی صاحب کے حملے

جناب خلیفہ صاحب کی گفتار و رفتار کا رنگ آج بھی ان کے متقدین و مقلدین میں پایا جاتا ہے فرق اسقدر ہے کہ ان کے خلفا، صاحب اقتدار تھے۔ لہذا آل رسول پر خاطر خواہ ظلم و ستم کر گئے۔ یہ مجبور ناچار ہین۔ اِسلئے بمغوائے شعر؎

دست بیچارہ چون بجان نرسد   چارہ جز پیرہن دریدن نیست

ان خاصان خدا کے نام ہی پر اپنی عقیدت کا اظہار کر لیتے ہین۔ اور ان کے فضائل اور مصائب چھپانے مین سرگرم رہا کرتے ہین۔ چنانچہ شمس العلما شبلی نعمانی باوجود اسکے کہ حضرت عمر کا بنت رسول اللہ کے گھر جلانے کا قصد کرنا باسناد معتبر باین الفاظ تسلیم کرتے ہین کہ:۔

ابن شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہؓ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا "یا بنت رسول اللہ! خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہین۔ تاہم اگر آپ کے ہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین ان لوگون کی وجہ سے گھر مین آگ لگا دون گا"

اسپر بھی اپنے مہر و ماہِ فلکِ اسلام کے ان افعال کو نظر استحسان سے دیکھتے ہین اور اسکو اسلام کی بقا بتاتے ہین۔ اور بفخر و مباہات "الفاروق" کو اس کلام سے زینت دیتے ہین۔

در حقیقت یہ ہے کہ اس نازک وقت مین حضرت عمرؓ نے نہایت تیزی اور گرمی سے جو کارروائیان کین انمین گو بعض بے اعتدالیان پائی جاتی ہون لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ انھین بے اعتدالیون نے اُٹھتے ہوے فتنون کو دبا دیا۔ بنو ہاشم کی سازشین اگر قائم رہتین تو اسوقت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا۔   (صفحہ ۷۰ حصہ اول)

سبحان اللہ وہ بنی ہاشم جو تمام عرب مین ناشر احکام شریعت اور ماہر اصول عدالت و ملت تھے جنھون نے غدر۔ مکر کید۔ تزویر۔ اور حرص و ہوا کی بجائے فضائل حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی

تعلیم دی جنکا شعار ہمیشہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر رہا یعنی حکم کرتے تھے اچھی بات کا اور منع کرتے تھے بری بات سے جن کی منزلت و فضیلت مین متعدد احادیث وارد ہین۔ از انجملہ یہ ہے:۔

عن طلحۃ بن مصرف قال کان ۔ "طلحہ راوی ہین کہ عہد صحابہ مین کہا جاتا تھا

یقال بغض بنی ھاشم نفاق۔ کہ بنی ہاشم کا بغض علامت نفاق ہے:

جن کی فیض صحبت سے اصحاب حیوان سے انسان اور کافر سے مسلمان بنے جنکی بدولت سلطنت اور دولت پائی۔ انپر جناب شمس العلما سازش اور غدر کا بہتان رکھ کر ان کو اسلام و ایمان کا دشمن بتاتے ہین۔ واہ! کیا خوب شمس العلما نے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ۔ احسان کا عوض احسان ہی ہے۔

پر عمل کیا ہے

ایہا المومنون! اس چرخ کجرفتار کی گردش پر غور کرو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایہ مبارک اٹھتے ہی زمانہ آل رسول اور بنی ہاشم سے کیا منحرف اور مخالف ہوگیا ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا ۔ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

آہ۔ آہ ؎

ہے کل کی ابھی بات کہ آباد تھا کیا گھر ۔ جس گھر پہ گدا آن کے ہوتا تھا تو انگر

وہ مجمع اصحاب وہ دربار پیمبر ۔ وہ فاطمہ کا جاہ و حشم شوکت حیدر

بے اذن چلا آئے یہ مقدور تھا کس مین

یا آج وہی گھر ہے کہ خاک اڑتی ہے جسمین

آل رسول پر جو مصائب و آلام گذرے اُن کو ہمارے بھائی تسلیم کرتے ہین لیکن بسبب محبت صحابہ ان باتون سے اغماض و انکار کرتے ہین حتی کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بھی

امام غزالی وغیرہ یزید کو مومن کہتے ہین

منکر ہین۔ اور یزید کو الزام قتل سبط رسول .... دیتے ہین۔ چنانچہ جناب امام غزالی اور دیگر علمائے کرام اہلسنت یزید بن معاویہ کے ایمان و اسلام کی نسبت فرماتے ہین کہ وہ خلیفہ برحق ہے۔

کل مسلمانون نے اسکی بیعت کی۔ یزید کا باپ معاویہ خلیفہ برحق تھا حسین ابن علی پر یزید کی بیعت واجب تھی۔ مگر حسین نے اس سے بغاوت کی لہذا حسین اپنی جد کے تلوار ہی سے مارے گئے

ثبوت کیلئے دو ایک عبارتین اس جگہ نقل کیجاتی ہین ملاحظہ ہون

پہلی عبارت ... حضرت ابن العربی المالکی فرماتے ہین۔

حسین قتل بسیف جدہ ... یعنی حسین کو یزید نے انکے نانا ہی کی تلوار سے قتل کیا

(... رسالہ ...)

دوسری عبارت امام غزالی فرماتے ہین کہ یزید پر لعنت ... اور اسکے حق مین دعائے مغفرت کرنا مستحب ہے اسلئے کہ وہ مومن تھا آپ اپنے قول ... کرتے ہین۔

اما الترحم علیہ فجائز ... یزید کے لئے طلب رحمت کرنا جائز

مستحب بل ھو داخل فی قولنا فی ... بلکہ وہ مومن ہونے کی وجہ سے ہماری دعا

کل صلوۃ اللھم اغفر للمومنین ... (اللھم اغفر الی آخرہ) مین داخل

والمومنات فانہ کان مومنا ... ہے

(... تاریخ ابن خلکان جلد اول طبع مصر ...)

تیسری عبارت ملا علی قاری نے ضوء المعالی کے صفحہ ۵۴ مین یزید کے باب مین لکھا ہے۔

علی ان الامر بقتل الحسین ... یعنی حکم دینا قتل حسین کا بلکہ قتل کرنا

نفسہ لیس موجبا للعنۃ علی مذھب ... اس کا موجب لعنت نہین ہے بنا بر مذہب

اھل السنۃ ... اہلسنت کے۔

چوتھی جواب نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی اپنی کتاب حجج الکرامہ مین رقمطراز ہین۔

ابن العربی گفت نہ کشت یزید حسینؑ را مگر بسیف جد وے یعنی بیعت برائے یزید گردیدہ بود پس حسینؑ بروے باغی شدہ را کسان بسیار اقدام بر بیعت وے نمودند باوجود استخلاف این چنین بغاوت کہ حسین کرد شرط نباشد و شک نیست کہ پدرش معاویہ خلیفہ برحق بود باجماع مردم بروے بعد امام حسنؑ واقع شد

ابن عربی کا قول ہے کہ یزید نے حسینؑ کو قتل نہین کیا۔ بلکہ وہ اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوے اور یزید پر بیعت ہوچکی تھی پس حسینؑ باغی ٹھہرے اور اسمین شک نہین ہے کہ اُس کا باپ معاویہ خلیفہ برحق تھا جسکی خلافت پر بعد امام حسنؑ اجماع اُمت ہوچکا تھا۔

پانچوین عبارت تکمیل الایمان مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کے صفحہ ۸۵ مین درباب یزید لکھا ہے :-

بعض گویند کہ خاتمہ وی معلوم نیست شاید او بعد از ارتکاب معصیت توبہ کردہ باشد و نفس آخر بر توبہ رفتہ باشد و میل امام غزالی در احیاء العلوم باین حکایت است

بعض کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ خاتمہ اُسکا کیسا ہوا۔ شاید کفر اور گناہ سے اُس نے توبہ کرلی ہو۔ اور توبہ پر دم نکلا ہو۔ چنانچہ امام غزالی نے بھی احیاء العلوم مین اپنا یہی خیال ظاہر کیا ہے

چھٹی عبارت ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے کہ۔

بعض دیگر علما گفتہ اند یزید کافر نیست زیرا کہ اسباب موجب کفر او نزد ما ثابت نشدہ کہ حکم بکفر او کنیم و اصل آن است کہ بر اسلام باقی باشد تا وقتیکہ از وی چیزے برما ظاہر نشود کہ موجب

بعض علما کا بیان ہے کہ یزید کافر نہین ہے۔ اسلئے اسکے کفر کے وجوہ ہم پر نہین کھلے تاہم اُسپر کفر کا حکم دین اور اصل یہ ہو کہ وہ اسلام پر باقی رہے تا وقتیکہ کوئی چیز اُس سے ایسی ظاہر ہو جو موجب

خروج از اسلام ست۔ خروج ہو اسلام سے

ساتوین عبارت صواعق محرقہ مین ہے :۔

وقالت طائفۃ لیس بکافر ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ یزید کافر نہین ہے

لان الاسباب الموجبۃ للکفر لم یثبت اسواسطے کہ اسباب کفر ہمیر بالکل ثابت

عندنا منہا شئی والاصل بقاءہ علی اسلامہ نہین ہوے۔ اور اصل یہ ہے کہ وہ اسلام پر باقی تھا

حتی یعلم ما یخرجہ عنہ تا اینکہ اسکا خروج ثابت ہو۔

آٹھوین عبارت شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب امہات الامۃ مین تحریر فرماتے ہین کہ

مولوی نذیر احمد صاحب فرماتے ہین کہ حسینؑ نے ملک کی ہوس کے سبب یزید کی بیعت نہین کی

پیغمبر صاحب نے خود فقر و فاقہ مین زندگی بسر کی۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے تھے اور اپنے حق مین ایسی ہی زندگی کی دعا کرتے تھے۔ اور اپنی نسل کے حق مین فرمایا کرتے تھے۔ اللھم اجعل رزق آل محمد کفافا۔ نسل سے قناعت نہ ہوسکی۔ لگے سلطنت کا خواب دیکھنے اپنا اوب بھی کھو بیٹھے ؎

این ہم رفت و آن ہم رفت در پے جانان جان ہم رفت

حضرت علیؑ ہی کو خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر کیا فتوحات حاصل ہو گئے۔ بیچارے چار برس تک خلافت کے ساتھ نامزد رہے۔ اور شروع ہی مین اندرونی خانہ جنگیون کا سلسلہ جاری ہو گیا اس سے فارغ ہوے تو معاویہ نے خلافت پر قبضہ کر لیا اور اب وہ برائے نام خلیفہ رہ گئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند حسنؑ نے خلافت پر بہت زور دیا۔ مگر چھ مہینے کے اندر ہی خلافت سے دست بردار ہونا پڑا۔ اب سلطنت کی باگ معاویہ کے ہاتھ مین رہی۔ اور اسکے مرنیکے بعد اسکی نسل مین یہ سلسلہ جاری رہا اسوقت نسل فاطمہؑ کو اپنے محترم نانا کی طرح چاہیے تھا صبر و قناعت مگر علیؑ کے دوسرے فرزند حسینؑ نے معاویہ کے بیٹے یزید کی خلافت کو تسلیم نہین کیا۔ اور کوفہ

مین آکر اپنی خلافت پر لوگون سے بیعت لی جسکا نتیجہ وہ ہوا جو سب کو معلوم ہے۔ فاطمہ کی آیندہ نسل کو اس نتیجہ سے عبرت پکڑنی چاہیئے تھی۔ مگر ملک داری کی ہوس نے ان کو چین سے بیٹھنے ہی نہین دیا۔"

معزز ناظرین شمس العلماء کے بیان پر غور فرمائین کہ آل رسولؐ بلکہ خود رسول مقبول صلعم کی کیسی توہین کی ہے۔ قولہ تعالے

لقد جئتم شیئا ادًّا تکاد	تم نے اتنی بڑی سخت بات کہی ہے کہ آسمان
السمٰوات یتفطرن منہ وتنشق	اس سے پھٹ پڑین اور زمین شق ہو جائے
الارض وتخر الجبال ھدًّا	اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑین۔

پ ۱۶ س مریم ع ۹

خیر علماے اہلسنت کو اختیار ہے جیسی چاہین آل رسولؐ کی توہین وتہجین کرین۔ مگر یہ خوب سمجھ لین کہ جو ظلم وجور جناب فاطمہ زہراؑ علی مرتضیٰؑ حسن مجتبیٰؑ۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام و ودیگر اہلبیت اطہار پر کئے گئے وہ فی نفسہ جناب رسول اللہ صلعم پر کئے اور جو کچھ ان خاصان خدا کی توہین کرتے ہین وہ خود رسول اللہ کی توہین کرتے ہین۔ شاہ صاحب کے قول سے متر شح ہے کہ حسنینؑ کی شہادت رسول اللہ کی شہادت ہے

کیونکہ اس امر پر تو اجماع علماء ہے کہ علیؑ نفس رسولؐ ہین جنکے حق مین رسول اللہ صلعم نے لحمك لحمی دمك دمی فرمایا ہے اور فاطمہؑ بضعہ رسولؐ اور حسنؑ وحسینؑ رسول اللہ صلعم کے فرزند ہین جن کی شان مین ارشاد ہوا ہے کہ جس نے ان کو ایذا دی۔ اسنے مجھ کو ایذا دی۔ جسنے مجھ کو ایذا دی۔ اُسنے خدا کو ایذا دی اور وہ کافر ہے۔

اور جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے تو حسنین علیہما السلام کو دو وجوہ سے فرزندان رسول بتایا ہے اور جو وجوہ شہادت حسنین علیہما السلام کے بیان فرمائے ہین اُن سے مترشح ہوتا ہے کہ حسنین علیہما السلام

شہید نہین کیئے گئے بلکہ خود رسول اللہ شہید کئے گئے۔ جیسا کہ رسالہ سر الشہادتین مین تحریر فرماتے ہین جو کہ جناب ممدوح کی تصنیفات سے ہے۔ ہم اُسکا خلاصہ اس جگہ نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے:۔

واضح ہو کہ جو کمالات اور خوبیان جدامجد اور پیغمبرون مین تھین۔ وہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام مین بالکل یکجا جمع ہو گئین۔ سوا اسکے اور کمالات لیکن آپ مین ایک کمال باقی رہ گیا تھا۔ جو حضرت کی ذات مین حاصل نہ تھا یعنی شہادت۔ اور آپ کی ذات مین اس کے حاصل نہونے کا بھید یہ تھا کہ اگر حضرت صلعم جنگ مین شہید ہوتے تو شوکت اسلام کی ٹوٹ جاتی اور دین مین عوام کے نزدیک خلل پڑجاتا۔ اور اگر ناگہان چپکے چپکے شہید ہوجاتے تو آپ کی شہادت مشہور نہ ہوتی بلکہ پوری شہادت ہی نہ ہوتی اسلئے کہ پوری شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی مسافرت اور شدت مین مارا جاے اسکے گھوڑے کو پئے کر ڈالین۔ اور اسکی لاش میدان مین پڑی رہے۔ اور اسکے گرداگرد بہت لوگ باعزت اُسکے احباب واقربا سے مارے جاوین مال اُسکا لوٹا جائے۔ اس کی بیبیان اور بیتیم بچے قید مین گرفتار ہون اور یہ سب مصیبتین صرف اللہ کے واسطے ہون۔ پس حکمت الٰہی اور اُسکی کارسازی نے چاہا کہ یہ بڑا کمال حضرت کے کمال مین ملجائے۔ بعد آپ کی وفات کے یہ باتین بواسطے بعض مردان اہلبیت کے بلکہ بواسطے اس شخص کے جو بہت ہی قریب حضرت کے اولاد مین ہو۔ اور جو کہ بمنزلہ آپ کے بیٹون کے ہو تاکہ ملجاے ان کا حال حضرت کے حال مین اور داخل ہو کمال حضرت کے کمال مین پس متوجہ ہوئی عنایت الٰہی اس کمال کے ملانے پر تو نائب بنایا نانا کے مقام پر حسنین علیہم السلام کو۔ انپر برتر درود اور رحمت ہو اور دونون کو پرتو کمال محمدی کے دو آئینہ بنائے اور جمال مصطفوی کے دو رخسارے ٹھہرائے۔ چونکہ شہادت دو قسم پر تھی۔ ایک پوشیدہ اور دوسری ظاہر۔ اسلئے دونون پر منقسم ہوگئی اور پہلی قسم کے واسطے مخصوص ہوے بڑے صاحبزادے۔ اور چونکہ وہ امر

مخفی تھا اسلیے جبرئیلؑ نے کبھی اسکو مذکور نہین کیا۔ اور اسواسطے جناب رسالت پناہ صلعم نے بھی اسکی خبر نہ دی۔ اور چھوٹے صاحبزادے حسینؑ دوسری قسم کی شہادت سے مخصوص ہوے اور چونکہ بنا اس کی شہرت اور اعلان پر تھی تو اول زبان جبرئیل وغیرہ فرشتون پر اُس کا مذکور ہوا۔ پھر پتہ مقام شہادت کا اور پتہ شہادت کے وقت کا یعنی سنہ ۶۱ ہجری معلوم ہوا پھر اسکی بہت شہرت ہوئی اور امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر مین اس واقعہ عظمیٰ کا برملا ذکر کیا۔"

احادیث بابت پیشگوئی واقعہ کربلا

اس واقعہ عظمیٰ و سانحہ کبریٰ کی خبر جناب رسول اللہ صلعم کو حضرت جبرئیلؑ و دیگر فرشتگان مقربین نے دی تھی۔ اور مقتل حسینؑ کی بھی جگہ بتا دی تھی۔ شاہ صاحب نے سر الشہادتین مین اس امر کو متواتر فرمایا ہے لہٰذا اسی کتاب سے دو چار احادیث نقل کی جاتی ہین :۔

پہلی

واما اخبار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھذہ الواقعۃ الھائلۃ من جھۃ الوحی بواسطۃ جبرئیل وغیرہ من الملائکۃ فمشہور متواتر من ذلک ما اخرجہ الطبرانی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اخبرنی جبرئیلؑ ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی بھذہ التربۃ فاخبرنی انہا مضجعہ۔

جبرئیل وغیرہ فرشتون نے ذریعہ وحی پیغمبر خدا صلعم کو اس واقعہ ہولناک سے خبر دی جو مشہور متواتر ہے۔ ازانجملہ وہ حدیث ہے کہ طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا فرزند حسینؑ میرے بعد زمین طف مین مارا جائے گا اور جبرئیل میرے پاس یہ مٹی لائے اور کہا کہ یہ ان کی خوابگاہ ہوگی۔

دوسری	واخرج احمد ان النبی صلی اللہ علیہ	امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ
	وآلہ وسلم قال لقد دخل علی	صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر مین
	البیت ملك لم یدخل علی قبلہا	ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے میرے پاس کبھی
	فقال لی ان ابن بنتك ھذا یعنی حسینا	نہین آیا تھا۔ اور اُسنے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کا
	مقتول وان شئت اریتك من	بیٹا یعنی حسینؑ مارا جائے گا اور اگر آپ چاہین تو
	تربتہ الارض التی یقتل بہا فاخرج	آپ کو اس زمین کی مٹی جہان یہ مارا جائے گا
	تربۃ حمراء	دکھا دون۔ پھر اس نے تھوڑی سی مٹی سرخ نکالی
تیسری	واخرج البغوی فی معجمہ من حدیث	حضرت انس کی حدیث سے بغوی نے اپنی
	انس رضی اللہ عنہ۔ قال استاذن	معجم مین روایت کی ہو کہ بارش کے فرشتہ نے
	ملك المطر ان یزور النبی صلی	اپنے پروردگار سے رسول اللہ صلعم کی زیارت کا
	اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذن لہ والنبی	اذن چاہا پس اسکو اجازت ملی۔ اسوقت رسول اللہ صلعم
	صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام سلمۃ	حضرت ام سلمہ کے گھر مین تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
	فقال یا ام سلمۃ احفظی علینا الباب	اے ام سلمہ دروازہ سے خبردار رہو کہ کوئی آنے نہ پاوے
	لا یدخل احد فبینا ھی علی الباب	اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ پر نگہبان تھین یکایک
	اذ دخل الحسین علیہ السلام فاقتحم	امام حسینؑ آئے اور اندر چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلعم
	فوثب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ	کے اوپر کودنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو
	وآلہ وسلم فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ	گود مین لیکر پیار کرنے لگے تب حضرت صلعم سے اس
	وآلہ وسلم یلثمہ ویقبلہ فقال لہ الملك اتحبہ قال	فرشتہ نے کہا کیا آپ انکو دوست رکھتے ہین حضرت نے فرمایا ہان
	نعم قال ان امتك ستقتلہ وان شئت	اُس فرشتہ نے کہا آپکی امت عنقریب انکو مار ڈالیگی اگر آپ چاہین

	اریك المكان الذی یقتل به	تو آپ کو وہ جگہ بھی دکھادون جہان یہ مارے جاینگے
	فاراه نجاء لبسهلة اوتراب احمر	پھر حضرت صلعم کو دردری بالو یا مٹی سرخ
	فاخذته ام سلمة فجعلته	دکھائی حضرت ام سلمہ نے اسکو اپنے کپڑے مین
	فی ثوبها قال ثابت کنا نقول انها	رکھ لیا۔ ثابت کا بیان ہے کہ ہم زمین کو ہم
	کربلاء۔	کربلا کہا کرتے تھے۔
چوتھی	اخرج الحاکم والبیهقی عن	حاکم و بیہقی نے روایت کی ہین کہ ام الفضل بنت
	ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت	حارث نے کہا کہ ایک دن مین حسین کو
	علی رسول الله صلی الله علیه و	لیکر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
	آله وسلم یوما بالحسین فوضعته	گئی اور مین نے حسین کو حضرت کے گود مین دیا
	فی حجره ثم حانت منی التفاتة	اور آنحضرت کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ کی
	فاذا عینا رسول الله صلی الله علیه	آنکھون سے آنسو جاری ہین حضرت صلعم نے
	وسلم تهریقان من الدموع	مجھ سے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ
	فقال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان	میری امت اس میرے فرزند کو شہید کرے گی
	امتی تقتل ابنی هذا واتانی	اور مجھ کو جبرئیل نے اس کے مقتل کی مٹی
	بتربة من تربة حمراء	بھی دی ہے
پانچوین	واخرج ابو نعیم عن ام سلمة	روایت کی ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ
	رضی الله عنها قالت کان الحسن والحسین	نے فرمایا کہ حسن و حسین میرے گھر مین کھیلتے تھے
	یلعبان فی بیتی فنزل جبرئیل فقال	کہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کے بعد
	یا محمد ان امتك تقتل ابنك هذا	آپکی امت آپکے اس بیٹے کو شہید کرے گی

من بعدك واومی الی الحسین	اور اشارہ کیا طرف حسینؑ کے اور آپ کو تھوڑی
اتاہ بتربة فشمها ثم قال ریح کرب و	مٹی دی حضرت نے اس کو سونگھا۔ اور فرمایا اس
بلاء وقال یا ام سلمة اذا تحولت هذه	مین سے کرب و بلا کی بو آتی ہے اور فرمایا
التربة دما فاعلمی ان ابنی قد قتل	اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہوجائے تو جان لو کہ
فجعلتها فی قارورة	میرا بیٹا شہید ہوا۔ پھر مین نے اسکو ایک شیشی مین رکھا

اسکے بعد جناب شاہ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ

شاہ صاحب کا قول کہ حسنینؑ فرزند رسولؐ ہیں

جب تمہید اس واقعہ کی ہوچکی تو ہم کو اس کا ذکر لازم ہوا جو اسی سے علاقہ رکھتا ہے۔ پس ہم دونون صاحبزادون (حسنین) کو فرزندان پیغمبر کہتے ہین اور اس دعوے کی دو دلیلین بھی ہین:-

پہلی یہ کہ نواسہ خود بجاے بیٹے کے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے کہلاے گئے۔

دوسری یہ کہ دونون صاحبزادون کو آنحضرت صلعم نے متبنیٰ کیا تھا جب کہ متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ جناب رسالت آب صلعم نے فرمایا تھا کہ یہ دونون میرے بیٹے ہین۔ اور احمد نے اپنی کتاب مسند مین ابو اسحٰق سبیعی سے۔ اور اسنے امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوے تو آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو۔ اور پوچھا کہ کیا نام رکھا ہے مین نے عرض کیا کہ حرب آنحضرت نے فرمایا کہ اس کا نام حسنؑ ہے۔ پھر جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا دکھلاؤ مجھے میرے بیٹے کو اور نام کیا رکھا ہے اسکا۔ مین نے عرض کیا کہ حرب۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اسکا نام حسینؑ ہے۔ پھر حسنینؑ کا آئینہ ہونا پرتو جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلیے

دو دلیلوں سے ثابت ہے۔

اوّل بوجہ سیادت مطلقہ۔ چنانچہ روایت کی نسائی نے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر اور روایت کی ابو نعیم نے علی مرتضےٰ سے اور طبرانی نے معجم کبیر مین عمر فاروق اور اُسامہ بن زید سے۔ اور دیلمی نے انس سے اور روایت کی ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ سردار ہین جوانان بہشتی کے۔ اور ابن ماجہ وغیرہ نے اتنی روایت زیادہ کی ہے کہ باپ ان کا بہتر ہے ان دونون سے۔ اور اس آئینہ محمدیؐ ہونے کا یہ اثر ہے کہ محبت حسینؑ کی بعینہٖ محبت رسول خدا صلعم کی ہے اور عداوت ان کی گویا آنحضرت کی عداوت ہے۔ چنانچہ ابن عساکر وغیرہ نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس نے حسینؑ سے محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے اُن سے عداوت رکھی اس نے مجھسے عداوت رکھی

اور دوسری وجہ مشابہت ظاہری ہے گویا حسنینؑ ظاہر مین آنحضرت صلعم کی تصویرین ہین

(منقول از صفحہ ۱۰۱)

قول شاہ صاحب کہ یزید فاسق فاجر تھا

جن علماء اہلسنت کے اقوال ہم نے اوپر نقل کئے ہین ان کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اگرچہ وہ حضرات یزید کو رشید و خلیفۂ رسولؐ بتاتے ہین۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام پر اُس کی بیعت اور اطاعت واجب ٹھہراتے ہین لیکن جناب شاہ صاحب "سر الشہادتین" مین تحریر فرماتے ہین:۔

"یزید فاسق و فاجر تھا اور وہ قابل لعن اور اہل دوزخ سے ہے"

چنانچہ اس کا خلاصہ رسالہ مذکورہ سے اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

لما تملک یزید و تسلطن و ذٰلک   ماہ رجب سنہ ساٹھ ہجری مین جب یزید

فی رجب سنۃ ستاین بدمشق کتب	پلید شہر دمشق مین مالک اور بادشاہ بنا تو
الی الاقالیم لاخذ البیعۃ لہ و	اُس نے سب ملکون مین بیعت لینے کے واسطے
کتب الی عاملہ بالمدینۃ الولید	نامے لکھے اور ولید بن عتبہ عامل مدینہ کو حسین
بن عتبہ ان یاخذ البیعۃ من الحسین	علیہ السلام سے بیعت لینے کے لئے لکھا۔ پس
رضی اللہ عنہ فامتنع الحسین من	حسین علیہ السلام نے اسکی بیعت کرنے سے انکار
بیعتہ لانہ کان فاسقاً مدمناً للخمر	کیا۔ کیونکہ یزید مرد فاسق و شرابی اور ظالم
ظالماً ۔	تھا۔

چنانچہ اسکے فسق و فجور کی یہ تشریح کرتے ہین :۔

جس مسلمان کو رضاے انبیاے مرسلین اور ائمہ طاہرین کی منظور ہو اُسے لازم ہے کہ امتثال امر الٰہی۔ اور اجتناب منہیات اور بدعات کو شعار اپنا کرے اور انھین کے طریقہ پر چلے ورنہ انبیا اور ائمہ فاسقون اور فاجرون سے ایسا ہی بیزار ہون گے جیسے یزید پلید سے

(دیکھو صفحہ ۱۲ کا حاشیہ)

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ مین یزید کی بدعتون کو اس تفصیل سے رقم فرماتے ہین کہ

"جب یزید پلید قتل امام حسینؑ اور ہتک حرمت اہلبیت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اُسکی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی۔ چنانچہ زنا اور لواطہ اور بھائی کا بہن سے بیاہ اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اس نے اپنے عہد مین علانیہ رواج دیا۔ مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیون کے ساتھ واسطے تاخت و تاراج مدینہ منورہ کے بھیجا۔ تین دن تک اس مقدس شہر کے رہنے والے قتل اور لوٹ کی بلا مین گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریش صاحب جاہت اور عوام الناس اور لڑکے ملاکے دس ہزار آدمی

زیادہ شہید کئے۔ اور لڑکون کو بندی کر لیا۔ اور عورتون کو شہر والون پر مباح کر دیا۔ ام سلمہؓ
کا گھر لوٹ لیا مسجد نبوی کے ستونون مین گھوڑے باندھے۔ چنانچہ گھوڑون نے منبر اور
قبر شریف کے درمیان کا مکان پیشاب اور لید سے نجس کیا۔ تین دن تک مسجد شریف مین
لوگ نماز سے مشرف نہوے۔ فقط سعید بن مسیب دیوانہ بن کے وہان حاضر رہے۔ اور کیا کیا کچھ
اعمال قبیح اس مسجد مقدس اور شہر مین یزیدیون نے نہین کئے کہ زبان قلم اس کی تفصیل سے
عاجز ہے منجنیق سے مکہ معظمہ کو سنگسار کیا صحن حرم محترم کا پتھرون سے بھر گیا۔ اور ستون
مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا۔ اور دروازہ کعبہ کو مع پردے اتار کے
تنور مین جلا دئے کتنے دن بیت اللہ بے لباس اور وہان کے رہنے والے نہایت ایذا و
ہراس مین رہے بالجملہ وہ بدبخت تین برس اور سات مہینے تخت حکومت پر سلطنت کر کے
پندرھوین ربیع الاول ۶۴ھ ہجری مین جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اسیدن
شہر حمص مین انتالیس ۳۹ برس کی عمر مین واصل جہنم ہوا"

جناب شاہ صاحب نے کچھ وہ حالات اور وہ واقعات بھی تحریر فرمائے ہین جو بعد واقعہ شہادت
جناب امام حسین علیہ السلام واقع ہوے تھے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

بعد شہادت امام حسینؑ آسمان سے خون برسا

پھر جب واقعہ شہادت کا واقع ہوا تو اس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہوگئی
اور آسمان سے خون برسا۔ اور آواز غیبی سے مرثیہ سنے گئے۔ اور نوحہ و رونا جنات کا۔ اور
گھومنا درندون کا آپ کی لاش کی نگہبانی کے واسطے اور قاتلون کے نتھنون مین سانپون کا گھسنا۔
علیٰ ہذا القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے تاکہ سب حاضر و غائب اس واقعہ جانگزا سے
آگاہ ہوجائین بلکہ بقاے دائمی اس رنج والم کا اور مذکور ہونا ان مصائب دردناک کا رسول اللہ
صلعم کی امت مین ثمرہ اسی شہادت کا ہے سو بہ تحقیق اس شہادت کا عالم بالا اور عالم خاک اور

عالم غیب۔ اور عالم شہادت اور جن وانس۔ اور اہل نطق وخموشی ہین (اہل خموشی سے احا نور اور درخت اور پتھر مراد ہین) ؎

جن انس ارض وسما حور سے لے تا بہ فلک کون وہ دل ہی کہ اس درد سے آگاہ نہین

جناب شاہ صاحب نے ان واقعات کی بابت بہت سی حدیثین لکھی ہین انہین سے جو دو چار حدیثین نقل کیجاتی ہین ملاحظہ فرمائین:۔

پہلی	اخرج البیھقی وابو نعیم عن نصرة الازدیة قالت لما قتل الحسین مطرت السماء دما فاصبحنا وحبابنا وجرارنا وکل شئ لنا ملان دما ؎	نصرہ ازدیہ سے بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوے تو آسمان سے خون برسا صبح کو دیکھا تو ہمارے مٹکے اور گھڑے اور برتن خون سے لبالب ہو گئے تھے۔
دوسری	واخرج البیھقی وابو نعیم عن الزھری قال بلغنی انہ یوم قتل الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت المقدس الا وجد تحتہ دم عبیط	اور بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے روایت کی کہ کہا زہری نے مجھکو خبر پہونچی ہے کہ جبدن حسینؑ شہید ہوے جو پتھر کہ بیت المقدس سے اُٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ سرخ خون نکلتا تھا
تیسری	اخرج البیھقی عن ام حبان قالت یوم قتل الحسین اظلمت علینا ثلاثا ولم یمس منا احد من زعفرانھم شیئا یجعلہ علی وجھہ الا احترق ولم یقلب حجر فی بیت المقدس	بیہقی نے ام حبان سے روایت کی کہ جبدن حسینؑ شہید ہونے ہم پر تین دن اندھیرا رہا اور جس نے زعفران اپنے چہرے پر ملی اس کا منھ جل گیا۔ اور جو پتھر بیت المقدس کا اُٹھایا گیا اوس کے

الا زجد تحتہ دم عبیط | نیچے سے تازہ خون نکلا۔

چوتھی اخرج ابو نعیم عن حبیب بن | ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت
ثابت قال سمعت الجنیۃ تنوح تلی | کی ہے کہ جنات یہ کہکر حسینؑ کو روتے تھے
الحسین وھی تقول شعر مسح النبی | کہ اسکی جبین کو نبیؐ نے چوما تھا۔ اسکے رخسارے
مسح النبیؐ جبینہ فلہ بریق فی الخدود | کیا ہی روشن ہین۔ اس کے ماں باپ قریش
ابواہ فی علیا قریش جدہ خیر الجدود | کے بلند لوگون سے ہین اوران کا نانا سب سے بہتر ہے

پانچوین اخرج ابو نعیم من طریق حبیب | ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے اورنھون
بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ما سمعت | نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ
نوح الجن منذ قبض النبی صلی | فرماتی ہین جب سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اللیلۃ و | نے انتقال فرمایا مین نے جنات کا رونا نہین
ما اری ابنی الا قد قتل تعنی | سنا بجز آج کی رات کے۔ اسلئے مین نے جانا
الحسین فقالت لجاریتھا اخرجی | کہ میرا بیٹا حسینؑ شہید ہوا پس مین نے اپنی کنیز سے کہا کہ
فاسئلی فاخبرت انہ قد قتل و | تو گھر سے نکلکر پوچھ تو۔ معلوم ہوا کہ حسینؑ شہید ہوے
اذا الجنیۃ تنوح شعر | اور جن یہ کہکر رونے لگے۔ (ترجمہ اشعار)

الا یا عین فاحتفلی بجھدی | ومن یبکی علی الشھداء بعدی | اے چشم تجھ سے جتنا ہو سکے گریہ وزاری کران شہیدون پر
علی رھط تقودھم المنایا | الی متجبر فی الملک وغد | جنکو موت ظالم جبار ناکس کی طرف کشان کشاں لے گئی

٣٢

چھٹی واخرج ابن عساکر عن المنھال | ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے روایت
بن عمرو قال انا واللہ رایت راس | کی ہے کہ مین شہر دمشق مین تھا۔ کہ واللہ
الحسین حین حمل وانا بدمشق و | مین نے دیکھا کہ نیزہ پر سر مبارک حسینؑ کو لیجا رہے تھے

بین یدی الراس رجل یقرء سورۃ — اور آگے سر مبارک کے ایک شخص سورہ کہف پڑھتا
الکہف حتی بلغ قولہ تعالیٰ — جاتا تھا جب اس آیت پر پہونچا (کیا تو نے جانا
"ام حسبت ان اصحاب الکہف — کہ اصحاب کہف اور قیم ہماری قدرت کی نشانیون
والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجباً" — سے عجوبہ تھے) تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویا
فانطق اللہ الراس بلسان ذرب — کر دیا اور اُسنے بزبان فصیح کہا کہ میرا قتل اور میرے سر کا نیزے پر
فقال اعجب من ذلک قتلی وحملی ۳۵ — چڑھایا جانا اصحاب کہف کے قصہ سے زیادہ تر تعجب خیز و حیرت انگیز ہے۔

ساتوین اخرج احمد والبیہقی عن ابن — احمد اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ
عباسؓ قال رأیت النبی صلی اللہ — اُنھوں نے کہا کہ مین نے ایک دن دوپہر کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فی النوم ذات — علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت کے بال بکھرے
یوم نصف النہار اشعث اغبر بیدہٖ — ہوئے اور گرد آلودہ ہین اور دست مبارک مین ایک شیشہ
قارورۃ فیہا دم فقلت ما ہذہ قال — خون سے بھرا ہوا ہے۔ مین نے پوچھا یہ کیا ہو حضرت
دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ — نے فرمایا یہ حسینؑ اور اُسکے اصحاب کا خون ہے ہمکو مین آج
منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت — صبح سے جمع کر رہا تھا ابن عباس کہتے ہین کہ اُس وقت کو
فوجدت قد قتل ذلک الیوم ۳۶ — یاد رکھا گیا آخر مجھے خبر ملی کہ اسیدن حسینؑ شہید ہوئے۔

آٹھوین اخرج ابو نعیم من طریق ابن — ابو نعیم نے طریق ابن لہیعہ سے اور اس نے
لھیعۃ عن ابی قبیل قال لما قتل الحسین — ابی قبیل سے روایت کی ہو کہ جب حسینؑ شہید ہوئے
احتزوا راسہ وقعدوا فی اول مرحلۃ — اور اشقیا سر مبارک کاٹ کر شام کی طرف روانہ ہوئے
یشربون النبیذ فخرج علیہم قلم — پہلی منزل پر نبیذ پینے بیٹھے تھے ناگہان غیب سے
من حدید فکتب سطرا بدم — ایک آہنی قلم نمودار ہوا اور اُسنے خون سے یہ لکھا

شعر — ترجمہ شعر

اترجوا امۃ قتلت حسینا — "کیا وہ لوگ جو حسینؑ کو قتل کرین،

شفاعۃ جدہ یوم الحساب — اُنکے نانا سے روز محشر شفاعت کی امید بھی رکھتے ہین"

بھائیو! جناب شاہ صاحب کے کلام اوران احادیث کے ساتھ اُن علما کے اقوال پر بھی نظر کرو جو یزید بن معاویہ کو خلیفہ برحق بتاتے ہین اور خود ہی انصاف کرو کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی کی تعمیل یہی ہے کہ یزید سے فاسق وفاجر کو تو تمھارے علما امام مفترض الطاعت بتائین۔ اور سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام پر اس کی بیعت واجب ٹھہرائین۔ اور بیعت نہ کرنے سے باغی بتائین یہ اقوال ان علمائے اہلسنت کے ہین جو علماء اعلام اور فضلاء عظام مین شمار کیے جاتے ہین۔ جنکے احکام اور فتوون پر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے

المختصر ان خاصان خدا کی مظلومی اور بیکسی۔ اور جور وتعدّی کی روایتون اور حکایتون سے کتب سیر واخبار واحادیث مذہب اہلسنت مملو ہین اور ان باتون کو کل علمائے اہلسنت چھوٹے اور بڑے تسلیم بھی کرتے ہین۔ مگر بفحوائے شعر

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز — ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

صرف اپنے مذہب کی بقا کے لئے مصائب آل رسولؐ سے چشم پوشی اور انکار کرتے ہین اور ہمہ تن ان کے چھپانے مین ساعی اور کوشان رہتے ہین۔ اور یہ سب اہتمام محض اصحاب کی خاطر کیے جاتے ہین تاکہ انکا پردہ فاش نہو۔ کیونکہ ان حالات اور تذکرات کے ذکر واذکار سے سقیفہ بنی ساعدہ کے کارنامون پر روشنی پڑتی ہے اور ان کا اثر فضیلت صحابہ اور خلافت اولے پر پڑتا ہے۔ اور یہ ہم نہین کہتے بلکہ یہ قول بھی خود تمھارے ہی علماء وفضلاء عظام کا ہے۔ جیساکہ علامہ سعد الدین تفتازانی

قول علامہ تفتازانی کہ یزید کے برا کہنے سے اسلئے منع کرتے ہین کہ اُسکے اوپر والون تک لعن کا سلسلہ قائم ہوتا ہے

شرح مقاصد مین صاف صاف تحریر فرماتے ہین کہ:-

"آل رسولؐ پر جو ظلم وستم ہوئے ہین وہ طشت از بام ہین ہو گئے کہ چھپانے سے چھپ نہین سکتے اور جن عُلماء نے اہلبیت رسولؐ کے حالات اور واقعات کربلا بیان کرنے اور یزید کو بُرا کہنے کی ممانعت کی ہے۔ اس کا قوی سبب یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنے مین قوی اندیشہ اور خوف اس امر کا ہے کہ اسکے اوپر والون پر لعن کرنیکا سلسلہ قائم ہوجائے گا۔ جیسا کہ رافضیون مین رائج ہے۔"

علامہ موصوف کے کلام کی نقل یہ ہے:-

ان ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات	جو نزاعات اور مشاجرات مابین صحابہ
والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب	واقع ہوئے اور جو زبان زد خلائق ہین نیز
التواریخ والمذکور علی لسنۃ الثقات یدل	کتب تواریخ مین مندرج ہین اُن کا سبب بجز
بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق	عناد و حسد و بغض اور طلب ریاست و خواہشات
وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث لہ الحقد	لذات نفسانی کے اور کچھ نہین ہے۔ کیونکہ نہ کل
والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسۃ	اصحاب معصوم تھے نہ یہ ضروری ہے کہ جو پیغمبر خدا صلعم
والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی	کی صحبت مین رہا ہو وہ خیر پر بھی ہو۔ علماء نے
معصوما ولا کل من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخیر	بہ سبب اس حسن ظن کے جو اُن کو صحابہ کے ساتھ
موسوما الا ان العلماء لحسن ظنہم باصحاب رسول اللہ	ہے۔ اُن مشاجرات اور نزاعات کی تاویل کی ہے
قد ذکروا لہا محامل و تاویلات بہا تلیق وذہبوا	اور دوسری باتون پر اُن کو محمول کردیا ہے اور
الی انہم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق صونا	یہ اُنھون نے اس وجہ سے کیا ہے کہ لوگون کے
لعقائد المسلمین عن الزیغ والضلالۃ فی حق کبار	عقیدے اصحاب خصوصاً مہاجرین و انصار و مبشرین
الصحابۃ سیما المہاجرین منہم والانصار والمبشرین	بالثواب کے بارہ مین فاسد نہ ہوجائین۔ رہا یہ امر

بالثواب فی دار القرار ولما جری بعدہم
من الظلم علی اہلبیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فمن الظہور بحیث لا مجال للاخفاء
ومن الشناعۃ بحیث لا اشتباہ علی الآراء اذ
تکاد تشہد بہ الجماد والعجماء ویبکی لہ من فی
الارض والسماء وتنہد منہ الجبال وتنشق
الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشہور و مر الدہور
فلعنۃ اللہ علی من باشر او رضی او سعی
ولعذاب الآخرۃ اشد وابقی فان قیل فمن
علماء المذہب من لم یجوز اللعن علی یزید مع
علمہم بانہ یستحق ما یربو علی ذلک ویزید
قلنا تحامیا علی ان یرتقی الی الاعلی فالاعلی
کما ھو شعار الروافض علی ما یروی فی ادعیتہم
ویجری فی اندیتہم فرای المعتنون بامر الدین
الجام العوام بالکلیۃ طریقا الی الاقتصاد
فی الاعتقاد وبحیث لا تزل الاقدام عن
السواء ولا تضل الافہام بالاہواء والا
فمن یخفی علیہ الجواز والاستحقاق وکیف
لا یقع علیہما الاتفاق۔

کہ ان کے بعد اہلبیت رسالت مآب پر جو ظلم وستم
کیا گیا (بعدہم لفظ صرف بقاء مذہب کی خاطر لایا گیا ہے۔
حالانکہ ظلم وستم کی ابتدا تو انھین سے ہوئی) ایسا طشت از
بام ہے کہ اس کا اخفا ناممکن ہے پس خدا کی لعنت ہو
اُس شخص پر جو اس امر کا مرتکب ہوا۔ یا جس نے اسکا
ارتکاب کیا یا جو اُس پر راضی ہوا یا جس نے اسمین
سعی کی۔ اور یہ امر کہ بعض علماء مذہب نے یزید بن معاویہ
پر لعنت کرنا جائز قرار نہین دیا۔ حالانکہ وہ جانتے
ہین کہ وہ لعنت سے بھی زیادہ کا مستحق ہے۔ اسکی
وجہ یہ ہے کہ اُسکے اعمال شنیعہ پر مطلع ہونے اور
اُسپر لعنت کرنے سے یہ اندیشہ وخوف ہے کہ
اُسکے اوپر والون پر لعنت کا سلسلہ قائم
ہو جائیگا۔ جیسا کہ رافضیون کی محفلون مین رائج
ہے پس بلحاظ دور اندیشی و پیش بندی علماء
نے یزید پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے تاکہ یہ
سلسلہ اوپر والون کی طرف رہبری نہ کرے۔
ورنہ یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ باتفاق یزید پر
لعنت کرنا درست اور وہ اسکا مستحق ہے۔ پھر
کس لئے اسپر اتفاق نہ کیا جائے۔

قول امام غزالی

ابن حجر مکی صواعق مین لکھتے ہین :-

قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ روایۃ مقتل الحسن والحسین ع وحکایاتہ وماجری بین الصحابۃ والتشاجر والتخاصم فانہ یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیھم

امام غزالی وغیرہ کا بیان ہے کہ واعظ پر فرزندان رسول یعنے حسنؑ حسینؑ کے قتل کا حال اور اصحاب کی باہمی عداوت ودشمنی کے حالات بیان کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس سے اصحاب کے حقیقی حالات معلوم ہوتے ہین اور اس سے لوگون کو اصحاب پر طعنہ زنی اور اُنسے بغض رکھنے کا موقع ملتا ہے۔

بھائیو! یہ باتین غصب حقوق وایذا رسانی اہلبیت رسول مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہین جو خود محدثین ومحققین ومتکلمین ومفسرین وائمہ اہل سنت صغار وکبار کی زبان وقلم سے پایہ ثبوت کو پہونچ چکی ہین ان کو جھٹلانا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ اور اپنے ہی ہادیان مذہب وملت بلکہ خدا ورسولؐ کی تکذیب کرنی ہے ونعوذ باللہ۔ قولہ عزوجل

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذجاءہٗ (پ ۲۴۔ ع ۱)

پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے برخلاف جھوٹ بولے۔ اور سچ کو جب اسکے پاس آئے جھٹلائے۔

شاہ صاحب نواب محسن الملک و جناب شبلی صاحب کے اقوال سے بطلان مذہب اہل سنت ثابت ہے

غرض جبکہ اہلسنت کے مذہب کی حقیت اور بطلان کا دارومدار اصحاب ممدوحین کی بھلائی اور برائی پر ہے تو جو کچھ ان کے حالات وواقعات اسناد کے ساتھ اس جلد مین لکھے گئے ہین۔ ان کو چشم انصاف سے ملاحظہ کرین کہ خود انھین کے علماء اصحاب کبار کے حالات جو منافی ایمان واسلام ہین کس شدومد اور توضیح وتصریح سے قلمبند کر گئے ہین اور ان کی حرمت وفضیلت اور ایمان واعتقاد پر کیسے کیسے گل کھلا گئے ہین۔ اگر قطع نظر اقوال دیگر علماء صرف اپنے ہی پیر ومرشد زبدۃ العارفین

خاتم المحدثین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے اس ارشاد

"مذہبی کہ مخالف این دو عظیم القدر قرآن و اہلبیت، باشد عقیدةً و عملاً باطل و نامعتبر ست و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین ست"

پر غور کرین تو حضرت پیرو مرشد ہی کے قول سے ان کے مذہب کا بطلان ثابت ہے اِس لئے کہ اسکا دارو مدار صرف اصحاب کی پیروی پر ہے جنکی اتباع کا حکم نہ خدا نے دیا نہ رسولؐ نے اور جب کہ اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرکے آل رسول سے منحرف ہوگئے تو بدلیل

قولہٗ تعالیٰ

ومن یعص اللہ ورسولہ — جس شخص نے خدا اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی

فقد ضل ضلالاً مبیناً — کی یقیناً کھلم کھلا گمراہی مین مبتلا ہوچکا۔

انکی پیروی عین خطا ہے ؎

خلافِ پیمبر کسی رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

علی ہذا نواب محسن الملک بھی صاف صاف ان الفاظ مین کہ

"جو باتین غصب حقوق اہلبیت کے متعلق امامیہ بیان کرتے ہین اگر وہ صحیح سمجھی جائین تو اُنسے کل مہاجرین انصار اور اصحاب نبوی کا اِسلام و ایمان سے بے بہرہ ہونا لازم آتا ہے"

اصحاب عام وخاص کو اِسلام سے خارج کر گئے ہین۔ اور جن اصحاب کی جانب سے وہ باتین جو باعث ایذا و رنج و ملال اہلبیت رسالت ہوئین وقوع مین آئین وہ خود کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہین جن کو ہم بیان کر آئے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس نے آل رسول کو ایذا دی۔ اُسنے رسول اللہؐ کو ایذا دی۔ جس نے رسول اللہؐ کو ایذا دی اُس نے خدا کو ایذا دی۔ جس پر متعدد حدیثین شاہد ہین۔ از انجملہ یہ ہین:۔

پہلی — روی عن مجاهد قال خرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اخذ ا بید فاطمۃ فقال من عرف هذه فقد عرفها ومن لم یعرفها فهی فاطمہ بنت محمد وهی بضعۃ منی وهی قلبی وهی روحی من اذاها فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله اخرجه ابن عساکر (رابح المطالب ص۲۲۵)

مجاہد کہتے ہیں۔ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا جو شخص اسکو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو کوئی نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہ میری بیٹی اور میرے جگر کا ٹکڑا میرا دل اور میری روح ہے جس نے اِس کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔ جس نے مجھے ایذا دی اُسنے خدا کو ایذا دی۔

دوسری — عن علیؑ قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال لفاطمۃ یا فاطمۃ ان الله یغضب بغضبك ویرضی برضاك اخرجه ابو یعلی والطبرانی والحاکم ابو نعیم (ایضا)

جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فاطمہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ تیرے غضب کی وجہ سے غضب میں آتا ہے۔ اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

اور جناب رسول اللہ صلعم کے ایذا دینے والوں کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے۔

(۱) ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخرۃ واعد لهم عذابا مهینا۔

یعنی جسنے خدا اور اُسکے رسول کو ایذا دی اُس پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار ہے۔ اور اُس کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

(۲) والذین یؤذون الله ورسوله لهم عذاب الیم

اور جو لوگ اللہ کو اور اُسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اُنکے لئے عذاب دردناک ہے۔

جو کچھ اصحاب کی نسبت جناب بھائی صاحب نے فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی فیصلہ شمس العلمار شبلی نعمانی کا بھی ہے۔ یعنی

"اگر حضرت عمران باتون مین جو منصب رسالت سے تعلق رکھتے ہین دخل دیتے تو بزرگ ماننا درکنار ہم ان کو اسلام کے دائرہ سے بھی باہر سمجھتے"

اور حضرت عمر کا امور رسالت مین دخل دینا بھی ہم حسب اقوال علمائے کرام اہلسنت ثابت کرائے ہین۔ اور آیندہ بھی بہت کچھ ثبوت پیش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف و اختلاف اور مخالفت و مزاحمت کرنیوالون کی نسبت اللہ جل شانہ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ	یہ اسلئے کہ انھون نے اللہ اور رسول کی
ومن یشاقق اللہ ان اللہ شدید	مخالفت کی اور جس نے اللہ کی مخالفت کی تو
العقاب ۔ پ ۹ س حشر	اللہ بھی سخت عذاب دینے والا ہے
(۲) الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و	کیا انھین معلوم نہین کہ جو لوگ اللہ
رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا	اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتے ہین ان کیلئے
فیھا ذلک الخزی العظیم	جہنم کی آگ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہینگے۔ اور یہ
پ ۱۰ س توبہ	بہت ہی بڑی رسوائی ہے۔

پس جبکہ اصحاب ممدوحین کا کچا چٹھا آپ پر کھل گیا اور جن علمار پر آپ کو ناز ہے۔ جن کی تصنیفات تالیفات کو آپ اپنے دین و مذہب کا ستون سمجھتے ہین وہی اصحاب کے متعلق یہ قول فیصل کر گئے ہین۔ اور ایسے ایسے فتوے دے گئے کہ جن سے کوئی مسلمان انکار ہی نہین کر سکتا تو ان کے اقوال پر عمل کرو اور ایسی جلی شہادتون کے بعد اپنے اُن علمار کی ہدایت کو ضلالت سمجھو

جو خدا اور رسولؐ کے احکام کو پس پشت ڈال کر تم کو یہ نصیحت کرتے ہین کہ :-

" روش اہلسنت واجماعت آنست کہ صحابہ رجز بخیر یاد نہ کنند وانچہ از ایشان در مشاجرات ومحاربات

وتقصیر در حقوق اہلبیت نبویؐ درعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض کنند

وتغافل ورزند وگفتہ ناگفتہ وشنیدہ ناشنیدہ انگارند

ہدایت ونصیحت — اگر خدا ورسول پر ایمان رکھتے ہو تو حق وباطل کھل جانے کے بعد ایسی نصیحتون پر عمل کر کے اپنے

آپ کو آیہ کریمہ :-

(۱)	اتخذوا احبارھم ورھبانھم	انھون نے اپنے پیرون اور درویشون کو
	اربابا من دون اللہ	اپنا رب بنالیا۔

کا مصداق نہ ٹھہراؤ۔ آخر کار ایک دن خدا کے سامنے جانا اور حساب دینا ضرور ہے قولہ تعالیٰ

(۲)	واتقوا اللہ واعلموا انکم الیہ	اور ڈرو اللہ سے اور یقین جانو کہ تم اسکی
	تحشرون	طرف اٹھائے جاؤ گے "۔

وہان پیری ومریدی کے یہ راز ونیاز کچھ کام نہ آئینگے بلکہ اُسدن مرید اپنے پیرون سے

اور پیر اپنے مریدون سے بیزاری کرینگے۔ قولہ تعالیٰ

اذ تبرأ الذین اتبعوا من		کیا وہ شدید وقت ہوگا جب پیشوا لوگ اپنے
الذین اتبعوا ورا و العذاب وتقطعت		پیرون سے پیچھا چھڑائین گے۔ اور اپنی آنکھون
بھم الاسباب	(۲) سورۂ بقر ع ۲	سے عذاب دیکھین گے۔ اور ان کے باہمی تعلقات
		منقطع ہوجائین گے

اور مرید اپنے پیرون کی نسبت یہ کہینگے :-

وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا	اور کہینگے اے پروردگار ہمارے یقیناً ہم نے

وکبراءنا فاضلونا السبیلاہ — اپنے سرداروں اور اپنے بڑے بڑوں کی طاعت

(پ ۲۲ س احزاب ع ۸) — کی پر اُنھوں نے ہم کو راہ راست سے بھٹکا یا

اگر چاہتے ہو کہ آپ کا بیڑا پار ہو تو اس حدیث پر

مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ — میرے اہلبیت کی مثال مثل کشتی نوح

نوح من رکب فیھا نجی ومن تخلف — کے ہے جو اُس پر سوار ہوا اُسنے نجات پائی اور جس نے

عنھا غرق وھوی — اس سے کنارہ کیا غرق اور ہلاک ہوا۔

عمل کر کے اِس جماعت سے جسکی بدولت جہاز آل رسولؐ و اولاد بتولؑ غرق ہوا جس سے آئینہ ایمان و اِسلام کو زنگ لگا۔ الگ ہو جاؤ اور زمرۂ مومنین میں جسکو خدائے پاک نے اپنے فضل و کرم سے اولٰئک ھم المھتدون فرمایا ہے ملجاؤ ؎

بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

آخر ؎

نہ بدلو گے یہ چال و ڈھال کب تک — رہو گے یونہیں فارغ البال کب تک

رہے گی نئی پود پامال کب تک — نہ چھوڑو گے یہ بھیڑیا چال کب تک

بس اگلے فسانے فراموش کردو

تعصب کے شعلے کو خاموش کردو

آل رسولؐ کو اپنا ہادی و امام نہ سمجھنے اور اُن سے متمسک ہونے کا تاسف اور غم آپ کو اُس وقت ہو گا جس وقت آپ پر یہ حالت طاری ہو گی

کلا اذا بلغت التراقی — "جب کہ جان ہنسلی تک پہونچے گی"

وقیل من راق — "اور کہا جائے گا کہ کون افسون کرنے والا ہے"

وظن انہ الفراق — "آدمی سمجھے گا کہ اب جدائی ہوتی ہے"

والتفت الساق بالساق — "اور پنڈلی پر پنڈلی لپٹی ہوگی"

الی ربک یومئذ المساق — "تیرے پروردگار کی طرف کھنچکر جانا ہوگا"

فلا صدق ولا صلّی — "نہ تو نماز پڑھی نہ تصدیق کی"

ولکن کذب وتولّی — "بلکہ جھٹلایا اور منھ موڑا"

ثم ذھب الی اھلہ یتمطی — "پھر اپنے لوگوں کی طرف اینٹھتا ہوا گیا"

اولی لک فاولی ثم اولی لک فاولی — "ویل ہے تیرے لئے، پھر ویل ہے تیرے لئے"

اُسوقت اِس خوابِ غفلت سے ہوشیار ہوگے۔ اور حسرت سے کہوگے کاش خدا پھر ہم کو دنیا مین لوٹادے تاکہ ہم حسب حدیث رسولؐ قرآن اور آل رسولؐ سے متمسک ہوکر زمرۂ مومنین مین شریک ہوجائین۔ جیساکہ خداوند تعالٰی تم کو آگاہ فرماتا ہے:۔

وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ — اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہوجاؤ

من قبل ان یاتیکم العذاب ثمّ — اور اسکی فرمانبرداری کرو مگر اس سے پہلے کہ تم پر

لا تنصرون ٥ واتبعوا احسن ما انزل — غضب نازل ہو۔ پھر تم کو کسی طرف سے مدد نہ پہونچ سکے

الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم — تمھارے پروردگار کی طرف سے جو اچھی باتین نصیحت کی

العذاب بغتۃ وانتم لا تشعرون ٥ — تم پر نازل ہوئی ہین اُنپر چلو قبل اسکے کہ یکایک تم پر

ان تقول نفس یحسرتی علی ما فرطت — عذاب نازل ہو۔ جبکہ تم کو اسکے آنے کی خبر بھی نہ ہو

فی جنب اللہ وان کنت لمن الساخرین — کہین ایسا نہو کہ آخرکار تم مین سے کوئی کہنے لگے کہ افسوس

او تقول لو ان اللہ ھدانی لکنت — میری اس کوتاہی پر جو مین نے بھی پاس خدا رکھنے مین کی

من المتقین ٥ او تقول حین تری — اور مین تو ان باتون پر ہنستا ہی رہا۔ یا کوئی عذاب آتا دیکھکر کہنے لگے

العذاب لو ان لی کرۃ فاکون من المحسنین ۰ کہ اگر کاش مجھ کو دنیا میں پھر لوٹ کر جانا نصیب ہو

بلی قد جاءتک ایاتی وکذبت بہا تو میں بھی نیک بنکر نیکوں کے زمرے میں رہوں

واستکبرت وکنت من الکافرین ۰ اُس وقت خدا اُس سے فرمائے گا۔ ہاں ہمارے احکام

ر۶ ۔ س الزمر تجھکو پہونچے اور تو نے جھٹلایا اور اکڑ بیٹھا، اور

ع۶ کافروں میں سے ایک تو بھی ہو گیا۔"

پس لازم ہے کہ اس سفر سے پہلے حسب ارشاد باری تعالیٰ۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔

وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی اور اُس کے حضور میں وسیلہ بہم پہونچاؤ اور اسکی

سبیلہ لعلکم تفلحون پ۶ مائدہ ع راہ میں جہاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔"

ایسا وسیلہ پکڑو جسکے ساتھ حق ہو۔ اور وہ حق کے ساتھ ہو۔ جو نہ قرآن سے جدا ہو۔ اور نہ جس سے قرآن جدا ہو۔ وہ وسیلہ حبل المتین نفس رسول رب العالمین خاتم الوصیین۔ امام المتقین۔ قائد الغر المحجلین سید العارفین امام البررہ۔ قاتل الکفرہ مظہر العجائب والغرائب علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جنکی شان میں رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ :-

انا مدینۃ العلم و علی بابہا

کہا رسول نے بازو پکڑ کے حیدر کا ۔۔۔ مدینہ علم کا تو میں ہوں اور باب یہ ہے

جسے پہونچنا ہو مجھ تک وہ راہ اِس سے رکھے ۔۔۔ خطا کے اور ہیں رستے رہ صواب یہ ہے

اسی وسیلہ سے تمہاری ڈوبتی ہوئی کشتی پار لگے گی۔ اور تم کو بروز حساب حسب آیہ شریفہ

ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۰ "نہ کسی طرح کا ڈر ہوگا۔ اور نہ کچھ غم و ملال"

کچھ غم نہ ہوگا ۰

نیست پرسش نیست خوف روزِ حشر　　چون تو ہستی از برائے عاصیان فریادرس

اگر یہ وسیلہ چھوڑ دیا تو بروز حشر دست تاسف ملوگے اور بحسرت و ندامت یہ کہوگے

یالیتنی اتخذت مع الرسول　　کاش رسول اللہ کے ساتھ مین بھی دین کا

سبیلا یا ویلتی لم اتخذ فلانا　　"سیدھا راستہ پکڑتا۔ ہائے افسوس کاش فلان شخص کو

خلیلاہ　پ ۱۹ - س الفرقان ع ۳　　اپنا دوست نہ بناتا"

آگاہ ہو کہ وہان یہ سوال وجواب بھی ہون گے

کلما القی فیہا فوج سألہم　　جب ایک فوج جہنم مین ڈالی جائے گی نگہبان

خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا　　ان سے پوچھین گے کہ آیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے

قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا　　والا نہین آیا تھا۔ وہ کہین گے کہ ہان ہمارے پاس

ما نزل اللہ من شیء ان انتم الا فی　　آیا تو تھا ضرور مگر ہم نے اسکو جھٹلا دیا اور کہدیا تھا کہ

ضلال کبیر　　اللہ نے کوئی چیز نہین اتاری ہے تم خود ہی بڑی

(پارہ ۲۹ - سورۃ الملک)　　گمراہی مین ہو۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم　　تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

قولہ تعالے

قد جاءکم بصائر　　بتحقیق تمھارے پروردگار کی طرف سے دلیلین

من ربکم فمن ابصر فلنفسہ　　آچکی ہین پس جس نے (انھین) دیکھا اسکا فائدہ

ومن عمی فعلیہا وما انا علیکم　　اسی کے لئے ہے اور جو (ان سے) اندھا ہوا اسکا

بحفیظ ہ　　ضرر اسی پر ہے اور مین تم پر نگہبان نہین

(پ ۷ - سورۃ الانعام - ع ۱۹)

الحمد للہ علی احسانہ کہ اسکی توفیق و تائید سے آیات محکمات کی پہلی جلد ختم ہوئی
اگرچہ یہ جلد آیات بینات کے صرف نو صفحوں کے جواب مین ہے۔ مگر مضامین مندرجہ کے ملاحظہ سے
معزز ناظرین پر روشن ہوگا کہ مین نے صرف آیات بینات ہی کے جواب پر قناعت نہین کی ہے
بلکہ ضمناً ان تاریخی واقعات اور حالات پر بھی نظر ڈالی ہے جن سے ناواقف لوگون کو آگاہ کرنا
ضرور تھا۔ یعنے اللہ جل شانہ کی جو غرض بعثت سید الاصفیا خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے
تھی کہ لوگ شرک کفر کی تاریکی سے نکلکے جا کر ایمان و اسلام کی روشنی مین لائے جائین۔ اور جو
کتاب خدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیگئی ہے اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا ہو
اُسپر اور روز آخرت پر صدق دل سے ایمان لائین کما قال اللہ عز وجل

۱)	الرٰ کتاب انزلناہ	اے رسول یہ کتاب ہم نے تمھارے پاس
	الیک لتخرج الناس من الظلمات	اس غرض سے اتاری ہے کہ خدا کے حکم کے بموجب
	الی النور باذن ربھم الی صراط	لوگون کو (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی) روشنی
	العزیز الحمید	کی طرف نکال لاؤ (یعنی) اس زبردست لائق تعریف
	(پ ۱۳ - س ابراھیم)	خدا کے راستے کیطرف لوگون کو نصیحت اور ہدایت کیجائے
۲)	ھو الذی بعث فی الامیین	وہی تو ہے جسنے جاہلون مین ان ہی مین کا
	رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہ و	ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتین
	یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ	پڑھتا ہو اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و
	وان کانوا من قبل لفی ضلال	عقل کی باتین سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے یہ
	مبین ۝	لوگ صریحی گمراہی مین پڑے ہوئے تھے۔

یہ غرض اسکی باحسن الوجوہ آپ کی ہدایت و نصیحت سے حاصل ہوگئی کہ دنیا ایمان و اسلام

کے نور سے روشن و منور ہوگئی۔ مگر افسوس ہے کہ کتب تواریخ وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھ بند ہوتے ہی اصحاب نے احکام خدا و رسولؐ کے خلاف ورزی کر کے اپنی حرص و ہوا کو ایسا دخل دیا کہ جس سے ایک دین اسلام کے تہتر ٹکڑے ہوگئے۔ جن مین صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی ناری۔

لہذا اس امر کے تحقیق کرنے کی ضرورت ہوئی کہ اس تنزل کے اسباب کیا ہین اور کون لوگ اس تفرقہ اندازی اور خرابی کے باعث ہوے۔ نیز یہ اہم مسئلہ بھی قابل غور تھا کہ آیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی جانشین کی جو حافظ شریعت ہو ضرورت تھی۔ اگر تھی تو وہ جانشین منصوص من اللہ ہونا چاہیئے تھا یا اجماع امت سے کیا خود جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حین حیات مین کسی کو اپنا جانشین کر گئے تھے۔ اگر کر گئے تھے تو کیا کل اُمت نے اس کی اطاعت و متابعت کی۔ ہر چند کہ بعد رسول مقبول صلعم تا وقت زوال سلطنت مغلیہ عنان خلافت و حکومت خود مسلمانون ہی کے ہاتھ مین رہی۔ مگر تمام خلفاء و سلاطین بالخصوص آل رسولؐ و اولاد بتولؑ ہی کے دشمن کیون رہے جسکا اثر اب تک باقی ہے ؎

ستایا سب کو بنا ڈالی غدر کی افسوس　　ستمگرون نے نہ کچھ ان کی قدر کی افسوس

اور دشمنی و عداوت بھی وہ کہ جسکی نظیر دنیا مین نہین مل سکتی ؎

رسولؐ و فاطمہؑ زہرا کا گھر تباہ کیا　　نہ پاس حرمت پیغمبر آلہ کیا

خدا کا خوف نہ سنگین دلون نے آہ کیا　　شہید گیارہ اماموںؑ کو بیگناہ کیا

نبیؐ کے باغ کا ایک ایک ہرا شجر کاٹا

کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

علاوہ برین دیگر واقعات و حالات مثل خلافت سقیفہ و اتلاف حقوق اہلبیت نبوی مثل

ضبطی فدک و خمس و میراث و جنگ جمل و نہروان اور واقعات کربلا وغیرہ معرکۃ الآرا مسائل ایسے
ہین جنپر روشنی ڈالنے کی سخت ضرورت تھی۔ چنانچہ ان امور مین سے کچھ تو اس جلد مین مذکور ہوے
ہین باقی دیگر مجلدات مین لکھے جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ

اگرچہ اس جلد مین جو حالات اور واقعات از روئے کتب اہل سنت درج کئے گئے ہین وہ
اجمالاً لکھے گئے ہین تاہم ان سے بھی مذہب اہلسنت وجماعت کا بجاے قرآن و حدیث اصحاب کے
اقوال پر قائم ہونا۔ اصحاب کا امور شریعت مین اپنے قیاس پر عمل کرنا۔ احکام رسالت سے عدول کرنا۔
امور رسالت و نبوت مین حجت و تکرار کرنا۔ وصی رسولؐ و بضعہ رسولؐ کو ایذا دینا حقوق اہلبیت نبوی
ساقط کرنا۔ ان خاصان خدا کی توہین کرنا۔ اُن کو تباہ و تاراج کرنیکے اسباب فراہم کرنا۔

یہ سب باتین خود انھین کی کتابون سے اور انھین کے علماء کرام و فضلاے عظام کے اقوال
سے بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ بخوبی ثابت ہو چکی ہین پس جو چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے
اور جس کے دل مین ایمان کا درد ہے اُس سے تو یہ توقع ہو سکتی ہے کہ حالات اور واقعات مندرجہ پر
غور کرکے اپنے ایمان اور اعتقاد کی اصلاح کرے گا۔ کما قال اللہ عزوجل

فذکر ان نفعت الذکری سیذکر من یخشیٰ "جہانتک سمجھانا مفید ہو سمجھاتے رہو۔ جو ڈرتا ہے وہ جلد سمجھ جائے گا"

البتہ جو آیہ کریمہ :۔

کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون نہین بلکہ اُن کے کرتوتون نے اُنکے دلون مین زنگ دیا ہے

کے مصداق ہین۔ اور اپنی حرص و ہوا کے پیچھے نہ خداے پاک کی شہادتون کو مانتے ہین۔ نہ جناب
سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثون کو سنتے ہین۔ نہ اپنے ہی ائمہ کرام و علماء عظام کے
اقوال کو دیکھتے ہین۔ اور نہ اُن پچھلی اُمتون ہی کے حالات سُنکے جو خدا اور انبیاء و مرسلین سے سرکشی

اور نافرمانی کرکے عذاب شدید مین مبتلا ہوے کچھ عبرت حاصل کرتے ہین اور اصحاب کی مودت محبت مین آیہ کریمہ

وما یاتیھم من ذکر الرحمن محدث الا — اُنکے پاس خدا کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت نہین

کانوا عنہ معرضین ؂ فقد کذبوا فسیاتیھم — آئی کہ اُس سے روگردان ہوتے ہون اُنھون نے یقینا

انبؤ ما کانوا بہ یستھزؤن ۝ — جھٹلایا تو عنقریب جس چیز کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے

(پ۱۹ س الشعراء ع۱) — اسکی خبرین اُنکے پاس آجائینگی۔

کو پس پشت ڈالتے ہین ان کی توجہ خدا و رسولؐ کے احکام کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے ؎

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است وبس — در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اگرچہ جو حالات اور واقعات اِس جلد مین لکھے ہین اور جو دلائل اسکے متعلق پیش کئے ہین وہ ایک طالب حق کیلئے بہت کافی ہین تاہم ابھی ہم کو بہت کچھ لکھنا اور پیش کرنا ہے چونکہ حضرت شاہ صاحب نے بعض آیات پاک سے مثل "محمد رسول اللہ والذین معہ الخ" کنتم خیر امۃ" فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم" والسابقون الاولون" لقد رضی اللہ عن المومنین" ودیگر آیات سے اصحاب ممدوحین کے فضائل کا استدلال کیا ہے. اور ان آیتون کو انھین کی شان مین بتایا ہے۔

اور جناب بھائی صاحب نے بھی برادران اہل سنت کو خوش کرنے کے لئے بلا تحقیق اس امر کے کہ ان آیات پاک کا منطوق اِن حضرات کے حالات کے لحاظ سے اُن پر صادق آتا ہے یا نہین اور جناب شاہ صاحب کے رنگ مین مل گئے ہین۔ لہذا اُن کی بہ تائید ایزدی حسب اقوال محدثین کرام و مفسرین عظام اہل سنت آیات محکمات کی جلد ثانی مین کی گئی ہے۔ نیز علماے اہلسنت نے اِن آیتون کو اصحاب ممدوحین کے حق مین منطبق کرنے مین جو کچھ تحریفات معنوی اور توجیہات تلبیسات کئے ہین اُن کا بھی انکشاف اِس طور سے ہوا ہے کہ ناظرین حق پسند بیساختہ

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا "کہو حق آگیا اور باطل نیست و نابود ہو گیا بیشک باطل مٹنے والا ہی ہے"

کہنے لگیں۔ یہ دوسری جلد جس میں یہ معرکۃ الآرا مباحث مذکور ہیں قابل ملاحظہ ہوگی۔ انشاء اللہ المستعان

ہر چند کہ اس جلد اور دیگر مجلدات کی تالیف میں سالہا سال کی بفحوائے ؎

سختی سہی کہ دم پہ بنی اسکے عشق میں — کرتا رہا ہوں کوہکنی اسکے عشق میں

جانفشانی اور جانکاہی کر رہا ہوں مگر الحمد للہ ع

"شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم"

اور یہ محض تائید غیبی ہے کہ مجھ ہیچمدان کی زبان و قلم سے یہ سترگ اور اہم کام انجام کو پہونچا ورنہ :۔

"من آنم کہ من دانم"

متوقع ہوں کہ بفحوائے

انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال — یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔ اسکو نہ دیکھو کہ کسنے کہا ہے۔

بنظر تعمق ملاحظہ فرمائیں۔

حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ معزز ناظرین و سامعین کو عمل کی اور مجھے باقی مجلدات کے طبع اور اشاعت کی جنکے مسودہ تیار ہیں توفیق عطا فرمائے۔

حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

"خدا ہمارے لئے کافی اور اچھا کارساز اور اچھا مالک اور اچھا مددگار ہے"

تمت بالخیر

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت اقتران مین وہ در بے بہا جسکے ضو کی طرف مدت سے آنکھین مشتاق تھین، صدف خمول و بحر کمون سے باہر آکر کحل البصر اولی الابصار ہوا اور وہ آفتاب جہان تاب جسکے غروب سے قلوب اہل دل مضطرب و بیتاب تھے افق ظہور پر جلوہ گر ہوا اور وہ ماہ شب چہاردہ جسکے نظارہ کا ولولہ ناظرین کو ہمہ تن تصویر کئے ہوے تھا رونق بخش اہل نظار ہوا اور وہ آب حیات جو تعطشان حیات جاودانی کو جان بلب کئے ہوے تھا دستیاب ہوا یعنی کتاب مستطاب ایات محکمات بجواب آیات بینات چھپکر شایع ہوئی ہرچند آیات بینات کا جواب ہو چکا تھا اور چھپ بھی چکا تھا، لیکن اس جواب کا اشتیاق سب سے زیادہ تھا کہ جس گھر سے آیات بینات شایع ہوئی تھی اسی گھر سے جواب بلکہ جس شجر کی ایک شاخ سے آیات بینات نکلی اسی شجر کے دوسری شاخ سے آیات محکمات پیدا ہوئی یعنی جناب جامع الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل ذو المجد الراسخ والفضل العلی الشامخ جناب مولوی سید امیر حسن صاحب زاد مجدہم المتراحب نے نہایت جانفشانی اور کوشش بلیغ سے جواب اپنے بڑے بھائی کی کتاب کا تحریر فرمایا اور ایک عرصہ دراز سے چھاپنے کا قصد تھا لیکن عوائق زمانہ سے اور کل امر مرھون بوقتہ کے اثر قوی سے آجتک ملتوی رہا لیکن اس زمانے مین بحمد اللہ جناب مصنف نے بصرف زر کثیر کمال اہتمام سے خوشخط و تصحیح کامل کراکے شایع کیا ہرچند فی الحال صرف ایک جلد تیار ہو سکی ہے جو ناظرین کی خدمات مین پیش ہے باقی مجلدات آیندہ انشاء اللہ ہدیہ ناظرین ہونگے۔ اس کتاب کی خوبی قسمت یہ ہے کہ اسکے بعض مقامات کو حسب فرمائش مصنف جناب ناصر الملۃ دام ظلہم العالی نے ملاحظہ فرمایا اور پسند کیا۔ مومنین کو چاہیے کہ اس جلد کو براہ قدردانی بعجلت تمام خرید فرمائین تاکہ مصنف دام ظلہم کی ہمت بڑھے اور جو قیمت مومنین سے وصول ہو وہی وسیلہ باقی مجلدات کی اشاعت کا قرار پائے اور کتاب بہی شایع ہو جائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا ابی القاسم محمد و آلہ الطیبین الطاہرین

الراقم الاثم الاحقر شیخ جعفر حسین عفی عنہ

قطعهٔ تاریخ نخبة البلغاء العظام اسوة الادباء الفخام شاق غایات الادب وما لک ازمة لسان العرب جناب سید حامد حسین صاحب ادیب دام فضلهم العالی مصحح کتاب هذا

اے مولوی امیر حسن صاحب یقین — وے درهٔ خزانهٔ عزت بسے ثمین

ذو المجد والمفاخر والزهد والتقی — داری نشان سجدهٔ خلاق بر جبین

بنوشته کتاب بعلم کلام نغز — هر حرف حرف وے بحلاوت چو انگبین

تاریخ طبع کرد بهجری رقم براو — سید که بصحت و طبعش ترا معین

اے آسمان عزت و جلالت بکن نگاه

آیات محکمات نماید چو مهر دین

سنه ۱۳۴۴ھ

هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب

الحمد لله المنعم المنان کہ درین زمان میمنت اقتران وآوان مسرت اقتران

جلد دوم

کتاب آیات محکمات

۱۳۳۴ ھ

جواب آیات بینات

تصنیف عالی جناب فضائل مآب فرع اصل الکتاب شمع دودمان عالی النسب گل بوستان الحسنی محرز الشرف علیم الفنون

المبرا عن کل شین و دین جناب مولوی سید امیر حسن صاحب رئیس امروہہ دام اقبالہم العالی مدام الایام واللیالی

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد مالک و

مہتمم مطبع

در نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

اس کتاب

کی

عظمت و خوبی یہ ہے کہ

اسکے بعض مقامات کو حسب فرمائش مصنف

جناب سرکار شریعتمدار صدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین و

حجۃ علی العالمین نجم الملۃ والدین سلطان الفقہاء

والمتکلمین یعسوب العلماء والمجتہدین مولانا مولوی السید

ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے

ملاحظہ فرمایا

اور

پسند کیا

فہرست مضامین آیات محکمات جلد دوم

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

نمبر	صفحہ	عنوان
۱	۱	دیباچہ
۲	۲	قولہ شواہد نقلی
۳	۳	یہ شہادتین صحابۂ مومنین رض کے حق مین ہین
۴	۴	قولہ کتب سماوی مین صحابہ کے صفات حسنات
۵	۵	اقول ۔ تردید قول
۶	۱۰	امامت ائمۂ طاہرین شہادت کتب سابقہ
۷	۱۴	قولہ حضرت ابوبکر نے سب احکام توریت باپ کے قتل کا قصد کیا
۸	۱۶	حضرت صدیق رض کا یہ قصد معصیت پر مبنی تھا ۔
۹	۲۱	قولہ مشورۂ حضرت عمر رض درباہ قتل اسیران بدر
۱۰	۲۲	وقت جہاد حضرت عمر کا خوف
۱۱	۲۵	روایت دربارہ موت کفار بسورلحد بطعن رسالت مدارص
۱۲	۲۶	آیۂ کریمہ دربارہ ممانعت مودت کفار
۱۳	۲۸	حضرت عثمان کے دوستانہ تعلق کفار سے ۔
۱۴	۲۸	متثیلات
۱۶	۲۹	پہلی مثال اصحاب مہاجرین کے نقص ایمان کی اصحاب موسیٰ سے

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۷	۳۰	تفاسیر آیۂ کریمہ الم یان للذین بحق حضرت ابوبکر و عمر
۱۸	۳۳	دوسری مثال ۔ آنحضرت صلعم وبنہ رسول سنکر بھول جاتے تھے ۔
۱۹	۳۴	بڑے تفاسیر اہلسنت حضرت ابوبکر پر وعظ و پند کا اثر
۲۰	۳۸	مال و اولاد فتنہ ہے ۔
۲۱	〃	قول مولوی شبلی صاحب نسبت حضرت ابوذر غفاری
۲۲	۳۹	اقوال امیرالمومنین دربارہ مذمت دنیا
۲۳	۴۱	اقوال علماء اہلسنت و آیات آلہی بحق جناب امیرالمومنین دربارہ معرفت آلہی
۲۴	۴۹	جناب امیر مدینۃ العلم کے باب ہین
۲۵	۵۲	نماز امیرالمومنین علیہ السلام و جناب سیدہ علیہا السلام و جناب امام حسن و امام سید ساجدین و جناب امام حسین علیہم السلام
۲۶	۵۶	حضرت عمر کا روزہ و نماز او زہد و تقوے
۲۷	۵۸	عبادت مین جناب امیر او حضرت عمر کا تقابل
۲۸	۶۰	تیسری مثال ۔ حواریان حضرت عیسیٰ و اصحاب نبی

		عنوان
۲۹	۶۴	چوتھی مثال۔ حضرت عمرؓ کا یہود کے جلسوں مین شریک ہونا اور آنحضرت کا برہم ہونا
۳۰	۶۷	پانچوین مثال مثل بنی اسرائیل اصحاب کا آنحضرتؐ سے سوالات کرنا
۳۱	۶۷	چھٹی مثال مثل امم انبیا ماسلف اصحاب کی سرتابی
۳۲	۶۹	چند اصحاب کا رسول اللہ صلعم کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہونا
۳۳	۷۰	تفاسیر وغیرہ امر متذکرۂ بالا کے ثبوت مین
۳۴	۷۲	ساتوین مثال مثل بنی اسرائیل اصحاب کی جہاد کے بارے مین نزول آیات کی تمنا
۳۵	۷۵	آٹھوین مثال۔ اصحاب کی عدول حکمی اسامہ کی سرداری سے
۳۶	۸۰	قولہ انجیل سے اصحاب کی فضیلت کی مثال اور کفار کا حسد۔
۳۷	۸۱	کفار اصحاب مومنین سے جلتے تھے
۳۸	۸۵	قولہ۔ آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ الخ سے کون لوگ مراد ہین۔
۳۹	۹۰	حیدر صفدر کی شجاعت کی صفت مین آیۂ کریمہ کا نزول۔
۴۰	۹۱	روایت دربارۂ اسلام اصحاب منافقین۔
۴۱	۹۲	حضرت حذیفہ و عمارؓ کے صدق ایمان پر آیۂ کریمہ کا نزول۔
۴۲	۹۴	آیۂ محمد رسول اللہ الخ کا اطلاق اصحاب ثلاثہ پر نہین ہوتا۔
۴۳	۹۶	اصحاب کثیر بعد اسلام مرتد ہوگئے۔
۴۴	۹۸	آیۂ محمد رسول اللہ الخ پر مفسرین کی تفاسیر پر تنقید
۴۵	۱۰۰	اگر اہلسنت نجات چاہتے ہین تو مذہب امامیہ اختیار کرین۔
۴۶	۱۰۱	روز حشر جناب امیرؑ کی ولایت کا سوال ہوگا
۴۷	۱۰۲	بغیر مودت جناب امیر جنت حرام ہے۔
۴۸	۱۰۳	شیعیان علی کی فضیلت مین
		پہلی آیت
۴۹	۱۰۵	قولہ۔ آیۂ کریمہ کنتم خیر امۃ دربارۂ فضیلت اصحاب۔
۵۰	۱۰۷	یہ آیت و مماثل اسکے دیگر اصحاب مومنین کی شان مین ہین۔
۵۱	۱۰۹	حدیث "اصحابی"
۵۲	۱۰۹	اصحاب رسول اللہ پر معترض ہوتے تھے۔
۵۳	۱۱۰	حدیث اصحابی کی تائید مین احادیث
۵۴	۱۱۲	احادیث دربارہ ارتداد صحابہ
		مطاعن خلیفہ صاحب اول
۵۵	۱۱۴	قتل مالک بن نویرہ حسب الحکم خالد
۵۶	۱۱۵	قول شاہ صاحب خالد کی صفائی مین
۵۷	۱۱۶	تردید قول بروئے روایات
۵۸	۱۲۱	قول شاہ صاحب۔ ورثا مالک طالب قصاص نہ تھے۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۵۹	۱۲۱	روایات تردید بروئے فرمان حضرت ابوبکرؓ وسبب قتل مالک
۶۰	۱۲۳	فجاءۃ السلمی کو جلا دینا
۶۱	۱۲۴	مسائل فقہ سے لاعلمی
۶۲	۱۲۷	دشنام دہی کی عادت
		مطاعن حضرت عمرؓ
۶۳	۱۲۸	متعۃ الحج و متعۃ النساء حرام کیا
۶۴	۱۲۸	اقوال مفسرین امر بالا کے جواز مین
۶۵	۱۳۳	حضرت عمرؓ نے افشاء راز کیا
۶۶	۱۳۴	حضرت ابوبکر و عمر کا تجسس و غیبت کرنا
۶۷	۱۳۵	مہر گران بند کیا۔
۶۸	۱۳۶	غیر کے گھر مین دیوار کود کر جانا
۶۹	۱۳۷	تیمم سے نماز پڑھنا منع کیا
۷۰	۱۳۸	روایات مندرجہ الفاروق نسبت حضرت عمرؓ دربارہ مسئلہ میراث
۷۱	۱۴۰	رسول اللہ کی وفات سے انکار
۷۲	۱۴۱	زن حاملہ و زن مجنونہ کو سنگساری کا حکم دینا اور جناب امیر علیہ السلام کا منع فرمانا۔
۷۳	۱۴۲	خلاف عمل رسول اللہ مہجور کی سزا مین بیشی
۷۴	۱۴۳	ولید بن عقبہ وحالت نشہ مین نماز
۷۵	۱۴۴	روزہ قبل از وقت افطار کرنا
۷۶	۱۴۵	تفسیر دربارہ افطار
۷۷	۱۴۷	مناسک حج سے ناواقفیت
۷۸	۱۴۸	مجلس شوریٰ مقرر کرنا اور ارکان کا انتخاب
۷۹	۱۵۰	مجلس شوریٰ پر تنقید
۸۰	۱۵۲	شبلی صاحب اور حضرت عمرؓ کی مدح
		مطاعن حضرت عثمان غنیؓ
۸۱	۱۵۲	ذکر مظالم جو اصحاب رسول پر کئے
۸۲	۱۵۳	آپ کی بدعات کے بارہ مین علماء کے اقوال
۸۳	۱۵۵	روایت مندرجہ ازالۃ الخفاء دربارہ فتوی جمع بین الاختین
۸۴	۱۵۶	اشخاص معتوب رسول اللہ کو تمام پر حاکم بنایا۔ توریت کا ترجمہ عربی مین کیا۔
۸۵	۱۵۸	حضرت عبداللہ بن زبیر سے امور خلاف شریعت زد ہوئے
۸۶	۱۶۰	طلحہ بعد وفات آنحضرت صلعم حضرت عائشہؓ سے عقد کا قصد رکھتے تھے
۸۷	۱۶۱	طلحہ و زبیر کا حضرت عائشہؓ کو جناب امیر سے جنگ پر آمادہ کرنا۔
۸۸	۱۶۲	اقتباس روضۃ الاحباب دربارہ جنگ جمل
۸۹	۱۶۴	لشکر عائشہؓ کا چشمہ حواب پر پہونچنا اور عبداللہ بن زبیر کی جھوٹی شہادت کے بارے مین شاہ صاحب کی حمایت
۹۰	۱۶۶	آیات الٰہی اصحاب منافقین کے حق مین

نمبر	صفحہ	عنوان
۹۱	۱۷۰	قولہ ایسی صاف آیتون پر بھی شیعہ صحابہ کی فضیلت کا اقرار نہین کرتے
۹۲	۱۷۱	اہلسنت اصحاب مومنین ومنافقین مین امتیاز نہین کرتے ہین۔
۹۳	۱۷۳	قولہ بروے تفسیر امامیہ کنتم خیر امۃ سے مراد مہاجرین ہین۔
۹۴	۱۷۴	تردید
۹۵	۱۷۵	اقتباس محرم نامہ کہ حضرت عثمان نے حضرت ابوذر غفاریؓ پر بوجہ ہدایت ونصیحت ظلم کیا۔
۹۶	۱۸۱	قولہ مفسرین امامیہ تحریف قرآن مجید کے مقر ہین
۹۷	۱۸۲	حسب تفسیر در منثور کنتم خیر امۃ اہلبیت نبی کی شان مین
۹۸	۱۸۳	دربارہ تحریف قرآن مجید کتب فریقین سے حق وباطل کا انکشاف اور احوال ظلم جو حضرت عبداللہ بن مسعود پر حضرت عثمان نے کیا۔
۹۹	۲۰۸	قولہ اگر مفسرین صاحب تبصرہ زندہ ہوتے تو پوچھتا کہ کنتم خیر امۃ صحیح ہے یا کنتم خیر ائمۃ
۱۰۰	۲۱۰	اعلی اللہ مقامہ کی طرف سے مفصل جواب
۱۰۱	۲۱۶	اقوال شاہ صاحب دربارہ حدیث "اصحابی"
۱۰۲	۲۲۲	اگر شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مین دربارہ حدیث اصحابی سوال کرتا۔ اور آیات و روایات کتب صحاح وغیرہ دربارہ بدعت و سیئات اصحاب ملاحظہ مین لاتا۔

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۰۳	۲۲۷	قول شاہ صاحب کہ آیات فضیلت بحق اصحاب مندرجہ تحفہ مقبولہ محدثین ومفسرین امامیہ ہین۔
۱۰۴	۲۲۸	تردید قول متذکرۂ بالا

نوٹ

از صفحات ۱۸۱ تا ۲۴۶ دربارہ تحریف قرآن مجید و حدیث اصحابی توجہ خاص قابل ملاحظہ ہین۔

نمبر	صفحہ	عنوان
	۲۴۷	**دوسری آیت**
۱۰۵	۲۴۷	قولہ آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا الخ مہاجرین کی تعریف مین
۱۰۶	۲۴۸	یہ آیت محض مومنین کی شان مین ہے۔
۱۰۷	۲۵۰	مہاجرین پر حکم جہاد سنکر بدحواسی
۱۰۸	۲۵۲	آیۂ کریمہ کہ مہاجرین بعد ہجرت خفیہ دوستانہ تعلقات مشرکین سے رکھتے تھے
۱۰۹	۲۵۳	آیات الٰہی دربارہ امتحان ہجرت و جہاد مہاجرین۔
۱۱۰	۲۵۶	قولہ کیا خدا کے وعدے سے ابوبکر و عمر و عثمان مستثنیٰ کردیے گئے۔
۱۱۱	۲۵۷	یہ حضرات بوجہ نقص ایمان خدا کے وعدے سے مستثنیٰ ہین
	۲۶۱	**غزوۂ بدر**
۱۱۲	۲۶۲	حسب ہدایت مندرجہ مدارج النبوۃ لشکر اسلام سے ایک گروہ جنگ کا اور ایک قافلہ کاروان کا خواہشمند تھا۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۱۳	۲۷۲	آیہ کریمہ مسلمانون کا ایک گروہ لڑائی پر گھر سے نکلنے مین ایسا ڈرتا تھا گویا وہ موت کیطرف ڈھکیلے جارہے ہین۔
۱۱۴	۲۷۵	تقابل اصحاب دربارۂ ایمان
۱۱۵	۲۷۷	اقتباس روضۃ الصفا دربارہ حالات جنگ
۱۱۶	۲۸۲	اصحاب مین باہم مال غنیمت پر تکرار اور نزول آیۂ کریمہ
۱۱۷	۲۸۷	جنگ کرنے والے اصحاب مین حضرت ابوبکر وعمر شامل نہ تھے
۱۱۸	۲۸۹	حضرت حمزہ وعبیدہ وجناب امیرؑ کا مشرکین سے مقابل ہونا پیغمبر خدا کا اُنکی فتح یابی کی دعا کرنا اور خداے پاک کی امداد۔
		غزوۂ احد
۱۱۹	۲۹۶	رسول اللہ کا ابوسفیان کی چڑھائی کی خبر سنکر مدینے سے نکلنا اور منجملہ اصحاب تین سو اشخاص کا اثناے راہ سے پلٹ جانا اور انکے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔
۱۲۰	۲۹۷	اقتباس جنگ از تاریخ روضۃ الصفا
۱۲۱	۳۰۵	رسول اللہ کا پچاس اصحاب کو گھاٹی پر مقرر فرمانا اور انکا و دیگر اصحاب کا مال غنیمت دیکھکر جنگ چھوڑ کر مال غنیمت کیلیے جانا اور انکے فرار کے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔
۱۲۲	۳۰۷	آنحضرت صلعم پر دشمنون کا حملہ۔
۱۲۳	۳۰۹	اصحاب کی بدحواسی اور فرار پر آیۂ کریمہ
۱۲۴	"	مومنین کی تعریف اور منافقین کی مذمت مین آیہ شافیہ۔
۱۲۵	۳۱۰	قول شاہ صاحب کہ تیس اصحاب ثابت قدم رہے انہین ابوبکر وعمرؓ بھی تھے۔
۱۲۶	۳۱۱	تردید قول اور حضرت ابوبکرؓ وعمر کے فرار کے ثبوت مین اسناد وتفاسیر اہلسنت
۱۲۷	۳۱۷	حضرت عثمان فرار ہوکر تین دن کے بعد آئے۔
۱۲۸	۳۱۷	آیات دربارہ انکشاف ایمان مومنین ومنافقین
۱۲۹	۳۲۰	شاہ صاحب کے اقوال پر تنقید۔
۱۳۰	۳۲۱	اصحاب کا خبر شہادت رسولؐ سنکر دین سے پلٹ جانا
۱۳۱	۳۲۶	امیر المومنین وحضرت حمزہ کا جوش ایمان
۱۳۲	۳۲۹	اصحاب وبعض خواتین کے ایمان وعقائد کا تقابل۔
۱۳۳	۳۲۹	بایجاد رسول اللہ زنان انصار کا حضرت حمزہ کی لاش پر نوحہ و بکا کرنا
۱۳۴	۳۳۱	اقوال محدثین اہلسنت دربارہ شجاعت جناب امیر علیہ السلام
۱۳۵	۳۳۴	**غزوہ خندق**
۱۳۶	۳۳۴	جنگ کی بنیاد اور خداے پاک کی امداد

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۳۷	۳۳۶	اقتباس سیرۃ النبی مولفہ شبلی نعمانی و روضۃ الصفا درباره واقعات جنگ
۱۳۸	۳۳۷	آیات الٰہی در بارۂ مذمت اصحاب ناکثین و مدح اصحاب مومنین
۱۳۹	۳۵۲	اصحاب پر عمر ابن عبدود کی ہیبت اور حضرت عمر کا اسکی شجاعت کا حال بیان کرنا۔
۱۴۰	۳۵۳	جناب امیر علیہ السلام کا اُس سے لڑنے کی اجازت مانگنا اور رسول اللہ کا دعا فرمانا اور آپکی شان مین حدیث۔
۱۴۱	۳۵۴	جناب امیر علیہ السلام کا عمر ابن عبدود کو قتل کرنا اور فوج مشرکین کا فرار اور خدا کا مومنین کی امداد مین آیات نازل فرمانا اور اسلام کی فتح
۱۴۲	۳۵۷	تفسیر آیۂ مصرحۂ بالا۔
۱۴۳	۳۵۸	جناب امیر علیہ السلام کا فتحیاب ہوکر آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا اور حدیث منزلت۔
۱۴۴	۳۶۰	روایات در بارہ عدم شجاعت حضرت عمرؓ
		غزوۂ خیبر
۱۴۵	۳۶۳	اقتباس روضۃ الصفا در بارۂ حالات و واقعات جنگ۔
۱۴۶	۳۶۴	حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا سپہ سالار بنکر جنگ پر جانا اور فرار ہونا۔
۱۴۷	۳۷۴	روایات و حدیث لاعطین الرایۃ الخ در بارہ فتح قلعہ قموص و حیدر کرار غیر فرار کی شجاعت و منزلت مین
۱۴۸	۳۸۵	طعن مولوی علی حید صاحب باعدم شجاعت جناب امیرؑ
۱۴۹	″	تردید
		سریۂ وادی الرمل
۱۵۰	۳۸۸	اقتباس تاریخ متذکرہ بالا رسول اللہ کا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور عمرو بن عاص کو سپہ سالار بناکر باری باری سے جنگ پر بھیجنا کفار مشرکین کا ان پر حملہ کرنا اور ہر سہ سردار کا مع فوج فرار ہونا
۱۵۱	۳۸۹	رسول اللہ کا لشکر ترتیب دیکے جناب امیر کو جنگ پر بھیجنا۔ اور حضرت ابوبکرؓ و عمر اور عمرو بن عاص کو مطیع امیر المومنین کرکے لشکر مین شامل کرنا
۱۵۲	۳۹۱	جناب امیر کا مع لشکر بر سر اعدا پہونچنا اور فتح کرکے پھرنا اور آپکی شان مین سورۂ والعادیات نازل ہونا۔
۱۵۳	۳۹۲	رسول اللہ کا مع اصحاب جناب امیر کا استقبال فرمانا اور آپ کی پیشانی کو بوسہ دینا اور حدیث منزلت

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
		غزوۂ حنین
۱۵۴	۳۹۳	اقتباس تاریخ متذکرہ بالا دربارہ جنگ
۱۵۵	۳۹۸	خلاصہ عبارت تحفہ دربارہ عدم فرار اصحاب
۱۵۶	۳۹۹	آیات الٰہی واسناد کتب حدیث وسیر دربارہ فرار جمیع صحابہ بجز حضرت علی وحضرت عباس و ابوسفیان وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم
۱۵۷	۴۰۴	آیہ کریمہ دربارہ غزوہ در فرار اصحاب امداد غیبی
۱۵۸	۴۰۸	عبارت روضۃ الصفا ومدارج الاسلام بابت کلمہ غزوہ
۱۵۹	۴۱۰	رسول اللہ کا اصحاب مفرورین کو پکارنا اور حضرت عباس کی آواز پر انصار کا پلٹنا۔
۱۶۰	۴۱۰	تفسیر در منثور
۱۶۱	۴۱۱	اصحاب کا ابوجندل سے لڑنا اور دست ید اللہ پر فتح
۱۶۲	۴۱۱	شاہ صاحب کے کلام پر تنقید
	۴۱۸	**تیسری آیت**
۱۶۳	۴۱۸	قولہ۔ آیہ کریمہ والسابقون الاولون الخ مہاجرین والانصار اور انکی پیروی کرنیوالونکی فضیلت مین۔
۱۶۴	۴۲۱	ثبوت سابق الاسلامی جناب امیر علیہ السلام کتب اہل سنت سے۔
۱۶۵	۴۵۱	قولہ امام محمد باقرؑ نے اصحاب ثلثہ کو اس آیت مین داخل کیا ہے۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۶۶		تردید قول
۱۶۷		قولہ امامیہ اپنے ائمہ کے اقوال کیون نہین مانتے۔
۱۶۸		ضرور مانتے ہین
۱۶۹	۴۳۳	قولہ بجز تقیہ کے دوسرا جواب ہو ہی نہین سکتا۔
۱۷۰	۴۳۴	آیات وتفاسیر اہلسنت سے جواز تقیہ کا ثبوت
۱۷۱	۴۳۷	قولہ۔ اگر مہاجرین وانصار کی ہجرت و نصرت بطمع دنیا تھی تو اسوقت دولت کہان تھی
۱۷۲	۴۳۸	حسب اقوال علماء اہلسنت مہاجرین کا مدینہ مین آکر غنی ہونا اور مابین مہاجرین وانصار مال غنیمت پر نزاع
۱۷۳	۴۴۰	حضرت عمر کا بیت المال قائم کرنا اور مال غنیمت اپنی صوابدید پر تقسیم کرنا۔
۱۷۴	۴۴۱	اصحاب کی دولت
۱۷۵	۴۴۱	قول حضرت ابوبکرؓ
۱۷۶	۴۴۲	قول حضرت عمر فاروقؓ
۱۷۷	۴۴۴	قول حضرت عثمان غنیؓ
۱۷۸	"	حضرت عبدالرحمن بن عوف داماد حضرت عثمانؓ کا قول
۱۷۹	۴۴۵	حضرت طلحہ داماد حضرت ابوبکرؓ کا قول

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۱۸۰	۴۴۶	مقول زبیر ہمشیرزادہ حضرت عائشہ رض
۱۸۱	۴۴۷	آیۂ کریمہ وعبارت کتاب سیرۃ النبی در بارۂ
۱۸۲	۴۴۷	مذمت طالبان دنیا۔
۱۸۳	۴۴۸	حدیث الفقر فخری
۱۸۴	۴۴۹	مہر جناب فاطمہ زہرا ع
۱۸۵	۴۵۰	آیۂ کریمہ یوفون بالنذر الخ کا شان نزول
۱۸۶	۴۵۲	عبادت رسول ووصی رسول
۱۸۷	۴۵۲	ذکر عبادت امام زین العابدین ع
۱۸۸	۴۵۵	جناب امیر کی رائے صائب اور تدبیر صحیح ہوتی تھی
۱۸۹	۴۵۶	جناب امیر سے عمر کی مخالفت کا سبب
۱۹۰	۴۶۰	تقابل مابین اصحاب آل رسول در بارۂ تقلید رسول
۱۹۱	۴۶۴	قولہ۔ اللہ تعالی کی تصدیق مہاجرین و انصار کی صدق ہجرت و نصرت پر
۱۹۲	۴۶۵	آیۂ کریمہ کی توضیح
۱۹۳	۴۷۰	قولہ۔ امامیہ خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب۔

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۱۹۴	۴۷۱	امامیہ ہی تصدیق کرتے ہیں۔
۱۹۵	۴۷۳	احوال ہجرت وشہادت سید الشہدا و اصحاب آنجناب
۱۹۶	۴۷۴	آیۂ کریمہ والسابقون الخ کا انجام تمام اہلبیت رسول خدا کے ساتھ ہوا۔
۱۹۷	۴۷۴	امام حسین کا خطبہ مکہ سے کوچ کرتے وقت
۱۹۸	۴۷۵	دوسرا خطبہ شب عاشور کربلا میں
۱۹۹	۴۷۶	انصار حسین کا صدق ایمان
۲۰۰	۴۷۹	نماز شب عاشور
۲۰۱	۴۸۳	نماز سحر یوم عاشور
۲۰۲	۴۸۵	لشکر خدا کا رزمگاہ کو جانا اور جناب امام حسین کا
۲۰۳		انصار کو انکے مراتب دکھلانا۔
۲۰۴	۴۸۶	جنت کا سماں
۲۱۳	۴۹۰	حضرت کا لشکر مخالفت کو ہدایت ونصیحت فرمانا۔
۲۱۴	۴۹۳	آغاز جنگ اور اعزہ وانصار کی شہادت
۲۱۵	۴۹۶	تقابل مابین اصحاب بدر واصحاب امام حسین ع

چوتھی آیت ملاحظہ ہو حصہ دوم میں جو زیر طبع ہی

تحفہ ۱۹۵۰ ۱۹۶۲
۱۳۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علی سیدنا و حبیبنا ابی القاسم محمد و
آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین و اصحابہ المکرمین

اخی المعظم جناب مولوی سید مہدی علی صاحب المخاطب نواب محسن الملک مرحوم و مغفور نے آیات بینات مین اصحاب ثلثہ اور مہاجرین و انصار کی منزلت و فضیلت اور اسلام و ایمان کے ثبوت مین جو دلائل عقلی تحریر فرمائے تھے۔ الحمد للہ کہ انکے جوابات کتاب آیات محکمات کی پہلی جلد سے معزز ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکے۔ چونکہ جناب ممدوح نے بعض آیات الٰہی سے بھی اصحاب ممدوحین کی فضیلت و ایمان ثابت کرنے مین سعی بلیغ فرمائی ہے۔ لہذا جناب موصوف کے اقوال بالاستیعاب نقل کرکے انکے جواب اس جلد مین عرض کئے گئے ہین امید کہ ناظرین بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ — اور میری تائید تو بجز خدا کے اور کسی سے ہو ہی نہین سکتی

توکلت والیہ انیب۔ — مین نے اُسی پر بھروسہ کیا ہے اور اسیکی طرف رجوع کرتا ہون۔

قال

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

قولہ شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل کے ثبوت مین تین قسم کی شہادتین بیان کرتے ہین۔

اوّل

وہ شہادتین جو توریت و انجیل مین مذکور ہین ؛

دوم

وہ شہادتین جو قرآن مجید مین ہین۔

سوم

وہ شہادتین جو ائمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ مین منقول ہین۔

اقول

وہ شہادتین صحابِ مومنین کے حق مین ہین

اگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے صحابِ مومنین کامل الایمان و راسخ الاعتقاد مراد ہین
تو اِن شہادتون کو اُن کے حق مین تسلیم کرنے مین ہم کو عذر و انکار نہین ہے۔ مگر آپکا مقصود اسے نہین ہے
بلکہ آپ تو باتباع علمائے اہلسنت اِن شہادتون کو صحابِ ثلثہ اور اِن کے تابعین کی شان مین بتائینگے
جس کا بطلان ہم کتب اہلسنت سے حسبِ اقوال علمائے کرام و فضلائے عظام ثابت کرینگے بلکہ جن علماء نے
ان شہادتون کو اُن حضرات سے منطبق کرنے مین تحریفات معنوی کی ہین انشاء اللہ تعالیٰ انکا بھی بدلائلِ ساطعہ
و براہین قاطعہ اسطرح انکشاف کرینگے کہ ہواخواہان صحابہ خود ہی حق کا اقرار کرلین۔

افمن یمشی مکبا علی	بس کیا وہ شخص جو اپنے منھ کے بل اوندھا
وجھہ اھدیٰ امن یمشی سویا	چل رہا ہے زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ شخص جو سیدھا
علیٰ صراطٍ مستقیم	(پیرون کے بل) سیدھی سڑک پر چل رہا ہے۔

SALAR JANG ESTATE LIBRARY

قال

ذکر کتب سماوی مین صحابہ کے صفات وحالات

اتنی بات تو امامیہ مذہب والے بھی جانتے ہین کہ جس طرح اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین ذکر پیغمبر خدا صلعم کا بطور پیشین گوئی کے کیا ہے۔ اسیطرح حضرت کے یارون کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اُن کے صفات وحالات کو مثالون مین بیان فرمایا ہے۔ اور اس سے انکار اسلئے نہین کرسکتے کہ خدا نے خود فرمایا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ	محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ ساتھ اسکے
اشداء علی الکفار رحماء بینھم	ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحمل ہین درمیان اپنے
تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا	دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے
من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھم	چاہتے ہین فضل خدا کا اور رضامندی اسکی نشانی انکی
من اثر السجود ذلک مثلھم فی	اُنکے چہرے پر ہے اثر سے سجدے کے یہ ہے صفت
التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع	انکی بیچ توریت کے اور صفت ان کی بیچ انجیل کے
اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ	جیسی کھیتی لگائے اکھوا اپنا پس قوی کرے اسکو پس موٹی
فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع	ہوجاوین پس کھڑے ہوجاوین اوپر جھڑی اپنی کے خوش
لیغیظ بھم الکفار ط	لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو تاکہ غصہ مین لائے اللہ بسبب ان
پ ۲۶ - فتح - ع ۴	مسلمانون کے کافرون کو

اب ہم اُن مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جنکی خبر خدا جلشانہ نے اس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین۔

اقول

تردید قول

یہ آیات پاک ان اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے متعلق ہین جو ان تمام صفات سے متصف تھے جن کا ذکر ان آیتون مین ہے اور وہ اصحاب جنکی بابت نزاع ہے اُن پر ان آیتون کا اطلاق اسلئے نہین ہوسکتا کہ وہ حضرت نہ ایمان مین کامل تھے اور نہ ان صفات سے موصوف۔

چنانچہ خود اللہ جل شانہ نے ان آیتون کے بعد

وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا	جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے
الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ واجرا عظیما۔	خدا نے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ
پ۲۶ - س - فتح - ع ۴	کیا ہی۔

فرما کر اس امر کی صراحت کردی ہے کہ ہمارے وعدۂ مغفرت اور اجر عظیم کے صرف انہین لوگون سے ہین جو مومن ہین۔ مگر آپ نے اس اندیشہ سے کہ اصحاب معلومین کے ایمان کا ثبوت محال ہے لہذا اوپر کی تو سب آتین لے لین اور آخر کی آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ الخ چھوڑ دی۔ اگرچہ آپ نے اصحاب معلومین کی فضیلت مین کوئی شہادت کتب سماوی کی پیش نہین کی اور نہ ان کے صفات و حالات کا جنکو اللہ جل شانہ نے مثالون مین بیان فرمایا ہے کچھ ذکر کیا ہے۔ لہذا جہان آپ وہ شہادتین اور مثالین پیش کرینگے وہین ہم بھی اُسکی رد کرینگے لیکن اتنی بات تو اہلسنت و الجماعت بھی خوب جانتے ہین کہ جس طرح اللہ جل شانہ تبارک و تعالیٰ نے کتب سماوی مین اپنے حبیب رسول صلعم کا ذکر بطور پیشینگوئی کے کیا ہے اسی طرح آپ کے اصحاب طالبان دنیا کا بھی کیا ہے اور ان کے طمع و حرص و ہوا کا صاف صاف اظہار کردیا ہے اور اس سے انکار اسلئے نہین کرسکتے کہ اللہ جل شانہ نے خود ان اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا	لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو،

والاخرۃ خیرٌ وابقیٰ ان ھذا   حالانکہ آخرت زیادہ اچھی اور باقی رہنے والی ہے

لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم   بیشک یہی مضمون اگلی کتابون مین بھی ہے جو

وموسیٰ   پ۳۰ - س عم - ع   ابراہیمؑ وموسیٰؑ کی کتابین ہین -

پس کتب سماوی مین صحابہ معلومین کے اچھے صفات اور عمدہ حالات کا تو ذکر مطلق نہین ہے - البتہ دنیا طلبی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا ذکر کتب سابقہ سماویہ مین بنص قرآن ثابت ہوگیا ہے اب سنئیے کہ کتب سماویۂ سابقہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کا ذکر بھی ہے جیسا کہ ملا جامیؒ شواہد النبوۃ مین وصی رسول اللہؐ کی عظمت ومنزلت کے بارہ مین تحریر فرماتے ہین :-

درایام محاربہ معاویہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ   معاویہ سے جنگ کے زمانہ مین حضرت علیؑ ایک دریا

برکنار دریائے فرود آمد ناگاہ مردے آمد گفت   کے کنارے رونق افروز ہوئے ناگاہ ایک مرد سامنے

السلام علیک یا امیر المومنین حضرت فرمود   آیا اور کہا السلام علیک یا امیر المومنینؑ حضرت نے

علیک السلام آن مرد گفت من شمعون بن یوحنا ام   جواب سلام کا دیا اُسنے کہا مین شمعون بن یوحنا

صاحب این دیر وا اشارت بدیری کرد کہ آنجا بود پس   اور مالک اس دیر کا ہون اُس دیر کی طرف اشارہ

گفت نزدیک ما کتابی ہست کہ اصحاب عیسیٰ علیہ السلام   کیا جو کہ وہان تھا پھر کہا میرے پاس ایک کتاب ہے

آن را از یک دیگر میراث گرفتہ اند اگر خواہی آن را بر تو   جسکو اصحاب عیسیٰ علیہ السلام نے میراث مین ایک دوسرے

خوانم و اگر خواہی آن را پیش تو آرم فرمود بخوان در   سے پائی ہے اگر اجازت ہو تو مین اسکو پڑھون یا

آن مرد خواندن گرفت در نعت رسول بود صلی اللہ   پیش کرون آپ نے فرمایا پڑھ اُس نے پڑھنا شروع کیا

علیہ وسلم و اوصاف اُمت وی در آخران این بود   اسمین رسول اللہ کی نعت اور آپ کی امت کے اوصاف

کہ روزی فرود آید برکنار این دریا مردیکہ اقرباشد   درج تھے اور آخر مین یہ لکھا تھا کہ ایکدن اس دریا کے

بسے از اہل آن زمان در قرابت دین اہل مشرق
را بیارد و از اہل مغرب مقاتلہ کند آن مرد گفت چون
آن نبی مبعوث شد بسے ایمان آوردم و تو چون
اینجا فرود آمدی پیش تو آمدم تا زندہ و مردہ با تو
باشم حضرت امیر بگریست و حاضران بگریستند بعدہ
پس فرمود الحمد للہ الذی لم یجعلنی عندہ
منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار
پس باحیہ عدی گفت کہ اے باحیہ این را با خود نگہ دار
و ہر گاہ کہ شام و چاشت خوردی ویرا طلب کردے
آنمرد چون در لیلۃ الہریر حرب وے با معاویہ صعب شد
شہید گشت حضرت امیر رضی اللہ برو نماز گذاشت
و در قبر فرود آمد فرمود کہ ہذا رجل منا اہل البیت

شواہد النبوۃ صفحہ ۲۰۰، مطبوعہ عمدۃ المطابع

کنارے ایک ایسا مرد فروکش ہوگا جو قریب تر رسول اللہؐ
کا رشتہ دار ہوگا وہ اہل مشرق کو دین میں لائیگا اور
اہل مغرب سے مقاتلہ کریگا پھر اُسنے کہا کہ جب وہ نبی مبعوث
ہوے تو مین اُنپر ایمان لے آیا چونکہ آپ اسجگہ تشریف فرما
ہین اسلئے حاضر ہوا ہون تاکہ حیات و ممات مین آپکے
ساتھ رہون یہ سنکر آپ بہت روئے اور حاضرین بھی
رونے لگے۔ آپنے فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جسنے مجھکو
فراموش نہین کیا۔ اور اپنی کتاب پاک مین مجھکو یاد کیا
اور باحیہ عدی سے فرمایا کہ بحفاظت اسکو اپنے پاس رکھ
اور اسکو صبح و شام کھانے کے وقت طلب فرماتے تھے
آخر وہ دیرانی جنگ لیلۃ الہریر مین شہید ہوا امیر المومنینؑ
نے اُسپر نماز پڑھی اور خود اسکی قبر مین اُترکر فرمایا
کہ یہ مرد ہم اہلبیت سے ہے

دوسری روایت :-

در وقت توجہ بہ صفین اصحاب وے محتاج آب
شدند ہر چند چپ و راست شتافتند آب نیافتند
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ ایشان را اندکے از جادہ بگردانید
دیرے حاضر شد در میان بیابان از ساکن آن دیر
سوال آب کردند گفت ازین جا آب تا دو فرسنگ است

جبکہ آپ صفین کو تشریف لیجا رہے تھے تو راستہ
مین آپکے اصحاب کو پانی کی احتیاج ہوئی ہر چند ادھر ادھر
دوڑے مگر پانی نہ ملا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ انکو اس جگہ سے
تھوڑی دور لیگئے اُس صحرا مین ایک دیر نمودار ہوا اُس دیر کے
رہنے والون سے اصحاب نے پانی مانگا اُسنے کہا کہ پانی یہان سے دو فرسنگ پر ہے

اصحاب گفتند اے امیرالمومنین اجازت دہ تا آنجا بردیم
شاید پیش از آنکہ ہیچ قوت نماند بآب برسیم حضرت امیرؑ
کرم اللہ وجہہ فرمود حاجت باین نیست عنان بغلہ خود
را بجانب قبلہ شتافت و بجای اشارت کرد کہ آن جا بکاوید
چون مقدارے خاک بر داشتند سنگی بزرگ پیدا آمد کہ ہیچ
آلتی برآن کار نمی کرد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ این
سنگ بربالائے آب ست جہد کنید و این را بر کنید
اصحاب مجتمع شدند و جہد کردند الا نتوانستند کہ آنرا
از جا بجنبانند چون حضرت امیرؑ آنرا بدید از بغلہ
خود فرود آمد و آستین از ساعد باز نورد و دو انگشتان
مبارک بزیر آن سنگ در آورد و زور کرد و آن
سنگ را از بالائے چشمہ دور انداخت آبی ظاہر
شد بغایت صافی و شیرین و خنک کہ در آن سفر بہتر
از ان نخوردہ بودند ہمہ آب خوردند و آن مقدار
کہ خواستند بر داشتند پس امیرؑ کرم اللہ وجہہ آن
سنگ را برداشت و بالائے آن چشمہ نہاد و فرمود کہ
آنرا بخاک بپاشند چون راہب آن دیر آن حال
را مشاہدہ کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت
امیرؑ بایستاد و پرسید کہ تو پیغمبر مرسلی ؟

اصحاب نے خدمت بابرکت میں عرض کی کہ ای امیرالمومنینؑ
وہان جانے کی اجازت دیجئے شاید کہ اس سے پہلے بالکل
قوت نہ رہے ہم پانی تک پہنچ جائین حضرت امیرؑ
کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ضرورت نہین
ہے یہ فرماکر سواری مبارک کی باگ قبلہ کی جانب موڑی
(ایک جگہ ٹھہر کر) آپنے اشارہ فرمایا کہ یہان کھود و
جب تھوڑی مٹی ہٹی تو ایک ایسا بھاری پتھر نکلا کہ
جسپر کوئی آلہ کارگر نہوتا تھا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا کہ پتھر پانی پر ہے کوشش کرکے اسکو ہٹا دو سب
اصحاب نے ملکر بہت کچھ زور کیا مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے
ہلا تک نہین حضرت امیرؑ نے یہ حالت دیکھی تو سواری مبارک
سے اُترے اور کلائی تک آستین چڑھا کر اُس پتھر کے نیچے
انگلیان ڈالکر زور کیا کہ وہ پتھر اُس چشمہ سے دور جا گرا پھر تو
ایسا صاف و شیرین اور ٹھنڈا پانی نکلا کہ اُس سفر میں اُس سے
بہتر کسی نے پیا ہی نہ تھا غرض سب لشکر سیراب ہو گیا اور جسقدر
چاہا بھر بھی لیا۔ پھر حضرتؑ نے اس پتھر کو اٹھا کر اُسی چشمہ
پر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ اسپر مٹی ڈالدو۔ اُس دیر کے راہب نے
جو ہین یہ حال دیکھا تو دیر سے نکلکر حضرت امیرؑ کے
سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور پوچھا کیا آپ پیغمبر مرسل ہین؟

فرمود کہ نہ، پس گفت کہ تو فرشتۂ مقربی؟ فرمود
کہ نہ پس گفت کہ تو چہ کسی؟ فرمود کہ من وصی پیغمبر مرسل
محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہستم
راہب گفت دست بیار کہ مسلمان می شوم حضرت
امیر کرم اللہ وجہہ دست بوے داد گفت
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد
ان محمدا رسول اللہ واشہد انک
وصی رسول اللہ

بعد ازان حضرت امیرؑ از وے پرسید کہ سبب
چہ بود ترا بعد ازان کہ مدتی مدید بر دین خود بودی و
امروز ایمان آوردی گفت اے امیر المومنینؑ بناے
این دیر از برای کندہ این سنگ ست و پیش
ازین بسیار دیرنشین بودہ اند زیرا کہ ما در کتب خود دیدیم
و از علمای خود شنیدہ کہ درین موضع چشمۂ آب ست و
بربالاے آن سنگی کہ آن را نداند و کندن آن نتواند
مگر پیغمبرے یا وصی پیغمبرے پس چون من این دیدم
کہ تو کار کردی و انچہ انتظار آن میبردم
بآرزوے خود رسیدم۔ چون حضرت امیرؑ آنرا بشنید
چندان بگریست کہ محاسن مبارک وے از آب دیدہ تر شد

آپنے فرمایا کہ نہیں پھر اُسنے کہا کیا آپ ملائکہ مقربین سے
ہیں آپنے فرمایا نہیں اُسنے عرض کیا تو پھر آپ کون ہیں
حضرتؑ نے کہا کہ میں پیغمبر مرسل محمد ابن عبد اللہ
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہون راہب نے
کہا کہ ہاتھ بڑھائیے کہ میں اسلام سے مشرف ہون حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ نے اسکی جانب دست مبارک دراز فرمایا۔
اسنے کلمۂ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان
محمدا رسول اللہ و اشہد انک وصی رسول اللہ پڑھا۔
اسکے بعد جناب امیرؑ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ
کیا بات تھی کہ تو اتنی مدت تک اپنے مذہب پر رہا اور
آج اسلام لایا۔ اُسنے عرض کی کہ اس دیر کی بنا اس پتھر
کے کھودنے والے پر تھی اور اس سے پہلے بہت لوگ اس دیر
مین گذر چکے ہین یہانتک کہ مین نے اپنی کتابون میں پڑھا
ہے اور علماء سے سنا بھی ہے کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے اور اوپر
ایک پتھر رکھا ہے جسکو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی اور
نہین جانتا اور نہ کھود سکتا ہے پس جبکہ مین نے اس امر کا
مشاہدہ کیا کہ آپنے اس کام کو کر لیا تو مین نے اپنی مراد
پائی اور جس چیز کا طالب تھا وہ ہاتھ آئی جب جناب امیرؑ نے
یہ بات سُنی تو اسقدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی

بعد ازان گفت الحمد لله الذی لم اکن	اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے
عنده منسیا وکنت فی کتبه مذکورا پس	فراموش نہین کیا اور اپنی کتابون مین مجھے یاد فرمایا۔
آن راہب ملازم حضرت امیرؑ شد در پیش وی با اہل شام	اسکے بعد راہب حضرت امیرؑ کی ملازمت مین داخل ہوا
مقاتلہ کرد چندان کہ شہید شد حضرت امیرؑ بروے	اور آپکے سامنے اہل شام سے خوب لڑ بھڑ کے شہید ہو گیا
نماز گذاردہ وے را دفن کرد و از برای وے از خدا تعالےٰ	حضرت امیرؑ نے اسپر نماز پڑھکر دفنایا اور خدا تعالیٰ سے
آمرزش خواست و ہرگاہ کہ وے را یاد میکرد می گفت	اسکے مغفرت کی دعا فرمائی آپ جب اسکو
کہ وے مولائے من ست (از شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۰)	یاد کرتے تو یہ فرماتے" یہ میرا غلام ہے"۔

واضح ہو کہ کتب سماوی مین تنہا وصی رسول اللہ کی ہی فضیلت کی پیشین گوئی نہین ہے بلکہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کا بھی اظہار کیا گیا ہے جیسا سلیمان بن ابراہیم بلخی ینابیع المودۃ مین لکھتے ہین دیکھو صفحہ (۴۴۳)۔ امامت ائمہ طاہرین بشہادت کتب سابقہ

وفی المناقب عن واثلہ بن الاصقع	مناقب مین واثلہ بن اصقع بن قرخاب سے اور اُسنے
بن قرخاب عن جابر بن عبد اللہ	جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہا
الانصاری قال دخل جندل بن	اُنھون نے کہ جندل بن جنادہ بن جبیر یہودی خدمت
جنادہ بن جبیر الیہودی علی رسول	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوا عرض کیا کہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد	اے محمد! مجھے خبر دیجئے اُس شے سے جو خدا کے لئے نہین
اخبرنی عما لیس للہ وعما لیس عند اللہ	ہے اور اُس شے سے جو نزدیک خدا کے نہین ہے اور
وعما لا یعلمہ فقال صلی اللہ	اُس شے سے کہ جسکو خدا نہین جانتا ہے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم اما ما لیس للہ فلیس	علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ شے جو خدا کے لئے نہین
للہ شریک واما ما لیس عند اللہ	ہے پس خدا کے لئے شریک نہین ہے اور جو چیز خدا

فلیس عند الله ظلم للعباد واما ما
لا یعلم الله فذلك قولکم یا معشر
الیهود ان عزیر ابن الله والله لا یعلم
انه له ولد بل یعلم انه مخلوقه وعبده
فقال اشهد ان لا اله الا الله وانك
رسول الله حقا وصدقا ثم قال انی
رأیت البارحة فی النوم موسی بن
عمران علیه السلام فقال یا جندل
اسلم علی ید محمد خاتم الانبیاء
واستمسك اوصیاءه من بعده
فقلت اسلم فلله الحمد اسلمت
وهدانی بك ثم قال اخبرنی
یا رسول الله عن اوصیائك من بعدك
لاتمسك بهم قال اوصیائی الاثنا
عشر قال جندل هکذا وجدناهم فی التوراة
وقال یا رسول الله سمهم لی فقال اولهم سید
الاوصیاء ابو الائمة علی ثم ابناه الحسن
والحسین فاستمسك بهم ولا یغرنك جهل
الجاهلین فاذا ولد علی بن الحسین زین العابدین

کے پاس نہیں ہے۔ پس نہیں ہے خدا کے لئے ظلم عباد
اور لیکن وہ شے کہ جسکو خدا نہیں جانتا ہو پس اے گروہ
یہود وہ قول تمھارا ہے کہ عزیر ابن اللہ ہیں۔ اور اللہ
نہیں جانتا ہے کہ وہ اُسکے ولد ہیں بلکہ جانتا ہے کہ وہ
اُسکے مخلوق ہیں اور بندے ہیں۔ جندل نے کلمہ پڑھا
کہ کوئی معبود بحق سوائے خدا کے نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ
آپ اُسکے سچے رسول ہیں پھر کہا کہ بتحقیق میں نے شب گذشتہ
خواب میں موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہیں
اے جندل تو بر خاتم انبیا محمدؐ کے اسلام لا اور بعد اُنکے
اُنکے اوصیا سے تمسک کر میں نے عرض کیا کہ اسلام لاؤنگا
للہ الحمد کہ میں اسلام لایا اور ہدایت کی آپ کے سبب سے مجھکو
ہدایت کی پھر کہا کہ مجھے خبر دیجئے یا رسول اللہ اپنے اوصیا
سے جو آپکے بعد ہونے والے ہیں (کون کون ہیں) تاکہ
میں اُنسے تمسک کروں فرمایا اوصیا میرے بارہ ہیں
جندل نے کہا کہ اسیطرح میں نے توریت میں اُنکا ذکر
پایا ہے اور کہا کہ یا رسول اللہ اُنکے نام مجھے بتلائیے پس
فرمایا پہلے اُنمیں سردار اوصیا ابو الائمہ علیؑ ہیں پھر اُنکے
دونوں فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں اُنسے تمسک کرو اور تجھکو جہل
جاہلوں کا فریب نہ دے پس جب علی بن الحسین زین العابدین

يقضي الله عليك ويكون آخر	پیدا ہونگے تو تیری قضا جو خدا کی مقرر کردہ ہے آجائیگی
زادك من الدنيا شربة لبن تشربه	اور آخر زاد تیرا دنیا سے شربت لبن ہوگا یعنی دودھ
فقال جندل وجدنا في التوراة وفي	پینے کے بعد موت آئے گی، جندل نے کہا کہ ہم نے توریت
كتب الانبياء عليهم السلام ايليا	میں اور کتب انبیا علیہم السلام میں ایلیا اور شبر اور شبیر
وشبرا وشبيرا فهذه اسم علي والحسن	نام پائے ہیں پس یہ تو نام علی اور حسن اور حسین کے ہیں بعد
والحسين فمن بعد الحسين وما	امام حسین کے جو اوصیا ہیں اُنکے کیا نام ہیں حضرت نے فرمایا
اساميهم قال اذا انقضت مدة الحسين	کہ جب مدت حسین کی منقضی ہو جائے گی تو امام اُن کے
فالامام ابنه علي ويلقب بزين العابدين	فرزند علی ہونگے جنکا لقب زین العابدین ہے اُن کے بعد
فبعده ابنه محمد يلقب بالباقر	اُنکے فرزند محمد ہیں جنکا لقب باقر ہے اُنکے بعد اُنکے
فبعده ابنه جعفر يدعى بالصادق	فرزند جعفر ہیں جو صادق کے نام سے پکارے جائینگے
فبعده ابنه موسى يدعى بالكاظم	اُن کے بعد اُنکے فرزند موسیٰ ہیں جو کاظم کے ساتھ پکارے
فبعده ابنه علي يدعى بالرضا	جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی ہیں جو رضا کے ساتھ
فبعده ابنه محمد يدعى بالتقي	پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو تقی اور
والزكي فبعده ابنه علي	زکی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی
يدعى بالنقي والهادي فبعده	ہیں جو نقی اور ہادی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد
ابنه الحسن يدعى بالعسكري	اُنکے فرزند حسن ہیں جو عسکری کے ساتھ پکارے جائینگے
فبعده ابنه محمد يدعى بالمهدي	اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو مہدی اور قائم اور حجت کے
والقائم والحجة فيغيب ثم يخرج	ساتھ پکارے جائینگے پس وہ غائب ہو جائینگے پھر وہ
فاذا خرج يملاء الارض قسطا وعدلا	نکلیں گے۔ جب نکلینگے تو زمین کو عدل و داد سے بھر دینگے

كما ملئت جوراً وظلماً طوبى للصابرين	جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی خوش حالی ہے
في غيبته طوبى للمقيمين على	اُنکی غیبت مین صبر کرنیوالون کے لئے خوش حالی ہے ان
محبتهم اولئك الذين وصفهم	اوصیا کی محبت پر قیام کرنے والون کیلئے یہی وہ لوگ ہین
الله في كتابه وقال هدى	جنکی خدا صفت کرتا ہے اپنی کتاب مین اور فرماتا ہے جنکا
للمتقين الذين يؤمنون بالغيب	حصل یہ ہے کہ ہدایت ہے واسطے اُن پرہیزگارون کے جو ایمان
ثم قال تعالى (اولئك حزب	لائے ہین ساتھ غیب کے) پھر فرماتا ہے جناب باری جسکا حاصل
الله الا ان حزب الله هم الغالبون)	یہ ہے (یہ لوگ خدا کا گروہ ہین آگاہ ہو کہ خدا کا گروہ وہی
فقال جندل الحمد لله وفقني	غالب ہونیوالے ہین) جندل نے کہا الحمد للہ خدا نے مجھے
بمعرفتهم۔	اُنکی معرفت کی توفیق دے

آپ فرمایئے کہ اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ ائمہ اطہار کا ذکر فرمایا ہے یا اصحاب ثلثہ کا ؟

ان شہادتون سے وصی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ور ائمہ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت ہوتا ہے یا اصحاب کے فضائل اور خلافت راشدہ کا ؟

فائدہ

اب ہم ان مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جن کی خبر خدا نے جل شانہ نے اِس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین :۔

قولہ حضرت ابوبکر رضی نے حسب احکام توریت اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا

پہلی شہادت توریت کی

توریت کی کتاب استثنا کے تیرھوین باب کے چھٹے درس مین لکھا ہے کہ (اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلا وے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تو اُسکے موافق نہ ہونا۔ اور اسکی بات نہ سننا اور اُسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اس کی رعایت نہ کرنا اور اُسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ اس کو ضرور قتل کر ڈالنا۔ اُسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس!

غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا صحابہ کرام نے اُسکو کر دکھایا۔ اور جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہیئے اُس کا ظہور صرف پیغمبر صاحب کے یارون کے ہاتھ سے ہوا۔ اسیواسطے خدا نے انکی شان مین اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ فرمایا۔

اگرچہ صحابہ کرام کی شدت اور صلابت کا جو دین مین تھی امامیہ انکار نہین کرسکتے۔ مگر ہم انکے اطمینان کیلئے حضرت شیخین کے حالات کو جو بڑے دشمن شیعون کے ہین اور جو صنمی قریش کرکے انہین مشہور ہین بیان کرتے ہین اور زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ اپنی ہی کتابون کی روایتون کو سنین اور پھر اسکو توریت کے مضمون سے اور قرآن شریف کی آیت سے ملائین اور خود ہی انصاف کرین اور اگر حیا و شرم مانع نہو وے تو تعصب و عناد کو چھوڑ کر اُن کی فضیلت کا اقرار کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر جماعت مین داخل ہو جائین۔

(پہلی روایت)

کہ حضرت صدیق اکبر رضی نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا۔ امام اعظم شیعون کے حضرت شیخ حلی

تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اُحد کے دن اپنے باپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کردیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرے گا۔

پس اے بھائیو! خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق اکبر کو کیسی تصدیق کرتے ہین اور جو کچھ توریت مین کفار پر شدت کرنے کا ذکر ہے اُسکو شان مین حضرت ابوبکر صدیق کی کیسا تسلیم کرتے ہین۔ کیون یارو! اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار کا مصداق کیا سوائے اس کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہوا اور توریت کے اِس مضمون کا کہ

"غیر معبودون کی بندگی پر پھسلانے والے کو اگرچہ بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست ہو قتل کر ڈالنا اور پہلے اپنا ہاتھ اسکی طرف قتل پر اُٹھانا"

اطلاق کسی اور پر ہوگا تعجب ہے شیعون سے اور ان کے امام اعظم سے کہ ایسی روایت کو تصدیق بھی کرین اور صدیق اکبر کی مستعدی کو باپ کے قتل پر قبول بھی کرین اور پھر اُن کی صدیقیت سے انکار فرمائین۔" (آیات بینات)

اقول

آپنے حضرت ابوبکر صدیق کے اشداء علی الکفار ہونے کے ثبوت مین جو روایت پیش کی ہے — حضرت صدیق کا یہ قصد معصیت تھا

وہ روایت کتب اہلسنت کی ہے نہ کہ کتب امامیہ کی جناب علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ کے تذکرہ مین یہ روایت

الزاماً منقول ہے یہ صحیح نہین ہے کہ جناب ممدوح اسکی تصدیق بھی فرماتے ہین اگرچہ آپ بہت شد و مد سے

حضرت ابوبکر کو اسوجہ سے اشداء علی الکفار بتاتے ہین کہ انھون نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا لیکن

اس سے تو معاً انکی منقصت ثابت ہوتی ہے نہ کہ فضیلت کیونکہ حضرت صدیق کا یہ قصد طاعت تھا یا معصیت ؟ اگر

طاعت تھا تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک امر نیک سے ان کو روکا۔ اگر معصیت تھا تو بجائے

فضیلت منقصت ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ حضرت صدیق نے اس فعل کا قصد کیا تھا جو برخلاف احکام الٰہی

ممنوع ہے اور اسیوجہ سے جناب رسولخدا صلعم نے ان کو منع فرمایا۔ چنانچہ جو آیات حقوق والدین کے بارہ

مین نازل ہوئی ہین انمین تو یہ حکم ہے کہ :۔

تم اپنے مان باپ کی اطاعت کرو ان کی خدمت اور تعظیم و تکریم کرو۔ جو زحمتین اور تکلیفین انھون نے

تمھاری پرورش مین اُٹھائی ہین انکا شکریہ بجالاؤ۔ ان کو اُف تک نہ کرو۔ ہان اگر وہ تم کو شرک و کفر کی

دعوت دین تو اس امر خاص مین انکا حکم نہ مانو۔ مگر دنیا مین انکے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آتے

رہو۔ اگرچہ وہ کافر و مشرک ہی کیون نہون۔"

وہ آیات پاک یہ ہین :۔ — آیات بابت سلوک والدین

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ	اور ہم نے انسان کو اُسکے ماں باپ کے بارے میں اس سبب
امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی	کہ اسکی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسکو حمل میں رکھا دو برس بعد (دودھ)
عامین ان شکرلی ولوالدیک	اُسکا دودھ چھٹا یہ حکم دیا کہ تو میرا بھی شکر گذار رہ اور اپنے والدین

الیّ المصیر ۔ وان جاھداک علی ان	کا بھی (آخری) بازگشت میری طرف ہوگی اور اگر
تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا	وہ دونوں تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ میرا کسی ایسی چیز
تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفاً	کو شریک ٹھہرائے جسکا تجھے کوئی علم نہ ہو تو ان دونوں کی
وّاتبع سبیل من اناب الیّ ثم الیّ مرجعکم	اطاعت مت کر اور دنیا میں ان دونوں کے ساتھ
فانبئکم بما کنتم تعملون	نیک سلوک کرتا رہ اور رستہ پر اس شخص کے چل جو میری طرف
پارہ ۲۱ سورۃ لقمٰن	رجوع ہو پھر تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی
ع ۲	پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے میں اس سے تم لوگوں کو آگاہ کردوں گا"۔

وقضی ربک الّا تعبدوا الّا ایّاہ	اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم قطعی دیا ہے کہ تم
وبالوالدین احساناً امّا یبلغنّ عندک	اُسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی
الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقل لھما	کرتے رہو، اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں تمہاری
افٍّ ولا تنھرھما وقل لھما قولاً کریماً ۔	موجودگی میں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو اُنکے سامنے اُف بھی
واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ	نہ کرو اور نہ اُنکو جھڑکو اور اُن سے آداب اخلاق کی باتیں کرو
وقل ربّ ارحمھما کما ربّیٰنی صغیراً ۔	اور رحم و مروّت سے عاجزی کا بازو اُن کے سامنے خم کردو
پ ۱۵ سبحٰن بنی اسرائیل	یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار تو اُن دونوں پر ایسا ہی
ع ۳	رحم فرما جیسا کہ اُن دونوں نے مجھے ننھا سا پالا تھا۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے :-

"حقیقت دعاے رحمت از ولد در حق والدین ایں است کہ اگر مومن اند ایشان را بہ بہشت رسان و اگر کافر اند رہنماے اسلام و ایمان و خوشنودی الٰہی برضاے والدین باز بستہ است"۔ (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۴۰)

اے بھائیو! اب ہم زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ خدا کے واسطے ذرا ان آیتون کو دیکھو اور اپنے صدیق کے قصد کو قرآن شریف کی آیتون سے ملاؤ ۔ اور خود ہی انصاف کرو ۔ کہ احکام الٰہی سے لاعلم سوا حضرت ابوبکر کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہو۔ تعجب ہے علمائے مفسرین اہلسنت سے کہ ان آیتون اور تفسیرون کی تصدیق کرین اور وہ روایت بھی حضرت ابوبکر کی فضیلت مین بیان کرین جس سے انکا قرآن مجید سے لاعلم ہونا ثابت ہو اور باین شدو مدان کو "اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار" ٹھہرائین۔ اور خدا کی آیتون مین تحریف معنوی کرکے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

اتحاد مابین حضرت صدیق رض و مشرکین

اگرچہ علمائے اہلسنت حضرت ابوبکر کو "اشداء علی الکفار" بتلاتے ہین مگر پھر ایسی ایسی روایتین اور حکایتین بھی ان کی شان مین بیان کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین پر اشد تو کجا شدید بھی نہ تھے۔ بلکہ اُن سے خاص اتحاد و خلوص رکھتے تھے۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے:۔

ابوبکر صدیق بجہت ایذا و اضرار قریش از پیغمبر صلعم رخصت طلبیدہ بجانب حبش روان شد چون بہ برک الغماد رسید ابن الدغنہ کافر او را پیش آمد و پرسید کجا میروی جواب داد کہ قوم من مرا از شہر خویش بیرون کردند۔ ابن الدغنہ مانع وے شد و گفت مثل تو از شہر بیرون نرود من ترا در جوار خود میگیرم باز گرد ابوبکر باو معاودت نمود ابن الدغنہ با اشراف قریش بگشت و گفت مثل ابوبکر را از شہر بیرون نکنید قریش جوار ابن الدغنہ را معتبر داشتند

(جلد اول صفحہ ۱۴۴)

ابوبکر صدیق قریش کی ایذا و ضرر رسانی کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر حبش کیطرف گئے ابھی برک الغماد تک پہونچے تھے کہ ابن الدغنہ (جو کافر تھا) انکے سامنے آیا اور پوچھا کدھر چلے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے شہر سے نکالدیا ہے ابن الدغنہ نے انکو جانے سے روکا اور کہا کہ تم جیسا شخص شہر سے نکل جائے۔ تم میرے ساتھ واپس چلو مین تم کو اپنی پناہ مین لیتا ہون حضرت ابوبکر اسکے ہمراہ لوٹ آئے ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے ملکر کہا تم ابوبکر جیسے شخص کو شہر سے مت نکالو۔ پھر قریش نے انکو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا

یہ واقعہ تو یاد ہی ہوگا کہ اسی اسلام کی وجہ سے کفار حضرت عمار رضؓ اور اُن کے والدین کے تو اتنے دشمن تھے کہ ان کی ماں کو نہایت بیرحمی سے شہید کر ڈالا۔ بخلاف اسکے حضرت ابوبکر پر اسقدر شفیق و مہربان ہوے کہ ان کو اپنی پناہ مین لے لیا۔ اس روایت سے ہر شخص خوب سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور کفار کے باہم محبت و مودت تھی نہ کہ عداوت و خصومت۔ یہ بات بھی لطف سے خالی نہین ہے کہ علمار اہلسنت جن حضرت کو بڑے طمطراق سے "اشداء علی الکفار" کی فضیلت دیتے ہین انھین کی نسبت ایسی ایسی حدیثین بھی بیان کی جاتی ہین جن سے "اشدار علی الکفار" ہونے کی فضیلت ہوا ہوئی جاتی ہے یعنی حضرت ابوبکر کو کفار و مشرکین پر اسدرجہ رحیم و مہربان بتلاتے ہین کہ حضرت کے رحم و کرم کی مثال ملائکہ مقربین اور انبیار علیہم السلام سے دیتے ہین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۲۹ مین ہے :۔

رسول اللہ صلعم فرمود اے ابوبکر مثل تو مثل ابراہیم است گوفت :۔ "فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم"	رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اے ابوبکر تیری مثال مثل ابراہیم کے ہے۔ کہ "وہ فرماتے تھے جس کسی نے کہ میری اطاعت و پیروی کی وہ میرا دوست ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی پس خدا بخشنے والا اور رحیم ہے"

اسی طرح عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر کرتے ہین :۔

اے ابوبکر مثل تو در ملائکہ جبرئیل ست کہ برضائے حق تعالیٰ و عفو عباد خویش نزول میکند و مثل تو در انبیا، ابراہیم ست کہ نرم تر بود برقوم خود۔ (صفحہ ۵۷۲)	اے ابوبکر تیری مثال ملائکہ مین جبرئیل کی سی ہے کہ جو خوشنودی خدا اور بندون کی مغفرت کیلئے نازل ہوتی ہین اور انبیار مین مثال تیری ابراہیم کی سی ہے جو اپنی قوم پر بہت مہربان تھے۔

ان علمار نے تو حضرت ابوبکر کے رحم کو صرف ملائکہ اور انبیار ہی سے مثال دی ہے۔ لیکن

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو اِس رحم و کرم کو خاص رحمت الٰہی سے ملا دیا ہے۔ جیسا کہ مطاعن ابو بکر طعن یازدہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"دریجا لطیفہ دیگر است کہ بعض مدققین اہلسنت بآن پی بردہ اند کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مظہر صفت رحمت الٰہی بود۔ (تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ فخر المطابع)

واضح ہو کہ یہ لطیفے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کے بارے میں گھڑے گئے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے بنظر ترحم قیدیوں سے فدیہ لینے کی رائے دی تھی جس پر آیۂ کریمہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ عتاب و عذاب میں نازل ہوئی اسکا حال اسی جلد کی پانچویں آیت کے جواب میں ملاحظہ سے گذریگا انشاءاللہ تعالےٰ

اب ہمارے بھائی ان روایتوں اور لطیفوں پر غور کریں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ حضرت صدیقؓ کفار و مشرکین پر شدید تھے یا رحیم و رؤف۔ اُن پر "اشداء علی الکفار" کا اطلاق ہوتا ہے یا رحماء بینھم کا۔

قال

دوسری روایت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رشتہ دارون کے قتل کا مشورہ دیا

تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصہ تفسیر جرجانی مین امامیہ مذہب کے مفسرین نے لکھا ہے کہ جب بدر کی لڑائی فتح ہوئی اور بہت سے لوگ مکہ کے قید ہوئے جن مین اکثر مہاجرین کے عزیز و قریب تھے اور حضرت نے ان کے معاملہ مین صحابہ سے مشورہ کیا تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اُسکے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے کافر رشتہ دار کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے رشتے اور قرابت کا خیال نہ کرے اسلئے عقیل علی کو اور نوفل مجھے اور فلان فلان کے حوالے کیا جائے واسطے قتل کے) اے شیعیان! پاک ذرا اس روایت کو اپنی تفسیرون مین دیکھو اور انصاف کرو کہ "اشداء علی الکفار" کا مضمون حضرت عمرؓ پر صادق ہے یا نہین اور جو حضرت موسیٰ نے کفار پر شدت کرنے کے لئے فرمایا وہ اُن کے حال سے مطابق ہے یا نہین۔ اور اگر اسپر بھی نہ سمجھو تو خدا تم سے سمجھے۔

اقول

وقت جہاد حضرت عمرؓ کا خوف

جبکہ آپ کل اصحاب کی فضیلت کے مدعی ہین تو لازم تھا کہ کلھم اجمعین کے متعلق وہ شہادتین پیش کرتے جن سے ان سب کا "اشداء علی الکفار" ہونا ثابت ہوتا بخلاف اسکے آپنے اصحاب ثلثہ کے بھی تکمیل نہ کی یعنی حضرت عثمان غنی ذوالنورین کی شدت وصلابت کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت اشداء علی الکفار کی صفت سے خارج ہین۔ حضرت عمر فاروقؓ کے اشداء علی الکفار" کے ثبوت مین جو روایت آپ نے پیش کی وہ بھی کتب اہلسنت کی ہے۔ افسوس ہے۔ کہ جو روایتین علماء امامیہ کتب اہلسنت سے الزاماً نقل کرتے ہین۔ آپ ان کو امامیہ ہی کی طرف منسوب کرتے ہین چونکہ آپنے یہی حال پانچوین آیت مین لکھا ہے اسلئے ہم وہ اقوال اہلسنت جو اس واقعہ سے متعلق ہین اسی جگہ کیلئے محفوظ رکھتے ہین۔ جو اسی جلد میں ملاحظہ سے گذرین گے۔

یہان مجملاً یہ عرض کرتے ہین کہ آپ حضرت عمرؓ کو صرف ایک نوفل کے قتل کرنیکے قصد پر" اشداء علی الکفار" بتاتے ہین۔ حالانکہ فی الواقع اس آیت کے وہی لوگ مصداق ہوسکتے ہین جو دواماً کفار ومشرکین پر شدت وصلابت کرتے رہے ہون۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے زبانی جمع خرچ کرنے والون کی کہین تعریف نہین کی بلکہ عتاب فرمایا ہے۔

لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون — اے رسول تم ہرگز خیال بھی نہ لانا جو لوگ اپنی کارستانیون

ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ — پر اترائے جاتے ہین اور کیا کرایا خاک نہین مگر تعریف کے

من العذاب ولھم عذاب الیم — خواستگار ہین۔ بس تم ہرگز خیال نہ کرنا کہ ان کو عذاب

پ۔ س ال عمران۔ ع — چھٹکارا ہے بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

ہاں "اشدار علی الکفار" وہ مجاہدین جنھوں نے کھیت مین جم کر جدال وقتال کیا اور

یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون — یعنی رضاے خدا کے لئے قتل کرتے ہین

ویقتلون ۞ — اور خود قتل ہوتے ہین

کا ثبوت دیا۔ حضرت عمرؓ کی شدت وصلابت جو مشرکین وکفار پر تھی وہ مخفی نہین ہے، عیان را چہ بیان، چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے آپ سے فرمایا کہ مکہ جاؤ اور کفار قریش سے کہو کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آرہے ہین تو اُن حضرت نے وہان جانے سے جی چرایا اور عرض کیا کفار ومشرکین ہمین زندہ نہ چھوڑینگے اور مکہ مین کوئی ہمارا حامی ومعین نہین ہے جو اُن کے ہاتھ سے ہمین بچاے۔ یہ حال کتب سیر وتواریخ مین درج ہے۔ اسجگہہ تاریخ الامۃ حصہ اوّل سیرۃ الرسول مصنفہ مولوی حافظ محمود اسلم صاحب مطبوعہ مطبع علی گڈھ کے صفحہ ۱۲۹ کی عبارت نقل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:—

"رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر کو منتخب فرمایا کہ قریش کے پاس بھیجین۔ اُنھون نے کہا یا رسول اللہ قریش کے ساتھ جسقدر سختی اور عداوت کا اظہار مین نے کیا ہے اس سے وہ واقف ہین اس لئے انکی طرف سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ علاوہ برین میرے قبیلے بنی عدی کا بھی کوئی شخص مکہ مین موجود نہین ہے جو مجھے پناہ دے۔ میری راے یہ ہے کہ حضرت عثمان بھیجے جائین کیونکہ وہ خاندان بنی امیہ کے ایک باعزت رکن ہین"

احد مین آپکی صلابت خود آپ کے اس قول سے ثابت ہے کہ مین پہاڑ پر مثل بز کوہی اُچھلتا تھا (دیکھو تفسیر دُرِّ منثور) خیبر مین علمبردار بنکر تین دن متواتر گئے مگر کفار کے اوچھے حملے کی بھی تاب نہ لاسکے اور ہر روز ٹھنڈے ٹھنڈے پلٹ کر آتے رہے اور خداے پاک کے اس حکم

ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً — اور اُسدن جو پیٹھ دکھائے گا سواے اسکے کہ لڑائی

لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء — کیلئے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا
بغضب من اللہ وماوٰئہ جہنم و — مقصود ہو وہ یقیناً غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔
بئس المصیر (پ۹۔ س انفال ع ۱) — اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے:

کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ کی شدّت وصلابت اور ہمّت وشجاعت پر مدح مہر وماہ فلک اسلام شبلی صاحب نے خوب روشنی ڈالی ہے کہ

قلعہ قموص جو کہ مرحب کا تخت گاہ تھا اُس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھیجا لیکن دونون ناکام واپس آئے۔ طبری نے روایت کی ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمرؓ کے قدم نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی۔ لیکن فوج نے خود اُنکی نسبت یہی شکایت کی" (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۵۶)

خندق مین عمرو بن عبدود کا نعرہ "ھل من مبارز" سنکر یہ "اشدّاء علی الکفار" اور دیگر اصحاب ایسے خائف ولرزان ہوئے کہ گویا رُوح تن سے مفارقت کرگئی جس کی شہادت خود خدائے عزّوجل دیتا ہے:۔

اشحۃ علیکم فاذا جاء — تمنے اپنی جان چرائی (اور چل دیئے) اور جب (انپر)
الخوف رأیتہم ینظرون الیک — کوئی خوف کا (موقع) آپڑا تو تم دیکھتے ہو کہ (پاس سے
تدور اعینہم کالذی یغشٰی — تمہاری طرف دیکھتے ہین (اور) ان کی آنکھین (اسطرح
علیہ من الموت ج فاذا — گھومتی ہین جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھاجائے
ذھب الخوف سلقوکم — پھر جب خوف کا (موقع) جاتا رہا (اور ایمانداروں کی فتح
بالسنۃ حداد اشحۃ — ہوئی) تو مال (غنیمت) پر گرتے پڑتے فوراً تم پر اپنی تیز
علی الخیر اولئک — زبانون سے طعنہ کرنے لگے یہ لوگ (شروع سے)

لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم وکان	ایمان بھی نہین لائے تو خدا نے بھی انکا کیا کرایا
ذلک علی اللہ یسیراط	سب کارت کر دیا اور یہ تو خدا کے واسطے ایک (نہایت)
(پ۲۱ ؛ س احزاب ع۲)	آسان بات تھی"

یہی نہین بلکہ اسکی شجاعت کا حال بیان کرکے دوسرون کو بھی ڈرایا۔ یہ حالات انشاءاللہ اسی جلد مین ملاحظہ سے گذرینگے۔

آپ ایسے "اشداء علی الکفار" تھے کہ جناب شبلی صاحب الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ

"خلافت کے زمانہ مین وہ کافرون کے ساتھ جس رحمدلی اور لطف سے برتاؤ کرتے تھے آج مسلمان سے مسلمان نہین کرتے" (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۵)

روایت دربارہ مودت کفار اور رسول خدا صلعم سے سفارش

اس موقع پر ہم ازالۃ الخفا سے ایک اور روایت نقل کرتے ہین جس سے کفار قریش کے ساتھ حضرت اول و ثانی کے خلوص کا بخوبی انکشاف ہوتا ہے اور وہ یہ ہے :-

اخرج النسائی والحاکم واللفظ	یعنی امام نسائی اور حاکم نے جناب امیرؑ سے روایت کی
للنسائی عن علیؑ قال جاء النبی اناس	ہے چند لوگ قریش سے خدمت رسول اللہؐ مین حاضر
من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک	ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپکے ہمسایہ اور
وحلفاءک وان اناسا من عبیدنا	پڑوسی ہین ہمارے غلامون مین کچھ لوگ بخوف کاروبار
قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین	زراعت بھاگ کر آپکی خدمت مین آگئے ہین حالانکہ انکو
ولا رغبۃ للفقہ انما فروا من	چندان امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب ہین
ضیاعنا واموالنا فاردھم الینا	فقط جان بچا کر آپکے پاس آئے ہین آپ ان کو ہمارے طرف
فقال لابی بکر ما تقول فقال	پھیر دین آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو
صدقوا انھم جیرانک وحلفاءک	انھون نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپکے حلفاء اور

فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال لعمر ما
تقول قال صدقوا انھم جیرانك
وحلفاءك فتغیر وجہ النبیؐ فقال
یامعشر قریش واللہ لیبعثن اللہ
علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ
قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین
او یضرب بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا
رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا
رسول اللہ قال لا ولکن ذلك الذی
یخصف النعل وقد کان اعطی علیاً
نعلہ یخصفھا۔
(ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ (۲۵۶) مطبوعہ صدیقی بریلی)

جیران سے ہین اسپر رنگ چہرہ مبارک متغیر ہوگیا پھر
عمر کی طرف متوجہ ہوئے کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ آپنے
انکی رائے کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ لوگ سچ کہتے
ہین آپ کے حلفاؤ جیران سے ہین پھر رنگ چہرۂ اقدس
متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم
تم مین سے اس شخص کو تم پر بھیجیگا جس کے قلب کا ایمان
کے ساتھ امتحان کیا گیا ہی اور وہ شخص تم لوگون کو یا تم مین
سے بعض کو دین پر ماریگا۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا
وہ شخص میں ہون حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا
یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون فرمایا نہین بلکہ وہ شخص
وہ ہے جو نعل کی مرمت کر رہا ہے قبل اسکے آنحضرتؐ نے
حضرت علی کو نعلین مبارک مرمت کیلئے عطا فرمائی تھی

کفار سے دوستی ممنوع

ان روایتون کے ملاحظہ سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ مابین ان حضرات اور کفار و مشرکین کے کیسا ربط ضبط اور میل جول تھا۔ حالانکہ حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ ماں باپ بھائی سے بھی اگر ان کا میلان طبع جانب کفر ہو محبت و مودت کرنے کو منع فرماتا ہے :۔

یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا اباءکم و
اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان
ومن یتولھم منکم فاولئك ھم الظالمون
پ۱۰ - س توبہ - ع۳

اے ایماندارو! اگر تمہارے (ماں) باپ اور تمہارے
(بھن) بھائی ایمان کے مقابلہ مین کفر کو ترجیح دیتے ہون
تو تم اُن کو (اپنا) خیرخواہ نہ سمجھو۔ اور تم مین جو شخص
اُنسے الفت رکھے گا تو یہی لوگ ظالم ہین۔

حضرت عمرؓ اہلبیت نبوی پر اشد تھے

غرض ان واقعات اور حالات کے لحاظ سے جو علماء کرام اور فضلاء عظام نے اُن کے فضائل و مناقب مین لکھے ہین آپکا "شدا علی الکفار" ہونا تو محض بے اصل ہے۔ ہان "اشدا علی آل و اصحاب" ضرور تھے۔ لاریب جناب خلیفۂ ثانی اس شدت و صلابت مین لاثانی تھے کہ ؏

"نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسول"

کہ بنت رسول اللہ کا گھر جلانے کو آگ و لکڑی لیکر گئے۔ جیسا کہ شبلی صاحب الفاروق حصہ اول صفحہ ۵۶ مین تحریر فرماتے ہین :۔

"ابن ابی شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا۔ یا بنت رسول اللہ خدا کی قسم آپ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم اگر آپکے ہان لوگ اس طرح مجمع کرتے رہین تو مین انکی وجہ سے گھر مین آگ لگا دون گا"

اور حسب روایت نظام ان معصومہ کو وہ صدمہ پہونچایا کہ حضرت محسنؑ شکم مبارک مین شہید ہوگئے عامۃ الناس پر شدت و صلابت کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو خلیفہ کیا تو بقول جناب شبلی صاحب "جب اس بات کے چرچے ہوے کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر کو خلیفہ کرنا چاہتے ہین تو بعضون کو تردد ہوا چنانچہ طلحہ نے حضرت ابو بکر سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے عمر کا ہم لوگون کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہونگے تو خدا جانے کیا کرینگے اب آپ خدا کے ہان جارہے ہین یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا" (دیکھو الفاروق حصہ اول)

اور شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

"بعض اشخاص نے خود حضرت ثانی سے کہا کہ رعایا تمھاری درشت مزاجی اور شدت زجر و توبیخ کی شاکی ہے"

کفار و مشرکین سے حضرت عثمان کے دوستانہ تعلقات

حضرت عثمان غنی رض کی شفقت و عنایت کفار و مشرکین پر جیسی کچھ تھی اسکا ذکر کیا جائے جسپر خود حضرت عمر کا وہ کلام شاہد ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اور کتب اہلسنت میں ہے کہ کچھ لوگ جو حضرت عثمان رض کے عزیز تھے۔ جاسوس بنکر آتے جاتے تھے۔ ان کو آپ اپنے گھر مین چھپا رکھتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا کہ معاویہ بن مغیرہ آپکے گھر مین چھپا بیٹھا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان کو حکم دیا کہ تین دن کے اندر اسکو مدینے سے نکال دو۔ مگر آپنے نہ نکالا کسی اور صحابی نے اسکو قتل کر دیا۔

ان حضرات اور مشرکین و کفار کے باہمی تعلقات اور میل جول سے اہلسنت کسیطرح انکار کر ہی نہین سکتے۔ اسلئے کہ اسپر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(۱) یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا	اے ایمان لانے والو اگر تم میری راہ مین جہاد
عدوی و عدوکم اولیاء تلقون	کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین گھر سے نکلے ہو تو میرے
الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما	اور اپنے دشمنون کو دوست بناؤ تو تم انکے پاس دوستی
جاءکم من الحق یخرجون	کا پیغام بھیجتے ہو اور جو (دین) حق تمھارے پاس آچکا
الرسول وایاکم ان تؤمنوا باللہ	ہے وہ اسکے قطعی منکر ہو چکے ہین کہ وہ لوگ رسول کو اور
ربکم ان کنتم خرجتم جھادًا	تم کو اس بات پر گھر سے نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار
فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون	پر ایمان لے آئے ہو (اور) تم ہو کہ ان کے پاس چھپ چھپکر
الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم	دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تم جو کچھ چھپا کر یا اعلان
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد	سے کرتے ہو مین اس سے خوب واقف ہون اور تم مین سے
ضل سواء السبیل ۝	جو شخص ایسا کرے گا۔ وہ سیدھی راہ سے یقینًا
(پ ۲۸ - س الممتحنہ ع۱)	بھٹک گیا۔

(۲) ولو کانوا یومنون باللہ — اور اگر (یہ لوگ) اللہ اور پیغمبر پر اور جو کچھ
والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم — انپر نازل کیا گیا اُسپر ایمان رکھتے ہوتے تو ہر گز ان
اولیاء ولٰکن کثیرا منھم — (مشرکون) کو اپنا دوست نہ بناتے لیکن انمین سے
فاسقون ۰ — بہتیرے نافرمان ہین۔

سبحان اللہ! آپ تو "اشداء علی الکفار" کی فضیلت کا تاج ان کے سر پر رکھتے ہین۔ اور خداوند تعالٰی فرماتا ہے کہ یہ لوگ کفار کے دوست ہین۔ اور چھپ چھپ کر ان سے دوستانہ پیغام و سلام کرتے ہین۔

اگرچہ آپ نے تو کوئی ایسی شہادت توریت و انجیل کی پیش نہین کی جس سے ظاہر ہوتا کہ خداوند پاک نے اصحاب ثلٰثہ کے صفات و حالات تمثیلاً بیان فرمائے ہین۔

لیکن ہم قرآن مجید کی شہادتون سے کئی مثالین پیش کرتے ہین۔ جن مین ان اصحاب کے نقص ایمان کی مثال اصحاب ناقص الایمان حضرت عیسٰی و موسٰی علیہما السلام سے خدا نے دی ہے ہیچق۔

پہلی مثال اصحاب مہاجرین کے نقص ایمان کی اصحاب موسےٰ سے

پہلی مثال — الم یان للذین امنوا ان — کیا اِن لوگون کے لئے جو ایمان لائے ہین۔
یخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل — اسکا وقت نہین آیا ہے کہ اِن کے دل یاد خدا کیلئے
من الحق ولا یکونوا کالذین — اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے اسکے لئے
اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد — پگھل جائین اور وہ ان لوگون کے مانند نہو جائین
فقست قلوبھم وکثیر منھم — جنکو پہلی کتاب (توریت و انجیل) دیگئی تھی پھر انپر
فاسقون ۰ — ایک زمانہ گذر گیا پھر ان کے دل سخت ہو گئے انمین سے
(پ س الحدید ع) — بہتیرے فاسق ہین۔

اس آیت مین صاف ارشاد فرمایا ہے کہ اصحاب رسول کے دل مثل اصحاب عیسٰی و موسٰی خدا کی

یاد سے سخت ہوگئے ہین اوران مین بہتیرے فاسق ہین۔

اب ہم وہ اقوال اور تفاسیر بھی نقل کرتے ہین جو محدثین ومفسرین اہلسنت نے کی ہین انکے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ یہ آیت مخصوص اصحاب مہاجرین اولین کے بارے مین نازل ہوئی ہے۔

تفاسیر ہنت کہ آیۂ ریمہ الم یان الخ اجرین کے حق مین ہے

پہلی

آوردہ اندکہ مومنان درمکہ بافقرو فاقہ تمام
قواعد طاعتہا تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار
بدست آمد و نعمت برایشان فراخ شد آثار فتور
دتقصور دراوراد و وظائف وعبادت ایشان
ظاہر گشت نتیجہ سختی دل غفلت است ونشانہ نرمی
دل توجہ طاعت ہ

منقول ہے کہ مسلمان مکہ مین فقرو فاقہ کی
حالت مین رہتے تھے اسلئے خدا کی عبادت خوب
کیا کرتے تھے مگر ہجرت کے بعد جب بہت سا مال
اُنکے ہاتھ آیا اور دولت سے مالامال ہوگئے تو اُن کی
عبادات و اوراد و وظائف مین فتور و قصور پیدا ہوگیا سختی دلی
کا نتیجہ غفلت ہے اور نرم دلی علامت طاعت۔ ہ

دلی کز نور معنی نیست روشن
مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن
دلے کز گرد غفلت زنگ دارد
ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد

جو دل کہ نور معرفت سے روشن نہو
وہ دل ہی نہین بلکہ لوہا اور پتھر ہے
جو دل کہ گرد غفلت سے زنگ آلود ہوجاتا ہے
اس سے پتھر اور لوہا بھی عار کرتا ہے

(جلد ثانی تفسیر حسینی صفحہ ۲۸)

دوسری

قال بعضہم نزل فی المنافقین
الذین اظہروا الایمان وفی قلوبہم
النفاق المبائن للخشوع

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر
جلد ہشتم صفحہ ۱۳۱

بعضون کا بیان ہے کہ یہ آیت منافقون
کے بارہ مین نازل ہوئی ہے جو بظاہر اپنا ایمان
جتاتے تھے اور دل مین سخت نفاق رکھتے تھے
جو خشوع کے مبائن ہے۔

تیسری عن الاعمش قال ان الصحابۃ لما قدموا المدینۃ اصابوا لینا فی العیش و رفاھیۃ ففتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا بھذہ الایۃ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۲)

اعمش سے روایت ہے کہ جب اصحابؓ مدینہ مین آ گئے تو تعیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا۔

اقوال شاہ ولی اللہ صاحب

(۱) عن ابن مسعود لما نزلت الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ الایۃ اقبل بعض علی بعض ای شئ احدثنا ای شی صنعنا۔

"ابن مسعود سے منقول ہے کہ جب آیت الم یان للذین الخ نازل ہوئی تو اصحاب کہنے لگے ہم نے کونسی بدعتین کین جو یہ عتاب نازل ہوا"

(۲) عن ابن عباس قال اللہ استبطاء قلوب المھاجرین عاتبھم علی راس ثلثۃ عشرۃ سنۃ من نزول القران فانزل الم یان للذین امنوا الایۃ

ابن عباس سے روایت ہے کہ پروردگار عالم نے مہاجرین کے امتحان کو تاخیر میں ڈالا۔ یہان تک کہ نزول قرآن سے تیرہ برس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) عن الاعمش قال لما قدم اصحاب النبی المدینۃ فاصابوا من لین العیش بعد ما کان بھم الجھد فکانھم فتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا و نزلت الم یان للذین امنوا الایۃ (ازالۃ الخفا)

اعمش سے نقل ہے کہ جب اصحابؓ وارد مدینہ ہوئے تو عیش و راحت مین مبتلا ہوئے۔ اور تکالیف و شدائد بھول گئے یہان تک کہ اس عیش کے سبب اعمال مین کوتاہی کرنے لگے تو آیت (الم یان للذین نازل ہوئی)

ان روایتون سے یہ تو بخوبی منکشف ہو گیا کہ آیہ مذکورہ خاص اصحاب ہی سے متعلق ہے مگر جنکے حق مین ہے ان کے اسماء مبارک مصلحتاً راز مین رکھے ہین لیکن جناب امام فخرالدین رازی کی تفسیر سے وہ راز فاش ہو گیا کہ جن اصحاب کے حق مین نازل ہوئی ہے اُن کے پیشوا حضرتِ ابوبکر ہین چنانچہ خود حضرت ابوبکر نے اِس آیت کو سنکر جو اپنی حالت معرفت الٰہی کی بیان فرمائی تھی وہی امام صاحب موصوف نے نقل کر دی اور وہ یہ ہے :۔

(۴) عن ابی بکرؓ ان ھذہ الاٰیۃ قرأت بین یدیہ وعندہ قوم من اھل الیمامۃ فبکوا بکاءً اشدیدًا فنظر الیھم فقال ھکذا کنا حتی قست القلوب (جلد ہشتم صفحہ ۱۳۲)

حضرت ابوبکر سے منقول ہے (کہ مجالس خلافت مین) اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ شدت سے روئے آپنے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا ایسے ہی پہلے ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے تھے) مگر اب دل سخت ہو گئے۔

(۵) اس روایت کو علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء مین باین الفاظ تحریر کیا ہے:۔

اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی صالح قال لما قدم اھل الیمامۃ زمان ابی بکرؓ وسمعوا القراٰن جعلوا یبکون فقال ابوبکر ھکذا کنا ثم قست القلوب

جب حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت مین یمن کے لوگ آئے اور آیات قرآنی کی سماعت کی تو رونے لگے حضرت ابوبکر نے کہا پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے مگر اب تو دل سخت ہو گئے۔

واضح ہو کہ جو اصحاب خدائے پاک کی یاد سے غافل ہو گئے تھے اِن کی نسبت اللہ جل شانہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ یہ لوگ طالب دنیا ہین تم اِن سے روگردان رہو۔

فاعرض عن من تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا

پس جس نے ہماری یاد سے منھ پھیر لیا ہو اور سوائے زندگی دنیا کے اور کسی چیز کا خواستگار ہی نہین ہے

ذلك مبلغهم من العلم ان ربك	بس تم بھی ان سے منہ پھیر لو ان کے علم کی انتہا
هو اعلم بمن ضل عن سبيله واعلم	اتنی ہی ہے بیشک تمہارا پروردگار اس سے بھی خوب واقف ہے جو اسکی راہ سے
بمن اهتدى - پ ۲۷ - س النجم - ع ۲	بھٹک گیا ہے اور اس سے بھی آگاہ ہے جسنے ہدایت پائی -

یہ اسناد جو نقل کئے گئے وہ تو خداے عز و جل کی یاد سے غافل ہونے کے بارے مین تھے - اب ہم وہ اقوال بھی پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ صحاب ممدوحین کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وعظ و پند کی نسبت بھی یہی حال تھا یعنے تعلیم رسالت اور وعظ و نصیحت کا اثر ان حضرات کے دلون پر اسیوقت تک رہتا تھا جب تک مجلس وعظ مین حاضر رہتے تھے مگر جب آپکے پاس سے اٹھتے تو اپنے اپنے گھرون مین پہونچنے تک وہ ساری تعلیم اور وعظ و نصیحت بھول جاتے تھے - اور مومنین مخلصین سے پوچھتے پھرتے تھے کہ ابھی رسول اللہ صلعم نے وعظ مین کیا فرمایا تھا - جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے -

دوسری مثال صحابہ وعظ و ہدایت سنکر بھول جاتے تھے

ومنهم من يستمع اليك حتى	اور انہین سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو تمہاری باتین
اذا خرجوا من عندك قالوا للذين	غور سے سنتا ہے یہان تک کہ جب تمہارے پاس سے اٹھکر
اوتوا العلم ماذا قال انفا اولئك	چلے جاتے ہین تو ان لوگون سے جنکو علم دیا گیا ہے یہ کہتے ہین
الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا	کہ ابھی (رسول اللہ صلعم نے) کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہین جنکے
اهواءهم والذين اهتدوا زادهم	دلون پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشون کے
هدى واتهم تقوهم	پیرو ہو گئے ہین اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہوگئے انکی ہدایت کو
(پ ۲۶ - س محمد - ع ۲)	اور زیادہ کر دیگا اور انکو پرہیزگاری کی توفیق عطا فرمائیگا -

اس آیت کی تفسیر "تفسیر قمی" مین جو تفاسیر امامیہ سے ہے یہ ہے کہ :-

" یہ آیت صحاب رسول سے جو منافق تھے انکے بارے مین نازل ہوئی ہے انکی حالت یہ تھی کہ

جب کوئی بات سنتے تھے تو اُسپر ایمان نہ لاتے اور نہ اُسے یاد رکھتے۔ اور جب آنحضرتؐ کے پاس سے نکلکر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ رسول اللہؐ نے ابھی کیا کہا تھا۔

اور تفسیر مجمع البیان مین جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول اللہؐ کے پاس ہوتے تھے اور حضرت ہم کو وحی کی باتین سناتے تھے تو مین ان کو یاد رکھتا تھا ان لوگون کو کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ اور جب آنحضرت کی خدمت سے اُٹھکر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کیا کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کو دعوت رسالت فرماتے پس جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ سنتا بھی اور سمجھتا بھی کہ حضرت کیا فرما رہے ہین اور جس کی بدنصیبی کے باعث خدائے تعالیٰ کو اسکی خیر وخوبی منظور نہوتی تو اسکے دل پر چھاپہ لگا دیتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتا تھا (مقبول ترجمہ صفحہ ۸۱۰)

یہ تفسیر تفاسیر امامیہ سے ہے شاید ہمارے بھائی اس تفسیر کو عداوت پر محمول کرین۔ لہذا ہم خالص مخلصین و معتقدین صحابہ ہی کے اقوال ان کے سامنے پیش کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ جو اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت و تعلیم بھول جاتے تھے۔ ازانجملہ حضرت ابوبکر ہین۔ جیساکہ جناب مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب اپنی تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی مطبوعہ فاروق دہلوی صفحہ ۸۷ مین رقمطراز ہین :-

تفسیر فتح المنان مین منافق کی تین قسمیں اور حضرت ابوبکرؓ کا ہم کا حافظ و ذہن کمزور ہونے پر اعتراف کرنا

"نفاق کی چند قسمین ہین اول یہ کہ زبان سے اسلام اور ایمان ظاہر کرے مگر در پردہ صاف منکر ہو۔

دوم دوّم صاف منکر تو نہو مگر یقین بھی نہو بلکہ متردد اور مذبذب ہو۔

سوم سوّم یہ کہ دل مین تو ہو مگر کامل نہو یہ تینون خدا کے نزدیک سخت کافر ہین۔ اور صحابہؓ تو اپنی حالت قلبیہ مین ذرا بھی فرق آنے کو نفاق سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام مسلم نے روایت کی ہے کہ

حنظلہ بن ربیع اسدی حضرت ابوبکر سے ملے حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا مین تو منافق ہوگیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا تو یہ کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ جب ہم نبی صلعم کے پاس سے گھر آتے ہین اور بیوی بچون مین مشغول ہوتے ہین تو وہ کیفیت جو وہان ہوتی ہے اسکو بھول جاتے ہین۔ حضرت ابوبکر نے کہا میرا بھی یہی حال ہے

وصال السعدین وغیرہ سے تفسیر الخ کی تائید

دوسری وصال السعدین ترجمہ مرج البحرین مصنفہ جناب شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی صـ۳

اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ حنظلہ جنکو حنظلۃ الغسیل کہتے ہین جو کاتبان وحی سے تھے ایکبار حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کچھ شکایت اپنے حال کی لائے آپ نے فرمایا نافق حنظلہ یعنے حنظلہ منافق ہوا ہین تو اسکو مخلصون سے جانتا تھا مگر وہ منافق نکلا۔ دل اسکا ساتھ زبان کے اور ظاہر اسکا باطن کے ایک نہین ہے اور نہ حال اسکا ساتھ استقلال کے ہے اور کہا حاشا للہ یہ کیا بات ہے جو تم نے کہی اس کہنے سے تمھارا مطلب کیا ہے حنظلہ نے عرض کیا کہ جسوقت مین روبرو آنحضرت صلعم کے ہوتا ہون اور جمال وکمال آپ کا دیکھتا ہون۔ اور آپ کی باتین سنتا ہون تو نور یقین کا ایسا جلوہ گر ہوتا ہے گویا حقیقت معرفت کو چشم سے دیکھتا ہون او دوزخ وبہشت کا علانیہ مشاہدہ کرتا ہون۔ اور جب آپ سے جدا ہوتا ہون اور اہل وعیال سے مخالطت کرتا ہون تو حال دوسرا ہوجاتا ہے اور بہت باتین جو یاد ہوتی ہین بھول جاتا ہون دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو سردار صدیقون کے ہین کیا فرماتے ہین اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

تیسری صحیح ترمذی جلد دوم صفحہ ۸۴

عن عثمان النہدی عن حنظلۃ	عثمان نہدی سے روایت ہے کہ وہ حنظلہ اسدی
الاسدی کان من کتاب النبی	سے روایت کرتا ہے جو کاتب وحی آنحضرت کا تھا

انہ مر بابی بکرؓ وھو یبکی فقال	ایک مرتبہ وہ روتا ہوا ابوبکر کے پاس سے گذرا۔ ابوبکر
مالک یا حنظلۃ قال نافق حنظلۃ	نے پوچھا حنظلہ کیون روتے ہو کیا ہوا ہے اُس نے
یا ابا بکرؓ نکون عند رسول اللہ	کہا اے ابوبکر حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ جب ہم رسول خداؐ
یذکر بالنار والجنۃ	کے پاس ہوتے ہین اور آپ جنت و نار کو یاد دلاتے
کان رأی عین فاذا رجعنا عافسنا	ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھون سے
الازواج والضیعۃ و نسینا	دیکھ رہے ہین مگر جب وہان سے اپنے اہل و
کثیرا قال فواللہ انا	عیال مین آتے ہین تو اکثر باتین بھول جاتے
کذلک۔	ہین۔ ابوبکر نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو بخدا مین
	بھی ایسا ہی ہوگیا ہون۔

بھائیو! ان آیتون اور تفسیرون کو خوب بغور ملاحظہ فرماؤ کہ ان سے اصحاب مہاجرین کا مدینہ مین آکر دولت و مال پانا بوجہ تعیش ذکر خدا سے غافل اور سخت دل ہوجانا۔ رسول اللہؐ کی ہدایت و نصیحت بھول جانا اور فرد اصحاب مین سب سے اول سابق الاسلام، افضل الصحابہ، افضل المہاجرین۔ اور سب صدیقون کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا نام خصوصیت سے بتانا۔ اور خود حضرت صدیق کا وعظ و ہدایت بھول جانے اور آیات الٰہی سے دل سخت ہوجانے کا اعتراف کرنا تمھارے ہی محدثین کرام اور مفسرین عظام کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے یا اس مین کچھ فرق ہے خوب غور کر کے دیکھو کہین یہ دشمنون کے نقل کفر تو نہون۔

فارجع البصر ھل تری من فطور ثم ارجع	(ایکبار دیکھنے سے دیکھائی دے) تو دوبارہ نظر کر اور پھر دیکھ
البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا	کہ تجھ کو کسی جگہ کوئی دراڑ دکھائی دیتی ہے پھر بار بار نظر کر نتیجہ
وھو حسیر ۃ پ س الملک ۔ ع	یہی ہوگا کہ تیری نظر کھسانی ہوکر تھکی ماری تیری طرف الٹی لوٹ آئیگی"

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر جن کو آپ سب صدیقون کا سردار بتلاتے ہین جنکا سب سے پہلے ایمان لانا اور رسالت ونبوت کی تصدیق کرنا بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہین۔ جن کو کل امت سے اعلےٰ وافضل وراایمان واسلام مین کامل اور یار غار محرم اسرار خفی وجلی وعالم رموز قرآنی اور واقف حقائق ربانی سمجھتے ہین جنکو یہ شرف حاصل ہو کہ ؎

در سفر ہم رکاب او بودند — در حضر ہم خطاب او بودند

ہمہ آثار وحی دیدہ ازو — ہمہ اسرار دین شنیدہ ازو

جنکے ایمان ومعرفت کا یہ حال ہے توکیا اسی ایمان پر بڑے بڑے اصحاب کی تعریفون کے پل باندھے جاتے ہین کہ انھون نے کفر وشرک مٹا کر توحید پھیلائی۔ انھین سے گمراہون نے ہدایت پائی۔ انھین کی واسطے سے ہم کو قرآن پہونچا۔ انھین کے ذریعے سے رسول اللہ کے احکام ہم کو حاصل ہوئے۔ انھین کے وسیلہ سے وحی کا آنا۔ جبرئیل کا نازل ہونا۔ اور پیغمبر خدا کا ملکوتی صفات سے متصف ہونا ثابت ہوا۔ انھین نے معرفت الٰہی کی راہین ہم کو بتائین یہ وہ مہر وماہ فلک اسلام ہین کہ ؎

پایہ دین بلند از ایشان شد — کار شرع ارجمند از ایشان شد

فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

ولے اُس بصارت پر کہ ہر ذرہ سے آہ — جلوہ گر ہے آفتاب اور تاب بینائی نہین

غرض ہمارے بھائی اپنی عقیدتمندی سے جیسا چاہین انکی شان بڑھائین اور کتنا ہی اُن کو آسمان پر چڑھائین مگر ان روایتون اور تفسیرون سے کسی طرح انکار نہین کرسکتے اور ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کو حسب آیہ شریفہ

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم — ایمان کی ہوا بھی نہین لگی۔ اور معرفت الٰہی سے جو ایمان کی جان ہے کورے تھے۔

ال و اولاد
فتنہ ہے

دنیا کی رغبت اور آل اولاد کی الفت کے آگے ان کے نزدیک خدا و رسول کی محبت و معرفت کوئی چیز ہی نہ تھی۔ حالانکہ یہی تعلقات خدا و رسول کی یاد سے غافل کرنے والے ہیں۔ اور انھیں کو خلاق عالم نے فتنہ فرمایا ہے۔

انما اموالکم واولادکم فتنة	تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہیں۔

اور جابجا اپنے کلام پاک میں دنیا کی مذمت کی ہے اور ان مکروہات سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے:۔

یاایھا الذین امنوا لاتلھکم	اے ایمان لانے والو تمکو تمھارے مال۔ خدا کی یاد
اموالکم ولا اولادکم عن ذکر الله ومن	سے غافل نہ کرنے پائیں اور نہ تمھاری اولاد اور
یفعل ذلك فاولئك هم الخاسرون (سورۂ منافقون)	جو ایسا کرینگے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

چنانچہ اصحاب کبار ان مکروہات سے اجتناب کرتے رہے۔ از انجملہ ایک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں جنکے بارہ میں شمس العلما شبلی نعمانی سیرۃ النبی صفحہ (۱۵۳) میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ابوذرؓ
ل جمع کرنیوالے کو
لج از اسلام سمجھتے
تھے

"حضرت ابوذرؓ جن کا اسلام لانے والوں میں چھٹا یا ساتواں نمبر تھا۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ وہ پہلے ہی سے بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور غیر متعین طریقہ سے جس طرح ان کے ذہن میں آتا تھا خدا کا نام لیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آنحضرت کا حال سُنا تو اپنے بھائی کو بھیجا کہ صحیح خبر لائیں وہ مکہ میں آئے اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر قرآن مجید کی سورتیں سنیں۔ واپس جاکر ابوذر سے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کو لوگ مرتد کہتے ہیں وہ مکارم اخلاق سکھاتا ہے۔ اور جو کلام سناتا ہے وہ شعر نہیں کوئی اور چیز ہے۔ تمھارا طریقہ اس سے بہت ملتا جلتا ہے ابوذر کو اس سے تسکین نہیں ہوئی۔ خود مکہ میں آئے زبان مبارک سے آپ کا ارشاد سنا اور اسلام قبول کیا۔ وہ تمام عمر دنیاوی تعلقات سے الگ رہے ان کا عقیدہ تھا کہ جو شخص زر و مال جمع کرتا ہے وہ مسلمان نہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت عثمان نے اپنے زمانہ میں ان کو مدینہ سے دور بھیجدیا تھا۔

اب حضرت ابوبکر اور حضرت ابوذر غفاریؓ کے ایمان کا تقابل کرو اور خود ہی انصاف کرو آئیہ کریمہ

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و — لیکن خدا نے تو تم کو ایمان کی محبت دیدی ہے

زینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر — اور اسکو تمہارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے اور کفر

والفسوق والعصیان اولئک ھم — بدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے یہی

الراشدون فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ — لوگ خدا کے فضل و احسان سے راہ ہدایت پر ہین

علیم حکیم ۝ (پ ۲۶ س حجرات ع ۱) — اور خدا تو بڑا واقفکار و حکمت والا ہے۔

کا مصداق کون ہے۔ اور آئیہ شریفہ

افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ و — بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے

اضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ — اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اسکی

وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن — حالت سمجھ بوجھ کر خدا نے اسے گمراہی مین چھوڑ دیا ہو اور

یھدیہ من بعد اللہ افلا — اسکے کان اور دل پر علامت مقرر کردی ہے اور اسکی

تذکرون ۝ — آنکھون پر پردہ ڈال دیا ہے پھر خدا کے بعد اسکی ہدایت کون

(پ ۲۵ س الجاثیہ ع ۲) — کر سکتا ہے کیا تم لوگ اتنا بھی غور نہین کرسکتے۔

کا اطلاق کسپر ہوتا ہے۔

قبلۂ دنیا و دین جناب امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین۔

اقوال جناب امیرؑ دنیا کی مذمت مین

الا یا ساکن القصر المعلیٰ — ستدفن عنقریب فی التراب

اے عمارتہائے عالی و قصر بلند کے رہنے والے — آگاہ ہو کہ تو عنقریب پیوند خاک ہوجائے گا

لہ ملک ینادی کل یوم — لدو للموت وابنوا للخراب

خدا کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز جانب خدا دنیا والون کو — ندا دیتا رہتا ہے کہ اے غافلو تم نکلنے کیلئے پیدا ہو منے کیلئے تعمیر کرو

الا انما الدنیا کمنزل راکب　　　اراح عشیا وهو فی الصبح راحل

دنیا مثل ایک سرا کے ہے کہ مسافر آکر اسمین شب بھر رہا　　　اور صبح کو اُسنے سفر کیا۔ پھر سفر بھی کیسا کہ جہان سے کوئی نہ پھرا

مضی الدهر والایام والذنب حاصل　　　وانت بما تهوی من الحق غافل

افسوس زمانہ زندگی آخر ہوا اور تونے بجز گناہ کے کچھ توشۂ آخرت حاصل نہ کیا　　　ابھی تک تیری غفلت کا یہ حال ہے کہ تو لہو و ہوس نفسانی مین گرفتار ہے اور اپنے خالق سے بالکل غافل ہے

سرورک فی الدنیا غرور وحسرة　　　وعیشک فی الدنیا محال وباطل

نہین جانتا کہ تیرا دنیا مین خوشی کرنا دنیا سے فریب کھانا ہے آخر کار سوا حسرت کے کچھ حاصل نہوگا　　　اے طالب راحت تیرا ہمیشہ دنیا مین زندگانی کرنا امر محال و خیال باطل ہے

تزود من الدنیا فانک راحل　　　وبادر فان الموت لاشک نازل

اے غافل خواب غفلت سے بیدار رہو اور کچھ توشۂ زاد آخرت بہم پہونچا لے اسلئے کہ عنقریب تو دنیا سے کوچ کرنے والا ہے　　　تحصیل زاد راہ مین جلدی کر کہ موت تیری کمینگاہ مین ہے اور ایک دن ضرور آنیوالی ہے

اِس مفہوم کو جناب مفتی محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ نے نظم فرمایا ہے جس کے بعض اشعار یہ ہین ؎

اے مسافر زاد راہے ہم بگیر　　　خستہ حالی پارۂ مرہم بگیر

وا بکن از خواب نوشین چشمکے　　　خفتۂ بسیار بنشین اندکے

بگذر از دنیا تامل خوب نیست　　　خواب راحت بر سر پل خوب نیست

داعی حق چون رسد بودن کجا　　　مہلت کھنا بھتم سودن کجا

این سفر شام و عراق و روم نیست　　　این سفر را منزلے معلوم نیست

این نہ سیر شرق و غرب و شمال　　　این نہ راہ بر و بحر و جبال

غیر ازین راہے دگر داری بہ پیش　　　سنگلاخ پر خطر داری بہ پیش

کاروان بگذشت و کس بر جا نماند　　　غلغل و شور جرس برپا نماند

کس ز تنگی لحد آگاہ نیست　　　راہ تاریک و خضر ہمراہ نیست

روم وصفا با قوافل میروی — وز جهان تنہا و غافل میروی
مثل مرقد خانۂ تاریک نیست — کاندر آنجا ہیچ کس نزدیک نیست
زود برگردند قوم و خویش تو — کس نخواہد ماند آنجا پیش تو
از برائے عشر سامان میکنی — خانہ را شبہا چراغان میکنی
می روی تنہا در ایوان لحد — کو چراغی در شبستان لحد
در مزارت قاقم و سنجاب نیست — خواب چون آید کہ فرش خواب نیست
مونست جز کار خوب و زشت نیست — بالشت در قبر تو جز خشت نیست
بارے از فکر مآل خود بنال — بیکسی بیکس بحال خود بنال

جناب امیر علیہ السلام کی معرفت

اب جناب امیر المومنین امام المتقین امام المشارق والمغارب صاحب المفاخر والمناقب حجۃ اللہ ولی اللہ ید اللہ عین اللہ لسان اللہ وجہ اللہ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی معرفت اور یقین کا بھی کچھ حال سن لیجیے ۔ جو راس الرئیس جمیع اہل مناصب و مناقب مخزن کل مکارم و محامد اور معدن جملہ فضائل و فواضل ہین جنکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلعت انا مدینۃ العلم و علی بابہا اور خدائے ذوالجلال والاکرام نے تاج اوتوا العلم عطا فرمایا اور حسب آیہ کریمہ

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام — جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے تو اُس کا سینہ کھول دیتا ہے ۔

اپنے فضل و کرم سے آیہ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ — کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کیلئے کھولدیا ہو وہ پروردگار کی طرف سے نور ہدایت پر ہے (یا کوئی اور)

فویل للقسیة قلوبھم من ذکر اللہ ؕ — پس افسوس ان لوگون پر ہے جن کے دل
اولٰئک فی ضلالٍ مبین — یاد خدا سے سخت ہوگئے ہین۔ وہی تو کھلی گمراہی
(پ ۲۳ س الزمر ع) — مین ہین۔

اپنے ولی کی شان مین نازل فرمائی جیساکہ تفسیر کبیر وغیرہ مین ہے کہ اس آیت کا حصۂ اول جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان مین ہے

اول — قیل نزلت الایۃ فی حمزۃ وعلی — روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور
رضی اللہ عنہما — تفسیر کبیر — حمزہ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔

دوم — دراسباب نزول آوردہ کہ این آیت در — شان نزول اس آیت کا یہ بیان کیا ہے
شان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و حمزہ رضؓ است — کہ یہ آیت علیؑ اور حمزہؓ کی شان مین ہے کہ اللہ تعالےٰ
سبحانہ تعالیٰ دل ایشان را بہ نور معرفت روشن — نے ان کے دل نور معرفت سے منور کردیے ہین
گردانید — (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

اور بنا بر قول باری تعالیٰ

یھدی اللہ لنورہ من یشاء — یعنی خدا جسکو چاہتا ہے اپنے نور کیطرف راہ دکھاتا ہے — یھدی اللہ لنورہ
اور ان کے دل کی آنکھین کھول دیتا ہے الہامات ربانی اسکے گوش جان مین پہونچتے ہین۔ وہ ہر چیز کو نور خدا سے دیکھتا ہے اور جبکہ چراغ ایمان دل مین روشن ہوجاتا ہے تو اسکا نور تمام روزنون سے ساطع ہوتا ہے اور کبھی زائل نہین ہوتا۔ چنانچہ اپنی ہدایت کا اظہار ان پاک لفاظ مین فرماتا ہے۔

قد جاءکم من اللہ نور و — بیشک تمھارے پاس خدا کی طرف سے نور اور
کتاب مبین ہ یھدی بہ اللہ من اتبع — ایسی واضح کتاب آئی ہے جس کے ذریعہ سے
رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من — خدا ہدایت کرتا ہے ان کی جو خدا کی رضامندی کے پیرو ہین

الظّلمات الی النّور باذنہ ویھدیھم سلامتی کی راہون کی جانب اور انھین اپنے حکم سے جہالت کی

الی صراط مستقیم . تاریکی سے نکالکر ایمان و علم کی روشنی مین لاتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے

کتاب ما نزل من القرآن فی علی تصنیف ابو نعیم اصفہانی مین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ

آیہ شریفہ

یوم لا یخزی اللہ النّبی اسدن اللہ اپنے نبی اور ان لوگون کو جو انکے

والّذین اٰمنوا معہ نورھم یسعٰی ساتھ ایمان لائے ہین رسوا نہ کریگا بلکہ اُنکا نور اُن کے آگے

بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربّنا اور اُنکے داہنی طرف پھیل رہا ہوگا اور یہ لوگ دعا کرتے ہونگے

اتمم لنا نورنا واغفر لنا انّک علٰی پروردگار ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر اور ہمین بخشدے

کلّ شیئٍ قدیرۃ بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

سے جناب امیر علیہ السلام مراد ہین۔

تفسیر سیوطی مین ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیہ کریمہ افمن شرح

اللہ صدرہ للاسلام تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ

نور جسوقت دل مین اترآتا ہے تو اسکے لئے دل مین جگہ ہو جاتی ہے اور دل کا کنول

کھل جاتا ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے

کہ اسکے دل مین نور آگیا ہے۔ فرمایا کہ ہان اس فریب دینے والے مقام سے برداشتہ رہنا

اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اسکے لئے مستعد رہنا۔

جو کچھ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا وہی رسول ہمیشہ اسپر عمل فرماتے رہے۔ اپنے نفس کو اس کی جناب امیر دنیا سے کراہت فرماتے رہے

خواہشات اور لذات دنیا سے باز رکھا۔ کبھی دنیا طلب اور اقبال وجاہ والون کے شعار و اطوار کو

جن پر آیہ شریفہ

فاما من طغیٰ واثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی (پ۳۰ س والنازعات ع) — تو جس نے سرکشی اور دنیا کی زندگی کو آخرت پر مقدم رکھا تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اپنا نصب العین قرار نہ دیا مولوی روم فرماتے ہین ؎

از علیؑ آموز اخلاص عمل — شیر حق را دان منزہ از دغل

بلکہ اپنے نفس کو مار کر ہر امر مین خداے عزوجل کے تابع فرمان رہے اور آیۂ کریمہ

واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماوی — اور جو اپنے پروردگار کی حضور مین (جوابدہی کیلئے) کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشون سے رُکتا رہا تو اسکا ٹھکانا بہشت ہے۔

کے مصداق ہوے

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جناب امیر علیہ السلام کا سینہ کشادہ کر دیا تھا اسی طرح آپ کے گوش مبارک کو بھی یہ قوت عطا فرمائی تھی کہ جو کچھ آپ وعظ وہدایت کی باتین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتے تھے اُن کو کبھی بھولتے نہ تھے مفسرین کرام کا بیان ہے کہ آیۂ کریمہ

آیہ کریمہ وتعیھا اذن واعیہ

وتعیھا اذن واعیہ پ۲۹ س الحاقہ — اور اسے یاد رکھنے والے کان (سنکر) یاد رکھین

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے:۔

سعید بن منصور۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیتہ نازل ہوئی تو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مین نے خدا سے عرض کیا تھا کہ ایسے کان علیؑ کے بنادے کہ وہ یاد رکھے۔ اسوجہ سے حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ جو بات مین نے رسول اللہؐ سے سنی وہ کبھی نہین

بھولا- اور ابن جریر ابن ابی حاتم واحدی۔ ابن مردویہ ابن عساکر ابن بخاری نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ مین تم کو اپنے سے قریب کرون اور تم کو تعلیم دون اور تم یاد رکھو اسپر یہ آیت" وتعیہا اذن واعیۃ نازل ہوئی اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ یا علی خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تم کو قریب کرون اور تعلیم دون تاکہ تم یاد رکھو اسی پر یہ آیت مندرجہ بالا نازل ہوئی۔ اسوقت رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ یا علیؑ تو میرے علم کا یاد رکھنے والا کان ہے۔"

اس بیان کے ثبوت مین ہم اُن تفسیرون کی نقول بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہین

پہلی	واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم	ابن جریر وغیرہ نے بریدہ سے روایت
	والواحدی وابن مردویہ وابن عساکر و	کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
	ابن النجاری عن بریدۃ قال قال رسول	نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ خدا نے مجھے حکم دیا
	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان اللہ امرنی	ہے کہ مین تمکو اپنے سے قریب کرون اور دور نہ کرون
	ان ادنیک ولا اقصیک وان اعلمک وان تعی وحق لک	تم کو تعلیم دون تم کو اور تم یاد رکھو اور تمھارے لئے
	ان تعی فنزلت ہذالایۃ وتعیہا اذن واعیۃ	سزاوار ہے کہ تم یاد رکھو (پس یہ آیت نازل ہوئی)
	(تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ۶) صفحہ ۲۶۰	
دوسری	عن مکحول عن علی	مکحول جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہین کہ
	قال رسول اللہ صلعم سالت	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے
	اللہ ان یجعل اذنک واعیۃ	خداے پاک سے یہ امر طلب کیا ہے کہ وہ سننے والا
	یا علی ففعل فکان	کان تمہارے کان کو بنا دے۔ پس خدا نے ایسا ہی
	یقول ما سمعت من رسول اللہ	کردیا۔ جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ اُس روز سے

صلی اللہ علیہ وسلم کلاماً الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی)	کوئی کلام مین نے حضرت صلعم سے ایسا نہین سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی عبد اللہ نسری لاہور (صفحہ ۱۰۶)

تیسری

عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمک فتعی وحق علی اللہ ان تعی فنزلت وتعیہا اذن واعیہ اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والامام الواحدی فی اسباب النزول والحافظ ابو نعیم فی ما نزل من القرآن فی علی ابن جریر وابن ابی حاتم والدیلمی فی فردوس الاخبار (ایضاً صفحہ)	بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیرؑ سے فرماتے ہوے سنا ہے کہ خداے تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ مین تمھین تعلیم کرون پس تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے اس کا کہ تم یاد رکھو پس یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ کہ یاد رکھے اسکو سننے والا کان۔

چوتھی

درحدیث آمدہ کہ حضرت پیغمبرؐ مر علی را گفت من از خداے درخواستم کہ گرداند اذن واعیہ گوش ترا اے علی۔ پس علی گفت بعد از ان ہیچ چیز فراموش نکردم (نظم)	حدیث مین وارد ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے خاص طور پر جناب علی مرتضیٰؑ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے خداوند عالم کے حضور مین درخواست کی ہے کہ وہ تمھارے کان کو گوش شنوا قرار دے جناب علی مرتضےٰ ارشاد فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے اس ارشاد مبارک کے بعد مین نے کوئی بات سُنی ہوئی فراموش نہین کی

گرچہ ناصح را بود صد داعیہ　پندرا اذنی بباید واعیہ
گر نبودی گوشہای غیب گیر　وحی نا درے زگردون یک بشیر

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۴۲۲)

اقوال دربارہ معرفت جناب امیرؑ

جناب مولائے کونین کے علم و معرفت اور یقین کے کل علمائے محدثین اہلسنت کبیر و صغیر معترف ہین چنانچہ چند اقوال اُن کے نقل کئے جاتے ہین ۔

پہلا قول — کتاب وصال السعدین و دیگر کتب اہلسنت مین ہے :۔

"غور کرنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ شاہ اولیا و امام اصفیا ارشاد فرماتے ہین :۔

لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا — یقینا اگر پردہ کھولا جائے تو میر الیقین زیادہ نہو

مطلب یہ ہے کہ پردہ ہو یا نہ ہو میرا یقین یکسان ہے اگر پردہ درمیان ہو تو مین اُس پردہ مین ایسا دیکھتا ہون گویا پردہ نہین ہے"

دوسرا قول — "بخاری شریف مین حضرت ابو جحیفہ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ مندرج ہے کہ جب حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے اسرار معانی قرآنیہ کو سنا تو متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اور کتاب ہے ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ نہین یہی کتاب اللہ ہے اور اس کا فہم (اسرار حق صفحہ ۴۴)

تیسرا قول — عن ابن عباس قد سألہ الناس فقالوا	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگون نے
ای رجل کان علیا قال کان ملاء جوفہ	پوچھا حضرت علی کیسے آدمی تھے ؟ کہا اُن کا
حکما و علما و باسا و نجدۃ مع قرابتہ من رسول اللہ	شکم علم و حکمت اور شجاعت اور بزرگی سے
صلعم اخرجہ احمد فی المناقب	بھرا ہوا تھا اور آنحضرت صلعم کے ساتھ
(دیکھو سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مؤلفہ مولوی عبد اللہ صاحب ارشد مطبوعہ لاہور)	قرابت قریبہ رکھتے تھے ۔

چوتھا قول — جناب امیر علیہ السلام کی معرفت الٰہی اور یقین کی نسبت عبد الحمید ابن ابی الحدید معتزلی کی یہ رائے ہے مین اس شخص کی شان مین کیا کہون کہ تمام فضیلتین اسی سے منسوب اور جمیع کمالات اسی تک منتہی ہوتے ہین وہ تمام مناصب کا راس رئیس اور تمام مکارم و محامد کا سرچشمہ اور جملہ فضائل کا معدن ہے

کوئی اس سے میدان سبقت مین آگے نہ نکل سکا۔ جس نے کسی فضیلت مین کچھ حصہ لیا ہے وہ اسی کی وجہ سے اور جو جس کمال سے بہرہ ور ہوا وہ اسی کے سبب سے ہے یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا مین اور تمام علوم سے مشکل خداشناسی اور معرفت الٰہی کا علم ہے۔ مگر جس نے خدا کو پہچانا وہ بربنا رحدیث نبوی صلعم

لایعرف اللہ الا انا وعلیؑ۔ ولا	یعنی خدا کو بجز میرے اور علیؑ کے کسی اور نے
یعرفنی الا اللہ وعلیؑ۔ ولا یعرف علیاً	نہین پہچانا۔ اور مجھے سوائے خدا اور علیؑ کے کسی نے نہین
الا اللہ وانا	پہچانا اور علیؑ کو بجز میرے اور خدا کے کسی نے نہ پہچانا۔

اسی کے سبب سے اسی کے کمال سے معرفت خدا کے احوال مستنبط کئے گئے خداشناسی کی راہین اسی کے بیان سے روشن ہوئین تمام دنیا مین نور معرفت اسی کی تعلیم سے پھیلا اسلامی دنیا مین صحابہ کبار سے لیکر تابعین اور تبع کی جماعت مین کسی کے ارشاد اور تعلیم کیلئے اہل اسلام اتنے زیر بار احسان نہین ہین جتنے کہ حضرت علی کے ہین اسلام مین تمام علوم کی تعلیم انھین سے ہوئی اور اہل اسلام نے جو کچھ حاصل کیا وہ انھین کی تعلیم صحبت اور خدمت سے۔

جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تحصیل جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور تربیت پر موقوف تھی صحابہ کبار مین ہونیکی حیثیت سے علاوہ اہلبیت ابن عم اور خویش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی شرافتون نے جناب علی مرتضیٰ کے تعلقات کو آنحضرت صلعم کی ذات ہمایون سے ایسا وابستہ کر رکھا تھا کہ وہ دوسرون کے لئے قطعی ناممکن تھا ان تعلقات سے قطع نظر کرکے امیر المومنین علیہ السلام کی خاص تحقیق طلب طبیعت بھی اسلام کی پاک بشارتون اور بانی اسلام کی مقدس تعلیمون پر ہمیشہ ایسی ہی رغبت وخواہش اور شوق سے توجہ فرماتی رہی جو عموماً اہل اسلام سے قطعی دشوار ثابت ہوتا ہے۔

(از رسالۂ اقوال علیؑ" مترجمہ منظومہ ہز اکسلینسی راجہ سرکشن پرشاد صوفی مہاراجہ بہادر یمین السلطنت پیشکار وسابق وزیر اعظم دولت آصفیہ)

جناب امیر مدینۃ العلم کے باب ہین

ہر چند کہ جس کی شان مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا مدینۃ العلم وعلی بابہا مین شہر علم ہون اور علی اُس کا دروازہ ہین

ارشاد فرمائین۔ اسکا باب علم اتنا وسیع ہے کہ جسکا احصا نہین ہوسکتا مگر کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی کی دو چار عبارتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین :-

پہلی

اخرج ابن المغازلی بسندہ عن الی الصباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما صرت بین یدی ربی کلمنی وناجانی فما علمت شیئاً الا علمتہ علیاً فھو باب علمی (حدالسارق حصہ سوم صفحہ ۲۸)

ابن مغازلی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب شب معراج خدائے پاک نے مجھ سے کلام کیا تو جو کچھ خدا نے مجھے تعلیم کیا تھا وہ سب مین نے علی کو تعلیم کر دیا وہ میرے علم کے باب ہین۔

دوسری

اخرج ابن المغازلی وموفق الخوارزمی بسندہما عن علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئل عن علم علی فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علی تسعۃ اجزاء والناس جزأ واحداً وھو اعلم بالعشر الباقی (ایضاً ص)

ابن مغازلی و موفق خوارزمی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا حکمت کی تقسیم دس حصون پر ہے جس مین سے نو حصے علی کے ہین اور باقی ایک حصہ مین سب شریک ہین۔ مگر علی اُسمین بھی سب سے اعلم ہین۔

تیسری

موفق بن احمد بسندہ عن سلیمان الاعمش عن ابیہ عن علی قال واللہ ما نزلت اٰیۃ الا وقد علمت فیما

موفق بن احمد نے بسند اپنے سلیمان اعمش سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی نے قسم خدا کی جو آیہ نازل ہوا اُسکو مین جانتا ہون

	نزلت واین نزلت وعلی من انزلت و	کس بارے مین کہان کسپر نازل ہوا خدا نے مجھکو
	ان ربی وھب لی لسانا طلقا و قلبا عقولا (ایضا)	لسان گویا اور قلب عقول عنایت کیا ہے ۔
چوتھی	موفق بن احمد بسندہ عن ابی	موفق بن احمد روایت کرتے ہین کہ حضرت علیؑ
	الطفیل قال قال علی بن ابی طالب	نے فرمایا سوال کرو مجھ سے کتاب اللہ سے کہ اسکی
	رضی اللہ عنہ سلونی عن کتاب اللہ	کوئی آیت ایسی نہین ہے کہ جسکو مین نہ جانتا ہون
	فانہ لیس من آیۃ الا وقد عرفت بلیل	کہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو پہاڑ پر نازل
	نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی	ہوئی یا زمین ہموار پر ۔
	جبل (ایضا)	
پانچوین	وفی الدر المنظوم اعلم ان	در منظوم مین ہے جان تو کہ جتنے اسرار کتب
	جمیع اسرار الکتب السماویۃ فی القرآن و	سماویہ مین تھے وہ سب قرآن مین ہین اور جو قرآن
	جمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ وجمیع ما فی الفاتحۃ فی	مین ہے وہ سب سورۂ فاتحہ مین ہے ۔ اور جو کچھ سورۂ فاتحہ
	البسملۃ وجمیع ما فی البسملۃ فی باء البسملۃ	مین ہے وہ سب بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ بسم اللہ مین ہے
	وجمیع ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی	وہ سب بائے بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ بائے بسم اللہ مین ہے وہ اس نقطہ مین ہے جو
	تحت الباء قال الامام علی کرم اللہ وجھہ	بار کے نیچے ہے ۔ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین وہی
	انا النقطۃ التی تحت الباء وقال یعنی	نقطہ ہون جو کہ بار کے نیچے ہے ۔ اور یہ بھی فرمایا
	العلم نقطۃ کثرھا الجاھلون والالف وحدۃ	کہ علم ایک نقطہ ہے جس کو بڑھا دیا جاہلون نے اور
	عرفھا الراسخون ۔ (ایضا ص۲۳)	الف وحدت ہے جسکو پہچانا راسخون نے
چھٹی	موفق بن احمد بسندہ عن سلمان	موفق بن احمد نے روایت کی ہے
	رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال	کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اعلم امتی علی محمد بن علی الحکیم
الترمذی فی شرح الرسالۃ الموسومۃ
بالفتح المبین قال ابن عباس
رضی اللہ عنہما وھو امام المفسرین العلم
عشرۃ اجزاء لعلی تسعۃ اجزاء وللناس
العشر الباقی وھو اعلمھم بہ وقال
ایضا شرح لنا علی رضی اللہ عنہ نقطۃ
الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم
لیلۃ فانفلق عمود الصبح وھو
بعد لم یفرغ فرأیت نفسی فی جنبہ
کالفوارۃ فی جنب البحر المتغجر وقال
علی کرم اللہ وجھہ لو ثنیت لی
الوسادۃ وجلست علیھا لحکمت لاھل
التوراۃ بتوراتھم ولاھل الانجیل
بانجیلھم ولاھل القرآن بقرآنھم
ولھذا کانت الصحابۃ رضی اللہ عنھم
یرجعون الیہ فی احکام الکتاب و
یاخذون عنہ الفتاوی کما قال عمر بن
الخطاب فی عدۃ مواطن. لولا علی لھلک عمرؓ
(ایضا ص۷۹)

تمامی امت سے اعلم علی ہین۔ محمد بن حکیم ترمذی
نے شرح رسالہ فتح مبین مین روایت کی ہے
ابن عباس سے کہ علم کے دس حصون سے
نو حصے علیؓ کو ملا ہے اور ایک حصہ مین سب شریک
ہین۔ مگر اس مین بھی وہ سب سے زیادہ عالم ہین
وہی کہتے ہین کہ حضرت علیؓ نے ایک شب نقطۂ
بائے بسم اللہ کی شرح بیان کرنی شروع کی طلوع
صبح تک۔ حالانکہ ابھی آپ کا بیان تمام نہین
ہوا تھا مین نے اپنے نفس کو اُن کے مقابلے مین
ایک فوارہ پایا۔ بمقابلہ سمندر کے اور حضرت علیؓ
فرماتے تھے کہ اگر فرش میرے لئے بچھایا جائے
اور اسپر مین بیٹھون تو اہل تورات کے لئے مطابق
تورات اور اہل انجیل کیلئے مطابق انجیل اور
اہل قرآن کے لئے مطابق قرآن فیصلہ کرون اسلئے
تمامی اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے
احکام کتاب مین اور آپ سے فتوے حاصل کرتے
جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا۔
"لولا علی لھلک عمر" یعنی اگر علیؓ نہ ہوتے
تو عمر ہلاکت مین پڑتا۔

اللہ جل شانہ مومنین کے خوف کا ذکر کئی جگہ اپنے کلام پاک مین اسطرح فرماتا ہے

(۱) انما المؤمنون الّذین اذا ذکر
اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم
آیاتہ زادتھم ایمانًا وعلیٰ ربھم یتوکلون ۝
(پ ۹ ÷ س انفال ÷ ع ۱)

سچے ایماندار تو بس وہی لوگ ہین کہ جب اُنکے سامنے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو مومنکے دل دہل جاتے ہین اور جب اُنکے سامنے اُسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور بھی زیادہ کردیتی ہین اور وہ لوگ بس اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہین۔

(۲) تقشعر منہ جلود الذین یخشون
ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم
الیٰ ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی
بہ من یشآء ومن یضلل اللہ فما لہ
من ھاد۔ پ ۲۳ س زمر ع ۲

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اُنکے رونگٹے قرآن سنکر کھڑے ہوجاتے ہین پھر اُنکے جسم اور اُنکے دل نرم ہوجاتے ہین (اور) خدا کی یاد کیطرف مائل ہوجاتے ہین۔ یہ تو خدا کی ہدایت ہے جسکے ذریعہ سے جسکو وہ چاہتا ہے ہدایت فرمادیتا ہے اور جس سے خدا تعالیٰ توفیق ہدایت سلب کرے تو اسکا رہبر کوئی نہین ہوتا

یہ شان مخصوص اہلبیت اطہار علیہم السّلام ہی کی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ

نماز مین جناب امیرؑ کی محویت

جناب امیرالمومنین علیہ السلام تن تنہا ایک باغ مین جاکر مشغول عبادت ہوے اور ذکر خدا کے ساتھ اسقدر گریان ونالان ہوئے کہ روتے روتے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ اور ہاتھ پاؤن سرد ہوکر مثل چوب خشک کے اینٹھ گئے۔ ابودردا نے اتفاقاً آواز سن لی اور حضرت کے پاس پہونچے یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوے اور دوڑکر دولتسرا ے جناب سیدہ علیہا السلام پر حاضر ہوے اور حضرت کی حالت بیان کرکے آپکے انتقال کی خبر دی۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ایسا نہین ہے بلکہ ذکر خدا کے وقت اکثر یہ حالت ہوجاتی ہے"۔

غرض ــ ۵

وہ زور وہ شوکت وہ سخاوت وہ شجاعت وہ خلق وہ اعجاز وہ ہمت وہ کرامت

وہ خوف الٰہی وہ عبادت وہ عدالت　　　وہ شکر وہ تسبیح وہ فاقہ وہ قناعت

الطاف یتیمون پہ ترحم غربا پر

تھا خاتمہ ان سب کا شہ عقدہ کشا پر

آپ وہ ولی خدا ہین کہ بسبب کثرت عبادت و خضوع و خشوع آیہ کریمہ

والذین یبیتون لربھم سجداً　　　یعنے اور وہ لوگ کہ اپنے رب کے واسطے راتین سجدے اور

وقیاماً　　سورہ فرقان　　قیام مین کاٹ دیتے ہین۔

آپ کی شان مین نازل ہوئی۔ یہی حالات سب اہلبیت رسالت کے تھے چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام جب نماز کیلئے مسجد تشریف لیجاتے تو در مسجد پر مثل گنہگار کھڑے ہو کر عرض کرتے تھے۔

الٰہی عبدک ببابک فقیرک ببابک　　　خداوندا تیرا بندہ تیرا فقیر تیرے دروازہ پر حاضر ہے

جب وضو فرماتے تھے تو خوف خدا سے رنگ چہرہ مبارک کا زرد پڑجاتا تھا۔ جناب سید الساجدین علیہ السلام کا لقب کثرت عبادت سے عابد بلکہ سجاد ہوا۔ مرقوم ہے کہ شیطان نے بطور آزمائش آپکی نماز باطل کرنے کی غرض سے سانپ بنکر پردہ شب مین بحالت قیام آپکے پاؤن کا انگوٹھا منہ مین لیکر دبایا اور کاٹنا شروع کیا مگر آپ ایسے محو تھے کہ مطلق خبر نہوئی ہاتف غیبی نے آواز دی انت زین العابدین تو عباد کی زینت ہے بضعۃ الرسول جناب فاطمۃ الزہرا ؑ کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جسوقت وہ معصومہ محراب عبادت مین کھڑی ہوتی تھین تو بند بند کانپتا تھا۔ غرض علم و حکمت اور حقیقت و معرفت آل رسول صلعم ہی پر ختم تھی۔ ان خاصان خدا سے معرفت الٰہی کا انکشاف عہد طفولیت ہی سے ہوتا تھا۔ چنانچہ علامہ جلیل القدر ابن حجر کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ مین جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بچپنے کا ایک ایسا واقعہ تحریر فرماتے ہین جس سے ان جناب کے بہت سے صفات پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے :-

ومناقبہ رضی اللہ عنہ کثیرۃ　　　یعنی جناب حسن عسکری کے فضائل و مناقب بہت

ففي درر الاصداف وقع للبهلول
معه انه رآه وهو صبي يبكي
والصبيان يلعبون فظن انه
يتحسر على ما بايديهم فقال
لم اشتري لك ما تلعب به فقال
يا قليل العقل ما للعب خلقنا
فقال له فلما ذا خلقنا قال
للعلم والعبادة فقال له
من اين لك ذلك فقال من
قوله تعالى
افحسبتم انما خلقناكم
عبثا وانكم الينا لا ترجعون
ثم سأله ان يعظه
فوعظه بابيات ثم خر
الحسن رضي الله عنه
مغشيا عليه فلما افاق
قال له ما نزل
بك وانت صغير

کثرت سے ہین۔ کتاب درر الاصداف مین ہے ایک دفعہ بہلول
کا گذر حضرت امام حسن عسکری کے پاس ہوا۔ آپ اسوقت بالکل
بچے تھے اور وہان رو رہے تھے اور آپکے ساتھی دوسرے لڑکے
کھیل مین مشغول تھے بہلول کو خیال ہوا کہ دوسرے بچون کے کھلونے
دیکھکر آپ رو رہے ہین بس آپکی خدمت مین عرض کی کہ فرمایئے تو
مین آپ کیلئے بھی کھلونے خرید لاؤن اسپر حضرت نے فرمایا اے کم عقل
شخص تو نہین جانتا کہ ہم لوگ کھیلنے کیلئے نہین پیدا ہوے ہین
بہلول نے یہ سنکر دریافت کیا تو پھر کس لیے پیدا ہوے ہین آپ نے فرمایا کہ
علم حاصل کرنے اور عبادت خدا بجالانیکے لئے ہم لوگون کی خلقت ہوئی ہے
بہلول نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا اور کس دلیل سے آپ یہ فرماتے ہین جواب دیا
کہ خداوند عالم کے اس قول پر افحسبتم انما خلقناکم عبثا
کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا
ہے اور یہ کہ تم ہماری درگاہ مین (مرکر) نہین حاضر ہوگے
اس وقت سے بہلول نے یہ سمجھکر کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہین بلکہ
ہادیٔ خلق ہے لہذا کچھ علوم وارشاد کا استفادہ کرنا چاہیے حضرت
کی خدمت مین عرض کی کہ کچھ وعظ فرمایئے حضرت نے اس خواہش کو
پورا کیا اور چند اشعار وعظ و پند سے بھرے ہوے بیان فرمائے جسکے بعد
خود غش کھا کر زمین پر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو بہلول نے
عرض کیا کہ وعظ فرماتے ہوے آپ کو کیا ہوگیا تھا جو غش کھا کر
گر گئے خوف خدا کا اثر تو ہو نہین سکتا اسلیے کہ ابھی آپ بالکل

لاذنب لك فقال اليك عنى	بچے ہین گناہ کا نام تک نہین جانتے حضرت نے فرمایا بہلول
یا بھلول انی رأیت والدتی	تم میرے دل کا حال کیا جانو۔ مین نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا
توقد النار بالحطب	ہے کہ چولھا جلاتین تو بڑی بڑی لکڑیون سے مین لیکن وہ بڑی
الکبار فلاتتقد الابالصغار	لکڑاین بغیر چھوٹی لکڑیون کے روشن نہین ہوتین اسطرح مین ڈرتا ہون
وانی اخشی ان اکون من صغار	کہ جہنم کے بڑے ایندھن کو روشن کرنیکے لئے جو چھوٹی چیزین
حطب جھنم	ایندھن ہنگی انہین میرا شمار نہو

حضرت کی عہد طفولیت کا ایک دوسرا دلچسپ واقعہ یہ ملتا ہے جو کتاب خرائج مین مذکور ہے۔

روی عن محمد بن عبداللہ	یعنی محمد بن عبداللہ روایت کرتے ہین کہ ابو محمد حضرت
وقع ابو محمد علیہ السلام وھو	امام حسن عسکری علیہ السلام جب بچہ تھے تو دفعۃً کنوئین مین گر گئے
صغیر فی بئر الماء وابو الحسن	آپکے پدر عالیقدر امام علی نقی علیہ السلام اُس وقت نماز
علیہ السلام فی الصلوۃ والنسوان	مین مشغول تھے خواتین چیخنے لگین لیکن حضرت نے نماز
یصرخن فلما سلم قال لاباس	قطع نہین کی جب سلام سے فارغ ہو گئے خواتین سے
فرادہ وقد ارتفع الماء الی	فرمایا ڈرو نہین کوئی خوف کی بات نہین ہے۔ اسکے بعد لوگون
راس البئر وابو محمد علیہ السلام	نے حضرت امام حسن عسکری ؑ کی طرف کنوئین مین نظر کی تو دیکھا کہ
علی راس الماء یلعب بالماء	قدرت خدا سے کنوئین کا پانی سر تک بلند ہو گیا اور حضرت پانی مین کھیل رہے ہین

بھائیو دیکھو ع

"جہاز امت عاصی کے لنگر ایسے ہوتے ہین

معرفت الٰہی اسکا نام ہے طاعت و عبادت یہ ہے خالق ذو الجلال سے خائف ہونیکے معنی یہ ہین
خضوع و خشوع اسکو کہتے ہین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھکر خدا کی معرفت کسکو ہو سکتی ہے

اسپر فرماتے تھے کہ

ما عرفتك حق معرفتك — اے خدا جو حق تجھے پہچاننے کا ہے ویسا مین نے نہین پہچانا

علاوہ اداے فرائض نبوت و رسالت عبادت مین اسقدر مشقت فرماتے تھے کہ رات رات بھر نماز پڑھتے تھے حتی کہ قیام و قعود سے پانون ورم کر گئے۔ اپنے حبیب کی یہ مشقت دیکھکر خداے پاک نے ارشاد فرمایا

طٰهٰ ما انزلنا علیك القران لتشقٰی — اے رسول ہمنے تم پر قرآن اسلیے نازل نہین کیا کہ تم اسقدر تکلیف اٹھاو

اللهم صل علی محمد و آل محمد

غرض اسلامی دنیا پر جو درجہ او مرتبہ آل رسول کا ہے وہ کسی اور کا نہین ہے اور یہ خدا کی دین ہے" واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اب اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات پر بھی نظر کرو جنکے عشق مین تم نے خدا و رسول کی شہادتون کو بھی بالائے طاق رکھدیا ہے۔ ذرا ان کے اعمال کو وصی رسول کے ایمان و عقائد اور حقیقت و معرفت سے تقابل کرو جنکی نماز کا بفحواے شعر

اگر بود بہ پیش تو تن در نماز — بدل بود اندیشہاے دراز
وگر بود بہ پیش تو سر در سجود — تو خود نیک دانی کہ در چہ بود

یہ حال تھا کہ نیت کے ساتھ ہی دل مین تو غیر ملک و مال کی تدبیرین سوچتے تھے زبان پر تو الحمد للہ ہے اور دل مین جسزیہ کی آمدنی کا حساب۔ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے الفاروق مین حضرت عمرؓ کے زہد و تقوے اور نماز روزے کے جو صفات تحریر فرمائے ہین ان کو ملاحظہ کرو جس سے جناب خلافت مآب کے خضوع و خشوع اور معرفت الٰہی پر خوب روشنی پڑتی ہے اسکی نقل یہ ہے:-

کوئی ضروری کام آپڑتا اور وقت کی تاخیر کا خوف نہوتا تو حضرت عمر پہلے اس کو انجام دیتے۔ ایک دفعہ اقامت ہو چکی تھی اور صفین درست ہو چکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر ان کی طرف بڑھا وہ اسکی طرف متوجہ ہوگئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کھانے سے فارغ ہوکر و

تب نماز پڑھو۔ بعض اوقات جہاد وغیرہ کے اہتمام مین اسقدر مصروف رہتے کہ نماز مین بھی وہی خیال بندھا رہتا تھا۔ خود ان کا بیان ہے کہ مین نماز پڑھتا ہوتا ہون اور فوجین تیار کرتا ہون۔ ایک روایت ہے کہ مین نے نماز مین بحرین کے جزیہ کا حساب کیا۔ بعض اوقات جمعہ کا خطبہ پڑھتے پڑھتے کسی سے مخاطب ہو جاتے۔ (دیکھو حصۂ دوم ص۲۲۳)

ایکدفعہ رمضان مین بدلی کی وجہ سے آفتاب کے ڈوب جانے کا دھوکا ہوا حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمود ہو گیا۔ لوگ متردد ہوے حضرت عمر نے فرمایا معاملہ چندان اہم نہین ہم اپنی طرف سے کوشش کر چکے ص۲۹۷

کبھی موقع ملتا تو زندہ دلی کے اشغال سے جی بہلاتے تھے۔ ایکدفعہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے رات بھر اشعار پڑھوایا کئے۔ ایکدفعہ رات کو گشت کر رہے تھے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی اُدھر متوجہ ہوے اور دیر تک کھڑے سنتے رہے۔ ایکدفعہ سفر حج مین حضرت عثمانؓ وغیرہ ساتھ تھے عبد اللہ بن زبیر اپنے ہمجولیون کے ساتھ چہل کرتے اور حنظل کے دانے اُچھالتے چلتے تھے حضرت عمرؓ صرف اسقدر فرماتے تھے دیکھو اونٹ بھڑکنے نہ پائین۔ لوگون نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی وہ حضرت عمر کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر نے کچھ ناراضی نہ ظاہر کی تو رباح نے گانا شروع کیا حضرت عمر بھی سنتے رہے۔ ایکدفعہ سفر حج مین ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگون نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ اسکو منع نہین کرتے فرمایا کہ گانا شتر سوارون کا زاد راہ ہے۔

خوات بن جبیر کا بیان ہے کہ ایکدفعہ سفر مین مین حضرت عمر کے ساتھ تھا لوگون نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کے اشعار گاؤ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ خود اپنے اشعار گائین چنانچہ مین نے گانا شروع کیا اور ساری رات گاتا رہا ص۳۳۳ (جب زخمی ہوئے) تو لوگون کو خیال تھا کہ زخم چندان کاری نہین ہے غالبًا شفا ہو جائے۔ چنانچہ طبیب بلایا گیا اسنے نبیذ (مسکرات سے ہے) اور دودھ پلایا (حصۂ اول)

عبادت مین جناب امیرؑ اور حضرت عمرؓ کا تقابل

بھائیو! تعصب کو چھوڑو اور جو کچھ تمھاری ہی کتابون سے ہم نے تمھارے اصحاب ممدوحین اور جناب امیر علیہ السلام کے ایمان و عمل صالح کے حالات تمھارے سامنے پیش کئے ہین اور آیات الٰہی، اور تمھارے ہی مفسرین کرام کی تفاسیر نقل کی ہین ان کو چشم انصاف سے دیکھو اور برائے خدا انصاف کرو کہ آیۂ وافی ہدایہ

انما یومن بآیتنا الذین	ہماری آیتون پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہین
اذا ذکروا بہا خروا سجدًا وسبحوا	جب انکو وہ (آیتین) یاد دلائی جاتی ہین (تو) سجدے مین
بحمد ربہم وہم لا یستکبرون ۝	گر پڑتے ہین اور اپنے پروردگار کی (حمد و ثنا) کے ساتھ
تتجافی جنوبہم عن المضاجع	تقدیس و تسبیح کرنے لگتے ہین اور وہ کسیطرح تکبر نہین کرتے
یدعون ربہم خوفًا وطمعًا	(رات کے وقت) ان کے پہلو بسترون سے آشنا نہین ہوتے اور
ومما رزقنہم ینفقون ۝	(عذاب) خوف کے اور (رحمت کی) امید سے اپنے پروردگار سے دعائین
(پ ۲۱ + س سجدہ ع ۲)	مانگتے اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے تو اسمین سے راہ خدا مین خرچ کرتے ہین۔

کس عابد و زاہد کے حال پر شہادت دیتی ہے اور آیۂ کریمہ

ولا تطع من اغفلنا قلبہ	اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہم نے
عن ذکرنا واتبع ہواہ وکان	اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہشون کے پیچھے
امرہ فرطًا (پ ۱۵ + س کہف ع ۴)	پڑا ہے اور اسکی دنیاداری حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

کن کے حسب حال ہے۔ وہ کون عاشق رب العلا ہے جسکے نور معرفت کی تصدیق آیۂ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام	کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو
فہو علی نور من ربہٖ۔	اور وہ اپنے پروردگار کیطرف سے نور (ہدایت) پر ہے۔

سے ہوتی ہے۔ اور وہ کون ہے جنکے وعظ و ہدایت بھول جانے۔ ذکر خدا سے دل سخت ہو جانے پر یہ نص جلی

فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ | پس افسوس ان لوگون پر ہے جنکے دل یاد خدا کرنے
اولئک فی ضلال مبین ٥ | سے سخت ہوگئے ہین وہی تو کھلی گمراہی مین ہین

شاہد ہے۔ وہ کون خدا کا ولی ہے جو آیہ کریمہ

افمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح | جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے تو
صدرہ للاسلام | اُسکا سینہ کھولدیتا ہے۔ اسلام کیلئے

کا مصداق ہے۔ اور وہ لوگ کون ہین جنپر آیہ شریفہ

ومن یرد ان یضلہ یجعل | اور جنکی نسبت یہ چاہتا ہے کہ اُسے توفیق ہدایت نہ
صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی | کرے تو اُسکے سینہ کو تنگ گھٹس کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان
السماء۔ | پر چڑھا چلا جاتا ہے۔

صادق آتی ہے۔ کیا خدائے پاک کے کلام پر ایمان لانے کے یہی معنی ہین کہ وہ تو یہ فرمائے۔

ھل یستوی الذین یعلمون | کیا برابر ہین وہ لوگ جو جانتے ہین۔ اور
والذین لایعلمون | جو لوگ کہ نہین جانتے۔

اور تم لاعلم کو عالم پر افضل ٹھہراؤ۔ المختصر ان تمام روایتون۔ آیتون اور تفسیرون سے ثابت ہے کہ وہ سب روایتین جو حضرت ابوبکر رضؓ کے صدق ایمان اور عالم قرآن و حدیث ہونیکے بارے مین بڑے طمطراق سے مشہور کی جاتی ہین وہ محض بے اصل ہین اسلئے کہ حضرت کا ذکر خدا سے سخت دل ہونا۔ اور خضوع و خشوع نہونا بخوبی ظاہر ہے اور خضوع و خشوع تجلی الٰہی سے ہوتا ہے اور تجلی اکمل الایمان ہونے پر منحصر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جسقدر انسان کی معرفت اور علم مین زیادتی ہوگی اسیقدر اُسکا ایمان کامل اور یقین محکم ہوگا۔ جناب امیر المومنین و امام المتقین ارشاد فرماتے ہین:۔

سبحانك عجباً من عرفك کیف — اے خدا تو پاک ہے اور اُس سے مین تعجب کرتا ہون

لا یخافك — کہ جسنے تجھکو پہچانا اور تجھسے نہین ڈرتا۔

پس جن تفسیرون اور روایتون سے خود حضرت ابوبکر کا اپنے نقص ایمان پر اعتراف کرنا روشن ہو تو ان شہادتون کی تکذیب ہے نہ صرف اپنے ہی مفسرین و مجتہدین کی تکذیب ہے بلکہ خود حضرت صدیق کی صدیقیت پر داغ لگاتا ہے۔

حواریان حضرت عیسیٰ ع و اصحاب نبی ص

تیسری مثال — ان اصحاب کی مثال حواریان حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام سے خوب ملتی ہے کہ جب ان جناب کو سولی پر لیگئے تو آپ کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدیئے۔ یہی حال ہوبہو اصحاب خاص کا تھا کہ جب غزوۂ احد مین جناب سرور کائنات فخر موجودات مشرکین و کفار کے حربون سے مجروح ہوکر ایک غار مین گر گئے تو یہ رفقا اور جان نثار اپنے ایمان کو خیرباد کرکے اپنے پیغمبر کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہو گئے۔ چنانچہ اُن کے فرار پر علماء مورخین اہلسنت کے اقوال تیسری آیت کے جواب مین نقل کی جائینگی۔ اس جگہ صرف شمس العلما شبلی نعمانی کا بیان نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت علیؑ اور ابودجانہ دشمن کی فوج مین گھس گئے ان کی صفین الٹ دین فتح کے بعد لوگ غنیمت پر ٹوٹ پڑے خالد نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا کفار نے رسول اللہ صلعم پر پتھرون اور تیرون کی بوچھار کی یہان تک کہ دندان مبارک شہید ہوئے اور پیشانی مبارک پر زخم آیا رخسارون مین مغفر کی کڑیان چبھ گئین آپ ایک گڑھے مین گر گئے جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ ایسے سراسیمہ ہوئے کہ انھون نے مدینہ سے ادھر دم نہین لیا کچھ لوگ تو جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد جینا بیکار ہے بعضون نے سپر ڈالدی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

حضرت عمر اس تیسرے گروہ مین تھے علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر و طلحہ اور چند مہاجرین و انصار کو دیکھا کہ مایوس ہو کر بیٹھ رہے تو پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو ان لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی انھین کی طرح لڑکر مرجاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابو یوسف نے خود حضرت عمر کی زبانی نقل کیا ہے کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری، مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے"

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۲۵)

جناب شبلی صاحب نے جس صفائی سے اسناد کے ساتھ حضرت عمر رض کا فرار قلمبند کیا ہے اسکو ملاحظہ کرو اور یہ بھی جان لو کہ مجاہد کا بجز صبر و شہادت دوسرا فرض ہی نہین ہے۔ فرار تو فرار خداے پاک نے تو کفار سے مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیرنے کی بھی ممانعت کی ہے اور اس کی سزا "ماواہ جھنم وبئس المصیر" قرار دی ہے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ باوجودیکہ حضرت عمر رض اپنے نزدیک یہ سمجھ چکے تھے کہ رسول اللہ ص نے شہادت پائی مگر حیف ہے کہ اسپر بھی جس شمع کے پروانہ تھے اسکے گل ہوجانے کا اور جس چاند کے چکور تھے اسکے غروب ہوجانے کا انکو ذرا بھی غم نہ ہوا۔ اور نہ حضرت انس کے غیرت آمیز کلام سے رگ فاروقی کچھ جوش مین آئی۔ حضرت انس نے تو جنکی تعریف ہم نے جہاد اور ایمان کے بارے مین اپنے سنی بھائیون سے کبھی نہ سُنی اپنی جان اپنے محبوب پر نثار کرکے اپنے پروردگار سے

وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ	اور راہ خدا مین اپنے مالون و اپنی جانون سے
اولئک ھم الصادقون ٥	جہاد کیا ایسے ہی لوگ تو سچے ہین۔

کی سند حاصل کی۔ مگر حضرت عمر و دیگر مہاجرین وانصار جو ہمیشہ لن ترانیان کیا کرتے تھے۔ اور رات ودن جہاد کے لئے اپنے سر کف اور جان نثاری اس شدو مد سے جتایا کرتے تھے ؎

بگفتند یا سید المرسلین — قدم پیش بگذار و ما را ببین
کہ با دشمن دین جہا می کنیم — چہ سان در رہت جان فدا میکنیم
بود تا بہ تن جان و در کف توان — بباریم شمشیر بر دشمنان
کہ با جان و دل با ہمین عہد دست — بدست تو روز یکہ دادیم ہست
سر و مال و فرزند و خویش و تبار — ہمان روز کردیم بر تو نثار

مگر جب سر فدا کرنے اور جان نثار کرنے کا وقت آیا تو پھر ؎

دگر کس نہ بذران دلیران بجا — رسولِ خدا ماند و شیر خدا ع
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند — علیؑ ماند و یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ عمر و چہ زید و ولید — شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بہ طول — نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسولؐ

اپنے محبوب کو دشمنوں کی تلواروں میں تنہا چھوڑ کر ایک ٹیلے پر بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے اب کوئی نظر انصاف سے ان حضرات کے اقوال وافعال پر نظر کرے کہ کہتے کیا تھے۔ اور کرتے کیا تھے کون جہاد میں ثابت قدم رہا۔ اور فراری کون ہوا۔ اور وقت امتحان حسب آیۂ کریمہ

ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم۔ — اور ہم تم لوگوں کو ضرور آزمائینگے تاکہ تم لوگوں میں جو جہاد کرنیوالے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں اُن کو دیکھ لیں۔ اور تمہارے حالات جانچ لیں

کون پورا نکلا۔

جناب شاہ صاحب نے تحفہ میں ان حضرات کے جہاد کی بہت کچھ ثنا و صفت کی ہے لہذا جناب میرن صاحب قبلہ اعلے اللہ مقامہ نے اصحاب ممدوحین کی یہی گفتار و رفتار حرکات و سکنات اور اقوال و افعال کتب اہلسنت میں ملاحظہ فرما کر جناب شاہ صاحب کو یہ جواب دیا ہے کہ

"سیرت شیخین دلالت بر خبث سیرت ایشان دارد کہ در وقت کتمان از حضرت نبوی در خواست اظہار دعوت می نمودند و در فکر اضرار آنحضرت بر می آمدند و بر وقت از نصرت دست میکشیدند فاعتبروا یا اولی الابصار"

اب چشم انصاف سے اس جواب کو جناب شبلی صاحب کی تحریر کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں کہ جناب اعلے اللہ مقامہ نے جو جواب دیا وہ من کل الوجوہ اصحاب کے حسب حال ہے یا نہیں اور جناب شمس العلماء نے جس صراحت اور وضاحت سے باظہار نام حضرت عمر و دیگر مہاجرین و انصار کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر میدان جنگ سے ایک ٹیلہ پر بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھنے کی جو حالت تحریر فرمائی ہے اس سے ہمارے سنی بھائیوں کا بڑے طمطراق سے یہ فرمانا کہ

"ہرگاہیکہ آنجناب بہجرت و جہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند و چہ غمہا کہ نہ چشیدند"

باطل ثابت ہوا کہ نہیں باانیہمہ ان حالات پر وہ تمام آیات فضیلت جو خاص مجاہدین کی شان میں نازل ہوئی ہیں اُن حضرات کے حق میں بتانا خدا پر بہتان ہے یا نہیں عزیزو! اجاؤ خوف سے نہ ہو خدا عزوجل کے اس کلام پاک کو

لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرأیتہ	اگر یہ قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ ہیبت خدا
خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ	سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

بازیچہ طفلان نہ بناؤ ۔

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش و لے | دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

قولہ تعالیٰ :-

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے پیرایہ مین مت ظاہر کرو اور
الحق وانتم تعلمون ہ	حق کو جان بوجھکر چھپاؤ ۔

چوتھی مثال حضرت عمر کا یہود کے جلسون مین شریک ہونا اور آنحضرت کا برہم ہونا

چوتھی مثال کتب اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا رجحان طبع اہل یہود کی طرف بہت تھا۔ آپ یہود کی محفلون اور جلسون مین ہمیشہ شریک ہوا کرتے تھے۔ اور یہودی بھی آپ کو اسوجہ سے عزیز رکھتے تھے۔ توریت کی تلاوت بہت ذوق وشوق سے فرماتے تھے۔ ایکدن اسکو لیکر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور پڑھ کر سنانے لگے جو جو آپ پڑھتے تھے آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک غضب سے سرخ ہوتا جاتا تھا۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا مین متعدد روایتین لکھی ہین از انجملہ دو ایک اسجگہ نقل کی جاتی ہین ملاحظہ فرمائین وہ یہ ہین :-

قال نطلقت انا فانتسخت کتابا من اھل	حضرت عمر کہتے ہین کہ مین کتاب یہود لکھوا کر
الکتاب ثم جئت بہ فی ادیم فقال لی رسول اللہ	حضرت کے پاس لایا آپنے پوچھا اے عمر یہ کیا ہے مین نے کہا
صلے اللہ علیہ وسلم ما ھذا فی یدک یا عمر قلت	یہ کتاب ہے جسے مین نے لکھوایا ہے کہ میرا علم بڑھے حضرت
یا رسول اللہ کتاب نسختہ لنزداد بہ علما الی علمنا	اس کلام کو سنکر اسقدر غصہ ہوئے کہ دونون رخسار مبارک آپکے
فغضب رسول اللہ حتی احمرت وجنتاہ ثم نودی	سرخ ہوگئے اور ندا دیگئی الصلوٰۃ جامعۃ کی کہ سب جمع ہون
بالصلوٰۃ جامعۃ فقالت الانصار غضب	جب انصار نے یہ سنا تو کہا حضرت کو غصہ آیا ہے سب ہتھیار
نبیکم السلاح السلاح فجاؤا حتی احدقوا	لگا کر چلو جب وہ آئے تو سب نے گرد منبر حلقہ باندھ لیا حضرت
بمنبر رسول اللہ فقال ایھا الناس انی اعطیت	نے فرمایا ایہا الناس مجھکو جوامع کلم وخواتیم کلم
جوامع الکلم وخواتیمہ واختصر لی الکلام اختصارا	عطا کیا گیا ہے اور اختصار کیا گیا ہے میرے کلام کا

لقد اتیتکم بہا بیضاء نقیۃ فلا تتہوکوا	اور مین دین پاک صاف لایا ہون کہ تم لوگ حیران
ولا یغرنکم المتہوکون۔ قال عمر	وگمراہ نہ ہو اور ایسے لوگ تم کو گمراہ نہ کرین جو خود
فقمت وقلت رضیت باللہ ربا	متحیر ہین عمر نے کھڑے ہو کر کہا کہ مین راضی ہوا
وبالاسلام دینا وبک رسولا ثم نزل	خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	آپ کی رسالت پر اسکے بعد حضرت منبر پر سے
(صفحہ ١٩)	اُتر آئے۔

اور یہ حدیث بھی مشکوٰۃ شریف کی ہے جسپر اہلسنت کے مذہب کا دار و مدار ہے اور وہ یہ ہے:۔

عن جابر ان عمر بن الخطاب اتی	جابر سے مروی ہے کہ حضرت عمر ایک نسخہ
رسول اللہ صلعم بنسخۃ من التوراۃ فقال	توریت لیکر حضرت رسول اللہ کی خدمت مین آئے
یا رسول اللہ ہذہ نسخۃ من التوراۃ	اور کہا کہ یا حضرت یہ نسخہ توریت کا ہے پس حضرت
فسکت فجعل یقرأ و وجہ رسول اللہ	خاموش رہے اور عمر نے اوسکو پڑھنا شروع کیا
یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل	اور رسول اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا حضرت
ما تری ما بوجہ رسول اللہ فنظر	ابوبکر نے کہا تو مر جا آکہ تیری مان بہنین تیرے غم مین
عمر الی وجہ رسول اللہ صلعم فقال اعوذ	رونے کو بیٹھین تو نہین دیکھتا کہ چہرہ رسول کی
باللہ من غضب اللہ وغضب رسول	کیا حالت ہے عمر نے رسول اللہ کے چہرہ کی طرف دیکھکر
اللہ صلعم رضینا باللہ ربا وبالاسلام	کہا کہ مین غضب خدا اور ناراضی رسول سے پناہ مانگتا ہون
دینا وبمحمد نبیا۔ فقال	اور مین راضی ہوا خدا سے اور دین اسلام اور محمد سے
رسول اللہ والذی نفس محمد	یہ سنکر فرمایا آنحضرت نے قسم بخدا جسکے قبضہ قدرت مین
بیدہ لو بدا لکم موسیٰ	محمد کی جان ہے اگر موسیٰ (علیہ السلام) ظاہر ہون

واتبعتموہ وترکتمونی لضللتو عن　　اور تم اُن کی اطاعت کرو اور مجھے چھوڑ دو تو گمراہی

سواء السبیل　　مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین صفحہ ۳۴۰　　اختیار کرو گے سیدھے راستے سے۔

غرض ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو مذہب یہود کی جانب دل سے رغبت تھی حالانکہ خدائے پاک اہل اسلام کو ان سے میل جول کو بھی منع فرماتا ہے بلکہ میل جول کرنے والون کو بھی انھین مین سے بتاتا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود　　اے مسلمانو یہود اور نصارا کو دوست نہ بناؤ

والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن　　یہ ایک دوسرے کے دوست ہین اور تم مین سے جو

یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھدی　　کوئی انکو دوست بنائیگا تو بیشک وہ بھی انھین مین کا ایک ہے

القوم الظلمین ٥　　خدا ایسے ظالم لوگون کو راہ راست نہین دکھایا کرتا۔

لیکن ان حضرات نے احکام خدا اور رسول پر یہ عمل کیا کہ بعد رحلت سرور کائنات سرداران یہود کو داخل دربار اور مقرب بارگاہ کیا اور کتاب خدا کی ترتیب و جمع اُنکے حوالے کی جیسا کہ زید بن ثابت کے بارے مین حضرات ثلثہ کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب موصوف فرماتے ہین:۔

"فاش شدن اخبار بنی اسرائیل در روایت آن از اہل کتاب و آن اول بیگانہ است کہ با علوم دینیہ مخلط شد"

شمس العلماء شبلی نعمانی بھی ان روایتون کی تصدیق کرتے ہین کہ

مسند دارمی مین روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر توریت کا نسخہ آنحضرت کے پاس لیگئے اور اسکو پڑھنا شروع کیا وہ پڑھتے جاتے تھے اور حضرت کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ امر صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ یہودیون کے ہان جبدن توریت کا درس ہوتا تھا حضرت عمر اکثر شریک ہوتے تھے

ان کا خود بیان ہے کہ یہودیون کے درس کے دن اُن کے وہان جایا کرتا تھا۔ یہودی کہا کرتے تھے

کہ تمھارے تم مذہبون مین ہم تم کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہین کیونکہ تم ہمارے پاس آتے جاتے ہو

(دیکھو الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۲۱۹)

مثل بنی اسرائیل
بعض اصحاب کا آنحضرت
سے سوالات کرنا

پانچوین مثال اہل یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیڈھنگے سوالات کیا کرتے تھے۔ جو اکثر کفر کی حد تک پہونچے تھے اور یہ سوالات وہی لوگ کرتے تھے جو ناقص الایمان تھے یہی صورت اُن اصحاب رسول صلعم کی تھی جن کا ایمان ناقص تھا۔ وہ بھی آنحضرت صلعم سے فضول سوالات کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ خود اصحاب کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے:۔

امر تریدون ان تسئلوا رسولکم	(مسلمانو) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح پہلے زمانہ مین
کما سئل موسیٰ من قبل و	موسیٰ سے (بیہودہ درخواستین) اور سوالات کئے گئے تھے
من یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل	(ویسے ہی) تم بھی اپنے رسولؐ سے (بیہودہ درخواستین اور)
سواء السبیل	سوالات کرو اور جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے
(پ + س بقر + ع ۱۳)	تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمۂ قرآن مجید مین یہ تحریر فرماتے ہین:۔

یہودی حضرت موسیٰ سے بیہودہ درخواستین بھی کیا کرتے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ ہمین خدا کو لا دکھاؤ کبھی بکتے تھے کہ ہم من و سلویٰ نہین کھاتے۔ کبھی کہتے کہ دوسری قومین بتون کو پوجتی ہین ہمارے لئے بھی ایک بت بنا دو۔ اسی طرح بعض باتین مسلمانون سے بھی منقول ہین مثلاً ذات انواط ایک درخت تھا جس مین مشرکین چلے باندھا کرتے تھے بعض مسلمانون نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ ایسا ہی کوئی تھان ہم مسلمانون کا بنا دیجئے (صفحہ ۲۲)

مثل امم انبیاء
سلف اصحاب
کی سرتابی

چھٹی مثال امم سابقہ نے اپنے اپنے پیغمبرون حضرت عیسیٰؑ حضرت ذکریاؑ حضرت یحییٰ علیہم السلام سے تکبر اور

انحراف اس وجہ سے کیا کہ جو احکام انبیا علیہم السلام منجانب خداوند متعال ابلاغ فرماتے تھے وہ ان کی خواہشات کے خلاف ہوتی تھی اس پر انہوں نے اپنے پیغمبروں کو ایذائین اور تکلیفین دین کسی کی تکذیب کی اور کسی کو قتل کیا۔ جیسا کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون (پ ۱ س بقرہ ع ۱۱)

تو کیا تم اس قدر شوخ ہو گئے ہو کہ جب تمہارے پاس کوئی رسول تمہاری خواہشون کے خلاف کوئی حکم لیکر آیا تم اکڑ بیٹھے پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو لگے قتل کرنے

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین:—

"آیا ہرگاہ کہ بیاید از نزد ما آمد شما فرستادہ بہ آنچہ دوست ندارد نفسہاے شما آن را از حق او بر وفق ہوا و مدعا شما نہ باشد تعظم کردید و گردن ننہادید پس گروہے را از ایشان بدروغ داشتید چون محمد و عیسیٰ و گروہے را بکشتید چون زکریا و یحییٰ"

یعنی جب ہمارا بھیجا ہوا پیغمبر تمہارے پاس اپنی ہدایتون کے ساتھ پہونچا جسکو تمہارے دل قبول نہین کرتے تو تم نے تکبر کیا اور ان کی عظمت نہین کی کسی کو جھٹلایا۔ مثل محمدؐ اور عیسیٰؑ کے اور کسیکو زکریاؑ و یحییٰؑ کی طرح قتل کیا

(قرآن مجید مع تفسیر حسینی مطبوعہ مطبع رحمانی ص ۱۶)

یہی حالت ان اصحاب رسول مقبول صلعم کی تھی جو منافق تھے کہ جب آنحضرت ان کی مرضی اور خواہش کے خلاف ارشاد فرماتے تو اصحاب فوراً بگڑ جاتے تھے۔ اور طرح طرح کی بدگمانیان خدا و رسول کی طرف کرنے لگتے تھے۔ حضرت صلعم کے سامنے تو آپ کے حکم پر رضامندی کا اظہار کرتے تھے مگر جب اپنے گروہ مین جاکر بیٹھتے تو حضرت کے خلاف شورے و مشورے اور سرگوشیان کرتے تھے۔ اُن کی سازشون اور نفاق و شقاق سے خداوند تعالیٰ اپنے حبیب صلعم کو وحی سے آگاہ فرمادیا کرتا تھا۔

ویقولون طاعۃ اور (ان کی حالت یہ ہے کہ) وہ منہ سے تو اطاعت کا اقرار

فاذا برزوا من عندك بيت طائفة
منهم غير الذى تقول والله يكتب
ما يبيتون فاعرض عنهم وتوكل
على الله وكفى بالله وكيلا
(پ ۵ ۔ س نساء ۔ ع ۱۱)

کرتے ہیں اور جب تمہارے پاس سے باہر چلے جاتے ہیں
تو جو کچھ تم کہہ دیتے ہو اُسکے برخلاف ان میں سے ایک گروہ
راتوں کو مشورہ کرتا ہے اور جو کچھ کہ وہ راتوں کو مشورہ کرتے
ہیں اسکو اللہ لکھتا جاتا ہے تو (اب) تم اُنسے روگردانی کرو
اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور کارساز ہونے کیلئے اللہ کافی ہے

چند اصحاب کا رسول کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہونا

صاحب تفسیر حسینی نے آیہ شریفہ "افکلما جاءکم رسول" کی جو تفسیر لکھی ہے اسمین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت صرف یہ لکھا ہے کہ "پس گروہے از ایشان بدرشغ داشتند چون محمدؐ" حالانکہ اصحاب رسولؐ نے صرف آنحضرت صلعم کی تکذیب ہی نہین بلکہ آپ کو ہلاک کرنے پر مستعد وآمادہ ہوگئے تھے۔ جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے غزوۂ تبوک سے مراجعت فرمائی تو بارہ اصحاب شب کے وقت اثناء راہ مین بمقام عقبہ ڈھاٹے باندھکر ایک گھاٹی کے دامن مین چھپ کر کھڑے ہوگئے دشمنون کی اس سازش اور ارادے سے اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلعم کو وحی سے آگاہ فرمایا جب سواری مبارک دامن کوہ پر پہونچی تو یہ لوگ آپ کو نظر آئے۔

حضرت حذیفہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے آپنے اُن سے فرمایا کہ اِن لوگون کو یہان سے نکالدو۔ اور شناخت کرلو کہ یہ کون کون ہین جضرت حذیفہ اُن لوگون کی طرف چلے۔ وہ لوگ گھاٹی سے نکلے حضرت حذیفہ نے اُن کے منہ پر چابک مارے اور وہ سب کے سب فرار ہوگئے۔ اسیطرح سے اللہ جل شانہ نے آپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچایا اور اُن کی سازش کے بارے مین یہ آیت نازل ہوئی۔

یحذر المنافقون ان تنزل علیهم سورة
تنبئهم بما فی قلوبهم قل استهزؤا ان الله
مخرج ما تحذرون ۵ (پ ۔ س توبہ ۔ ع)

منافقین اس بات سے ڈرتے ہین کہ (کہین ایسا نہو) ان مسلمانون پر (رسول کی معرفت) کوئی سورہ نازل ہوجائے جو ان کو جو کچھ ان منافقین کے دل مین ہے بتلائے (اے رسول) تم کہدو (اچھا) تم ہنسی ٹھٹھے کئے جاؤ جس سے تم ڈرتے ہو خدا اُسے ضرور ظاہر کریگا

تفاسیر وغیرہ امر متذکرہ بالا کے ثبوت مین

اس واقعہ کا حال کتب سیر وحدیث وتفاسیر اہلسنت مین مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر معارج النبوۃ شواہد النبوۃ تفسیر جلالین تفسیر معالم التنزیل وتفسیر کبیر وغیرہ مین بتوضیح وتصریح درج ہے. ہم نے یہ حال تفصیل سے آیات محکمات جلد سوم احوال غدیر خم مین لکھا ہے اور اُن اصحاب کے نام بھی بتا دیے ہین جو اس واقعہ مین شریک تھے. اس جگہ ہم اپنے بھائیون کے اطمینان خاطر کے لیے آیہ کریمہ مندرجہ بالا کی تفسیر جلالین اور تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہین چنانچہ تفسیر جلالین مین ہے۔

وھموا بما لم ینالوا من الفتك	وہ کیا چیز تھی جسکا منافقین نے قصد کیا تھا اور وہ
بالنبی صلعم لیلۃ العقبۃ عند	پورا نہ ہوا اور نہ انکی مراد حاصل ہوئی وہ قصد نبی صلعم کے قتل
عودہ من تبوك وھم بضعۃ	کر ڈالنے کا تھا مقام عقبہ پر رات کیوقت جبکہ نبی صلعم تبوک
عشر رجلا فضرب عمار بن یاسر	سے واپس تشریف لا رہے تھے اور وہ لوگ جنھون نے ایسا ارادہ
وجوہ الرواحل لما غشوہ فردوا	کیا تھا دس سے زیادہ تھے جن کے سوارین کے منہ پر حضرت عمار یاسر
صفحہ ۱۵۸	نے چابک مارے اور وہ لوگ حضرت کو غافل نہ پا کر لوٹ گئے۔

امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہین :۔

وقال الاصمان عند رجوع	اصم کہتے ہین کہ جب رسولخدا تبوک سے واپس آ رہے تھے
الرسول علیہ الصلوۃ والسلام من	تو عقبہ پر بارہ آدمی کھڑے ہوئے تھے کہ حضرت کو روکین اور اذیت
تبوك وقف علی العقبۃ اثنا عشر رجلا	پہونچائین. جبرئیل نے اس حال سے آنحضرت صلعم کو خبر دی کہ
لیفتکوا بہ فاخبرہ جبرئیل وکانوا	وہ لوگ آپ سے چھپ کر کھڑے ہین کہ دکھائی نہین دیتے آپ
متلثمین فی لیلۃ مظلمۃ وامرہ ان یرسل	انکے پاس ایسے لوگون کو بھیجین جو ان کی سوارین کے منہ پر
الیھم من یضرب وجوہ رواحلھم فامر	مارین حضرت نے حذیفہ کو حکم دیا وہ گئے اور اُن کو مارا
حذیفۃ بذلك فضربھا حتی نحاھم	یہان تک کہ وہ لوگ بھاگ گئے. جب حذیفہ واپس آئے

ثم قال من عرفت من القوم فقال فلم	تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے پہچانا وہ کون کون لوگ تھے
اعرف منهم احدا فذکر النبی صلی الله	حذیفہ نے عرض کیا کہ مین نے اُنمین سے کسی کو نہین پہچانا
علیه وسلم اسماءهم وعدهم له و	پس حضرت نے اُن کی تعداد اور ایک ایک کا نام بتایا
قال ان جبرئیل اخبرنی بذلك	اور فرمایا کہ جبرئیل نے یہ نام مجھے بتائے ہین حذیفہ نے
فقال حذیفة الا تبعث الیهم لیقتلوا	کہا کہ آپ لوگون کو کیون نہین بھیجتے کہ اُنکو قتل کر ڈالین
فقال اکره ان تقول العرب قاتل	حضرت نے فرمایا کہ مجھے اچھا معلوم نہین ہوتا کہ عرب کہینگے
محمد باصحابه حتی اذا ظفر صار	کہ محمدؐ نے اپنے اصحاب کو لیکر جنگ کی اور جب ظفر پائی
یقتلهم تفسیر کبیر جلد چہارم (صفحہ ۷۹۶)	تو خود اُن کو قتل کرنے لگے۔

جناب امام صاحب ممدوح نے اِس تفسیر کی جو توضیح کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے جس کی نقل یہ ہے

قال الحسن اجتمع اثنا عشر رجلا	جس کا بیان یہ ہے کہ وقت مراجعت آنحضرت
من المنافقین علی امر من النفاق فاخبر	صلی اللہ علیہ وسلم بارہ اشخاص اصحاب منافقین سے جمع
جبرئیل الرسول علیه الصلوة والسلام	ہوے اور خندق کھودی جبرئیل نے آنحضرت صلعم کو
باسمائهم فقال علیه الصلوة والسلام ان اناسا	اِس حال سے مطلع کیا اور اِن لوگون کے نام بتائے۔
اجتمعوا علی کیت وکیت فلیقوموا و	آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس فعل کیلئے جمع
لیعترفوا ولیستغفروا ربهم حتی اشفع لهم فلم	ہوے تھے وہ توبہ و استغفار کرین تاکہ مین انکی شفاعت
یقوموا فقال علیه الصلوة والسلام بعد ذلك	کرون لیکن کوئی سامنے نہ آیا۔ تب آنحضرت نے ہر ایک کا
قم یا فلان ویا فلان حتی اتی علیهم ثم	نام لیکر ارشاد فرمایا کہ فلان فلان شخص اُٹھے تب وہ
قالوا نعترف ونستغفر فقال الآن انا کنت	اشخاص سامنے آئے اور اعتراف کرکے استغفار چاہا حضرت نے
فی اول الامر اطیب نفسا بالشفاعة	ارشاد فرمایا اب کیا کہتے ہو اس سے پہلے مین بخوشی شفاعت کرتا

واللہ کان اسرع فی الاجابۃ اخرجوا عنی — اور خداوند عالم جلد قبول فرماتا ہے پھر فرمایا کہ میرے پاس

اخرجوا عنی فلم یزل یقول حتی خرجوا — سے نکل جاؤ نکل جاؤ حضرت کے بار بار فرمانے سے

بالکلیۃ۔ (صفحہ ایضا) — وہ لوگ چلے گئے۔

ان تفسیرون سے ثابت ہوا کہ اصحاب اقدام قتل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجرم ہین اور یہ اصحاب اُن اصحاب سے تھے۔ جو سفر و حضر اور خلوت و جلوت مین حاضر رہتے تھے۔

ساتوین مثال — بعد حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام بنی اسرائیل نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے جہاد کی تمنا اور خواہش ظاہر کی۔ اور جب اُنکی خواہش کے موجب اُن پر جہاد واجب کیا گیا تو بجز معدودے چند سبھون نے لڑنے سے منہ پھیر لیا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ — مثل بنی اسرائیل اصحاب کی جہاد کے بارے مین نزول آیت کی تمنا

الم تر الی الملأ من بنی اسرائیل — (اے رسول) کیا تم نے موسی کے بعد بنی اسرائیل کے

من بعد موسی اذ قالوا لنبی لھم ابعث — سرداروں (کی حالت) پر نظر نہین کی جب انھون نے اپنے

لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال — نبی (شمویل) سے کہا کہ ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجیے

ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال — تاکہ ہم راہ خدا مین جہاد کرین (پیغمبر نے) فرمایا کہین ایسا

الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل — تو نہوگا کہ جب تم پر جہاد واجب کیا جائے تو تم نہ لڑو کہنے لگے جبکہ

فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا — ہم اپنے گھرون اور اپنے بال بچون سے نکالے جا چکے تو (پھر)

وابنائنا فلما کتب علیھم القتال — ہمین کونسا عذر باقی ہے کہ ہم خدا کی راہ مین جہاد نہ کرین

تولوا الا قلیلا منھم واللہ علیم — پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو انمین سے چند آدمیون کے سوا

بالظلمین ۝ — سب کے سب نے لڑنے سے منہ پھیرا اور خدا تو ظالمون کو خوب

پ ۲ ۔ س بقر ع

جانتا ہے۔

یہی حالت بعینہ جناب رسول مقبول کی اصحاب کی تھی کہ جہاد کے بارے مین نزول آیات کی تمنا کرتے تھے

مگر جب آیتین نازل ہوئین اور جہاد واجب کیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیتین اُن کو سُنائین تو ان کو سنکر پیغمبر خدا کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کہ وہ دیکھتا ہے جس پر غشی موت کی طاری ہوتی ہے اللہ جل شانہ ان لوگون کی اس حالت سے اپنے حبیب صلعم کو اس طرح آگاہ فرماتا ہے ۔

ویقول الذین آمنوا لولا نزلت سورة فاذا انزلت سورة محکمة و ذکر فیها القتال رأیت الذین فی قلوبهم مرض ینظرون الیک نظر المغشی علیه من الموت فاولی لهم (پ ۲۶ + س ۔ محمد + ع ۲)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کہتے ہین کہ (جہاد کے بارے مین) کوئی سورت کیون نہین نازل کیگئی پھر جب صاف صاف سورت آتارگئی اور اُسمین لڑائی کا ذکر کیا گیا تو تم نے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہے دیکھ لیا کہ وہ تمہاری طرف اس نظر سے دیکھتے تھے جس طرح وہ دیکھتا ہو جسپر موت کی غشی طاری ہو انھین کے لیئے خرابی ہے ۔

چنانچہ جنگ بدر جس کو دیگر غزوات پر خاص امتیازات حاصل ہین کہ خداوند کریم نے خاص سورہ انفال مین اس غزوہ کے حالات مفصل بیان فرمائے ہین ۔ اور باوجودیکہ یہ پہلا غزوہ تھا ۔ مگر بہت سے اصحاب نے شرکت سے اسطرح جی چرایا گویا وہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خداے عزّ وجل فرماتا ہے ۔

وان فریقا من المؤمنین لکارهون ○ یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وهم ینظرون (پ ۹ ۔ س انفال ع ۱)

درانحالیکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس کو پسند نہین کرتا تھا یہ لوگ حق کے ظاہر ہوجانیکے بعد بھی تجھ سے جھگڑا کرتے تھے گویا کہ (وہ لوگ) موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہین اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین ۔

جناب شبلی صاحب نعمانی نے اس غزوہ کا حال سیرۃ النبی مین مفصل لکھا ہے جسکے بعض جملہ یہ ہین

یہ بھی مسلم ہے کہ صحابہ مین کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو شرکت سے ہچکچاتے تھے جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے ۔ ڈر کے مارے بہت صحابہ کا دل بیٹھا جاتا ہے اور ان کو نظر آتا ہو کہ کوئی موت کے منہ مین لئے جاتا ہو ۔ ۲۵۱ و ۲۵۲

ہمنے آیات بینات کی دوسری آیت کی بحث مین اصحاب کا جہاد سے جی چرانا اور معرکہ سے فرار کرنا اسی جلد مین آگے بیان کیا ہے جس طرح غزوۂ بدر پر جانے سے جی چرا گئے اسی طرح غزوۂ تبوک پر بھی جانے سے حیلے حوالہ کر کے بیٹھ رہے تھے جسپر اللہ جل شانہ نے اُن پر سخت عتاب فرمایا۔

یاایھا الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ط ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل ۝ الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شئ قدیر ۝

پ۱۰ س توبہ ع

مسلمانو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہِ خدا مین (لڑنے کیلیے) نکلو تو تم زمین پر ڈھیر ہوے جاتے ہو کیا آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو (اگر یہ بات ہی تو یہ تمھاری سخت غلط فہمی ہو کیونکہ) آخرت کے (فائدون کے) مقابلہ مین دنیا کی زندگی کے فائدے محض بے حقیقت ہین اگر تم (بلائے جانے پر بھی راہ خدا مین لڑنے کیلیے) نہ نکلو گے تو تم کو بڑی دردناک (سزا) دیگا اور تمھارے بدلے دوسرے لوگ (رسولؐ کی مدد کو) لا موجود کریگا اور تم اسکا کچھ بھی نہین بگاڑ سکوگے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صاحب تفسیر حسینی نے جو تفسیر اس آیت کی کی ہے اسکو ملاحظہ فرمائین۔

نقل است کہ در سال نہم از ہجرت کہ حضرت رسالت پناہؐ عازم غزوۂ تبوک شدہ ہوا در غایت حرارت بود و اہل مدینہ بسبب خشک سالی مقل الحال میگذرانید ند چون فرمان رسید کہ اصحاب کر جہاد بر میان اجتہاد بستہ عنان عزیمت بدان صوب معطوف سازند ایشان بسبب بعد مسافت و

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے نوین سال غزوۂ تبوک کا عزم فرمایا۔ اس وقت شدت کی گرمی تھی اہل مدینہ خشک سالی کیوجہ سے تنگ حال تھے جب یہ حکم ہوا کہ اصحابؓ جہاد کے لئے مستعد ہین اُس طرف چلین اُنھون نے بسبب فاصلۂ دور و دراز، اور

کثرت اعداء قلت زاد و گرمی ہوا کراہت طبعی — کثرت دشمنان قلت زاد راہ اور موسم گرما اس سفر

در رفتن تکاسل می ورزیدند آیت آمد یا ایھا الذین — سے تساہل اور کراہت کی اسپر آیت "یا ایھا

امنوا مالکم الخ" (جلد اول صفحہ ۲۵۵) — الذین امنوا الخ" نازل ہوئی

آیات بینات میں اس آیت کا جو شان نزول تحریر فرمایا ہے اس کی بھی نقل کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے

جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن

مدینہ میں قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگوں پر نہایت گران گذرا اس لئے کہ گرمی کے دن

تھے۔ اور سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کے فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ

نے واسطے ترغیب جہاد کے ان آیتون کو نازل کیا۔ (آیات بینات صفحہ ۲۴)

اس عبارت میں "ترغیب" کا لفظ صحاب کی عیب پوشی کی خاطر لکھا ہے حالانکہ اللہ جل شانہ نے تو

ان آیتون میں بہت تہدید اور تخویف کی ہے (اسی طرح دیگر آیات میں بھی ہے)

قل ان کان اباءکم وابناءکم — (اے رسول) تم کہدو کہ اگر تمھارے باپ (دادا) اور

واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم — تمھارے بیٹے (پوتے) اور تمھارے بھائی بند اور بیبیاں اور تمھارا

واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون — کنبہ (قبیلہ) اور وہ مال جو تم نے جمع کرلیا ہے اور وہ تجارت

کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم — جسکی کساد بازاری سے تم ڈرتے تھے اور وہ مکانات جو تم کو

من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ — پسند آگئے ہیں (یہ چیزیں) اللہ سے اور اسکے رسول سے اور راہ خدا

فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ — میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں تو (اسی حالت میں)

لایھدی القوم الفاسقین ۝ — رہو یہاں تک کہ اللہ اپنے امر کو ظاہر کرے اور اللہ نافرمان

(پ ۱۰ سورہ توبہ ع ۳) — لوگون کی راہبری نہین فرماتا۔

صحاب کی بزدلی جنگی اسامہ کی سرداری سے

آٹھوین مثال جب بنی اسرائیل کی درخواست کی بنا پر جو ایک بادشاہ مقرر کرنے کی بابت حضرت شمویل نے

دعا کی تو خدا نے ایک برتن روغن سے بھرا ہوا اور ایک عصا نازل فرمایا اور وحی بھیجی کہ ان لوگون مین سے جسکے آنے پر روغن جوش کھانے لگے اور عصا اُسکے قد کے برابر ہو جائے اُسی کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرو۔ یہ سنکر بہت سے لوگ بن ٹھنکر آئے مگر کچھ نہ ہوا۔ جب طالوت آئے تو روغن بھی جوش کھانے لگا اور عصا بھی اُسکے قد کے برابر ہو گیا۔ یہ دیکھکر حضرت شمویل نے اُن کو بادشاہ بنایا بنی اسرائیل قدیم عادت کے موافق لگے اعتراض کرنے اور اپنے نبی سے بحث کرنے لگے کیونکہ اُنکی خواہش یہ تھی کہ جسکے پاس خزانہ مال اور تزک احتشام ہو اُسی کو بادشاہ ہونا چاہیئے۔ اور حضرت شمویل کا جواب شرع کے قاعدے پر مبنی تھا کہ سلطنت کا کام ظاہری تزک سے نہین چلتا اِسکے لئے علم اور حکمت کے خزانہ کی ضرورت ہے اور اسی کا لحاظ خداوند عالم نے بھی ہمیشہ ہر نبی یا خلیفہ کے مقرر کرنے مین رکھا ہے۔ (دیکھو تفسیر حسینی وغیرہ)

اِس قصہ کا بھی ذکر قرآن مجید مین ہے :۔

وقال لھم نبیھم ان اللہ	اور اُن کے نبی نے اُنسے کہا کہ بیشک خدا نے تمہاری
قد بعث لکم طالوت ملکا قالوا انی یکون	درخواست کے مطابق طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا (تب)
لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ	کہنے لگے اُنکی حکومت ہمپر کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ سلطنت کے
ولم یوت سعۃ من المال قال ان اللہ	حقدار اُس سے زیادہ تو ہم ہین کیونکہ اسے تو مال کے اعتبار
اصطفٰہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم	سے بھی فارغ البالی (تک) نصیب نہین (نبی نے) کہا خدا نے
والجسم واللہ یوتی ملکہ	(تو اسے تم پر فضیلت) دی ہے اور (مال مین نہ سہی مگر) علم اور جسم
من یشآء واللہ واسع علیم	کا پھیلاؤ اسی کا خدا نے زیادہ فرمایا ہے اور خدا اپنا ملک
(پ ۲ س بقر ع ۳)	جسے چاہے دے۔ اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے

یہ مثال اصحاب ثلثہ اور دیگر اصحاب منافقین پر پوری صادق آتی ہے کہ جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحلت سے دو چار دن قبل جنگ روم کے لئے لشکر تیار کیا تو امیر لشکر اسامہ بن زید کو

مقرر فرمایا اور علم فوج جس کو آپ نے باوجود تکلیف مرض خود دست مبارک سے تیار کیا تھا اُسامہ کو عطا فرمایا۔ اور روانگی کا حکم دیا۔ اور حسب روایات مندرجہ کتب اہلسنت اکابر مہاجرین و انصار سے یعنی حضرت ابو بکر رض حضرت عمر بن خطاب رض حضرت عثمان رض بن عفان سعد بن ابی وقاص ابو عبیدہ جراح سعید بن زید اور سلمہ بن اسلم وغیرہ وغیرہ کو اُسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور اُسامہ حضرت سے رخصت ہو کر روانہ ہو گئے اور ایک موضع مین مقام کیا کہ کل لوگ وہان جمع ہو جائین تو آگے بڑھین مگر یہ حضرات باوجود حکم مکرر در مکرر اُسامہ کے ہمراہ نہ گئے اور رسول خدا صلعم کے اس حکم پر طعن کی کہ ایک غلام کو ہم پر سردار کیا۔

اصحاب کی یہ باتین حضرت کے سمع اقدس تک پہونچین تو باوجود شدت مرض آپ مسجد مین تشریف لائے اور بالائے منبر بعد حمد و ثنا رحق تعالیٰ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار یہ کیا باتین ہین جو تم مین سے بعضوں نے اُسامہ کی سرداری کے باب مین میری نسبت کین اور اسیطرح اُسکے باپ کی امارت کے بارے مین بھی تم لوگ طعن و طنز کر چکے ہو حالانکہ وہ سزاوار امارت تھا اور اسی طرح اسامہ بھی ہے۔ اور اُسامہ بن زید کو مین تم سب لوگون سے زیادہ دوست رکھتا ہون۔ اگرچہ یہ بیان ہمارا مطابق کتب اہلسنت ہے مگر اصل عبارت بھی روضتہ الاحباب جلد اول صفحہ ۱۴۵ سے اس جگہ نقل کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

روز دوشنبہ بست و ششم ماہ صفر سنہ مذکور حضرت امر فرمود مردم را ساختن لشکر کند جہت حرب روم و روز دیگر اُسامہ بن زید حارثہ را طلبید و فرمود ترا امیر این لشکر میگردانم۔ و روز چہارشنبہ بست و نہم ماہ مذکور آنحضرت صلعم را شدت مرض طاری شد و روز دیگر باوجود حرارت مرض بدست مبارک لوائے برائے وے عقد فرمود و گفت اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر اللہ۔

پس اُسامہ لوا را گرفت و بیرون رفت و بریدہ بن الحصیب را داد تا در آن لشکر صاحب لوا را او

باشند، در حرب منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجرین و انصار مثل ابوبکر صدیق، و عمر فاروق و عثمان ذی النورین و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ بن نعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتند تا آنکہ دران لشکر ہمراہ اسامہ باشند الصورت بر بعضے مردم دشوار نمود و بر سبیل طعن گفتند این غلام را پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بر مہاجرین اولین امیر میگرداند مقالہ این جمع بسمع شریف حضرت سید رسید بسیار بغضب رفت و با وجود حمّی و صداع از خانہ بیرون آمد و سر مبارک اپعصابہ بر بستہ بود بر منبر برآمد و حمد و ثناے حق تعالی بتقدیم رسانید بعد ازان فرمود اے گروہ مردم این چہ مقالہ است کہ از بعضے از شما بمن رسید در باب امیر گردانیدن من اسامہ را اگر امروز طعن در امارت وے می نمایند پس البتہ طعن کردہ آید در امارت پدرش ازین قبل بعضے در غزوہ موتہ بخدا سوگند او سزاوار امارت بود و پسر وے نیز بعد از وے سزاوار امارتست و زید از احب مردم بود بمن و اسامہ از جملہ دوست ترین مردم ست بمن بعد از وے

(اسی طرح یہ حال "مدارج النبوۃ" و "معارج النبوۃ" وغیرہ کتب مین ہے)

الحاصل یہ وہ مثالین ہین جو بہت واضح ہین اور جن کی تطبیق و تصدیق آیات قرآنی سے بھی جو ہم اوپر نقل کر آئے ہین بخوبی ہوتی ہے۔ اگر تعصب چھوڑ کر سرکشان بنی اسرائیل کے ایمان و اعمال سے ان حضرات کے ایمان و اعمال کا تقابل کرو تو دونون کو ایک ہی قالب مین ڈھلا ہوا پاؤ گے۔ آخر ان حضرات کے ایمان کا یہ رنگ دیکھ کر جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

لتتبعن سنن من قبلکم شبرا	یعنی تم ضرور پیروی کروگے طریقون کی اُن لوگون کی جو تم سے پہلے تھے اُن لوگونکے
بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر	بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہانتک کہ اگر وہ
ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود	کسی سوسمار کے سوراخ مین داخل ہوے ہونگے تو تم بھی انکی پیروی کروگے کسی نے عرض
والنصاری قال فمن متفق علیہ	کیا یا رسول اللہ آپکی مراد پہلے لوگون سے یہود و نصارےٰ ہین فرمایا انکے سوا اور کون مراد ہو سکتا ہے

مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۵۸

بھائیو! اگر کتب سماوی اور کلام الٰہی کی ایسی ایسی جلی شہادتوں کے بعد بھی اچھے اور بُرے مومن و منافق مین امتیاز نہ کرو۔ اور اپنے ہی مفسرین عظام و محدثین کرام کی ایسی ایسی صاف صریح تفاسیر و اقوال پر قائل نہو تو ہم بجز اس دعا کے کہ خدا تمھین توفیق ہدایت دے اور کس طرح سے سمجھائین ؎

یارب وہ سمجھتے ہین نہ سمجھینگے مری بات
دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

بیشک جو فرقہ شیعہ ہو یا سنی حق کھل جانیکے بعد بھی تعصب و اپنی ہوا و ہوس کو دخل دیکر سخن حق تسلیم کرنیسے منہ پھیرے اور آیات الٰہی و احادیث نبوی کو پہیلی سمجھے تو ضرور خدا اُس سے سمجھے گا اور جن امور مین باہم اختلاف ہے انکا خود فیصلہ فرمائے گا۔

قال اللہ یحکم بینھم یوم القیٰمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون
پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا جنمین انکو اختلاف ہے۔

قال

دوسری شہادت انجیل کی

قولہ انجیل سے اصحاب کی فضیلت کی مثال

متی کی انجیل باب ۱۳ کے درس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہے کہ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لیکر اپنے کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہے۔ پھر جب اُگتا ہے تو سب کاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین اس پیشین گوئی کو اس آیت سے ملانا چاہیئے جو ابھی مذکور ہوئی کہ

مثلھم فی الانجیل کزرع	یعنی خداوند تعالی فرماتا ہے کہ پیغمبرؐ کے یارونکی
اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ	مثال انجیل مین سطرح لکھی ہے جسطرح ایک چھوٹا سا دانہ کہ
فاستوی علی سوقہ یعجب	اسمین اول پتی نکلتی ہو پھر وہ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ
الزراع۔	بڑا درخت ہوجاتا ہے اور دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے۔

پس اس آیت کے مضمون کی اُس عبارت سے انجیل کی جو ہم نے اوپر بیان کی ہے کیسی تصدیق ہوتی ہے اور اس سے بشہادت قرآن و بشہادت انجیل صحابہ کی فضیلت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور درحقیقت یہ مثال بالکل صحابہ کے حال کے مطابق ہے اسلیئے کہ وہ اول تھوڑے تھے پھر آہستہ آہستہ بڑھ گئے اور ایک بڑا لشکر ان کا ہو گیا جسکی جماعت اور کثرت کو دیکھکر کفار تعجب کرتے تھے اور انکی قوت کو دیکھ دیکھ کر جلے مرتے تھے۔

پس جو کوئی ان کی بزرگی کا قائل اور اُن کی فضیلت کا معتقد نہ ہو وہ درحقیقت قرآن اور انجیل اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

اقول

کفار صحابہ مومنین سے جیلتے تھے

اسلام لانیوالون کی کثرت اوران کا بڑالشکر ہوجانے سے اصحاب ثلثہ کی فضیلت کو کیا علاقہ اگروہ جماعت جواول اول تھوڑی تھی رفتہ رفتہ بڑھ گئی تو اس سے انکی فضیلت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے حالانکہ بنص قرآن

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ۔ تم مین سے بعض دنیا چاہتے ہین اور بعض آخرت کے طالب ہین۔

اور مصداق شعر

ولیکن نہ جملہ زراہ یقین یکے بہر دنیا یکے بہر دین

ان کثرت والون مین مومن بھی تھے اور منافق بھی بلکہ اس جماعت اوراس لشکر مین تھوڑے ہی ایسے تھے جو بہ نیت جہاد گھرون سے نکلے اوراپنے ایمان کا ثبوت دیا اورجماعت کی جماعت اور فوج کی فوج ایسی تھی کہ جہاد کا نام سنتے ہی ان پر موت کی غشی طاری ہوتی تھی جس کا اظہار خدائے پاک نے آیہ متذکرہ بالا ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ الخ مین فرمایا ہے۔

ہان غنیمت لوٹنے کے لئے مجاہدین کے گروہ مین شریک ہوجاتے تھے۔ اور ایسی طمّاع اور حریص تھے کہ بقول شبلی صاحب

"کفار کے ایمان لانے پر رنج ہوتا تھا کہ ان کا مال ہاتھ سے نکل گیا"

پس ایسی جماعت والون کے حق مین خدائے پاک نے

وانہ لحب الخیر لشدید اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ جل شانہٗ آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہٗ میں اُن اصحاب رسولؐ کے حالات و صفات بیان فرماتا ہے جو صدق دل سے ایمان لائے تھے جنھون نے بعد قبول کرنے ایمان کے ہمین شبہ نہین کیا جنھون نے ہر امر مین خدا و رسولؐ کی اطاعت و پیروی کی جب میدان کارزار مین گئے تو محض خدا کے لئے مشرکین و کفار پر وہ شدت و صلابت کی کہ یا تو خود مقتل مین شہید ہو گئے یا فتح کے ساتھ پھرے وہی مجاہدین تھے جن کی ثنا و صفت اللہ جل شانہٗ اِس طرح کرتا ہے۔

ان اللہ اشتری من المومنین	بیشک اللہ نے مومنوں سے اُنکی جانین اور انکے مال اس
انفسہم واموالہم بان لہم	وعدے پر خرید لئے کہ ان کے بدلے ان کو جنت دیگا
الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ	یہ لوگ جان و مال کی پروا نہ کر کے اللہ کے رستے مین
فیقتلون و یقتلون وعدًا	لڑتے ہین اور لڑتے ہین تو دشمنون کو مارتے اور آپ بھی
علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل	مارے جاتے ہین یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا
والقرآن ومن اوفی بعہدہٖ من	اُسنے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور یہ وعدہ توراۃ اور
اللہ فاستبشروا ببیعکم	انجیل اور قرآن سب مین لکھا ہوا موجود ہے اور خدا سے
الذی بایعتم بہٖ ط وذلک ھو	بڑھکر اپنے قول کا پورا اور کون ہو سکتا ہے تو مسلمانو
الفوز العظیم	اپنے اس سودے کی جو تمنے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشیان
(سپ ۱۱ : س توبہ)	مناؤ اور یہ معاملہ جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے یہی
ع ۱۴	تمھاری بڑی کامیابی ہے۔

انھین غازیون کی شجاعت و صلابت کی دہشت سے کفار و مشرکین کے دم نکلتے تھے انھین کو دیکھکر جلتے تھے جوان کے خون کے پیاسے تھے۔ کیا کسی کی سمجھ مین یہ بات آسکتی ہے کہ مشرکین و کفار اُن سے ڈرتے ہون جنکی پست ہمتی اور بزدلی کا ثبوت اُس روایت سے بخوبی ہوتا ہے جو صلح حدیبیہ کے بارے مین

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی نے تحریر فرمائی ہے ۔

یعنی ایک شخص کا نام عروہ تھا وہ کفار و مشرکین کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کے بارے مین سفیر مقرر ہوا تھا اسنے اثنار گفتگو مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اصحاب رسول کی شجاعت و ہمت پر ایک سخت طعن کی تھی اس کو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین تحریر فرماتے مین :-

" محمدؐ فرض کرو کہ تم نے قریش کا استیصال کر دیا تو کیا اس کی اور بھی کوئی مثال ایسی ہے کہ کسی نے اپنے قوم کو خود برباد کر دیا ہو ۔

اس کے سوا اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اُڑ جائے گی ۔

حضرت ابوبکر رضؓ کو اس بدگمانی پر اسقدر غصہ آیا کہ گالی دے کر کہا کہ " کیا ہم محمدؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے "

(دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۳۱)

شاید حضرت صدیق اکبر رضؓ کو احد سے فرار ہونا یاد نہین رہا جس کا خود ان الفاظ مین اعتراف کیا ہے :-

لما صرف الناس یوم	یعنی اُحد کے دن سب لوگ جناب رسول اللہؐ
احد عن رسول اللہ ؐ کنت اول من	کو چھوڑ کر چلدئے تھے مگر ہم ان اشخاص مین تھے
جاء النبیؐ	جو پلٹ کر پہلے آئے تھے

(دیکھو تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۴۳۱)

ان حضرات کے " اشداء علی الکفار " کے مصداق ہونے اور اُنپر " امنوا و عملوا الصلحت " کے منطبق ہونے سے آیات محکمات کی ایک جلد تو پوری ہوچکی ۔ اب یہ دوسری شروع ہوئی ہے

اس مین بھی بہت کچھ احوال پیش کیے جائینگے۔

غرض جو کوئی اصحاب منافقین کے نفاق کا قراریون کے فرار کا سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمانداروں کے جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کا ایمان سے پھر جانے کا اقرار نہ کرے وہ صدہا آیات قرآنی مثل آیہ کریمہ

ان الذین امنوا ثم کفروا	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر
ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا	ایمان لائے پھر کافر ہوئے اور کفر مین ترقی کرنے لگے
کفرا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم	الله اُن کو نہ بخشے گا اور نہ اور اُن کو ہدایت کی
سبیلا ۵	راہ ملے گی۔

اور توریت و انجیل کی شہادتون کا جو اُن کے نقص ایمان پر شاہد ہین معتقد نہو وہ درحقیقت قرآن شریف اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

قال

قوله
آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ الخ
سے کون لوگ مراد ہین

اے صاحبو! اگر صحابہ رسولؐ کے ایمان و اسلام کے تم قائل نہین ہو تو مہربانی کرکے ذرا ارشاد فرماؤ کہ "والذین معہ" سے کیا مراد ہے یعنی وہ کون لوگ حضرت کے ساتھ تھے جن کی صفت اللہ جل شانہ اس آیت مین فرماتا ہے اور "اشداء علی الکفار" کا مصداق بتلاؤ کہ وہ کون حضرات تھے جو کفار پر سختیان کرتے تھے۔ اگر صحابہ کبار سوائے چار چھ کے سب کے سب منافق اور کافر تھے (ونعوذ باللہ من ذلک) تو وہ کون لوگ تھے جنکے سبب سے اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہوگیا اور وہ کتنے شخص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ مین آتے تھے کیا کسی کے قیاس مین آسکتا ہے کہ چار چھ شخصون کو دیکھکر کفار جلتے ہون اور معدودے چند کے ایمان لانے پر تعجب کرتے ہون اگر ہزارون آدمی مسلمان نہین ہو گئے تھے اور وہ سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو اللہ جل شانہ "فاستغلظ فاستوی علی سوقہ" کیون فرماتا اور اگر ہزارون شخص اسلام نہین لائے تھے تو انکو دیکھکر کفار کو غصہ آتا۔ پس جب تک کوئی صحابہ کی فضیلت اور انکی کثرت کو تصدیق نہ کرلے وہ ان آیتون کو بھی تصدیق نہین کرسکتا۔

اے یارو! خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرکے ماننا کہ ہم کو نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ جو لوگ ایسی آیتون کو تصدیق کرتے ہین اور جو مثال انجیل مین مذکور ہے اسکو پیغمبر خدا کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابہ کرام کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہین اور ایسی آیتون اور پیشینگوئیون کو صرف چار چھ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ سے عداوت رکھکر "لیغیظ بھم الکفار" کی تہدید سے ذرا بھی نہین ڈرتے۔

اقولُ

امامیہ اصحابِ مومنین کے ایمانِ اسلام کو تہِ دل سے قبول کرتے ہین اور ان کی منزلت و فضیلت کے معتقد ہین۔ جیسا کہ جابجا اپنا یہ اعتقاد ظاہر کر چکے ہین

اصحابِ مومنین مراد ہین

سلام اُنپہ جو اس کے اصحاب ہین　　وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین

خدا اُن سے راضی رسولؐ اُنسے خوش　　علیؑ اُنسے راضی بتولؑ اُنسے خوش

کل آیات جو صحابہ کے فضائل ہین ہین اُن کے حق مین تسلیم کرتے ہین بلا شبہہ وہ اُن جمیع صفات مذکورۂ قرآنیہ سے متصف تھے ایمان مین کامل تھے کثرت سجود سے پیشانیون پر نشان تھے کفار و مشرکین پر ایسے شدید تھے جن کی شہادت خود کفار دے چکے ہین۔ مجاہد ایسے تھے کہ معرکۂ جہاد سے قدم سرکانا اور پیٹھ پھیرنا جانتے ہی نہ تھے۔ ازانجملہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شدت و صلابت کا حال مورخین نے یہ لکھا ہے کہ

جب غزوہ مُوتہ مین حضرت زید شہید ہو گئے تو اسکے بعد جعفرؓ بن ابی طالبؑ نے علم اپنے ہاتھ مین لیا وہ بھی زخمون سے چور ہو کر گر پڑے۔ ان کے جسم پر تقریباً نوے زخم تھے اور سب سامنے کے حصہ پر تھے پشت کی طرف ایک بھی نہ تھا۔ دیکھو تاریخ الامۃ مطبوعہ ملیہ علیگڈہ صفحہ

اس روایت کی جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی اِن الفاظ مین تصدیق فرماتے ہین۔

"غرض یہ مختصر گروہ آگے بڑھا اور ایک لاکھ فوج پر حملہ آور ہوا۔ حضرت زید برچھیاں کھا کر شہید ہوے اُن کے بعد حضرت جعفرؓ نے علم ہاتھ مین لیا گھوڑے سے اُتر کر پہلے خود اپنے گھوڑے کے پاؤن پر تلوار ماری کہ اسکے کونچین کٹ گئین پھر اس بے جگری سے لڑے کہ تلوارون سے چور چور ہو کر گر پڑے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ مین نے انکی لاش دیکھی تھی تلوارون اور برچھیون کے نوے زخم تھے لیکن سب کے سب سامنے

کیجانب تھے پشت نے یہ داغ نہین اُٹھایا۔ (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول ۱۶)

سبحان اللہ آیہ وافی ہدایہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الی آخرہ" کی تفسیر کیا خوب آیات الٰہی کے مطابق کی ہے۔ کہ جو مجاہد اس شوق سے خالصًا لوجہ اللہ کفار کا مقابلہ کرین کہ نوشِ زخم سے ایک بھی پشت پر نہ لین اور اپنے پروردگار کے اس حکم

یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین	اے ایماندارو! جب تم کفار سے میدان جنگ
کفروا زحفًا فلاتولوھم الادبار	مین مقابل ہو تو (خبردار) اُن کی طرف پیٹھ
(پ ۹ س انفال ع ۲)	نہ پھیرنا۔

پر پورا عمل کرین۔ وہ تو آیہ مذکورہ بالا کی فضیلت سے خارج کر دیئے جائین۔ اور جو مہاجرین وانصار نہ صرف پشت پھیر کر۔ بلکہ فرار ہو کر

ومن یولھم یومئذ دبرہ	اُس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے کترائے یا کسی
الا متحرفًا لقتال او متحیزا الی	جماعت کے پاس جا کر موقع پائے اور جو شخص بھی اسدن
فئۃ فقد باء بغضب من اللہ و	ان کفار کیطرف اپنی پیٹھ پھیریگا وہ یقینی خدا کے غضب مین
ماواہ جھنم وبئس المصیر	آگیا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ اور وہ (کیا)
(ایضًا)	برا ٹھکانا۔

کے مصداق ہون وہ" اشداء علی الکفار رحماء بینھم" اور سبھی کچھ ٹھہرائے جائین۔ عاشقان صحابہ جوش محبت مین آیہ شریفہ

ولاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے پیرائے مین مت ظاہر کرو۔ اور حق کو
الحق وانتم تعلمون (سورہ بقر ع ۴)	جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔

کو پس پشت ڈالکر خدا کی آیتون کو جو اُس نے اپنے خالص مخلص مجاہدین کی تعریف مین نازل فرمائی ہین

اپنے اصحاب ممدوحین کی شان مین بتائین اور اس طریق سے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

غرض فوج اور لشکر خدا کے سردار جناب امیر المؤمنین امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے جنکی ہمت و شجاعت کا مخالفین و معاندین بھی لوہا مانے ہوئے ہین یہ خلق خدا پر جلی ہے کہ ؎

علی کی تیغ چمکی بارہا اعدا کے لشکر مین
جمل مین احد مین بدر مین صفین مین خندق مین خیبر مین

دم پیکار تیغ شاہ مردان پیر جاتی تھی
زرہ مین چار آئنہ مین دستانہ مین بکتر مین

کفار و مشرکین اسد اللہ ہی کی شدت و صلابت سے مثل مار سیاہ زہر کھاتے رہے جس نے لوجہ اللہ بڑے بڑے پیل تنون سرکشون اور آتش مزاجون کو ذوالفقار کے پانی سے ٹھنڈا کیا ہے ؎

کیون عمرو کو تھا اپنے تن و توش پہ کیا ناز
مرحب کو یہ دعوے تھا کہ مجھ سا نہین جانباز

تھا ناریون مین عنتر مردود بھی ممتاز
تینون تھے شقی بندۂ حرص و ہوس و آز

ایک ایک کا سر تن سے اُتارا ہے علیؑ نے
تڑپے بھی نہین یون انھین مارا ہے علیؑ نے

اُسی شیر خدا سیف اللہ ہی کی ہیبت اور دہشت سے سیاہ رو جلے مرتے تھے جس کی شجاعت کے ڈنکے آجتک بج رہے ہین ؎

رعب یا نے ہوے ہین ساکن افلاک اب تک
ڈر سے ہل جاتے ہین اکثر طبق خاک اب تک

خوف سے کانپتے ہین دشمن ناپاک اب تک
اُٹھ گئے آپ مگر خلق مین ہے دھاک اب تک

پہلوان اپنے مقامون پہ اکڑ لیتے ہین
جب سنا نام علیؑ کان پکڑ لیتے ہین

ضرغام الٰہی نے اپنے مالک کے اِس حکم

وجاهدوا فی الله حق جهاده (سورہ حج) خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنیکا ہے۔

پر عمل کر کے دین خدا کے پھیلانے مین جو سختیان کفّار و مشرکین پر کین اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کڑیان جھیلین وہ مثل آفتابِ جہانتاب روشن ہین۔ اللہ اکبر ؎

خدا کے گھر کو کیا تیرگی کفر سے پاک حسام خوف سے تھے مشرکون کے دل صدچاک
علیؑ کے زور کا غل تھا زمین سے تا افلاک اذان جو دی تو ہوے شاد سیدِ لولاکؐ

حرم مین جس طرف آواز اُن کی جاتی تھی
صدائے کلمۂ طیّب اُدھر سے آتی تھی

شجاعت شہِ مردان نہان جہان مین نہین بہادر ایسا تہِ آسمان جہان مین نہین
علیؑ سا کوئی رفیع المکان جہان مین نہین قوی کوئی۔ کوئی ایسا جوان جہان مین نہین

جلو مین نصرت و اقبال ساتھ چلتے تھے
علیؑ کی تیغ سے اعدا کے دم نکلتے تھے

حیدر کرّار غیر فرّار اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام ایسے اشدّاء علی الکفّار ہین جنکی بہادری و دلیری پر ملائکہ مقربین نے تحسین و آفرین کی ہے ؎

امینِ سرّ الٰہی، معینِ ختمِ رُسل شگفتہ گلشن عدل و نہیب و داد کا گل
شجاع وہ کہ ہر غزوون کا جنکے دہر مین غل کہ جنسے کفر کے جلتے چراغ کر دیے گل

دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

ہر گاہیکہ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضے بدفع مشرکان مشغول گشت رسول اللہ فرمودا ے علی می شنوی مدح خودرا کہ ملک رضوان بر آسمان میگوید

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

شاہ ذوالفقار حیدر کرار قاتل المشرکین یعسوب الدین علی مرتضے علیہ السلام جو وقت معرکہ کارزار میں لشکر خدا کی صف بندی فرماتے تھے۔ اُس صف کی نسبت خداوند متعال یہ شہادت دیتا ہے :۔

حیدر صفدر کی شجاعت پر آیت کا نزول

ان اللہ یحب الذین	بیشک اللہ تو انھیں لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو
یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم	اسکی راہ میں اسطرح صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ
بنیان مرصوص۔	سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں۔

ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس جماعت کی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ علی ابن ابیطالب حمزہؑ عبیدہ اور مقداد ابن اسود ہیں۔ (دیکھو تفسیر عمدۃ البیان مولفہ مولوی اعجاز علی صاحب)

شیر خدا غزوۂ خندق میں جب عمرو ابن عبدود کے مقابل ہوئے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ (ارجح المطالب)	پورا ایمان پورے کفر سے مقابلہ کو نکلا ہے۔

جب حیدر کرار نے اس دشمن خدا کو قتل کر دیا تو یہ مژدہ سنکر آپ نے اسلام کی فتح پر سجدہ شکر کیا اور ولی خدا کی منزلت وعظمت میں یہ ارشاد فرمایا

لمبارزۃ علی بن ابی طالب	علی نے خندق کے دن جو جنگ کی وہ
یوم الخندق افضل من اعمال امتی	افضل ہے تمام امت کے اُن اعمال سے جو
الی یوم القیمۃ (روضۃ الاحباب مدارج النبوۃ)	تاروز حشر کرینگے۔

اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں :۔

قتل علی لعمرو بن عبد ود — یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جن و
افضل من عبادۃ الثقلین (ارجح المطالب) — انس کی عبادت سے افضل ہے

اس حدیث کو میر انیس علی اللہ مقامہ نے اس حسن سے نظم کیا ہے ؎

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم — تھراتا تھا تلوار سے جسکی عجم و روم
رد کرکے جو حربوں کو بڑھا خاصۂ قیوم — جھپٹا اسد آہو پہ ہوا سب کو یہ معلوم
اک وار مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے ادھر لاش سر نحس ادھر تھا

جسوقت ظفریاب ہوے حیدر کرار — ایک ہاتھ مین عمرو کا تھا ایک مین تلوار
فرمایا محمد نے بآعلان و بتکرار — افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار
فخر تھا کا تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے
جبریل امین چومتے تھے ہاتھ علی کے

جس جماعت کے سپہ سالار شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضی تھے اسی جماعت سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اس جماعت سے جسکے سپہ سالار حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ تھے جو بقول شبلی صاحب

"جب خیبری قلعے سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کیخدمت مین حاضر ہوکر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج نے خود ان کی نسبت یہی شکایت کی"

اصحاب منافقین کے بارے مین روایت

جس جماعت نے آئینہ اسلام کو جلادی اسی سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اس جماعت سے جس سے آئینہ سلام کو زنگ لگا۔ اس جماعت کو دیکھکر کیا تعجب کرتے جو ان کے ہمرنگ تھے۔ چنانچہ جماعت منافقین کے ایمان و اسلام کا زنگ اس روایت سے بخوبی روشن ہوتا ہے۔

قال عبد اللہ بن الزبیر ذھبت مع ابی الی یرموک — عبد اللہ بن زبیر کہتے ہین کہ ہم جنگ یرموک مین

وانا صبیّ لا اقاتل فلمّا قتل الناس	اپنے باپ کے ساتھ تھے جب لڑائی شروع ہوئی تو کچھ لوگون
بصرت الی ناس لا یقاتلون فرکبت	کو ٹیلہ پر دیکھا کہ وہ لوگ جنگ نہین کرتے۔ وہان جو
ذھبت الیھم واذا ابوسفیان بن	ہم پہونچے تو دیکھا کہ ابوسفیان ہین اور کچھ اور لوگ
حرب ومشیخة من قریش من مھاجرة	بزرگان قریش سے ہین چونکہ ہم کمسن تھے اسلئے
الفتح فرأونی حدثا فلم یتقونی	کسی نے ہماری پروانہ کی اور بے پردہ باتین کرنیلگے
فجعلوا واللہ اذا جالت المسلمون و	دیکھا کہ جب روم والے سلمانون پر حملہ کرتے تھے تو
رکبتھم الروم یقولون ایہ بنی اصفر	وہ خوش ہوتے تھے اور اُنکی تعریف کرتے۔ اور جب
فاذا جالت الروم ورکبتھم المسلمون	مسلمان اُنپر حملہ کرتے اور رومیون کی شکست ہوتی
قالوا ایہ بنی اصفر فلما ھزم اللہ	تو کہتے تھے ہاے ہاے روم والے۔ جب لڑائی فتح
الروم اخبرت ابی فضحك فقال	ہوئی اور اس خبر کو ہم نے زبیر سے کہا تو ہنسے اور کہا
قاتلھم اللہ ابوا الا ضغنا لنحن خیر	خدا غارت کرے کینہ ان کے دل سے نہین جاتے
لھم من الروم — از کلام شعبان ۳۱۶	حالانکہ ہم انکے لئے روم والون سے بہتر ہین۔

افسوس کہ یہی ابوسفیان صاحب دربار خلافت مین معزز و ممتاز کئے گئے۔ اور مشیر مہام خلافت ہوئے اور اُن کے فرزند ارجمند امیر معاویہ صاحب عہدہ ہاے جلیلہ سے سرفراز ہوئے۔ عہد سے کیسے حضرت عثمان رض نے تو پوری سلطنت ہی ان کے ہاتھ مین دیدی۔

حضرت حذیفہ علا کے بیان پر آیت کا نزول

شیعون کا مخصوص چار چھ اصحاب کو اچھا سمجھنا اسلئے اہلسنت کو خوش نہین آتا کہ وہ خدا و رسول کے نزدیک دیگر اصحاب مین ممتاز تھے۔ ایمان مین ایسے کامل تھے کہ تا وفات کسی موقع محل پر بھی ان کے ایمان مین لغزش نہین ہوئی۔ گو دشمنون نے بہت کچھ بہکایا مگر اپنے ایمان سے نہ پھرے اور نہ کبھی اسلام اور ہادی اسلام کی رسالت اور نبوت مین شبہہ کیا اور نہ کبھی اپنے پیغمبر سے مخالفت و حجت کی ان کے صدق ایمان پر

خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

ودّ کثیرا من اھل الکتاب[۵۷]	اہل کتاب مین سے بہت سون کی خواہش ہے کہ
لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارًا	ایمان لانیکے بعد تم کو مرتد بناکر کافر کرین (صرف)
حسدًا من عند انفسھم من بعد	حسد کی وجہ سے جو انکے دلون مین ہے بعد ہے اس بات کی کہ
ما تبین لھم الحق فاعفوا حتی	حق انپر کھل چکا ہے پس تم معاف کرو اور در گذر و
یاتی اللہ بامرہٖ ان اللہ علی کل	یہان تک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر کرے بیشک
شیء قدیر۔	اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ جنگ احد کے بعد یہودیون نے حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تمھارے پیغمبر برحق ہوتے تو یہ شکست نہوتی اب بھی ہمارا کہا مانو ہمارے دین مین چلے آؤ حضرت عمار نے جواب دیا کہ مین عہد کرچکا ہون کہ زندگی بھر کفر اختیار نہ کرون گا اور حذیفہ نے کہا مین خدا کو رب اور اسلام کو دین اور قرآن کو کتاب اور کعبہ کو قبلہ اور مومنین کو برادر پسندیدہ قرار دیچکا ہون یہ خبر حضرت رسول اللہ صلعم کو ملی تو آپ نے حضرت عمار و حذیفہ کی تعریف کی اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ تفسیر حسینی نے اس آیت کو حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کی شان مین بتایا ہے۔

دوست میدارند بسیارے از اہل توریت چون فنحاص بن عازورا کہ دانشمند ایشان بود امثال او از احبار آنکہ بازگردانند مر شمارا مراد حذیفہ یمان و عمار یاسر ست کہ فنحاص بن عازر در دیاران او مر ایشان را دعوت بہ یہودیت میکردند۔ حق سبحانہ نسبت ہود کہ یہود می خواہند کہ بگردانند شمارا۔ (مجلد اول صفحہ ۱۸)

---

۵۷ دیکھو تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۶۶۔

آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کا اطلاق اصحاب ثلاثہ پر نہین ہوتا

پس شیعون کا چار چھہ کو زیادہ اچھا سمجھنا قابل اعتراض نہین ہے۔ ہان اہلسنت کا باوجود اس دعوے کے کہ "جمیع صحابہ عدول اند" ہزارون اور لاکھون اصحاب مین صرف دس ہی اصحاب کو کامل الایمان سمجھنا اور عشرۂ مبشرہ کی سند دینا اور آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کو مخصوص اصحاب کی شان مین بتانا البتہ موجب تعجب و باعث حیرت ہے۔ چنانچہ جو تقسیم اس آیت کی علمار اہلسنت نے کی ہے وہ البتہ قابل مضحکہ ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین۔

عن ابن عباس "محمد رسول الله والذين معه ابوبكر اشداء على الكفار عمر رحماء بينهم عثمان تراهم ركعا سجدا على يبتغون فضلا من الله ورضوانا طلحة والزبير سيماهم في وجوههم من اثر السجود عبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابى وقاص وابو عبيدة بن الجراح

ان الفاظ مین ہر ایک اصحاب کی فضیلت خاص کی طرف اشارہ ہے یعنی والذین معہ ابوبکر صدیق کی تعریف مین ہے جو آنحضرت کے ساتھ سفر مین رہتے تھے اور اشداء علی الکفار فاروق کی صفت مین ہے اور جو مشرکین اور منافقین پر شدت سے سخت تھے اور رحماء بینہم سے عثمان کی مدح ہے اور تراہم رکعا سجداً علی مرتضیٰ کی شان مین ہے اور یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا طلحہ، زبیر کی شان مین ہے اور سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود سے عبدالرحمن سعد اور ابو عبیدہ مراد ہین۔ (۲۳۸) مقصد اول

اس تفسیر سے جناب شاہ صاحب کے تبحر علم و فضل کی شان خوب ظاہر ہوتی ہے جبپر ایک طفل مکتب بھی معترض ہوسکتا ہے کہ اللہ جل شانہ تو صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ محمد تو خدا کے رسول ہین اور کچھ لوگ جو ان کی صحبت مین ہین ایسے ہین جو کفار پر سخت ہین ایک دوسرے پر رحیم و مہربان ہین۔ ایسے راکعین اور ساجدین ہین کہ ان کے چہرون سے سجدون کے آثار نمایان ہین وہ خدا کے فضل کے

خواشگار رہتے ہین۔ یہی وہ لوگ ہین جنکی تعریف توریت وانجیل مین ہے۔ اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام صفات اُن اصحاب مین ہونے چاہئین جسکا ذکر اس آیت مین ہے۔ مگر یہ تفسیر سراسر آیات آلہی کے خلاف ہے باوجودیکہ خود اللہ جل شانہ نے "وعداللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت" فرماکر مومنین کی تصریح کردی۔ پھر بھی اُس سے اعراض کرکے اصحاب کی خاطر یہ تفسیر کی گئی۔ یہی نہین بلکہ جو ان اصحاب کا مخالف ہو اسکو کافر بتایا ہے۔ جیسا کہ تفسیر حسینی مین ہے جسکی نقل یہ ہے:-

امام قشیری رحمۃ اللہ فرمودہ کہ این آیت درشان اصحاب است۔ پس ہرکہ بر ایشان خشم گیرد وایشان را دشمن دارد داخل کفار خواہد بود۔ در تفسیر عجائب آوردہ کہ مراد از عمل صالح (وعداللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت) اینجا دوستی صحابہ است (جلد دوم صفحہ ۳۳۸)

قطع نظر اسکے یہ تقسیم صحابہ ثلثہ کے اعمال وافعال سے بھی مطابقت نہین رکھتی۔ کیونکہ ان کے حالات اسکے برعکس ہین۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر کو محض غار مین حضرت صلعم کے ہمراہ ہونے پر والذین معہ بتایا ہے حالانکہ نہ تو اس آیت مین معیت غار کا کچھ ذکر ہے اور نہ وہ معیت قابل تحسین وآفرین ثابت ہوئی، بلکہ جو رفاقت یار غار نے کی تھی وہ باعث افشار راز ہوئی کہ جب دشمن حضرت صلعم کا پتہ لگاتے ہوے در غار تک آگئے۔ اوران کے سردار نے کہا کہ محمدؐ اسی جگہ ہین یہان سے آگے کہین نہین گئے۔ تو یہ سخن سنکر حضرت ابوبکر رضؓ چلا چلا کر فرمانے لگے یا رسول اللہ دشمن سر پر آگئے۔ اگر ہم کو دیکھ لینگے تو مار ڈالینگے کبھی زور زور سے رونے لگتے۔ جسکو علماء اہلسنت سیانپ کے کاٹنے کا سبب بتاتے ہین۔

ہرچند آنحضرت صلعم تسلی فرماتے ہین مگر آپکا اضطراب کسیطرح دور نہین ہوتا یہ حال ساتوین آیت کے جواب مین ہم لکھین گے جو قابل ملاحظہ ہوگا۔ انشاء اللہ

حضرت عمر کے اشداء علی الکفار ہونے کا کچھ ذکر اوپر ہو چکا ہے باقی آگے آئیگا۔ اب ہے حضرت عثمان رضؓ آپ کے حالات اور اصحاب رسولؐ سے تعلقات اور مودت ومحبت رحماء بینہم کے سراسر

خلاف ہین۔ آپکی بدسلوکیان اصحاب کبار پر اظہر من الشمس ہین کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلاء وطن کرا دیا۔ اور حضرت عمار یاسر کو اسقدر مارا کہ وہ غریب عارضہ فتق مین مبتلا ہوگئے۔ حضرت ابن مسعود بھی انھین کی زدوکوب سے ہلاک ہوے۔

حالانکہ جمہور علماء اہلسنت کے نزدیک بھی یہ لوگ عاشقان خدا و رسولؐ سے تھے۔ ان بدسلوکیون کے مستحق صرف اس بنا پر ٹھہرائے گئے کہ انھون نے اپنے رسول کی وصیت کے موافق حدیث ثقلین پر عمل کیا تھا۔ اسیطرح حضرت طلحہ و زبیر وغیرہ وہ ذات بابرکات ہین جنکی دشمنی اور عداوت پر جو اُن کو وصی رسولؐ سے تھی کتب سیر و تواریخ اہلسنت شاہد ہین کہ جنگ صفین و جمل انھین حضرات کی سازشون کے نتائج تھے۔ اور خداے عزوجل فرماتا ہے۔

والفتنۃ اکبر من القتل — فساد برپا کرنا خون ریزی سے بڑھ کر ہے

افسوس کہ علمائے اہلسنت ان کو صرف اسوجہ سے کہ انھون نے وصی رسولؐ سے عداوت و بغاوت کی خدا کی طرف سے یبتغون فضلا من اللہ رضوانا کا پروانہ دیتے ہین۔

الحاصل کیا کسی کے خیال و قیاس مین آسکتا ہے۔ کہ کفار و مشرکین حضرت ابوبکر کو ابن الدغنہ کی سفارش پر اور حضرت عمرؓ کو ان کے ماموں ابوجہل کی حمایت پر امن دین اور پھر انھین کی شدت و صلابت سے جلتے بھی ہون۔ اور اصحاب منافقین کے اسلام لانے پر تعجب و حیرت کرتے ہون۔

بھائیو! خیال کرو کہ جو لوگ آنحضرت کے ساتھ تھے اگر حسب اعتقاد تمھارے سب کے سب اسلام مین سچے اور ایمان مین پکے تھے تو اللہ جل شانہ

اصحاب کثیر بعد اسلام مرتد ہوگئے

وان تتولوا کما تولیتم من قبل — اور اگر تم روگردان ہو جیسے کہ پہلے روگردان

یعذبکم عذابا الیما (سورہ فتح) — ہوے تھے تو تم کو خدا عذاب کریگا بعذاب دردناک

کن لوگون کی نسبت فرماتا ہے۔ اگر ہزارون و لاکھون آدمی جو اسلام لاچکے تھے کلھم اجمعین تادم مرگ اپنے

ایمان پر قائم رہے تھے تو اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ۔ بہانہ مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہوگئے

کن سچے اسلام اور پکے ایمان والون سے ہے۔ اور بروز حساب کن لوگون سے یہ فرمائے گا:۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ ۔ جس دن کچھ چہرے نورانی ہون گے اور کچھ

فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم ۔ منہ کالے۔ پھر جن لوگون کے منہ کالے ہون گے

بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم ۔ (انسے کہا جائیگا) کہ تم ایمان لانیکے بعد منکر ہوگئے تھے

تکفرون ۔ (پ۔ س آل عمران ع ۱۱) اب جیسا انکار کرتے تھے (ویسا) بدلے عذاب بھی چکھو

پس جب تک کوئی جماعت کی جماعت۔ جوق کی جوق۔ فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ کے ایمان سے پھر جانے پر یقین نہ لائے اور منافقین و مرتدین کی کثرت اور انکی نفاق و شقاق کی تصدیق نہ کرے وہ ان صدہا آیتون کی جو ان کے کفر و ارتداد پر شاہد ہین۔ عموماً اور سورہ منافقون کی خصوصاً ہرگز ہرگز تصدیق نہین کرسکتا۔

اب صاحبان بصیرت غور فرمائین کہ اللہ جل شانہ جن اصحاب رسولؐ کے نقص ایمان اور حرص و ہوا کا ذکر کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے کرے جنکی حب دنیا پر

بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا ۔ لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو

ارشاد فرمائے۔ جن کے حق مین

اولئک الذین طبع اللہ علی ۔ یہی وہ لوگ ہین جنکے دلون پر خدا نے مہر لگا دی

قلوبھم واتبعوا اھوائھم ۔ ہے اور یہی اپنی خواہشون کے پیرو ہوگئے ہین۔

فرمائے۔ جنکے خوف اور دہشت پر جو وقت جنگ انپر طاری ہوتی تھی۔ آیہ کریمہ

فاذا جاء الخوف رایتھم ینظرون ۔ اور جب کہ کوئی (موقع) خوف کا آپڑا (اے رسولؐ) تو تم دیکھتے ہو کہ

الیك تد رواعینهم كالذی یغشی — تمھاری طرف دیکھتے ہین اور اُن کی آنکھین اِس طرح

علیہ من الموت — گھومتی ہین کہ جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھا جائے

شاہد ہو۔ جو اصحاب اپنے پیغمبر کو تلواروں مین چھوڑ کر فرار ہو جائین اور خود پیغمبر خدا صلعم ان لوگون کو باین القاب۔ یا اصحاب بیعۃ الرضوان۔ یا اصحاب بدر فرما کر پکارین اور اصحاب منہ پھیر کر کبھی نہ دیکھین، جس کی تصدیق آیہ شریفہ

اذ تصعدون ولا تلوون علی — اسوقت کو یاد کرو جب تم (بدحواس) بھاگے

احد والرسول یدعوکم فی — جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے تمکو

اخراکم — سورہ آل عمران — بلا رہے تھے لیکن تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے

سے ہوتی ہو۔ اور کفار و مشرکین سے ربط و ضبط رکھنے پر آیہ کریمہ

تسرون الیھم بالمودۃ — تم اِن کو خفیہ دوست رکھتے ہو۔

آیہ محمد رسول اللہ پر مفسرین کی تفاسیر پر تنقید

گواہ ہو۔ افسوس کہ علماء اہلسنت ایسے آیات جلی سے اعراض کر کے آیہ کریمہ "محمد رسول اللہ" کا مصداق انہین لوگون کو ٹھہرائین، اور جو لوگ

جاھدوا باموالھم وانفسھم فی — خدا کی راہ مین اپنے جانون اور اموال سے

سبیل اللہ — جہاد کرو۔

کے صفات سے کورے ہون وہی غازی اور مجاہد کہلائے جائین۔ اور انھین کو خدائے پاک کی طرف سے لقد رضی اللہ عنھم بتائین۔

خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرنا ہم کو سخت تعجب آتا ہے اور نہایت ہی حیرت ہوتی ہے کہ جو محدثین و مفسرین ان آیات پاک کی جو مان باپ کی تعظیم و تکریم کی نسبت ہین تصدیق کرتے ہین اور پھر بھی اپنے صدیق کو اپنے باپ کے قتل کرنیکے قصد پر اشداء علی الکفار اور عالم قرآن ٹھہراتے ہین۔

افسوس ہے کہ جو مفسرین آیۂ شریفہ "الم یان للذین امنوا" الخ کی یہ تفسیرین کرین :-

عن ابی بکر ان هذه الایة قرءت بین یدیه وعنده قوم من اهل الیمامة فبکوا بکاءً اشدیدًا فنظر الیهم فقال هکذا کنا حتی قست القلوب

ابوبکرؓ سے مروی ہو کہ جب یہ آیت اہل یمامہ کے سامنے پڑھی گئی تو وہ لوگ بہت روئے ابوبکرؓ نے انکا رونا دیکھکر فرمایا کہ ایسے ہی ہم تھے کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ قساوت آگئی۔

اور باوجود اسکے کہ خود حضرت ابوبکرؓ کا قول نقل کرین کہ وہ حنظلہ سے فرماتے ہین۔

" اے بھائی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی حال ہے "

اسی طرح حضرت عمرؓ خود اپنی زبان سے صلح حدیبیہ کے باب مین یہ فرمائین کہ :-

"رسالت مین جیسا شبہہ مجھے آج ہوا ایسا کبھی نہین ہوا"

اور سورۂ انا فتحنا لک فتحا مبینا سنکر بقول جناب شبلی صاحب پیغمبر خدا صلعم سے طنزاً کہین کہ "کیا یہی فتح ہے" اسپر بھی آیۂ وافی ہدایہ

کیف یهدی الله قوما کفروا بعد ایمانهم وشهدوا ان الرسول حق و جاءهم البینات والله لا یهدی القوم الظالمین ۰ (پ۳ - س آل عمران ع۹)

خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسولؐ برحق ہین اور اُن کے پاس کھلی نشانیان آچکی تھین اور اللہ ظالم لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔

کو پس پشت ڈال کر انھین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اُن کے حقیقی حالات سے چشم پوشی کرکے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتے تھے۔ حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے۔ شب و روز خدا اور اُسکے رسول کی رضا کے طالب رہتے تھے۔ ایمان مین کامل اور دل اُنکے معرفت الٰہی سے

روشن ومنور تھے۔ علم قرآن وحدیث سے اُنکے سینہ معمور تھے۔ انھون نے بت خانون کو مسمار کر کے بت پرستون کو خدا پرست بنا دیا تھا۔ انکی رائے بموجب وحی خدا نازل ہوا کرتی تھی۔ انھین کے اسلام لانے سے اسلام کو عزت اور قوت ہوئی غرض ؎

این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل آن شرح ندارد کہ بگفتار در آید

خدا ان کو توفیق ہدایت دے جو آل رسولؐ سے منحرف ہوکر۔ اور مخالفین آل نبیؐ سے مودت اور عقیدت رکھکر

یا ایھا الذین آمنوا لا تتولوا قوماً غضب اللہ علیھم — اے ایمان والو نہ دوستی کرو اُن لوگون سے جنپر خدا نے غضب کیا ہے

کی تہدید اور تخویف سے ذرا بھی نہین ڈرتے اور جو مثالین کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے اور قرآن مجید کی آیتین وصی رسول کے فضائل اور اکمل الایمان ہونے پر شاہد ہین ان کو تسلیم کرنے کے بعد بھی نفس رسولؐ کی سابق الاسلامی اور فضلیت سے انکار اور اعراض کر کے اپنے آپ کو صریح منکر کتب سماوی اور کلام الٰہی کا ٹھہراتے ہین۔ کاش اب بھی سوچین اور سمجھین۔ اور امامیہ اثنا عشریہ کو اپنے مذہب کی دعوت دینے کے بجائے بلحواے آیۂ شریفہ

اگر اہل سنت نجات چاہتے ہین تو مذہب امامیہ اختیار کرین

ویا قوم مالی ادعوکم الی النجاۃ و تدعوننی الی النار — اے میری قوم مجھے کیا ہوا ہے کہ مین تو تم کو نجات کیطرف بلاتا ہون اور تم مجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہو۔

امامیہ کی ہدایت اور نصیحت قبول کرین۔ اور اُس جماعت سے جسپر

ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون ۞ — اور دنیا مین فتنہ وفساد پھیلاتے ہین اور آخر کار وہی نامراد اور ناکام رہینگے۔

کا اطلاق ہوتا ہے جس جماعت کی بدولت اوراق مصحف ایمان پارہ پارہ ہوے۔ اور اہلبیت نبویؐ کا

یہ شعر ہوا ؎

آل نبی کو قتل کیا گھر جلا دیا ۔۔۔ مٹی مین خاندان رسالت ملا دیا

نکل کر زمرہ مومنین مین جو بفضلہ صراط مستقیم پر ہین جنکو اللہ تبارک و تعالی نے اولئک ھم المھتدون سے ممتاز فرمایا ہے۔ شامل ہوجائین اور دامن شاہ ولایت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب علیہ السلام کا پکڑین جو امام منصوص من اللہ اور مفترض الطاعۃ ہین۔ جیسا کہ آپ ہی کے پیشوایان کبار سے امام شافعیؒ عقیدۃً ارشاد فرماتے ہین ؎

ینابیع المودۃ صفحہ ۸۶

عَلِیٌّ حُبُّہٗ جُنَّۃٌ ۔۔۔ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ ۔۔۔ وَصِیُّ الْمُصْطَفٰی حَقًّا ۔۔۔ اِمَامُ الْاِنْسِ وَالْجِنَّۃِ

علی کی محبت سپر ہے ۔۔۔ دوزخ اور بہشت کے قاسم ہین ۔۔۔ ازروئے حق محمد مصطفے صلعم کے وصی ۔۔۔ اور جن و انس کے امام ہین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اللہ! اللہ! جناب امیر المومنینؑ کی مودت اور ولایت کا مسئلہ کیا مہتم بالشان ہے کہ بغیر اس کے ایمان ہی کامل نہین ہوتا۔ اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

بروز حشر جناب امیر کی ولایت کا سوال کیا جائے گا

وقفوھم انھم مسئولون ۞ ۔۔۔ (اہل محشر کی نسبت حکم ہوگا کہ) انھین ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔

(پ ۲۳ ۔ س والصٰفٰت ع ۲)

ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین اس آیت کے تحت مین یہ لکھتے ہین کہ

دیلمی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اہل محشر سے علی بن ابیطالبؑ کی ولایت کا سوال کیا جائے گا۔

اور امام واحدی وغیرہ بھی تفسیر مین اس آیہ کریمہ کی یہی روایت کرتے ہین :-

عن ابی سعید وابن عباس ۔۔۔ ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالی وقفوھم ۔۔۔ روایت ہے اس آیہ کریمہ کے متعلق کہ ٹھہراؤ انکو

انهم مسئولون یوم القیمة عن ولایة علیؑ
(اخرجه الامام الواحدی فی تفسیره وابوبکر بن مردویه
والدیلمی فردوس الاخبار)

بتحقیق انسے پوچھنا ہے قیامت کے دن علی کی ولایت سے
(از سوانح عمری امیر المومنین مولفہ مولوی عبید اللہ صاحب
امرتسری صفحہ ۵۰)

بغیر مودت جناب امیرؑ جنت حرام ہو

اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ تمام اعمال حسنہ بغیر مودت علی ابن ابیطالب بیکار اور اکارت ہین۔

عن علی قال قال رسول الله صلعم لو ان عبداً عبد الله عزوجل مثل ما قام نوح وکان له مثل احد ذهبا فانفقه فی سبیل الله ومدّ فی عمره حتی حج الف حج علی قدمیه ثم قتل بین الصفا والمروة مظلوماً ثم لم یوالك یا علی لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها۔
(اخرجه الدیلمی ایضاً صفحه ۵۲۱)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جسقدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم مین قیام فرما کر کی ہے اور احد کے پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ مین خرچ کرے پھر اسکی عمر اسقدر دراز ہو کہ پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے لیکن اے علی تجھے دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہین سونگھ سکیگا اور نہ اُس مین داخل ہو سکیگا۔

اِس حدیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے — اور زر بقدر کوہِ احد راہِ حق مین دے
حج بھی پیادہ پا جو ہزاراسے ہون کئے — بیجرم گر شہید بھی ہو تیغ ظلم سے
حبِّ علیؑ کی مے نہین جس دل کے جام مین
بوئے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

ھذا بیان للناس وھدًی و موعظۃ للمتقین

یہ کل آدمیون اور پرہیزگارون کیلئے ہدایت و نصیحت ہے۔

مختصر ولی خدا اور وصی رسول اللہ کی مودت اور عقیدت مین صلاح کونین اور فلاح دارین ہے اور جنت آل رسول ہی کی اطاعت اور مودت کا صلہ ہے

۵ غلامان علی و احمد و زہرا کا حصہ ہے ارم مین خلد مین تسنیم مین طوبیٰ ہے کوثر مین

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

ان اصحٰب الجنۃ الیوم فی شغل فاکھون ھم وازواجھم فی ظلال علی الارائک متکئون لھم فیھا فاکھۃ ولھم مایدعون سلام قولا من رب رحیم (سورہ یسین)

بہشت کے رہنے والے آج (روز قیامت) ایک ایک مشغلہ سے جی بہلا رہے ہین وہ اپنی بیبیون کے ساتھ ٹھنڈی چھاؤن مین تکیے لگائے تختون پر چین سے بیٹھے ہوے ہین بہشت مین انکے لیے (تازہ) میوے تیار ہین اور جو وہ چاہین انکے لئے موجود ہے مہربان پروردگار کیطرف سے سلام کا پیغام آئیگا۔

اللّٰھم صلّ علی محمد خاتم النبیین وآلہ الطاھرین الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا

شیعیان جناب امیر علیہ السلام کی فضیلت مین بہت حدیثین کتب اہلسنت مین موجود ہین از انجملہ یہ ہے:-

حدیث شیعیان علی کی فضیلت مین

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت غدًا فی الاخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی الحوض خلیفتی وان شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم ویکونون فی الجنۃ جیرانی

جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی تم کل قیامت کو بہ نسبت تمام خلقت کے مجھسے زیادہ قریب اور حوض کوثر پر میرے خلیفہ ہوگے اور تمھارے شیعہ نور کے منبرون پر نورانی چہرون سے میرے اردگرد ہونگے مین انکی شفاعت کرونگا وہ جنت مین میرے ہمسایہ ہونگے۔

اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب والخوارزمی عن علی و والملائی وسیلۃ المتعبدین الی متابعۃ سید المرسلین ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب ابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء وابن اسبوع الاندلسی فی الشفاء وابوسعید عبدالملک بن محمد ابراہیم الخرکشی فی شرف النبوۃ۔ (ارجح المطالب ص۴۳۰)

اقوال حافظ ابن حجر و شاہ صاحب شیعیان علی سے مراد اہلسنت ہین

اس حدیث کے علاوہ اور بہت سی حدیثین فضائل شیعہ گروہ کے بارے مین ہین ان حدیثون کو اکابر علمائے اہلسنت تسلیم کرتے ہین مگر لطف یہ ہے کہ ان کو فرقۂ اہلسنت کے حق مین بتاتے ہین چنانچہ ابن حجر صواعق محرقہ مین تحریر فرماتے ہین۔

وشیعۃ اھل البیت ھم اھل السنۃ — یعنی اہلسنت والجماعت ہی شیعہ اہلبیت ہین کیونکہ
والجماعۃ لانھم الذین احبوھم — یہی لوگ خدا و رسولؐ کے حکم کے موافق اہلبیت سے
کما امرھم اللہ ورسولہ اما غیرھم — محبت رکھتے ہین۔ اور اہلسنت کے سوا دوسرے لوگ
فاعداء ھم فی الحقیقۃ — فی الحقیقت اہلبیت کے دشمن ہین (ایضاً)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب ایک رسالہ مین جو جواب فرقہ امامیہ ہے یہ تحریر فرماتے ہین:۔

"ما ایم شیعہ اولی و احادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند ما ایم نہ روافض" (ایضاً)

الحاصل خدا و رسولؐ تو سب طرح سے ہدایت اور نصیحت فرما چکے ہین۔ مگر کون دیکھتا ہے اور کون سنتا ہے ؎

ہر گل تو زگلرخے یاد ہمی کند ولے — گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

قولہٗ تعالیٰ[۱]

ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم — اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہو کہ اسکو اسکے پروردگار
اعرض عنھا (پ۲۱۔ س السجدہ) — کی آیتون کے ذریعہ سے نصیحت کیجائے اور وہ منھ پھیرے

فائدہ

قرآن مجید کی شہادتین صحابہ کی فضیلت مین

پہلی آیت

قولہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ اصحاب کی فضیلت مین

كنتم خير امة أخرجت للناس (یعنی) تم بہترین امت ہو جن لئے گئے ہو آدمیون
تامرون بالمعروف وتنهون عن کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور روکتے ہو بری
المنكر وتؤمنون بالله ولو امن باتون سے اور ایمان رکھتے ہو خدا پر۔ اور اگر ایمان
اهل الكتاب لكان خيرا لهم لاتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا ان کے حق مین بعضے
منهم المؤمنون واكثرهم الفاسقون انہین سے مومن ہین اور اکثر فاسق

اس آیت مین اللہ جل شانہ صحابہ کی فضیلتون کو اور ان کی بزرگیون کو خود اُن سے بیان فرماتا ہے اور اُن سے مخاطب ہو کر ارشاد کرتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو اور تم کو مین نے اور مخلوق سے منتخب کر لیا ہے تاکہ لوگون کو ہدایت کرو۔ چنانچہ تم جس کام کے لئے مقرر ہوے ہو وہ کرتے ہو اور جو خدمت تمھارے سپرد ہوئی اسکو ادا کر رہے ہو۔ تم "تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر" کہ لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو۔ اور بری باتون سے بچاتے ہو۔ جو شخص ذرا غور و انصاف سے دیکھے تو یہی ایک آیت عقائد شیعیان عبد اللہ بن سبا کے بطلان پر کافی ہے کہ خداوند کریم کہ جبکہ اصحاب رسول کی نسبت فرماے کہ وہ بہترین امت سے ہین۔ اور واسطے ہدایت بنی آدم کے پیدا کیے گئے ہین اور انکے افعال حسنہ کی تصدیق کرے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین اور باوجود اسکے حضرات شیعہ ان کو

بدترین امت سے جانین اور انکی بزرگی اور فضیلت سے انکار کرین۔

ہم نہایت تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون اور ایسی صاف شہادتون پر بھی وے اپنے عقیدہ کے فساد پر خیال نہین کرتے اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔ اگر صحابۂ کبار بہترین امّت سے نہین تھے تو خدا کا خطاب کنتم خیر امۃ (یعنی تم بہترین اُمت سے ہو) کس سے ہے؟ اور ان کے اعمال نیک نہ تھے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد "تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" (تم نیک کام اورون کو بتاتے ہو اور بُرے کامون سے منع کرتے ہو) کس کی طرف ہے اگر وے سچے دِل سے ایمان نہین لائے تو خدا کی اِس تصدیق کے تومنون باللہ کہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو۔ کیا معنی ہین۔

اقول

یہ آیت و نیز دیگر اصحاب مومنین کے شان میں ہیں

اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد کہ تم بہتر اُمت سے ہو محض اصحاب مومنین مخلصین سے ہے اور یہ خطاب بھی تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر لوگوں کو نیک کام سکھلاتے ہو اور بری باتوں سے بچاتے ہو انھیں سے ہے۔ بیشک وہ ایمان میں ایسے کامل تھے کہ خداے پاک نے نہ صرف اسی ایک آیت سے بلکہ متعدد آیات سے اِن کے امنوا وعملوا الصّٰلحٰت کی تصدیق کی ہے از انجملہ یہ ہیں :۔

والمؤمنون والمومنات بعضھم	ایمان والے مرد اور عورتیں بعض ان میں
اولیاء بعض یامرون بالمعروف	بعض کے کارساز ہیں سکھلاتے ہیں نیک بات
وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ	اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں
ویوتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ	نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور اللہ اور رسول کے
اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم	حکم پر چلتے ہیں وہی لوگ حق پر ہیں اور اللہ رحم
پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۹	کریگا البتہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

دوسری

یومنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون	اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے اور
بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون	اچھے (کام کرنے) کو کہتے اور برے (کاموں) سے منع
فی الخیرات و اولٰئک من الصلحین ۝	کرتے اور نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور یہی
(پارہ - (۴) سورہ آل عمران ع ۱۲)	لوگ نیک بندوں میں (داخل ہیں)

تیسری

التائبون العابدون	توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے شکر
الحامدون السائحون الراکعون	کرنے والے و بے تعلق رہنے والے ۔ رکوع
الساجدون الاٰمرون	کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے

بالمعروف والناهون عن المنکر	نیک بات کے اور منع کرنیوالے بری بات کے
والحافظون لحدود الله وبشر المومنین	اور بنانے والے حدین اللہ کی اور
(پارہ (۱۱) سورہ توبہ ع ۱۴)	خوشخبری سنانے والے مومنین کو۔

نیز مومن کے صفات کی تصریح اس آیہ وافی ہدایہ مین فرمادی ہے۔

لیس البران تولوا وجوھکم قبل	یہ کوئی نیکی نہین ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب
المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن	کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی اُس کی ہے جو اللہ پر
باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین واتی المال	اور قیامت کے دن پر اور فرشتون۔ اور کتاب اللہ
علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل	پر ایمان لائے اور خدا کی محبت مین اپنا مال
والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ	رشتہ دارون کو یتیمون کو محتاجون کو اور
واٰتی الزکوۃ والموفون بعھدھم	مسافرون کو اور سوال کرنے والون کو۔ اور
اذا عاھدوا والصابرین فی الباساء	گردنین آزاد کرتے ہین وے۔ اور نماز پڑھے
والضراء وحین الباس اولئک	اور زکوۃ دے۔ اور جب معاہدہ کرلین تو اپنے عہد کو
الذین صدقوا واولئک ھم	پورا کرنے والے ہون۔ اور تندرستی اور بیماری اور
المتقون ۵	لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے یہی
(پارہ (۲) سورہ بقرہ ع ۶)	لوگ ہین جو عملا سچے اور یہی متقی ہین۔

پس جو اصحاب ناقص الایمان تھے وہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ کے مصداق کیونکر ہوسکتے ہین یا جنکے نفاق وشقاق کے بارے مین متعدد آیات واحادیث کتب صحاح وغیرہ مین موجود ہین چنانچہ حدیث اصحابی جو اصح الکتب بعد کلام الباری۔ بخاری مین ہے۔ جسکے راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہین۔ تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

حدیث اصحابی کہ صحاب کو فرشتۂ عذاب جہنم کی طرف لے جائینگے

الا وانہ یجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئ شھید فیقال ان ھؤلا لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم (تحفہ ص۲۲۳)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے (رسول اللہ نے فرمایا) آگاہ ہو بیشک میری امت سے کچھ لوگ لائے جائینگے۔ پھر ان کو جانب شمال پکڑ کر لیجائینگے تو مین کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہین پس خدا کی طرف سے خطاب ہوگا کہ اے رسول تم کو ان باتون کی کیا خبر ہے جو تمھارے بعد ان لوگون نے احداث کی ہین۔ پس مین کہونگا جیسا عیسی نے کہا تھا کہ مین اپنی زندگی مین انپر داروغہ رہا اور بعد میرے تو ان کا نگران رہا اور تو ہر شئ پر قادر ہے پس خدا کی طرف سے خطاب ہوگا۔ اے رسول جب سے تم ان لوگون سے جدا ہوے یہ برابر مرتد ہوتے رہے۔

یہ حدیث مخصوص ان اصحاب سے متعلق ہے۔ جو رات دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہتے تھے بظاہر اپنا ایمان جتاتے تھے اور باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ خدا و رسول کی مخالفت اور احکام رسالت و نبوت مین شبہات و اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ علامہ عبد الکریم شہرستانی ملل و نحل مین تحریر فرماتے ہین۔

رسول اللہ کے حرکات پر اصحاب معترض ہوتے تھے

فھذا ما کان فی زمانہ علیہ السلام وھو علی شوکتہ وقوتہ وصحۃ بدنہ والمنافقون یخادعون فیظھرون الاسلام ویبطنون النفاق وانما یظھر نفاقھم

جناب رسول خدا صلعم کے زمانہ مین حضرت کی شان و شوکت کی وجہ سے منافق لوگ بظاہر اسلام کا دعوے کرتے تھے چنانچہ ان کا نفاق انکے افعال سے ہر وقت ظاہر ہوتا تھا یعنی منافقین آنحضرت کے

فی کل وقت بالاعتراض علی حرکاتہ وسکناتہ فصارت الاعتراضات کالبزور وظہر منہا الشبہات کالزروع (ملل ونحل ص۴)

حرکات وسکنات پر معترض ہوا کرتے تھے اور یہ اعتراض مثل تخم کے روز بروز ترقی پذیر ہو کر باعث اختلافات کثیرہ ومذاہب مختلفہ کے ہوئے

حدیث صحابی کی تائید

اور حدیث صحابی کی تائید اُن احادیث نبوی سے بخوبی ہوتی ہے جسمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان احداث اور بدعات سے جو آپ کے بعد صحابہ سے سرزد ہونے والی تھین پیشین گوئی فرمائی تھی اگرچہ بعض احادیث آیات محکمات جلد اول مین درج کی گئی ہین تاہم کچھ اس موقع پر بھی پیش کرتے ہین ملاحظہ فرمائین :-

پہلی جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والثنا نے جو خطبہ بمقام غدیر خم زبان مبارک سے فرمایا تھا جس کو سید شہاب الدین احمد نے جو علماء اکابر اہلسنت سے ہین اپنی کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل مین لکھا ہے جس کے بعض جملہ یہ ہین :-

فقال اتقوا اللہ ایھا الناس حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعلموا ان اللہ بکل شیٔ محیط وانہ سیکون من بعدی اقوام یکذبون علی فیقبل منھم ومعاذ اللہ ان اقول علی اللہ الا الحق او انطق بامرہ الا الصدق

اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو مگر یہ کہ حالت اسلام مین اور تم کو معلوم ہو کہ خدا تمام چیزون پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور قریب ہے کہ میرے بعد کچھ قومین ہونگی جو جھوٹی باتین میری طرف منسوب کرینگی اور لوگ ان کے جھوٹ کو قبول کرلینگے۔ حالانکہ معاذ اللہ جو مین خدا کی طرف سے سوائے امر حق کے کچھ اور زبان سے نکالون۔ اور سوائے امر راست کے اُس کے حکم کے خلاف کچھ اور کہون۔ اور سوائے اُس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے

وما امركم الا ما امرني به ولا	مین تمھین کوئی اور حکم دون اور بجز خدا کی طرف کے اور
ادعوكم الا الى الله وسيعلم الذين	کسی چیز کی طرف مین تم کو نہین بلاتا اور جو لوگ ظالم
ظلموا اي منقلب ينقلبون فقام	ہین وہ بہت جلد معلوم کرینگے کہ ان کی جاے بازگشت
اليه عبادة بن الصّامت فقال و	کیا ہے۔ پس عبادہ ابن صامت نے کھڑے ہو کر پوچھا
متى ذالك يا رسول الله ومن هؤلاء	یا رسول اللہ یہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہین ان کو
عرفناهم لنحذرهم قال اقوام	ہمین شناخت کرا دیجئے۔ تاکہ ہم اُس سے بچین۔
قد استعدوا للناس يومهم وسيظهرون	سرور عالم نے فرمایا کہ کچھ لوگ ہین جو ابتدا ہی سے میرے
لكم اذا بلغت النفس منّي ههنا	دشمن ہین اور جب میری جان (حلق مبارک کیطرف اشارہ
واوماء صلى الله عليه و بارك وسلم	کرکے) یہانتک پہونچے گی۔ اُسوقت ظاہر ہون گے
الى حلقه فقال عبادة اذا كان ذلك	عبادہ نے کہا جب ایسا وقت آئے تو ہم کسکی طرف رجوع
فالى من يا رسول الله فقال صلى الله	کرین۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم اُنکی پیروی کرنا جو میری
عليه وبارك وسلم عليكم بالسمع والطاعة	عترت مین سے سبقت کرنیوالے ہین میری پیغمبری کا
للسابقين من عترتي والاخذين	علم لینے والے ہین اور وہی تم کو یقینا گمراہی سے باز رکھینگے
من نبوتي فانّهم يصدونكم عن الغيّ	اور نیکی کی طرف دعوت کرینگے اور یہی اہل حق اور
ويدعونكم الى الخير وهم اهل الحق	معدن صدق ہین۔ کتاب و سنت کو تم لوگون مین زندہ
ومعادن الصّدق يحيون فيكم الكتاب	رکھینگے الحاد و بدعت سے تم کو بچائین گے اور حق کے
والسنة ويجنّبونكم الالحاد والبدعة	ذریعے سے اہل باطل کو پست کرینگے اور کسی جاہل
ويقمعون بالحق اهل الباطل لا يميلون مع الجاهل	کیطرف میلان نہ کرینگے۔ اے لوگو خدا نے مجھکو اور
ايها الناس ان الله خلقني وخلق اهل بيتي من طينة	میرے اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا۔ اور اُس سے

لم يخلق منها غيرها كنا اول من ابتداء	اور کسی کو پیدا نہین کیا۔ سب سے پہلے ہم وہ لوگ ہین کہ
من خلقه فلما خلقنا نور بنورنا	جنکے سبب سے خلقت واقع ہوئی۔ اور جب خدا
كل ظلمة واحيى بنا كل طينة	ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے ہر تاریکی کو روشن
(٢٣٢ غدیر چاپ لکھنو جزو ثانی نصف آخر)	کیا اور ہمارے سبب سے ہر طینت کو حیات بخشی۔

احادیث نسبت ارتداد صحابہ

دوسری عن عبادة سيلي اموركم من بعدي	بہت قریب ہے کہ ایسے لوگ بعد ہمارے خلیفہ ہون
رجال يعرفونكم ما ينكرون و	جوان باتون کو تسبیح بتائین جس کو تم اچھا جانتے ہو
ينكرون عليكم ما تعرفون فلا طاعة لمن	اور اچھا بتائین بری بات کو۔ پس نہین طاعت ہے
عصى الله وعند ابي بكر بن ابي شيبة من	انکی جو نافرمانی کرے خدا کی۔ اور عبادہ سے روایت ہے
طريق ازهر بن عبد الله عن عبادة رفعه	کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا قریب ہے تمپر ایسے امیر مقرر ہون جو
سيكون عليكم امراء يامرونكم بما لا تعرفون و	اچھے کو برا۔ اور برے کو اچھا بتائین۔ انکی طاعت تمپر
يفعلون ما تنكرون فليس لاولئك عليهم طاعة	واجب نہین ہے۔ (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۵۲۳)
تیسری وعن اسامة بن زيد قال اشرف النبي	یعنی حضرت نے ایک قلعہ سے جو مدینہ مین تھا نیچے
على اطم من اطام المدينة فقال هل	دیکھا۔ اور فرمایا کہ تم بھی دیکھتے ہو جو مین دیکھ رہا ہون
ترون ما ارى قالوا لا قال فاني لارى	کہا نہین۔ حضرت نے فرمایا ہم دیکھ رہے ہین کہ
الفتن تقع خلال بيوتكم كوقع المطر	فتنے لوگون کے گھرون مین اس طرح گر رہے ہین
صفحہ ۱۳۷ (ایضا)	جس طرح آب باران
چوتھی عن ابن عمر انه سمع النبي يقول لا ترجعوا	ابن عمر راوی ہین کہ مین نے حضرت سے یہ
بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب	فرماتے سنا کہ ہمارے بعد ایسا نہو کہ تم لوگ پھر کفر
بعض (ایضا صفحہ ۲۱۶)	کی طرف پھر جاؤ کہ بعض بعض کو قتل کرین۔

پانچوین

اذا فتحت علیکم فارس والروم ای قوم انتم قیل نکون کما امر الله قال او غیر ذلك تتنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تتباغضون ثم تنطلقون فی مساکن المهاجرین فتجعلون بعضهم علی رقاب بعض

جب فارس وروم تمپر فتح ہوگا تو کونسی قوم ہوجاؤگے کہا جیسا کہ خدانے حکم دیا ہے اسکے مطابق عمل کرینگے۔ حضرت نے فرمایا اسکے خلاف عمل کروگے تنافس کروگے پھر حسد کروگے پیچھے پھروگے پھر بغض کروگے۔ پھر مہاجرین کے گھرون مین گھسکر ایک دوسرے کی گردن پر سواری کروگے۔

م ـ ٤ ـ عن ابن عمر ص۲۹ (ایضا ص۲۲۵)

چھٹی

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا علی کیف انت اذا زهد الناس فی الاخرة ورغبوا فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما واحبوا المال حبا جما واتخذوا دین الله دخلا ومال الله دولا قلت اترکهم وما اختاروا واختار الله ورسوله والدار الاخرة واصبر علی مصائب الدنیا وبلواها حتی الحق بك انشاء الله قال صدقت اللهم افعل ذلك به (الثقفی فی الاربعین)

(ص۲۹ جلد ۶ کنز العمال ایضا ص۲۲۵)

جناب سالتمآب نے جناب امیر سے پوچھا کہ یا علی تمہارا کیا حال ہوگا اسوقت کہ لوگ آخرت سے منہ موڑینگے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے میراث کو بالکل ہضم کر ڈالینگے اور مال سے پوری محبت کرینگے دین خدا مین اپنا دخل دینگے اور مال خدا کو اپنی دولت بنالینگے۔ جناب امیر نے عرض کی یا حضرت مین چھوڑ دونگا ان لوگون کو جو کچھ وہ لوگ اختیار کرین گے اور مین خدا و رسول کو اختیار کرونگا اور دار آخرت کو اور مصائب بلائے دنیا پر صبر کرونگا یہانتک کہ آپسے ملحق ہون انشاء اللہ۔ حضرت نے فرمایا سچ کہا یا اللہ ایسا ہی کرنا (اس روایت کو حافظ ثقفی نے اربعین مین روایت کیا ہے)

تاریخ اسلام اسپر شاہد ہے کہ بدعات و احداث جو اُنکے دلون مین نہان تھے وہ واقعہ غدیر خم کے وقت سے عیان ہونے لگے تھے اور جناب رسول اللہ صلعم کے احکام سے سرتابی اور نافرمانی کا ظہور وقت مرض الموت آنحضرت صلعم سے ہی ہونے لگا تھا۔ جیسا کہ لشکر اسامہ سے عدول حکمی کی وصیت مین مزاحم ہوئے حدیث ثقلین سے اعراض کرکے آل رسولؐ سے منحرف ہوگئے۔ رسول اللہ کی آنکھ بند ہوتے ہی جور و ستم کے دروازے کھل گئے بنت رسول اللہؐ کے حقوق ضبط کئے۔ خانۂ زہرا کے جلانیکا قصد کیا امور شریعت مین خلاف احکام خدا و رسول اپنے قیاس کو دخل دیکر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا۔ مثل متعۃ النسا و متعۃ الحج وغیرہ وغیرہ قرآن جلا دیئے گئے۔ رسول اللہ صلعم کی حدیثین مٹائی اور جلائی گئین۔ ان کے مٹانے مین اسقدر جدّ و کد کی گئی کہ بذریعہ فرمان اشاعت بند کی گئی۔ اگر کسی بندۂ خدا نے حدیث بیان کی تو اُسکو دُرّے لگائے گئے کسی کو قید کیا۔ سنت رسولؐ کی بجائے سیرت شیخین جاری ہوگئی۔ اگرچہ ہم اصحاب ثلاثہ کے حالات جو منافی ایمان ہین حسب اقوال علمائے اہلسنت بہت کچھ اس سے پہلے لکھ آئے ہین مگر اس جگہ بھی بعض وہ امور جو مخصوص شریعت سے متعلق ہین درج کرتے ہین جن سے ان کے

امر بالمعروف و نھی عن المنکر حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے ہین بری بات سے

پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

ذکر قتل مالکؓ بن نویرہ بعہد خلافت اولؓ

ذکر قتل مالک بن نویرہ

کتب سیر و حدیث اہل سنت مین ہے کہ

حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر بامارت خالد بن ولید۔ مالک بن نویرہ۔ اور اس کی قوم کے قتل کو بھیجا ان پر یہ الزام لگایا کہ مالک نے اپنی قوم کو زکوٰۃ دینے سے روکا۔ خالد مع لشکر جب وہان پہونچے تو مالک اور اس کی قوم کو پابند شریعت پایا مگر اسپر بھی خالد نے بہت بیدردی سے مالک اور اسکی قوم والون کو قتل کرا دیا۔ اور ان کے سرون کا چولھا بنا کر کھانا پکوایا۔ اور خالد نے زوجۂ مالک سے

جو حسینہ و جمیلہ تھی عقد کر لیا اور بلا لحاظ عدت ہم بستر ہوے۔ با این ہمہ حضرت ابو بکرؓ نے خالد پر حد جاری نہ کی بلکہ مالک کے بھائی کو بیت المال سے دیت دلوا دی۔ حالانکہ بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اگرچہ صحابۂ کبار نے جن مین حضرت عمرؓ بھی تھے۔ ان دونون باتون پر حضرت ابوبکرؓ کو متوجہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے خالد سے فرمایا اگر ہم خلیفہ ہوتے تو ضرور قصاص لیتے۔"

جناب شاہ صاحب نے۔ بعد تسلیم صحت واقعہ حضرت ابوبکرؓ اور خالد کو بچانے مین جو سعی اور کوشش کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے' اسکا اقتباس یہ ہے :-

قول شاہ صاحب خالد کی تائید مین

بعد استماع خبر وحشت اثر وفات پیغمبر صلعم	پیغمبر صلعم کی وفات کی خبر سنکر مالک بن نویرہ نے
مالک بن نویرہ صدقاتیکہ از قوم خود گرفتہ بود	جو صدقات اپنی قوم سے لئے تھے انکو واپس
بر آنہا رد نمود۔ وگفت بارے از موت این شخص	کر دیے اور کہا تم نے خلاصی پائی۔ اسپر خالد نے اسکے
خلاص شدید۔ خالد حکم فرمود کہ اورا بہ قتل رسانند	قتل کا حکم دیا جب یہ خبر مدینہ پہونچی تو خالد کے
چون این خبر بہ مدینہ منورہ رسید و ازین حرکت	اس فعل پر ابو قتادہ انصاری بگڑے اور دار الخلافت
خالد ابو قتادہ انصاری برآشفتہ بدار الخلافتہ	مین آکر خالد کو خاطی بتایا اور عمر بن خطاب نے
آمد و خالد را تخطیہ نمود۔ و عمر بن خطاب در اول	بھی پہلے مالک کے قتل کو بیجا سمجھا تھا مگر جب
وہلہ ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد چون	ابوبکر صدیقؓ نے خالد کو اپنے پاس بلا کر یہ حال
ابوبکرؓ صدیق خالد را بحضور خود طلبیدہ۔ ماجرا من	دریافت کیا تو پوری حقیقت معلوم ہونے پر خالد کو
وعن ظاہر شد در ہیچ کتاب معتبر نیست کہ خالد	بےخطا سمجھ کر اُس سے کچھ تعرض نہ کیا اور یہ بات کسی معتبر کتاب
ہمان شب باآن زن صحبت داشت و این زن	مین نہین ہے کہ اُس شب خالد زوجۂ مالک سے ہم بستر ہوا
را مالک از مدتے مطلقہ ساختہ محبوس داشتہ بود بنا بر رسم جاہلیت	نیز ایک عرصے سے مالکؔ اُسکو طلاق دیکر تھا اور بعد طلاق
و برائے دفع ہمین رسم فاسد این آیہ نازل شدہ	دینے کے محبوس رکھا تھا اسی رسم بد کو دور کرنیکیلئے آیت نازل ہوئی

واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلاتعضلوهن (وقتیکه طلاق بدہید زنان را پس رسند بعدت خود پس منع نکنید ایشان را پس عدت او منقضی شده بود ونکاح او حلال گشت بہمین جہت خالد انتظار عدت دیگر نہ کشید (تحفہ اثنا عشریہ ص۲۶۳)

(کہ جب تم اپنی عورتون کو طلاق دیکر اور اپنی عدت پوری ہو چکی) تھی اس لئے نکاح خالد نے کیا وہ حلال ہوا اور اُس نے دوسری عدت کا انتظار نہین کیا۔

سلمنا کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود اما شبہہ ارتداد او بلا ریب در ذہن خالد جا گرفتہ بود جواب دیگر ابوبکر صدیق خلیفہ رسولؐ بود نہ خلیفہ شیعہ وسنی اورا بہ فرمائش وخواہش ایشان کار کردن نمیرسد بلکہ موافق سنت پیغمبر ابوبکر دیت مالک ہم از بیت المال دہانید اگر توقف ابوبکر در قصاص مالک قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در قصاص عثمان بطریق اولےٰ قادح باشد ہتیفا رقصاص مالک بن نویرہ از خالد آن وقت بر ذمہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثہ مالک طلب قصاص میکردند وہرگز طلب ورثہ او ثابت نہ شدہ (تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴)

اور ہم نے مانا کہ مالک مرتد نہین ہوا تھا مگر خالد کو اُس کے مرتد ہونے کا شبہہ ضرور ہوا تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول تھے نہ خلیفہ شیعہ وسنی کہ حسب فرمائش اور خواہش اُنکے عمل کرتے بلکہ موافق سنت پیغمبر عمل کیا اسپر بھی ابوبکر نے دیت مالک کی بیت المال سے دلا دی اگر مالک کے قصاص مین توقف کرنے سے خلافت ابوبکر پر کوئی الزام عائد ہوتا ہے تو اُسسے زیادہ حضرت امیرؑ مورد الزام ہوتے ہین جنھون نے عثمان کے قصاص مین توقف کیا تھا۔ اور خالد سے مالک کا قصاص لینا ابوبکر پر اُس وقت واجب تھا کہ اگر ورثہ مالک طالب قصاص ہوتے۔ حالانکہ اُس کے ورثا ہرگز طالب قصاص نہین ہوے

تردید قول

حضرت شاہ صاحب کا یہ کلام کتب اہل سنت مثل تاریخ خمیس واستیعاب وتاریخ طبری وتاریخ کامل

وفیات الاعیان وکنز العمال وروضۃ الاحباب وروضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ کے بالکل خلاف ہے چنانچہ دوچار روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

عن ابن ابی عون وغیرہ ان	یعنی خالد نے دعوے کیا کہ مالک بن نویرہ
خالد بن الولید ادعی ان مالك	مرتد ہوگیا ہے اور یہ دعوے کسی ایسے کلام کی بنا پر
بن نویرہ ارتد بکلام بلغہ عنہ	تھا جو خالد کے کانون تک پہونچا تھا پس مالک
فانکر مالك ذلك وقال انا علی	نے اُسکا انکار کیا۔ اور کہا مین تو اسلام پر
الاسلام ماغیرت ولا بدلت وشھد لہ	قائم ہون مین نے اپنے مذہب مین کوئی تغیر و
ابوقتادۃ وعبداللہ بن عمر فقدمہ	تبدل نہین کیا ہے۔ ابو قتادہ وعبداللہ بن عمر
خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی	نے اسکے اسلام کی شہادت بھی دی۔ مگر خالد نے
فضرب عنقہ وقبض خالد امرأتہ	نہ مانا ضرار بن ازور اسدی کو حکم دیا۔ اسنے مالک کا
ام متمم فتزوجھا فبلغ عمر بن	سر قلم کردیا اور خالد نے زوجۂ مالک ام متمم پر (اسی دن)
الخطاب قتلہ مالك بن نویرۃ	قبضہ کرلیا واقعات کی اطلاع ہوتے ہی عمر بن خطاب
وتزوجہ امرأتہ فقال لابی بکر	ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ خالد نے زناکاری
انہ قد زنی فارجمہ فقال ابوبکر	کیا ہے۔ لہذا اسکو سنگسار کرادو۔ ابوبکر نے کہا مین
ماکنت لارجمہ تاول فاخطاء	ایسا نہین کرسکتا اُسکا قصور ہی کیا ہے۔ اُسنے
وقال انہ قد قتل	ایک مسئلہ مین (مجتہدانہ) تاویل کی لیکن راے
مسلماً فاقتلہ قال	خطا کرگئی تب عمر نے کہا کہ خیر اسنے ایک مسلمان کو
ماکنت لاقتلہ تاول	تو قتل کیا ہے پس اسکو (معمولی طریق سے) قتل کردو ابوبکر
فاخطاء قال فاعزلہ	نے کہا مین یہ بھی نہ کرونگا کیونکہ اسنے تاویل کی اور خطا ہوگئی

قال فاعزلہ قال ماکنت لاشیم سیفا سلہ اللہ علیھم ابدًا

کنز العمال کتاب الامارۃ والخلافۃ

پھر کیون قتل کرون۔ عمر نے کہا کہ اچھا یہی کرو کہ اُسکو معزول کر دو۔ ابوبکر نے کہا کہ مین ہرگز اس تلوار کو میان مین نہ رکھون گا جس کو خدا نے کفار پر کھینچ رکھا ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف مین ہے:۔

قال لما توفی رسول اللہ ص و استخلف ابوبکر و کفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال ابوبکر لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقا کانوا یودونھا الی رسول اللہ لقاتلتھم علی منعھا

جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جب ابوبکر خلیفہ ہوے اور عرب مرتد ہوگئے تو عمر بن الخطاب نے ابوبکر سے کہا کیونکر ان لوگون سے مقاتلہ کرینگے حالانکہ رسول اللہ فرماتے تھے مین مامور ہوا ہون کہ لوگون سے مقاتلہ کرون یہانتک کہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہیں پس جس نے کلمہ کہا تو اُسکے نفس نے اور مال نے مجھ سے پناہ لی اسکا مستحق وہی ہے حساب اسکا اللہ پر ہے۔ ابوبکر نے کہا ضرور جہاد کرونگا اُس شخص سے جو زکوٰۃ اور صلوٰۃ کے درمیان فرق کریگا پس بتحقیق زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر مجھے منع کرینگے اس سے جو رسول اللہ کو دیا کرتے تھے تو مین ان کو زکوٰۃ نہ دینے پر قتل کرون گا۔

(از تشئید المطاعن صفحہ ۲۸)

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین آیہ کریمہ "صل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم" کی جو تفسیر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو اس زکوٰۃ کا استحقاق بھی نہ تھا۔

احتج مانعوا الزکوٰۃ فی زمان ابی بکر الصدیق بھذہ الایۃ وقالوا ان اللہ تعالی امر الرسول باخذ الصدقات ثم امرہ ان یصلی علیھم وذکر ان صلوتہ سکن لھم فکان وجوب الزکوٰۃ مشروطا بحصول ذلک السکن ومعلوم ان غیر الرسول لا یقوم مقامہ فی حصول ذلک السکن فوجب ان لا یدفع الزکوٰۃ الی احد غیر الرسول۔

زمانہ ابوبکر مین اس آیت سے یہ دلیل پیش کی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو صدقات کے لئے یہ حکم دیا کہ ان پر صلوٰۃ بھیجین کہ صلوٰۃ موجب ان کے نفوس سکون کا ہے پس گویا کہ زکوٰۃ کا وجوب سکون حاصل ہونے کی شرط پر اور ظاہر ہے کہ سواے رسول خدا کے ان کا قائم مقام اس سکون کو حاصل نہین کرسکتا پس واجب ہے کہ سواے رسول کے کسی کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔

اب ان تمام روایتون کو جناب شاہ صاحب کے قول سے ملائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ ان روایتون سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اور جناب شاہ صاحب کیا فرماتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب کا یہ قول

عمر بن الخطاب در وہلہ اول ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد و من بعد معترف گردید کہ ہرچہ صدیق بعمل آورد عین حق بود و دلیل واضح برین آنکہ عمر ابن الخطاب باوصف آن شدتیکہ در اجراے حدود و استیفاے قصاص داشت در زمان خلافت خود ہرگز

پہلے عمر نے یہی سمجھا تھا کہ یہ قتل بیجا ہوا مگر بعد ازان قائل ہوگئے کہ جو کچھ صدیق نے کیا عین صواب اور حق تھا جس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ باوصف اس کے عمر حد جاری کرنے اور قصاص لینے مین بہت ہی سخت تھے لیکن اپنے زمانہ خلافت مین خالد سے نہ متعرض ہوئے

تعرض احوال خالد نشد نہ حد و نہ قصاص گرفت	نہ معترض ہوئے نہ حد جاری کی نہ قصاص لیا۔

ملل ونحل کی اِس عبارت کے خلاف ہے۔

الخلاف السابع فی قتال مانعی	ساتوان اختلاف مانع الزکوٰۃ کی لڑائی مین
الزکوٰۃ فقال قوم لا نقاتلهم قتال	ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ہم ہرگز کافرون کی
الکفرۃ وقال قوم بل نقاتلهم حتی	مثل اُنسے جنگ نہ کرینگے۔ اور دوسرون نے
قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا	کہا کہ ہم جنگ کرینگے یہان تک کہ حضرت ابوبکر
رسول الله لقاتلتهم علیه ومضی بنفسه	نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ کو اُن زمینون سے کہ جو
الی قتالهم ووافقه الصحابة باسرهم	رسول اللہ کو انھون نے دی ہین منع کرینگے تو
وقد ادی اجتهاد عمر فی ایام خلافته	ضرور مین اس سے لڑائی کرونگا۔ اور لڑائی کا
الی ردّ السبایا والاموال الیهم و	بنفس نفیس حکم دیا اور کل صحابہ نے اُن کی موافقت
واطلاق المحبوسین منهم۔......	کی اور حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ مین قیدی
.... انتهی۔	اور اموال اُن کے طرف لوٹائے گئے

اِس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر اپنے عہد خلافت مین بھی اسبات پر قائم تھے کہ خالد نے مالک کو حالت اسلام مین قتل کیا۔ چنانچہ تاریخ خمیس دیار بکری جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ و استیعاب ابن عبد البر وفیات الاعیان ابن خلکان۔ تاریخ کبیر طبری۔ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی طبقات ابن سعد۔ کنز العمال جمع الجوامع اور کتب تواریخ وطبقات وغیرہ مین حضرت فاروق کا یہ قول خالد بن ولید کی نسبت ہے کہ

قتلت امرءً مسلماً ثم نزوت	(اے خالد!) تونے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا
علی امرأته والله لارجمنك باحجارك	اور پھر اسکی زوجہ سے مرتکب فعل حرام کا ہوا واللہ مین
	تجھ کو سنگسار کرونگا۔

حضرت عمر منجملہ دیگر مطاعن ایک طعن یہ بھی ہے کہ باوجود اس امر کے ثبوت (ثبوت) کی کہ خالد نے مالک کو بگناہ قتل کیا۔ مگر انھون نے اپنے عہد خلافت مین خالد سے قصاص نہ لیا۔ شاہ صاحب موصوف کے اس قول کی بھی۔

قول شاہ صاحب کہ ورثا رمالک بن نویرہ طالب قصاص نتھے

قصاص مالک از خالد آنوقت بر ذمہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثا رمالک طلب قصاص می کردند وہرگز طلب قصاص و رثار ثابت نہ شد۔

تردید وضتہ الاحباب کی اس عبارت سے ہوتی ہے۔

تردید قول بالا

برادر مالک متمم بن نویرہ نیز بمدینہ آمد صورت	مالک کا بھائی متمم بن نویرہ آیا اور سب
واقعہ را بعرض صدیق رسانید وطلب خون برادر	واقعہ حضرت ابوبکر سے بیان کیا اور اپنے بھائی کا
والتماس رد سبایا اہل خویش کرد عمر خطاب متمم را	خون بہا طلب کیا اور مال غنیمت واپس مانگا حضرت عمر
امداد و اسعاد نمودہ با ابوبکر گفت کہ شمشیر خالد	نے متمم کی درخواست کی حمایت اور اعانت کی اور
براہل سلام کشیدہ شد صدیق فرمود تا دیت	حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ خالد کی تلوار مسلمانوں پر
مالک را از بیت المال بدادند و سبایا سے قوم	چلی ہے صدیق نے فرمایا کہ بیت المال سے دیت
مالک را تسلیم برادر وے کردند	دیدی جائے اور غنیمت جو مالک کے لوگوں سے
(جلد دوم صفحہ ۲۸)	لے لیگئی ہے واپس دیجائے۔

حضرت شاہ صاحب کا یہ فرمانا۔

"در ہیچ کتب معتبرہ نیست کہ خالد ہمان شب بآن زن صحبت داشت"

علامہ قوشجی کے اس قول کے برعکس ہے

حیث قتل مالك بن نویرہ وھو مسلم	یعنی جب مالک بن نویرہ کو قتل کیا حالانکہ وہ مسلمان تھا
طمعا فی التزویج بامرأتہ لجمالھا ولذلك	اور باعث اسکے قتل کا یہ تھا کہ اس کی زوجہ حسینہ وجمیلہ تھی جسے

تزوج بہا من لیلتہ وضاجعہا۔	جس سے مالک نے اسی شب عقد کیا اور ہم بستر ہوا۔

جناب شاہ صاحب کا حضرت ابوبکر کی جانبداری اور حمایت مین یہ ارشاد

اگر توقف ابوبکر در استیفاء قصاص مالک بن نویرہ قادح درخلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفاء قصاص عثمان بطریق اولی قادح باشد	اگر ابوبکر نے مالک بن نویرہ کے قصاص لینے مین توقف کیا اور انکی خلافت پر الزام ہو تو حضرت امیرؑ کا توقف عثمان کے قصاص لینے مین نہایت درجہ قادح ہوگا

حضرت کی عقیدتمندی پر دلالت کرتا ہے اسلئے کہ وہ کون قاتل جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور وہ کون سی شہادت ثبوت جرم کی پیش ہوئی تھی جس کے لینے اور حکم قصاص صادر فرمانے مین ان جناب نے توقف فرمایا۔

اب ناظرین پر تمکین۔ موزخین۔ محدثین اہل سنت کی روایتون کو جو دربارۂ قتال اہل اسلام و قتل مالک بن نویرہ۔ ان لوگون نے بیان کی ہین ملاحظہ کرین کہ جناب شاہ صاحب خالد کے مالک کو بیگناہ قتل کرنے اور دیگر مقتولان اہل سلام کے سرون کا چولھا بنانے اسپر دیگ رکھ کر کھانا پکانے۔ انکے اہل وعیال کو مثل کفار اسیر کرنے۔ اور زوجۂ مالک سے زنا کرنے وغیرہ وغیرہ خطاؤن کی کس شدومد سے پردہ پوشی کرکے حضرت ابوبکرؓ کی حمایت کرتے ہین۔ اور باوجودیکہ خالد کے قصاص اور حد پر صحابہ کا اجماع تھا مگر حضرت صدیق نے کچھ التفات نہ فرمایا۔ بلکہ خالد کو سیف اللہ کا خطاب عطا کیا تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ مین تو یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو اس مضمون کے خط بھی لکھے تھے۔

حضرت ابوبکر کا خط بنام خالد

(۱)	فان اظھرہ اللہ علیھم انشاء اللہ تعالی وامکنہ منھم فلیقتلھم بالسلاح ولیحرقھم بالنار ص۲۲۵ ج ۲ خمیس	یعنی اگر خدا ان لوگون پر اسے ظفر دے تو چاہیئے کہ سب کو قتل کر ڈالے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اور آگ سے جلا ڈالے۔
(۲)	ان اظفرک اللہ باھل الیمامۃ	اگر اہل یمامہ پر فتح پاؤ تو

فایاک والابقاء علیهم اجهز علی | کسی کو زندہ نہ چھوڑو اور بھاگے ہوئے کا تعاقب
جریحهم واطلب مدبرهم واحمل | کرو۔ زخمی کو ہلاک کرو قیدیون کو قتل کرو۔ اور
اسیرهم علی السیف وهول فیهم القتل | سب کو آگ سے جلا ڈالو خبردار میرے حکم کے
وتحرقهم بالنار وایاک ان تخالف امری والسلام علیک (صفحہ ۲۰۹ خمیس) | خلاف نہ کرنا۔

آخر ایسا ہی ہوا کہ خالد نے سب کو آگ سے جلوا دیا۔ جیسا کہ تاریخ خمیس صفحہ ۲۲۱ مین ہے

وفی کتاب الزهری ثم لحقوا اصحاب | خالد نے حکم دیدیا تھا کہ جو شخص کھانا پکائے
طلیحة فقتلوا واسروا وصاح خالد | یا پانی گرم کرے تو اسکو چاہیے کہ کسی آدمی کے
لایطبخن رجل قدرا ولا یسخنن | سر کا چولھا بنائے اور خالد نے بڑے خطیرے بنوائے
ماء الا اثفیته راس رجل وامر خالد | اُس مین آگ روشن کی پھر سب قیدیون کو انہین
بالحظائر ان تبنی ثم اوقد فیها النار ثم امر | ڈالدیا حامیہ بن سبیع بن خشخاش اسدی جس کو
بالاسری فالقیت فیها والقی یومئذ | رسول اللہ نے اپنی قوم کے صدقہ کو وصول کرنے
حامیة بن سبیع بن الخشخاش الاسدی وهو | پر حاکم بنایا تھا وہ بھی اس خطیرہ مین ڈال دیا
الذی کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم استعمله علی صدقات قومه | گیا۔
(ص ۳۰۰ تاریخ خمیس جلد ۲)

فجاءۃ سلمی کو جلا دینا

حضرت ابوبکرؓ نے فجارہ سلمی کو بھی اسوجہ سے کہ اُسنے آپ کی اطاعت نہین کی جلوا دیا۔ حالانکہ وہ بھی صحابی تھا کہ با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھتا ہوا جل گیا۔ جیسا کہ استیعاب جلد اول صفحہ ۲۲۲ مین ہے۔

ثم سار حتی لحق بالفجاء السلمی واسمه | یعنی جب فجاء سلمی گرفتار کرکے لایا گیا تو
ایاس بن عبد اللہ بن عبد یالیل فاسره | ابوبکر نے حکم دیا کہ آگ روشن کی جائے آخر وہ
وانفذه الی ابی بکر فلما قدم به الیه اوقد له | اُس مین زندہ ڈلوا دیا گیا۔ یہان تک کہ
نارا وامر به فقذف فیها حتی احترق۔ | جل گیا۔

کسی کا مسئلہ پوچھنا

یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ مین بھی ہے ۔

حضرت خلیفہ صاحب موصوف کا مسائل فقہ مین یہ حال تھا کہ جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو آپ دوسرون سے دریافت کرتے تھے ۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۶۶ مین ہے ۔

قال میمون بن مهران جاء اعرابی	میمون بن مہران راوی ہے کہ ایک اعرابی
الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقال انی اصبت	ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے فلان فلان
من الصید کذا وکذا فسئل ابوبکر رضی اللہ	جانورون کا شکار کیا آپ نے ابی بن کعب سے
عنہ ابی بن کعب فقال الاعرابی اتیتک	پوچھا اس اعرابی نے کہا کہ مین تو آپ سے دریافت
اسئلك وانت تسئل غیرک	کرتا ہون اور آپ دوسرون سے پوچھتے ہین ۔

ایک ضعیفہ کا مسئلہ پوچھنا

ایک ضعیفہ نے جو کسی کی دادی تھی آپ کے پاس آکر کہا کہ میری میراث دلادو مگر خلیفہ صاحب اس مسئلہ سے لاعلم تھے ۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ (۲) مین ہے ۔

ان الجدۃ جاءت الی ابی بکر تلتمس	کسی کی دادی ابوبکر کے پاس آئی اور درخواست
ان تورث فقال ما اجد لك فی کتاب	کی کہ میری میراث دلادو ۔ آپ نے فرمایا کتاب خدا
اللہ شیئا وما علمت ان رسول اللہ صلی	مین تو تیرے سوال کے بارے مین کوئی حکم
اللہ علیہ وسلم ذکر لك شیئا ۲۰-۳۰	نہین ہے اور نہ رسول اللہ نے کچھ فرمایا ۔

یہ جواب سنکر وہ ضعیفہ دوسرون سے پوچھتی پھری آخر مغیرہ اور محمد بن سلمہ نے خلیفہ صاحب سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے اسپر اسکو چھٹا حصہ دلا دیا گیا یہ روایت وضاحت سے ازالۃ الخفا صفحہ ۳۱ ۔ مقصد دوم مین بھی ہے اور وہ یہ ہے :-

عن الزہری قال جاءت الی ابی بکر	زہری کہتا ہے کہ ابوبکر کے پاس ایک دادی
جدۃ ام اب او ام ام فقالت	یا نانی نے آکر کہا کہ میرا پوتہ یا نواسہ مر گیا ہے

ان ابن ابنی او ابن ابنتی	اور مجھے خبر ملی ہے کہ اُسکے مال متروکہ مین میرا
توفی و بلغنی ان لی نصیبا	حصہ ہے پس بتائیے میرا حصہ کس قدر ہے ابوبکر
فمالی۔ فقال ابوبکر ما سمعت	نے کہا کہ مین نے نہین سنا کہ رسول اللہ صلعم نے
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم	جدّہ کے بارے مین کچھ کہا ہو۔ عنقریب مین لوگون
قال فیھا شیئا وساسئل	سے پوچھون گا۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے تو لوگون
الناس فلمّا صلی الظھر فقال	سے پوچھا کہ تم لوگون مین سے کسی نے سنا ہے کہ
ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ نے جدہ کے حصہ کے بارے مین کچھ
علیہ وسلم قال فی الجدۃ شیئا	ارشاد فرمایا ہے۔ پس مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مین نے
فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال ماذا	سنا ہے ابوبکر نے پوچھا وہ کیا ہے۔ مغیرہ نے
قال اعطاھا رسول اللہ صلی اللہ	کہا کہ رسول خدا نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا ہے
علیہ وسلم سدسا۔ قال ایعلم ذالک	ابوبکر نے کہا سوا تمھارے کوئی دوسرا شخص بھی یہ جانتا
احد غیرک فقال محمد بن مسلمۃ	ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مغیرہ نے سچ کہا ہے۔
صدق فاعطاھا ابوبکر السدس فجاءت	پس ابوبکر نے اس جدہ کو چھٹا حصہ دلوادیا پھر عمر
الی عمر مثلھا فقال ما ادری ما سمعت	کے پاس اسی عورت کے مانند ایک عورت آئی عمر
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	نے کہا مین نہین جانتا مین نے رسول اللہ سے جدہ
فیھا شیئا وساسئل الناس فحدثوہ	کے بارہ مین کچھ نہین سنا عنقریب مین لوگون سے
بحدیث المغیرۃ بن شعبۃ ومحمد	پوچھونگا۔ تب عمر سے لوگون نے مغیرہ اور مسلمہ کی
بن مسلمۃ فقال عمر ایتکما	حدیث بیان کی پس عمر نے اس عورت سے کہا کہ
خلت بہ فلھا السدس	تم دونون سے جو تنہا ہوگی اسکے واسطے چھٹا حصہ ہے

فان جمعتما فھو بینکما — پس اگر دونون موجود ہون گی تو وہی چھٹا حصہ تم دونون مین تقسیم ہوگا۔ (ازالۃ الخفا ص۳ مقصد دوم)

(چہارم) حضرت ابوبکر نے ایک سارق کی نسبت حکم صادر فرمایا کہ اسکے دہنے ہاتھ کی عوض بایان ہاتھ کاٹو امام فخر الدین رازی کا قول ہے کہ پہلے مرتبہ کی چوری مین بایان کاٹنا خلاف اجماع ہے

(پنجم) اللہ جل شانہ ایام حج مین زد و ضرب و گالی گلوج اور لڑنے جھگڑنے سے منع فرماتا ہے۔

الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ — حج کے مہینے سب کو معلوم ہین (شوال ذیقعدہ ذی الحجہ) پس جو شخص ان مہینون مین اپنے اوپر لازم کرلے تو (احرام سے احرام) آخر تک نہ عورت کے پاس جائے اور نہ کوئی گناہ کرے اور نہ جھگڑے۔ (پ۲ سورۃ البقرہ ع ۹)

مگر صواعق محرقہ مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے زمانۂ حج مین حج احرام باندھنے کے بعد اپنے غلام کو مارا یہ حال تفسیر درمنثور مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے

واخرج الحاکم وصححہ عن اسماء بنت ابی بکر قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجاجا وکانت زاملتنا مع غلام ابی بکر فجلسنا ننتظر حتی تاتینا فاطلع الغلام یمشی ما معہ بعیرہ فقال ابوبکر این بعیرك۔ قال ضلنی اللیلۃ فقام — حاکم نے اسماء بنت ابوبکر سے روایت کی ہے اسنے بیان کیا کہ ہم سب رسول اللہ کے ہمراہ حج کرنے کی غرض سے گئے۔ اور میرے باپ کا غلام بھی میرے ہم سفر تھا پس سب اطمینان سے بیٹھ گئے اور ادھر ادھر دیکھتے تھے یہانتک کہ وہ ہمارے پاس آئے پس غلام پیدل آیا کہ اسکے ساتھ اسکا اونٹ نہین تھا پس اس سے حضرت ابوبکر نے دریافت کیا کہ اونٹ کیا ہوا۔ کہا آجکی شب کو گیا یہ سنکر

ابوبکر یضربہ ویقول بعیر واحد — حضرت ابوبکرؓ اس کو مارنے لگے اور کہتے جاتے تھے

اضلک وانت رجل فما یزید رسول اللہ — کہ ایک اونٹ تجھ سے کھو یا گیا حالانکہ تو مرد ہے

صلی اللہ علیہ وسلم علی ان تبسم وقال — پس رسول اللہ نے آواز سے کہا کہ اے لوگو ذرا دیکھو

انظروا الی ھذا المحرم ما یصنع (جلد اول صفحہ ۱۳۴) — اس احرام باندھنے والے کو کہ کیا کر رہا ہے۔

حضرت ابوبکر دشنام دہی کے عادی تھے

حضرت افضل الصحابہ حسب عادت زمانہ جاہلیت گالی دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ الخلفا میں ہے

کان ابوبکر سبابا — یعنی ابوبکر بڑی گالیاں دینے والے تھے۔

نیز مدارج رکن چہارم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۹ میں ہے۔

صلح حدیبیہ کے وقت عروہ بن مسعود ثقفی نے جو زمرۂ کفار سے تھا۔ آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یہ لوگ قابل بھروسہ نہیں ہیں اور نہ ذی عزت ہیں۔ ان سے امید نہ رکھئے کہ یہ کسی مشکل کے وقت آپ کے کام آئینگے۔ حضرت ابوبکر کو یہ کلمہ ناگوار گذرا۔ اور اسکے بتوں کو گالیاں دینے لگے۔

یہ روایت شمس العلما شبلی نعمانی نے بھی سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۴۳۱ میں لکھی ہے جس کے آخر الفاظ یہ ہیں ملاحظہ ہو۔

عروہ نے کہا محمد اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اڑ جائے گی۔

حضرت ابوبکر کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ گالی دیکر کہا کیا ہم بھاگ جائینگے۔

اور عروج الاسلام جلد ۸ ص ۳۹ میں ہے۔

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ انصار میں سے کسی ایسے شخص کو امیر لشکر مقرر کیجیے جو اسامہ سے عمر میں بڑا ہو۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر کہ بیٹھے ہوئے تھے اچھل پڑے اور حضرت عمر کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا۔ کہ۔ تیری ماں تجھے روئے۔

حالانکہ اللہ جل شانہ اپنے رسول سے فرماتا ہے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم پ سورۃ انعام رکوع ۱۳
اور یہہ (مشرکین) جنکی اللہ کے سوا (خدا سمجھکر) عبادت کرتے ہین انہین تم برا نہ کہو ورنہ یہہ لوگ بھی خدا کو بے سمجھے عداوت سے برا کہہ بیٹھین گے

حالات حضرت عمرؓ

حضرت عمر نے متعہ کو حرام کیا

حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین بخلاف احکام خدا و رسولؐ اپنی رائے اور قیاس کو دخل دے کرامور شریعت مین تغیر و تبدل کیا۔ از انجملہ متعۃ الحج و متعۃ النساء جو بعہد جناب رسول مقبول صلعم جاری تھے اُن کو محض اپنی رائے سے یہہ فرما کر۔

گو خدا اور رسول نے اجازت دی ہے مگر مین ان دونون کو منسوخ کرتا ہون

حرام ٹھہرا دیئے۔ حالانکہ متعۃ الحج حسب آیہ کریمہ۔

فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج — جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے

اور متعۃ النساء بروے آیۂ شریفہ۔

فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن فریضۃ ط پ۔ سورۃ النساء ع — جن عورتون سے تم نے متعہ کیا تو انہین جو مہر معین کیا ہے دیدو۔

اقوال مفسرین اہلسنت

جائز تھے۔ اور تفاسیر اہلسنت مین مثل تفسیر کبیر۔ تفسیر در منثور۔ تفسیر کشاف تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر طبری۔ صحیح مسلم یعنی شرح بخاری۔ و دیگر کتب ازالۃ الخفا وغیرہ مین بھی ہے کہ دونون متعہ آنحضرت صلعم کے زمانہ سے لیکر تا نصف عہد خلافت خلیفہ دوم جاری رہے۔ مگر پھر حضرت عمر نے دونون حرام ٹھہرا دیئے۔ اس بارہ مین کثرت سے روایتین۔ اور تفسیرین ہین۔

چنانچہ۔ از انجملہ دو چار اقوال اس جگہ نقل کئے جاتے ہین۔

(۱) علامہ ابن القیمؒ زاد المعاد مین دربارۂ متعۃ الحج فرماتے ہین۔

ویدل علی ان ذلک رای محض لا ینسب	یعنی دلیل اسکی کہ یہہ محض رائے عمر تھی نہ یہہ کہ
الی انہ مرفوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان	حضرت کی کوئی حدیث ہو جب عمر نے اسکی ممانعت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لما نھی عنہا قال	کی تو ابو موسی اشعری نے کہا تم نے کہان سے نئی
لہ ابو موسی الاشعری یا امیر المومنین	بدعت نکالی ہے حج کے بارہ مین عمر نے کہا اگر کتاب
ما احدثت فی شان النسک فقال ان	چاہتے ہو تو و اتموا الحج والعمرة ہے اگر سنت رسول
ناخذ بکتاب ربنا فان اللہ یقول و	چاہتے ہو حضرت اس وقت تک محل نہ ہوتے
اتموا الحج والعمرة وان ناخذ بسنة رسول	جبتک نحر نہ کر لیتے پس ابو موسی و عمر کا اتفاق
اللہ فان رسول اللہ لم یحل حتی نحر	ہے کہ یہہ رائے عمر ہے جسکو انھون نے احداث
فھذا اتفاق من ابی موسی وعمر علی ان منع	کیا یا رسول اللہ کا حکم ایسا نہین ہے۔ اگرچہ
الفسخ الی المتعة والاحرام بہا ابتداء انما	استدلال مین کچھ ہی پیش کیا جائے یہی وجہ ہے
ھو رای من عمر احدثہ فی النسک ولیس عن رسول اللہ صلعم	کہ ابو موسی اسی مطابق فتوی دیتے تھے۔ زمانہ
وان استدل لہ بما استدل ابو موسی کان یفتی الناس	ابوبکر مین اور ابتدائے خلافت عمر مین جب
بالفسخ فی خلافة ابی بکر کلہا وصدرا من خلافة	عمر نے اس پر اصرار کیا تو ابو موسی نے بھی اُن کی
عمر حتی فاوض عمر فی نھیہ عن ذلک واتفقا	رائے سے اتفاق کر لیا۔ جس سے معلوم ہوا یہہ
علی انہ رای احدثہ عمر فی النسک ثم صح عنہ الرجوع عنہ	عمر کی نئی ایجاد تھی یعنی ذاتی رائے۔
(۲) وکان ابن عباس یذھب الی	حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہہ آیت
ان الایة محکمة وترخص فی نکاح المتعة روی عن	منسوخ نہین ہے اور متعہ کی اجازت دیتے تھے
ابی نضرة قال سألت ابن عباس عن المتعة	ابو نضرہ نے ابن عباس سے متعہ کے بارہ مین

فقال اما تقرء فی سورۃ النساء فما	پوچھا تو انھون نے کہا کیا تم سورۂ نساء مین
استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی قیل	فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّی
لا اقرء ھکذا فقال ابن عباس ھکذا	نہین پڑہتے۔ اس نے کہا ہم اس طرح نہین
انزل اللہ ثلث مرات	پڑہتے اس پر ابن عباس نے تین مرتبہ فرمایا
(در تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۰۹)	کہ اسی طرح خدا نے نازل کیا ہے۔

تیسری۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۷ مین تحریر فرماتے ہین۔

واما عمران بن الحصین فانہ قال	عمران بن حصین کہتے تھے کہ آیہ متعہ نازل ہوا۔
نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ولم ینزل	کتاب اللہ مین اُس کے بعد کوئی آیہ ناسخ اُس کا
بعدھا آیۃ تنسخھا وامرنا بھا رسول اللہ	نہین نازل ہوا اور رسول اللہ نے اُس کا حکم دیا اور
صلی اللہ علیہ وسلم وتمتعنا بھا معہ و	آپ کے معیت مین ہم لوگون نے متعہ کیا اور حضرت نے
مات ولم ینھنا عنہ ثم قال رجل برایہ	وفات پائی۔ اور اُس سے منع نہ کیا۔ پھر ایک شخص
ماشاء واما امیر المومنین علی ابن	نے اپنی راے سے جو چاہا وہ کیا اور امیر المومنین علی
ابیطالب رضی اللہ عنہ فالشیعۃ یروون عنہ اباحۃ	ابن ابیطالب سے شیعہ روایت کرتے ہین حضرت
المتعۃ وروی محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن	جواز متعہ کا حکم دیتے تھے اور محمد بن جریر طبری امام
علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ انہ قال لولا	اہلسنت نے اپنی تفسیر مین حضرت علی ابن ابیطالب
ان عمر نھی الناس عن المتعۃ مازنی	سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے اگر عمر متعہ سے
الا شقی	منع نہ کرتے تو بجز شقی کے کوئی زنا کا مرتکب ہوتا۔

(چوتھی) امام موصوف پھر فرماتے ہین

الحجۃ الثالثۃ ماروی ان عمر رضی اللہ عنہ	یعنی تیسری دلیل جواز متعہ کی یہ ہے کہ حضرت عمر نے

قال على المنبر متعتان كانتا مشروعتين في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا انهى عنهما متعة الحج ومتعة النكاح وهذا منه تنصيص على ان متعة النكاح كانت موجودة في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقوله وانا انهى عنهما يدل على ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نسخه وانما عمر هو الذي نسخه واذا ثبت هذا فنقول هذا الكلام يدل على ان حل المتعة كان ثابتا في عهد الرسول صلى الله عليه وسلم وانه عليه السلام ما نسخه وانه ليس ناسخ الا نسخ عمر واذا ثبت هذا وجب ان لا يصير منسوخا لان ما كان ثابتا في زمن الرسول صلى الله عليه وسلم وما نسخه الرسول يمتنع ان يصير منسوخا بنسخ عمر وهذا هو الحجة التي احتج بها عمران بن الحصين حيث قال ان الله انزل في المتعة آية وما نسخها باية اخرى وامرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمتعة وما نهانا عنها ثم قال رجل برأيه ما شاء يريد ان عمر نهى عنها ايضا

منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ مین بحکم شریعت جاری تھے اور ہم دونون سے منع کرتے ہین یعنی متعۃ الحج اور متعۃ النکاح اور یہہ کلام حضرت عمر نص ہے اسپر کہ دونون متعہ بحکم رسول جاری تھے اور عمر کا کہنا کہ ہم دونون کو منع کرتے ہین دلالت کرتا ہے اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ نہین کیا۔ بلکہ عمر نے منسوخ کیا تو جب یہہ ثابت ہوا کہ وہ عہد رسول اللہ مین جاری تھا تو وہ عمر کے کہنے سے کیسے منسوخ ہوسکتا ہے۔ یہی وہ دلیل ہے جس سے عمران بن حصین نے استدلال کیا۔ اور کہا کہ خدا نے قرآن مجید کی ایک آیت مین اسکو جائز کیا۔ اور دوسری آیۃ نسخ نازل نہین ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور منع نہین کیا۔ اس کے بعد ایک شخص (عمر) نے اپنے دل سے جو چاہا کہا۔

قول امام فخر الدین رازی۔

(پانچوین) امام موصوف نے اسی پر قناعت نہین کی بلکہ حرام ٹھہرانے والے کی نسبت کفر کا لفظ لکھا ہے۔

الحجة الثانية روي عن عمر رضي الله عنه انه قال في خطبته متعتان كانتا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

یعنی جواز متعہ کی دوسری دلیل یہہ ہے کہ عمر نے مجمع صحابہ مین منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ

انا انهی عنهما واعاقب علیهما ذکر هذا الکلام فی
مجمع الصحابة وما انکر علیه احد فالحال ههنا
لا یخلو اما ان یقال انهم کانوا عالمین بحرمة المتعة
فسکتوا او کانوا عالمین بانها مباحة ولکنهم
سکتوا علی سبیل المداهنة او ما عرفوا اباحتها
ولا حرمتها فسکتوا لکونهم متوقفین فی ذلك
والاول هو المطلوب (والثانی) یوجب
تکفیر عمر وتکفیر الصحابة لان من علم ان النبی
صلی الله علیه وسلم حکم باباحة المتعة ثم قال
انها محرمة محظورة من غیر نسخ لها فهو کافر بالله
ومن صدقه علیه مع علمه بکونه مخطئا کافرا کان
کافرا ایضا وهذا یقتضی تکفیر الامة وهو
علی ضد قوله کنتم خیر امة تفسیر کبیر جلد سوم ص ۲۸۶

مین جاری تھے اور ہم دونون سے منع کرتے ہین اس
کلام کو عمر نے مجمع صحابہ مین کہا تھا اور کسی نے انکار نہین
کیا تو اب تین حال سے خالی نہین ایک یہہ کہ وہ
سب جانتے تھے کہ متعہ حرام ہے اس وجہ سے سکوت
کیا اور یہی مطلوب ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ جانتے تھے
کہ یہہ جائز ہے اور مباح ہے مگر بہ سبیل سہل انگاری
سکوت کیا تو عمر کا اور ان صحابہ کا کفر لازم آتا ہے
جنھون نے سکوت کیا۔ کیونکہ جس کو معلوم ہوا کہ
رسول اللہ نے اس کو مباح کیا۔ اور پھر وہ کہے کہ
یہہ حرام ہے تو وہ کافر ہے اور جو اس کی تصدیق
کرے باوصفیکہ جانتا ہو کہ وہ خاطی ہے تو وہ
بھی کافر ہے۔ اس سے تمامی امت کی تکفیر لازم
آتی ہے اور یہہ خلاف آیہ کنتم خیر امۃ کے ہے۔

ان اقوال کے ساتھ آیہ کریمہ۔

یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات
ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب
المعتدین
(پ۷ - س مائده ع ۲)

اے ایمان والو جو پاک چیزین تمھارے لیے حلال
کی گئی ہین ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے
زیادہ نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے زیادہ بڑھ جانے
والون کو ہرگز دوست نہین رکھتا۔

غرض باوجودیکہ علمائے مفسرین حضرت عمر کا احکام خدا اور رسول مین دخل دینے اور متعہ الحج و متعہ النساء

حرام ٹھہرانے سے مقر ہین مگر پھر بھی صحابہ کی محبت مین اسقدر راسخ الاعتقاد ہین کہ جو آیہ کریمہ۔

وماکان لمومن ولا مومنة اذا قضی	جب خدا اور اُس کا رسول کسی امر کا فیصلہ کردین
الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة	تو کسی مومن اور مومنہ کو اُس کے کسی معاملہ مین
من امرهم ومن یعص الله ورسوله	کوئی اختیار نہین ہے۔ اور جو خدا اور اُس کے
فقد ضل ضلالا مبینا (پ۲۲ س احزاب)	رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے۔

کے مصداق ہون ان کو "خیر امۃ" بتا کر اونکی بدعتون سے چشم پوشی کرتے ہین۔

معالم التنزیل صفحہ ۸۵۲ مین روایت ہے۔

عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم یا معشر من	ابن عمر راوی ہین۔ حضرت نے فرمایا اے وہ لوگ
آمن بلسانه ولم یفض الایمان الی قلبه لا تفتنوا	جو زبان سے ایمان لائے ہین اور دل ایمان سے
المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم فانه من یتبع	خالی ہین مسلمانون کو فتنہ مین نہ ڈالو اور اُن کے
عورات المسلمین یتبع الله عورته فیفضحه	راز فاش نہ کرو اگر کوئی ایسا کریگا تو خدا اُسکو رسوا
ولو فی جوف رحله	کریگا۔ اگرچہ وہ اپنے گھر مین ہو۔

تفسیر کبیر مین ہے کہ حضرت عمر نے افشاء راز کیا

لیکن حضرت عمر کا عمل اس حدیث کے خلاف تھا جیسا کہ تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۶۰۹ مین ہے۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما الشجرة بنو امیة	ابن عباسؓ راوی ہین کہ مراد شجرہ سے بنی امیہ ہین
یعنی الحکم بن ابی العاص قال ورای رسول الله	یعنی حکم بن ابی العاص اور ابن عباس کہتے ہین
صلی الله علیه وسلم فی المنام ان ولد مروان	کہ رسالتمآبؐ نے خواب مین دیکھا بنی مروان آپ کے
یتداولون منبره فقص رؤیاه علی ابی بکر وعمر	منبر پر چڑھتے ہین۔ اس خواب کو آپ نے حضرت
وقد خلا فی بیته معهما فلما تفرقوا سمع	ابوبکر وعمر سے تخلیہ مین بیان کیا۔ پس جبکہ وہ
رسول الله صلی الله علیه وسلم الحکم یخبر	لوگ متفرق ہوگئے تو رسول خدا نے حکم کو سنا کہ

برویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد	خواب رسول خدا صلعم کا بیان کر رہا ہے تو بہت غصہ
ذلک علیہ واتہم عمر فی افشاء سرہ	ہوئے اور عمر کو افشائے راز مین متہم کیا۔

حضرت ابو بکر و عمر کا تجسس و غیبت کرنا

حضرت ابو بکر و عمر بدگمانی و تجسس ور غیبت کیا کرتے تھے۔ حالانکہ خداوند متعال نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔

یاایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من	اے ایماندارو بہت سے گمان بد سے بچو کیونکہ بعض
الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا	بدگمانی گناہ ہے اور آپس مین ایک دوسرے کے
یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان	حال کی ٹوہ مین نہ رہا کرو اور نہ تم مین سے ایک دوسرے
یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ ط	کی غیبت کرے کیا تم مین سے کوئی اس بات کو پسند
واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم	کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے
پ ۲۶ س حجرات	تم تو اس سے (خود) نفرت کروگے اور خدا سے
ع ۲	ڈرو بیشک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

صاحب در منثور نے اس آیت کا شان نزول انہین حضرات کے حق مین بتایا ہے وہ یہہ ہے۔

واخرج الحکیم الترمذی فی	حکیم ترمذی نوادر الاصول مین یحیی بن کثیر سے روایت
نوادر الاصول عن یحیی ابن	کرتے ہین کہ رسول خدا صلعم ایک مرتبہ سفر مین تھے۔
ابی کثیر ان النبی اللہ صلی اللہ	اور حضرت ابو بکر و عمر آپ کے ہمراہ تھے ان صاحبون نے
علیہ وسلم کان فی سفر ومعہ	کسی کو گوشت لانے کی غرض سے رسول اللہ صلعم کے
ابوبکر وعمر فارسلوا الی رسول اللہ	پاس بھیجا حضرت نے فرمایا کہ کیا تم لوگ گوشت سے
صلی اللہ علیہ وسلم یسئلوہ	سیر نہین ہوئے اونہون نے کہا کہ کہان سے سیر ہوتے
لحما فقال اولیس قد ظللتم	پس قسم بخدا ہمنے کتنے ہی دنون سے گوشت دیکھا بھی نہین

من اللحم شبعا قالوا من این فو الله — حضرت نے فرمایا کیا تم نے فلان شخص کی غیبت
مالنا باللحم عهد منذ ایام — کرکے اُس کا گوشت نہین کھایا۔ اونھون نے کہا
فقال من لحم صاحبکم الذی ذکرتم — یا رسول اللہ ہم نے تو اتنا ہی کہا کہ وہ ضعیف ہے
قالوا یا نبی الله انما قلنا انه لضعیف — ہماری کچھ اعانت نہین کرتا حضرت نے فرمایا یہی
ما یعیننا علی شئ قال ذلک فلا — بس نکہو پس وہ شخص واپس آیا اور جو کچھ حضرت نے
تقولوا فرجع الیهم الرجل فاخبرهم — فرمایا اوسکی خبر دی راوی کہتا ہے پھر ابوبکر آئے
بالذی قال فجاء ابوبکر فقال یا — پس اونھون نے کہا اے نبی خدا میرے کانون کو
نبی الله طاء علی صماخی واستغفرلی — روندئے اور میرے لیے استغفار کیجیے حضرت نے
ففعل وجاء عمر فقال یا نبی الله — استغفار فرمایا اور عمر آئے اور اونھون نے کہا
طاء علی صماخی واستغفرلی — اے نبی خدا میرے کان کو روندئے اور میرے
ففعل — جلد ۵ — لیے استغفار کیجیے پس حضرت نے استغفار کیا اس
صفحہ ۹۵ — خیال سے توبہ کرتا ہون۔ یہی عمر نے بھی کہا۔

مہر گران بند کرنا

عورت کے مہر کے بارہ مین آپ احکام الٰہی کے خلاف حکم صادر فرماتے تھے جیسا کہ تفسیر مدارک مین بہ ذیل آیۂ شریفہ (واتیتم احدیٰهن قنطارا) ہے :۔

قال عمر علی المنبر لا تغالوا — یعنی حضرت عمر نے منبر پر کہا کہ تم لوگ اپنی عورتون
بصدقات النساء فقالت امرأة — کے مہر کو گران نہ کرو۔ پس ایک عورت نے کہا کہ ہم
انتبع قولک ام قول الله واتیتم — تمھارے قول کی پیروی کرین یا خدا کے قول کی کہ
احدیٰهن قنطارا فقال عمر — اُس نے فرمایا ہے اگرچہ تم اُن مین سے ایک کو بہت سا
کل احد اعلم من عمر تزوجوا — مال دے چکے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص عمر سے زیادہ

علی ماشئتم۔ — عالم ہے جسقدر مہر پر چاہو نکاح کرو۔

اللہ جل شانہ بغیر اذن صاحب خانہ اُن کے گھرون مین جانا یا گھرون مین دیوار پھاند کر جانا منع فرماتا ہے۔ غیر کے گھر مین دیوار کود کر جانا

ولیس البربان تاتوا البیوت من	اور کوئی اچھی بات نہین ہے کہ گھرون مین پچھواڑے
ظھورھا ولکن البر من اتقیٰ واتوا	سے (پھاند کر) آؤ بلکہ نیکی اُس کی ہے جو پرہیزگاری
البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم	کرے۔ اور گھرون مین اُن کے دروازون کی طرف سے
تفلحون (پ ۲ س بقر ع ۸)	آئے اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

مگر جناب خلافت مآب حضرت عمر اغیار کے گھرون مین دیوار پھاند کر گھس جاتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

وعن ثور الکندی ان عمر بن	ثور کندی راوی ہین کہ عمر نے کہا ہم مدینہ مین رات کو
الخطاب کان یعس بالمدینۃ من	گلی کوچہ مین چھپکر گشت لگایا کرتے تھے۔ ایک رات
اللیل فسمع صوت رجل فی بیت	ایک گھر مین پہونچے جہان سے گانے کی آواز آرہی تھی۔
تیغنی فتسور علیہ فوجد عندہ	ہم دیوار پھاند کر اُسکے مکان مین گئے دیکھا کہ اُس شخص کے
امرأتہ وعندہ خمر فقال یا	پاس ایک عورت ہے اور شراب بھی۔ ہم نے کہا اے
عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک و	دشمن خدا تو جانتا تھا کہ خدا تجھے چھپا لیگا۔ حالانکہ
انت علی معصیتہ فقال وانت یا امیر	تو اسکی معصیت پر ہے اس نے کہا اے امیرالمومنین
المؤمنین لا تعجل علی ان اکن عصیت	آپ مجھپر جلدی نہ کیجیے کیونکہ اگر مین نے خدا کا ایک گناہ
اللہ واحدًا فقد عصیت فی ثلاث	کیا ہے تو تم نے تین گناہ کئے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ
قال ولا تجسسوا وقد تجسست و	کسی کا تجسس نہ کرو مگر تم نے تجسس کیا۔ دوسرے
قال واتوا البیوت من ابوابھا	اللہ فرماتا ہے کہ گھرون مین اُسکے دروازہ سے آیا کرو

وقد تسورت علی ودخلت علی بغیر — اور تم دیوار پھاند کر میرے گھر مین چلے آئے۔

اذن قال الله تعالی لا تدخلوا — میرے خدا کا حکم ہے کہ کسی گھر مین داخل نہو جبتک

بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا — اجازت نہ لے لو اور صاحب خانہ کو سلام کرو تم بلا اجازت

علی اهلها قال عمر فهل عندکم — میرے گھر مین داخل ہوگئے عمر نے کہا اگر ہم تم کو معاف

من خیر ان عفوت عنك قال نعم — کردین تو کیا تم بھی ہم کو معاف کردگے اُس نے کہا ہان

فعفا عنه وخرج وترکه — پس اوس نے بخش دیا اور عمر وہان سے چلے آئے

ازالة الخفا مقصد اول صفحہ ۲۳۰ از فتح الرحمن — اور اوسکو چھوڑ دیا۔

حضرت عمر کا تیمم سے نماز پڑھنا منع کرنا

قرآن مجید مین تیمم کے بارہ مین یہہ آیت ہے۔

وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء — اگر تم مریض ہو یا سفر مین ہو۔ یا آئے کوئی تم مین سے

احد منکم من الغایط او لامستم النساء فلم — جائے ضرور سے یا صحبت کرو عورتون سے۔ اور تم کو

تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا — پانی نہ میسر ہو تو پاک مٹی پر تیمم کرو اور اپنے منہ اور

فامسحوا بوجوهکم وایدیکم ان الله کان — ہاتھون پر مٹی بھرا ہاتھ پھیر لو بیشک خدا معاف

عفوا غفورا (پ۵۔ سورہ نساء۔ ع۷) — کرنیوالا ہے اور بخشش والا ہے۔

یہہ حکم سورہ مائدہ مین بھی ہے برخلاف اسکے حضرت عمر تیمم سے نماز پڑھنے کو منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ایک مہینہ تک بھی پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز نہ پڑھو جیسا کہ بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ معانی الاثار طحاوی۔ استذکار شرح موطا۔ کنز العمال۔ اور ازالة الخفا۔ وغیرہ وغیرہ مین ہے۔ چنانچہ حدیث مسلم مع ترجمہ یہ ہے۔

ان رجلا اتی عمر فقال انی اجنبت — ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا کہ مین جنب

فلم اجد ماء فقال لا تصل — ہون اور پانی نہیں ملتا۔ آپنے فرمایا کہ نماز نہ پڑھ۔

فقال عمار اما تذکر یا امیر المومنین	عمار نے کہا ای امیر المومنین وہ وقت یاد کیجیے کہ مین
اذانا وانت فی سریۃ فاجنبنا فلم نجد	اور آپ دونون ایک لڑائی مین تھے۔ اور ہم دونکو
ماء فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت	غسل کی ضرورت پیش آئی اور پانی نہ ملا اُس وقت
فی التراب وصلیت فقال النبی صلی	آپنے تو نماز نہ پڑھی۔ اور مین خاک مین لوٹا اور نماز
اللہ علیہ وسلم انما یکفیک ان	پڑھی اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم کو زمین پر
تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ	دونون ہاتھ مار کر پھونکنا اور اپنے ہاتھون سے مسح
ثم تمسح وجہک وکفیک فقال عمر	منہ کا اور دونون پشت دست کا کرنا کافی تھا۔
اتق اللہ یا عمار فقال ان شئت	حضرت عمر نے فرمایا کہ عمار خدا سے ڈرو۔ عمار نے کہا
لم احدث بہ	اگر آپکی یہی مرضی ہے تو مین نہین بیان کرتا۔

شبلی صاحب کا قول۔

ہر چند کہ مولوی شبلی نعمانی صاحب نے حضرت عمر کی مسائل فقہ مین بہت کچھ صفت و ثنا کی ہے مگر بعض مسائل مین دیگر اصحاب کو صواب پر اور حضرت عمر کو خطا پر بتایا ہے۔ جیسا کہ الفاروق مین ہے۔

لیکن بہت سے ایسے مسائل بھی ہین۔ جن مین دیگر صحابہ نے اُن سے اختلاف کیا اُن مین سے بعض مسائل مین جن صحابہ نے اختلاف کیا وہی حق پر ہین۔ مثلاً تیمم۔ جنابت۔ منع تمتع حج طلقات ثلث وغیرہ مین حضرت عمر کے اجتہاد سے دیگر صحابہ کا اجتہاد زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ حصہ دوم (صفحہ ۱۹۷)۔

تیمم کے بارہ مین ازالۃ الخفا مین بھی ہے کہ

حضرت عمر نے حکم دیا کہ جو جُنب ہو وہ تیمم کر کے نماز نہ پڑھے اگرچہ اس کو ایک مہینہ تک پانی نہ ملے۔

روایات مندرجہ الفاروق نسبت حضرت عمر

جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول اس جگہ نقل کیا جاتا ہے جس کے ملاحظہ سے مسئلہ میراث کے بارہ مین آپکے اجتہاد پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

کلالہ کے مسئلہ کو جو ایک دقیق اور نہایت مختلف فیہ مسئلہ ہے اُنھون نے آنحضرت سے اسقدر بار بار دریافت

کیا کہ آپ دق آ گئے۔ اور فرمایا کہ سورۂ نساء کی آخر آیت تیرے لیے کافی ہو سکتی ہے۔

قسطلانی نے شرح بخاری میں متعدد حوالے سے نقل کیا ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق حضرت عمر نے (سو) مختلف رائیں قائم کیں۔ بعض بعض مسائل کے متعلق ان کو مرتے دم تک کاوش رہی اور کوئی قطعی رائے نہ قائم کر سکے۔

مسند دارمی میں ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق انھوں نے ایک تحریر لکھی تھی لیکن مرنے کے قریب اُسکو منگا کر مٹا دیا اور کہا کہ آپ لوگ خود اِسکا فیصلہ کیجیے گا۔ اسی کتاب میں یہ روایت بھی ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو صحابہ کو بلا کر کہا کہ میں نے دادا کی میراث کی نسبت رائے قائم کی تھی۔ اگر آپ لوگ چاہیں تو اس کو قبول کریں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کی رائے ہم لوگ قبول کریں تب بھی بہتر ہے لیکن ابوبکر کی رائے مانیں تو وہ بڑے صاحب رائے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کاش رسول اللہ تین مسئلوں کے متعلق کوئی تحریر قلم بند فرما جاتے۔ کلالہ۔ دادا کی میراث۔ ربا کے بعض اقسام۔ مسائل فقہ کے متعلق اُنکو جو کد و کاوش تھی اُس کے اندازہ کرنے کے لیے ذیل کی مثال کافی ہو گی۔ ورثاء کے بیان میں خدا نے ایک قسم کے وارث کو کلالہ سے تعبیر کیا ہے لیکن چونکہ قرآن مجید میں اُنکی تعریف مفصل مذکور نہیں ہے اسلیے صحابہ میں اختلاف تھا کہ کلالہ میں کون کون ورثاء داخل ہیں۔ حضرت عمر نے خود آنحضرت سے چند بار دریافت کیا اُس پر بھی تسلی نہیں ہوئی تو حضرت حفصہ کو ایک یادداشت لکھ دی کہ رسول اللہ سے دریافت کرنا پھر اپنی خلافت کے زمانہ میں تمام صحابہ کو جمع کر کے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ لیکن ان تمام باتوں پر کافی تسلی نہیں ہوئی اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر رسول اللہ صلعم تین (۲) چیزوں کی حقیقت بتا جاتے تو مجھکو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی۔ خلافت۔ کلالہ۔ ربا۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو محدث عماد الدین بن کثیر نے صحیح حدیثوں کے حوالے سے اپنی تفسیر قرآن میں نقل کیا ہے (الفاروق صفحہ ۱۸۳ حصۂ دوم۔

شمس العلماء نے اس کا ذکر نہ کیا کہ اُس یادداشت کے متعلق رسول خدا صلعم نے حضرت حفصہ سے کیا فرمایا تھا۔

لہذا ہم بغرض انکشاف کنز العمال کی عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

عن سعید بن المسیب ان عمر	یعنی سعید بن المسیب روایت کرتے ہین کہ عمر نے
سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت سے وراثت کلالہ کو دریافت کیا۔
کیف یورث الکلالۃ قال ولیس قد بین	فرمایا۔ کیا خدا نے اسکو نہین بیان کیا" ان کان
اللہ ذلک ثم قرء وان کان رجل یورث	رجل یورث کلالۃ مگر عمر نہ سمجھے
کلالۃ او امرأۃ الی اخر الایۃ فکان عمر	تو خدا نے دوسرا آیہ" یستفتونک قل اللہ
لم یفھم فانزل اللہ یستفتونک قل	یفتیکم فی الکلالۃ نازل کیا عمر جب بھی
اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الی اخر الایۃ	نہ سمجھے تو حفصہ سے کہا جسوقت رسول اللہ کا
فکان عمر لم یفھم فقال لحفصۃ اذا رایت	مزاج خوش پاؤ۔ تو اُس کو دریافت کرنا حفصہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	نے اُسی طرح پوچھا حضرت نے فرمایا تمھارے باپ
طیب نفس فاسألیہ عنھا فسالتہ عنھا	نے تمکو سکھایا ہے۔ ہم سمجھتے ہین کہ وہ کبھی اسکو نہ سمجھین گے
فقال ابوک ذکر لک ھذا ماری اباک	عمر کہتے تھے جہانتک ہم جانتے ہین یہ مسئلہ ہمکو نہ
یعلمھا ابدا فکان یقول ماری اعلمھا	معلوم ہوگا جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ
ابدا وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	یہ حدیث صحیح ہے ابن راہویہ ابن مردویہ نے
ما قال ابن راھویہ وابن مردویہ وھو صحیح منہ جلد ۶	اسکی روایت کی ہے۔

کتب اہلسنت مین ہے کہ حضرت عمرؓ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سنتے ہی مسجد نبوی کے دروازہ پر آکھڑے ہوئے۔ اور تلوار غلاف سے نکالے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ ہرگز فوت نہین ہوئے۔ بلکہ خدا نے اِن کو آسمان پر بلا لیا ہے۔ جو کوئی کہے گا کہ آپ نے وفات کی اسی تلوار سے اُس کی گردن کاٹونگا جب حضرت ابوبکر آئے۔ تو انھون نے فرمایا۔ اے عمر تلوار غلاف مین

رسول اللہ کی وفات سے انکار۔

رکھو کیا تم نے یہہ آیت نہین پڑھی۔ "انک میت وانهم میتون" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اس آیت کا علم نہ تھا۔ اگر تھا تو آنحضرت کی موت کا چھپانا اغراض ذاتی پر دلالت کرتا ہے اور یہہ مومن کا شعار نہین۔

زن حاملہ کو سنگسار کرنا۔

ایک زن حاملہ کے سنگسار کا حکم دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حاملہ پر حد جاری نہین ہو سکتی۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا "لولا علیؑ لهلک عمر" یہہ حال بہت سی کتابون مین ہے۔ یعنی شرح مواقف استیعاب ابن عبدالبر مکی کنز العمال رجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی۔ سراجی شرح فرائض سید شریف مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ صاحب نے اس پر یہہ توجیہ کی ہے کہ۔

عمر را خبر نہ بود کہ این زن حاملہ است و حمل ہیچ چیزے نیست کہ بمجرد دیدن زن توان دریافت کہ حاملہ است مگر بعد از تمام مدت حمل یا قریب بہ تمام و چون حضرت امیر کہ از سابق بحال آن زن و بحاملہ بودنش اطلاع داشت واورا خبردار کرد (تحفہ صفحہ ۲۰۲)۔

یہی حکم ایک زن مجنونہ کے بارہ مین بھی دیا مگر جناب امیر علیہ السلام اس مین بھی مانع ہوئے۔ اور فرمایا کہ تین (۳) شخصون پر سزا جائز نہین۔ ایک سوتا ہوا جب تک کہ جاگے۔ دوسرا طفل جبتک بالغ ہو تیسرا دیوانہ جبتک کہ صحت پاوے۔

چنانچہ مجنون کے متعلق منجملہ کتب اہلسنت مذکور بالا صرف استیعاب ابن عبدالبر مکی کے عبارت لکھی جاتی ہے جو ذکر اصحاب مین نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۹۴ مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

قول حضرت عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

عن سعید ابن المسیب قال کان	سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر ہمیشہ پناہ
عمر یتعوذ من معضلۃ لیس لها ابوالحسن	مانگا کرتے تھے ان مشکلون سے جن مین جناب امیرؑ
وقال فی المجنونۃ التی امر برجمها	نہ ہون اور کہا تھا ایک مجنونہ کے بارے مین جس کے
وفی التی وضعت لستۃ اشهر	سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا اور اس عورت کے بارے مین

فاراد عمر رضی الله عنه رجمها
فقال له علی کرم الله وجهه ان الله
يقول وحمله وفصاله ثلثون شهرا
الحديث وقال له ان الله رفع القلم عن
المجنون الحديث فكان يقول لولا علی
لهلك عمر وقد روی مثل هذه
القصة لعثمان مع ابن عباس
رضی الله عنهم وعن علی کرم
الله وجهه اخذها ابن عباس
والله تعالی اعلم

کہ جس نے چھ مہینے کے حمل سے بچہ جنا تھا پس عمر نے
چاہا تھا کہ اوسے سنگسار کرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا تحقیق کہ خداوند عالم فرماتا ہے وحملہ
الی آخر الآیۃ جس سے ثابت ہوا کہ حمل
چھ مہینے کا ہو سکتا ہے اور فرمایا جناب امیرؑ نے
فرمایا خدا نے مجنونون سے قلم اٹھا لیا ہے۔ عمر کہا کرتے
تھے اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے ایسا ہی قصہ
عثمان کو بھی پیش آیا جسکو ابن عباس نے بتایا انہون نے
اس کی تعلیم جناب امیرؑ سے حاصل کی تھی اور خداوند عالم
خوب جاننے والا ہے۔

شاہ صاحب اس کے جواب مین بھی ارشاد فرماتے ہین۔

دکہ عمر را از حال جنون او اطلاع نبود۔ نزد حضرت عمر آوردند۔ حضرت عمر حکم فرمود کہ اورا سنگسار کنند پس مردم او را کشیدہ مے بردند۔ ناگاہ حضرت علیؑ در راہ در خورد و پرسید کہ این زن را کجا مے برید مردم عرض کردند کہ خلیفہ حکم برجم او فرمودہ ست حضرت علیؑ آن زن را از دست مردم کشیدہ ہمراہ خود گرفت و نزد عمر آمد و فرمود کہ زن مجنونہ ست من این را خوب می دانم پس حضرت عمر رجم اورا موقوف نمود۔ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۰۳۔

یعنی عمر کو اس کے جنون کا علم نہ تھا جب حضرت عمر کے پاس لائے تو انھون نے حکم دیا کہ اسکو سنگسار کرو۔ آدمی اسکو کھینچ کرلے جا رہے تھے کہ ناگاہ حضرت علیؑ راہ مین ملے پوچھا کہ اس عورت کو کہان لے جا رہے ہو عرض کیا کہ خلیفہ نے اسکو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے حضرت علیؑ اس عورت کو ان سے لیکر اپنے ہمراہ عمر کے پاس لائے اور فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہے مین اس کو خوب جانتا ہون اس پر حضرت عمر نے اسکو سنگسار کرنا موقوف کیا۔

خلاف عمل رسول اللہ بیغور کی سزا مین بیشی

(۳) عہد جناب رسول خدا صلعم مین شراب خوار کو چالیس درے لگائے جاتے تھے۔

یہی عمل عہد خلافت اول تک رہا مگر حضرت عمر نے حسب صلاح عبد الرحمن بن عوف اسی درے کر دئے جیسا کہ صحیح مسلم جلد (۲) صفحہ ۷۱ مین ہے۔

عن انس بن مالك ان النبي ع	انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا کی خدمت
اتى برجل قد شرب الخمر فجلده	مین ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی حضرت نے
بجريدتين نحو اربعين قال وفعله	دہوری لکڑیون سے چالیس تک مارا یہی معمول حضرت
ابوبكر رض فلما كان عمر	ابوبکر رض کا رہا لیکن حضرت عمر نے لوگون سے مشورہ
استشار الناس فقال عبد الرحمن	کیا اپنے زمانہ مین تو عبد الرحمن نے کہا سبک ترین
اخف الحدود ثمانين فامر به	حدود اسی کوڑے ہین پس یہی حکم عمر نے دیا۔
عمر رض	از مجمع البحرین صفحہ ۳۶۸

دیگر اصحاب بھی شراب پیا کرتے تھے۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۳ کہ آیہ کریمہ

يسئلونك عن الخمر والميسر الاية نزلت	یعنی یہ آیہ بجواب سوال عمر و معاذ بن جبل نازل
في عمر بن الخطاب و معاذ بن جبل۔	ہوا۔

ولید بن عقبہ وبحالت نشہ مین نماز

ولید بن عقبہ ایک دن نشہ کی حالت مین نماز فجر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھا گئے۔ اور سرور مین آ کر فرمایا کیا اور بڑہا دون جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے۔

روزے ولید بن عقبہ بی عاقبتی نمودہ جرعہ چند شراب در جوف محراب کشیدہ وقت نماز بام داد از خانہ خود سرخوشان و دامن کشان بیرون آمد و در محراب طاعت بآن حالت باداے فریضہ قیام نمود و نماز صبح را چہار رکعت گزارد و روبمردم آورد و گفت آیا زیادہ کنم براے شما رکعات نماز را جلد (۲) صفحہ ۲۵۲۔

اور معالم التنزیل صفحہ ۹۴ مین ہے۔

روایات مذہبی نسبت حضرت عمر

ان عمر بن الخطاب کتب الی بعض عمالہ ان ارزق المسلمین من الطلاء ما ذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ ۔

یعنی عمر نے اپنے بعض عمال کو لکھا مسلمانون کو وہ شراب پلایا کرو جس کا دو ثلث جل گیا ہو۔ اور ایک ثلث باقی رہے۔

شراب کا پینا تا دم مرگ نہ چھوٹا۔ چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ وقت آخر اپنے غلام سے شراب منگا کر نوش فرمائی۔ مقصد دوم صہ ۲۱۹

قال یا یرفا ویحك اسقنی فجاء بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ فالصق رداءہ ببطنہ قال فلما وقع الشراب فی بطنہ خرج من الطعنات قالوا الحمد للہ ھذا دم استکن فی جوفك فاخرج اللہ من جوفك قال ای یرفا ویحك اسقنی لبنًا

یعنی اپنے غلام یرفا سے کہا آہو تجہپر مجھے پلا یرفا ایک قدح نبیذ شیرین لایا آپ نے وہ پی لی پھر اپنا شکم چادر سے باندہا۔ جب شراب پیٹ مین پڑی تو زخمون سے بہہ گئی۔ لوگون نے کہا یہہ خون جما ہوا پیٹ مین بہرا تھا۔ خدا نے اسے نکال دیا اس کے بعد دودہ مانگا۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے بھی اس روایت کو لکھا ہے۔

ایک طبیب بلایا گیا اس نے نبیذ اور دودہ پلایا اور دونون چیزین زخم کی راہ سے باہر نکل گئین۔

(الفاروق صفحہ ۱۱۱)

روزہ قبل از وقت افطار کرنا

حضرت عمر کے نماز و روزہ کا یہہ حال تھا کہ جب نماز کو کہڑے ہوتے تھے تو اُمور مُلکی و مالی سوچا کرتے تھے روزہ قبل از وقت افطار کر لیتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ مین آپ نے مختلف احکام بھی صادر کیے ہین۔ جیسا کہ فتح الباری صفحہ (۲۸۹) مین ہے۔

واختلف عن عمر فروی ابن ابی شیبہ وغیرہ من طریق زید بن وھب عنہ ترك القضاء

یعنی عمر کا حکم اس بارہ مین مختلف ہے ابن ابی شیبہ وغیرہ تو یہہ روایت کرتے ہین کہ عمر صاحب ایسی حالت مین روزہ قضا نہ رکھتے تھے چنانچہ زید بن وھب

ولفظ معمر عن الاعمش عن زید فقال	راوی ہین عمر سے روزہ کی ترک قضا کے اور معمر نے اعمش سے
عمر لم نقض واللہ ما تجانفنا الاثم	انہون نے زید سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ واللہ ہم
وروی مالک من وجہ اٰخر عن عمر انہ	قضا نہ کرین گے اور ہم گناہ پر بھی مائل نہین ہوئے۔
قال لما افطر ثم طلعت الشمس	مالک دوسرے طریق سے روایت کرتے ہین کہ عمر کے افطار
الخطب یسیر وقد اجتہدنا۔	کے بعد جب آفتاب نکل آیا تو عمر نے کہا کوئی مشکل نہین
(فتح الباری)	ہے کیونکہ ہم نے کوشش کر لی تھی۔

اس روایت کو جناب شبلی صاحب نعمانی نے بھی لکھا ہے۔

ایک دفعہ بدلی کی وجہ سے آفتاب کے چھپ جانے کا دھوکہ ہوا۔ حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمودار ہوا تو لوگ متردد ہوئے عمر نے کہا " الخطب یسیر وقد اجتہدنا " یعنی معاملہ چندان اہم نہین ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کر چکے تھے۔

حالانکہ بخاری مین یہہ روایت موجود ہے۔

عن هشام بن عروة عن فاطمة	ہشام بن عروہ فاطمہ بنت المنذر سے روایت
بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر	کرتے ہین۔ اسماء بنت ابوبکر سے کہ ہم لوگون نے عہد
قالت افطرنا علی عہد النبی صلی اللہ	نبی مین بدلی کے دن مین افطار کیا اس کے بعد
علیہ وسلم فی یوم غیم ثم طلعت الشمس	آفتاب نکل آیا تو کسی نے ہشام سے کہا تو سب کو حکم
قیل لھشام فامروا بالقضاء قال بد من	قضا دیا گیا اور کہا کہ قضا ضروری ہے۔ معمر روایت
قضاء وقال معمر سمعت ھشاما یقول	کرتے ہین ہشام سے سنا کہتے تھے مگر نہ معلوم
لاادری اقضوا امرلا۔	سب نے قضا کیا یا نہین۔

تفسیر درباره انطار۔

قبل از وقت افطار کے بارہ مین تفسیر درمنثور سیوطی جلد ا صفحہ ۲۰۰ مین ہے۔

اخرج الحاکم وصححه عن ابی امامہ سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم اذ اتانی
رجلان فاخذا بضبعی فاتیا بی جبلا وعرا فقالا
لی اصعد فقلت انی لا اطیقه فقالا انا سنسهله لک
فصعدت حتی اذا کنت فی سواء الجبل اذا انا
باصوات شدیدة فقلت ما ھذه الاصوات
قالوا ھذا عواء اھل النار ثم انطلقا بی فاذا
انا بقوم معلقین بعراقیبهم مشققة اشداقهم
تسیل اشداقهم دما قلت من ھؤلاء
قال ھؤلاء الذین یفطرون قبل
تحلة صومهم

تفسیر درمنثور سیوطی
صفحہ ۲۰۰

یعنی حاکم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت نے
فرمایا ہم سوتے تھے دو فرشتے آئے اور ہمارا بازو
پکڑ کر پہاڑ پر لے گئے جو نہایت سخت ناہموار تھا
کہا کہ اس پر چڑھو میں نے کہا کہ مجھے اس پر چڑھنے
کی طاقت نہیں ہے اونھوں نے کہا کہ ہم اسکو
آپکے لیے سہل کیے دیتے ہین جب ہم وہان پہونچے
تو ہم نے سخت آوازین سُنین پوچھا یہ کیسی آوازین
ہین۔ کہا کہ یہ اہل جہنم کی آواز ہے۔ وہان سے
آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک قوم معلق ہے اپنے
ایڑیون پر اور گل پھٹے ہیں۔ ان کے پھٹے ہوئے ہین
اور خون اس سے جاری ہے پوچھا کہ یہ کون لوگ
ہین۔ کہا یہ وہ لوگ ہین جو قبل از وقت روزہ
افطار کرتے تھے۔

حضرت عمر نے حکم دیا کہ حج کے مہینہ مین عُمرہ نہ کرو۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے صفحہ ۱۰۲۔

قال عمر افصلوا بین حجکم
وعمرتکم فان ذلک اتم لحج
احدکم واتم لعمرته ان یعتمر
فی غیر اشهر الحج۔

عمر نے کہا کہ اپنے حج اور اپنے عمرہ مین فصل کرو کہ یہ
زیادہ تمام ہے تم مین سے ایک کے حج کے لیے اور
زیادہ تمام اوسکے عمرے کے لیے یہ ہے۔ عمرہ غیر ایام
حج مین کرے۔

حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر حج مین بتاکید تمام حکم دیا تھا عمرہ اور حج ایک ساتھ

مناسک حج سے ناواقفیت

بجالاؤ۔ حضرت عمر مناسک حج سے واقف نہ تھے چنانچہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۴ میں ہے

سئل عمر عن العمرۃ وھو بمکۃ من — عمر سے سوال کیا گیا اگر کوئی شخص مکہ میں ہو اور عمرہ

ای موضع اعتمر فقال ایت علی ابن — کرنا چاہے تو کہاں سے شروع کرے۔ جواب دیا کہ علیؑ

ابی طالب فسلہ فقال علی حیث ابدأت — کے پاس جاؤ حضرت علیؑ نے فرمایا جہاں سے شروع کیا

یعنی من میقات ارضہ قال فاتی عمر — ہے یعنی جو میقات اسکے اصلی وطن کا ہے وہاں سے

فاخبرہ فقال ما اجد لک الا ما قال — احرام باندھنا چاہیے اس نے عمر سے بیان کیا انہوں نے

علی ابن ابیطالب صحٰہ ازالۃ الخفا مقصد۲ — کہا ہم بھی تو وہی چاہتے ہیں۔ جو حضرت نے کہا۔

حضرت عمر کو یہ مسئلہ حج معلوم نہ تھا کہ طواف خانہ کعبہ کے پہلے عطر لگانا جائز ہے۔ لہذا آپنے حرمت کا حکم دیا جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۵ میں ہے۔

ان عمر خطب الناس بعرفۃ وعلمھم — عمر نے عرفہ میں بغرض تعلیم حج خطبہ دیا تو کہا کہ جو شخص

امر الحج فقال لھم فیما قال اذا جئتم — رمی الجمرہ کرے اس پر سب چیزیں بجز عورت اور

منی فمن رمی الجمرۃ فقد حل لہ ما حرم — خوشبو لگانے کے حلال ہو جاتی ہیں۔ وہ نہ عورتوں

علی الحاج الا النساء والطیب لا یمس — کے پاس جائے نہ خوشبو لگائے جبتک طواف

احد نساء ولا طیبا حتی یطوف بالبیت — نہ کرے۔ مالک نے ایک دوسری روایت میں بھی مثل

مالک فی روایۃ اخری مثلہ الا انہ قال — اسکے روایت کی ہے مگر تحقیق کہ اوسنے کہا ہے جو

من رمی الجمرۃ وحلق او قصر ونحر ھدیا — شخص رمی جمار کرے اور حلق یا تقصیر کرے اور

ان کان معہ فقد حل الحدیث قلت — قربانی نحر کرے اگر اوسکے ساتھ ہو پس وہ محل ہو جائیگا

ترک الفقہاء قولہ والطیب — آخر حدیث تک شاہ صاحب کہتے ہیں کہ تمام فقہا نے

لما صح عندھم من حدیث عائشۃ — اس حکم کو ترک کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک حدیث عائشہ

صحابہ سے پوچھنا کہ اگر خلیفہ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو کیا سزا دے سکتا ہے؟

وغیرها ان النبیؐ تطیب قبل طواف	وغیرہ سے ثابت ہے کہ نبی صلعم نے قبل زیارت خوشبو
الافاضۃ (ایضاً صلا مقصد دوم)	لگائی تھی۔
وروی عن عمر کان یعس فی المدینۃ	عمر کا بیان ہے کہ ہم رات کے وقت مدینہ مین گشت
ذات لیلۃ فرای رجلا وامرأۃ علی	لگایا کرتے تھے ایک رات ایک مرد وعورت کو فحش کرتے
فاحشۃ فلما اصبح قال للناس رأیتم	دیکھا صبح کو ہم نے اصحاب سے پوچھا کہ اگر امام کسی مرد
لوان اماما رای رجلا وامرأۃ علی فاحشۃ	عورت کو فحش کرتے دیکھے تو کیا ان پر حد جاری
فاقام علیهما الحد ما کنتم فاعلین	کر سکتا ہے اصحاب نے کہا کہ آپ امام ہین جو چاہین
قالوا انما انت امام فقال علیؓ لیس لک	کر سکتے ہین۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم کو یہہ حق نہین
ذلک اذ یقام الحد علیک ان اللہ تعالیٰ	دیا گیا۔ اگر ایسا کرو گے تو خود تم پر حد جاری کرنا واجب
لم یامن علی هذا الامر اقل من اربعۃ	ہوگا۔ کیونکہ خدا نے چار گواہ سے کم کو زنا کے بارہ مین
شهداء ثم ترکهم ما شاء اللہ ان	جائز نہین رکھا۔ عمرؓ نے دوبارہ صحابہ سے یہی سوال
یترکهم ثم سالهم فقال القوم مثل	کیا صحابہ نے پھر وہی جواب خوشامدانہ دیا اور حضرت
مقالتهم الاولی فقال علی مثل	علیؑ نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا کہ یہ منصب کسی کو
مقالتہ وهذا مشیر الی ان عمرؓ کان	نہین ہے۔ یہ قصہ اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ
مترددا فی هذہ المسئلۃ	عمر اس مسئلہ مین متردد تھے۔

مجلس شوریٰ مقرر کرنا۔

آپ کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر انعقاد مجلس شوریٰ سے خوب روشنی پڑتی ہے جسکا وقت رحلت انتظام فرما گئے تھے۔ اس انتظام سے مقصد یہہ تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو خلافت نہ ملے۔ آپ نے اس مجلس کے رکنیت کے لیے چھ (۶) اشخاص تجویز کیے۔ اور خلافت کو ان کے درمیان بطریق شوریٰ قرار دیا۔ جیسا کہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ودیگر کتب اہلسنت مین ہے۔

حضرت عمر نے ابوطلحہ انصاری کو طلب کر کے حکم دیا کہ انصار سے پچاس آدمیون کو اپنے ساتھ رکھکر ان چھ آدمیونکو یعنی علیؓ۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ و زبیرؓ۔ سعد ابی وقاص۔ اور عبدالرحمنؓ۔ کو یکجا کر ایک گھر مین جمع کرو اور تم باشمشیر برہنہ اس گھر کے دروازہ پر کھڑے رہو۔ وہ چھ شخص آپس مین مشورہ کر کے کسی ایک کو خلافت کیلئے منتخب کرین اگر پانچ شخص متفق ہون اور ایک مخالفت کرے تو اوسکو قتل کرو اگر چار متفق ہون اور عبدالرحمن انمین ہون تو انکے قول پر عمل کرو۔ اگر دوسرے تین شخص مخالفت کرین تو وہ تینون قتل کر ڈالے جائین۔ اور تین دن سے زیادہ مہلت نہ دو۔ اگر تین دن گزر جائین اور یہہ لوگ کسی کا انتخاب نہ کرین تو سبھون کو قتل کر ڈالو۔

قصہ مختصر حضرت کے حکم کے بموجب اُنکی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ کے دولت خانہ مین مجلس منعقد ہوئی۔ بالآخر حضرت عبدالرحمن کی خاص تدبیر و فکر سے تاج خلافت حضرت عثمانؓ کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔ اس انتظام سے حضرت عمر مورد مطاعن چند ہوے۔

اول۔ جن حضرات کا انتخاب کیا تھا۔ پہلے تو اُن کے صفات بیان کیے کہ۔

چھ اشخاص اس مجلس کے لیے تجویز کیے۔

رسولخدا ان لوگون سے راضی تھے۔ اور یہہ لوگ خلافت کے اہل ہین مگر پھر خود ہی ہر ایک کے عیب بیان کیے یعنی کسی کو متعصب کہا کسی کو مفسد کسی کو حریص۔ کسی کو شدید۔ کسی کو امت کا فرعون بتایا چنانچہ حضرت طلحہ سے فرمایا کہ رسول خدا تم سے آزردہ تھے۔ حضرت سعد سے کہا کہ تم متعصب اور متکبر ہو حضرت زبیر سے فرمایا تم بدخصلت ہو اور مفسد ہو حضرت عبدالرحمن سے کہا تم ضعیف و عاجز ہو اور اپنی قوم کو دوست رکھتے ہو۔ حضرت عثمان سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم خلیفہ ہوئے تو اپنے عزیزون کو مسلط کرو گے اور اُن کو بیت المال سے مالا مال کرو گے۔ جناب امیر علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ آپ کے مزاج مین مزاح ہے۔

ان باتون کی تصدیق شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق مین باین الفاظ فرماتے ہین۔

حضرت عمر نے اور بزرگون کی نسبت جو خوردہ گیریان کین ہم نے ان کو ادب سے نہین لکھا۔ لیکن اس مین جائے کلام نہین۔ چنانچہ طبری وغیرہ مین اُن کے ریمارک بتفصیل مذکور ہین۔ (حصہ اول صفحہ ۲۱۱)

مجلس شوری پر تنقید۔

دوم۔آپ نے چار صورتوں مین اس جماعت کے قتل کا حکم دیا۔ حالانکہ اختلاف رائے کوئی گناہ نہین ہے جسکے سبب سے وہ مستوجب قتل ہون۔ اور خدا ورسول کا کونسا حکم باستثنا ءجناب امیر علیہ السلام ان پانچ اشخاص کے وجوب اطاعت پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے قتل کا باعث ہو۔ حالانکہ یہ حکم قتل بہ نص قرآن حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

سوم۔جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا۔

اگر آپکے مزاج مین مزاح نہوتی تو خلافت کے لیے آپ بہتر تھے۔ بخدا اگر آپکا ایمان تولین تو تمام اہل زمین کے ایمان سے آپکے ایمان کا پلّہ بھاری ہوگا۔

لیکن وہ تدبیرین کین کہ ان جناب کو خلافت نہ ملے۔

چہارم۔آپ نے نفس رسول اللہ کے قتل کی تجویز کی جس کی مودت و عداوت جناب رسول اللہ کی مودت عداوت ہے۔

پنجم۔آپنے اس عہد کو توڑا جس کو بروز غدیر قبول کیا تھا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو ان الفاظ مین مبارکباد دی تھی "بخ بخ یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ ای علیؑ آپ کو کُل مومنین و مومنات کی سرداری مبارک ہو"۔ لیکن جو زبان سے کہا تھا اُس پر عمل نہ کیا۔ حالانکہ مومن کی شان بہ نص قرآن یہ ہے۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا کہ وہ جب عہد کرتے ہین تو اُس کو پورا بھی کرتے ہین۔

ششم۔جناب امیر علیہ السلام کے فضائل ومناقب آپ کو معلوم تھے۔ جس کے خود بھی معترف تھے۔ با این ہمہ حکم دیا کہ عبد الرحمن کی اطاعت کرو۔ حالانکہ یہ جانتے تھے کہ وہ حضرت عثمان کے چچازاد بھائی اور داماد ہین۔ اور حضرت عثمان کی طرفداری کرین گے۔ ان کی اطاعت جناب امیر علیہ السلام پر اس حد تک قرار دی کہ اگر ان کی رائے کی مخالفت کرین تو قتل ہون۔

اس موقع پر وہ مکالمہ جو امیر معاویہ اور ابن حصین سے ہوا تھا جسکو علامہ شہاب الدین المعروف بہ

ابن عبدربہ اُندلسی نے اپنی مشہور کتاب عقدالفرید مین لکھا ہے لائق غور ہے جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔

زیاد نے ابن حصین کو معاویہ کے پاس بطور وفد روانہ کیا کہ وہ وہان چند روز رہے۔ ایک شب معویہ نے ان سے تنہائی مین بات چیت کرنی شروع کی۔ اور کہا ہم نے سنا ہے کہ تم عقیل و ذہین ہو۔ لہذا بتاؤ کہ امور مسلمین کو کس چیز نے اس قدر منتشر کیا۔ اور کیون ایسا اختلاف پیدا ہوا۔

ابن حصین۔ حضرت عثمان کا اس طرح قتل ہونا۔

معویہ۔ اس سے تو کچھ بھی نہین ہوا۔

ابن حصین۔ تو حضرت علیؑ کا تم سے لڑنے کو آنا اور تم سے جنگ کرنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین۔ طلحہ و زبیر۔ اور عائشہ کا حضرت علیؑ سے جنگ کرنا اسکا سبب ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین۔ اے امیرالمومنین ان کے سوا اور کوئی سبب مجھے معلوم نہین ہوتا۔

معویہ۔ ہم بتاتے ہین کہ یہ سارا فساد اس شورے سے ہوا جس کو حضرت عمر نے قائم کیا۔ کیونکہ خدا نے آنحضرت کو حق کے ساتھ اس لیے مبعوث کیا تھا کہ اس دین کو وہ تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکون کو اس سے کراہیت ہو۔ چنانچہ حضرت نے اس کے مطابق عمل کیا۔ جب خدا نے آپ کو اُٹھا لیا تو حضرت نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لیے مقدم کیا (جیسا کہ روایت اہلسنت مین ہے) لہذا مسلمان بھی ان سے راضی ہوئے۔ اور اپنے امر دنیا کے لیے ان کو مقدم کیا۔ کیونکہ حضرت نے امر دین کے لیے انکو پسند کیا تھا۔

جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو اُنھون نے عمر کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور وہ مطابق سیرت ابوبکر عمل کرتے رہے۔ مگر عمر نے مرتے وقت اس کو شوریٰ قرار دیا تو اب کوئی شخص ان مین ایسا نہ رہا جس کے قوم و قبیلے نے

اس کی آرزو نہ کی ہو۔ پس ہر شخص نے اپنی گردن پیچ بلند کی۔ اگر عمر بھی کسی کو مثل ابوبکر خلیفہ کر جاتے تو کبھی یہ اختلاف نہ پیدا ہوتا۔

شبلی صاحب اور حضرت عمر کے اخلاق کی تعریف۔

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۱۷۱ مین آپ کے خلق کی یہ تعریف کرتے ہین۔

منصب امامت کے لحاظ سے حضرت عمر کا سب سے بڑا کارنامہ جو تھا یہ تھا کہ آنحضرت نے دنیا کو جس قسم کے برگزیدہ اور پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی تھی اور جو آپ کے بعثت کا اصلی مقصد تھا حضرت عمر کے فیض سے قوم مین وہ اخلاق محفوظ رہے۔ حضرت عمر خود اسلامی اخلاق کے مجسم تصویر تھے انکا خلوص حق پرستی۔ راست گوئی حفظ لسانی یہ اوصاف خود بخود لوگون کے دلون مین اثر کرتے جاتے تھے۔

حضرت عمر مغلوب الغضب تھے۔

شمس العلماء کی یہ مدح وثنا محض عقیدت مندانہ ہے۔ حالانکہ وہ بہت ہی مغلوب الغضب تھے جس کی شہرت تمام عرب مین تھی ان کے غیض وغضب سے صحابہ جو بڑے مرتبہ اور درجے والے تھے وہ بھی نالان تھے جیسا کہ اسی الفاروق مین ہے۔

ایک دفعہ بہت سے لوگ ابی کعب سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے ملنے گئے۔ جب وہ مجلس سے اٹھے تو ادب اور تعظیم کے لیے لوگ ان کے ساتھ ساتھ چلے اتفاق سے حضرت عمر ادہر سے آنکلے یہ حالت دیکھ کر ابی کو ایک کوڑا لگایا اُن کو نہایت تعجب ہوا اور کہا یہ آپ کیا کرتے ہین۔

احوال حضرت عثمانؓ

سرسری نظر کرنا مظالم پر جو صحابہ رسول اللہ پر کیے۔

حضرت عثمان کا جیسا عمل امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر تھا وہ جمیع کتب حدیث وسیر اہلسنت مثل کتب صحاح۔ تاریخ طبری۔ تاریخ الخلفا۔ استیعاب۔ کنز العمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الاحباب۔ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر۔ مدارج النبوۃ وغیرہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ۔

آپ نے مسند نشین خلافت ہوتے ہی حکم بن العاص جس کو رسول خدا صلعم نے بوجہ اوس کے کفر ونفاق کے

مدینہ سے خارج البلد کر دیا تھا اور تاحیات اپنے مدینہ مین آنے کی اجازت نہ دی اس کو اعزاز و اکرام سے مدینہ مین بُلا لیا اور اپنا رفیق بنایا۔ حارث کو بازار مدینہ کی چنگی یعنی عشرہ قیمت و فروخت شدہ لینے کا حکم دیا۔ بنی اُمیہ کو بیت المال سے مالامال کر دیا۔ مروان کو بصرہ کے پانچ شہر بخش دیئے۔ عبداللہ بن حارث کو تین لاکھ درہم دیئے۔ عہد رسول اللہ صلعم مین اذان ایک بار تھی آپ نے تین بار کر دی حضرت عبداللہ بن عمر نے ہمران بادشاہ اہواز کو قتل کرا دیا کہ وہ حضرت عمر کے قتل مین شریک تھا۔ حالانکہ یہ الزام اُس پر ثابت نہ تھا مگر حضرت عثمان نے عبداللہ سے قصاص لیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے اسی الزام مین خفتہ نصرانی کو قتل کیا۔ ہرچند جناب امیر علیہ السلام و دیگر صحابہ کرام نے حضرت عثمان سے کہا کہ عبداللہ سے قصاص لیا جائے۔ مگر خلیفہ صاحب نے بجائے قصاص کے بیت المال سے دیت دلا دی۔

حضرت عثمان اپنی خلافت کے زمانہ مین ایک دن مسجد سے گھر جا رہے تھے کہ ابوسفیان آئے اور کہا (یا)

یا بنی امیۃ تلقفوھا تلقف	یعنی اے بنی اُمیہ اس بادشاہت کو حاصل
الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان	کر کے مضبوط پکڑو قسم اُس کی نہ عذاب کوئی
ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار	شے ہے۔ نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ اور
ولا بعث ولا قیامۃ	نہ حشر نہ قیامت۔

حضرت عثمان نے اُس پر حد شرع جاری کرنے کے عوض مسلمانون کے خزانہ سے انکو دو لاکھ (۲۰۰۰۰۰) دینار عطا کئے۔

حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب نے بھی اپنی تالیف و تصنیفات مین خلیفہ صاحب موصوف کے حالات بہت کچھ لکھے ہین۔ از انجملہ یہ ہے۔ آپکی بدعت کے بارے مین علما کے اقوال۔

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا کہ جب حج کو جاتے تھے تو منی کے مقام پر نماز قصر کر دیتے چار رکعت مین دو رکعت پڑھتے۔ حضرت عثمان حج کو گئے تو آپ نے منی مین اپنا خیمہ نصب کیا اور وہان اقامت اختیار کی۔ اور

چار رکعت نماز پڑھی اس پر سب اصحاب بگڑ کر بولے یہہ کیا بدعت ہے ۔ رسولؐ اللہ نے تو یہان نماز دو رکعت پڑھی تم چار رکعت پڑھتے ہو ۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف تو اس قدر تیز ہوئے کہ بھرے مجمع مین کہا تیرا کیا اقرار تھا خلافت کے وقت ۔ کیا تو بھول گیا ۔ تو نے عہد کیا تھا کہ مین کتاب اللہ و سُنّت رسُول پر عمل کرونگا آج سُنّت پیغمبرؐ سے انحراف کرتا ہے ۔ حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیون ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے ۔ مین مقیم ہون مجکو نماز قصر جائز نہین ۔

صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہوا اور چند روز کے اندر سارے ملکون مین دُھوم مچ گئی کہ امیر المومنین رسولؐ کی سُنّت کے خلاف کام کر رہے ہین "۔ (از محرّم نامہ)

تاریخ خمیس جلد (۲) صـ۳۷۱ مین ہے ۔

الحادی عشر نقلوا انہ قال لعبد الرحمن	گیارہوین نقل کیا ہے اون لوگون نے کہ کہا عثمان
بن عوف انہ منافق وذلك ان	نے عبد الرحمن ابن عوف کو کہ وہ منافق ہے اور یہ اسطرح
الصحابۃ لما نقموا علی عثمان ما احدثہ	پر ہے کہ جب صحابہ نے حضرت عثمان پر بوجہ اُن کی بدعتون
وعاتبوا عبد الرحمن فی تولیتہ ایاہ	کے کثرت سے اعتراض کرنا شروع کیا اور عبد الرحمنؓ
فی اختیارہ فندم علی ذلك وقال	عتاب کیا تولیت عثمان پر تو عبد الرحمن بن عوف
انی لا اعلم ما یکون وان الامر الیکم	بہت نادم ہوئے اور کہا کہ مجھے کیا خبر تھی کہ ایسے
فبلغ قولہ عثمان وقال ان عبد الرحمن	اُمور اُن سے سرزد ہون گے اور امر تمھارے اختیار مین
منافق وانہ لا یبالی ما قال فحلف	ہے ۔ عثمان نے جب یہ سنا تو کہا کہ عبد الرحمن منافق
ابن عوف لا یکلمہ ما عاش و	ہے وہ پروا نہین کرتا کہ کیا کہتا ہے ۔ عبد الرحمن کو
مات علی هجرتہ وقالوا فان کان	جب اسکی خبر معلوم ہوئی تو قسم کھائی کہ اب کبھی
ابن عوف منافقا کما قال فما صحت	عثمان سے بات چیت نہ کرون گا ۔ آخر اسی حال مین

بعیتہ ولا اختیارہ لہ ان لم یکن	اُنھون نے وفات پائی۔ صحابہ نے کہا۔ اگر عبدالرحمن
منافقاً فقد فسق بھذا القول	منافق تھے تو پھر اُنکی بیعت بخلافت صحیح نہین۔
وخرج عن اھلیۃ الامارۃ	اور اُن کو حق تھا کہ عثمان کو خلیفہ بنائین اور اگر
از ردالتحفہ صفحہ ۱۲۵	عثمان نے غلط کہا تو عثمان قابل خلافت نہ رہے۔

فتویٰ دربارہ جمع بین الاختین۔

حضرت عثمان نے جمع بین الاختین کے بارہ مین جو فتویٰ دیا تھا وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ اس کی نقل ازالۃ الخفا سے کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

ان رجلا سال عثمان بن عفان	ایک شخص نے عثمان سے سوال کیا کہ ایک شخص
عن الاختین من ملک الیمین	بذریعہ ملک یمین دو بہنون کا مالک ہے
ھل یجمع بینہما فقال عثمان احلتھما	تو کیا ایک وقت مین دونون کو عقد مین لاسکتا ہے۔
ایۃ او "ماملکت ایمانکم"	عثمان نے جواب دیا کہ ایک آیت سے حلال ہے
وحرمتھما ایۃ اخری ای ان	ماملکت ایمانکم اور دوسری آیت سے
یجمعوا بین الاختین فاما انا	حرام ہے ان تجمعوا بین الاختین مگر
لا احب ان اصنع ذلک فقال	ہم اسکو پسند نہین کرتے۔ سائل وہان سے نکلا
فخرج من عندہ فلقی رجلا من	اور ایک صحابی سے ملاقات ہوئی ان سے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ	دریافت کیا اور کہا کہ اگر ہم کو اس خلافت مین
وسلم فسالہ عن ذلک فقال	کوئی اختیار ہوتا تو ضرور ایسے شخص پر حد جاری
لوکان لی من الامر شئ ثم وجدت	کرتے۔ جو اس کام کو کرتا۔ ابن شہاب کہتے ہین
احداً افعل ذلک لجعلتہ	کہ جہانتک ہم جانتے ہین وہ صحابی جناب

نکالا قال ابن شہاب اراہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)	امیر علیہ السلام ہین۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)۔
تیسری۔ ان عثمان بن عفان اتی بامرأۃ	حضرت عثمان کے پاس ایک عورت حاضر کی گئی
قد ولدت فی ستۃ اشہر فامر بہا	جس کے چھ مہینہ مین بچہ پیدا ہوا تھا۔ پس حضرت
ان ترجم فقال لہ علی بن ابیطالب	عثمان نے اُس عورت کے لیے رجم کا حکم دیا۔
لیس ذلك علیہا ان اللہ تبارك	پس حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے کہا کہ یہ
وتعالی یقول فی کتابہ وحملہ وفصالہ	حکم اُس عورت پر جاری نہین ہوسکتا بہ تحقیق کہ اللہ
ثلثون شہرا وقال والوالدات یرضعن	جلشانہ اپنی کتاب مین ارشاد فرماتا ہے اور اُسکا
اولادہن حولین کاملین لمن	زمانہ حمل اور زمانہ شیرخواری تیس مہینہ مین
اراد ان یتم الرضاعۃ	اور ارشاد فرمایا خدائے برتر نے مائین اپنے بچونکو
فالحمل یکون ستۃ اشہر	پورے دو برس دودہ پلائین اُس شخص کے لیے
فلا رجم علیہا فبعث عثمان فی	جو زمانہ شیرخواری کو پورا کرے۔ پس زمانہ حمل (چھ)
اثرہا فوجدہا قد رجمت	مہینہ ہوگا۔ پس اُس عورت پر سنگساری کا حکم
ازالۃ الخفا مقصد دوم	نہین ہے تب عثمان نے کسی کو اُس عورت کے
صفحہ ۲۳	پیچھے بھیجا اُس شخص نے اُس عورت کو سنگسار
ایضاً	کیا ہوا پایا۔

ملک پران اشخاص کو حاکم بنایا جن سے رسول اللہ ناراض تھے۔

حضرت عثمان نے اُن لوگون کو مختلف صوبون مین اعلیٰ حاکم بنایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رضامند وخوش نہ تھے۔ ازانجملہ ولید بن عقبہ تھے جو کوفہ کے حاکم مقرر کئے گیے یہ حضرت عثمان کے مادری بھائی تھے جن کے فسق وفجور پر سورۂ حجرات مین آیۂ کریمہ یاایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق الخ

شاہد ہے۔ ایک دن آپ نے حالت نشہ مین نماز فجر مین بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑہا دی اور نمازیون سے کہا۔ اگر کہو تو اور زیادہ کردون انہین حضرت کو جناب رسول اللہ صلعم نے بنی المصطلق کے بعد زکواۃ وصول کرنے کو بہیجا تھا اُن سے اور اُن لوگون سے کدورت تھی آپ اثنا راہ سے واپس چلے آئے اور آنحضرت صلعم سے یہ کہدیا کہ وہ سب لوگ تو مرتد ہو گئے جب وہ لوگ یہ خبر سنکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہم لوگون پر یہ افترا اور بُہتان ہے۔ آنحضرت نے اسکی تحقیقات پر خالدبن ولید کو مقرر فرمایا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مرتد ہونیکی شکایت غلط تھی۔ (دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صد ۱۲۱ مطبوعہ مصر

حضرت عثمان نے اپنے عہد حکومت مین سارے ملکون کے قرآن شریف جمع کر وا کر جلوا دیئے۔ اور خود نیا قرآن ترتیب دیکر جاری کیا جس مین آیات کی ترتیب بموجب تنزیل نہین ہے۔

حضرت ابن مسعود نے اپنا قرآن دینے سے انکار کیا تو اُن کو اپنے غلام سے اتنا پٹوایا کہ اُنکی پسلیان ٹوٹ گئین۔

اسی طرح اور اصحاب رسولؐ سے کسی کو جلاوطن کسی کو زدوکوب کرایا۔

توریت کا ترجمہ عربی مین کیا۔

شاہ صاحب نے حضرت عثمان کے عہد خلافت کی بہت تعریف کی ہے۔ اور ان باتون کو مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ اور حضرت عثمان کی حمایت کرکے ان کے عمال کو لایق اور مستحسن ٹھہرا کر خوب اُن کی مدح و ثنا کی ہے۔ اور اقربا کو مال دینے کے بارہ مین لکھا ہے کہ عثمان غنی تھے اپنے ذاتی مال سے اقربا کی امداد کی۔ اور اس امر مین عثمان نے آیۂ کریمہ ذوی القربیٰ پر عمل کیا۔ آخر بعد قیل وقال بسیار یہ فرمایا کہ ؎

چشم بد اندیش پراگندہ باد   عیب نماید ہنرش در نظر

جناب خلیفہ صاحب موصوف کے کارنامہ کی خوب پردہ پوشی کی ہے۔ یہ سب حالات ہم نے آیات محکمات کی تیسری جلد مین لکھے ہین۔ اور شاہ صاحب کے اقوال نقل کرکے انہین کے علماء کرام

وفضلاء عظام اور محدثین ومفسرین کے اقوال حضرت کے کلام کے خلاف پیش کیے ہین ان کے ملاحظہ سے ان مطاعن کی صحت اور حضرت کی صدق بیانی منکشف ہو گی۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر سے امور خلاف شریعت ہوئے۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن عمر کا بھی مرتبہ و درجہ حضرت عمر سے کم نہین ہے۔ چنانچہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الندوہ مین حضرت عبد اللہ بن عمر کے ایمان وعقاید کی توصیف وثنا مین فرماتے ہین کہ۔

عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بہرحال اُن کا بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل بچپن ہی کے زمانہ مین انکو گنجینہ مراد ملا۔ صحابہ مین رسول اللہ کے اقوال واوامر کے بلا کم وکاست بجالانے مین عبد اللہ بن عمر سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا انہون نے اپنی تمام زندگی زہد اور اعراض عن الدنیا مین بسر کی۔

لیکن جب آپ کے آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے کارنامہ پر نظر کی جاتی ہے تو اس صفت وثنا سے محض عقیدتمندی ظاہر ہوتی ہے اس لیے کہ آپ کے "امر بالمعروف ونہی المنکر" کا اندازہ تاریخ الخلفا سیوطی کی اس روایت سے بخوبی ہوتا ہے۔

واخرج عن النخعی ان رجلا	یعنی کسی نے عمر سے کہا کہ اپنے فرزند عبد اللہ کو
قال لعمر الا تستخلف عبد اللہ بن	خلیفہ کرو عمر نے کہا کہ خدا تجھے قتل کرے ہم کیونکر
عمر فقال قاتلک اللہ واللہ	ایسے شخص کو خلیفہ کرین جو اپنی زوجہ کو صحیح طور سے
ما اردت اللہ بھذا استخلف رجلا لم یحسن ان	طلاق دینا بھی نہ جانتا ہو۔
یطلق امرأتہ	

(ارجح المطالب ص۶۶)

یہ روایت صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۶۲ مین بھی ہے بلکہ اتنا زائد ہے۔

فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ — کیونکہ اس نے عہد رسول اللہ صلعم مین اپنی زوجہ کو
وسلم طلقها فی الحیض فقال صلی اللہ — حالت حیض مین طلاق دی تھی جس پر آنحضرت صلعم نے
علیہ وسلم لعمر مرہ فلیراجعها — عمر سے کہا کہ اپنے پسر کو کہو کہ رجوع کرے۔

اسی طرح اعراض عن الدنیا پر تاریخ کامل کی یہ روایت شاہد ہے۔

فلما مات زیاد عزم معویۃ علی — یعنی زیاد کی موت کے بعد معویہ نے یزید کی بیعت
البیعۃ لابنہ یزید فارسل الی عبد اللہ — لینی چاہے تو عبد اللہ بن عمر کو ایک لاکھ درہم
بن عمر مائۃ الف درهم فقبلها فلما — بھیجے انھون نے قبول کر لیے اس کے بعد بیعت
ذکر البیعۃ لیزید قال ابن عمر هذا اراد — یزید کا تذکرہ آگیا تو ابن عمر نے کہا اس لیے یہ روپیہ
ان دینی عندی اذن لرخیص و امتنع — بھیجا تھا کیا ہمارا دین سستا ہے اس کے بعد
صفحہ ۲۱۵ جلد ثالث طبع مصر — بیعت سے انکار کیا۔

غرض یہ تھی کہ اور روپیہ ملے چنانچہ وہی ہوا پھر تو یزید کے ایسے طرفدار ہوے کہ جو اسکی مخالفت کرتا اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتے چنانچہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام لوگون نے یزید کے افعال قبیحہ سے تنگ آکر اُس کو خلافت سے معزول کرنا چاہا تو انھون نے مجمع عام مین جو تقریر کی وہ صحیح بخاری مین ہے فتح الباری جلد آخر صفحہ ۵۵۵ سے اس جگہہ نقل کی جاتی ہے۔

عن نافع قال لما خلع اهل المدینۃ — یعنی جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے خلع
یزید بن معویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ — کیا تو ابن عمر نے اپنی اولاد اور حشم کو جمع کیا اور
فقال انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ — کہا ہم نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے
وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء — ہر غدر کرنے والے کے لیے بروز قیامت ایک جھنڈا
یوم القیمۃ وانا قد بایعنا هذا الرجل — کھڑا کیا جائے گا کہ فضیحت ہو اور ہم نے اس شخص کی

علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم ـ بیعت کی ہے اور بیعت خدا ورسول کے لئے ا
غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی ـ جہان تک ہم جانتے ہین اس سے بڑھکر کوئی غدر
بیع اللہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال ـ نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی سے بیعت کیجائے اور بیعت
وانی لا اعلم احدًا منکم خلعہ ـ خدا ورسول کے پھر اس سے قتال کیا جائے اور مین تم مین سے
ولا تابع فی ھذا الامر الا کانت ـ کسی کو ایسا نہین جانتا جس نے اُس سے نکث بیعت کی ہو یس
الفیصل بینی وبینہ ـ جو شخص اس سے قتال اسکو خلع کریگا تو اسمین ہمارا اور اسکے جدائی ہوجائیگی۔

یہ کمال ایمان ہی کا پرتو ہے کہ یزید کو تو اپنا امام بنایا اور جس نے اسکو خلع کرنا چاہا اس سے آمادہ مخالفت ہوے لیکن جناب امیر علیہ السلام سے بیعت گوارہ نہ کی جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے۔

وجاء ابن عمر فقالوا بایع قال ـ یعنی جب ابن عمر کو بیعت کیلیے لائے تو انھون نے کہا جبتک
لا حتی یبایع الناس قال ائتنی ـ سب لوگ بیعت نکرین ہم بیعت نہ کرین گے حضرت نے فرمایا
بکفیل قال لا اری کفیلا قال الاشتر ـ اچھا کوئی ضامن لاؤ کہا کوئی ہمارا کفیل نہین ہے مالک اشتر
دعنی اضرب عنقہ قال علی دعوہ ـ نے کہا اگر حکم ہو تو اسکی گردن اڑادون جناب امیر نے فرمایا
انا کفیلہ انک ما علمت لسیّئ الخلق ـ چھوڑدو اسکے ہم ضامن ہین تم کو معلوم نہین ہے یہ
صغیرا وکبیرا۔ ـ بچپن سے کبرسن تک ہر آئنہ بدخلق رہا۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت طلحہ وزبیر بھی صحابہ کبار سے ہین اور فرد عشرہ مبشرہ مین شامل ہین۔ حضرت طلحہ کے کمال صلاحیت وسعادت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ بعد وفات رسولؐ حضرت عائشہ رضؓ سے عقد کا قصد رکھتے تھے۔ جیسا کہ دُر منثور جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ مین ہے۔

قال طلحۃ بن عبید اللہ لو قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ـ طلحہ نے کہا کہ اگر رسول قضا کر جائین گے
تزوجت عائشۃ رضی اللہ عنہا فنزلت ـ تو عائشہ سے نکاح کرونگا اسپر یہ آیت نازل ہوی

وماکان لکم ان توذوا رسول اللہ و — تم کو یہ جائز نہین ہے کہ رسولؐ خدا کو اذیت دو۔ اور

لا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان — نہ یہ جائز ہے کہ تم اُس کے بعد کبھی اُنکی بیبیون سے نکاح

ذلکم کان عند اللہ عظیما (پ ۲۲ سورہ احزاب ع ۷) — کرو بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر دُرِ منثور جلد پنجم صفحہ ۲۱۴ مین جو تفسیر لکھی ہے اُسکا حاصل یہ ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد حضرت طلحہ نے فرمایا کہ ابتو انتہا ہے کہ ہم لوگ اپنے چچازاد بہنون (پیغمبر کی بیبیون) سے بھی پردہ کے باہر سے بات کرین۔ اگر رسول اللہ مرین تو مین عائشہ سے نکاح کرونگا۔ اِسپر یہ آیت نازل ہوئی اور عام مسلمانون پر پیغمبرؐ کی بیبیان حرام ٹھرائی گئین۔

طلحہ و زبیر کا حضرت عائشہ کو جناب امیرؑ سے جنگ پر آمادہ کرنا

حضرات طلحہ و زبیر نے جناب امیر علیہ السلام کو باصرار خلافت قبول کرنے پر رضامند کیا مگر جب اُنکے مقاصد جناب امیر علیہ السلام سے حاصل نہ ہوئے تو نکث بیعت کرکے مکہ پہونچے اور حضرت عائشہؓ سے ملے۔ اور بحیلہ طلب خونبہائے عثمان وصیٔ رسول سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ آخرکار حضرت عائشہ تیار و آمادہ و مستعد ہوگئین۔ اور حضرت حفصہؓ بھی اونکے ساتھ ہوگئین۔ حضرت عائشہ پھر حضرت ام سلمہؓ سے ملین جو حج کے لیے مکہ معظمہ آئی ہوئی تھین۔ اپنے ارادہ مین اُنکو بھی شریک کرنا چاہا۔ حضرت ام سلمہؓ نے اُن کی باتون کا یہ جواب دیا۔

حضرت ام سلمہ کا حضرت عائشہ کو اس قصد سے باز رہنے کی تفہیم

اے عائشہ مجھے تمھارے ارادہ سے بہت استعجاب ہوا کہ تم عثمان کا خونبہا وصی رسولؐ سے لینا چاہتی ہو۔ حالانکہ تم عثمان کو ہمیشہ بُرا بھلا کہتی رہین تم اپنے ارادہ سے باز آؤ اور اُس حدیث کو یاد کرو جو رسول اللہؐ نے ارشاد کی تھی کہ میری ازواج مین ایک زوجہ اہل بغی اور مفسدون کے ساتھ ہوکر جب چشمہ حواب پر پہونچے گی تو کتے بھونکین گے۔ تم کو لازم ہے کہ طلحہ و زبیر کے مکر و فریب مین نہ آؤ اور اپنے کو اس حدیث اور اس فعل قبیح سے بچاؤ۔

حضرت عایشہ نے اس نصیحت پر مطلق توجہ نہ کی اور اہل بنی کے ساتھ ملکر وصی رسول سے لڑین۔ اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہین۔

ہم اپنے بیان کی تائید مین روضۃ الاحباب کی کچھ عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

اقتباس روضۃ الاحباب دربارۂ جنگ جمل۔

ارباب سیر و تواریخ آوردہ اند کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بخانہ ام المومنین۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رفت کہ وے نیز از مدینہ بعزم گزاردن حج بمکہ رفتہ بود۔ بعد از تقدیم مراسم تسلیم باوے گفت کہ اے دختر ابو امیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ کہ مہاجرت در راہ خدا و رسول کردی۔ و بواسطۂ شرف فراش حضرت رسالت مآب صلعم عظیم الشان رفیع القدری و از میان امہات مومنین بخواص و ممتازی پوشیدہ نباشد۔ بر تو کہ جماعتی از غوغایان امیر المومنین عثمان بن عفان را بقتل آوردہ اند اکنون جمع از ہوا داران و یاران آن خلیفہ مقتول و مظلوم در مدد آن در آمدہ اند کہ از قاتلان او انتقام کشند و ایشان را بہ قصاص رسانند ام سلمہ گفت کہ اے دختر ابو بکر تو بخون عثمان باز خواست لیکن بخدا سوگند

مورخین لکھتے ہین کہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئین کیونکہ وہ بھی مدینہ سے حج کے ارادہ سے مکہ گئین تھین۔ بعد مراسم تسلیم اُن سے کہا کہ اے دختر ابو امیہ یہ تحقیق کہ تم وہ پہلی ضعیفہ ہو جس نے خدا اور رسول کی راہ مین ہجرت کی ہے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہونے کی وجہ سے ممتاز و معزز ہو اور تمام امہات المومنین مین خاص امتیاز رکھتی ہو تم پر یہ بات پوشیدہ نہ ہے کہ ایک گروہ نے امیر المومنین عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے خلیفہ مقتول و مظلوم کے دوست اُن کے قاتلون سے انتقام و قصاص کے لیے تیار ہو گیے ہین ام سلمہ نے کہا اے دختر ابو بکر تم عثمان کا قصاص لینا چاہتی ہو قسم بخدا کہ تم عثمان پر نہایت درجہ غیظ و غضب کیا کرتی تھین اور سوائے

که تو ازا شد مردمان بودی از روے قہر
وغضب نمیخواندی۔ مگر نعثل می گفتی لعن الله
نعثلا وقتل الله نعثلا اے عائشه بترس از
خدائے در نفس خود در امرے که ترا
رسول الله صلعم ازان ترسانیده ومباش
صاحبه سگان حواب سوگند میدهم ترا
بخداوند تعالی که از پیغمبر نشنیدی که فرمود
سگان حواب بر یکے از ازواج من صیاح و
نباح کنند و آن زن که این واقعه اورا
پیش آید در میان اهل بغی فساد و عناد باشد
در آن زمان که آنحضرت این فرمود من
اناۓ در دست داشتم از غایت اضطراب
وقلق از دست من بیفتاد و آن سرور
روۓ بجانب من کرد موجب اضطراب
پرسید گفتم یا رسول الله اضطراب وقلق من
از خوف است مبادا که آن زن من باشم
آن سرور به تبسمی فرمود بجانب تو نگاه
کرده گفت من گمانے میبرم که آن زن تو
باشی اے حمره۔ عائشه ام سلمه را

نعثل کہنے کے اور کسی نام سے اُنکو نہین پکارتی
تھین اور کہا کرتی تھین کہ خدا کی لعنت نعثل پر
اور الله اِس نعثل کو ہلاک کرے اے عائشه
خدا سے ڈرو اُس امر مین جس سے رسول الله صلعم
تمھین ڈرا گئے ہین اور صاحبه سگان حواب سے
نہ ہو اے عائشه مین تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتی
ہون کہ جناب رسول خدا صلعم کو کیا تم نے یہ فرماتے
نہین سنا کہ میری ازواج مین ایک وجہ پر سگان
حواب بھونکین گے اور جس بی بی کو یہ واقعہ پیش
آنا ہے وہ باغیون اور مفسدون اور فتنہ پردازون
اور دشمنون کے گروہ کے ساتھ ہوگی جسوقت
آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت میرے ہاتھ مین
ایک برتن تھا مین یہ سنکر اسقدر مضطرب وبیقرار
ہوئی کہ وہ میرے ہاتھ سے گر پڑا تو جناب رسول الله صلعم
نے یہ ملاحظہ فرما کر مجھ سے باعث اضطراب کا پوچھا
مین نے عرض کی مین اسوجہ سے مضطر و پریشان
ہون۔ مبادا کہ وہ بی بی مین ہون آنحضرت صلعم
نے مسکرا کر تمھاری طرف نگاہ کر کے فرمایا
کہ میرا گمان ہے۔ اے حمرہ کہ وہ بیوی تم ہوگی

در روایت این حدیث تصدیق نمود۔ عائشہ نے ام سلمہ کے ان باتونکی تصدیق کی۔

(جلد سوم ص۲۰ و ۲۱) (جلد سوم ص۲۰ و ۲۱)

لشکر عائشہ کا چشمہ حواب پر پہونچنا۔

یہ واقعہ دیگر کتب سیر و تواریخ مثل انساب سمعانی۔ روضۃ المناظر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ کامل وغیرہ مین اور کتاب الامامۃ والسیاسۃ وغیرہ مین بہ تفصیل درج ہے اور یہ بھی کہ جب لشکر عائشہ رض چشمہ حواب پہونچا تو کتے بھونکنے لگے حضرت عائشہ نے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے۔ لوگون نے کہا یہ آب حواب ہے حضرت ام المومنین نے حدیث رسول کو یاد کر کے واپسی کا ارادہ کیا۔ مگر عبداللہ بن زبیر نے آکر حلف اُٹھایا کہ یہ آب حواب نہین ہے۔

جناب شاہ صاحب نے عبداللہ بن زبیر کو اس جھوٹی شہادت کے الزام سے بچا کر اہل لشکر کے سر تھوپا ہے۔ جیسا کہ تحفہ مین ہے۔

در روایات اہلسنت این قصہ چنان صحیح شدہ کہ حضرت عائشہ در باب مراجعت آمادگی کرد اہل عساکر قریب ہشتاد کس را از دہاقین گرد نواح شاہد آوردند کہ این آب حواب نیست پس عائشہ پیشتر روانہ شدہ (ص۲۳۰)

لیکن روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہ مکر و فریب عبداللہ بن زبیر کا تھا۔ اور اسلام مین یہ پہلی جھوٹی شہادت ہے۔

پس عائشہ در ہودج نشستہ وہودج را	ابن امیہ نے ایک اونٹ جو پیش کیا تھا اس پر
بر شتر عسکر کہ یعلی بن امیہ پیشکش کردہ بود	ہودج باندھا گیا حضرت عائشہ اُس مین سوار ہو کر
بستہ بودند و پیش پیش لشکر میرفت تا رسیدند	لشکر کے آگے آگے چلین جب علی الصباح ایک
قریب بہ طلوع صبح بر سر چشمۂ آبی کہ از احواب	چشمہ پر جسکو حواب کہتے ہین پہونچین جب عائشہ کا
می گفتند چون شتر عائشہ در گذر آمد سگان آن	اونٹ اس مقام پر آیا تو اس موضع کے کتے
موقع جمع گشتند۔ و مانند حباب بر سر آن	جمع ہو گئے اور حباب کی مانند جوش و خروش

بجوش خروش آمدند و نباح وصباح درآن	مین آئے عایشہ نے یا کسی اور نے پوچھا کہ اس
صباح آغاز کردند۔ عائشہ شنید کہ شخصے	مقام کا کیا نام ہے مسئول۔ نے کہا یہ آب
از دیگرے پرسید باآنکہ خود پرسید این چیست	حواب ہے عایشہؓ نے کہا مجھے لوٹاؤ لوٹاؤ۔
مسئول۔ گفت این اب حواب ست	لوگون نے پوچھا کیون لوٹتی ہو اور اس راہ سے
عائشہ گفت باز گردانید مرا۔ از وے پرسیدند	چلنے مین کون امر مانع ہے۔ عایشہ نے کہا کہ مین
این برگشتن را چہ سبب ست مانع تو از	رسولؐ خدا سے سُن چکی ہون وہ فرما گئے ہین
رفتن این راہ کیست در جواب سائل چنین	کہ مین اپنی ازواج سے ایک بیوی کو دیکھتا ہون
گفت کہ من شنیدہ ام از رسولؐ خدا کہ	کہ اُسپر کُتے بھونکتے ہین۔ (مجھ سے مخاطب ہوکر
میفرمودند گویا کہ می بینم زنے از زنان خود راکہ	فرمایا) اے حمرہ خدا سے ڈرو۔ کہین وہ بیوی
سگان حواب برآن بانگ کنند۔ اے حمرہ ترسان	تو نہ ہو۔ بس اُس حدیث کو یاد کرکے مین ڈرتی
باش ز خدا از آنکہ آن زن تو باشی من از رفتن	ہون۔ اسلیے واپس جانا چاہتی ہون۔
باین راہ ازین حدیث مسموع و تہدید و وعیدے	یہ فرما کر وہین ٹھر گئین۔ جب آفتاب
کہ از مضمون آن معلوم می شد باعث بر داعیہ	بلند ہوا تو عبداللہ بن زبیر اُس موضع
رجوع ست۔ پس در آن منزل فرود آمدند	کے پچاس اشخاص لے کر آئے اُنھون نے
چون آفتاب برآمد عبداللہ بن زبیر پنجاہ	شہادت دی کہ یہ مقام آب حواب
مرد را از سکان ان موضع آورد تا نزد عائشہ	نہین ہے لشکر آب حواب سے
گواہی دادند کہ این آب حواب نیست	گذر گیا۔ کہتے ہین کہ یہ اسلام مین
ولشکر از آب حواب مانند آب در دل	پہلی شہادت مکر و فریب کی
شب بگذشت و گویند آن گواہی اول	ہوی۔

شہادت زورے بود کہ دراسلام وقوع پیوست۔ (جلد سوم ص۲۸)

المختصر بفحوائے مصرع۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

انہین چند باتون پر غور فرمائے پھر خود ہی انصاف کیجیے کیا خدائے پاک نے، کنتم خیر اُمّۃٍ انہین اصحاب کبار کو فرمایا ہے۔ انہین کو اور لوگون کی ہدایت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور انہین کے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی تصدیق فرماتا ہے۔ قولہ تعالی

آیات آئی اصحاب منافقین کے حق مین۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے ساتھ مت ظاہر کرو اور
الحق وانتم تعلمون	تم جانتے ہو حق کو نہ چھپاؤ۔

واضح ہو کہ سبحانہ وتعالی نے اپنے کلام پاک مین اصحاب رسولؐ کی نسبت فرمایا ہے۔

منھم المؤمنون واکثرھم	ان مین بعض مومن ہین اور اکثر
الفاسقون	اون مین سے فاسق ہین۔

الحاصل خدا کا یہ خطاب "کنتم خیر امۃ کہ تم بہترین امت سے ہو مخصوص اصحاب مومنین سے ہے اور اصحاب منافقین کی نسبت یہ ارشاد فرمایا ہے۔

المنافقون والمنافقات بعضھم	منافق مرد اور منافق عورتین بعض اون مین سے
من بعض یامرون بالمنکر وینھون	بعض کو بُری باتین سکھلاتے ہین اور اچھی باتون
عن المعروف ویقبضون ایدیھم	سے منع کرتے ہین اپنے ہاتھ بند رکھتے ہین
نسوا اللہ فنسیھم ان المنافقین	اللہ کو بھول گیے اور اللہ اونکو بھول گیا بیشک
ھم الفاسقون وعد اللہ	منافق لوگ ہی تو نافرمان ہین اللہ نے
المنافقین والمنافقات والکفار	منافق مرد اور منافق عورتون اور کافرون
نار جھنم خالدین فیھا	سے آتش جہنم کا وعدہ کرلیا ہے وہ ہمیشہ

هی حسبہم ولعنہم اللہ ولھم عذاب مقیم ۝	اُس مین رہین گے وہی اُن کو کافی ہوگی اور اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے اور اُنکے لیے پائدار عذاب ہے

اور خود اُن سے مخاطب ہوکر ارشاد کرتا ہے۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمّھم واعمی ابصارھم	پس آیا تم سے امید ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے یہی تو وہ لوگ ہین جن پر اللہ نے لعنت کی اور انکو بہرا اور اندھا کردیا ہے۔

ان آیتون مین اللہ جلشانہ اصحاب منافقین کی بُرائیون اور اُنکی خصلتون کا اظہار فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین لوگون کو گمراہ کرتے ہین بُری باتین سکھلاتے ہین - اور اچھی باتون سے منع کرتے ہین۔ اور خود اصحاب سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے. پس جو شخص ذرا غور وانصاف سے دیکھے تو یہی ایک دو آیتین برادران اہلسنت کے بطلان عقاید پر کافی ہین کہ خداوند کریم جبکہ انکی نسبت فرمائے کہ وہ فاسق ہین اور ان کے سیأت کی تصدیق کرے کہ" یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بُری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور اپنے عہد حکومت مین فتنہ وفساد اور لوگونکی حق تلفیان کرینگے جناب رسول خدا صلعم حوض کوثر پر انکو دیکھکر اصحابی اصحابی فرمائین اور خدائے پاک ارشاد کرے کہ "یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے تمھارے بعد دین مین حدث کیئے" اور باوجود اس کے کہ از ابتدا ء حضرت آدم تا ایندم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ومرسلین مین سے کسی نبی ورسول کی اُمت سے اُن مظالم وجور کی نظیر نہین ملتی جو جناب رسول خدا صلعم کی آل پر ان اصحاب کے ہاتھ سے ہوئے پھر بھی انہین لوگون کو سب امت سے مرتبہ مین اعلی وافضل اور ایمان واسلام مین کامل سمجھین اور خدائے پاک کی طرف سے انکو "خیر امۃ" بتائین ؎

پڑہین نانا کا کلمہ اور نواسہ پر چھری پھیرین	جو ایمان ہو تو ایسا ہو جو امت ہو تو ایسی ہو

ہم تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون پر بھی وہ اپنے عقیدہ کے فساد پر کچھ خیال نہین کرتے۔اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔

اگر اصحاب نے بعد رسولؐ فتنہ و فساد نہین کیے تو خدا کا خطاب فهل عسيتم ان تفسدوا في الارض تم زمین مین فساد برپا کروگے کس کی طرف ہے۔اگر سب کے اعمال نیک تھے تو اللہ جلشانہ کا ارشاد" یامرون بالمنکر وینهون عن المعروف حکم کرتے ہین بری بات کا اور منع کرتے ہین اچھی بات سے" کس سے ہے۔اگر کُل اصحاب مرتے دم تک اپنے ایمان پر قائم رہے۔تو خداے عزوجل کی اس شہادت کے کیا معنی ہین۔

يوم تبيض وجوه وتسود وجوه	جسدن کچھ چہرے نُورانی ہونگے اور کچھ منہ کالے
فاما الذين اسودت وجوههم اكفرتم	پھر جن لوگون کے منہ کالے ہون گے
بعد ايمانكم فذوقوا العذاب	(ان سے کہا جائے گا) تم ایمان لانے
بما كنتم تكفرون	کے بعد منکر ہوگیے تھے تو اب جیسا انکار کیا
پ۴ س آل عمران ع	کرتے تھے اسکے بدلے عذاب بھی چکھو۔ بیشک
ان الذين ارتدوا على ادبارهم	جو لوگ کہ ہدایت صاف صاف معلوم ہونیکے بعد بھی
من بعد ما تبين لهم الهدى	اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف) پھر گئے شیطان نے
الشيطن سول لهم واملى لهم	اُنھین دھوکے دیکر ڈھیل دے رکھی ہے اور اُنکی
ذلك بانهم قالوا للذين كرهوا	(تمناؤن) کی رسیان دراز کردی ہین یہ اسلیے کہ جو لوگ
ما نزل الله سنطيعكم في بعض	خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) سے بیزار ہین
الامر والله يعلم اسرارهم	یہ اُن سے کہتے ہین کہ بعض کامون مین ہم تمھاری
فكيف اذا توفتهم الملئكة	بات مانین گے اور خدا انکے پوشیدہ مشورون سے

يضربون وجوههم وادبارهم ذلك بانهم اتبعوا ما اسخط الله وكرهوا رضوانه فاحبط اعمالهم

(پ ٢٦ س محمد)

ع ٢

واقف ہے جب فرشتہ اُنکی جان نکالینگے تو ہوقت اُنکا حال کیا ہوگا کہ اُنکے چہرون پر اور پشت پر ماتے جائینگے یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہے اُسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین جس مین اُسکی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو اُن کی کارستانیونکو اکارت کیا۔

قولہ تعالیٰ

افلا يتدبرون القران ام على قلوب اقفالها

بس کیا۔ وہ لوگ قرآن کی آیتون پر غور نہین کرتے یا یہ کہ اُن کے دلون پر قفل لگ گیا ہے۔

فائدہ

قولہ۔ ایسی صاف آیتون پر بھی شیعہ صحابہ کی فضیلت کا اقرار نہین کرتے

یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی سیدھے سیدھے لفظون مین اللہ جل شانہ صحابہ کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ہے۔ اور کمال عنایت سے ان سے مخاطب ہو کر خود اُنکی تعریفین کر رہا ہے۔ لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ شیعیان پاک کے نزدیک اِس آیت کے الفاظ کیا مہمل ہین جن کے کچھ معنی نہون یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اِس کا مطلب اُنکی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمہ ہے۔ کہ وہ اُن سے حل نہ ہو سکے یا ان کے عقیدہ مین یہ الفاظ قرآن کے نہین ہین اور جامع القرآن نے اپنے اور اپنے بھائیون کی بزرگی ظاہر کرنے کے لیے بڑہا دیئے ہین کہ اُس پر ایمان نہو آخر اِن باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو یہ کیا بات ہے کہ اس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین۔ اسکو تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین اور پھر صحابہ کی فضیلت پر اعتماد رکھنے کا کیا ذکر۔ اُن کے ایمان اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے اور جن کو خداوند کریم خیرامۃ کہے اُن کو " شرامۃ " سمجھتے ہین۔ اور جنکی نسبت خدا یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کہے اون کے حق مین " یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف " کا اعتقاد رکھتے ہین۔

اقول

الہسنت اصحاب مومنین ومنافقین مین امتیاز نہین کرتے

بلا شبہہ یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی صاف لفظون مین اللہ جل شانہ اصحاب رسول کی نسبت منھم المومنون واکثرھم الفاسقون فرماتا ہے۔ اور اصحاب مومنین کا ایمان اور اصحاب منافقین کا نفاق وشقاق ظاہر کرتا ہے اور سیدھے سیدھے لفظون مین فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین سب کی ایک چال ہے منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور سکھلاتے ہین بری باتین "

لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ ہمارے سُنّی بھائیون کے نزدیک اِن آیتون کے الفاظ کیا مُہمل ہین جس کے کچھ معنی نہون۔ یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اس کا مطلب ان کی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمہ ہے کہ وہ اُن سے حل نہ ہوسکے۔ یا اُن کے عقیدہ مین یہ آیتین قرآن کی نہین ہین۔ اور بعد جلا دینے قرآن کے سات نسخے جو جامع القران نے تمام ملک مین پھیلا دیئے تھے۔ اس مین شیعون نے اپنے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے دشمنون کی مذمت اور منقصت ظاہر کرنے کے لیے بڑھا دی ہین کہ اس پر اُن کو ایمان نہو۔ آخر اِن باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو پھر کیا بات ہے کہ اس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین اِسکی بھی تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین۔ اِسکے بھی مُقر ہین کہ اللہ تعالی خود اصحاب مُنافقین سے خطاب کرکے فرماتا ہے۔

(۱) "فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم" قریب ہے کہ تم زمین مین فساد کرو اور حقوق تلف کرو۔ اور

(۲) "لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" بہانے مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہوگئے۔

اِسکو بھی تسلیم کرتے ہین کہ رسول اللہ نے خود اصحاب سے فرما دیا تھا کہ "تم لوگ گذشتہ اُمتون کی پوری چال اختیار کروگے۔ دنیا کے رغبت کروگے اور حرص وہوا کے پیچھے ایک دوسرے کو قتل کروگے۔

اُسکے بھی معترف ہین کہ " جب رسولؐ اللہ نے شہداء احد کے جنازہ پر نماز پڑھی تو بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی مندرجہ مدارج النبوۃ حضرت صدیق نے عرض کیا "

یا رسول اللہ ایشان برادران ما اند ہمچنان کہ ایشان ایمان آوردند ما نیز ایمان آوردیم ایشان را بر ما زیادتی چیست رسولؐ اللہ فرمود ایشان با ایمان از دنیا رفتند نمیدانم کہ شما بعد از من چہ کارہا کنید وچہ فتنہا درمیان شما سر زنید۔

پھر بھی صحابہ کی برائیون کے اقرار کرنے کا کیا ذکر۔ انھین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اوران کو خدا کی طرف سے (خیر امتہ) بتاتے ہین جن کے افعال واعمال کی نسبت اللہ جل شانہ۔

یامرون بالمنکر وینھون	حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین
عن المعروف	اچھی باتون سے۔

فرمائے۔ اِن کے حق مین۔

یامرون بالمعروف وینھون	حکم کرتے ہین اچھی باتون کا۔ اور منع کرتے ہین
عن المنکر	بری باتون سے۔

کا اعتقاد رکھتے ہین۔

قال

قولہ۔ بریف تفسیرِ امامیہ کنتم خیر امۃ سے مراد خاص مہاجرین ہین

اگرچہ یہ آیات قرآن مجید کی ایسی صاف وصریح ہین کہ تفسیرون کے دیکھنے کی حاجت نہین ہے لیکن۔ ہم۔ حضرات شیعہ کے اطمینان خاطر کے لیے انہین کی معتبر تفسیرون کی سند لاتے ہین۔

اے بھائیو سنو۔ تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو تمھاری تفسیرون سے بہترین تفسیر ہے۔ اور ۱۲۷۵ھ مین بمقام طہران دار السلطنتہ ایران مین چھپی ہے اس کے صلـ(۲۰۰) مین لکھا ہے۔ کہ پہلے خداوند تعالی نے امر ونہی کا ذکر کیا پیچھے ان لوگون کا بیان کیا جو کہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کرتے ہین۔ اور اسواسطے ان لوگون کی تعریف کی تاکہ اور لوگ اُن کی پیروی کرین۔ اور اسواسطے انہین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بہترین امت سے ہو اسواسطے کسی کو شبہہ نہ آئے۔ یہ خطاب "کنتم خیر امتہ" کا کس سے ہے۔ اسی تفسیر مین فرماتا ہے کہ بعضون نے لکھا ہے کہ مُراد اس سے خاص مہاجرین ہین۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صحابہ سے ہے لیکن اور اُمت بھی شامل ہے۔

اے یارو۔ اس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ خدا نے ان آیتون مین صحابہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ان کی پیروی کرین تو کیا پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو۔ اگر بیزاری۔ تمھارے اصطلاح مین بمعنے پیروی کے ہین تو بیشک تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب۔

اقول

تفسیر مجمع البیان کی جس عبارت کا ذکر آپ نے فرمایا ہے۔ وہ اقوال مفسرین اہلسنت کے ہین نہ کہ مفسرین امامیہ کے۔ اگرچہ مفسرین اہلسنت نے اس آیت کو اصحاب کی شان مین لکھا ہے مگر اصحاب ثلثہ کو "خیر امتہ" کا مصداق انہون نے بھی نہین بتایا اور جن اصحاب پر اس آیت کا اطلاق کیا ہے۔ آپس بھی باہم مفسرین مین اختلاف ہے۔ وہ اقوال اہلسنت کے ہین۔

چنانچہ بعض کہتے ہین کہ یہ آیت صرف مہاجرین کی شان مین ہے۔ بعض کہتے ہین کہ صرف ابن مسعود۔ اور حذیفہ۔ ابی بن کعب۔ ومعاذ بن جبل کے حق مین ہے اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ خطاب تو کل امت سے ہے لیکن مراد بعض امت ہے۔ اسکی بعض فقرات کی نقل یہ ہے۔

یامرون بالمعروف وینھون	یعنی امت مین سے ہر شخص لیاقت اسکی نہین
عن المنکر لا یصلح لہ کل احد	رکھتا ہے کہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کرسکے اسلیے
اذ للمتصدی لہ شروط لا یشترک	کہ اس مین بہت شرطین ہین کہ کل امت مین نہین پائی
فیھا جمیع الامۃ کالعلم بالاحکام	گئین مثل علم باحکام کی اور علم بمراتب حساب کی
ومراتب الاحتساب وکیفیۃ اقامتھا	اور کیفیت اقامت اور قوت و قدرت برا قامت
والتمکن من القیام بھا خاطب الجمیع	اور یہ باتین ہر شخص مین نہین پائی گئین۔ پس
وطلب فعل بعضھم الی آخر ما	باری تعالی نے خطاب کل امت کی طرف کیا اور
قال۔	مراد اس سے بعض کو لیا۔

اگر صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ نے اصحاب کی نسبت "کنتم خیر امتہ" فرمایا ہے تو اس سے مراد اصحاب مومنین ہین جو لوگون کو اچھی باتین سکھاتے اور بری بات سے منع کرتے تھے۔ از انجملہ اُن مقدس نفوس مین

اقتباس محرم نامہ دربارہ فضیلت حضرت ابوذر غفاریؓ

ایک بزرگ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے جن کی ہدایتوں اور نصیحتوں کا جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب محرم نامہ مین اس طرح ذکر کرتے ہین۔

ایک جہاد مین حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو فوج کا سردار اور امیر معاویہ کو آپکا تابع کیا تھا۔ حضرت ابوذر معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے۔ جہان کہین کوئی گناہ کرتے دیکھا اور یہ چیخے۔ کیا کرتا ہے۔ شرم نہین آتی۔ اسلام کے حکم کو بھول گیا توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔ ہوتے ہوتے معاویہ عاجز آگئے اور حضرت عثمان کو انکی شکایت مین عرضی بھیجی حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا۔ ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی زمانہ رسول اللہ صلعم کا سا ہے۔ مین دین کی خاطر بگڑ دن گا تو میری دلداری کی جائیگی۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین چلے گئے۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج کرتے ہو۔ مگر جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو اُلٹا شکوہ سنا کہ تم نے کیون معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی عرض کیا کہ رسولخدا صلعم سے مین نے سُنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہیگا اور اکیلا ہی مرے گا۔

لہذا مجھے اجازت دیجیے کہ مین تنہا مقام مین جاکر رہون۔ حضرت عثمان نے کہا اچھا۔ جاؤ اجازت ہے یہ بیچارے معمولی بستی مین جاکر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اس واقعہ سے رسول اللہ صلعم کے مقبول صحابہ کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ تو رسول اللہ صلعم کی محبت مین دیوانے تھے۔ جس سے آنحضرت کو محبت کرتے دیکھا تھا اس کے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے۔ جب ابوذر کے ساتھ یہ سرد مہری دیکھی تو حضرت عثمان سے بگڑ گئے۔

اب حضرت خلیفہ صاحب اور حضرت ابوذر کے ایمان کا تقابل کیجیے کہ

یامرون بالمعروف و حکم کرتے ہین نیک باتون کا اور

ینھون عن المنکر — منع کرتے ہین بُری بات سے

کا مصداق کون ہے۔ اور

یامرون بالمنکر وینھون — حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین

عن المعروف۔ — اچھی بات سے

کس پر صادق آتا ہے۔

پھر خود ہی انصاف فرمائیے کہ خدائے پاک کے نزدیک "کنتم خیر امۃ" کون ہے۔

پس خدائے پاک نے ان آیتون مین اصحاب مومنین کا ذکر اس لیے کیا کہ اور لوگ اُنکی پیروی کرین۔ چنانچہ انہین مومنین کی پیروی ان لوگون نے کی جنھون نے بوجہ اللہ سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت وحمایت کی۔ اصحاب مومنین کی پیروی انصار سید الشہداء نے کی

اولئک ھم المؤمنون حقا لھم — یہی لوگ مومنین ہین حق کے راہ سے انہین کیلیے درجات

درجت عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم — ہین اُنکی پروردگار کے نزدیک اور مغفرت ہے اور رزق کریم ہے

(سورۂ انفال)

اولئک علیھم صلوات من ربھم — انہین لوگون پر انکے پروردگار کی طرف سے

ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ۰ — عنایتین ہین اور رحمت اور یہی لوگ ہدایت یافتہ

(سورہ بقر) — ہین۔ سورہ بقر۔

الغرض۔ اللہ جلشانہ نے "کنتم خیر امۃ"۔ فرماکر اس گروہ مومنین کی تعریف کی ہے جس کے سردار امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے۔ اور اسی جہت سے ان کی تعریف کی ہے کہ اور لوگ ان کی پیروی کرین۔ اور اسی لیے جناب رسول خدا صلعم نے قطعی یہ حکم دیا تھا۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی

اگرچہ یہ حدیث بہت صاف اور صریح ہے جس مین کسی تاویل کی گنجائش نہین ہے۔ لیکن ہم اپنے بھائیون کی تسلی اور اطمینان کے لیے انہین کی معتبر کتابون کی سند پیش کرتے ہین کہ تحفۂ اثنا عشریہ تمہارے مذہب کی کتابون مین جو ہم مرتبہ بخاری ہے اس کے صفحہ ۱۳۹ پہ لکھا ہے۔

باید دانست کہ پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر کتاب اللہ و عترتی و اہلبیتی فرمودہ است پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین است (فخر المطابع)۔

اے یارو اس عبارت کو دیکھو۔ اور اپنے ہی پیر و مرشد کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ کس شد و مد سے خود اقرار کرتے ہین کہ جو مذہب ان دو کے خلاف ہو وہ جھوٹا ہے تو کیا پیروی اسی کا نام ہے کہ تم آل رسول کو چھوڑ کر ان لوگون کی پیروی کرتے ہو اور انہین کو "خیر امتہ" بناتے ہو۔ جنھون نے خود آل رسول کو چھوڑا اور پیغمبر خدا کے حکم کو جسکی شان مین آیہ کریمہ۔

مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

نازل ہوا۔ ہذیان کہکر اُڑا دیا۔ خود ہی غور کرو۔ کیا آل رسول کی پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو کہ آل رسول کے مخالفین، و معاندین کو نائب رسول بنا کر اپنا ہادی و مقتدا سمجھتے ہو جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین۔

کیا آل رسول کی پیروی اسی کا نام ہے!

باید دانست کہ معاویہ بن ابو سفیان یکے از اصحاب آنحضرت بود و صاحب فضیلت جلیلہ و زمرہ صحابہ رضوان اللہ عنہم زنہار در حق او سوء ظن نہ کنی و در ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نہ شوی۔

اور صاحب صواعق محرقہ تو قتل کا فتویٰ دیتے ہین۔

ہر کس کہ شتم کے از این اصحاب کبار یعنی ابو بکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند و بگوید کہ ایشان بر ضلال و کفر بودند اینکس را باید کشت۔

اور یزید ابن معاویہ کی مغفرت اور فضیلت کے بارہ مین امام غزالی وغیرہ کے اقوال اوپر نقل ہو چکے ہین کہ
ان حضرات کے نزدیک وہ خلیفۂ برحق تھا۔ اور حسینؑ ابن علیؑ پر اُسکی اطاعت وبیعت واجب تھی۔ مگر
اُنھون نے اُس سے بغاوت کی۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ امام صاحب کوئی معمولی شخص نہین ہین ان کا درجہ
حضرات اہلسنت کے یہان بہت بڑا ہوا ہے آپ اس پایہ اور مرتبہ کے شخص ہین جنکا ثانی نہین ہے
آپ کی عظمت ومنزلت کے لیے یہ نکتہ کافی ہے کہ اگر جناب رسول خدا صلعم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ
ہی ہوتے جیساکہ علامۂ سیوطی کتاب التنبۂ فیمن یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ مین فرماتے ہین

قال بعض اکابر العلماء	یعنی بعض اکابر اہلسنّت نے فرمایا ہے جو علم ظاہر
الجامعین بین العلم الظاہر والباطن	وعلم باطن کے جامع ہین کہ جناب رسالتمآب صلعم
لوکان بعد النبی نبی لکان الغزالی وانہ	کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ امام غزالی ہی ہوتے
یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض مصنفاتہ	اور انکے معجزات کا ثبوت خود اُنکے تصنیفات سے
(الکلام نمبر ۱ تا ۱۲) سنہ ۱۳۲۳ھ صفحہ ۲۰ ترجمہ احقاق الحق	ظاہر ہے کسی دوسرے معجزے کی ضرورت نہین۔

بھائیو! اگر بیزاری تمھاری اصطلاح مین بمعنی پیروی کے ہے تو بیشک تم خدا اور رسولؐ کے احکام
کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب۔

قال

اس مقام پر جاہلون کو "کنتم" کے لفظ پر ایک شبہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ خدا صحابہ سے فرماتا ہے کہ تم بہترین اُمت سے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ آخر تک ویسے ہی رہے ہون شاید بعد بدترین امت سے ہو گئے ہون۔ لیکن انہین کی طرف سے علامۂ طبرسی نے اس کا بھی جواب دیدیا چنانچہ اسی تفسیر مین علامۂ موصوف لکھتے ہین کہ "کنتم خیر اُمۃ" اللہ جل شانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اُسکے وقوع مین کوئی شک نہ ہوگا۔ اور صحابہ جیسے بہترین ویسے ہی رہین گے اور اُسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے:۔

"وکان اللہ غفورا رحیما" تو کیا اس کے معنی یہ ہین کہ "خدا تھا بخشنے والا مہربان"۔ اور اب نہین یا آئندہ نہ رہیگا۔

اقول

ابھی ہم ۔ ذکر ۔ کر آئے ہین کہ علامۂ طبرسی نے مفسرینِ اہلسنّت کے اقوال نقل کیے ہین اور اور یہ شبہات بھی انہین لوگون کے ہین چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے ۔

قول آنست کہ بودند شما بہترینِ امتی در سابق علم یا در لوح محفوظ یا در کتب انبیا یا در روز میثاق کہ درجواب الست بر بکم مسارعت نمودید ۔

غرض مفسرینِ امامیہ سے کسی نے بھی اصحاب منافقین کو "کنتم خیر امۃ" نہین بتایا ۔ ہان ہواخواہان صحابہ البتہ احکام خدا و احادیث بخاری شریف کو پس پشت ۔ ڈال کر "خیر امۃ" بتاتے ہین اور خدائے عزوجل پر تہمت رکھتے ہین ۔

فائدہ

قولہ
مفسرین امامیہ قرآن مجید کی تحریف کے مقر ہین۔

غرض کہ جب ان آیتون اور تفسیرون سے صحابہ کی فضیلت ثابت ہوگئی۔ اور کوئی موقع اُنکی بزرگی سے انکار کا نرہا تب بعض حضرات نے اپنا قدم دوسرے راہ پر اُٹھایا اور قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا چنانچہ بعضون نے فرمایا ہے کہ بجائے "کنتم خیر امۃ" کے خیر ایمۃ" تھا اور یہ خطاب خدا نے امامون سے کیا تھا کہ "کنتم خیر آئمۃ" یعنی تم سب امامون سے بہتر ہو۔ مگر جامعان قرآن نے بجائے "آیمۃ" کے لفظ "اُمۃ" کا بنا دیا۔ اگرچہ اور علما شیعہ کو کسی قدر حیا نے منع کیا اور اُنھون نے اس جواب کو پسند نہین کیا مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اثر اُس کا اب تک باقی ہے۔ چنانچہ جناب مولوی میرن صاحب قبلہ اپنے حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم مین اِس کا ذکر کرتے ہین اور اپنے پدر بزرگوار کے صوارم کا حوالہ دیکر یون ارشاد فرماتے ہین کہ۔

"تغیر و نقصان در قرآن منحصر بر چہار چیز است یکے تبدیل لفظی بہ لفظ آخر مثلاً گفتہ شود بجائے "کنتم خیر امۃ خیر آئمۃ" بود۔ لیکن بعض اعداء اہلبیت آنرا تبدیل نمودند" اور آخر مین خود ہی فرماتے ہین کہ "وجہ اوّل بعید است" ہمارے نزدیک بجائے اِس کے کہ "خیر امۃ" کی تصدیق کرکے صحابہ کے "خیر امۃ" ہونے سے انکار کرین۔ شیعیان پاک کے حق مین یہی بہتر ہے کہ بجائے "خیر آئمۃ" کے "خیر امۃ" ہونے کا اقرار کرین۔ اور تحریف قرآن کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات کا نہ بنائین۔

اقول

اہل حق کی نظر مین تو ان آیتون اور تفسیرون کے کسی لفظ اور کسی حرف سے بھی اصحاب ممدوحین کی فضیلت ظاہر نہین ہوی۔ ہان اہلسنّت البتہ خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کرکے ان آیات پاک کو جو مومنین کی شان مین ہین اپنے اصحاب سے منسوب کرکے اُن کو افضل ٹھہراتے ہین۔ ہمارے نزدیک تو آپ اِن آیات پاک کو پیش کرکے افشاء مطاعن صحابہ کے باعث ہوئے۔

کنتم خیر امۃ اہلبیت نبی کے شان مین ہے

آئمۂ طاہرین علیہم السلام کی شان مین صرف "کنتم خیر امۃ" ہی نہین ہے۔ بلکہ ثلث حصہ قرآن اُنکے فضائل و مناقب مین ہے۔ اور "کنتم خیر امۃ" بھی حسب اقوال مفسرین اہلسنّت انھین خاصان خدا کی شان مین ہے جیساکہ تفسیر دُر منثور سیوطی صـ۶۴ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن	یعنی ابن ابی حاتم نے ابی جعفر سے روایت کی ہے کہ
ابی جعفر کنتم خیر امۃ اخرجت	آیۂ شریفہ "کنتم خیر امۃ الخ" اہلبیت نبی کی شان مین
للناس قال اہلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نازل ہوا ہے۔

اگرچہ ان مفسر صاحب نے دوسرے قول مین اصحاب رسول کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر اصحاب ثلثہ کو "کنتم خیر امۃ" انھون نے بھی نہین بتایا۔ وہ قول یہ ہے صـ۶۳ درمنثور طبع مصر

واخرج ابن جریر وابن المنذر	یعنی ابن جریر و ابن منذر نے عکرمہ سے
عن عکرمہ فی الایۃ قال نزلت فی	روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اور عمار
ابن مسعود وعمار بن یسار و سالم مولی	بن یسار اور سالم غلام ابوحذیفہ اور ابی بن کعب
ابی حذیفہ وابی بن کعب معاذ بن جبل	اور معاذ بن جبل کے حق مین ہے۔

یہ وہ اصحاب کبار ہین جو اہلسنّت کے نزدیک غیر ممدوح اور ان کے خلفاء کے مورد ظلم و ستم

رہتے ہین۔ آپ نے اس جگہ تحریف کا ذکر چھیڑ کر ہم کو اس کا موقع دیا کہ یہ راز فاش کیا جائے۔ اور چونکہ آپ نے صرف "کنتم خیر امۃ" ہی کی تحریف مین امامیہ کو متہم کرنا چاہا ہے لہذا۔

قول شاہ صاحب کہ شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی سمجھتے ہین۔

ہم اس جگہ آپ کو چھوڑ کر افتخار المتکلمین خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کی طرف رجوع ہوتے ہین جو تحفہ مین شد و مد سے تحریر فرما گیے ہین کہ شیعہ تو قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ اس قرآن کو لایق تمسک نہین جانتے۔ اسکو مثل توریت و انجیل کے سمجھتے ہین۔

چنانچہ حضرت مذکور نے کئی صفحہ اس رنگ مین رنگے ہین ہم بقدر ضرورت اس کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجۂ اعتبار ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ زیرا کہ تحریف بسیار در وراہ یافتہ و احکام بسیار ازو منسوخ شدہ و آیات و سور بسیار کہ ناسخ احکام و مخصص عمومات بودند بدر وے رفتہ و انچہ باقیست بعضی الفاظ او متبدل و بعضی زائد و بعضی ناقص۔ و نیز نزد ایشان ثابت و مقرر و مشہور است کہ بعضی سورتہا ساقط شدہ مثل سورۃ الولایۃ و بعضی سور با کثرہا مثل سورۃ الاحزاب منہا کانت "مثل سورۃ الانعام۔ پس ازین سورہ انچہ در فضائل اہلبیت و احکام امامت

شیعہ کے نزدیک قرآن مجید قابل اعتبار نہین ہے اور توریت و انجیل کی طرح قابل عمل نہین رہا کیونکہ اُس مین بہت تحریف کی گئی ہے اور اُسکی بہت سی آیتین اور سورتین چوری گئین اور اُس کے احکام منسوخ کر ڈالے گیے اور جو کچھ کہ باقی ہے اُس مین بھی بعض الفاظ بدل ڈالے گیے اور بعض بڑہا دیئے گیے اور بعض کم کر دیئے گیے نیز اُن کے نزدیک ثابت اور مشہور ہے کہ بعض سورتین کم کر دی گئین مثل سورۂ احزاب ان مین آئمہ کے فضائل اور امامت کے

ایشان بود ساقط کردند و لفظ "عن ولایة علی"
بعد ازین آیت " وقفوهم انهم
مسئولون" و یلکه بنی امیه بعد ازین آیه
خیر من الف شهر و بعلی بن
ابی طالب بعد ازین لفظ وکفی الله المومنین
القتال و ال محمد ازین لفظ وسیعلم
الذین ظلموا ال محمد ای منقلب ینقلبون
و لفظ علی بعد از ولکل قوم هاد ذکر کل ذلک
ابن شهر اشوب المازندرانی فی کتاب المثالب و علی هذا القیاس
کلمات بسیار و آیات بیشمار را شمرده اند پس
حالا نزد ایشان در میان قرآن مجید محفوظ
و در میان توریت و انجیل فرقی نمانده۔

جو احکام تھے وہ بھی نکال ڈالے گئے اور
آیت "وقفوہم" اور لفظ "عن ولایۃ علی"
اور کفی اللہ المومنین اور لکل "قوم ہاد" سے
علیؑ کا نام نکال ڈالا اسی طرح بہت سے
کلمات اور آیات مین تحریف کی گئی ہے
پس ان کے نزدیک قرآن
محفوظ اور توریت و انجیل
برابر ہے۔

تحفہ

مطبوعہ دہلی

صفحہ ۲۰۳-۲۰۴

قرآن مجید بزعم ایشان قابل استدلال نیست
زیرا که اعتماد بر قرانیت او حاصل نمی شود
الا وقتیکه ماخوذ باشد بواسطه امام معصوم
و قرآنی که ماخوذ از ائمه است در دست
ایشان موجود نیست۔ و این قرآن را
ائمه بزعم ایشان معتبر ندانسته اند و قابل
استدلال و تمسک نشمرده چنانچه از کلینی وغیره

ان کے زعم مین قرآن مجید قابل استدلال
نہین ہے۔ کیونکہ۔ تاوقتیکہ قرآن مجید
امام معصوم کے ذریعہ نہ لیا جائے قابل اعتماد
نہین ہوسکتا اور جو قرآن کہ ائمہ سے ماخوذ ہے
وہ انکے پاس موجود نہین ہے اور انکے زعم مین
ائمہ نے اس قرآن کو معتبر اور قابل استدلال
وتمسک نہین جانا۔ اور امامیہ کی ایک بڑی

کتب معتبرۂ ایشان منقول خواہد شد و این مطلب بچند وجہ ثابت ست اول آنکہ جماعۃ کثیرۂ از امامیہ از آئمہ خود روایت کردہ اند کہ قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع آن و اسقاط آیات بلکہ سور نیز بوقوع آمدہ و ترتیب ہم متغیر شدہ۔ و حالا آنچہ موجود ست مصحف عثمان ست کہ ہفت نسخہ آنرا نوشتہ باکناف عالم شہرت داد و کسے را کہ قرآن منزل بر اصل ترتیب و وضع میخواند ضرب شلاق نمود تا آنکہ طوعاً و کرہاً ہمہ آفاق برین مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل تمسک و استدلال نباشد و نظم و الفاظ او و عام خاص او محل اعتماد نباشد چہ جائز ست کہ این احکام کہ درین قرآن موجود اند ہمہ اینہا یا اکثر اینہا منسوخ باشند یا آیاتے و سورے کہ اسقاط کردہ اند۔

جماعت نے اپنے آئمہ سے روایتین کی ہین کہ اس قرآن مین سورتون اور کلمات کی تحریف ہوئی ہے اور اسکی ترتیب مین بھی تغیر کیا گیا ہے اس زمانہ مین جو قرآن رائج ہے وہ مصحف عثمان ہے۔ جس کے سات نسخے لکھوا کر اکناف عالم مین پھیلا دیئے گئے بلکہ جو کوئی قرآن نازل شدہ کو اسکی اصل ترتیب اور شکل پر تلاوت کرتا تھا تو پیٹا جاتا تھا۔ آخر کار تمام جہان نے طوعًا و کرہًا اسی مصحف پر اجماع کر لیا۔ پس یہ قرآن قابل تمسک و استدلال نہین رہا اور نظم و الفاظ اور عام خاص اس کا قابل اعتماد نہین رہا کیونکہ ممکن ہے کہ اس قرآن مین جو احکام موجود ہین وہ سب کے سب یا اکثر ان آیتون اور سورتون سے جو نکال ڈالے گئے ہین منسوخ ہوچکے ہون۔

تحفہ اثنا عشریہ طبع دہلی (از صفحہ ۲۶۱)۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کی تردید

اگرچہ ہمارے بھائی حضرت مذکور کے اس ارشاد سے کہ

شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی جانتے ہین۔

بہت خوش ہین لیکن یہ محض تہمت ہے۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ کے جوابات جو علماء کرام

وفضلاء امامیہ اعلی اللہ مقامہم نے دیئے ہین۔ اُن مین سے شاہ صاحب کے اس بیان کی تردید کی ہے۔ جیساکہ جناب ابوجعفر محمد بن علی ابن بابویہ رحمہ اللہ الملقب بہ شیخ صدوق کہ (جو اجلّ علماء شیعہ سے ہین") رسالۂ اعتقادات کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔

اعتقادنا فی القرآن ان القرآن	یعنی قرآن مجید کے بارہ مین ہمارا اعتقاد یہ ہے
الذی انزل اللہ تعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ	کہ بیشک جو قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر
علیہ والہ ھو ما بین الدفتین وھو ما فی	نازل فرمایا ہے اُسی قدر ہے جو درمیان دفتین
ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ومبلغہ	کے ہے اور وہ یہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین
سورۃ عند الناس مائۃ واربعۃ	ہے اس سے زیادہ نہین ہے اسکی سورتین
عشرۃ۔ سورۃ وعندنا والضحیٰ و	لوگون کے نزدیک ایکسو چودہ (۱۱۴) ہین اور ہمارے
الم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف	نزدیک والضحیٰ و الم نشرح ایک سورۃ ہے اور
والم ترکیف سورۃ واحدۃ ومن نسب	لایلاف و الم ترکیف ایک سورۃ ہے جس نے
الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک	ہماری طرف یہ نسبت کی کہ قرآن اس سے
فھو کاذب ۵	زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے۔

جناب مولانا سید مرتضیٰ اعلی اللہ مقامہ جو اجلّ العلماء اور مجتہد مذہب شیعہ کے ہین ان کا قول تفسیر مجمع البیان مین یہ ہے۔

ان العلم بصحۃ القرآن کالعلم بالبلدان	یعنی علم قرآن کی صحت کا ایسا ہے جیساکہ
والحوادث الکبار والوقایع العظام والکتب	شہرون اور بڑے بڑے حادثات وواقعات
المشھورۃ واشعار العرب المسطورۃ فان	کا علم یا مشہور کتابون یا عرب کے لکھے ہوئے
العنایۃ اشتدت والدواعی توفرت علی نقلہ	اشعار کا یقین ہے۔ جب اسکی نقل کی ضرورتین

وحراسته وبلغت الى حد لم يبلغه	زیادہ ہوئین تو نہایت توجہ سے کام لیا گیا اور
فيما ذكرناه لان القرآن معجزة النبوّة	حد سے زیادہ اسکی نگرانی کی گئی۔ کیونکہ قرآن مجید
ومأخذ العلوم الشرعية والاحكام	آنحضرت صلعم کی نبوت کا معجزہ اور جمیع علوم
الدينية وعلماء المسلمين قد بلغوا	شرعی اور احکام دین کا ماخذ ہے۔ علماء اسلام
في حفظه وحمايته الغاية حتى عرفوا	نے اسکی حفاظت مین وہ کوشش کی کہ
كل شئ اختلف فيه من اعرابه وقرأته	جو کچھ اختلاف اسکے اعراب و قرأت و
وحروفه وآياته فكيف يجوز	حروف و آیات مین تھا اسکو ممیز کر دیا پس
ان يكون مغيرا او منقوصا مع العناية الخالصة	باوجود اتنی توجہ اور سخت نگرانی کے کیونکر
الصادقة والضبط الشديد ۵	ممکن ہے کہ قرآن مین تبدل و تغیر یا کمی ہو۔

مجمع البیان صفحہ ۲ طبع ایران

علامہ طبرسی فاضل موصوف کے اس قول کو بھی تائیداً اپنی تفسیر مجمع البیان مین درج فرماتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تحقیق یہ قرآن عہد رسول صلعم مین مجموع مؤلف اسی طرح تھا جیسا کہ اب ہے اور استدلال کیا ہے کہ اس قرآن کا درس ہوتا تھا۔ اور یہ حفظ کیا جاتا تھا۔ اور یہ قرآن سمع اقدس آنحضرت صلعم مین لایا جاتا تھا۔ اور ایک جماعت صحابہ نے مثل حضرت عبد اللہ بن مسعود و ابی کعب وغیرہ نے آنحضرت کے سامنے اس کے کئی ختم کیے۔ پس ان وجوہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجموع مرتب تھا نہ کہ منتشر اور پراگندہ۔ اور سید مرتضیٰ نے فرمایا کہ فرقۂ امامیہ اور حشویہ مین سے جس نے اس کے خلاف کیا ہے وہ قابل اعتبار نہین ہے اس لیے کہ ان کے اقوال ضعیف ہین۔ پس ایسے اقوال بمقابلہ اسکے جسکی صحت کا علم قطعی حاصل ہو چکا ہو قابل توجہ نہین ہین۔ ایضاً صـ۲۳۔

قول مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب

اب مین اقوال علماء کرام امامیہ سے قطع نظر کرکے شاہ صاحب کے قول کی تردید خود انہین حضرت کے ایک شاگرد رشید و مرید سعید کی تفسیر سے کرتا ہون جو کہ۔ پادریون۔ آریون دہریون۔ اور نیچریون کے شبہات کے جواب مین ہے جس کے مصنف علامہ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب ہین جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ انہون نے اس زمانہ کے مفسرین اور حال کے فلاسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ مین نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے جو آئندہ نسلون کے لیے عرصۂ دراز تک کارآمد ہوگی۔ یہ تفسیر جس کا نام فتح المنان المشہور بہ مقدمہ تفسیر حقانی ہے اور ۱۳۰۵ھ مین مطبع مجتبائی دہلی مین طبع ہوئی ہے۔ اسکی جلد اول ص۶۳ مین تحریف قرآن کے بارہ مین جو عقیدہ علماء کرام امامیہ کا لکھا ہے اس کا اقتباس اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

پس انجیل اور توریت پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے آجتک سلف سے لے کر خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا بلکہ علماء شیعہ اس خیال کی براءت بڑے شد و مد سے کرتے ہین۔ شیخ صدوق۔ ابو جعفرؒ و محمدؒ بن علیؒ بابویہ اپنے رسالہ عقاید مین یہ لکھتے ہین کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ جو اب لوگون کے پاس موجود ہے نہ اس مین کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ۔ تفسیر مجمع البیان مین کہ جو شیعہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضی کہتے ہین کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام مین تھا وہی اب بھی ہے بلا تفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب مین لکھتے ہین کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن مین تغیر و تبدل کے قائل ہین محض غلط ہے۔ محققین شیعہ مین سے کوئی بھی اس کا قائل نہین اور جو کوئی کہے تو اسکا کیا اعتبار ہے۔ ملا صادق کلینی مین لکھتے ہین کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہیگا۔ محمدؒ بن حسنؒ عاملی کہتے ہین کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کرے گا یقینی طور پر جان جائے گا کہ قرآن مین بہ چند وجوہ کمی زیادتی

ناممکن ہے۔

جناب مولوی صاحب ممدوح پادری صاحب سے مخاطب ہو کر یہ فرماتے ہیں۔

پادری صاحب۔ فرمایئے کہ وہ کونسا بے حمیت شیعہ ہے جو اپنے اکابر علما کی نسبت یہ بدگمانیان جائز رکھکر پرائے شگن کے لیے اپنی ناک کٹائے گا۔ اصحاب ثلثہ کی ضد مین آکر اپنے بزرگون کو برا کہکے قرآن کی تحریف کا قائل ہو جائیگا صد ۱۲"

بھائیو۔ اب نظر انصاف سے اپنے حضرت پیر و مرشد کا یہ قول۔

"اما کتاب اللہ نزد شیعہ از درجۂ اعتبار ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ"

کو انہین کے مرید سعید کے اس قول

"انجیل اور توریت پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے۔ آجتک سلف سے لیکر خلف تک محققین شیعہ سے کوئی بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا"

سے ملاؤ اور پھر باہم اپنی ہی پیر و مرید مین حق و باطل کا امتیاز کر لو۔

شاہ صاحب نے علمائے امامیہ پر یہ اتہام کیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی تحریف کا الزام مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو بدنام کرنے کی غرض سے رکھا گیا ہے۔ ورنہ بفحوائے مصرع

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

خود علمائے اکابر اہلسنت والجماعت تحریف کے قائل ہین اور کتب صحاح سے لیکر آج کے زمانہ تک ان کی کتابین تحریف قرآن سے بھری ہوئی ہین۔ اور جناب شاہ صاحب نے بقول حافظؒ

اقوال علمائے اہلسنت دربارہ تحریف قرآن

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اسکی پردہ پوشی کی ہے۔ لہٰذا علمائے اہل سُنت کے چند اقوال نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون۔

پہلی روایت۔ واخرج البخاری فی تاریخہ عن حذیفہ بخاری نے اپنی تاریخ مین حذیفہ سے روایت کی ہے

	قال قرأت سورة الاحزاب على النبي	انہون نے کہا کہ مین نے سورۂ احزاب کو رسول خدا صلعم
	صلی الله علیه وسلم فنسیت منها	سے پڑہا تھا۔ لیکن اُسکی ستر آیتین بھول گیا ہون
	سبعین ایة ما وجدتها	وہ مجھکو پھر نہ ملین۔ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد پنجم ص۱۸۰
دوسری۔	واخرج ابو عبید فی الفضائل وابن الانباری	ابو عبید نے فضائل مین اور ابن انباری اور
	وابن مردویه عن عائشة قالت كانت	ابن مردویہ نے عائشہ سے روایت کی ہے وہ
	سورة الاحزاب تقرأ فی زمان النبی	کہتی ہین کہ عہد رسولؐ مین سورۂ احزاب کی
	صلی الله علیه وسلم مائتی ایة فلما	دوسو آیتین پڑہی جاتی تھین۔ لیکن جب
	كتب عثمان المصاحف لم یقدر منها	عثمان نے قرآن جمع کیا تو اسی قدر آیتین ملین
	الا علی ماهو الان	جتنی کہ اب موجود ہین۔ درمنثور جلد پنجم ص۱۸۰
تیسری	واخرج ابن الضریس عن عكرمة	ابن الضریس نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ
	قال كانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة	سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کی برابر یا اُس سے
	او اطول وكان فیها ایة الرجم درمنثور جلد پنجم ص۱۸۰	بھی بڑا تھا۔ اور اُسی مین آیۂ رجم بھی تھی۔
چوتھی	واخرج مالك والبخاری ومسلم	مالک و بخاری و مسلم و ابن ضریس نے ابن عباس
	وابن الضریس عن ابن عباس ان	سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر صاحب خطبہ
	عمر قام فحمد الله واثنی علیه ثم	کے لیے کھڑے ہوے۔ پس حمد و ثنائے الٰہی کے
	قال اما بعد ایها الناس ان الله بعث	بعد یہ کہا کہ ایہا الناس خدا نے (محمد صلعم) کو
	محمدا بالحق وانزل علیه الكتاب	حق کے ساتھ بھیجا اور کتاب اِن پر نازل کی
	فكان فیما انزل علیه ایة	پس جو کچھ اُن پر نازل کیا اُس مین سے آیۂ رجم
	الرجم فقرأناها ووعیناها	بھی تھی جس کو ہم نے خود پڑہا اور یاد رکھا اور

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموهما البتۃ ورجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ فاخشی ان یطول بالناس زمان فیقول قائل لا نجد آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلها اللہ

(در منثور جلد پنجم صفحہ ۱۸۰)

وہ یہ تھی کہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموهما البتۃ اور رسول نے رجم کیا تھا اور اُن کے بعد ہم کرتے رہے لیکن اب مین ڈرتا ہون کہ لوگون پر زمانہ دراز گزر جائے اور کہنے والے کہنے لگین کہ ہم تو آیہ رجم قرآن مین پاتے ہی نہین۔ پس اس سبب سے ایک فریضہ کو چھوڑ کے جسکو خدا نے نازل کیا ہے ضلالت مین پڑ جائین۔

پانچوین

عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ وما یدریہ ما کلہ قد ذهب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت منہ ما ظهر

(اتقان جزو ثانی صفحہ ۵۲۴)

ابن عمر سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ تم مین سے کوئی یہ نہ کہے کہ مین نے پورا قرآن یاد کر لیا کیونکہ اُس کو کیا معلوم ہے کہ کل قرآن کتنا تھا قرآن کا زیادہ حصہ تو جاتا رہا۔ البتہ یہ کہنا چاہیے کہ مین نے اس قدر یاد کر لیا ہے جتنا ظاہر اور موجود ہے۔

چھٹی۔

عن ابی موسی الاشعری قال نزلت سورۃ نحو براۃ ثم رفعت وحفظ منها ان اللہ سیوید هذا الدین باقوام لا خلاق لهم ولو ان لابن آدم وادیان من مال لتمنی وادیا ثالثا ولا یملا جوف

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ سورۂ برات کے مثل ایک سورہ نازل ہوا تھا۔ لیکن پھر اُٹھا لیا گیا اس مین سے فقط یہ آیت یاد رہ گئی ہے۔ "ان اللہ سیوید هذا الدین

ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب — باقی امر الخ۔ — اتقان جزو ثانی صفحہ ۵۲۵

ساتوین — عن ابی موسی الاشعری قال — ابو موسی اشعری سے مروی ہے کہ ایک سورہ ہم

کنا نقرء سورة نشبهها باحدی — پڑھا کرتے تھے جو سبحات رحمن کی ابتدا تسبیح سے

المسبحات فانسیناها غیر انی حفظت منها — ہے اُمین سے کسی ایک کے مشابہ تھا پھر ہم اُسکو

یا ایها الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون — بھول گئے مجھکو اس کی ایک آیت یاد رہ گئی

فتکتب شهادة فی اعناقکم فتسئلون عنها یوم القیمة — ہے۔ اور وہ یہ ہے (یا ایها الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون الخ)

اتقان صفحہ ۵۲۵

اٹھوین — قال عمر لعبد الرحمن — یعنی عمر نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا

بن عوف الم تجد فیما انزل علینا — کیا تم بھی قرآن مین یہ آیت (جاهدوا

ان جاهدوا کما جاهدتم — کما جاهدتم اول مرة نہین پاتے؟

اول مرة فانا لا نجدها قال — مجھے تو ملتی نہین۔ اُنھون نے کہا جب قرآن کا

اسقطت فیما اسقط من القران — اور حصہ غائب کیا گیا تو یہ آیت بھی غائب

اتقان صفحہ ۵۲۵ — کر دی گئی۔

نوین۔ — فی المستدرك عن حذيفة — مستدرک مین حذیفہ سے مروی ہے وہ کہتے ہین

قال ما تقرأون ربعها یعنی برأة — کہ اب تم سورۂ برات کا چوتھائی حصہ بھی نہین

(اتقان صفحہ ۵۲۶ — پڑھتے۔

دسوین۔ — واخرج عبد الرزاق عن الثوری — عبد الرزاق ثوری سے روایت کرتے

قال بلغنا ان ناسا من اصحاب النبی — ہین کہ بہت سے اصحاب رسول صلعم سے

صلعم کانوا یقرؤون القرآن — قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جو جنگ مسیلمہ مین

اجیبوا یوم مسیلمة فذهبت — مارے گئے تو بہت سے حروف قرآن

حروف من القرآن (حدسابق منہ) | جاتے رہے۔

محمد بن ابراہیم ثعلبی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔

گیارہوین عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبد الله | ابی وائل کا بیان ہے کہ ابن مسعود کے قرآن مین
بن مسعود ان الله اصطفیٰ آدم ونوحا وآل | ان الله اصطفیٰ الخ کی آیت مین آل محمد
ابراہیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین | کا بھی لفظ پڑھا تھا۔ اور اب نہین ہے۔

بارہوین۔ درمنثور سیوطی تفسیر سورہ مائدہ مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین۔

کنا نقرأ علی عهد رسول الله یا ایها | ہم زمانہ رسول خدا صلعم مین اس آیہ کی
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی | اس طرح تلاوت کیا کرتے۔ ما انزل
المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته الخ | الخ۔

تیرہوین۔ معالم التنزیل مین تفسیر سورہ توبہ تحت آیہ یحذر المنفقون ان تنزل علیهم "الخ" مین فرماتے ہین۔

قال ابن عباس انزل الله | ابن عباس فرماتے ہین کہ ستر منافقون کے
ذکر سبعین رجلا من المنافقین | نام مع ولدیت نازل ہوے تھے یہ مسلمانون پہ
باسماءهم واسماء آبائهم ثم نسخ ذکر | محض مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہو گئے
الاسماء رحمة منه علی المؤمنین لئلا یعیر | کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کر سکے۔ کیونکہ
بعضهم بعضا لان اولادهم کانوا مؤمنین۔ | ان سب کی اولادین مسلمان ہو گئی ہین۔

جلد ۲ صہ ۹۵ طبع مصر

چودہوین۔ آیہ کریمہ کفی الله المؤمنین القتال کے بعد بعلی بن ابیطالب تھا۔ چنانچہ عبد اللہ ابن مسعود اس آیت کو بعلی بن ابی طالب کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جیساکہ تفسیر درمنثور جزو پنجم صہ ۱۹۳ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ — ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن عساکر

وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ — ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ وہ

انہ کان یقرأ ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین — اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے " و

القتال بعلی بن ابیطالبؑ — کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابیطالبؑ "

پندرھویں — حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف — جب قرآن جمیع مصاحف سے نقل ہو چکا

ردعثمان الصحف الی حفصۃ وارسل — تو عثمان نے مصحف حفصہ کے پاس واپس

الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ — کر دیا اور جمیع اطراف بلاد اسلام مین اپنے

بین القرآن فی کل صحیفۃ ومصحف ان یحرق — لکھے ہوئے قرآن کا ایک ایک نسخہ

(تفسیر اتقان جزو اول صلا۶) اصلاح نمبر۳ صہ۱۹ — بھجوا دیا۔

یہ تو مسلمات سے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس مصحف کو تغیر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان امور کے جو باعث اونکے قتل کے ہوئے ایک یہ بھی تھا جیسا کہ اتقان سیوطی جلد ۲ صہ ۲۵ مین ہے۔

عن حمیدہ بنت ابی یونس — اُبی بن کعب 'ایہ ان اللہ وملئکتہ

قالت قرأ علی ابی وھو ابن ثمانین — یصلون علی النبی کو باضافہ

سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ — وعلی الذین یصلون الصفوف

وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا — الاول پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اس سے

الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما — قبل کا ہے کہ عثمان نے مصحف کو تغیر

وعلی الذین یصلون الصفوف الاول — دیا۔

قالت قبل ان یغیر العثمان المصاحف

اور ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۲۴۱ مین ہے:۔

قالوا انتم علیک انک جعلت الحروف حرفا واحدا — صحابہ نے کہا ھمکو اس وجہ سے تیرغصہ ہے کہ تم نے قرآن کے حروف کو ایک حرف کردیا۔

تفسیر اتقان وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ

سولھوین۔ زید بن ثابت کہتے ہین کہ آیت "لقد جاءکم رسول من انفسکم" مین نے تمام جگہ تلاش کی کہین نہ ملی مگر ابی خدیجہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور اسی طرح حضرت عائیشہ سے منقول ہے کہ یہ آیت لکھی ہوئی ہمارے پلنگ کے تلے پڑی تھی جسکو بکری کھا گئی۔ (منقول از تفسیر حقانی صـ۴۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی)۔

درگاہ باری مین قرآن مسجد او. آل رسول کی فریاد

سترھوین۔ اسی طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریف قرآن کے بارہ مین جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ بھی کنز العمال جلد ششم صفحہ ۴۶ مین ملاحظہ فرمایئے جسکی نقل یہ ہے۔

یجئ یوم القیمۃ المصحف والمسجد	آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مصحف
والعترۃ فیقول المصحف یارب	مسجد اور عترت اہلبیت رسول درگاہ احدیت
حرفونی ومزقونی ویقول المسجد	مین حاضر ہون گے مصحف عرض کرے گا خداوندا
یارب خربونی وعطلونی وضیعونی	لوگون نے مجھ مین تحریف کی اور پھاڑ ڈالا مسجد
وتقول العترۃ طردونا وقتلونا	کہے گی کہ مجھے خراب اور معطل کیا عترت
وشردونا واجثوا برکبتی للخصومۃ	کہے گی ہم کو قتل کیا گھرون سے نکالا اور متفرق
فیقول اللہ ذلک الی وانا اولی بذلک	کیا ہم اسوقت دوزانو ہون گے جیسے کوئی
(دیلمی عن جابر حم طب ص عن ابی امامہ)	خصومت کے لیے دوزانو ہوتا ہے خداوند عالم
صلاح نمبر صفحہ ۲۲	فرمائے گا ہم زیادہ اولی ہین اس کے ساتھ۔

اقتباس تفسیر حقانی

اٹھارہوین۔ اگر ان رواتیون سے جو ہم نے نقل کی ہین سیری نہو تو کتب صحاح وتفسیر کبیر ومسند امام احمد

اور فتح الباری وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ کرلین۔ اگر اس مین تکلیف ہو تو کم از کم تفسیر حقانی کے صفحہ ۶۲ مین اس عبارت کو پڑھ لین۔

آنحضرت صلعم نے اپنی حیات مین تمام قرآن لکھوا کر ایک جلد مین جمع نہ کیا تھا بلکہ متفرق اجزا مین سطور سے تھا کہ کوئی سورۃ کاغذ پر اور کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیون پر کوئی کھجور کے ٹھون پر لکھا ہوا تھا۔ اس لیے کہ زیادہ دارومدار حفظ پر تھا۔ گو لکھے پڑھے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری و عبد اللہ بن مسعود وغیرہا بھی موجود تھے۔ آپ ہر آیت کو بترتیب لکھوا دیتے اور حفظ بھی کرا دیتے تھے۔ پس جس طرح آپ کی حیات مین قرآن مجید مرتب ہو چکا تھا اُسی طرح بے کم و کاست آپ کے بعد صحابہ کے نوک زبان تھا۔ آپ کے بعد تخمیناً اسی سال ملک یمامہ مین مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی اُس مین بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ ستّر کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔

حضرت عمر کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نہ رہنا چاہیے۔ بلکہ اُس کو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کرا دینا چاہیے کیونکہ اگر اسی طرح دو ایک لڑائیون نہین اور حُفاظ بھی شہید ہوگئے تو پھر قرآن کے کم ہو جانے کا خوف ہے۔

زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے اس کام کے مہتمم قرار پائے۔ انھون نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن کے پاس جسقدر لکھا ہوا تھا وہ منگایا۔ اور سب سے بعد تحقیق و تنقیح ایک جلد مین نقل کرکے جمع کیا پھر وہ نسخہ ابوبکر کے پاس رہا۔ اُن کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس۔ پھر حفصہ کے پاس پھر حضرت عثمان کی خلافت مین بوجہ اس بات کے کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نہ تھا اور ہر شخص حافظ نہ تھا۔ لوگون کو بھولے بھٹکے مین دقت پیش آنے لگی۔ اور اختلاف کی نوبت پہونچنے لگی تو حذیفہ بن الیمان نے حضرت عثمان کو اُس سے نقل کرکے شہرت دینے کی ترغیب دی۔

حضرت عثمان کی خلافت مین پھر اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے قرآن سے نقل کرکے شائع کیے اور باقی قرآن لوگون سے لیکر جلوا دیئے

حضرت عثمان نے پھر زید بن ثابت کو فرمایا کہ اُن کی مدد کے لیے عبد اللہ بن زبیر و سعد بن عاص اور عبد اللہ بن حارث بن ہشام کو کہ جو قریش کے محاورات سے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے متعین فرمایا۔ اور اُنھون نے اُس نسخہ سے جو حفصہ کے پاس تھا اُسی تحقیق اور مقابلہ حفاظ سے کہ جس طرح پہلے کی گئی تھی سات (۷) یا چھ (۶) نسخے نقل کرا کے عراق اور شام و مصر وغیرہ دیار اسلام مین بھجوا دیئے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ کو دیدیا۔ اور جن لوگون نے اپنے نسخون مین بطور تفسیر کے وہ جملے جو آنحضرت سے سنتے تھے درج کر رکھے تھے اور جس کو بعض لوگ آیت منسوخ التلاوت سمجھتے تھے اُن کے مُصحف منگا کر رفع اختلاف کی نیت سے جلوا دیئے کہ مبادا ان کو پچھلے قرآنون مین کوئی قرآن کی آیت نہ سمجھنے لگے۔ منجملہ اُن کے عبد اللہ بن مسعود کا مصحف بھی جلا دیا گیا۔ اب تک بلا کم و کاست اُنھین نسخون کے مطابق اہل اسلام مین قرآن ہے الحمد للہ علی ذلک

حضرت زید بن ثابت جو نہ صرف جامعان قرآن کے شرف سے مشرف تھے بلکہ کاتب وحی بھی تھے اِن کے بارہ مین کنز العمال مین یہ روایت ہے۔

عن زید بن ثابت ان عمر بن الخطاب	ایکدفعہ عمر بن خطاب زید بن ثابت کے پاس
استاذن علیه یوما فاذن له و راسه	آئے وہ اپنی کنیز سے اپنے سر مین کنگھی کرا رہے
فی ید جاریة ترجله فنزع راسه فقال	تھے۔ عمر کو دیکھکر زید نے سر کھینچ لیا۔ زید نے
عمر دعها ترجلك قال یا امیر المومنین	کہا اے امیر المومنین اگر آپ مجھے طلب
لو ارسلت الی جئتك فقال عمر	فرما لیتے تو مین خود حاضر ہو جاتا۔ عمر نے
لیس هو بوحی حتی تزید فیه	کہا یہ وحی نہین ہے کہ اس مین تم زیادتی
او تنقص انما هو شئ نراه فان	یا کمی کرو۔ بلکہ یہ ایک رائے اور مشورہ
رأیته و وافقتنی تبعته والا لم یکن	کی بات ہے۔ اگر موافقت کرو تو بہتر ہے

شی فابی زید فخرج عمر مغضبا — از حد السارق صفحہ ۲۲۲

ورنہ کچھ نہین۔ زید نے انکار کیا تو عمر خفا ہوکر چلے آئے۔

اگرچہ ان روایتون سے اور مثل اِن کے صدہا صحابہ کا قرآن مین تحریف اور قراۃ مین اختلاف کرنا بخوبی ثابت ہے۔ مگر ہم اس موقع پر شاہ صاحب ہی کے کلام سے حضرت کے کلام متذکرہ بالا کی تردید کرتے ہین کہ خود وہ حضرت حضرت عبداللہ بن مسعود و ابی کعب کو تحریف قرآن مین متہم کرتے ہین۔

قول شاہ صاحب کہ اگر عبد اللہ بن مسعود کا قرآن لیا جاتا تو فتنۂ عظیم دین مین برپا ہوتا

آنچہ در وجہ ناخوشی عبد اللہ بن مسعود ذکر کردہ اند۔ نیز غلط و افترا است در کتب صحیحہ ازان اثرے نیست صحیح این قدر ست کہ چون عثمان اختلاف مردم در قراءت قرآن بحدے مشاہدہ نمود کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ میخواندند و باختلاف قراءۃ بہانہ می جستند بمشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر اجلاء صحابہ کہ حضرت امیرؑ ہم از انجملہ بود۔ خواست تا ہمہ طوائف عرب و عجم بریک مصحف جمع شوند و ازان تخلف نورزند و این عزم را بفعل آورد۔

عبد اللہ بن مسعود کی ناراضی کا جو کچھ ذکر کیا ہے وہ محض غلط اور افترا ہے جس کی کچھ حقیقت مستند کتب مین نہین ہے صحیح اس قدر ہے کہ جب عثمان نے دیکھا کہ لوگ قرآن کی قراءت مین بہت اختلاف کرنے لگے اور الفاظ غیر منزل پڑھنے لگے اور قراۃ کے بہانہ ڈہونڈنے لگے تو عثمان نے بمشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر صحابہ کبار جن مین حضرت علیؑ بھی تھے ارادہ کیا کہ سب گروہ عرب و عجم ایک قرآن پر اجتماع کرین اور اوسکے خلاف نکرین اس قصد پر اُنھون نے عمل کیا۔

عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قراۃ شاذہ در مصحفہائے خود نوشتہ بودند۔ حالانکہ بعضے عبارات ادعیہ قنوت بودند

چنانچہ عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب نے بھی بعض قرائات اپنے مصحف مین لکھ لیئے تھے حالانکہ ان مین بہت سی دعائین قنوت تھین

وبعضے عبارات تفاسیر کہ جناب پیغمبرؐ در وقت
تلاوت قرآن بیان معانی آن می فرمودند
از موقوف کردن مصاحف خود ابا ورزیدند
و در ابقاء مصاحف ایشان فتنۂ عظیم در دین
پیدا می شد کہ در نفس قرآن اختلاف واقع
بود و رفتہ رفتہ منجر بقبائح بسیاری شد
و گرفتن مصاحف غلامان عثمان البتہ با ابن
مسعود خشونت نمودند و ضرب و صدمہ ہم
با و رسید بے آنکہ عثمان ایشان را باین امر
امر کردہ باشد۔ و ابی بن کعب مصحف
خود را بے مزاحمت حوالہ نمود باو سے
پرخاشے بمیان نیامدہ و کدورتے نماندہ
و معہذا عثمان ہر چہ ممکن بود استرضاء ابن
مسعود خواست و عذرہا کرد اگر این
مسعود قبول نہ کند ملامت بر ابن مسعود
خواہد بود نہ بر عثمان و چون ابن مسعود مریض
شد عثمان بخانہ او آمد و استغفار از دو درخواست
و عطاء او را نیز آورد ابن مسعود گفت
عطاء ترا نمی گیرم چون من محتاج بودم

اور بعض تفسیرون کی عبارتین جو جناب
پیغمبر خدا صلعم وقت تلاوت قرآن فرمایا
کرتے تھے۔ ان لوگون نے قرآن کے دینے سے
انکار کیا۔ چونکہ ان لوگون کے قرآن قائم
رکھنے سے ایک فتنۂ عظیم دین مین پیدا ہوتا
کیونکہ جب نفس قرآن ہی مین اختلاف
ہوا تو رفتہ رفتہ اس مین بہت سی خرابیان
پیدا ہوتین۔ لہذا غلامان عثمان نے ابن مسعود
سے قرآن لینے مین خشونت کی اور انکو ضرب
اور صدمہ بھی پہونچا مگر عثمان نے یہ حکم اپنے
غلامون کو نہین دیا تھا اور ابی بن کعب نے
چپکے سے اپنا قرآن دیدیا تھا لہذا ان سے کچھ
تعرض نہین کیا گیا اور نہ کوئی کدورت رہی
جہانتک ہو سکا عثمان نے ہر چند ابن مسعود سے
معافی چاہی اور بہت کچھ عذر و معذرت کی
اسپر بھی اگر ابن مسعود قبول نہ کرے تو قابل ملامت
ابن مسعود ہے نہ کہ عثمان جب ابن مسعود بیمار ہوے
عثمان ان کے گھر گیے اور خواستگار عفو ہوے اور
نیز جو عطیہ ان کا مقرر تھا وہ بھی لائے مگر ابن مسعود نے لیا

نرسانیدی و حالانکه از جہان مستغنی شدم
و سفر آخرت می نمایم بہ من میدہی عثمانؓ گفت
کہ بدختران خود بدہ - ابن مسعود گفت دختران
خود را بخواندن سورۂ واقعہ
در ہر شب فرمودہ ام واز جناب پیغمبرؐ
شنیدہ ام کہ ہر کہ سورۂ واقعہ
ہر شب بخواند بفاقہ مبتلا نہ گردد عثمانؓ
برخواستہ نزد اُم حبیبہ زوجۂ مطہرہ رسولؐ
رفت و از و استدعا نمود کہ ابن مسعود را
از من راضی گردان اُم حبیبہ ابن مسعود را
مراتب بسیار گفتہ فرستاد باز عثمان نزد ابن مسعود
رفت و گفت کہ اے عبداللہ چرا تو ہم مثل یوسف
پیغمبر بہ برادران خود نمی گوئی کہ لا تثریب
علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و ہو
ارحم الراحمین ابن مسعود سکوت کرد و جواب
نداد پس از طرف عثمانؓ در استرضاد استعفا
قصورے واقع نہ شد و اقصی الغایۃ درین
مقدمہ کوشید و بری الذمہ شد (تحفہ صفحہ ۶۳۲ تا ۶۳۳
مطبوعہ دہلی بحث مطاعن عثمان)

اور کہا جب مجھے ضرورت تھی اسوقت تو تم نے
بند کر دیا اب میں مستغنی ہوں اور سفر آخرت کرتا
ہوں مجھے دیتے ہو۔ عثمان نے کہا اچھا اپنی لڑکیوں کو
دیدو۔ ابن مسعود نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکیوں کو
نصیحت کی ہے کہ ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کریں
کہ میں نے جناب رسولخدا صلعم سے سُنا ہے کہ جو
کوئی ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کرے وہ فاقہ
میں مبتلا نہوگا۔ پھر عثمان اُم حبیبہ زوجہ رسول اللہ
کے پاس گئے اور درخواست کی کہ ابن مسعود کو
میری طرف سے راضی کرادو اُم حبیبہ نے
بہت کچھ کہلا بھیجا مگر ابن مسعود راضی نہوئے اسکے
بعد پھر عثمان ابن مسعود کے پاس گئے اور کہا اے
عبداللہ تم بھی مثل اپنے بھائیوں کے یہ کیوں نہیں
کہتے کہ "آج کے دن تم پر سرزنش نہ تھی خدا تم کو
بخشے گا اور وہ بہتر رحم کرنیوالا ہے" ابن مسعود نے
سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا غرض عثمان کی
طرف سے رضامندی اور عذر خواہی میں کوئی
کمی نہیں ہوئی۔ اور وہ ہر طرح کی کوشش کرکے
بری الذمہ ہوچکے۔

روایات صحیح مسلم و دیگر محدثین شاہ صاحب کے کلام کی تردید مین

اگرچہ شاہ صاحب کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے قرآن مین اس درجہ نقص تھا کہ اگر ان سے بجبر نہ لیا جاتا تو اس کے باقی رکھنے سے دین مین ایک فتنۂ عظیم برپا ہوتا لیکن اس بیان کی تصدیق دیگر محدثین و متکلمین کے اقوال سے نہین ہوتی۔ بلکہ ان کے اقوال دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قرآن کے بہت بڑے عالم تھے منجملہ یہ ہین۔

پہلی	استقرؤا القرآن من اربعة	قرآن چار آدمیون سے سیکھا کرو ان مین سے
(بخاری ج ۱)	نفر فبدء بعبد الله بن مسعود	سب سے پہلے رسول اللہ نے ابن مسعود
	استیعاب (اصلاح ۳-۳۹-۶)	کا نام لیا۔
دوسری	عن ابی ظبیان قال لی عبد الله بن	عبداللہ بن عباس نے ابوظبیان سے
	عباس ای القرأتین تقرأ قلت القراءة الاولی	پوچھا کہ تم کس قراءت پر قرآن کو پڑھتے ہو۔
	قرأة ابن ام عبد فقال لی بل هی الاخرة	کہا کہ پہلی قراءت پر جو ابن مسعود کی ہے ابن
	ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان	عباس نے کہا وہی آخری قراءت ہے کیونکہ
	یعرض القرآن علی جبرئیل فی کل عام	آنحضرت کا معمول تھا کہ ہر سال ایکبار قرآن کو
	مرة فلما کان العام الذی قبض فیه	جبرئیلؑ پر عرض کرتے تھے جب وہ سال آیا
	عرضه علیه مرتین فحضر ذلك عبد الله	جس مین حضرت نے انتقال فرمایا تو دو مرتبہ
	فعلم ما نسخ من ذلك وما بدل۔	عرض کیا۔ اسوقت ابن مسعود حاضر تھے انکو
	(استیعاب جلد اول صفحہ ۳۷۲) اصلاح ۳ صفحہ ۳۹	وہ سب معلوم ہوا جو کہ نسخ کیا گیا یا بدلا گیا۔
	عن مسروق قال کنا نأتی	مسروق سے روایت ہے کہ مین عبداللہ
	عبد الله بن عمر فنتحدث الیه	بن عمر کے پاس آتا اور اُن سے حدیث پڑھا کرتا تھا

وقال ابن نمير عنده فذكرنا يوما عبد الله بن مسعود
فقال لقد ذكرتم رجلا لا ازال احبه بعد شيء
سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خذوا القرآن
من اربعة من ابن ام عبد فبدأ به ومعاذ بن جبل
وابي بن كعب وسالم مولى ابي حذيفة
رواه الترمذي ومسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ [illegible] از مجمع البحرين [illegible]

ایک دن مین نے عبد اللہ بن عمر سے ابن مسعود کا
ذکر کیا اُس وقت ابن نمیر تھا ابن عمر نے کہا
تم نے اُس شخص کا ذکر کیا جس کو مین ہمیشہ
دوست رکھتا تھا اور مین نے رسول خدا صلعم
سے سُنا ہے کہ قرآن چار شخصون سے سیکھو
یعنی عبد اللہ بن مسعود معاذ بن جبل ۔
ابی بن کعب اور سالم مولی ابی حذیفہ سے ۔

استیعاب مین ہے ۔

قال لما امر عثمان في المصاحف بما امر قام عبد الله بن مسعود
خطيبا فقال اتامروني ان اقرأ
القرآن على قراءة زيد
بن ثابت والذي نفسي بيده لقد
اخذت من في رسول الله صلى الله
عليه وسلم سبعين سورة وان زيد
ابن ثابت له ذوابة يلعب به الغلمان
والله ما نزل من القرآن شيء الا
وانا اعلم في اي شيء نزل وما احد اعلم
بكتاب الله مني ولو اعلم احدا بتلقينه
الابل اعلم بكتاب الله مني لاتيته

حضرت عثمانؓ نے جب قرآن کے بارہ مین
حکم دیا تو عبد اللہ بن مسعود نے خطبہ پڑھا اور
کہا یہ لوگ حکم دیتے ہین کہ ہم قراءت زید بن
ثابت پر قرآن کو پڑھین حالانکہ خود ہم نے
ستر سورتین رسول اللہ کے منہ سے یاد کی تھین
اور بخدا زید بن ثابت ایک لڑکا تھا جس کے
گیسوؤن سے اطفال کھیلا کرتے تھے بخدا جو کچھ
قرآن مین نازل ہوا ہے اُس کا علم مجھ سے
بڑھکر کوئی نہین ہے ۔ اگر مین جانتا کہ
دوسرا بھی مجھ سے زیادہ عالم ہے اور میرا
اونٹ وہانتک پہونچ سکتا تو مین اُسکے

ثم استحيى مما قال فقال وما انا بخيركم۔
استیعاب جلد اول صفحہ ۳۷۲ (اصابہ ج ۲ صفحہ ۳۶۹)

پاس جاتا اور علم قرآن اُس سے حاصل کر سکتا تھا تو ضرور جاتا۔ پھر شرما کے اپنی کہے پر پس کہا کہ مین تم لوگون کا بہتر نہین ہون۔

اور صحیح مسلم و شرح امام نووی مین ہے۔

(۵) عن عبد الله انه قال ومن يغلل يات بما غل يوم القيمة ثم قال على قراءة من تامرونني ان اقرأ فلقد قرأت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بضعا وسبعين سورة ولقد علم اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اعلمهم بكتاب الله ولو اعلم ان احدا اعلم به مني لرحلت اليه قال شقيق فجلست في حلق اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فما سمعت احدا يرد ذلك عليه ولا يعيبه
(مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ (ایضا صفحہ ۲۷۴))

حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ (جب حضرت عثمان نے ابن مسعود سے صحیفہ طلب کیا تب) ابن مسعود نے اس آیہ کو پڑھا کہ جو شخص خیانت کرے وہ قیامت مین پابزنجیر آئیگا اور کہا کہ علم قرآن و حفظ منازل قرآن مین کون مجھ سے افضل ہے کہ مین اُسکی تقلید قرارت جدید مین کرون مین نے ستر سے زیادہ قرآن کی سورتین خود رسول اللہ سے پڑھکر سیکھے ہین اصحاب رسول جانتے ہین کہ مین افضل قاری قرآن ہون اگر کوئی مجھ سے زیادہ جانتا تو بیشک مین اسکی طرف رجوع کرتا۔ شقیق کہتے ہین کہ اُس محفل مین مین بھی تھا لیکن اصحاب رسول مین سے کسی ایک نے بھی ابن مسعود کے کلام کی تردید نہ کی اور نہ اُن کی غیبت مین۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود وہ شخص ہین جنھون نے سب سے پہلے کفار مکہ کو قرآن سنایا۔

جیسا کہ تاریخ طبری حصہ اول جلد ۳ صفحہ ۱۱۸۵ طبع جرمن مین ہے۔

حدثنا یحیی بن عروة ابن الزبیر	یحیی بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے
عن ابیہ قال کان اول من جھر بالقرآن	ہین کہ سب سے پہلے جس نے آواز بلند قرآن
بعد رسول اللہ صلعم بمکة	سنایا وہ عبد اللہ بن مسعود ہین بعد رسول اللہ کے
عبد اللہ بن مسعود قال اجتمع یوماً	ایک روز صحابہ رسول جمع ہوئے اور یہ مشورہ
اصحاب رسول اللہ صلعم	ہوا کہ قسم بخدا ابھی تک قریش نے یہ قرآن باواز
فقالوا واللہ ما سمعت قریش ھذا القرآن	بلند نہین سنا ہے پس کون شخص ہے جو انہین
یجھر لھا بہ قط فمن رجل یسمعھوہ	سنائے عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہم ایسا کرینگے
فقال عبد اللہ بن مسعود انا قالوا انا	صحابہ نے کہا نہین کوئی ایسا شخص ہو جسکی
نخشاھم علیك انما نرید رجلا لہ عشیرة	عشیرہ ہو کہ وقت پر حمایت کرسکے عبد اللہ بن مسعود
یمنعونہ من القوم ان ارادوہ فقال	نے کہا تم ہمکو چھوڑ دو خدا ہماری حفاظت کریگا۔
دعونی فان اللہ سیمنعنی قال فغدا	دوسرے روز قریش جب اپنے مقام پر خانہ کعبہ کے
ابن مسعود حتی اتی المقام فی الضحی وقریش	پاس جمع ہوئے تو ابن مسعود نے مقام ابراہیمؑ
فی اندیتھا حتی قام عند المقام ثم قال	کے پاس جاکر باواز بلند سورۂ رحمان پڑھنا
بسم اللہ الرحمن الرحیم رافعاً بھا صوتہ	شروع کیا قریش پوچھنے لگے کہ ابن ام عبد کیا
الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان	کہتے ہین۔ کسی نے کہا محمدؐ کا قرآن پڑھتے ہین
قال ثم استقبلھا یقرأ فیھا قال وتاملوا وجعلوا	اس پر انھون نے اٹھکر ان کے منھ پر مارنا
یقولون ما یقول ابن ام عبد ثم قالوا انہ لیتلو	شروع کیا اور وہ قرآن پڑھتے رہے ابن مسعود کو
بعض ما جاء بہ محمد فقاموا الیہ فجعلوا یضربون	جس قدر پڑھنا تھا پڑھکر اصحاب کے پاس آئے

وجهه ولبّ بقرء حتے بلغ منها ما شاء الله ان
يبلغ ثم انصرف الى اصحابه وقد اثروا بوجهه فقالوا
هذا الذى خشينا عليك قال ما كان اعداء
الله اهون علىّ منهم الان لئن شئتم
لاغادينهم غدا بمثلها قالوا لاحسبك
فقد اسمعتهم ما يكرهون۔ ۱۵۵

اور اُن کی مار کا اثر ان کے چہرے پر تھا جس پر
اصحاب نے کہا اسی کا ہم کو خوف تھا ابن مسعود
نے کہا یہ لوگ ایسے ذلیل تو کبھی ہم کو معلوم نہیں ہوئے
تھے جیساکہ آج کے دن معلوم ہوتے۔ پھر کہا اگر
کہو تو کل پھر اسی طرح انکو قرآن سنا آئین۔
سب نے کہا۔ بس یہی کافی ہے۔

(اصلاح ۳۔ ۳۹۔)

حضرت عثمان کا حضرت عبداللہ بن مسعود کو پٹوانا غلاموں سے ... وغیرہ وغیرہ

افسوس۔ جن۔ عبداللہ ابن مسعود کا یہ مرتبہ اور درجہ ہو کہ وہ رسول اللہ کے اصحاب خاص اور مقربان آل رسولؐ سے ہوں۔ جیساکہ صحیح مسلم جلد ۲ ص۳۴۳ مین ہے۔

عن ابى موسى قال قدمت انا
واخى من اليمن فمكثنا حينا وما نرى
ابن مسعود وامه الا من اهل بيت رسول الله
صلے الله عليه وسلم من كثرة دخولهم ولزومهم له
(صحيح مسلم رواه الترمذى) مجمع البحرين (۲۰۰)

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ مین معہ اپنے بھائی
کے سفر یمن سے آئے ہم لوگ خرم شادان تھے
ابن مسعود اور ان کی ماں کو اہلبیت میں سے
بسبب کثرت آمد و رفت اہلبیت رسالت کے
اُن کے یہان۔

اِن کے ساتھ حضرت عثمانؓ نے یہ سلوک کیا کہ انکا قرآن جلوا دیا وظیفہ بند کر دیا۔ غلامون کے ہاتھ سے اس قدر پٹوایا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ قید کیے یہانتک کہ قیدخانہ ہی مین انتقال کر گئے۔

جیساکہ تاریخ خمیس سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان ابن مسعود لما عزل عثمان عن الكوفة
وولى الوليد بن عقبة ورأى صنيع الوليد

حضرت عثمان نے ابن مسعود کو معزول کر کے
ولید بن عقبہ کو مقرر کیا۔ اس نے طرح طرح کے

فی جورہ وظلمہ فعاب ذلک وجمع الناس بمسجد	ظلم و ستم کیے ابن مسعود نے حضرت عثمان کی
الکوفۃ وذکر لھم احداث عثمان ثم قال ایھا	شکایتین اور عیوب محفلون مین بیان کیے۔
الناس لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر	اور واسطے زوال خلافت کے بددعا کی۔ اور
اولیسلطن اللہ علیکم شرارکم ثم یدعوا	حضرت عثمان کی قوم مین آیہ کریمہ
اخیارکم فلا یستجاب لکم وبلغ خبرنعی بن ذر	"تقتلون انفسکم الخ" پڑہا جب یہ
الی تزیدۃ فقال فی خطبتہ بمحفل من	خبر ولید حاکم کوفہ کو ملی۔ اس نے حضرت عثمان کو
اھل الکوفۃ ھل سمعتم قول اللہ تعالی۔	لکھ بھیجا۔ حضرت عثمان نے ان کو کوفہ سے اپنے
ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم	پاس بلایا۔ جب ابن مسعود داخل مسجد نبوی
من دیارھم وعرض بذلک لعثمان فکتب الولید بذلک	ہوے تو حضرت عثمان نے اپنے غلام حبشی کو
الی عثمان فاشخصہ من الکوفۃ فلما دخل مسجد النبی صلی اللہ	حکم دیا اس نے مسجد سے نکال کر زمین پر پھینکدیا
علیہ وسلم امر عثمان غلاما لہ اسود فدفع ابن مسعود واخرجہ من	اور ابن مسعود کے قرآن جلانے کا حکم دیا اور
المسجد ورمی بہ الی الارض وامر باحراق مصحفہ	اور انکا مال قرق کرلیا اور انکو قید خانہ بھجوادیا۔
جعل منزلہ محبسہ وحبس عنہ عطاء اربع سنین الی ان مات	چار سال تک یہی حالت رہی یہان تک کہ
مجمع البحرین صفحہ ۲۶۴ (۲۷۰) تاریخ خمیس طبع مصر	وہ مرگئے۔

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید

اب معزز ناظرین۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی عظمت و منزلت اور علم قرآن پر غور فرمائین کہ جس کے دل مین قرآن مجید کی یہ عظمت ہو کہ وہ قریش کے ہاتھ سے طمانچے کھانے پر بھی تلاوت قرآن کرتا رہے جسکی شان مین جناب رسول خدا صلعم فرمائین کہ قرآن ابن مسعود سے سیکھو۔ مفسرین اہلسنت نزول آیہ کریمہ "کنتم خیر امۃ" جس کی شان مین بتائین۔ جس کا قرآن جمیع مصاحف سے صحیح ہو۔ جن کے مرتبے و درجے یہ ہون کہ وہ صحابہ کرام مین بڑے معتبر۔ حافظ اور قاری ہون۔ عامیون کے اختلاف

دور کرتے تھے۔ سارے ملک مین ان کے تلامذہ پھیل گئے جنہون نے لوگون کو قرآن کی تعلیم دی۔ افسوس کہ جناب شاہ صاحب حضرت عثمان کی خاطر اس محبّ خدا پر یہ الزام لگائین۔ کہ عبداللہ ابن مسعود و ابی بن کعب بعض قراۃ در مصحف ہائے خود نوشتہ بودند کہ در ابقائے ایشان فتنۂ عظیم در دین پیدا می شد بھائیو۔ اب اپنے پیر و مرشد کے کلام پر غور کرو کہ خود ہی عبداللہ ابن مسعود کا قرآن مین تحریف اور اختلاف کرنا حضرت عثمان کا ان سے قرآن طلب کرنا۔ غلامان عثمان کا ان کو زدوکوب کرکے مصحف لینا اوسکو جلوا دینا انکا وظیفہ بند کرنا۔ عبداللہ ابن مسعود کا عثمان سے ناراض ہونا حضرت عثمان کا عفو تقصیر چاہنا۔ اور ابن مسعود کا عفو نہ کرنا بتوضیح و تصریح تحریر فرماتے ہین با این ہمہ اما میہ پر یہ اتہام لگاتے ہین کہ۔

"باعتقاد شیعہ انچہ موجود است مصحف عثمان است کہ ہفت نسخہ آنرا نوشتہ باکناف عالم شہرت داد وکسے را کہ قرآن منزل بر اصل ترتیب می خواند ضرب و شلاق نمود تا آنکہ طوعاً و کرہاً ہمہ آفاق برین مصحف اجماع کردند۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا (سورہ کہف)

کیا بڑی بات ہو کر ان کے منہ سے نکلتی ہے مگر سب جھوٹ ہے۔

قوله - اگر میر صاحب قبلہ زندہ ہوتے تو پوچھتا کہ "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے یا کنتم خیر ائمہ -

فال

افسوس ہے کہ میرن صاحب قبلہ اور اون کے والد ماجد انتقال فرما گیے ورنہ مین اس حدیقہ سلطانیہ اور صوارم کو لیے خدمت مین حاضر ہوتا - اور پوچھتا کہ "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے یا "کنتم خیر آئمۃ" اگر فرماتے "کنتم خیر آئمۃ" صحیح ہے - اور "کنتم خیر امۃ" تحریف جامعان قرآن کی ہے تو بندہ عرض کرتا کہ اس وقت اور آئمہ کرام سوائے علیؑ مرتضیٰ کے کون تھے اور کس نے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کیا تھا جن سے خدا یہ خطاب کرتا اور جن کی یہ فضیلتین بیان کرتا - اور اگر فرماتے "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے تو کمترین التماس کرتا کہ پھر اُس گروہ سے جس کو خدا "خیر امۃ" فرماتا ہے - اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین بیزاری کفر ہے یا نہین - اور ان کے آگے انہین کی کتاب کھول کر صفحہ ۱۸۶ کی عبارت نکال کر پوچھتا کہ حضرت اس کا کیا مطلب ہے -

از آنجملہ آنچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود

"ان هذا القرآن فیه ضیاء الهدیٰ ومصباح الدجیٰ" یعنی درین قرآن انوار ہدایت و چراغہائی دور کنندہ تاریکی ضلالت و غوایت روشن است

اور قسم دیگر پوچھتا کہ آپ کو اپنے اجتہاد ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اے ہین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے اگر "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" لکھا ہے تو پھر آپ کیون اس سے انکار کرتے ہین - اور کیون روشنی چھوڑ کر تاریکی مین پڑتے ہین - اور پھر اس کتاب کی یہ عبارت دکھاتا کہ

از امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شوند

مانند پارہائے شب تار۔ پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ و مقبول الشفاعت ست ہر کسے کہ

آنرا پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد۔

اور یہ کہتا کہ قبلہ و کعبہ سُنیئے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ ہم صحابہ کو بہترین اُمت سے جانتے ہین۔ اور آپ بدترین امت سے۔ اور نہ آپ ہماری مانتے ہین۔ اور نہ ہم آپکی۔ اب آئیے اور امام محمد باقر علیہ السلام کے قول پر عمل کیجئے۔ اور قرآن سے رجوع کیجیے۔ اگر اس مین "کنتم خیر امۃ" صحابہ کی نسبت ہو تو بس راہ جنت اختیار کیجیے اور اپنا مذہب چھوڑیے اور اگر اس مین "کنتم شر امۃ" انکی نسبت ہو تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجئے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت موصوف زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اب ان کے جانشین کیا جواب دین گے۔

اقول

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ "خیر امۃ" ہے۔ اور "خیر آئمۃ" بھی ہوسکتا ہے۔ مگر آپ کا مطلب دونون صورتون مین حاصل نہین ہوسکتا۔ اس لیے کہ "خیر امۃ" سے وُہی اصحاب مومنین مراد ہین جن کا شعار دونون ہوسکتے ہین

امر بالمعروف ونہی عن المنکر (رہا) یعنی حکم کرتے ہین اچھی باتکا اور منع کرتے ہین بری باتسے

مگر صحابہ معدوحین اس صفت مین کورے تھے۔ اگر "آئمۃ" ہے تو اس سے مراد اہلبیت رسول صلعم ہین۔ اور خطاب کے لیے سب آئمہ کا موجود ہونا ضرور نہین ہے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام تو موجود تھے لہذا یہ خطاب اُن جناب سے ہوا۔ اور دیگر آئمہ علیہم السلام اس مین شریک کیے گیے۔ اور خطاب ایک سے کرنا اور دوسرون کو اس مین شریک کرنا کلام عرب مین جائز ہے۔ جیسا کہ مفسرین اہل سنت کا قول ہے کہ

اگرچہ "کنتم خیر امۃ" صحابہ سے خطاب ہے مگر اس مین تمام اُمت شامل ہے۔

نیز خود آپ ساتوین آیت مین آیۂ کریمہ۔

"یاایھا الذین اٰمنوا مالکم" مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ خطاب انہین صحابہ سے ہے جو کہ جہاد پر جانے سے تساہل کرتے تھے نہ کُل مہاجرین وانصار سے۔ اور خطاب کل سے کرنا اور بعض مراد لینا کلام عرب مین جائز ہے۔

آپ جو یہ پوچھتے ہین کہ

جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اس مین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خداوند متعال نے اس قرآن مین اصحاب رسول کی یہ تصریح کردی ہے

اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی مومنین کی شان مین آیتین ہین۔

"منہم المؤمنون واکثرھم الفاسقون" یعنی ان مین سے بعض مومن ہین۔ اور بہ اکثر فاسق۔

پس۔ اصحاب مومنین کی فضیلت اور بشارت کے بارہ مین بہت آیتین اس قرآن مین موجود ہین۔

از آنجملہ یہ ہین۔

پہلی آیت	رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ	خدا ان سے (خوش) راضی ہے اور وہ خدا سے
	واعد لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر	راضی ہین ان کے لیے (جنت مین) باغات تیار
	خالدین فیھا ابدًا ذلك الفوز العظیم	کیے گیے ہین جن کے نیچے نہرین جاری ہین۔ وہ اُن مین
	سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۳	ہمیشہ رہین گے اور اپنی مراد کو پہونچین گے۔
دوسری	اولٰئك لھم جنٰت عدن تجری	یہی لوگ ہین جن کے رہنے کے لیے (بہشت کے)
	من تحتھم الانھٰر یحلون فیھا	ہمیشگی کے باغ ہین اُن لوگون کے (مکانون کے)
	من اساور من ذھب ویلبسون	نیچے نہرین بہرہی ہون گی ان کو وہان سونے کے
	ثیابًا خضرًا من سندس و	کنگن پہنائے جائین گے اور وہ مہین و دبیز ریشمی
	استبرق متکئین فیھا علی	سبز کپڑے زیب تن کرینگے وہان تختون پر تکیے
	الارائك نعم الثواب وحسنت	لگائے (بیٹھے) ہون گے۔ (کیا ہی) اچھا بدلہ ہے
	مرتفقا	اور (بہشت بھی آرام و آسائش کی) کیسی
	پ ۱۵۔ س کھف۔ رکوع ۴	جگہ ہے۔
تیسری	علی سرر موضونۃ متکئین	یہ لوگ سونے کے تارون سے بنے ہوے تختون پر
	علیھا متقٰبلین یطوف علیھم ولدان	(بیٹھے ہوے) ان کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ایک
	مخلدون باکواب واباریق وکاس	دوسرے کی طرف منہ کیے ہون گے چند نوجوان جو سدا
	من معین لا یصدعون عنھا	(نوجوان ہی بنے) رہین گے (بانی بنیے کے) آبخورے

ولا ینزفون و فاکھۃ ممّا
یتخیّرون ۝ ولحم طیر ممّا
یشتھون ۝ وحور عین ۝
کامثال اللؤلوء المکنون ۝
جزاءً بما کانوا یعملون ۝
لایسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما ۝
الا قیلا سلما سلما ۝

اور آفتابے اور ایسی شراب صاف کے جام کہ (جس کے پینے) سے
نہ اُنہین درد سر ہوگا اور نہ بہکین گے اور جس قسم کا
میوہ یہ پسند کرین اور جس پرند کا گوشت یہ چاہین
اُنکے پاس بار بار لاتے ہونگے (اور اُن کے لیے وہان)
بڑی آنکھ والی حورین ہین (اُنکی رنگتین صفائی اور
آبداری مین) اُن موتیون کی مثل ہین جو (بہت ہی
احتیاط کیلیے) تہ مین چھپادئے رکھے ہون (یہ ہم نے
اُنکے بدلہ مین جو وہ کرتے تھے (اُنہین عنایت کیا)
وہان وہ نہ کوئی بیہودہ بات سنین گے اور نہ گناہ کی
بجز سلام سلام کی آواز کے۔

سورۂ واقعہ

سپارہ (۲۷)

ع ۱

چوتھی

یعباد لاخوف علیکم
الیوم ولا انتم تحزنون ۝ج
الذین امنوا بایتنا وکانوا
مسلمین ۝ج ادخلوا الجنۃ انتم
وازواجکم تحبرون ۝
یطاف علیھم بصحاف من
ذھب واکواب وفیھا ما تشتھیہ
الانفس وتلذ الاعین وانتم فیھا
خالدون ۝ وتلک الجنۃ التی

ہمارے بندو آج تم کو نہ تو کسی طرح کا خوف ہے
اور نہ تم (کسی طرح) آزردہ خاطر ہوگے (یہ وہ لوگ ہین) جو
ہماری آیتون پر ایمان لائے اور (ہمارے) فرمان بردار رہے
تم اور تمھاری بیبیان عزت واکرام کے ساتھ جنت مین
داخل ہو جاو (اِن پر سونے کی رکابیون اور پیالیون کا
دور چلے گا اور جس چیز کو (اُن کا) جی چاہے اور جو (اُنکی)
نظر مین بھلی معلوم ہو بہشت مین (اُن کیلیے موجود) ہوگی
اور اُن کو مژدہ سنادیا جائیگا کہ تم ہمیشہ یہین رہوگے
اور یہ جنت کی میراث جو تم کو ملی ہے اُن (نیک اعمال) کی

اورثتموها بما کنتم تعملون ○ لکم فیها | عوض میں (ملی ہو) جو تم دنیا میں کیتے رہے ہو یہان
فاکهة کثیرة منها تاکلون ○ | تمھارے یئے کثرت سے میوے ہین جن مین سے
(پ (۲۵) س- الزخرف-ع ۷) | کھارہے ہو۔

آیات دربارۂ اصحاب منافقین

اور اصحاب منافقین کے بارہ مین اس قرآن مین یہ لکھا ہے۔

(۱) اذا جاءك المنافقون قالوا | (اے رسول) جب منافق تمھارے پاس آتے ہین تو تمھین
نشهد انك لرسول الله والله | خوش کرنیکے یئے) کہدیتے ہین کہ ہم تو پکارے کہتے ہین کہ آپ
یعلم انك لرسول الله والله | بیشک رسول خدا ہین اور اگرچہ) اللہ تو جانتا ہے کہ تم
یشهد ان المنفقین لکذبون ○ | بیشک رسول ہو مگر اللہ (تم کو یہ بھی) جتلائے دیتا ہے
اتخذوا ایمانهم جنة فصدوا | کہ (یہ) منافق جھوٹ بولتے ہین ان لوگون نے اپنی
عن سبیل الله ط انهم ساء | قسمون کو سپر بنا رکھا ہے تو (اسکی آڑ) مین لوگونکو راہ
ما کانوا یعملون ○ ذلك | خدا سے روکتے ہین (کیا ہی) بُرے کام ہین جو یہ لوگ
بانهم امنوا ثم کفروا فطبع | کررہے ہین کس یئے کہ یہ لوگ (پہلے مسلمانونکو دکھانیکو)
علی قلوبهم فهم لا یفقهون ○ | ایمان لائے پھر (منکر ہو گئے) (اسلام سے پھر گئے) یہانتک کہ انکے
(پ ۲۸ سورۂ منافقون ع ۱) | دلون پر مہر کردیگئی تو (اب) یہ (حق بات کو) سمجھتے ہی نہین۔

(۲) ومن الناس من یقول | اور لوگون مین بعض ایسے بھی ہین جو (منہ سے تو) کہدیتے ہین کہ
امنا بالله وبالیوم الاخر وما هم | ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ لوگ ایمان نہین
بمؤمنین ○ یخدعون الله | لائے (یہ لوگ اپنے نزدیک) اللہ کو اور اُن لوگون کو جو ایمان
والذین امنوا وما یخدعون | لاچکے ہین دھوکا دیتے ہین اور (حقیقت مین) دھوکا نہین
الا انفسهم وما یشعرون ○ | دیتے مگر اپنے آپکو اور (اس بات کو) نہین سمجھتے ان کے

	فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ	دلون مین (پہلے سے کفر کا) مرض تھا اب اللہ نے مرض اُنکا
	مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا	(اور بھی) بڑہا دیا اور (انکو جھوٹ بولنے کی سزا مین عذاب
	یکذبون ۵ پ۱ - البقرہ ع ۲ -	دردناک (ہوتا ہے)
(۳)	ان المنفقین یخادعون	منافق (مسلمانونکو دہوکا دیکر گویا) خدا کو دہوکا
	اللہ وھو خادعھم و اذا	دیتے ہین حالانکہ (حقیقت مین) خدا انہین کو دہوکا
	قاموا الی الصلوۃ قاموا	دیرہا ہے اور (یہ لوگ) جب نماز کیلیے کہڑے ہوتے ہین تو
	کسالی یراؤن الناس ولا	الکسائے ہوئے کہڑے ہوتے ہین (ظاہرداری کرکے)
	یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین	لوگون کو دکہاتے ہین اور (دل سے) اللہ کو یاد نہین
	بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی	کرتے مگر کچھ یونہین سا۔ کفر و ایمان کے بیچ مین پڑے جہول
	ھؤلاء ومن یضلل اللہ فلن	رہے ہین نہ ان (مسلمانون) کی طرف اور نہ اُن (کافرون)
	تجد لہ سبیلا ۵	کی طرف اور جس کو اللہ بھٹکائے تو ممکن نہین کہ
	پ ۵ ع	تم مین سے کوئی اُس کے لیے راستہ ڈہونڈہ نکالے۔
(۴)	بشر المنفقین بان لھم	ان منافقون کو جو مومنون کو چھوڑ کر کافرونکو
	عذابا الیما ۵ الذین	اپنا یار بناتے ہین۔ یہ خوشخبری سُنادو کہ اِن
	یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین ۵	کے لیے دردناک عذاب ہے۔
(۵)	ان المنفقین فی الدرک الاسفل	یقیناً منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے مین ہین گے
	من النار ولن تجد لھم نصیرا ۵ (النساء ع)	اور ہرگز نپائیگا تو اونکے لیے مددگار

جو فتنے اور فساد اُن سے سرزد ہونیوالے تھے اُنکے متعلق یہ ہے۔

(۶)	فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض	کیا تم سے دور ہے اگر تم حاکم ہو جاؤ تو روے زمین مین

وتقطعوا ارحامکم۔ فساد پھیلانے اور اپنے ناتے رشتے توڑنے لگو۔

جہاد سے فرار ہونے پر یہ نصّ جلی موجود ہے۔

(۷) اذ تصعدون ولا (اسوقت کو یاد کرو) جب تم (بدحواس) بھاگے چلے
تلوون علی احد والرسول جاتے تھے باوجودیکہ رسول تمہارے پیچھے کھڑے تم کو
یدعوکم فی اخرٰکم۔ بُلا رہے تھے لیکن تم مڑ کر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

الحاصل اصحاب مومنین ومنافقین دونون کے حالات اور آیات کا انکشاف کر دیا ہے پس جن کو ایمان کا پاس ہے اُن کے نیک و بد سمجھنے اور مومن ومنافق مین امتیاز کرنے کے لیے اس قرآن مین سب کچھ موجود ہے۔ اور جو اپنے دل مین ایمان کا درد نہین رکھتے اور اپنی ہی خواہشون کے پیرو ہین وہ آیات قرآن سے چشم پوشی کرکے اپنے مطلب کی خاطر خدا کی آیتون مین تحریفات معنوی کیا کرتے ہین۔ جیسا کہ اسی آیہ وافی ہدایہ "کنتم خیر امۃ" مین کی ہین۔ حالانکہ خوب جانتے ہین کہ ان اصحاب سے مہر اسلام کو زوال آیا۔ انکے نقص ایمان پر نہ صرف اقوال علما بلکہ آیات الٰہی شاہد ہین مگر اس پر بھی ایسی جلی شہادتون سے اعراض کرکے انھین کو بہترین اُمت سے سمجھتے ہین اور خدائے پاک کی طرف سے "کنتم خیر امۃ" بناتے ہین جو بوجہ نقص ایمان۔

یامرون بالمنکرو حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین
ینھون عن المعروف۔ اچھی بات سے۔

کے مصداق ہین اُن پر۔

تأمرون بالمعروف و حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے
تنھون عن المنکر۔ ہین بُری بات سے۔

کا اطلاق کرتے ہین۔ کاش اب بھی اپنے باطل عقیدون کو چھوڑین اور حدیث متفقہ فریقین انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی سے متمسک ہون۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ قرآن۔ قرآن صامت ہے اور اہلبیت رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن ناطق ہین جو انسے منحرف ہے وہ گمراہ ہی الغرض ؎

آٹھون بہشت باغ ولایت کے پھول ہین ۔۔۔ ان ست ولا کھو کہ یہ آل رسول ہین

اعمال دشمنان علیؑ ناقبول ہین ۔۔۔ روزے ہون یا نماز ہین ہون سب فضول ہین

پھر کیا ادا زکوۃ اگر حج سمیت کی

شرط قبولیت ہے ولا اہلبیت کی

قولہ تعالیٰ۔

انا ہدیناہ السبیل اما ۔۔۔ ہم نے تم کو راہ ہدایت بتادی (اب تم کو

شاکرا واما کفورا۔ ۔۔۔ اختیار ہے) چاہو شکر کرو خواہ کفر۔

اقوال شاہ صاحب دربارۂ حدیث اصحابی۔

واضح ہو۔ کہ حدیث اصحابی جس مین فرشتگان عذاب کا اصحاب کو جانب شمال لے جانا اور رسول اللہ کا فرمانا کہ یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین مذکور ہے اوپر نقل ہوچکی ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے تسلیم کی ہے مگر بفحوائے شعر

شاہد دلبربائے من میکند از برائے من ۔۔۔ نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بہ تازہ نو بہ نو

گلفشانیان بھی خوب کی ہین۔ یعنی کبھی تو یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اہل سنت سے کوئی بھی ان اشخاص کو اصحاب رسول نہین سمجھتا۔ نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا معتقد ہے۔ کبھی اس حدیث کو غیر اشخاص مرتدین کے حق مین بتاتے ہین اور انکا پتہ بھی دیتے ہین کہ وہ لوگ طبقہ بنی حنیفہ و بنی تمیم سے ہین۔ کبھی ان آیات پاک کو جو مخصوص اصحاب مومنین کی فضیلت مین ہین اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتاتے ہین۔

آخر بعد قیل وقال بسیار اس لطیفہ سے اپنے اصحاب کی فضیلتون کا رنگ جماتے ہین کہ اصحاب کی منزلت مرتبت حفاظ قرآن ہی خوب سمجھتے ہین۔ ناظرہ خوان اصحاب کے درجے و مرتبے کیا جانین۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کا خلاصہ یہ ہے۔

این حدیث صریح ناطق است که مراد از اشخاص مذکوره مرتدین اند که موت آنها بر کفر باشد و هیچ کس از اهلسنت آنجماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنها نمی شود اکثر بنی حنیفه و بنی تمیم که بطریق وفادت بزیارت آنحضرت مشرف شده بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر شدند کلام اهلسنت در آن صحابه است که با ایمان و عمل صالح ازین جهان درگذشتند در حال این قسم اشخاص اگر روایت موجود داشته باشد بیارند که در حق این اشخاص بالتخصیص حق تعالی بشارتها و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرموده۔

اس طعن کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تصریحاً اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ اشخاص مذکورہ سے وہ مرتدین مراد ہین کہ جو حالت کفر مین مرے ہون۔ اور اہلسنت سے کوئی شخص بھی اس جماعت کو صحابی نہین کہتا۔ اور نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا کوئی معتقد ہے اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم کہ بطور قاصدی آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اس بلا مین پھنس گئے اور ٹوٹے و نقصان مین رہے اہلسنت کا کلام اُن اصحاب کے بارہ مین ہے کہ جو با ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ اس جہان سے گیے اگر ایسے لوگون کی نسبت کوئی روایت موجود ہو تو پیش کرین کہ ایسے اشخاص کے بارہ مین حقتعالے نے خاص طور سے بشارتین نیک قرآن مین نازل فرمائی ہین۔

وعد الله الذین اٰمنوا منکم

اللہ تعالیٰ نے ان لوگون سے کہ جنھون نے

وعملوا الصلحت ليستخلفنهم	ایمان لانیکے بعد عمل نیک کیے اس امر کا وعدہ
فی الارض کما استخلف الذین	کرلیا ہے کہ ان کو ضرور زمین مین خلیفہ بناؤنگا۔
من قبلھم ولیمکنن لھم	جیسا کہ تم سے پہلے لوگون کو اس نے خلیفہ بنایا۔
دینھم الذی ارتضی لھم	اور ضرور ان کو قادر بنائے گا اُس دین پر کہ
ولیبدلنھم من بعد	جس کو اللہ نے اِن کے لیے پسند و مناسب فرمایا
خوفھم امنا یعبدوننی	اور اِن کے خائف ہونیکے بعد ان کے ہراس کو امن سے
لا یشرکون بی شیئا۔	ضرور بدل دیگا۔
رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد	اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہوگیے اور اللہ نے
لھم جنت تجری من تحتھا الانھار	اُن کے واسطے ایسی جنتین بنائین جسکے نیچے نہرین
خالدین فیھا ابدا ذلك الفوز العظیم	جاری ہین جس مین وہ ہمیشہ رہین گے اور
پ ۱۱۔ س۔ توبہ۔ ع ۱۳۔	یہی پوری کامیابی ہے۔
وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ	(اے رسولؐ) تم مومنین کو اللہ کی جانب
فضلا کبیرا۔ پ ۲۲۔ سورۂ احزاب۔ ع ۶۔	سے فضل عظیم کی بشارت دو۔
فالذین ھاجروا واخرجوا	پس جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے شہرون سے
من دیارھم واوذوا فی سبیلی و	نکالے گیے اور ہمارے لیے اُنھون نے اذیتین اُٹھائین
قاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم	اور کفار کو قتل کیا اور (خود) قتل کیے گیے اللہ اُنکی
سیاتھم ولادخلنھم جنت	بُرائیون سے ضرور درگذر کرے گا اور اُن کو
تجری من تحتھا الانھار	اُن جنتون مین جن کے نیچے نہرین جاری ہین
پ ۴۔ س۔ ال عمران ع ۲۰۔	ضرور داخل کرے گا

یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنٰت
لھم فیہا نعیم مقیم خالدین فیہا ابداؐ
پ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۳۔

اُنکا پروردگار انکو اپنی مہربانی ورضامندی سے اور
ایسے ہرے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین
اُن کیلیے دائمی عیش ہے اور یہ لوگ اُن باغون مین ہمیشہ رہینگے

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ
فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق
والعصیان۔
پ۲۶۔ س الحجرات۔ ع۱

لیکن اللہ نے ایمان کی محبت دیدی ہے اور
اسکو تمھارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے۔
اور کُفر وبدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار
کردیا ہے۔

اولئٰک ھم المؤمنون حقا لھم
درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق
کریم٥ (پ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۱۰)

وہی لوگ یقینی مومن ہین اُن کے لیے
اللہ کی جانب سے درجاتؐ مغفرت اور
رزق کریم ہے۔

لکن الرسول والذین آمنوا
معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم
واولئٰک لھم الخیرات واولئٰک
ھم المفلحون٥ (پ۱۰۔ س توبہ۔ ع۱۱)

لیکن رسولؐ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ
ایمان لائے انھون نے اپنے نفوس اور اموال کے
ساتھ جہاد کیا انہین لوگون کے لیے نیکیان
ہین۔ اور وہی لوگ رُستگار رہین۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل
الفتح وقاتل اولئٰک اعظم درجۃ من
الذین انفقوا من بعد وقاتلوا
وکلا وعد اللہ الحسنٰی واللہ بما تعملون
خبیر٥ (پ۲۷۔ س حدید۔ ع۱)

نہین تم مین سے برابر ہے وہ شخص کہ جس نے قبل
فتح کے خرچ کیا اور مقاتلہ کیا وہی لوگ بڑے درجہ
والے ہین اُن لوگون سے کہ اُنھون نے بعد فتح
خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ نے ہر ایک سے
نیکی کا وعدہ کیا ہے۔

للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا	اس مال مین اُن مفلس مہاجرین کا بھی حصہ
من دیارهم واموالهم یبتغون	ہے جو اپنے گھرون سے اور مالون سے نکالے گئے
فضلا من الله ورضوانا وینصرون	اور خدا کی خوشنودی اور فضل کے طلبگار
الله ورسوله اولئك هم الصادقون	ہین۔ اور خدا کی اور اُس کے رسول کی مدد
الی اٰخر الاٰیة الثانیة۔	کرتے ہین یہی لوگ سچے ایماندار ہین۔
یوم لا یخزی الله النبی والذین	اُس دن اللہ اپنے رسول اور ان مومنین
اٰمنوا معه نورهم یسعی بین ایدیهم و	لوگون کو جو ایمان لائے رُسوا نکریگا اُنکا نور
بایمانهم۔ (پ۲۸ ۔ س التحریم ع)	اُن کے سامنے اور اُن کے دہنے جانب دوڑتا ہے
ولا تطرد الذین یدعون ربهم	(اے رسول) اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے
بالغداة والعشی یریدون وجهه۔	پروردگار کو پکارتے ہین اپنے پاس سے نہ نکالو
(پ۷ ۔ سورۂ انعام ع)	اور وہ اُسکی ذات کا (بھروسہ) (ارادہ) کرتے ہین۔
واذا جاءك الذین یؤمنون	اور جبکہ میرے پاس وہ لوگ آئین جو ہماری آیتون پر
بایاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم	ایمان لائے ہین پس کہو کہ تم پر سلام ہے واجب کر لیا
علی نفسه الرحمة انه من عمل منکم سوء	ہے تمھارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت کو
بجهالة ثم تاب من بعده واصلح	بیشک جس شخص نے تم مین سے بدتر عمل کیا جہالت
فانه غفور رحیم ؕ	سے پھر توبہ کرلی اسکے بعد اور اپنی حالت کی اصلاح
(پ۷ ۔ سورة انعام ع)	کی پس وہ غفور الرحیم ہے۔
ان الله اشتری من المؤمنین	بہ تحقیق اللہ نے مومنین کے نفسون اور
انفسهم واموالهم	مالون کو خرید کر لیا کہ اُنکے واسطے جنت ہے، اللہ کی

يقاتلون فی سبیل الله	راہ مین جہاد کرتے ہین۔ پس قتل کرتے ہین اور خود
فیقتلون ویقتلون وعدًا علیه	قتل ہوتے ہین یہ پکّا وعدہ ہے اُسکو پورا کرنا خدا پر
حقاً فی التورٰیة والانجیل و	لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت وانجیل قرآن
القرآن ومن اوفی بعهده من	سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والا خدا
الله۔ (پ۱۱۔ س توبہ۔ ع۱۴)	سے بڑھکر کون ہے۔
لقد رضی الله عن المؤمنین اذ	(اے پیغمبر) جب مسلمان ایک درخت کے نیچے تمہارے
یبایعونك تحت الشجرة فعلم ما فی	ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کر رہے تھے خدا ان سے
قلوبهم (پ۲۶۔ س فتح۔ ع۳)	خوش ہوا۔ اور اُس نے انکی عقیدت کو جان لیا۔
بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی	المختصر حافظ قرآن کو ممکن نہین۔ کہ صحابہ
صحابہ تردد داشتہ باشد اگرچہ حدیث	کی بزرگی مین تردد رکھتا ہو۔ اگرچہ حدیث
و روایت را در نظر نیارد زیرا کہ اکثر قرآن	و روایت کو نہ دیکھا ہو اس وجہ سے کہ قرآن
مملو است از تعریف و توصیف این جماعت	اس جماعت کی تعریف و توصیف سے بھرا ہوا
و ناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت	ہے لیکن دیکھکر پڑھنے والے ایک لفظ کو
گوش می کنند و سیاق و سباق آنرا چون	ایک آیت سے سُنتے ہین اور اُسکے طریقہ
یاد ندارند غور نمی کنند کہ در این جا چہ قیود	وغیرہ کو بھول جاتے ہین تو غور نہین کرتے کہ
واقع شدہ و ضمیرہ آن لفظ کدام کدام چیز	اس جگہ کتنے قیود واقع ہوئے اور ضمیر اسکا
در نظم قرآنی گردانیدہ اند کہ تاویل مبطلین	نظم قرآنی مین کون کون ہے کہ تاویل مطاعن
و تحریف جاہلین۔ را در آن دخلے نماندہ	اور تحریف جہلا کو اُس مین کوئی دخل نہو۔
واللہ اگر پدر من غیر از حفظ قرآن ہیچ	خدا کی قسم اگر میرا باپ بجز حفظ قرآن کوئی اور

تعلیم نمی کرد از عہدہ شکر آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم بر آمدے	تعلیم مجھے نکرتا تو مین کبھی اُس کا شکر ادا نہ کر سکتا ۔
روح پدرم شاد کہ میگفت باستاد	~~روح پدرم شاد کہ می گفت باستاد~~
فرزند مرا عشق بیاموزد دگر ہیچ	~~فرزند مرا عشق بیاموزد دگر ہیچ~~
این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم ۔ تحفہ صفحہ ۶ طبع دہلی۔	یہ سب حفظ قرآن ہی کی نعمت ہے کہ مین اپنی مشکل اُس سے رجوع کر کے حل کر لیتا ہون۔

افسوس کہ حضرت شاہ صاحب قضا کر گئے۔ ورنہ مین تحفہ اثنا عشریہ لیے ہوئے خدمت بابرکت مین حاضر ہوتا اور پوچھتا کہ حدیث حوض اصحاب سے متعلق ہے یا بنی حنیفہ و بنی تمیم سے اگر فرماتے بنی حنیفہ و بنی تمیم کے حق مین ہے تو بندہ عرض کرتا کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم کو بارگاہ رسالت و نبوت مین یہ تقرب و رسوخ کب حاصل ہوا تھا کہ جناب سرور عالم صلعم ان کو حوض کوثر پر دیکھتے ہی یہ کلمۂ شفقت آمیز فرمائین گے کہ۔

اگر شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مین پوچھتا کہ بنی حنیفہ کو تقرب رسول نہ تھا کہ وہ مرتکب بدعات ہوئے۔

"یہ میرے اصحاب ہین میرے اصحاب ہین"

(۲) حدیث حوض تو انکی صحابیت کی شہادت دیتی ہے۔ اللہ جل شانہ بھی اُن کی صحابیت کی تصدیق فرماتا ہے۔ اور آپ اُن کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ

"ہیچ کس از اہلسنّت آن جماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود"

(۳) آپ ان اشخاص کو اصحاب سمجھین یا نہ سمجھین اور ان کی بزرگیون کے معتقد ہون یا نہون۔ مگر اتنا تو تسلیم کرتے ہین کہ یہ لوگ اصحاب رسول سے تھے مگر بعد ایمان لانیکے پھر مرتد ہو گیے۔ لہذا اہلسنت ان کو اصحاب نہین سمجھتے۔ یہی عقیدہ امامیہ کا بھی اصحاب ناقص الایمان کی نسبت ہے۔

لیکن آپ اس عقیدہ سے اِن کو دشمن اسلام سمجھتے ہین اور یہ حدیث تحفہ مین درج فرماتے ہین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی اصحاب کو بُرا کہے تو کہو خدا کی لعنت تمھارے شر پر ہو۔

(۴) حدیث شریف کا مضمون تو یہ ہے کہ جب فرشتگان عذاب رسول اللہ کے سامنے سے اصحاب کو کشان کشان لیجائینگے تو آنحضرت صلعم اصحاب کو دیکھکر عرض کرینگے۔

بار الٰہا یہ تو میرے اصحاب ہین۔ خدائے پاک فرمائیگا۔ اے رسول۔ تم کو اُن بدعات سیات کی کیا خبر ہے۔ جو ان اصحاب نے تمھارے بعد کی تھین۔

حدیث اصحابی خاص اصحاب سے متعلق ہے

پس بنی حنیفہ و بنی تمیم کس عہد ہمایون مین مسند نشین خلافت و امارت ہوے تھے جو اِن کو دین خدا مین بدعات و احداث کرنے کا موقع ملا اور وہ بدعتین کیا ہین۔

حدیث اصحابی کے ساتھ ان احادیث نبوی پر بھی غور فرمائین جن مین سے بعض اُوپر درج کر آیا ہون یعنی کسی حدیث کا مفہوم تو یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

میرے بعد کچھ لوگ جھوٹی باتین میری طرف منسوب کرینگے۔ عبادہ نے پوچھا یا حضرت وہ کون لوگ ہین۔ اور یہ کب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو ابتدا سے میرے دشمن ہین اور جب میری جان حلق تک پہونچے گی اُس وقت ظاہر ہو جائینگے۔

کسی حدیث مین یہ ہے کہ۔

وہ لوگ آخرت سے منہ موڑینگے اور دنیا کی طرف رخ کرینگے دین خدا مین دخل دینگے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالینگے۔ بعض احادیث مین تو بہ تصریح یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہوگی جبتک میری اُمت مثل اُمم سابقہ اُمور قبیح کی مرتکب نہوگی۔

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ آپ اہل فارس وروم کی نسبت فرماتے ہین۔ ارشاد ہوا وہ لوگ تم ہو۔

کنز العمال سے جو حدیث مین اوپر لکھ آیا ہون اُس پر غور فرمائیے کہ

جناب رسول خدا صلعم نے جناب امیر سے پوچھا۔ یا علی اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جبکہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے۔ اور دنیا کی طرف جھک پڑین گے میراث کو ہضم کر ڈالین گے دین خدا مین اپنا دخل دین گے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالین گے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی نے آیۂ کریمہ ولو انفقتھا فی الارض کی تفسیر مین صاف لکھا ہے کہ۔

جب جناب رسول اللہ نے وفات پائی۔ اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوئے اور اُس کے خواہان وجویان ہوئے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔

اس حدیث سے بھی آپ واقف ہین کہ

ایک دن جناب رسول خدا صلعم کا گذر شہداء اُحد کی طرف ہوا۔ آپ نے اُن پر نماز پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ حضرت ابوبکر نے جو ہمراہ تھے۔ کہا یا رسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لائے ہم بھی لائے جیسا ان لوگون نے جہاد کیا ویسا ہی ہم نے کیا ہم پر اِن کو فضیلت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ دنیا سے ایمان کے ساتھ گیے اور اپنی محنت وجان نثاری کا کچھ صلہ اس دنیا مین اِن کو نہین ملا مگر مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا کیا بدعات واحداث کروگے۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر نے رو کر کہا۔

آہ۔ آہ۔ آپ کے بعد ہم اِن اُمور کے مرتکب ہون گے۔

پس یہ احادیث ایسی صاف اور واضح ہین کہ ان مین کسی توجیہ وتاویل کی گنجایش ہی نہین ہے۔

اس لیے کہ جناب رسول خدا صلعم بتوضیح و تصریح خود اصحاب کبار سے مخاطب ہو کر ان احوال و افعال سے جو بعد آنحضرت اصحاب سے سرزد ہونے والے تھے آگاہ فرما گیے ہین۔

چنانچہ۔ جن بدعات و سیّات اور فتنہ و فساد کی پیشین گوئی آپ نے فرمائی تھی۔ بعد آپ کے اصحاب ان امور کے مرتکب ہوئے۔ پس ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ حدیث اصحابی سے خاص اصحاب کبار مراد ہین جیسا کہ فاضل فضل ابن روزبہان اپنی کتاب بطال الباطل مین اس کے قائل ہین جس کی نقل یہ ہے۔

ما روی من الجمع بین الصحیحین	یعنی جمع بین الصحیحین مین روایت ہے کہ
ان رسول اللہ یقال لہ لا تدری ما	بتحقیق رسول اللہ صلعم سے جوابًا کہا جائیگا بروز
احدثوا بعدك فاتفق العلماء ان	قیامت کہ جو بدعات و احداث تمھارے بعد
هذا فی اهل الردة الذین ارتدوا بعد	ان لوگون نے کیے ہین ان کو تم نہین جانتے۔
وفات رسول اللہ وهم کانوا اصحابه	علما اس امر پر متفق ہین کہ یہ حدیث اُن مرتدین
فی حیاته ثم ارتدوا بعده وبدل علیه	سے متعلق ہے جو بعد رحلت رسول اللہ صلعم
الاحادیث والاخبار التی ستذکر	مرتد ہو گئے تھے اور آپ کے حیات مین وہ آپکے
بعد هذا ولا شك ان هذا	اصحاب تھے اور پھر آپ کے بعد مرتد ہوئے اس پر
لم یرو فی شان جمیع اصحاب محمد	وہ احادیث و اخبار جو بعد اس کے ذکر کیے جائینگے
بالاجماع لان فیهم من لم یتغیر	دلالت کرتے ہین اس مین شبہہ نہین ہے کہ یہ
ولم یبدل بعده بلا خلاف فهو	حدیث اجماعًا جمیع صحابہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ
من اهل النجاة بلا نزاع۔	ان مین ایسے بھی تھے جن مین بعد رحلت آنحضرت
(از سیف الاکبر صہ ۲۱۲)	کوئی تغیر و تبدل نہین ہوا اور بلا اختلاف لوگ اہل نجات ہین

اس کلام سے اہل حق کے دعوے کی بخوبی تائید ہوتی ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلعم کی حیات مین زمرۂ صحابہ کبار مین شمار کیے جاتے تھے انہین مین سے بعد وفات آنحضرت بسبب ارتداد مورد عذاب جبار وقہار ہوئے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف مین بذیل شرح حدیث اصحابی محقق دہلوی شاہ عبد الحق باتفاق اکثر علماء حدیث اصحابی ان مخصوص صحابہ کبار پر محمول کرتے ہین جنھون نے آداب حقوق اہلبیت رسول مین تقصیر کی اُس کلام کی نقل یہ ہے۔

مراد بردت رجوع از دین مسلمانی	یعنی اس ارتداد سے مقصود دین اسلام سے
نیست بلکہ خروج از حد استقامت در بعض	پھر جانا نہین ہے بلکہ بعض حقوق و امور سلطنت سے
حقوق و صلاح سریرت در بعض امور و رجوع	متعلق حد استقلال سے خارج ہو جانا نیز حسن اخلاق
از مرتبہ حسن اخلاق و صدق نیت و تقصیر	و صدق نیت کے مرتبہ سے گذر جانا اور بعض
در بعض حقوق و رعایت اہلبیت و در ادب	حقوق و رعایت اور آداب اہلبیت رسول کے
با ایشان بجہت ابتلا بدنیا و فتنہ۔ چہ	باب مین قصور کرنا ہے اسلیے کہ دنیا اور اس کے
آنحضرت فرمودہ بود کہ من نمی ترسم بر شما	فتنون مین مبتلا ہو گیے تھے جیسا کہ رسول خدا نے
کفر و بت پرستی را ولیکن می ترسم از	فرمایا تھا کہ مجھے تمھاری جانب سے کفر و بت پرستی کا
مداخلت دنیا و آفات آن۔	اندیشہ نہین ہے بلکہ مین ڈرتا ہون کہ دنیا اور
ایضاً صفحہ (۲۰۲)	اُسکی آفتون مین مبتلا ہو جاؤ گے۔

یہ اظہر من الشمس ہے کہ حقوق اہلبیت مین تقصیر کرنے والے وہی اصحاب کبار تھے جو حرص دنیا مین ایسے پھنسے کہ سرور کائنات صلعم کی رحلت ہوتے ہی بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ مین گیے اور انصار سے لڑ جھگڑ کر خلافت لے لی۔ برادر اور وصی رسولؐ کا حق چھینا۔ بیعت نکرنے پر بضعۂ رسولؐ کے گھر جلانے کو آگ ولکڑیان لے گیے۔ اور قسم کھا کر کہا اگر نہ نکلو گے تو گھر

جلا دین گے۔ دختر رسول کو وہ ایذا پہونچائی کہ اُس صدمہ سے رحلت فرمائیں۔ فدک لے لیا اُن معصومہ نے ہر چند اپنے حق ہبہ و حق میراث کو پیش کیا مگر کسی طرح اُن معصومہ کو کسی دعویٰ مین سچا نہ سمجھا جس پر وہ معصومہ ناراض رہین اور بد دعا فرماتی رہین اور ان صحابہ نے مطلق اس کا پاس و لحاظ نہ کیا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا۔ فاطمۃ بضعۃ منّی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ ومن اذی اللّٰہ فقد کفر یعنی فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے۔ جس نے اسکو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی وہ کافر ہے۔ آخر وہ معصومہ ان حضرات سے ناراض گئین۔ اور تا حیات ان سے ہم کلام نہ ہوئین۔ جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔ لا تتکلم حتی ماتت الخ اور دین و شریعت مین جو فتور اور قصور کیے وہ ظاہر ہے۔ عیان را چہ بیان ہر چند کہ آپ نے تحفہ مین ان کی خاطر ان باتون کی پردہ پوشی مین سب کچھ لکھا مگر "الحق یعلو ولا یعلیٰ" خداے پاک نے ان واقعات کی صحت خود آپ ہی کے آئمہ و محدثین و متکلمین کی زبان و قلم سے کرا دی "قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" یعنی جو حق تھا وہ کھل گیا اور جو جھوٹ تھا وہ ہلاک ہوا۔ بیشک باطل بڑا ہلاک ہونے والا ہے۔

اصحاب ممدوحین کی نسبت حضرت نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔

درحق این اصحاب حق تعالیٰ بالتخصیص بشارت ہائے و وعدہ ہائے نیک در قرآن مجید فرمودہ۔

اور اسکی تائید مین بعض آیات بھی اُن کے فضائل و مراتب مین پیش کی ہین اُس پر پہلا اعتراض تو یہ عاید ہوتا ہے کہ آپ نے شیعہ و سنّی بلکہ عامۃ الناس کو اپنا اعتبار اس طرح دلایا ہے کہ

قول شاہ صاحب کہ آیات فضیلت اصحاب مندرجۂ تحفہ مقبول علماء امامیہ ہین۔

آنچہ از تواریخ و قصص و حکایات گذشتہ	جو پچھلے حالات حکایات اور واقعات
درین رسالہ مندرج ست ازان جنس ست	اس رسالہ مین درج کیے گیے ہین وہ اس قبیل سے ہین

کہ ہر دو فرقہ برآن اتفاق میدارند و تفسیر قرآن مجید نیز از فریقین یکسان مرویست معہذا از تفاسیر شیعہ بیشتر آوردہ شد تا کسے را مظنۂ تہمت نماند۔

جس پر دونون فریق متفق ہین اور قرآن مجید کی تفسیر بھی دونون کی ایک ہے اس پر بھی تفاسیر شیعہ سے زیادہ لی گئین ہین تاکہ تہمت کا گمان کسی کو نہو۔

تردید قول مذکورہ بالا

اب فرمائیے کہ مفسرین کرام امامیہ سے کس نے اور کس تفسیر سے اُن آیات پاک کو اصحاب ثلاثہ کی فضیلت مین بتایا ہے۔ کاش اپنے قول کی تائید مین کسی ایک ہی آیت کی تفسیر تفاسیر امامیہ سے درج کی ہوتی۔

حالانکہ آپ پر خوب روشن ہے کہ شیعہ جمیع آیات فضیلت سے ایک آیت بھی اصحاب ممدوحین کے حق مین تسلیم نہین کرتے جیسا کہ جناب مولانا مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفہ کے جواب مین فرماتے ہین۔

پس شک نیست درین کہ از صحابہ کسانیکہ ایمان داشتند و ہجرت و جہاد بہ نیت صحت کردند آیات فضیلت دلالت بر فضیلت آنہا دارد و لیکن چون ایمان غاصبین حق شاہ ولایت و ہجرت اینہا بہ نیّت درست بہ ثبوت نرسیدہ استدلال برین آیات بر فضیلت ایشان وجہی ندارد لاسیما نظر بانیکہ او سبحانہ تعالی بقارن این ہر دو صفت صفت جہاد را نیز مذکور نمودہ

اس مین شبہہ نہین ہے کہ جو اصحاب ایمان لائے اور خدا کی راہ مین صدق نیت سے جہاد اور ہجرت کی آیات فضیلت انکی منزلت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہین۔ لیکن چونکہ ایمان غاصبین حق شاہ ولایت اور انکا ہجرت کرنا صدق نیت سے ثابت نہین ہے اس لیے آیات فضیلت سے ان کے فضائل پر استدلال کرنا صحیح نہین ہے اور یہ امر بھی لائق غور ہے کہ حقتعالی نے ایمان و ہجرت کے ساتھ صفت جہاد کو بھی ذکر کیا ہے اور جنگ بدر و خیبر اور حنین وغیرہ مین جو حالت انکے جہاد کی تھی

وکیفیت جہاد ایشان در جنگ بدر و خیبر و حنین	وہ مثل آفتاب روشن ہے اس صورت مین آیات
وغیرہ اظہر من الشمس ست پس ایشان را ازین	فضیلت سے ان لوگون کو فضیلت نصیب نہوے گی
آیہ بہرۂ نخواہد بود بلکہ ایشان مصداق	بلکہ خدائے پاک کے اس ارشاد کے بموجب
قول او سبحانہ تعالی ومن یولہم یومئذ دبرہ	اور جو کوئی جہاد مین وقت کارزار اپنی پیٹھ پھیرے"
حظ وافر دارند۔	وہ مستوجب عذاب خدا ہے۔

جب صورت حال یہ ہے تو ضرور تھا کہ آپ ان آیتون کو اصحاب ممدوحین کے فضائل مین پیش کرنے سے قبل ان کا ایمان لانا بوجہ اللہ ہجرت کرنا۔ راہ خدا مین اذیتین اور تکلیفین جھیلنا جہاد مین ثابت قدم رہنا کفار و مشرکین کو قتل کرنا۔ یا خود قتل ہو جانا فتح سے پہلے اسکی راہ مین خرچ کرنا اُمور دین مین خدا اور رسولؐ کی حمایت و اعانت کرنا خدا اور رسولؐ سے سچی محبت رکھنا نکث بیعت نہ کرنا خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور ان کے احکام پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی ثابت کرتے جن کا پتہ اصح الکتب بعد کلام الباری بخاری سے بھی نہین ملتا۔

احوال و اعمال اصحاب ممدوحین منافی آیات فضیلت ہین

پس جن آیات پاک سے آپ نے ان کی فضیلت کا استدلال اس شد و مد سے کیا ہے ان مین سے ایک آیت بھی ان پر صادق نہین آتی اون کے فضائل کا استدلال اُس صورت مین ممکن تھا کہ جن صفات کا ذکر آیتون مین ہے اصحاب ممدوحین اون صفات سے متصف ہوتے۔

چنانچہ منجملہ اُن آیتون کے آپ آیۂ کریمہ "اولئك هم المؤمنون حقا" پر ہی غور فرمائین جس کا جزو اول آپ نے محض اس خیال سے کہ اصحاب کے حالات ایمان و جہاد اون آیتون کے برعکس تھے چھوڑ دیا ورنہ اگر آپ پوری آیت تحریر فرماتے تو یہ امر سب پر کھل جاتا کہ اولئك هم المؤمنون سے کون لوگ مراد ہین۔ اب مین پوری آیت بغرض توضیح اس جگہ نقل کرتا ہون مُلاحظہ فرمائیے۔

انما المؤمنون الذین اذا	سچے ایماندار تو وہی لوگ ہین کہ جب ان کے سامنے خدا
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا	خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ہل جاتے ہین اور جب
تلیت علیھم اٰیتہ زادتھم ایمانا	اُن کے سامنے اسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور
وعلیٰ ربھم یتوکلون الذین یقیمون	زیادہ کردیتی ہین۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتی ہین
الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون ۝	نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہین۔ اور جو ہم نے ان کو دیا ہے
اولٰئک ھم المومنون حقا	اُس مین سے (ہماری راہ مین) خرچ کرتے ہین وہی لوگ
لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ	یقینی مومن ہین۔ اللہ کی جانب سے اُنکو درجات و
ورزق کریم۔	مغفرت اور رزق کریم ہے۔

اس آیت مین اللہ جلشانہ نے انھین لوگون کو یہ بشارت دی ہے۔ اور انہین سے وعدہ مغفرت فرمایا ہے جو ان صفات سے متصف تھے اور آپ کے اصحاب کے ایمان کا یہ حال تھا کہ بجائے "وجلت قلوبھم" "فقست قلوبھم" تھے۔ (یعنی بجائے اس کے کہ اُن کے دل ذکر خدا اور خوف خدا سے نرم ہون سخت ہو گیے)۔

چنانچہ مین اسکا ذکر تفصیل سے "شواہد نقلی" مین کر چکا ہون کہ خود اللہ جلشانہ نے اُنکے نقص ایمان کی باین الفاظ پاک "فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون" شہادت دی ہے اُنکی نسبت "اولٰئک الذین طبع اللہ علیٰ قلوبھم واتبعوا اھواءھم" فرمایا ہے "یعنی وہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مہر لگا دی اور وہ اپنی خواہشات کے پیرو ہین"

آپ کے والد ماجد اور امام فخر الدین رازیؒ و دیگر مفسرین کرام نے آیات پاک الم یان للذین اٰمنوا" اور "ومنھم من یستمعون الخ کی تفسیر صاف الفاظ مین لکھدی ہے کہ یہ آیت اصحاب مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ مدینہ مین مال و دولت پاکر عبادت خدا کم کرنے لگے

اور جو وعظ و ہدایت کی باتین رسول اللہؐ سے سنتے تھے ان کو گھر دن مین جاکر بھول جایا کرتے تھے۔ بلکہ امام صاحب موصوف نے تو خود حضرت ابو بکرؓ کا قول ہی نقل کر دیا ہے کہ وہ آیت سُنکر اہل یمامہ روئے اور کہا کہ اب ہمارے دل ذکر خدا سے سخت ہو گیے ہین حضرت ابو بکرؓ نے کہا ھٰکذا کنا حتیٰ قست القلوب۔۔ یعنی پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے کہ ذکر خدا سے دل ہلجاتے تھے مگر اب سخت ہو گیے۔"

"اسی طرح جب حنظلہ کاتب وحی نے کہا کہ مین منافق ہو گیا یعنی جبتک رسول اللہ کے پاس بیٹھکر وعظ اور ہدایت کی باتین سنتا ہون تو گویا دوزخ و بہشت آنکھ سے دیکھتا ہون لیکن جب گھر جاکر بال بچون سے ملتا ہون تو وہ سب باتین بھول جاتا ہون، حضرت ابو بکرؓ نے جو سردار سب صدیقون کے ہین۔ فرمایا "اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

اب حضرت عمر فاروقؓ کے سچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی نظر ڈالیے۔ جنکی حقیقت آیۂ کریمہ "لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ" سے جو آپ نے ان کی شان مین پیش کی ہے بخوبی منکشف ہوتی ہے۔ یہ آیت سورہ الفتح کی ہے اس سورہ مین اللہ جلشانہ نے مفصل حالات بیعت کے (جس کو بیعت الرضوان کہتے ہین) بیان فرماتے ہین اور اصحاب مومنین و منافقین کے ایمان کا حال صراحت سے فرمایا ہے۔ یہ بیعت سب اصحاب سے اس لیے لی گئی تھی کہ نکث بیعت نکرین اور جنگ کے وقت پھر پشت نہ پھیرین مگر اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو اکثر اصحاب بیعت پر قائم نہ رہے۔ آزانجملہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ ہین جو تین دن تک متواتر سپاہ اسلام کے سردار بنکر اور علم لیکر رزمگاہ مین گیے مگر کفار کے حملہ کی تاب نہ لاکر بغیر قاتلوا و قتلوا ایسے آتے رہے۔ اس سورہ مین صلح حدیبیہ کا بھی ذکر مفصل ہے کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے کفار و مشرکین سے صلح کر لی تو اس صلح پر جو مخصوص مصلحت و حکمت الٰہی

مبنی تھی۔ اور اُسی کے حکم سے ہوئی تھی حضرت عمر نے خدا و رسول پر گمانات و خیالات فاسد کیے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلاف شعار ایمان حجت و تکرار کی یہانتک کہ آپکی رسالت اور نبوت مین بھی شک اور شبہہ کیا جس کے خود معترف ہین جیساکہ درمنثور صفحہ ۷۷ مین ہے۔

فقال عمر بن الخطاب واللّٰہ ما	عمر بن خطاب نے کہا جب سے ہم اسلام
شککت منذ اسلمت الا یومئذ	لائے کبھی شک نہین ہوا مگر آج کے دن۔

جب رسول اللہ صلعم نے سورۃ الفتح آپ کو سنایا جس مین اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو "فتحاً مبینا" فرمایا ہے اس کو سنکر آپ نے خدائے پاک پر یہ طعن کی "کیا یہی فتح ہے"۔
حالانکہ جو بعد لانے ایمان کے پھر اُس مین شک و شبہہ کرے وہ حسب آیہ شریفہ

انما المؤمنون الذین	سوائے اِس کے نہین کہ مومن تو وہی لوگ
اٰمنوا باللّٰہ و رسولہ ثم لم	ہین جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائے
یرتابوا وجاھدوا باموالھم	پھر اُنھون نے کبھی شک نہین کیا اور راہ خدا مین
وانفسھم فی سبیل اللّٰہ	اپنی جانون اور مالون سے جہاد کیا ایسے ہی لوگ
اولئک ھم الصادقون۔	تو سچے ہین۔

زمرۂ مومنین سے خارج ہے۔

بیعت الرضوان اور صلح حدیبیہ کے معاملہ مین اصحاب مومنین و اصحاب منافقین کے خلوص ایمان کا حال سورۃ الفتح مین مفصل مذکور ہے۔ کہ جو اصحاب مومنین اس بیعت پر قائم رہے اور صلح پر راضی اور خوش ہوئے ان کو خدا نے جنت کی بشارت دی ہے۔ اور اصحاب منافقین جنھون نے بیعت توڑ دی اور صلح سے بگڑے۔ رسول خدا صلعم کے خواب پر جو فتح مکہ کے بارہ مین تھا

خیالات فاسد کیے اور خدا اور رسول پر شکوک و بدگمانیان کین غضبناک ہوا اور یہ ارشاد فرمایا کہ

منافق مرد اور منافق عورتین خدا کے حق مین بُرے بُرے خیالات رکھتے ہین ان پر خدا نے

لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھا ہے۔

پس بوجوہ بالا آیۂ شریفہ "لقد رضی اللہ عن المومنین" ان حضرات کی منقصت

پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔ ان حضرات کی منقصت پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔

مین نے یہ حالات اسی جلد مین "آیات بینات کی چوتھی آیت کے تحت مین توضیح

و تصریح لکھے ہین۔ اور علماء اہلسنت کے اقوال اور آیات الٓہی و تفاسیر شہادت مین پیش کیے

ہین اس کے ملاحظہ سے سب پر حق و باطل کھل جائیگا۔ اسی طرح اُن حضرات پر آیہ وافی ہدایہ

یوم لا یخزی اللہ النبی و	جسدن خدائے تعالی نبی اور اُن لوگون کو
الذین امنوا معہ نورھم یسعی	جو اُنکے ساتھ ایمان لائے ہین رسوا نہ کریگا اُنکا نور اُنکے سامنے
بین ایدیھم و بایمانھم	اور اُنکے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا اور وہ یہ کہتے ہونگے کہ اے
یقولون ربنا اتمم لنا نورنا و	ہمارے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لیے پورا کر دے اور
اغفرلنا انک علی کل شئی قدیر ۝	ہمارے گناہ بخشدے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

کسی طرح صادق آ ہی نہین سکتی کیونکہ اُن کے دل بجائے وجلت قلوبھم فقست

قلوبھم تھے جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی ان کے نور ایمان کی تشریح اپنی تفسیر مین باین الفاظ کرتے ہین ع

دلی کز نور معنی نیست روشن مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن

دلے کز گرد غفلت زنگ دارد ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد

اس تفسیر اور الفاظ قرآنی کو پیش نظر رکھکر خود ہی انصاف کیجئے کہ جن کے قلب نور ایمان

سے خالی ہون۔ جن کے دل ذکر خدا سے زنگ آلودہ ہون اُن پر۔

نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم — اُن کا نور اُنکے سامنے اور اُنکے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا

صادق آتا ہے۔ یا خدائے عزوجل کا یہ ارشاد۔

وجوہٌ یومئذ علیھا غبرۃ — بہت سے چہرے ایسے ہون گے جن پر

ترھقھا قترۃ اولٰئک ھم — گرد پڑی ہوگی اُس پر سیاہی چھائی ہو گی۔

الکفرۃ الفجرۃ۔ — یہی کفار بدکار ہین۔

غرض آیہ کریمہ۔

یوم لا یخزی اللّٰہ النبی — مین مومنین مخلصین کے نور ایمان کا ذکر ہے کہ قیامت

والذین معہ۔ — کے دن وہ اپنے نور سے شادان و فرحان ہون گے۔

قولہ تعالیٰ۔

وجوہ یومئذ مسفرۃ — بہت سے چہرے اُسدن چمکتے ہون گے خندان و شادان

ضاحکۃ مستبشرۃ۔ — ہون گے بشارت دیے جائین گے۔

اللہ جلشانہ نے اصحاب مومنین کے نور ایمان کا ذکر سورہ الحدید مین مفصل فرمایا ہے۔ یعنی اُن کو بشارت جنت کی دی جائیگی جس مین وہ ہمیشہ رہین گے بلکہ روز حشر مومنین کے درجہ اور مرتبہ دیکھکر اصحاب منافقین غبطہ کرین گے اور اصحاب مومنین سے استدعا کرین گے کہ ہم کو بھی اپنے نور سے مستفید کرو مگر اُن سے کہا جائے گا کہ تم اِن سے الگ ہو جاؤ پھر ان دونون گروہ کے مابین ایک دیوار قائم کر دیجائیگی۔ وہ آیات پاک یہ ہین۔

یوم تری المؤمنین و — اے پیغمبر تم اُسدن مسلمان مردون اور مسلمان

المؤمنات یسعیٰ نورھم بین — عورتون کو دیکھو گے کہ اُن کا (ایمان مشعل) نور بنکر اُنکے آگے آگے

ایدیھم وبایمانھم بشرٰکم الیوم — اور داہنی طرف چل رہا ہوگا اور فرشتے اُن سے کہتے جاتے ہون گے کہ آج تم

جنّٰت تجری من تحتها	لوگون کیلیے (بڑی) خوشی (کی بات) ہے (کہ بہشت کے) باغ ہین
الانهار خالدین فیها ذلك	جن کے تلے نہرین بہ رہی ہین (اور تم) انھین مین سدا رہوگے یہ ہے (جسکو
هو الفوز العظیم۝ یوم	بڑی کامیابی (کہنا چاہیے) اُس دن منافق مرد اور منافق عورتین مسلمانون
یقول المنٰفقون والمنٰفقٰت	سے کہین گی کہ (ذرا تو) ہمارا انتظار کرو کہ تمھارے (اس نور کی روشنی)
للّذین اٰمنوا انظرونا	سے ہم (بھی فائدہ اٹھالین) تو اُن سے کہا جائیگا کہ (نہین) اپنے پیچھے
نقتبس من نورکم قیل	کی طرف لوٹ جاؤ اور (کوئی اور) روشنی تلاش کر لو اس کے بعد
ارجعوا وراءکم فالتمسوا	ان (دونون فریقون) کے بیچ مین ایک دیوار کھڑی کر دیجائیگی
نورا فضرب بینهم بسور له	اُسمین ایک دروازہ ہوگا (پھر جو) دروازہ کی اندرونی طرف ہے
باب باطنه فیه الرّحمة و	(جدھر مومن ہین) اُسمین (تو خدا کی) رحمت ہوگی اور اُسکی (جو)
ظاهره من قبله العذاب۝	بیرونی طرف ہے (جدھر منافق ہین) اُدھر عذاب (آلہی) ہوگا منافق
ینادونهم الم نکن معکم قالوا بلی	مومنین سے پکار پکار کر کہین گے کہ کیا (دنیا مین) ہم تمھارے ساتھ نہ تھے
ولٰکنّکم فتنتم انفسکم وتربّصتم	وہ کہین گے تھے تو سہی مگر تم نے آپ اپنے تئین بلا مین ڈالا
وارتبتم وغرّتکم الامانیّ	اور (اس بات کے) منتظر رہے (کہ مسلمانون پر کوئی آفت
حتی جاء امر الله وغرّکم بالله	نازل ہو) اور (اسلام کی طرف سے) شک مین (پڑے) رہے
الغرور۝ فالیوم لا یؤخذ	اور انھین آرزوؤن نے تم کو دھوکے مین رکھا یہانتک کہ حکم خدا آ
منکم فدیة ولا من الذین	پہونچا (یعنی موت) (شیطان) دغاباز اللہ کے بارہ مین اُن کو
کفروا ماوٰکم النار هی	دھوکہ دیتا رہا تو آج نہ تو تم سے کچھ معاوضہ قبول کیا جائیگا اور اُن
مولٰکم وبئس المصیر۝	لوگون سے جو (صریح) انکار کرتے رہے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی
(پ ۲۷ - س الحدید - ع ۲)	تمھارا رفیق ہے اور (وہ) کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

غرض جن اصحاب کے نقص ایمان کی تصدیق و توثیق آیات آلٰہی سے ہوا اور خود آپ ہی کے پدر بزرگوار و دیگر مفسرین حضرت افضل الصحابہ کا اسم مبارک تک لکھ دین اس پر بھی آپ انھین لوگون کو بہ نعمت حفظ قرآن آیہ کریمہ۔

اولئك هم المؤمنون حقا — وہی لوگ یقینی مومن ہین اللہ کی جانب سے

لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم — اُن کو درجات و مغفرت و رزق کریم ہے۔

سے فضیلت دین اور سب آیات فضائل جو خاص اصحاب مومنین کی شان مین نازل ہوی ہین اُنکو اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتائین اور اصحاب کی خاطر آیہ کریمہ۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا — اور باطل کو حق کے پیرایہ مین مت ظاہر کرو

الحق وانتم تعلمون ۝ — اور حق کو جان بوجھکر مت چھپاؤ۔

سے چشم پوشی فرماکر خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کرین ؎

سبز پوشی سرد باشی سرخ پوشی گل شوی — تو بہ ہر رنگے کہ می پوشی تیامی زیبدت

اگر آپ بلا تعصب ونکے ایمان پر نگاہ کرین و صرف انھین دو آیتون پر غور فرمائین توانہین سے اُن حضرات کی فضیلت اور خلافت رخصت ہوتی ہے حضرت سلامت آپ کی پیش کی ہوئی آیتون سے یہ ذکر تو ان آیات پاک کا تھا جو مخصوص "امنوا وعملوا الصلحت" سے متعلق ہین اب دیگر آیات پاک مثل "فالذين هاجروا" اور ان کے مماثل ان مین جہاد کا ذکر ہے جو مجاہد جنگ وپیکار مین ثابت قدم رہے اور فتح کرکے پھرے یا اپنی جانین خدا اور رسول پر نثار کرگیے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کے پیچھے ہر طرح کے مصائب وتکالیف برداشت کرکے ع

وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اُکھڑ نہ سکے

مستحق مدح وثنا ہین۔ اصحاب ممدوحین بسبب فرار ان آیات فضیلت سے محروم بلکہ معتوب ہین

جیسا کہ متعدد آیات الٰہی سے ظاہر ہے اور فرار ان حضرات کا احد ۔ بدر ۔ خیبر ۔ حنین و خندق وغیرہ وغیرہ غزوات سے بروئے کتب صحاح وغیرہ بخوبی ثابت ہے جیسا کہ مین ابتک اقوال علمائے اہلسنت نقل کرآیا ہون ۔ اور آئندہ بھی اس کے ثبوت مین بہت سے اسناد پیش کرون گا۔

پھر حضرت ہی کی کتاب کی یہ عبارت ۔

این نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن میکنم ۔

ملاحظہ مین لاتا اور قسم دیکر پوچھتا کہ آپ کو اپنے کشف وکرامات ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کے آپ حافظ ہین ۔ اور حفظ قرآن کی نعمت سے مشکلات دینی حل کر لیتے ہین ۔ اس قرآن مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے ۔ اگر اس مین "منهم المؤمنون واکثرهم الفاسقون" اور

(۱) تریدون عرض الدنیا — تم چاہتے ہو ال دنیا کو اور خدا

واللہ یرید الآخرة۔ — خواہان آخرت

اور

فهل عسیتم ان تفسدوا — تم سے کیا دور ہے اگر زمین پر حاکم

فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ — بن جاؤ تو فساد اور حق تلفیان کرو

لکھا ہے ۔ تو پھر اس گروہ کے حق مین جس پر خدا عتاب فرماتا ہے ۔ اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین ۔ آپ کا یہ فرمانا کہ ۔

درحق این اشخاص حق تعالیٰ بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ

خدائے پاک پر تہمت ہے یا نہین ۔

اور ان کے آگے انھین کی کتاب کھولکر صفحہ ۱۳۹ کی یہ عبارت پیش کرتا ۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمودہ

انی تارک فیکم الثقلین ان — مین تم مین دو عظیم چیز چھوڑتا ہون اگر تم

تمسکم بهما لن تضلوا بعدی احدهما اعظم — ان کو پکڑے رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے

من الاٰخر کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی — اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے۔

پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ

پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقلاً و عملاً باطل و نامعتبر ست و ہر کہ انکار

این دو بزرگ نماید۔ گمراہ و خارج از دین است۔

اور عرض کرتا کہ اب آیئے اور قرآن مجید اور اہلبیت رسولؐ سے رجوع کیجیے کہ جناب امام

جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ

"در ہنگامیکہ فتنہا بر شما ملتبس شوند مانند پارہائے شب تار پس رجوع آرید بقرآن کہ

شفاعت کنندہ و مقبول الشفاعت ست کسیکہ آن را پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد"

اور کہتا کہ حضرت پیر و مرشد۔ سنئے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ ہم تو اس

قرآن سے جس کی شان مین جناب امام علیہ السلام فرماتے ہین۔

ان ھذا القراٰن — یعنی درین قرآن انوار ہدایت و

فیہ ضیاء الھدی — چراغہائے دور کنندہ تاریکی و ضلالت

ومصابیح الدجی۔ — و غوایت روشن است۔

آیات فضیلت صرف اصحاب مومنین کی شان مین سمجھتے ہین اور آپ حفظ قرآن کی

برکت سے ان کو اپنے اصحاب کے حق مین لیتے ہین اور اُن آیات پاک پر جو مخصوص ان کے نقص

ایمان کے بارہ مین خدا نے نازل فرمائی ہین بفحوائے آیہ کریمہ۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ — جن لوگون کے دل مین کجی ہے وہ فتنہ

فیتبعون ما تشابہ ابتغاء الفتنۃ — جوئی اور تاویل سازی کے لیے متشابہات کی

وابتغاء تاویله۔ کھوج مین لگے رہتے ہین۔

پردہ ڈالتے ہین۔ اور اگر کوئی بنظر تحقیق اُن آیتون کے جو اُن کے معائب و مثالب مین ہین مطالب و معانی پر غور کرکے ان اصحاب کی فضیلت و منزلت تسلیم کرنے مین تامّل کرے تو آپ اس کو اس طرح سمجھا کر راہ حق سے پھیرین۔

بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیراکہ اکثر قرآن مملوست در تعریف و توصیف این جماعۃ۔ ناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت گوش می کنند و سیاق و سباق آن را چون یاد ندارند غور نہ کنند کہ درین جا چہ قیود واقع شدہ و ضمیمہ آن کدام کدام چیز در نظم قرآن گردانیدہ اند کہ تاویل مطلبش و تحریفش جاہلان را در آن دخل نماندہ۔ واللہ اگر پدر من بجز از حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدۂ آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم بر آمد۔

روح پدرم شاد کہ می گفت باستاد　　فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این نعمت حفظ قرآن ست کہ ہر مشکل دینی بآن رجوع آورد و حل آن می کنم

پس یہ نعمت حفظ قرآن حفاظ ہی کو مبارک ہو۔ اہل حق کو تو ایسے حفظ قرآن سے لرزہ آتا ہے ؎

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے　　دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

حالانکہ حفاظ جو بیشتر طبقہ جہلا سے ہوتے ہین صرف الفاظ قرآنی کے حافظ ہین معنی مطالب تو ایک آیت کا بھی نہین جانتے اُنھون نے بفحوائے شعر۔

جنس دین را چہ کساد آمدہ عرفی درپیش　　کہ بجز مردہ زحافظ نخرد قرآن را

قرآن مجید کو اپنا ذریعہ معاش ٹھرا لیا ہے۔ پس جو لوگ باوجود حفظ قرآن و علم و فضل اپنے

مطالب مقاصد کی غرض سے آیات آلہی اور اُن کے معانی و مطالب مین دخل و فصل کرتے ہین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کی شکایت خداے پاک سے کرین گے۔

قولہ تعالیٰ۔

وقال الرسول یارب ان قومی — اور رسول اُس وقت یہ فرمائین گے

اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ — اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو

رپ۔ س ع — بالکل چھوڑ دیا۔

صحابہ قرآن سے لاعلم تھے۔

اور یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ خود آپ کے اصحاب قرآن اور علم قرآن سے لاعلم تھے۔ اور یہی سبب تھا کہ اُنھون نے دوسرون سے اس کو جمع کرایا۔ جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نسبت لکھتے ہین۔

صحابہ مین سے وحی کے لکھنے کا کام زید بن ثابت نے کیا تھا۔ چنانچہ وہ طلب کیے گیے اور اس خدمت پر مقرر ہوئے کہ جہان جہان سے قرآن کی سورتین ہاتھ آئین یک جا جمع کی جائین۔

حضرت عمر نے مجمع عام مین اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا حصہ رسول اللہ سے سیکھا ہو تو میرے پاس لے کر آئے۔ اس بات کا التزام کیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اس پر دو شخصون کی اور شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو آنحضرت صلعم کے عہد مین قلمبند دیکھا تھا۔ غرض اس طرح جب تمام سُورتین جمع ہو گئین تو چند آدمی مامور ہوے کہ اُن کی نگرانی مین پورا قرآن ایک مجموعہ مین لکھا جائے۔ الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۲۰

راسخون فی العلم جناب امیرالمومنین و دیگر آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب مجید اور فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

ھوالذی انزل علیک الکتب — وہ وُہی تو ہے جس نے تم پر کتاب

منہ اٰیٰت محکمٰت ھن ام	نازل کی جس مین کچھ آیتین تو صاف صاف ہین
الکتٰب و اُخر متشابہات فامّا	(اور وہی کتاب کی اصل ہین اور کچھ گول (گول)
الذین فی قلوبھم زیغ	ہین اب جن لوگون کے دلون مین کھوٹ ہے وہ
فیتبعون ما تشابہ منہ	فتنہ پھیلانیکی نیت سے اور اپنا مطلب نکالنے کی
ابتغاء الفتنۃ و ابتغاء	غرض سے ان گول (گول) آیتون کی پیروی
تاویلہ وما یعلم تاویلہ	کرتے ہین حالانکہ ان کا اصلی مطلب سوائے خدا
الا اللہ والراسخون فی	اور اُن لوگون کے جو علم مین مضبوط ہین اور
العلم یقولون اٰمنا بہ	کوی نہین جانتا وہ کہتے ہین کہ ہم اس پر ایمان
کل من عند ربنا وما یذکر	لائے ہر ایک محکم (متشابہ) ہماری طرف ہے
الا اولوا الالباب ۝	اور سوائے صاحبان عقل کے۔ اور کوئی نصیحت
(پ۳۔ س اٰل عمران۔ ع۱)	نہین حاصل کرتا۔

چونکہ قرآن مجید خود اپنے مطلب کی توضیح و تسریح نہین کرسکتا کیونکہ اس مین رطب یابس ہے۔ مجمل ہے مفصل ہے۔ ناسخ ہے منسوخ ہے۔

لہذا۔ اس آیت مین خدائے پاک نے خبر دی ہے کہ قرآن مجید مین کچھ آیتین محکم ہین اور کچھ متشابہ ہین۔ محکم وہ ہین جس کے معنی واضح اور روشن ہون۔ جس کے الفاظ معانی مین کسی طرح کا احتمال و اشتباہ نہو۔ اور متشابہ وہ ہے کہ جس کے معنی و مطلب صاف طور سے واضح نہو جیسے لفظ تو ایک ہی ہو اور معنی اس کے متعدد ہون اسی کو خدا نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کے دل مین کجی ہے وہ اس کے معنی اپنے مطلب کے موافق گھڑ لیتے ہین۔ حالانکہ اس کی تاویل اور اصل معنی و مطلب کو کوئی اور شخص بجز خدا اور اُن لوگون کے جو راسخون فی العلم

ہین نہین جان سکتا۔ لہذا تنہا قرآن عام ہدایت کے لیے کافی نہین ہے۔ تا وقتیکہ خود رسول اللہ یا اُن کے اہلبیت طاہرین موجود نہون اور نہ صحابہ اِس عقدہ کو حل کر سکتے ہین جب تک کہ وہ لوگ شریک نہ ہون جن کو رسول اللہ نے اپنا قائم مقام اور جانشین کیا۔ اسی جہت سے اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اگر تم نہ جانتے ہو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

اور اہل ذکر سے مراد اہلبیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور امت اِس پر مامور کی گئی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے ہون۔ اہلبیت رسول اللہ سے دریافت کر لین۔ چنانچہ کافی اور تفاسیر عیاشی مین معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین۔ اور تفاسیر اہلبیت مین تصریح وارد ہوا ہے کہ "راسخون فی العلم" سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام اور باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین اس لیے کہ اِن کا علم خود جناب رسول اللہ کے علم سے ماخوذ ہے اور جناب رسول اللہ کا علم خداوند عالم کی طرف سے ہے۔ اور خدا فرماتا ہے۔ بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" بلکہ قرآن آیات واضحہ ہے اُن کے سینون مین جن کو علم دیا گیا ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام و جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام و جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہین کہ "الذین اوتوا العلم" ہم لوگ ہین قرآن کے الفاظ معنی سب ہمارے سینون مین ہین۔ کتب اہلسنت مین ہے کہ۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم کوئی آیت قرآن مین ایسی نہین ہے جو مین نہ جانتا ہون کہ کس بارہ مین نازل ہوئی۔ اور کہان نازل ہوئی۔ اور کس پر نازل ہوئی جو کچھ تم کو کتاب خدا مین پوچھنا ہو وہ مجھ سے پوچھ لو۔ مین جانتا ہون کہ وہ آیت

رات کو نازل ہوئی ہے یا دن میں۔ پہاڑ پر یا زمین ہموار پر۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اگر میرے
واسطے فرش بچھایا جائے اور میں اُس پر بیٹھوں تو اہل توریت کے لیے ان کی توریت سے
اور اہل زبور کے لیے اُن کی زبور سے۔ اور اہل انجیل کے لیے اُن کی انجیل سے اور اہل
قرآن کے لیے اُن کے قرآن سے اس طرح فیصلہ کروں۔ کہ ہر کتاب خدا آواز بلند
ندا کرکے کہے کہ بار الہا بیشک علیؑ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو تیرا حکم مجھ میں لکھا ہوا ہے
"اللھم صل علی محمد و آل محمد" اسی لیے تمام اصحاب حضرت کی طرف رجوع
کرتے تھے۔ جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا "لولا علی لھلک عمر" اور
رسول اللہ نے فرمایا اعلم امتی علی بن ابی طالبؑ ایک روایت میں ہے کہ
حضرت نے فرمایا اگر میں چاہوں تو فقط سورۂ حمد کو اس قدر بیان کروں کہ اگر لوگ
لکھیں تو ستر اونٹ کا بار تیار ہو۔ اسی سے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ انا
مدینۃ العلم و علی بابھا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے"

اس سے بھی کسی کو انکار کا موقع نہیں ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا

علی مع القرآن والقرآن مع علی — یعنی علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ
لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض — اور یہ دونوں جدا نہوں گے جب تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوں۔

علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہیں۔

(اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ والدیلمی)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اے علیؑ میرے بعد جس امر میں لوگوں کو اختلاف پیدا ہو جائیگا
تم ان کو بیان کرو گے۔ اور قرآن کے معنی جو ان کو معلوم نہیں ہیں تم ان کو سمجھاؤ گے۔ اور قرآن
کی تاویل پر لوگوں سے لڑو گے جس طرح کہ میں قرآن کی تنزیل پر لڑا ہوں۔ علمائے اہلسنت کا
اس پر بھی اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام قرآن ناطق ہیں چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے [276]

باز از واقعہ صفین خبر داد اخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم لاتقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعوٰھما واحدۃ

واین کلمہ اشارت ست بانکہ اہل شام مصحف بر داشتند کہ در میان ما و شما این قرآن ست وحضرت مرتضیٰ فرمود کہ این قرآن قرآن صامت ست ومن قرآن ناطقم۔

صحابہ کا قرآن مرتبہ امیر المومنینؑ کے قبول کرنے سے انکار

اور اس کے بھی سب قائل ہین کہ حضرت نے جو قرآن بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب تنزیل جمع کیا تھا اس کو صحابہ اور خلفا نے قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہم کو اس کی حاجت نہین جس پر خود آپ کے والد ماجد کف افسوس ملتے ہین۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے۔

ونصیب او از احیاء علوم دینیہ است کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت و ترتیب داد ان را لیکن تقدیر مساعد شیوع آن نہ شد۔

پس قرآن وعترت رسول سے متمسک ہو کر فضیلت صحابہ اور خلافت راشدہ دونون مشکلات کو حل کیجیے۔ اور جو لوگ احکام خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرکے آل رسولؐ کو چھوڑ بیٹھے اور خود امت کے پیشوا اور رہنما بن گیے اُن کو بقول خود

ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین ست۔

اپنا ہادی نہ سمجھے۔

قصہ مختصر اگر اس قرآن مین اصحاب رسول کے بارہ مین منھم المومنون واکثرھم الفاسقون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرنے والون کی نسبت۔

ومن یشاقق الرسول من بعد	اور جو شخص بعد اس کے کہ حق اس پر
ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر	کھل گئے رسولؐ کی مخالفت اختیار کریگا اور
سبیل المومنین نولہ	مومنون کے راستہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار کریگا

ما تولی ونصلہ جھنم وساءت — تو ہم بھی اُوسی راہ پر چلائین گے اور اُسے جہنم مین

مصیراؐ (پ۵-س نساء-ع۱۷) — داخل کرین گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اور آعدائے رسول کے نسبت۔

ھم العدو فاحذرھم — وہی تمھارے دشمن ہین اُن سے بچتے رہو۔ خدا

قاتلھم اللہ انی یوفکون۔ — اون کی گردن مارے کدھر بہک رہے ہین۔

اور ایذا دہندگان رسُول اور آل رسول کے حق مین۔

ان الذین یوذون اللہ و — بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اوسکے

رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ — رسول کو ایذا دیتے ہین خدا نے اون پر

واعدلھم عذابا مھینا ۰ — لعنت کی اور اون کے لیے رسوا کرنیوالا

(پ۲۲-س احزاب) — عذاب مہیا کیا۔

ہو تو اپنا مذہب جس کے بطلان پر آپ یہ فتوی۔

مذہبیکہ مخالف این دو بزرگ باشد در اُمور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نا معتبر ست۔

صادر فرما چکے ہین۔ چھوڑیئے اور راہ جنت اختیار کیجیے۔ اور اگر حدیث فیکم الثقلین مین بجائے عترتی اصحابی ہو اور بموجب تفاسیر آل محمد کنتم خیر امۃ کا خطاب خاص نہین اصحاب سے فرمایا ہو۔ جن کی بدولت دین خدا اور آل رسول خدا تباہ ہوئے تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجیے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت شاہ صاحب زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اُن کے جانشین کیا جواب دین گے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔

ان الذین یکتمون ما — وہ لوگ ... اس کو چھپاتے ہین جو ہم

انزل اللہ من الکتب و	خدا نے کتاب مین نازل کیا ہے۔ اور اسکو
یشترون بہ ثمنا قلیلا	تھوڑی قیمت پر بیچتے ہین۔ وہ اپنے
اولئک ما یاکلون فی بطونھم	پیٹ مین انگارے بھرتے ہین اور خدا
الا النار ولا یکلمھم اللہ یوم	ان سے قیامت کے دن نہ بات کریگا
یوم القیمۃ ولا یزکیھم	اور نہ ان کو پاکیزہ فرمائے گا اور ان کیلیے
ولھم عذاب الیم ٥	دردناک عذاب ہے۔

تحسین کرتے ہین قائل یا خطا میری بتاتے ہین ہمین بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والون کی

فاللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ	پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن
فیما کانوا فیہ یختلفون ٥	فیصلہ کرے گا جن مین ان کو اختلاف ہے۔

قال

دوسری آیت

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ

قولہ آیہ کریمہ مہاجرین کی تعریف مین

اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُنکے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جن لوگون نے میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کنبہ قبیلہ کو چھوڑا اور جن کو میرے اُوپر ایمان لانے سے تکلیفین پہونچین اور جن کو میری راہ مین ایذائین دی گئین تو مین بھی اپنے ایسے سچے ایمان لانے والون اور پکے مسلمانون سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا۔ اور اُن کی محنتون اور جان فشانیون کا اُن کو اچھا بدلا دون گا۔ ان کے گناہون سے در گذر کرون گا ان کی بھول چوک کو نہ دیکھون گا بلکہ ان کے گناہون کو نیکیون سے بدل دون گا اور بے پوچھے بتائے ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہون گی۔ جہان ان کو نہ غم رہے گا نہ رنج نہ کوئی فکر ان کو رہے گی نہ کھٹکا۔ اور یہ ثواب اپنی طرف سے دونگا اور اپنے فضل و مہربانی سے اُن کے اعمال سے بہت بڑھ کر ان کو درجہ عطا کرون گا۔

اب اِن آیتون کو دیکھکر مہاجرین کی فضیلت اور بزرگی پر خیال کرنا چاہیے کہ کس محبت و پیار سے خدائے عزوجل اِن کا ذکر فرماتا ہے اور اُن کے مدارج و مراتب کا کس خوبی سے اظہار کرتا ہے اور اُن کے قطعی جنتی ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اُن کے گُناہون اور سیات سے در گذر کرنے اور نیکیون سے بدل دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُن کے اعمال کی جزا مین جو کچھ دیگا وہ ایک طرف اپنی طرف سے براہ تفضلات ثواب دینے کا کس مہربانی سے وعدہ فرماتا ہے۔

اقول

بلاشبہہ یہ آیت مہاجرین کی شان مین ہے مگر "کلہم اجمعین" پر صادق نہین آتی اس لیے کہ ان مین مومن و منافق دونون گروہ تھے۔ نیز ہجرت مین صدق ایمان و صدق نیت کی شرط ہے۔ جیسا کہ بخاری مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے بالائے منبر فرمایا ہے۔

ہجرت مین نیت کی شرط ہے لہذا یہ آیت محض مومنین کی شان مین ہے

انما الاعمال بالنیات لکل	کل اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر نفس کو
امرء ما نوی فمن کانت ھجرتہ	اس کی نیت کے مطابق ہجرت کا صلہ ملے گا۔
الی اللہ فھجرتہ الی اللہ و	لہذا جس نے محض خدا کے لیے ہجرت کی وہ
رسولہ ومن کانت ھجرتہ	خاص خدا اور رسولؐ کے لیے ہوئی اور جس نے
الی الدنیا یصیبھا اوالی	دنیا کے لیے ہجرت کی اس کو دنیا ملے گی جس نے
امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی	عورت سے عقد کرنے کی غرض سے کی اس کی
ما ھاجر الیہ۔	ہجرت اوسی جانب ہوئی جس کے لیے اوس نے
(از آیات بینات جزو دوم ص۴)	ہجرت کی تھی۔

اور اس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ۔

ہر عمل مین نیت شرط ہے اور تمام فرقے اسلام کے بلکہ سارے مذاہب اس امر پر متفق ہین کسی کو یہ شبہہ نہین کہ کوئی عمل بغیر نیت کے قبول ہے۔ شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مین ہے کہ ایک شخص مدینہ مین ایک عورت کی طلب مین آیا تھا جس کا نام قیس تھا اس کے حق مین پیغمبر خدا نے یہ حدیث فرمائی۔ ملاحظہ ہو آیات بینات جزو دوم

پس جبکہ مہاجرین کی ہجرت کی یہ صورت ہو۔

ولیکن نہ جملہ زراہ یقین   یکے بہر دنیا یکے بہر دین

تو وہ کیونکر اس آیت کی فضیلت پا سکتے ہین۔

اگرچہ مہاجرین کی فضیلتین بہت شد ومد سے بیان کی جاتی ہین لیکن خدائے پاک کے کلام سے منکشف ہوتا ہے کہ کُل مہاجرین کی ہجرت لوجہ اللہ نہ تھی۔ ان مین بہتیرے طالب دنیا تھے۔ چنانچہ جب وہ ہجرت کرکے مدینے آئے اور وہان مال و دولت پاکر غنی ہوگیے تو خدا کی عبادت سے جی چرانے لگے۔

ملاحظہ ہو آیہ کریمہ الم یان للذین اٰمنوا الخ یہ حال تفصیل سے اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی ضبط تحریر مین آچکا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ وامام فخرالدین رازی وغیرہ وغیرہ مفسرین نے اس آیت کا شان نزول مہاجرین اولین کے حق مین بتایا ہے اور صاف الفاظ مین انکی طمع و حرص کا حال یہ لکھا ہے کہ :۔

"یہ آیت مخصوص مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ جب وہ وارد مدینہ ہوئے تو تعیش وراحت مین مشغول ہوکر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا"

جس آیت کی یہ تفسیر ہے اس مین خدائے پاک نے ان مہاجرین مین سے بہتیرون کی نسبت فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون فرمایا ہے یعنی اُنکے دل سخت ہوگیے اور بہتیرے ان مین فاسق ہین پس اگر جناب شاہ صاحب اس آیت کے معانی و مطالب پر غور فرماتے اور اپنی غرض کو دخل نہ دیتے تو ہرگز ہرگز آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا الخ کا شان نزول اپنے اصحاب کے فضیلت مین بیان نہ فرماتے۔

مہاجرین کو ترک وطن ہی پر یہ مرتبہ عطا نہین ہوا

واضح ہو کہ خداوند متعال نے مہاجرین کو محض ترک وطن ہی کرنے پر یہ مرتبے اور درجے عطا نہین فرمائے بلکہ ہاجروا واخرجوا کے ساتھ قاتلوا وقُتلوا بھی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی بوقت جہاد مشرکین

و کفار کو قتل کیا ہو یا خود قتل ہوئے ہوں، مگر آپ نے اس خوف سے کہ اصحاب ممدوحین اِن صفات سے کورے تھے "فاتلوا و قتلوا" پر پردہ ڈالا۔ حالانکہ مہاجرین کی ہجرت اور ایمان کا یہ حال تھا کہ جب مکہ سے مدینہ آئے اور اِن پر جہاد واجب کیا گیا تو ایسے بدحواس ہوئے گویا موت کے منہ میں جا رہے ہیں جس پر آیہ کریمہ۔

آیہ کریمہ کہ مہاجرین حکم جہاد سنتے ہی بدحواس ہوگئے۔

الم تر الی الذین قیل لھم	(اے رسولؐ) کیا تم نے ان لوگوں کے حال
کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واتوا	پر نظر نہیں کی جن کو (جہاد کی آرزو تھی اور) اُن کو
الزکوٰۃ فلما کتب علیھم القتال	حکم دیا گیا تھا کہ (ابھی چندے) اپنے ہاتھ روکے رہو
اذا فریق منھم یخشون الناس	اور پابندی سے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دیئے جاؤ
کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا	(مگر جب جہاد اُن پر واجب کیا گیا) تو انہیں سے کچھ
ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا	لوگ اِس طرح لوگوں سے ڈرنے لگے جیسے کوئی خدا سے
الی اجل قریب	ڈرے بلکہ اُس سے کہیں زیادہ اور (گھبرا کر) کہنے لگے
پ۵۔ س النساء	خدایا تو نے ہم پر جہاد کیوں واجب کر دیا ہم کو
شاہد سے ع ۸	کچھ دنوں کی اور مہلت کیوں نہ دی۔

تفسیر حسینی

صاحب تفسیر حسینی نے اس آیت کی تفسیر میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ مہاجرین سے کچھ لوگ نہ صرف نزول آیۂ جہاد سے خائف ہوئے بلکہ ایک گروہ مومنین کا منافق ہو گیا۔ اس کی نقل یہ ہے۔

آیا نظر نہ کردی بسوئے آنانکہ در مکہ مبالغت	عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی
می کردند چون عبد الرحمن بن عوف و سعد بن	وقاص اور اُن کے مثال دیگر لوگ مکہ میں
ابی وقاص مثال الیشان کہ مارا دستوری دہ کہ	تو رسول اللہ سے بہت مبالغہ کے ساتھ کہتے تھے کہ

باہل شرک حرب کنیم کہ آزار و ایذائے ایشان
از حد گذشت پس آن ہنگام کہ بمدینہ آمدند
ونوشتہ شد یعنی واجب گشت برایشان
کارزار کردن با کافران۔ آنوقت گروہی
از ایشان می ترسید از جنگ مشرکان
چنان ترسیدنے کہ از خدا باید ترسید
بلکہ ترسی از ان سخت تر واین ترسیدن را
حمل بر ضعف بشریت باید کرد نہ بر کراہت
امر خدا یعنی بالطبع از خوف موت ترسیدند
وگفتند اے آفریدگار ما برائے چہ چیز واجب
گردانیدی بر ما مقاتلہ کفار اگر این سوال
از منافقان صادر شدہ چندین عجب نیست
واگر از مومنان یافتہ باشد از روئے خوف
وبد دلی سخن گفتہ باشند وباز توبہ کردہ
وقوے آنست کہ قومے از مومنان بعد
از نزول آیت قتال منافق شدند واز
جہاد تخلف ورزیدند۔ این سخن
ایشان بود۔

اہل شرک کی ایذا رسانی وتکلیف حد سے
گذر گئی۔ اب ہم کو اُن سے جہاد کرنے کی
اجازت دیجیے لیکن جب مدینہ آئے اور
کفار سے جہاد کرنا ان پر واجب کر دیا گیا۔
اُس وقت ایک گروہ ان سے ایسا خوف
کرنے لگا جیسے خدا سے ڈرنا ہے بلکہ اِس
زیادہ تر اس خوف کو ضعف بشر پر محمول
کرنا چاہیے نہ کہ جہاد کے حکم سے کہ
کہ بالطبع موت سے ڈرے۔
اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کسلیے
کفار سے ہم پر جہاد واجب کیا گیا اگر
یہ سوال اصحاب منافقین کی طرف سے
ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے اور
اگر مومنین نے کیا ہو تو بسبب خوف اور
بد دلی کیا ہو اور پھر توبہ کی ہو اور ایک
قول یہ ہے کہ بعد نزول آیت کے ایک گروہ
مومنون کا منافق ہو گیا اور جہاد سے تخلف
کرنے لگا انہین لوگون نے یہ کہا تھا۔

جن مہاجرین کی نسبت مفسر ممدوح کا یہ بیان ہے کہ

"ہرگاہ بمدینہ آمدند و واجب گشت برایشان کارزار کردن باکافران آن وقت گروہے از ایشان می ترسید از جنگ چنان ترسیدنی کہ از خدا باید ترسید بلکہ ازان سخت تر"

یہ وہی عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص ہین جن کو حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ کا صدر نشین اور رکن مجلس بنا یا تھا اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی عبدالرحمن بن عوف کی راے سے مخالفت کرے وہ قتل کیا جاے۔ سبحان اللہ انھین کو آیہ کریمہ فالذین ھاجروا واخرجوا سے خدا کے فضل و کرم کی بشارتین دی جائین اور عشرہ مبشرہ مین شمار ہون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پس آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الخ سے وہی مخصوص نفوس مقدس مراد ہین جنھون نے خدا اور رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے کفار و مشرکین کی ایذائین اور تکلیفین گوارا کین یہانتک کہ اپنے گھر بار اور کنبہ قبیلہ کو بھی چھوڑا اور جہاد وین۔ قاتلوا وقتلوا کے فرایض بجالاے۔ انھین سے خداے عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ "مین ایسے سچے ایمان والون اور پکے مہاجرین سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا اور ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہین" یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین کیے جو ہجرت کے بعد بھی (آیہ کریمہ کہ مہاجرین بعد ہجرت بھی خفیہ دوستانہ تعلقات مشرکین سے رکھتے تھے۔) خفیہ دوستانہ پیغام و سلام مشرکین و کفار سے کیا کرتے تھے۔ قولہ تعالی۔

یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا	وہ لوگ تم کو اور رسول کو اس بات پر
باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جہادا	(گھر سے) نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان
فی سبیلی وابتغاء مرضاتی	لے آئے ہو (اللہ) تم ہو کہ اون کے پاس
تسرون الیھم بالمودۃ	چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ
وانا اعلم بما اخفیتم	جو کچھ تم چھپا کر یا بالاعلان کرتے ہو مین اس سے

وما اعلنتو ومن یفعله منکم	خوب واقف ہون اور تم مین سے جو شخص
فقد ضل سواء السبیل	ایسا کرے گا وہ یقیناً سیدھے راہ سے
س الممتحنہ	بھٹک گیا۔

اصحاب ممدوحین اور کفار مشرکین کے باہمی اتحاد و خلوص کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ پس جن مہاجرین کے نقص ایمان اور ہجرت کی یہ صورت ہو ان پر علماء و مفسرین کرام اہلسنت کا آیات فضیلت پر اطلاق کرنا خدائے پاک کے کلام مین تحریف معنوی کرنا ہے۔ حالانکہ خود سبحانہ تبارک و تعالی نے اپنے کلام پاک مین صاف فرما دیا ہے۔

آیات آلہی کہ مہاجرین کی ہجرت اور جہاد کا امتحان لیا جائیگا۔

"مہاجرین و مجاہدین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مجاہد و مہاجر ہونے کے ہماری خوشنودی اور بشارتون سے کامیاب ہو جائین گے۔
بلکہ ہم پہلے ان کا امتحان لین گے کہ آیا انکی ہجرت ہمارے لیے تھی اور میدان حرب مین "قاتلوا و قتلوا" پر عمل کیا جو ہمارے امتحان مین پورے نکلین گے وہی ہماری نعمتون کے مستحق ہون گے"۔

چنانچہ جو آیتین اس بارہ مین نازل فرمائی ہین از انجملہ یہ ہین۔

پہلی	ثم ان ربک للذین ھاجروا من	بیشک تمہارا پروردگار ان لوگون کو
	بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا	جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیے
	ان ربک من بعدھا لغفور	اور صبر کیا ان کی آزمائش کرنے کے بعد
	رحیم سورہ نحل	بخشنے والا اور مہربان ہے۔
دوسری	ام حسبتم ان تدخلوا	کیا تم نے یہ گمان کیا تھا کہ تم بہشت مین
	الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین	چلے جاؤ گے حالانکہ اس وقت تک اللہ نے

جاهدوا منكم ويعلم الصابرين

(آل عمران)

بذریعۂ امتحان، نہ اُن لوگون کو جانا تھا جنھون نے تم مین سے جہاد کیا اور نہ اُن لوگون کو جو ثابت قدم رہے۔

تیسری — ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم الله الذین جاهدوا منکم ولم یتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المومنین ولیجة والله خبیر بما تعملون

پ ۱۰ س توبہ ع ۳

آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی ان لوگون کو جانچا نہین جنھون نے تم مین سے جہاد کیے اور سوائے اللہ اور اُس کے رسوؐل اور مومنین کے اور کسی کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تعالیٰ تمھارے سب کامون سے واقف ہے۔

چوتھی — احسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا امنّا وهم لا یفتنون

(سورۂ عنکبوت)

کیا آدمیون نے گمان کر لیا ہے کہ وہ اتنا کہنے سے چھوٹ جائین گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُن کی آزمائش نہ کی جائے گی۔

پانچوین — ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم

پ ۲۶ س محمد ع ۴

اور ہم تم لوگون کو ضرور آزمائین گے تاکہ تم لوگون مین جو جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہین اُن کو دیکھ لین اور تمھارے حالات جانچ لین۔

پس ان آیتون مین تو اللہ جلّشانہ صاف مہاجرین کے نقص ایمان کی شہادت

دیتا ہے۔ اور خود ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ یہ خیال نہ کرو کہ تم یون ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور صرف ترک وطن ہی پر بہشت مین چلے جاؤ گے بلکہ تم آزمائے جاؤ گے کہ تم مین سے سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے کون لوگ ہین۔ اور جہاد مین کون ثابت قدم رہے اور کون کون فرار ہوئے۔ اور کون مہاجرین ہین جنھون نے بجز اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے خدا کے دشمنون کو اپنا دوست نہین بنایا۔ اور وہ کون ہین جو ان سے دوستی رکھتے ہین۔ اور چھُپ چھُپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہین۔

اب اِن آیتون کو دیکھکر مہاجرین فی الدنیا کی ہجرت اور ایمان پر خیال کرنا چاہیے کہ خدائے عزوجل ان کی ہجرت پر کیسے بے اعتباری ظاہر فرماتا ہے۔ اور کس عتاب سے ارشاد کرتا ہے۔ تم میری راہ مین جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین تو گھر سے نکلے اور پھر میرے دشمنون کو دوست بھی رکھتے ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک تو با این قیود و شروط وعدۂ مغفرت فرمائے۔ اور آپ فرمائین کہ۔

اللہ جلشانہ مہاجرین سے قطعی وعدہ مغفرت کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ بے پوچھے بتائے ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جس کے نیچے نہرین بہتی ہین ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

الغرض جو مہاجرین خدا کے امتحان مین پورے نکلے وُہی جنات تجری من تحتھا الانہار ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب کے مصداق ہین اور جو ناقص الایمان ثابت ہوئے وہ

فقد باء بغضب من اللہ وماوٰیہ جہنم وبئس المصیر

کے حکم مین داخل ہین۔

قال

قولہ کیا خدا کے وعدے سے ابوبکر عمر و عثمان مستثنیٰ کر دیے گئے

پس ان آیتون کے دیکھنے والون سے ہم عرض کرتے ہین کہ جن مہاجرین کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے وہ کون تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین نہ تھے جن کا نام ابوبکر عمر اور عثمان ہے اور کیا گھر بار چھوڑنے والون مین وہ اشخاص نہ تھے۔ جن کو شیعہ بُرا جانتے ہین۔

اور کیا یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے اور کیا یہ اشخاص لاکفرن عنھم سیئاتھم کے وعدے سے خارج کر دیئے گیے ہین۔ اے بھائیو اس آیت کو پڑھکر اب تم مہاجرین کے گناہون کے ڈھونڈنے مین اوقات ضایع نہ کرو اور اُن کی بُرائیون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ اگر دو چار عیب اُن کے تم نے ڈھونڈھ بھی لیے تو بھی جبتک تم مہاجرین مین ہونے سے انکار نہ کروگے اور جب تک تم اِن کی ہجرت کا اقرار کرتے رہوگے تمھاری عیب جوئی اور نکتہ چینی کچھ کام نہ آئے گی۔ اور اس سے اُن کے یقینی جنتی اور قطعی بہشتی ہونے سے کچھ ضرر نہو گا اس لیے کہ وہ خود فرما چکا ہے کہ لاکفرن عنھم سیئاتھم مین اِن کے گناہون سے درگذر کرونگا اور ضرور اُن کو جنت مین داخل کرونگا اس لیے کہ وہ میرے پیچھے گھرون سے نکالے گیے میری بدولت رنج اور مصیبت مین گرفتار ہوئے اور اپنے دوستون کو چھوڑ کر میرے دوست کے ساتھ ہوے۔ اپنے محبوبون سے جدا ہو کر میرے محبوب کے شریک ہوئے۔ پس اِن کا ہجرت ہی کرنا ایک ایسا عمل ہے کہ ہزار اعمال لاکھ عبادت اور کرور نیکیون سے بہتر ہے۔

اقول

یہ وعدے انھین مومنین مہاجرین سے ہین جن کے سردار شاہ لافتی کرار غیر فرار ہین جن کے ثبات قدم پر حق سبحانہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

ان اللہ یحب الذین — بیشک اللہ تو انھین لوگون کو دوست رکھتا ہے
یقاتلون فی سبیلہ صفاً — جو اسکی راہ مین اس طرح صف باندھکر لڑتے ہین
کانھم بنیان مرصوص — گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین ہین جنھون نے دنیا کے لیے ہجرت کی اور جہاد سے کراہت اور مفرور ہوتے رہے اور غنیمت لوٹنے مین سب سے آگے۔ طماع اور حریص ایسے تھے کہ بقول جناب شبلی صاحب "

"ان کو مشرکین و کفار کے اسلام لانے پر افسوس ہوتا تھا۔ کہ انکا مال ہاتھ سے نکل گیا"

یہ حضرات بوجہ نقص ایمان آیات فضیلت سے مستثنیٰ ہین۔

اور وہ لوگ جن کے اسمائے مبارک حضرت ابوبکر عمر اور عثمان ہین کہنے کو تو مہاجرین تھے مگر ان مہاجرین مین نہ تھے جن کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ اور لاکفرن عنھم سیاٰتھم کے یعنی ان کی خطاؤن سے درگذر کرون گا" وعدے سے خارج کر دیئے گیے اس لیے کہ مدینے مین مال و دولت پاکر عبادت خدا سے غافل ہوگیے تھے۔ اور اس سے ہمارے بھائی کسی طرح انکار کر ہی نہین سکتے کیونکہ امام فخر الدین رازی نے آیہ کریمہ الم یان للذین آمنوا کی تفسیر مین خود حضرت ابوبکر کا قول نقل کر دیا ہے۔

عن ابی بکر ان ھذہٖ الایۃ — حضرت ابوبکر سے منقول ہے (کہ مجلس خلافت مین)

قرئت بین یدیہ وعندہ قوم — اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ شدت

من اھل الیمامۃ فبکوا بکاءً — سے روئے آپ نے اُنکی طرف دیکھکر فرمایا ایسے ہی پہلے

شدیداً فنظر الیھم فقال ھکذا — ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے تھے) مگر اب

کنا حتی قست القلوب — دل سخت ہوگیے۔

پس جبکہ خدائے عزوجل ان حضرات کی نسبت فقست قلوبھم فرمائے اور بقول جناب امام صاحب خود حضرت ابوبکر اپنے سخت دل ہونے کا اقبال کرین تو ایسی جلی شہادتون کے بعد بجز حضرت شاہ صاحب اور کون ہے جو حفظ قرآن کی نعمت سے ان کو فضیلت دے۔

حضرت ابوبکر کی ہجرت

نیز حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کرنے کا احوال بحوالہ روضۃ الاحباب۔ تحریر مین لایا گیا ہے۔

اثناء راہ مین ابن الدغنہ کافر ملا۔ اُس نے آپ سے پوچھا کدہر چلے۔ صدیق نے فرمایا کہ تیری قوم نے مجھے مکہ سے نکال دیا۔ اُس نے آپ کو تسلی و دلاسا دلا کر کہا میرے ساتھ مکہ واپس چلو مین تم کو اپنی حمایت مین لیتا ہون۔ کیا مجال جو کوئی تم سے کچھ تعرض کرے۔

حضرت صدیق فرحان و شادان اُس کے ہمراہ مکہ چلے آئے۔ ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے کہا کہ ابوبکر سے تعرض نہ کرو۔ کیا اس جیسے شخص کو تم شہر سے نکالتے ہو اس پر کفار نے آپ کو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین و کفار رسول اللہ صلعم کے دشمن جان ہوگیے تھے۔ اور طرح طرح کی ایذائین اور تکلیفین پہونچاتے تھے۔ آخر کار حضرت ابوطالبؑ آپ کو شعب ابوطالبؑ مین لے گیے تین سال تک حضرت صلعم اس مصیبت و تکلیف مین رہے۔ اور یہ حضرات اپنی قوم کے ساتھ امن و امان اور عیش و آرام سے تھے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ کے حالات یعنی رسول اللہ صلعم سے مخالفت اور رسالت مین شبہہ کرنا۔ سورۂ فتح پر طعن کرنا وغیرہ وغیرہ امور اوپر تحریر ہو چکے ہین۔

پس جن مہاجرین کے ایمان کا یہ رنگ ہو جو اپنے نقص ایمان کے خود ہی قائل ہون جنکی نسبت خداوند عالم۔

فقست قلوبھم وکثیرا منھم فاسقون ۔ (فرمایا ہے) یعنی اُن کے دل سخت ہوگئے اور بہتیرے ان مین سے فاسق ہین۔

اور:- اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم واتبعوا اھواءھم ۔ اور یہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدانے مہر لگادی ہے۔ اور اپنی خواہشات کے پیرو ہوگئے ہین۔

فرمائے۔

وہ لوگ نہ صرف اس ایک آیت سے بلکہ تمام آیات فضیلت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے۔ چنانچہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جو جوابات علماء امامیہ نے دیئے ہین۔ اُن مین جناب تقدس مآب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحریر فرما چکے ہین کہ۔

"استنتاج نتیجہ مسطورہ موقوف ست برین کہ بنا بر اصول شیعہ باثبات رسانی کہ اصحاب ثلاثہ اول امر مومن اند واین از جملہ ممتنعات و محالات ست چہ علماے شاید دلائل بسیار و اخبار بیشمار کفر و نفاق پیشوایان شمارا در کتب خود باثبات رسانیدہ اند۔

حضرت ابوبکر و عمر کا مشرکین کیلیے آنحضرت سے سفارش کرنا۔

اب فرمائیے کہ جن اصحاب کی نسبت حق سبحانہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

"آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یونہین چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے اِن لوگون کو نہین جانچا۔ جنھون نے تم مین سے جہاد کئے ہین اور سوائے اللہ کے اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے کسی اور کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تمھارے سب کامون سے خوب واقف ہے۔"

وہ کون لوگ تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین مین سے نہ تھے۔ جن کے نام حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ ہین۔ جن کے صدق ایمان کی نسبت شاہ ولی اللہ یہ حدیث روایت کرتے ہین

کچھ لوگ مشرکین سے رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ یا محمدؐ ہم آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین۔ ہمارے چند غلام آپ کے گروہ مین آ گئے ہین یعنی مسلمان ہو گیے اُن کو دین اور فقہ سے کچھ رغبت نہین ہے۔ بجز اِس کے کہ وہ ہمارے مزرعہ اور مال چھوڑ کر بھاگ گئے ہین آپ اُن کو ہمارے حوالہ کر دین۔ آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم اِس معاملہ مین کیا کہتے ہو۔ وہ بولے۔ کہ قریش سچ کہتے ہین کہ آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین اُن کے غلامون کو اُن کے حوالے کر دیجیے۔ یہ بات سُنکر حضرت صلعم کا چہرۂ مبارک غُصّہ سے متغیر ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ ہان قریش سچے ہین غلام اُن کے واپس کر دیجیے۔ یہ سنکر پھر حضرت کا چہرۂ مبارک بہ سبب غیظ وغضب سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ اے قوم قریش۔ بخدا تم پر خداوند تعالیٰ قریش مین سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا کہ اُوس کے دل کا دربارۂ ایمان امتحان سے لیا گیا ہے وہ تم کو یا بعضون کو دین پر قتل کرے گا اور وہ علیؓ ہے۔

کیا یہ لوگ اُس گروہ مین داخل نہین ہین جو رسول اللہ صلعم کو دشمنون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے۔ کیا یہ لوگ اُن آیتون سے جو مفرورین کے حق مین نازل ہوی ہین مستثنیٰ کر دیے گیے ہیں۔ اے حضرات ان آیتون کو پڑھ کر اب تم اپنے مہاجرین و انصار کے فرضی وصاف ڈھونڈنے مین اپنی اوقات ضایع نکرو۔ اور اُنکی فضیلتون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ۔ اگر دو چار باتین اُن کی عہد حکومت کی تم نے بتا بھی دین تب بھی جب تک تم اُنکا فرار بخاری شریف سے خارج اور اِن آیتون سے اِنکار نہ کروگے اور جب تک تم اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری سے اِن کا گستاخانہ رسول اللہ صلعم کو ھذا الرجل لیھجر کہنے کا اقرار کرتے رہو گے

تمھاری یہ ثنا خوانی اور مداحی کچھ بھی کام نہ آئیگی کیونکہ وہ خود فرما چکا ہے کہ۔

"جو لوگ میرے پیچھے اپنے وطن اور گھراور کنبہ و قبیلے کو چھوڑین ان کو لازم ہے کہ جب میدان جنگ مین جائین تو کفار سے ڈر کر بھاگنا تو ایک طرف ان کی طرف اپنی پشت بھی نہ پھیرین۔ اگر کوئی اپنی پشت پھیرے گا تو مین بھی ایسے لوگون سے بڑے عذاب کے ساتھ پیش آؤن گا اور ان کو اچھی سزا دون گا۔ انھون نے ظاہرًا تو مجھے اور میرے رسولؐ اور مومنین کو محبوب کہا۔ لیکن باطنًا کفار و مشرکین کو اپنا محبوب سمجھا۔ اور مین ان کے کامون سے اچھی طرح واقف ہون۔

پس۔ مہاجرین فی اللہ نیا کا اپنے رسول کو نیزون اور تلوارون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جانا۔ اور حکم رسولؐ کو ہذیان بتانا ایک ایسی معصیت ہے جو سب بداعمالیون سے بدتر ہے اگرچہ اصحاب ممدوحین کا معرکۂ جہاد سے فرار ہونا اہلسنت سے مخفی نہین ہے۔ تاہم علماء کرام توجیہات و تلبیسات کرکے اُن کی پردہ پوشی کیا کرتے ہین۔

لہذا مین اس موقع پر غزوات بدر۔ اُحد خندق۔ خیبر سریہ وادی الرمل۔ اور حُنین کا مختصر حال کتب حدیث و سیر اہلسنت سے لکھتا ہون۔ جن کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ ان لڑائیون مین اُن حضرات کے "قاتلوا و قتلوا" کا کیا رنگ تھا۔

غزوۂ بدر

غزوۂ بدر

مورخین نے جنگ بدر کا واقعہ یہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریان شروع کردی تھین۔ ان کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیان مدینہ کی طرف گشت لگاتی رہتی تھین۔ حملے کیلیے

سب سے بڑی ضروری چیز مصارف جنگ کا بندوبست تھا اس لیے اب کے موسم مین قریش کا جو کاروان تجارت شام کو روانہ ہوا۔ تو اس سروسامان سے روانہ ہوا کہ مکہ کی تمام آبادی نے جس کے پاس جو رقم تھی کُل کی کُل دیدی۔ اسی اثنا مین یہ غلط خبر مکۂ معظمہ مین پھیل گئی کہ مسلمان قافلہ کو لوٹنے کو آرہے ہین۔

قریش کے غیظ و غضب کا بادل بڑے زور و شور سے اُٹھا اور تمام عرب پر چھا گیا۔

سپاہ اسلام و لشکر قریش کا بمقام بدر لڑنا

غرض بارہ رمضان سنہ ۲ھ کو آپ تقریباً تین سو جان نثارون کے ساتھ شہر سے نکلے اور بدر کی طرف جدھر سے اہل مکہ کی آمد کی خبر تھی خبر رسان آگے روانہ کر دیئے گیے کہ قریش کے نقل و حرکت کی خبر لائین۔ خبر رسان نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہین۔ آنحضرت صلعم یہین رُک گئے اور فوجین اُتر پڑین۔

مکۂ معظمہ سے قریش بڑے سروسامان سے نکلے تھے۔ ہزار آدمیون کی جمعیت تھی۔ سو سوارون کا رسالہ تھا۔ رؤسا قریش سب شریک تھے۔ قریش کو قریب بدر کے پہونچکر جب معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ خطرہ کی زد سے نکل گیا ہے تو سردارون نے کہا اب لڑنا ضرور نہین لیکن ابوجہل نے نہ مانا۔ زہرا اور عدی کے لوگ واپس چلے گئے باقی فوج آگے بڑھی۔ صحابہ نے میدان کے کنارے ایک چھپر کا سائبان تیار کیا کہ آپ اُس مین تشریف رکھین۔ اب دو صفین آمنے سامنے مقابل تھین۔ حق و باطل۔ نور و ظلمت۔ و کفر و اسلام! اقتباس از سیرۃ النبی مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی جلد اول۔

لشکر اسلام سے ایک گروہ جنگ کا اور ایک قافلہ کاروان کا خواہشمند تھا

کتب حدیث و سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ وہ قریش سے جنگ کرنا چاہتے ہین یا اُس قافلہ کو جو مال کثیر کے ساتھ شام سے آیا تھا۔ صحابہ مین سے بعض نے جنگ کا مشورہ دیا اور اکثر نے قافلہ کی رغبت دلائی۔

اقتباس عبارت مدارج النبوة

اس حال کے متعلق مدارج النبوۃ سے خلاصہ بقدر ضرورت درج کیا جاتا ہے۔

قافلہ ایشان قافلہ عظیم بود کہ از شام	ایک عظیم الشان قافلہ قریش کا شام سے مال
می آید و اموال قریش در آن بود و امیر	لیکر آرہا تھا۔ جس کے سردار ابوسفیان تھے جب
قافلہ ابوسفیان بود چون قریب بدر رسیدند	قافلہ بدر کے قریب پہونچا۔
و خبر بہ رسول اللہ صلعم رسید حضرت گفت	اور رسول اللہ صلعم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے
بہ اصحاب کہ قافلہ می آید کہ اموال کثیر با اوست	اصحاب سے فرمایا کہ ایک قافلہ آرہا ہے
و عدد اعدا قلیل ست پس ببرون آید	جسکے ساتھ مال کثیر اور جمعیت کم ہے اگر تم چل کر
بسوئے آن شاید کہ سامان بخشد شما را خدا تعالیٰ	اُسکو روکو تو کیا عجب ہے کہ وہ سامان تمہارے
بہ آن پس جبریل آمد و آنحضرت را از برآمدن	ہاتھ آئے پس جبریل نازل ہوے اور قریش
قریش خبر کرد پس آنحضرت روئے مشاورت	کے بڑہ آنے کی خبر دی آنحضرت صلعم نے بطریق
باصحاب آورد و گفت خدائے تعالےٰ	مشورہ اصحاب کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا کہ
وعدہ کرد شما را یکے از دو طائفہ۔ یا	خدا تم سے وعدہ فرماتا ہے دو گروہ میں سے ایک
کاروان را یا قریش را و بود کاروان	تمہارے ہاتھ آئیگا قافلۂ قریش یا کاروان
محبوب تر نزد اصحاب۔ و گفتند بآن حضرت	چونکہ اصحاب کی رغبت کاروان کی طرف تھی
چرا ذکر نہ کردی تو ما را قتال را تا آمادہ	اس لیے اُنھوں نے عرض کی یا حضرت آپ نے
می شدیم ما برائے آن و ساز میکردیم	اُسوقت کیوں نہ فرمایا اگر ہم کو اسکی خبر معلوم
آنرا گفت آنحضرت کاروان گذشت	ہوتی تو ہم جنگ کے لیے مسلح ہوکر نکلتے آپ نے
بر ساحل بحر این ابوجہل است روئے	فرمایا کہ قافلۂ کاروان تو دریا کے کنارے سے
آوردہ بشما گفتند یا رسول اللہ بکیر کاروان	نکل گیا اب ابوجہل تمہارے مقابلہ کو آرہا ہے۔

راہ بگذار قتال را پس در غضب آمد	اسپر اصحاب نے عرض کی یا حضرت جنگ تو ملتوی
رسولخدا صلعم پس باستاد ابوبکر و گفت سخن	رکھیے اور کاروان کا تعاقب کیجیے یہ سنتے ہی
وخوب گفت پس باستاد عمر بہ گفت سخن	جناب رسولخدا صلعم غضبناک ہوئے پس ابوبکر نے
وخوب گفت پس خوش آمد آنحضرت را	کھڑے ہو کر عمدہ گفتگو کی اور ان کے بعد عمر نے
سخنان ایشان و دعاے خیر کرد ایشان را۔	بھی گفتگو کی آنحضرت صلعم کو انکی گفتگو پسند آئی اور انکے
پس باستاد سعد بن عبادہ و گفت نظر کن و نگر کن	حق میں دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور
یا رسول اللہ در کار خود پس بخدا سوگند	عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنا کام کریں قسم بخدا اگر
اگر سیر می کنی تو تا عدن تخلف نمی کنند از	آپ عدن تک سفر فرماویں تو انصار میں سے کوئی شخص
ہیچ مردے از انصار پس دعائے خیر کرد	آپ کی اعانت و ہمراہی سے منہ نہ موڑیگا
او را رسول خدا پس باستاد مقداد	حضرت نے اُن کو بھی دعائے خیر دی پھر مقداد
بن عمرو گفت ما با تو ایم یا رسول اللہ	بن عمر نے عرض کی یا رسول اللہ ہر جگہ ہم
ہر جا کہ بروے نمی گوییند ترا چنانکہ بنی اسرائیل	آپ کے ساتھ رہیں گے اور ہم آپ سے
	وہ نہ کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ
با موسیٰ۔	
اذهب انت وربك فقاتلا	(تم۔ اور تمھارا خدا دونوں جبارین سے)
انا ههنا قاعدون بلکہ میگوییم	لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ یہ عرض کریں گے
اذهب انت وربك فقاتل	کہ اگر آپ اور آپ کا خدا (کفار) سے لڑے
انا معكما مقاتلون سوگند بخدائے کہ	تو ہم آپ کے ساتھ اُن سے لڑیں گے۔
فرستادہ است ترا بحق میرویم و جلادت	قسم بخدا جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا
می کنم با تو ہر جا میروی اگرچہ تا برگ عماد بری	ہے ہم آپ کے ہمرکاب برگ عماد تک کہ

وآن شہریست از شہرہائے حبش پس تبسم کرد	وہ شہر ہے (ملک حبش مین) چلنے اور
آنحضرت و دعائے خیر کرد اوراپس گفت	لڑنے مرنے کو حاضر و مستعد ہین۔ پس
سعد بن معاذ ما ایمان آوردہ ایم وتصدیق	آپ نے خوش ہو کر اُن کے حق مین
کردیم ترا و شاہدیم برآن کہ ہرچہ آوردۂ تو	دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن معاذ نے
از نزد خدا حق ست و دادیم ترا برین تصدیق	عرض کی کہ یا حضرت ہم آپ پر ایمان
عہد ہائے خود را و مواثیق خود را بر سمع و	لائے ہین آپ بیشک پیغمبر برحق ہین۔
طاعت فرمان برداری پس برو یا رسول اللہ	اور آپ کا جو ارشاد ہے وہی خدا کا
ہر جا کہ می خواہی سوگند بآن خدا کہ	ہے ہم آپ سے یہ اقرار کرتے ہین کہ
فرستادہ است ترا بحق اگر میروی	آپ جہان چاہیے چلیے ہم آپ کے
تو می درآری مارا در دریا می درآیم	مطیع اور فرمان بردار ہین خدا کی قسم
ما در آن ما از صابرانیم و صادقانیم بہر جا	ہے اگر آپ ارشاد فرمائینگے تو ہم
ہر جا کہ می خواہی پس مسرور شد آنحضرت	سمندر مین کو دپڑینگے۔ ہم اپنے قول
باین سخن سعد و در نشاط درآورد اورا	کے سچے اور مصیبت مین ثابت قدم ہین۔
این سخن۔ (مدارج النبوۃ مطبع مظہر العجائب ۱۲۶۹ ہجری)	آنحضرت اُن کی گفتگو سے مسرور ہوئے۔

خیالات صحاب در بارۂ مشورہ

اس روایت کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جناب شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے حضرت سعد بن عبادہ و حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کے مشورے کو تصریح و توضیح بیان فرمائے۔ اور حضرت ابوبکر و عمر رضہ کے مشورے کے متعلق صرف اس نکتہ پر اگفت سخن و خوب گفت وخوش آمد آنحضرت را و دعائے خیر کرد ایشان را) کفایت کی۔ مگر یہ معما ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ وہ سخنہا خوب کیا تھے۔ اگر خوب تھے تو کیون راز مین رکھے گیے اس سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ؎

بیخودی بے سبب نہین غالب ۔۔۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہم اس فکر مین تھے کہ یہ معمّا کس طرح حل ہو۔ آخر کار تفسیر دُرِ منثور اور بخاری و صحیح مسلم وغیرہ سے وہ راز فاش ہو گیا کہ ان سخنہائے خوب کا یہ مطلب تھا کہ جنگ نہ ہو۔ اور ان حضرات کے مشورون پر رسول اللہ صلعم خوش نہین ہوئے بلکہ غیظ و غضب سے دونون رخسار مبارک سرخ ہو گیے اور ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ سے دو چار روایتین نقل کی جاتی ہین۔

(۱) حدثنا ابوبکر ابن ابی شیبہ ثنا	یعنی انس کہتے ہین کہ جب رسول اللہ
عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت	صلعم کو ابوسفیان کے بڑھ آنے کی خبر پہونچی
عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ	تو آپ نے لوگون سے مشورہ کیا۔
علیہ وسلم شاور حین بلغہ	پہلے ابوبکر نے گفتگو کی تو حضرت نے
اقبال ابی سفیان قال فتکلم	اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت
ابوبکر فاعرض عنہ ثم	عمر نے گفتگو کی تو حضرت نے اُن کی
تکلم عمر فاعرض عنہ	طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر سعد بن
فقام سعد بن عبادہ	عبادہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا حضرت
فقال ایانا ترید یا	کیا آپ ہم سے فرماتے ہین۔ قسم ہے
رسول اللہ والذی	اُس خدا کی جس کے قبضہ مین ہماری
نفسی بیدہ لو امرتنا	جان ہے اگر آپ حکم فرمائین تو ہم
ان نخیضھا البحر	سمندر مین کود پڑین۔ آپ حکم دین

لاخضناها ولو امرتنا ان نضرب اكبادها الى — تو ہم برک الغماد تک جانے کو
برك الغماد لفعلنا صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مصر — موجود ہین۔

(۲) ثم سار رسول الله صلى الله عليه — یعنی حضرت تشریف لیجا رہے تھے
وسلم لا يلقاه خبر ولا يعلم — اور کوئی خبر آپکو نہ معلوم ہوئی کہ قریش
بنفرة قريش فقال رسول الله — آرہے ہین کہ نہین تب حضرت نے
صلى الله عليه وسلم اشيروا علينا — فرمایا ہمکو اس بارہ مین مشورہ دو ابوبکر
فى امرنا مسيرنا فقال ابوبكر يا رسول — نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تمام روئے
الله انا اعلم الناس بمسافة الارض۔ — زمین کی خبر ہے۔

اخبرنا عدى بن ابى الزغباء — عدی بن الزغبا نے خبر دی ہے کہ
ان العير كانت بوادى كذا وكذا — وہ لشکر فلان وادی مین ہے تو ہم
فكانا وايا هم فرسا رهان الى — اور وہ بدر تک آگے پیچھے پہنچا
بدر ثم قال اشيروا على فقال — چاہتے ہین پھر حضرت نے مشورہ
عمر بن الخطاب يا رسول الله — چاہا تو عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ
انها قريش وعزها والله — یہ قریش ہین اور قسم خدا کی جب سے
ما ذلت منذ عزت ولا امنت — انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل
منذ كفرت والله ليقاتلنك — نہین ہوئے اور جب سے انھون نے
فتاهب لذلك اهبته واعده — کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے قسم خدا کی
لہ عدته فقال رسول الله — وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے
اشيروا على فقال — تو آپ پورے طور پر آمادہ اور مستعد ہوجایئے

المقداد بن عمرو انا لانقول
لك كما قال اصحاب موسیٰ
اذهب انت وربك فقاتلا
انا ههنا قاعدون ولكن
اذهب انت وربك فقاتلا
انا معكم متبعون
(درمنثور جلد سوم صفحہ ۱۶۵)

اور پورا سامان اُس کے لیے کر لیجیے۔
پھر آنحضرت نے فرمایا مشورہ دو مقداد
نے کہا ہم تو وہ نہین کہین گے جو بنی اسرائیل
نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور
تمہارا خدا جاکر مقابلہ کرو ہم تو یہین
بیٹھے ہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین سب آپ کے
اور آپ کے رب کے تابع ہین۔

(۳) روی ابن مردویہ ایضا من
حدیث محمد بن عمرو بن علقمہ
بن وقاص اللیثی عن ابیہ عن
جدہ قال خرج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی بدر حتی
اذا کان بالروحاء خطب الناس فقال
کیف ترون فقال ابوبکر یا
رسول اللہ انهم بمکان کذا وکذا
قال ثم خطب الناس فقال
کیف ترون فقال عمر مثل قول ابی بکر ثم
خطب الناس فقال کیف ترون فقال سعد
بن معاذ یا رسول اللہ ایانا ترید فوالذی

ابن مردویہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ بدر کی طرف روانہ ہوئے
تو بمقام روحا پہونچکر لوگون سے
اس باب مین گفتگو کی حضرت ابوبکر
نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر ملی
ہے کہ مشرکین اس قدر ہین۔ اور
اس قدر ہین حضرت نے پھر اس بارہ مین
گفتگو کی کہ تمھاری کیا رائے ہے تو عمر نے
وہی بات کہی جو ابوبکر نے کہی تھی۔
پھر آپ متوجہ ہوکر استفسار فرمانے لگے
تو سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا آپ ہم سے مخاطب ہین قسم اُس خدا کی

اکرمک وانزل علیک الکتاب ما سلکنہا	جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا ہے اور آپ پر
قط ولالی بہا علم ولئن سرت حتی	کتاب نازل کی ہے ہم کو اُس کا علم نہین ہے
تاتی برک الغماد من ذی یمن لنسیرن	لیکن اگر آپ برک الغماد تک جو یمن
معک ولانکون کالذین قالوا	مین ہے تشریف لے چلین تو ہم آپ کے
لموسیٰ اذھب انت وربک فقاتلا	ساتھ ہین ہم اُن لوگون مین سے نہین
انا ھٰھنا قاعدون ولاکن	ہین کہ جنھون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا
اذھب انت وربک فقاتلا	کہ تم اور تمھارا خدا جاکر لڑو ہم تو یہین
انا معکما مقاتلون	بیٹھے ہین بلکہ ہم کہین گے کہ اگر آپ اور
در تفسیر ابن کثیر بر حاشیہ فتح البنان	آپ کا خدا جدال و قتال کرے تو ہم آپ کے
جلد چہارم صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۲ھ سورۂ انفال	ہمراہ جنگ کرنے والون مین سے ہین۔
(۴) عن طارق عن عبد اللہ بن	ابن مسعود کہتے ہین کہ مین نے مقداد کی
مسعود قال لقد شھدت من المقداد	ایک ایسی فضیلت دیکھی کہ اگر میرے لیے
مشھدا لان اکون انا صاحبہ	ہوتی تو روے زمین کی تمام دولت سے
احب الی مما فی الارض من شئ	بڑھکر تھی مقداد ایک مرد شہسوار تھے۔
کان رجلا فارسا وکان	اور رسول اللہ کو جب غصہ آجاتا تھا تو
رسول اللہ صلعم اذا غضب احمارت	دونون رخسارہ سُرخ ہوجاتے تھے ایسی
وجنتاہ فاتاہ المقداد علی	حالت مین مقداد حضرت کے پاس آئے
تلک الحال فقال ابشر یا رسول	اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ملال
اللہ فو اللہ لانقول لک کما قالت	نفرمائیے واللہ ہم آپ سے وہ کلمہ نہین کہین گے

بنو اسرائیل لموسیٰ اذهب انت و	جو بنی اسرائیلؑ نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ
ربك فقاتلا انا ههنا قاعدون	تم اور تمہارا خدا دونون جا کر کافرون سے
ولكن والذی بعثك بالحق	جہاد کرو "ہم تو یہان بیٹھے ہین"۔ بلکہ قسم ہے
لنكونن من بين يديك ومن	اُس خدا کی جس نے آپ کو پیغمبر برحق کیا ہے
خلفك وعن يمينك وعن شمالك	جب تک خدا آپ کی فتح نہ کرے گا ہم آپ کے
او يفتح الله لك	آگے آگے رہین گے۔ ہم آپ کے پس پشت
از تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۳۰۱ مطبوعہ جرمن ۱۸۸۱ء	رہین گے۔ آپ کے دہنے بائین رہین گے۔
(۵) فقال سعد بن معاذ لئن سرت	سعد بن معاذ نے عرض کی جہان
حتی تاتی برك الغماد من ذی يمن	جی چاہے چلیے جس سے جی چاہے میل کیجیے
لنسيرن ولا نكون كالذين قالوا	جس سے جی چاہے قطع تعلق کیجیے جس سے
لموسیٰ فذكره وفيه لعلك خرجت	جی چاہے صلح کیجیے جس سے جی چاہے
لامر فاحدث الله غيره فامض	جنگ کیجیے اور جس قدر جی چاہے ہمارے
لما شئت وصل من شئت واقطع	مال اور اسباب مین سے لیجیے۔
حبال من شئت وسالم من شئت عاد	(از فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ)
من شئت وخذ من اموالنا ما شئت	(باب قوله تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم)
(۶) حدثنا ابو نعيم حدثنا اسرائيل	ابو نعیم نے طارق بن شہاب سے روایت کی
عن مخارق عن طارق بن شهاب	ہے کہ مین نے ابن مسعود سے سُنا ہے وہ کہتے
قال سمعت ابن مسعود يقول شهدت	ہین مقداد بن اسود کی ایک ایسی فضیلت
عن المقداد بن الاسود مشهدا	دیکھی اگر وہ بات مجھکو حاصل ہوتی تو

لان اکون صاحبہ احب الیّ	اُس کے مقابلہ مین کسی نیکی کو نہ سمجھتا ہے
مما عدل بہ اتی النبی صلی اللہ علیہ	زیادہ وہ مجھے پسند ہوتی وہ یہ ہے کہ
وسلم وھو یدعوا علی المشرکین	آنحضرت صلعم مشرکون پر بد دعا کر رہے تھے
فقال لا نقول کما قال موسیٰ	اتنے مین مقداد آن پہونچے انھون نے
اذھب انت وربک فقاتلا ولکنا	عرض کی یا رسول اللہ ہم وہ نہ کہین گے
نقاتل عن یمینک وعن	جو حضرت موسیٰ کی قوم نے اُن سے کہا تھا
شمالک وبین یدیک و	کہ تم اور تمھارا پروردگار دونون جاکر
خلفک فرأیت النبی صلی اللہ	جبارین سے لڑو" ہم تو آپ کے
علیہ وسلم اشرق وجھہ وسرہ	داہنے طرف اور بائین طرف سامنے ہون گے
یعنی قولہ بخاری کتاب	یا جہان آپ کا دشمن ہوگا اُس سے
المغازی	لڑین گے۔ ابن مسعود کہتے ہین مین نے دیکھا
باب قولہ تعالیٰ اذ تستغیثون	کہ مقداد کے اس کلام سے آنحضرت صلعم کا
غزوہ بدر	چہرۂ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش
ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب	ہوگئے۔

(۷) عن انس ان رسول اللہ صلعم	انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان	علیہ وآلہ وسلم کو ابو سفیان کے آنے کی
قال فتکلم ابوبکر فاعرض عنہ فتکلم عمرؓ فاعرض	خبر معلوم ہوئی تو آپ نے مشورہ طلب کیا
عنہ فقام سعد بن عبادۃ فقال ایانا	حضرت ابوبکر بولے تو آپ نے توجہ نفرمائی۔
ترید یا رسول اللہ والذی نفسی	پھر عمر بولے آپ نے اُن کی طرف بھی توجہ نکی

بیدہ لو امرتنا ان نخیضها البحر	پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ
لاخضناها ولو امرتنا ان تضرب اکبادها	کیا آپ کا رُوے خطاب ہم انصار کی طرف ہے،
الی برك الغماد لفعلنا فندب	خدا کی قسم اگر آپ دریا مین سواری ڈالنے کا
رسول اللہ صلعم الناس فانطلقوا	حکم دین تو ہم ڈال دین گے۔
حتی نزلوا بدرا۔	انس کہتے ہین اسکے بعد آپ نے
از سیرۃ النبی	شرکت جنگ کی دعوت دی لوگ چل پڑے
صفحہ ۲۵۶ جلد اول	اور بدر پر آ اُترے۔

(یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہے)

اللہ جلشانہ نے جنگ بدر کا ذکر قرآن مجید مین فرمایا ہے۔ چنانچہ قافلہ کاروان قریش کے حال مین یہ آیتین ہین۔

کما اخرجك ربك من	تمھارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
بیتك بالحق وان فریقا من	نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ (تمھارے
المؤمنین لکرهون ٥ یجادلونك	نکل کھڑے ہونے سے اُسوقت بھی) ناخوش تھا کہ وہ
فی الحق بعد ما تبین کانما	لوگ حق ظاہر ہوے پیچھے تمھارے ساتھ حق بات
یساقون الی الموت وهم	مین لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے) گویا انکو
ینظرون ٥ واذ یعدکم	(زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور وہ موت کو
اللہ احدی الطائفتین	(آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین اور (مسلمانون یہ
انها لکم وتودون	وہ وقت تھا) جب خدا نے تمسے وعدہ فرمایا تھا کہ
ان غیر ذات الشوکة	(مشرکین مکہ کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی سی (بھی)

آیہ کریمہ مسلمانون کا ایک گروہ گھر سے نکلنے پر ڈرتا تھا گویا وہ موت کی طرف ڈھکیلے جارہے ہین

تکون لکم ویرید اللہ ان
یحق الحق بکلمتہ ویقطع
دابر الکفرین لیحق الحق
ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ۵
سورۂ انفال

ایک تمھارے ہاتھ آجائے گی۔ اور تم چاہتے تھے کہ جس مین
(لڑنے کا) بوتہ نہیں ہے وہ (یعنی قافلہ کاروان) تمھارے
ہاتھ آجائے اور اللہ کی مرضی یہ تھی کہ اپنے حکم سے (دین) حق کو
قائم کرے اور کافرونکی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے تاکہ حق کو حق اور
ناحق کو ناحق کر دکھائے گو کافرونکو برا ہی (کیون) نہ لگے۔

ان آیات پاک کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی یہ تحریر فرماتے ہین۔

تفسیر آیات متذکرۂ بالا۔

آوردہ اند کہ کاروان قریش با متاع
بسیار از شام بازگشتہ بودند و ابو سفیان با
بعضے از صنادید عرب سرداری آن قافلہ می نمود جبرئیل
بیامد و حضرت را خبر داد و آنحضرت صورت حال بمومنان
بازگفت و ایشان از بسیارے مال و اندک رجال
مائل شدند باآنکہ سر راہ بر کاروان گیرند پس بدین
قصد از مدینہ بیرون آمدند و ابو سفیان
خبر یافتہ ضمضم غفاری را جہت استمداد
از قریش بمکہ فرستاد و خود کاروان از
بیراہ رد بمکہ نہاد و ابو جہل بعد از رسیدن
ضمضم با بسیارے از مردم از مکہ بمدد
کاروان بیرون آمدے متوجہ بدر شدند
و حضرت پیغمبر در وادی ذفران بود

مذکور ہے کہ ایک قافلہ قریش جسکا قافلہ سالار
ابو سفیان تھا با بعض دوسرے شجاعان عرب بہت سا
مال و متاع لیکر شام سے واپس آ رہا تھا۔ جبرئیل نے
آنحضرت کو اور آپنے مسلمانون کو مطلع فرمایا وہ
بوجہ کثرت مال و قلت مردمان اُس قافلہ کی طرف
مائل ہوئے کہ سر راہ اُس قافلہ کو روکین پس اس قصد سے
مدینہ سے نکلے اِدھر ابو سفیان نے خبر پاکر ضمضم غفاری
کو قریش سے مدد طلب کرنے کو مکہ بھیجا۔ اور
خود قافلے کر نئے راہ سے مکہ کو چلا ضمضم
غفاری کے پہونچنے پر ابو جہل بہت جمعیت
کے ساتھ قافلہ کی مدد کے لیے مکہ سے
چلا اور بدر پہونچا۔ آنحضرت صحرائے
ذُفران مین تھے۔

که جبرئیلؑ بیامد و از آمدن لشکر کفار خبر داد
آنحضرت صحابه را فرمود شما ملاقات
کاروان را دوست میدارید یا مقابله
کاروان را. بعضے گفتند که ما حرب را
آماده نیستیم اگر کاروان بدست افتد
مناسب تر است حضرت پیغمبر ازین
سخن متغیر شد و کبار مهاجرین و انصار
حرب را اختیار کردند پس حق سبحانه تعالے
پیغمبر خدا را می فرماید که ترا خدائے بموضع
بدر که مصارع کفار ست خواهد برد.
چنانکه بیرون آورده ترا پروردگار
تو از خانهٔ تو که مدینه است برائے جنگ
با کفار براستی و ثواب و بدرستیکه گروہے
من المومنین از گرویدگان هر آئینه کاره
اندر رفتن بدر را گو یا رانده میشوند
بسوے مرگ و یاد کنید آنرا که وعده داد
شما را خدائے یکے از دو گروه یا کاروان
یا لشکر کافران که آن طائفه شما راست
و شما دوست میدارید آنکه غیر خداوند

کہ جبرئیلؑ آئے اور لشکر کفار کی آمد سے
خبر دی آنحضرت نے صحابہ سے پوچھا
کہ تم لوگ قافلہ کے خواہشمند ہو یا کفار
سے لڑائی کو پسند کرتے ہو بعض نے کہا
کہ ہم جنگ کے لیئے تو تیار نہین ہین
اگر قافلہ ہاتھ لگے تو اچھا ہے یہ سنکر حضرت
غضبناک ہوئے مگر سربرآوردہ مہاجرین
و انصار نے جدال و قتال کو پسند کیا۔ اسپر
حق سبحانہ تعالی اپنے حبیب کو یون مطمئن
فرماتا ہے کہ اے پیغمبر ہمارے تم کو تمھارا
پروردگار اُسی طرح مقام بدر پر جو راہ گذر
کفار ہے پہنچادے گا جس راستے اور ثواب
کے ساتھ تم کو جنگ کفار کے لیئے تمھارے
گھر سے جو مدینہ مین ہے نکالا ہے اور یہ تحقیق ہے
کہ ایک گروہ مسلمانون سے اہل بدر۔ بدر جانے
ضرور جان چھپاتا ہے اور اُس وقت کو بھی یاد
کرو کہ جب خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو
قافلون مین سے ایک قافلہ تمھارے ہاتھ
لگے گا یا قافلہ کاروان کا یا قافلہ قریش کہ وہ

شوکت و سلاح یعنی کاروان باشد۔
پس شما آسان تر را می خواہید۔
و می خواند خدا آنکہ ثابت گرداند
حق را بہ آیاتے کہ در باب محاربہ ذات
شوکت فرستادہ یا بوعدہ ہائے فتح
وظفر کہ پیغمبر خود را دادہ یا بہ کلماتے
ازلی کہ در قتل و اثر ایشان در لوح
محفوظ نوشتے ببرد و برکند بنیاد کافران را
مستاصل سازد و معاندان را تا ظاہر کند
دین اسلام را بقتل ایشان یا نصرت
دہد پیغمبر خود را و زائل گرداند کفر را یا
ضعیف سازد امر مشرکان را و اگرچہ
نخواہند و کارہ باشند آنرا کافران۔
(در تفسیر حسینی صفحہ ۲۴۳)
(مطبوعہ نولکشور)

شان شوکت سے ہے اور تم اُس قافلہ کو
جس میں تھوڑے لوگ ہیں اور جو آلات
حرب و ضرب سے آراستہ نہ تھا چاہتے تھے
اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے اُن آیات کی
تم کو تصدیق کرا دے جو اُس شاندار
جنگ کے متعلق نازل فرمائیں تھیں یا وہ
وعدے نصرت کے جو اپنے پیغمبر سے کیئے تھے
یا وہ کلمات ازلی جو لوح محفوظ میں تحریر ہیں
اور حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرے
اور کافرین معاندین کو قتل کرا کے اُن کی
بیخ و بنیاد اُکھاڑ دے اور اپنے پیغمبر کو نصرت
دے اور دین و اسلام کو ظاہر کرائے اور
کفر کو زائل اور مشرکین اور کافرین کی تدابیر کو
پست کر دے اگرچہ اُن کو ناگوار رہی
کیوں نہو۔

تقابل اصحاب دربارۂ ایمان

اِن روایتوں اور تفسیروں اور خدا کی آیتوں سے مہاجرین کی صحبت ہجرت کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل نے جناب رسول اللہ صلعم کو خبر دی کہ۔

ابو سفیان کا قافلہ جس میں مال تھا وہ تو آگے نکل گیا ابو جہل ایک لشکر کثیر قریش کا لے کر بڑے ساز سامان سے مسلح ہو کر آپ سے لڑنے کو آ رہا ہے۔ اِس پر آنحضرت صلعم نے صحابہ سے

مشورہ کیا کہ تم اس قافلہ کو جس مین مال ہے لینا چاہتے ہو یا کفار سے جہاد کرنا تو ان مہاجرین اور انصار سے اکثر لوگ یہ فرماتے ہین (یا رسول اللہ بگیر کاروان وبگذار قتال را)

اور حضرت افضل الصحابہ اور حضرت عمر نے وہ مشورہ دیئے جو باعث ناراضی خدا و رسول ہوئے۔

اس موقع پر حضرت عمر کے اس شورے کے جانب بھی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے جو انھون نے اسلام لاتے ہی رسول اللہ صلعم کو دیا تھا جیسا کہ آیات بینات مین ہے کہ

حضرت عمر نے اسلام لاتے ہی پیغمبر خدا سے کہا کہ بتون کی عبادت تو علانیہ ہو اور خدا کی عبادت در پردہ۔ یہ مناسب نہین ہے۔ آیئے خانہ کعبہ کو چلیئے اور بالاعلان نماز ادا کیجیے۔

اب غور فرمائین کہ وہان تو زبان سے باین شد و مد اپنا ایمان جتلاتے ہین اور جب انہین مشرکین سے پالا پڑا تو اسوقت یہ مشورہ دیتے ہین۔

یا رسول اللہ یہ قریش ہین قسم خدا کی جب سے انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل نہین ہوئے اور جب سے انھون نے کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے۔

غرض حضرت مقداد۔ سعد بن عبادہ۔ اور سعد بن معاذ۔ نے جو مشورہ دیا۔ جناب رسولخدا صلعم اس سے خوش ہوئے۔ بخلاف اس کے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مشورہ پر آنحضرت صلعم کو اس قدر غیظ آیا کہ چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا اور بکراہت اُن کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا۔

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دونون گروہ مین کس کا مشورہ دلیل ایمان ہے۔ اور کن حضرات کا خدا اور رسولؐ کی مرضی کے خلاف۔ مہاجرین سے کس کی نیت لوجہ اللہ تھی اور کس کی مال و دولت کے لیئے۔ اور خدائے عز و جل کے اس ارشاد سے۔

واذ یعدکم اللہ احدی   جب خدا تم سے وعدہ فرماتا تھا کہ

الطائفتین انہا لکم	(مشرکین کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی
وتودون ان غیر ذات	(سی) ایک تمھارے ہاتھ آئیگی اور تُم چاہتے تھے
الشوکۃ تکون لکم	کہ جس مین (لڑنے کی) قوت نہین ہے (یعنی قافلہ
ویرید اللہ ان یحق الحق	کاروان) وہ تمھارے ہاتھ آجائے اور اللہ یہ چاہتا
بکلمتہ ویقطع دابر	تھا کہ اپنے حکم سے حق کو قایم کرے (یعنی دین)
الکفرین۔	اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

کون مہاجرین مراد ہین۔

اَحوالِ جنگ

اقتباس روضۃ الصفا

اب جنگ کا حال سنئے جس کا اقتباس تاریخ روضۃ الصفا سے کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

اوّل این غزوہ بود کہ انصار بدان	یہ پہلی لڑائی تھی کہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ
فائز گشتند وبسیارے از صحابہ عظام بتصوّر	انصار اس مین شریک ہوئے لیکن بہت سے
آنکہ مرتب برین عزیمت مجرّد اخذ غنیمت است	اصحاب کبار اس جنگ مین اس خیال سے
نہ محاربہ باداے ملت ازین سفر تخلف نمودہ	کہ اس سفر مین جنگ نہو گی ہمراہ نہوئے
در مدینہ توقف فرمودند منجملہ آن ہشت نفر کہ	اور مدینہ مین رہ گئے۔ ان مین سے آٹھ (۸)
باشارت حضرت بنا بر سرانجام مہام و بعلاز مرض	اشخاص ضرورتون کی وجہ سے بایماء آنحضرت
تخلف نمودہ در جنگ گاہ حاضر نہ گشتند از جملہ	صلعم حاضر نہین ہوئے۔ جن مین
ہشت نفر یکے عثمان بن عفان بود کہ برائے	عثمان بن عفان بھی تھے جو اپنی

تیمارداری زوجۂ خویش دختر پیغمبر بودفرمودہ حضرت در مدینہ توقف نمود مجموع سپاہ سہ صد و ہفتدہ تن بودند. حضرت مقدس نبوی بر سر چاہ آخرین بدر کہ جنگ در آنجا واقع شد نزول فرمود۔

نقل است کہ چون آنحضرت بہ عریش در آمد روئے نیاز بہ بارگاہ کارساز آوردہ دست مبارک بدعا بر داشت و سہ نوبت گفت الٰہی اگر مشرکان را برین گروہ غالب خواہی گردانید دین تو قائم نخواہد ماند اے خداوند سزاے پرستش بہ آنچہ وعدہ دادی وفا نمائی۔ گویند کہ حضرت ختم الانبیا چندان مبالغہ در تضرع و دعا فرمود کہ رداے اطہر از دوش آنحضرت بافتاد و ابوبکر صدیق رداے اطہر را برداشتہ بر دوش مقدس انداخت و بازوہاے حضرت در بغل گرفتہ گفت کافی است آنچہ از خداے خویش مسئلت نمودی۔ زود باشد کہ

زوجہ کی تیمارداری کے لیئے مدینہ مین رہے۔ سپاہ کی تعداد تین سو سترہ (۳۱۷) اشخاص تھی آنحضرت صلعم نے بدر کے آخری چاہ پر جہان لڑائی واقع ہوئی تھی نزول فرمایا۔

نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے عریش پر رونق افروز ہوکر بارگاہ ایزدی مین عرض کیا بار خدایا تونے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر اور اہل اسلام کو فتح دے اگر گروہ مشرکین کو اسلام پر غالب کردے گا تو تیرا دین قائم نہ رہے گا۔

حضرت صلعم مناجات مین اس درجہ محو ہوئے کہ چادر دوش مبارک سے گر گئی۔ حضرت ابوبکر نے اس چادر کو اٹھا کر دوش مبارک پر ڈال دیا اور حضرت صلعم کا بازو تھام کر کہا کہ جو کچھ آپنے خدا سے التجا کی ہے

خداوند عزوجل وعدہ خویش با تو راست گرداند	خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا۔
(۲) روایت است کہ حضرت حی لاینام	حق سبحانہ تعالی نے حضرت صلعم پر
خواب سبک در عریش بہ حبیب خویش	خواب کی سی حالت طاری کردی تھی۔
گماشت ابو بکر آنحضرت را بیدار	حضرت ابو بکر نے آپکو بیدار کردیا۔
ساخت ۔ گفت یا رسول اللہ مشرکان	اور کہا یا رسول اللہ مشرکین ہمارے
بما نزدیک رسیدند حضرت از خواب	قریب آ پہونچے۔ رسول اللہ صلعم نے
در آمد فرمود کہ یا ابا بکر نصرت خدا	فرمایا اے ابو بکر خدا کی مدد بھی آ گئی
رسید آنگاہ از عریش بیرون آمد	پھر حضرت صلعم عریش سے باہر تشریف
و اہل اسلام را بر حرب عبدۃ اصنام	لائے اور لشکر اسلام کو جنگ کرنے کی
تحریص نمودہ فرمود کہ ہر کس مشرکے را	ترغیب و تحریص کی اور فرمایا کہ جو کوئی
بکشد سلیب القتیل ازان او باشد	جس مشرک کو قتل کرے گا اُس کا مال
گفت بدان خدائیکہ نفس محمد بید	اُسی کو دیا جائے گا۔ بخدا جس کے
قدرت اوست کہ ہیچ مرد با ایشان	ید قدرت مین میری جان ہے جو شخص
جنگ نکند کہ چون اورا بکشند	صرف خوشنودی اور رضائے الٰہی کی
در حالتیکہ طالب ثواب و رضائے	نیت سے لڑے اور قتل کرے اور
حق تعالی بودہ باشد در روے	فرار نہو وہ ہمیشہ جنت مین رہے گا
بگریز نیاوردہ باشد مگر آنکہ بہشت	جب دونون لشکر مقابل ہوئے
جاودان اورا باشد گویند چون	جناب رسول اللہ صلعم
تلاقی فریقین دست داد خواجہ کائنات صلعم	نے حضرت حمزہ

و علیؓ و عبیدہ بن الحارث بہ محاربہ
مشرکان نام زد فرمود علیؓ بہ زخم تیغ
نیز ولید را از پاے در آوردہ حمزہؓ
بہ شمشیر خونریز عتبہ را بہ دوزخ فرستاد
و عبیدہ در وادی صفرا بہ ریاض
رضوان خرامید و ہم در آنجا مدفون
گشت از مرتضیٰ علیؓ روایت ست
کہ گفت سہ نوبت از معرکہ بیرون آمدہ
بعریش در رفتم کہ از رسولؐ خبرے
گیرم و در ہر بار آنحضرت را در سجود
یافتم کہ می گفت یا حی یا قیوم برحمتک
استغیث باری تعالی فتح و نصرت
ارزانی داشت و نیز از حضرت
امیر المومنین علیؓ منقول ست کہ گفت
در روز بدر باد صعب در وزیدن
در آمد کہ ہرگز بہ صعوبت آن مشاہدہ
نہ کردہ بودم و بعد ازان بادے دیگر
مانند آن پیدا شد در عقب آن
دیگرے مثل باد سابق اول جبرئیل بود

اور عبیدہ کو اور حضرت علیؓ کو
مشرکین سے مقابل ہونے کا حکم
دیا۔ حضرت علیؓ نے ولید کو اور
حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو واصل جہنم
کیا اور عبیدہ شہید ہو گئے اور
اسی جگہ دفن ہوے۔
حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مین حالت
جنگ مین تین مرتبہ رسول اللہ صلعم
کی خیریت لینے کو عریش پر آیا دیکھا
کہ حضرت صلعم سربسجود ہین اور
فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہین۔
اور یہ بھی فرمایا کہ بدر کے دن ایسی
تیز ہوا چلی کہ مین نے اس سے پہلے
کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد
پھر دوسری ہوا اور اس کے بعد
اور ایک ہوا چلی۔ ان مین
ہزار ہزار فرشتون کے
ساتھ پہلے حضرت جبرئیلؑ
اور دوسرے میکائیلؑ

بہزار فرشتہ۔ دوم میکائیلؑ بہ ہزار
فرشتہ سوم اسرافیلؑ بود بہ ہزار فرشتہ
نوفل بن خویلد در روز بدر نعرہ می زد کہ اے
معشر قریش امروز روز رفعت وعلامت
وچون دید کہ قوم بہ ہزیمت رفتند
فریاد برآورد کہ اے آل انصار
شمارا از کشتن ما چہ فائدہ مارا اسیر
گنید و خون بہا بستانید درین عرصہ
حیدر کرار پیش آمد چون نوفل دید
کہ علیؑ متوجہ اوست با جبار گفت
کہ اے برادر انصاری بہ لات وعزیٰ
کہ مردی را می بینم کہ قصد من دارد
بگو این کیست جبار گفت کہ این علیؑ
بن ابیطالبؑ ست نوفل گفت
کہ واللہ در کشتن قوم خویش ہیچ کس را
شریف تر ازین شخص ندیدم ومرتضیٰ
علیؑ رسیدہ شمشیر بجانب نوفل
انداخت و شمشیر در سر نوفل محکم شد۔
آنگاہ علی مرتضیٰ تیغ خود را از سر او

اور تیسرے اسرافیلؑ تھے۔ نوفل
بن خویلد نعرہ مارتا تھا کہ اے
قریش آج رفعت اور مرتبت
حاصل کرنے کا دن ہے جب اُس نے
دیکھا کہ اُس کے گروہ نے ہزیمت پائی
تو یہ فریاد کی اے آل انصار ہم کو قتل
کرنے سے کیا فائدہ قیدی بنا کر خون
بہا لے لو۔ اتنے مین اُس نے حیدر
کرار کو دیکھا کہ اُس کی طرف آرہے
ہین۔ اور جبار سے کہا اے بھائی
لات و عزیٰ کی قسم ہے کہ مین اُس
مرد کو دیکھتا ہون جو میرے قتل کو آرہا ہے
بتاؤ یہ کون شخص ہے کہا کہ یہ علی بن
ابیطالبؑ ہین۔ نوفل نے کہا کہ واللہ
مین نے اپنی قوم کا قاتل اس شخص
سے بڑھکر کسی اور کو نہین دیکھا حضرت
علیؑ نے نوفل کے سر پر اس زور کی تلوار
لگائی کہ تلوار اُس کے سر مین درآئی۔
آپ نے اُس کے سر سے

جدا ساخته بر ساقهاے او زد چنانکه قلم شد و بر ضرب دیگر مهم او را تمام ساخت و چون به مجلس حضرت نبوی سید ازان حضرت شنید که می فرمود که هیچ کس از حال نوفل بن خویلد۔ خبری دارد مرتضی علیؑ جواب داد که من او را کشتم حضرت رسولؐ تکبیر گفت فرمود الحمد لله الذی اجاب دعوتی گویند که از مخالفان هفتاد نفر کشته شدند و هفتاد نفر دیگر اسیر گشتند از آنجمله سی و شش کس را مرتضی علیؑ کشت زمعه بن الاسود و حارث بن زمعه و عمر بن عثمان بن کعب و مالک که هر دو برادران طلحه بودند از زمره قتیلان حضرت امیر المومنین هستند۔

تلوار جدا کی اور اس کی پنڈلیون پر ماری کہ وہ کٹ گئین اور دوسرے وار سے اس کا کام تمام کیا جب حضرت علیؑ رسولخدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ کو فرماتے سنا۔ کیا کوئی نوفل بن خویلد کے حال سے بھی آگاہ ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا مین نے اس کو قتل کر ڈالا۔ رسول اللہ صلعم نے تکبیر کہی اور فرمایا شکر ہے کہ میری دعا قبول ہوئی منقول ہے کہ لشکر مخالف کے ستر (۷۰) آدمی قتل کیے گیے۔ اور ستر (۷۰) اسیری مین آئے مقتولین مین سے چھتیس (۳۶) اشخاص حضرت علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوے ان مین زمعہ بن الاسود۔ حارث بن زمعہ عمر بن عثمان بن کعب اور مالک ہر دو برادران طلحہ قتیلان حضرت علیؑ سے ہین۔

اصحاب مین باہم مال غنیمت پر تکرار

اسی تاریخ مین یہ بھی لکھا ہے کہ گروہ اصحاب تین جگہ منقسم تھا ایک گروہ حوالی عریش کی طرف۔ اور ایک مشرکین و کفار کا مال و اسلحہ جمع کرتا تھا اور تیسرا مصروف جہاد۔ جب قریش نے شکست پائی تو مال غنیمت کے لیے باہم حجت و تکرار ہونے لگی۔ ہر ایک گروہ استحقاق مال کا مدعی تھا۔

مسلمانان روز بدر متفرق سه فرقه

بدر کے دن مسلمانون کے تین گروہ تھے

بودند زمرهٔ با عدائے دین مقاتله ومحاربه می کردند وگروہے با خذ اسیران وضبط اموال واسلحه کفار می پرداختند وفرقه برائے حراست رسول الله علیه التحیة والثنا در حوالی عریش مقام می نمودند چون قریش منهزم شدند هریک ازین سه فرقه را داعیه آن شد که غنیمت ایشان انقسام یابد ارباب قتال گفتند یا رسول الله اگر جنگ نمی کردیم حصول مال امکان نداشت لاجرم مایان به تصرف آن حق داریم محافظین به رسول الله گفتند یا رسول الله از جهت بزدلی رغبتے از ثواب آخرت ست از جنگ باز نداشتیم بلکه ترسیدیم که ناگاه جمعے از مخالفان قصد تو کنند بدین وجه در میدان معرکه نتافتند گروہے که غنیمت را جمع کرده بودند خیال بستند که دیگران را در آن دخل نخواهد بود۔

ایک دشمنان دین سے جنگ وپیکار کرتا تھا ایک گروہ قیدیون کا مال اور اسلحۂ کفار جمع کرتا تھا۔ ایک فرقہ رسول اللہ صلعم کی حفاظت کے لیے عریش کے اردگرد تھا۔ جب قریش فرار ہوئے تو تینون گروہ کو غنیمت کی خواہش ہوئی لڑنے والون نے کہا کہ اے رسول اللہ اگر ہم نہ لڑتے تو مال غنیمت کا دستیاب ہونا غیر ممکن تھا۔ لہذا اس مال کا حق ہمین ہے۔ محافظین رسول اللہ نے کہا ہم نے بہ سبب بزدلی کے ثواب آخرت حاصل کرنیکے لیے لڑنے سے منہ نہین موڑا بلکہ اس کا خوف تھا کہ دفعۃً دشمن آپ پر حملہ کرین اس لیے ہم میدان جنگ مین نہین گیے جس گروہ نے مال غنیمت جمع کیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ دوسرون کو اس مین کچھ دخل نہوگا۔

صحابہ کے اِس جھگڑے پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ان کنتم مؤمنین
(اے رسول) مال غنیمت کو تم سے پوچھتے ہین تم کہو کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا۔ پس ڈرو اللہ سے اور آپس مین صلح کرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اُسکے رسول کے حکم پر چلو۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے۔

جنگ مین بعضے آگے بڑھے۔ بعض پشت پر رہے۔ جب غنیمت جمع ہوئی تو لڑنے والون نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی ہے۔ اور پستی والون نے کہا کہ تم۔ ہماری قوت سے لڑے۔ حق تعالیٰ نے دونون کو خاموش کیا۔ کہ فتح اللہ کی طرف سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو اللہ مال کا مالک ہے اور اُس کا رسول۔

تفسیر شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب۔ صفحہ قرآن مجید ۱۹۷

دوسری۔ اہل بدر در غنائم اختلاف کردند جوانان را ادعا آنکہ ما کہ خدمت کردیم غنیمت ازان ماست پیران گفتند ما نیز مددگار و معاون شما بودیم۔ مہاجر و انصار داعیہ غنیمت داشتند۔ تفسیر حسینی صـ(۲۳۲)۔

حضرت عثمان و دیگر اصحاب جنگ بدر مین غیر حاضر تھے

صاحب روضۃ الصفا کی تحریر سے منکشف ہوتا ہے کہ بہت سے اصحاب کبار جنگ بدر مین نہین آئے جن مین حضرت عثمان بھی تھے۔ ان لوگون کے نہ آنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ جنگ نہوگی۔ بلکہ یہ سفر قافلہ کے لوٹنے کی غرض سے ہے اِس لیئے جس کا جی چاہا نہ آیا۔ لیکن محققین و محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کا یہ سفر خاص مشرکین و کفار سے جنگ کرنے کا تھا۔ چنانچہ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید مین تحریر فرماتے ہین۔

ابو جہل مقام بدر تک چڑہا چلا آیا تو مسلمانون مین اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا ہم قافلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے انھین کا تعاقب کرنا چاہیے۔ پیغمبر صاحب کو یہ منظور ہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑہا چلا آرہا ہے اُس کا روکنا ضرور ہے۔ آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابو جہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی اور باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے۔ خدا نے اُنکو کافرون پر فتح بھی دی۔ اب الفاظ قرآن مجید کے بعض باتون کی طرف اشارہ کرنا ضرور ہے۔ اول (بعد ما تبین) کے یہ معنی ہین کہ جب لوگون کو معلوم ہوگیا تھا کہ پیغمبر صاحب سچ سچ خدا کے رسول ہین۔ اور جیسا کہ فرماتے ہین اسلام کو کفر پر غلبہ ہوتا ہے تو اُن کو خلاف رائے پیغمبر صاحب منہ پھیرنا نامناسب تھا۔

شمس العلما نے بپاس خاطر اصحاب جنگ سے منہ پھیرنا لکھا ہے حالانکہ خدائے عزوجل فرماتا ہے گویا وہ موت کے منہ مین ہنکائے جارہے ہین۔

كما اخرجك ربك من بيتك	تمھارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
بالحق وان فريقا من المومنين	نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ تمھارے
لكارهون يجادلونك	نکل کھڑے ہونے سے اُس وقت بھی) وہ لوگ
في الحق بعد ما تبين	حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
كانما يساقون الى الموت	مین جھگڑا کرنے لگے (اور بارے ڈر کے پیچھے ہٹنے لگے)
وهم ينظرون ط	گویا اُنکو زبردستی موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور
سورہ انفال	وہ موت کو آنکھون کے آگے دیکھ رہے ہین۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرۃ النبی کے صفحہ ۲۶۰ جلد اول مین تحریر فرماتے ہین۔

تمام ارباب سیر بلکہ احادیث کی کتابون مین یہی منقول ہے کہ غزوۂ بدر مین جب آنحضرت

صلعم نے لوگون کو جنگ کی ترغیب دی تو بہت سے لوگ آمادہ نہ ہوئے اور جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ جہاد یا غزوہ نہین ہے صرف قافلہ کا مال لوٹنا ہے اس لیے یہ اپنی مرضی پر موقوف ہے جس کا جی چاہے جائے جس کا نہ چاہے نہ جائے۔ لیکن واقعات صریح آیات قرآن کے خلاف ہین قرآن مجید مین یہ تصریح موجود ہے کہ جو لوگ مدینہ سے نکلے ہوئے کسمساتے تھے وہ عدم ضرورت کی وجہ سے نہین بلکہ اس وجہ سے کہ ان کو یہ نظر آتا تھا کہ موت کے منہ مین جارہے ہین۔

وان فریقا من المؤمنین	اور مسلمانون کا ایک فریق تمھارے
لکرھون ط یجادلونک	نکل کھڑے ہونے سے اسوقت بھی ناراض تھا
فی الحق بعد ما تبین	کہ وہ لوگ حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
کانما یساقون الی	مین لگے جھگڑا کرنے اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹتے
الموت ط	گویا انکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا
سورۂ انفال	جاتا ہے۔

اب غور فرمایئے کہ ان اصحاب نے رسول اللہ صلعم کی نصرت کی یا اس سے کنارہ کیا۔ انھون نے خدا و رسول کے لیے اپنے زن و اطفال کو چھوڑا یا۔ درحقیقت ان کی محبت کے سامنے خدا و رسول کو۔ اگر یہ مہاجرین و انصار دل سے ایمان لائے ہوتے اور ہجرت مین ان کی نیت ثواب پر ہوتی تو وہ کبھی گھر چھوڑنے پر حیلے حوالے نہ کرتے۔ اس لیے کہ یہ پہلا جہاد تھا جو مشرکین اور کفار کے مقابلہ مین ہوا تھا اور یہ لوگ بھی اسلام لاکر اپنے دین کو چھوڑکر خدا کے دین مین داخل ہوئے تھے۔

پس۔ اگر خدا کے لیے صدق دل سے ایمان لائے تھے تو اُسی کی راہ مین اپنی جانین نثار کرتے

کیا سچے جان نثار اور پکے وفادار ایسے ہی ہوتے ہین کہ مُنہ سے تو سب کچھ اپنی شدت وصلابت اور وفاداری وجان نثاری جتائین اور جب اُس کا وقت آئے تو گھرون مین چھپ رہین۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہانہ کرین جیسا کہ اللہ جلشانہ اپنے حبیب کو آگاہ فرماتا ہے۔

یعتذرون الیکم اذا رجعتم	اے رسول جب تم ان لوگون کی طرف پھر کر
الیھم قل لا تعتذروا لن نومن	جاؤ گے تو وہ بہانہ لائین گے تم کہو کہ بہانہ مت کرو ہم
لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم	تمہارا عذر قبول نکرئین گے ہم کو اللہ تمھارے حالات
وسیری اللہ عملکم ورسولہ ثم تردون	بتا چکا ہے اور ابھی دیکھے گا اللہ اور اُسکا رسول
الی عالم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما	تمھارے کام اور تمھارے بازگشت اُسکی طرف ہے جو
کنتم تعملون	ہر شئی کا کُھلی ہو یا پوشیدہ اُسکا جاننے والا ہے اور
پ س توبہ ع	وہ تم کو بتائیگا جو تم کر رہے ہو۔

جنگ کرنے والون مین حضرت ابوبکر وعمر شامل نہ تھے۔

اگرچہ حضرت ابوبکر وعمر کا آنحضرت صلعم کے ہمراہ آنا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اِن کے جہاد کرنے کا حال کچھ نہ کُھلا حضرت ابوبکر کی نسبت صرف اتنا لکھا ہے کہ وہ عریش پر رسول اللہ صلعم کے پاس تھے) پس جبکہ وہ جہاد سے الگ رہے تو وہ خدائے پاک کے وعدہائے مغفرت اور بشارت مین داخل نہین ہو سکتے کیونکہ اُس نے توانہین مہاجرین سے جنھون نے "قاتلوا وقتلوا" کا ثبوت دیا یہ وعدے فرمائے ہین۔ بلکہ حضرت ابوبکر کے اِس فعل پر (صدیق آن سرور را بیدار ساخت وعرض کرد یا رسولؐ اللہ مشرکان باز دیک رسیدند) اکثر عارفون نے اعتراض کیے ہین کہ کسی مُرید کو زیبا نہین ہے کہ وہ مناجات پر اپنے پیر ومرشد کو حالت مراقبہ مین چونکائے۔

پس۔ اقتضاء ایمان تو یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رسولؐ خدا صلعم کو بیدار کرنے کے بجائے عرش سے اُتر کر دشمنون پر اپنی شدت وصلابت ظاہر کرکے قتل کرتے۔ ان حضرات کے انہین حالات وحرکات پر نظر کرکے جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے ان کی ہجرت کی نسبت یہ فرمایا ہے (ما دامیکہ مارا علم بہ صحت نیت ابوبکر بہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیہ از تیقن نہ میشود و تا تیقن نشود احتجاج باین آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد) پس اہلسنت انکی فضیلت مین جو چاہین فرماوین مگر وہ آیہ شریفہ "فالذین ھاجروا واخرجوا" سے خارج ہین اس لیے کہ خود سبحانہ تعالی فرما چکا ہے۔

آیہ کریمہ۔ لڑنے والے اور بیٹھ رہنے والے برابر نہین ہین۔

لا یستوی القاعدون من	یعنی برابر نہین مومنین سے وہ لوگ جو
المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون	گھرون مین بیٹھے رہے بغیر نقصان گوارا کرنے
فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم	کے اور جنھون نے جہاد کیا خدا کی راہ مین اپنے
فضل اللہ المجاھدین باموالھم	مال سے اور جانون سے انہین مجاہدین
وانفسھم علی القاعدین درجۃ	کو اللہ نے فضیلت دی ہے بیٹھنے والون پر

اے حضرات اس آیت کو پڑھو اور اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات سے ملاؤ جو اس لڑائی سے جی چرا کر اور مقابلہ کفار سے ڈر کر گھرون مین بیٹھ رہے۔ اور غور فرماؤ کہ خداوند متعال ان کے بیٹھ رہنے پر ان کی نسبت کیا فرماتا ہے۔ پھر حضرت شاہ صاحب کے کلام پر بھی نظر فرماؤ جو حفظ قرآن کی برکت سے حضرت عثمان کے حق مین اس آیت سے یہ معنی لیتے ہین۔

این قسم حاضر نشدن بہتر از حاضر شدن ست۔ حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ صلـ۵۷۷ مین تحریر کرتے ہین بخاری از ابن عباس روایت کردہ است کہ گفت لا یستوی القاعدون من المومنین عن بدر والخارجون الی بدر یعنی برابر نہین وہ لوگ جنھون نے جنگ بدر سے تخلف کیا

اور وہ لوگ جو بدر مین حاضر ہوئے۔

حضرت حمزہ و عبیدہ و جناب امیر کا مشرکین سے مقابلہ ہونا

غرض جب لڑائی کی صفین آراستہ ہوگئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ عبیدہ بن حارث۔ اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السّلام کو مشرکون سے لڑنے کا حکم دیا اور یہ جان نثار دشمنون کے مقابل ہوئے۔ اُس وقت جناب رسول اللہ صلعم پر سخت خضوع کی حالت طاری تھی محویت اور بیخودی کے عالم مین چادر مبارک دوش سے گر جاتی تھی اور آپ کو خبر بھی نہ ہوتی تھی بیتاب و بیقرار ہوکر سجدہ مین گر جاتے تھے۔ اور بارگاہ کبریا مین دونون ہاتھ پھیلاکر یہ دعا فرماتے تھے۔

پس آور در و سوے یزدان پاک — بنالید و مالید رو را بخاک
بگفت اے نما بندۂ عدل و داد — فرستندۂ انبیاء بر عباد
تو دانی کہ من رہنماے قریش — بحکم تو بودم نہ بر راے خویش
کشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ — مکن نصرت خویش از من دریغ
الٰہی گر این چند تن از عباد — کہ کردند امر ترا انقیاد
بحکم تو بستند ہر کس میان — ندیدند بیش و کم دشمنان
بمانند از فتح کوتاہ دست — بیابند از دست دشمن شکست
بروئے زمین تا قیامت دگر — نہ گردد پرستندہ اے دادگر
باین زاری و عجز رنجیدہ بود — کہ خواہش بفرمان حق در ربود

آیات الٰہی خدا نے فرشتون سے مجاہدین کی امداد کی

خدائے پاک نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی۔ اور ان چند انصار کی جو جہاد مین مصروف تھے امداد فرمائی یعنی ملائکہ کو بھیجا چنانچہ اپنی امداد اور احسانات کا ذکر امتناناً اس طرح فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم	یہ وہ وقت تھا کہ تم (مسلمان) اپنے
فاستجاب لکم انی ممدکم	پروردگار کے آگے فریاد کرتے تھے تو اُس نے
بالف من الملئکة مردفین	تمھاری سن لی (اور فرمایا) کہ ہم لگاتار
وما جعله الله الا بشری	ہزار فرشتون سے تمھاری مدد کرین گے.
ولتطمئن به قلوبکم	اور یہ فرشتون کی امداد جو خدا نے کی تو
وما النصر الا من عند الله	صرف (تمھارے) خوش کرنے کو (کی) اور
ان الله عزیز حکیم ۵	تاکہ تمھارے دل اُس کی وجہ سے مطمئن
اذ یغشیکم النعاس امنة	ہو جائین۔ ورنہ فتح تو اللہ ہی کی طرف
منه وینزل علیکم	سے ہے بیشک اللہ غالب (اور) حکمت
من السماء ماء لیطهرکم	والا ہے اور یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف
به ویذهب عنکم	سے (تم مسلمانون کی) تسکین (خاطر) کے لیے.
رجز الشیطان ولیربط	اونگ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے
علی قلوبکم ویثبت به	تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اُس کے ذریعہ سے
الاقدام ط اذ یوحی ربك	تم کو پاک کرے اور شیطانی گندگی کو تم سے
الی الملئکة انی معکم	دُور کرے اور تاکہ تمھارے دلون کی ڈھارس
فثبتوا الذین امنوا	بندھائے اور اُسی (پانی) کے ذریعہ سے (میدان
سالقی فی قلوب الذین کفروا	جنگ مین) تمھارے پاؤن جمائے رکھے۔ (اے پیغمبر)
الرعب فاضربوا فوق	یہ وہ وقت تھا کہ تمھارا پروردگار فرشتون کو حکم
الاعناق واضربوا منهم	دے رہا تھا کہ ہم تمھارے ساتھ ہین تو تم مسلمانون کو

كل بنان ذلك بانهم	جائے رکھو ہم عن قریب کافرون کے دلون مین
شاقوا الله ورسوله ۔ ومن يشاقق	دہشت ڈالدین گے ۔ (اچھا) تو گئے زان کافرنکی)
الله ورسوله فان الله شديد	گردنون پر اور لگے انکی پور پور پر یہ اس بات کی
العقاب فلم تقتلوهم	سزا ہے کہ اُنھون نے اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت
ولكن الله قتلهم وما	کی اور جو اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت کرے گا
رميت اذ رميت ولكن الله	تو اُسکو ایسی ہی سزا ملے گی کیونکہ) اللہ کی مار
رمى وليبلى المومنين منه	بڑی سخت ہے ۔ تو (مسلمانون) کافرونکو تم نے قتل
بلاء حسنا ان الله سميع	نہین کیا بلکہ اُن کو اللہ نے قتل کیا اور (اے پیغمبر)
عليم ذلكم وان الله	جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہین چلائے بلکہ اللہ نے
موهن كيد الكافرين ٥	تیر چلائے (تاکہ کفر کی بنیاد کو ڈگمگا دے) اور تاکہ مسلمانو
ان تستفتحوا فقد جاءكم	اپنی سرکار سے اچھا انعام (یعنی فتح) عنایت فرمائے
الفتح وان تنتهوا فهو	بیشک اللہ (سبکی) سُنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے یہ بات
خير لكم وان تعودوا	(اچھی طرح سُن رکھو) اور (جان لو کہ) خدا کو کافرونکی
نعد ولن تغنى عنكم	تدبیرون کا پُورا کرنا منظور ہے (اے اہل مکہ) تم جو
فئتكم شيئا ولو كثرت	فتح مانگتے تھے (کہ برسرِحق ہے اُسکی فتح ہو) تو (لو) فتح
وان الله مع المومنين	(بھی) تمھارے سامنے آموجود ہوئے اگر (آیندہ کیلیے اسلام
اذ يريكهم الله فى منامك	کی مخالفت سے) باز رہو گے تو یہ تمھارے حق مین
قليلا ولو اركهم	بہتر ہوگا اگر تم پھر (اسلام کی مخالفت) کرو گے تو
كثيرا لفشلتم ولتنازعتم	ہم بھی پھر (اہل اسلام کی مدد) کرین گے اور

فی الامر ولکن الله	تمھارا جتھا کتنا ہی بہت ہوا اور یہ (بھی جانے رہو)
سلم ط انه علیم بذات	(اے پیغمبر اُس) وقت کا واقعہ یہ بھی ہے) جبکہ خدا نے
الصدور و اذ یریکموهم	تم کو خواب مین کافر تھوڑے (کر) دکھائے اور اگر اُنھین
اذ التقیتم فی اعینکم	تمکو بہت کر دکھاتا تو تم (مسلمان) ضرور ہمت ہار دیتے
قلیلا و یقللکم فی	اور لڑائی کے بارے مین بھی ضرور آپس مین جھگڑنے لگتے۔
اعینهم لیقضی الله امرا	(کہ لڑین یا نہ لڑین) مگر خدا نے تم کو نامردی کی رسوائی سے
کان مفعولا ط والی الله	بچا لیا بیشک وہ (لوگون کے) دلی خیالات تک سے واقف
ترجع الامور یا ایها الذین	ہے اور (اسی لڑائی مین) جب تم (دونون فریق) ایک
امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا	دوسرے سے بھڑ پڑے کافرون کو تم مسلمانون کی
واذکروا الله کثیرا ط	آنکھون مین تھوڑا کر دکھایا اور کافرون کی آنکھون مین
لعلکم تفلحون واطیعوا	مسلمانو کو تھوڑا کر دکھایا تاکہ خدا کو جو کچھ کرنا منظور تھا
الله ورسوله ولا تنازعوا	(اُس کو) پورا کر دکھائے اور آخر کار سب کامون کا مدار
فتفشلوا وتذهب	اللہ ہی پر جا کر ٹھہرتا ہے مسلمانون جب (کافرون کی کسی
ریحکم واصبروا ان الله	فوج سے تمھاری مٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو
مع الصابرین ۝ ولا	اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ (آخر کار) تم فلاح پاؤ
تکونوا کالذین	اور اللہ اور اُسکے رسول کا حکم مانو اور آپس مین جھگڑا نہ کرو
خرجوا من دیارهم	(آپس مین جھگڑا کرنے سے تم ہمت ہار دوگے اور تمھاری
بطرا و رئاء الناس	ہوا اکھڑ جائیگی اور (لڑائی کی تکلیفون پر) صبر کرو بیشک اللہ
ویصدون عن سبیل	صبر کرنیوالون کا ساتھی ہے اور اون منافقون جیسے نہ ہو

الله والله بما یعملون	جو مارے شیخی کے اور لوگون کے دکھانے کیلیے اپنے گھرون سے نکل کر
محیط ۔	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اور جو کچھ بھی لوگ کرتے ہین اللہ
(سورۂ انفال)	کے احاطۂ علم مین ہے۔ (در سورۂ انفال)

المختصر اس طرح اللہ جلّ شانہ نے اپنے رسول اور اصحاب مومنین کی امداد فرمائی اور دشمنون کے لشکر کثیر پر فتح دی۔ مورّخین نے اصحاب مومنین کی شدّت و صلابت کے بارہ مین لکھا ہے کہ

علیؑ بزخم تیغ ولید را از پائے در آورد۔ و حمزہ بہ شمشیر خونریز عتبہ را بدوزخ فرستاد۔

و عبیدہ در وادی صفرا بریاض رضوان خرامید و ہم در آنجا مدفون شد۔

اور شرح تجرید علامۂ قوشجی کے صفحہ ۳۸۷ مین ہے۔

جناب امیر نے سردارون اور نصف مشرکین کو قتل کیا۔

غزوة بدر وهي اول حرب	جنگ بدر پہلی لڑائی ہے جس مین
امتحن بها المومنون لقلتهم	بسبب قلت مومنین اور کثرت
وكثرة المشركين فقتل عليٌّ	مشرکین امتحان ہوا۔ پس علیؑ نے
وليد بن عقبة ثم ربيعة ثم شيبة	ولید بن عقبہ۔ ربیعہ۔ شیبہ۔ عاص
ثم العاص ابن سعد بن العاص ثم	بن سعد۔ حنظلہ بن ابی سفیان۔
حنظلة بن ابی سفیان ثم علقمه	علقمہ بن عدی اور نوفل بن
بن عدی ثم نوفل بن خویلد ولم یزل	خویلد کو قتل کیا اور برابر لڑتے
یقاتل حتی قتل النصف من المشرکین	رہے یہانتک کہ نصف مشرکین
والباقی من المسلمین وثلاثة الاف	کو قتل کیا اور باقی دیگر مسلمانون
من الملئکة المسومین قتل النصف	نے اور تین ہزار ملائکہ نشان دار
الاخر ومع ذلك كانت الرایة	نے قتل کیے با این ہمہ علم رسالت

فی ید علی۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ مین

تھا۔

علامۂ زمخشری نے روایت کی ہے کہ :۔

جنگ بدر مین جب حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ و عبیدہؓ ۔ جہاد مین عتبہ اور شیبہ اور ولید سے مقابلہ کے لیے آئے اور تینون کو واصل جہنم کر کے واپس آئے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ یعنی خدا نے حکم قطعی دیدیا ہے کہ مین اور میرے پیغمبر ضرور غالب ہین گے بلا شبہہ خدا زبردست اور غالب ہے (تفسیر کشاف جلد ۴ صفحہ ۱ مطبوعہ مصر)

مؤرخین نے دست یداللہ سے چالیس کفار کا قتل ہونا لکھا ہے ان مین سے بعض وہ اعدائے خدا اور رسولؐ تھے کہ اِن کے قتل ہونے پر حضرت صلعم نے سجدۂ شکر ادا کیا جیساکہ مورخ لکھتا ہے۔

چون علیؑ بہ مجلس نبوی رسید آنحضرت فرمود کہ ہیچکس از احوال نوفل بن خویلد خبرے وارد۔ مرتضیٰ جواب داد۔ کہ من اورا کشتم۔ حضرت رسول خدا تکبیر گفت۔ فرمود۔ الحمد للہ الذی اجاب دعوتی (شکر خدا کہ میری دُعا قبول ہوئی)

حضرت سواد بن غربہ کی شہادت

القصہ منجملہ اصحاب بدر چند ہی مقدس نفوس نکلے جنھون نے مشرکین و کفار کو قتل کیا اور بعض ان مین سے اپنی جانین بھی نثار کر گئے۔ از آنجملہ سواد بن غربہ تھے جن کا حال یہ لکھا ہے کہ جب میدان بدر مین فریقین نے اپنے لشکر کی صف بندی کی تو لشکر اسلام کی صف بندی جناب رسول اللہ صلعم نے بہ نفس نفیس کی آپ کے دست مبارک مین ایک تیر تھا حضرت نے

سواد بن غزیّہ کے سینہ پر جو صف سے آگے ہوئے تھے تیر سے اشارہ کرکے فرمایا کہ صف کے برابر ہو۔ انھون نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے مجھے سخت صدمہ پہونچایا اُس کا قصاص آپ سے چاہتا ہون حضرت نے سینۂ مبارک کھول دیا اور فرمایا کہ قصاص لو۔ اِس پر سواد نے دوڑکر سینہ مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا۔ اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت اب آگیا ہے۔

مین لڑائی مین ضرور مارا جاؤن گا اس لیے مین نے چاہا کہ آپ کے سینۂ مبارک کو مس کرکے داخل جنت ہون حضرت نے اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائی آخرکار ایسا ہی ہوا کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن　　خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

یہ ہین مہاجرین جنھون نے خدا اور رسول کے عشق مین اپنے وطن اور کُنبے قبیلے کو چھوڑا۔ انھین سچے ایمان والون سے ارشاد فرماتا ہے کہ۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ　　اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے

اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ　　راضی ہوئے وہ لوگ اللہ کے گروہ ہین اور آگاہ

ھم المفلحون　　ہو جو لوگ خدا کے گروہ سے ہین وہی فائز المرام ہین۔

اب غور فرمایئے کہ جن اصحاب کے جنگ سے ڈرنے پر آیات قرآنی اس وضاحت سے دکھ گویا موت کی طرف ڈھکیلے جا رہے ہین۔ اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین) شہادت دین جن کے بارہ مین خدائے پاک "ان فریقاً من المومنین لکارھون" فرمائے جو قاتلوا وقتلوا سے آپکو بچائین۔ جن کی طمع وحرص کا یہ عالم ہو کہ رسول اللہ کو مشورہ دین (یا رسول اللہ بگیر کاروان را وبگذار قتال را) اور جو جان نثار ایسے مشورے دین۔ کہ۔ رسول اللہ صلعم اِن کی طرف سے

منہ پھیر لین اور رُخسار مبارک غصہ سے سرخ ہو جائے جن کے حق مین خدائے پاک یہ ارشاد فرمائے۔

ولا تکونوا کالذین	اور ان منافقون جیسے نہ ہو جو مارے شیخی کے
خرجوا من دیارھم بطرا و رياء	اور لوگون کو دکھانے کے لیے اپنے گھرون سے نکل کھڑے
الناس ويصدون عن سبيل الله	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اور جو کچھ بھی
والله بما يعملون محيط ۝	یہ لوگ کرتے ہین وہ اللہ کے احاطۂ علم مین ہے۔

شاہد ہو محبان صحابہ آیۂ کریمہ "فالذین ھاجروا واخرجوا الخ" ان کے حق مین تابئین اور خدا کی طرف سے اُن کو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا تمغہ دین یعنی جو چاہو کرو خدا تم کو بخش چکا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

غزوۂ اُحد

کتب سیر و تواریخ مین ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیگئی کہ ابوسفیان تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور عورات کے ساتھ مدینہ سے باہر دو کوس کے فاصلہ پر دامن کوہ اُحد مین خیمہ زن ہے۔ تو آپ نے اصحاب سے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا۔ اُنھون نے رائے دی کہ شہر مدینہ ہی مین لڑنا چاہیے۔

رسول اللہ صلعم کا ابوسفیان کی چڑھائی کی خبر سنکر مدینہ سے نکلنا اور اصحاب مین سے تین سو اشخاص کا اثنائے راہ سے پلٹ جانا اور اُنکے بارے مین آیۂ کریمہ نازل ہونا۔

مگر حسب رائے سعد بن معاذ بیرون شہر جنگ قرار پائی جناب رسول خدا صلعم ایک ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے لیکن۔ اثنائے راہ سے تین سو اصحاب مدینہ پلٹ آئے۔ اور رسول اللہ کے ساتھ صرف سات سو صحابہ رہگئے بلکہ ان اصحاب نے انصار عرب کے دو مشہور قبائل بنو سلمہ اور بنو حارثہ کو بھی بہکا کر اپنے ساتھ واپس لانا چاہا تھا۔ اور یہ بھی ان کے

بھکانے پر آمادہ ہو چلے تھے مگر توفیق آلہی شامل حال ہوئی۔ لہذا واپس نہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ انفال مین جنگ اُحد کا مفصل ذکر فرمایا ہے اس مین ان قبائل کے بارہ مین یہ فرمایا ہے۔

اذ همّت طائفتٰن منکم	(یہ اُسی وقت کا واقعہ ہے) جبکہ تم مین
ان تفشلا والله ولیّهما	سے دو گروہون نے ہمت ہار دینی چاہی مگر
وعلی الله فلیتوکل	(سنبھل گئے کیونکہ) اللہ اُنکی مدد پر تھا اور مُسلمانوں کو
المومنون ہ	چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھین۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا۔

بغرض انکشاف حالات تاریخ روضۃ الصفا سے جنگ احد کا اقتباس درج ذیل ہے۔

حضرت مقدس نبوی عزم کرد کہ از مدینہ بیرون	جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ مدینہ سے
آمدہ با کافران ومشرکان قتال نماید آنگاہ	باہر مشرکین سے جدال وقتال کرین علم فوج
ستہ تیر طلب داشتہ لوائے مہاجر راکہ	مہاجرین جو مخصوص آنحضرت کے لیے تھا
بآنحضرت اختصاص داشت بعلی ابن	حضرت علی کو دیا جبوقت مشرکین نے
ابیطالبؑ تفویض فرمود ہرگاہ کہ مشرکان	لشکر اسلام پر تیرون کی بوچھار کی طلحہ جو
لشکر اسلام را تیر باران کردند۔ طلحہ بن طلحہ	لشکر کا علمدار تھا بڑی شوکت سے میدان
کہ علم دار کفار بود پائے جلادت در میدان	جنگ مین آیا اور لشکر اسلام سے لڑنیوالا
مبارزت نہادہ از مسلمانان مبارز خواست	طلب کیا یہ سنکر شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰؑ
شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰؑ کہ از بیم تیغ خون	نے جن کی تیغ خون ریز کی دہشت سے
ریزش شیر فلک بیک جا آرام و قرار	شیر فلک کو صبر وقرار نہ تھا۔
نداشتے وایں بیت فردوسی وصف حال وست	

بہ تن زندہ پیل و بجان جبرئیل
بکف ابر بہمن بدل رود نیل

مثل سیل بہارے کہ از فراز عزم نشیب کند
روئے بدو نہاد و بیک ضرب کہ بر سرش زد طلحہ
از پائے در آمد و علی مرتضی بازگشتہ در صف خویش
بہ ایستادہ چون عبیدہ رو بانہزام نہاد۔
صحابہ کرام بہ اخذ غنیمت مشغول شدند
و یاران عبد اللہ بن جبیر بجہت جمع غنائم
روئے بہ لشکرگاہ نہادند ہر چند عبد اللہ
ایشان را نصیحت کرد وصیت پیغمبر بہ یاد
ایشان آورد مفید نیفتاد و با عبد اللہ
پنج شش کس بیش نماند۔ خالد بن ولید
با دیگر مشرکان بر عبد اللہ تاختہ او را با
یارانش شہید ساخت۔ منقول است از
وحشی کہ گفت در روز احد چون آتش
حرب بالا گرفت در میدان علی را دیدم
کہ ناگاہ پیدا شد چون در حال او تامل
کردم دانستم کہ در حرب مہارت تمام
دارد و درین اثنا حمزہ را دیدم کہ مانند
شیر مست بمیدان آمد و صفوف مشرکان

مثل اُس سیل کے جو ایک بلندی سے نشیب کی طرف
گرتا ہے طلحہ کی طرف رُخ کیا اور ایک ہاتھ تلوار کا
اُسکے سر پر ایسا لگایا کہ طلحہ زمین پر گر کر ہلاک
ہو گیا۔ اور علی مرتضیٰ اپنی صف مین آ کر
کھڑے ہو گئے۔ جب عبیدہ نے ہزیمت پائی
صحابہ کرام مال غنیمت لوٹنے مین مشغول ہو گئے
ہر چند عبد اللہ نے اُن کو نصیحت
کی اور احکام رسول یاد دلائے مگر کچھ اثر
نہوا۔ آخر عبد اللہ کے ساتھ پانچ چھ اشخاص
سے زیادہ نہ رہے۔ خالد بن ولید
نے دیگر مشرکون کے ساتھ عبد اللہ پر
حملہ کیا اور اُسکو اور اُس کے ہمراہیون کو
شہید کیا۔ وحشی سے روایت ہے کہ
اُحد کے دن جب آتش حرب بھڑکی
تو مین نے علی کو میدان حرب مین
دیکھا کہ فن جنگ سے بہت ماہر ہین۔
اِسی اثنا مین حمزہ کو دیکھا کہ میدان مین
مثل شیر مست کے مشرکون کی صفین

برہم زدہ متفرق ساختن من درپس سنگے
کمین کردم تا حمزہ نزدیک آمد حربہ بجانب
او انداختم۔ اتفاقاً بناخت او آمدہ از
پُشتش سر بدر آورد و حمزہ متوجہ بمن شد
روے بگریز آوردم و او بیفتاد دانستم
کہ مہم حمزہ با تمام رسید لاجرم چندان
صبر کردم کہ مردم از وے دور شدند
انگہ رفتم و حربہ خود بر داشتہ و شکم حمزہ را
شگافتہ جگر او را بیرون آوردہ نزد ہندہ
مادر معاویہ بردہ گفتم این جگر قاتل
پدر تست ہندہ آنرا در دہن گذاشتہ
خواہد کہ بخاید چون نتوانست فرو بینداخت
دز یورے کہ با خود داشت بمن داد چون
ہندہ را بسر حمزہ بردم گوش و بینی او را
قطع کردہ با خود بمکہ برد۔ گویند چون سائر
مسلمانان بہ جمع غنیمت متوجہ شدند اندران
زمان اضطراب درمیان لشکر اسلام
پیدا شد حضرت مقدس نبوی قدم
ثبات فشردہ رو از معرکہ بر نتافت

درہم و برہم کر رہے ہین۔ مین ایک پتھر
کی آڑ مین چھپ رہا۔ جب حمزہؓ میرے قریب
آئے تو مین نے اُن پر ایک حربہ چلایا جو
اُن کے ناف پر لگ کر پیٹھ کے باہر نکل آیا
حمزہ نے میری طرف رُخ کیا مین بھاگا اور
حمزہؓ میرے حملہ سے جان بر نہو سکے۔ مین نے
اُس وقت تک صبر کیا کہ لوگ ہٹ جائین
مین ٹھیرا رہا۔ پھر اُن کی نعش پر گیا اور
اپنا حربہ لیکر اُن کا پیٹ چیرا اور جگر نکالکر
ہندہ مادر معاویہ کے پاس لے گیا اور کہا
یہ جگر تیرے باپ کے قاتل کا ہے ہندہ
نے اُسکو مُنہ مین رکھکر چبانا چاہا مگر
چبا نہ سکی۔ ہندہ نے بطور انعام مجھکو
اپنا زیور دیا جب مین ہندہ کو حمزہؓ کی
نعش پر لایا اُس نے نعش کے ناک کان
قطع کیئے اور مکہ لے گئی۔ غرض جب تمام
اصحاب مال غنیمت کے لوٹنے مین مشغول ہوگئے
اُسوقت بڑا اضطراب لشکر اسلام مین پڑ گیا
رسول اللہ صلعم نے معرکہ سے قدم نہ سرکایا اور صرف

چهارده کس از اصحاب نزد آنحضرت ماندند
و در آن وقت هولناک خالد بن ولید از
کمین گاه بیرون آمده نزدیک لشکر اسلام
رسید بانگ بر سر مشرکان زد که بگیرانند
این شخص را کفار با تیر و نیزه و شمشیر آهنگ
جنگ کردند و اصحاب روی بگریز نهادند
و چهار کس از مشرکان با هم عهد بستند که
حضرت ختمی پناه به قتل رسانند۔ عبد الله
بن قمیه۔ و عتبه بن ابی وقاص۔ و عبد الله
و ابی بن خلیف چندان سنگ بر آن حضرت
انداختند که رخسار مبارکش مجروح گشت
و خون از ناصیه فرخنده اش روان شد
بحدیکه بر محاسن و دندان گرفت و حضرت
رسولؐ به ردائے اطهر پاک می کرد۔
آنگاه شیطان بصورت جعل بن سراقه
متشکل شده سه بار در میان معرکه فریاد
کرد۔ الا ان محمدا قد قتل یعنی
محمدؐ کشته شد۔
از امیر المؤمنین منقول است که فرمود

چوده اصحاب آپ کے پاس تھے۔ ایسے
ہولناک وقت مین خالد بن ولید کمین گاه
سے نکل کر لشکر اسلام کے نزدیک آیا اور
مشرکون کو ندا دی که محمدؐ کو پکڑو کفار نیزه
و تلوار و تیر لے کر آنحضرت صلعم پر حملہ آور
ہوئے اس ہل چل مین وه اصحاب بھی
حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گئے اب لشکر مشرکین
سے چار شخص نے حضرت صلعم کو قتل کرنے کا
عہد کیا۔ عبد الله بن قمیه عبید بن
ابی وقاص و عبد الله بن حلیف و عتبه
نے آنحضرتؐ پر ایسی سنگباری کی
که رخسار مبارک مجروح ہو گئے اور
چہره و ریش خون سے تر ہو گئی
آنحضرت صلعم اُس خون کو
چادر مبارک سے پونچھتے تھے۔
اُس وقت شیطان نے جعل بن
سراقه کے ہم شکل ہو کر تین بار
ندا دی که محمدؐ قتل ہو گئے۔
حضرت علی کرم الله وجہہ سے منقول ہے که

چون مشرکان بر اہل اسلام غلبہ کردند
ہر چند نظر کردم رسول را ندیدم با خود
گفتم او ازان نیست کہ از صف کارزار
فرار نماید و در میان کشتگان نیست غالبًا
حضرت عز و جل بواسطہ افعال ناشایستہ
ما غضب فرمودہ حبیب خود را بر آسمان
برد ہیچ بہ ازان نیست کہ با مخالفان
مقاتلہ کنم تا کشتہ شوم شمشیر بر کشیدم و بر
مخالفان حملہ کردم و ایشان را متفرق ساختہ
رسول را در میان کشتگان دیدم در
گوے افتادہ دانستم کہ خداے تعالٰی
او را ضمانت نمودہ گویند کہ چون عتبہ
و اصنام از کمین گاہ بیرون آمدند و
بر سر اہل اسلام ریختند و از شدت آن
واقعہ مسلمانان رو بہزیمت نہادند حضرت
رسول ؐ در غضب شد و ہرگاہ کہ بغضب
رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند
خوشہ ناب فرو دویدے درآن حال
نظر کردے کہ علی مرتضیٰ را در پہلوے

جب مشرکین نے لشکر اسلام پر حملہ کیا
اس وقت مین نے ہر طرف نظر کی مگر
رسول اللہ کو نہ دیکھا مین نے خیال کیا یہ تو ممکن
ہے نہین کہ رسول ؐ اللہ صف آعداے قدم
مبارک سرکاتین اور کشتگان مین بھی نظر نہین آتے
پس خدا نے اپنے حبیب کو ہمارے افعال
ناشائستہ کی وجہ سے اپنے پاس بلا لیا پس بہتر ہے
کہ مین بھی مشرکین سے اتنا لڑون کہ رسول اللہ
سے جا ملون یہ خیال کرکے تلوار کھینچکر
مخالفین پر حملہ آور ہوئے اور اُن کو متفرق
کر دیا اور رسول اللہ کو درمیان کشتگان
کے دیکھا کہ حضرت ؐ ایک گڑھے مین پڑے ہوے
ہین مین سمجھا کہ خداے پاک نے آپکو بچا لیا۔
روایت ہے کہ جب دشمنون نے کمین گاہ سے
نکل کر لشکر اسلام پر دھاوا کیا اور مسلمان فرار
ہوگئے رسول ؐ اللہ کو اس قدر غیظ آیا کہ
پیشانی مبارک عرق سے درفشان
ہوگئی۔ اس حالت مین آپ نے
حضرت علی ؑ کو اپنے پہلو کے برابر

خویش ایستادہ دید فرمود کہ اے علیؑ
چونست کہ بدیگران نہ پیوستی قدوۂ اولیاء
جواب داد کہ۔

لاکفر بعد الایمان

روایتے آمدہ کہ چون رسولؐ چشم باز
کرد از علیؑ پرسید کہ مردم چہ ساختند گفت
کہ نقض عہد نمودہ فرار کردند و از صف
قتال رو گردان شدند ترا تنہا گذاشتند
رسولؐ علیہ التحیۃ والثنا فرمود کہ ہم
جمعے کہ قصد من دارند کفایت کن
حیدر کرارؑ بزخم شمشیر آبدار فوج فوج
مشرکان را کہ مثل ثریا مجتمع بودند چون
بنات النعش پراگندہ و متفرق ساخت
گروہے کہ آہنگ مصطفےؐ کردند جناب
ولایت مآب باشارت آن سرور ایشان را
نیز منہزم ساخت درین حالت جبرئیلؑ
با رسولؐ گفت کہ این کمال مواسات
و جوانمردی است کہ علیؑ بدان قیام
نمود کہ رسول خدا فرمود ھو منی و انا منہ

کھڑا دیکھا۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا
کیا سبب ہے جو تم اپنے بھائیون سے نہ ملے
پیشوائے اولیاء نے جواب دیا کہ ایمان لانیکے
بعد مین کفر اختیار نہین کرسکتا۔

اور ایک روایت مین ہے کہ جب
رسول اللہؐ کی آنکھ کھلی تو حضرت علیؑ
سے پوچھا کہ اصحاب کدھر گئے آپ نے
کہا بدعہدی کرکے فرار ہوگئے آپکو تنہا
چھوڑ گئے دشمنون مین۔ رسول اللہؐ نے فرمایا
جو دشمن مجھے گھیرے ہوے ہین اُنکو ہٹاؤ۔
حیدر کرارؑ نے شمشیر آبدار سے مشرکین کی فوج کو
جو مثل عقد ثریا جمع تھے مانند بنات النعش
کے متفرق و پریشان کردیا ایک دوسرے گروہ
نے پھر حضرت رسول اللہؐ پر حملہ کیا حضرت علیؑ نے
اُن کو بھی بھگا دیا۔ اس حالت مین جبرئیلؑ
نے عرض کی یہ کمال مواسات اور جوانمردی
سے ہے کہ علیؑ ثابت قدم رہے۔
رسول اللہؐ نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہے
اور مین علیؑ سے ہون۔

بدرستیکہ او از من ست و من از و جبرئیل فرمود	جبرئیل نے کہا کہ مین آپ دونون سے
کہ انا منکما یعنی من از شما ہر دو ہستم درین	ہون۔ اس عرصہ مین ایک طائفہ نے
عرصہ طائفہ دیگر آہنگ رسولؐ کردند	رسولؐ اللہ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؑ نے
علیؑ با شارت مصطفیؐ متوجہ آن فرقہ شدہ	رسولؐ اللہ کے اشارہ سے اس پر حملہ
عمر بن عبداللہ جمحی را بدوزخ فرستاد سائر	کرکے عبداللہ جمحی کو داخل جہنم کیا اس کے بعد
کفار از شمشیر آبدار حیدر کرار روگردان	بھی دوسرا گروہ حملہ آور ہوا علیؑ نے
شدند باز زمرۂ دیگر برخاستند علیؑ حملہ	حملہ کرکے بشیر بن مالک عامری کو مارا
برآن جماعت آورد و بشیر بن مالک	اور باقی بھاگ گیے۔
عامری را از پلے در آورد باقی قوم	
رو بگریز نہادند۔ و دیگر کس جرءت ننمود۔	پھر کسی شخص کو حملہ کرنے کی جرءت نہوئی
گویند کہ درحین کارزار شمشیر آبدار امیرالمومنینؑ	مرقوم ہے کہ اس گھمسان لڑائی مین
بشکست و علیؑ نزد پیغمبرؐ آمدہ صورت	حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت
حال معروض داشت حضرت ذوالفقار	علیؑ نے صورت حال۔ رسولؐ اللہ سے
باو ارزانی فرمود چون علیؑ بدفع مشرکان	عرض کی حضرت صلعم نے اپنی ذوالفقار
مشغول شدند۔ رسولؐ فرمود اے علی	عطا فرمائی۔ جبکہ حضرت علیؑ مشرکین کے
میشنوی مدح خود را کہ ملک رضوان بر	ہٹانے مین مصروف تھے رسول اللہ نے
آسمان می گوید۔ کہ	فرمایا اے علیؑ کچھ سنتے ہو کہ آسمان پر ملک
لا فتیٰ الا علیؑ	رضوان تمھاری مدح و ثنا مین اس طرح رطب اللسان ہے کہ
لا سیف الا ذوالفقار	"لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

علیؑ گویند من از غایت مسرت وخوشدلی
کمربستہ شکر نعمت بجاآوردم۔ و بعض
روایات بصحت آمدہ کہ بن مرہب
از عبداللہ مسعود پرسید کہ شنیدہ ام
کہ در روز اُحد غیر از علیؑ ابودجانہ
وسُہیل بن حنیف نزد رسول اللہ
ہیچ کس دیگرے نماند آیا این خبر
واقعی ست جواب داد کہ نخست کہ
مسلمانان رو بانہزام نہادند نزد
آنحضرت بغیر از علیؑ ہیچ کس نماند
وبعد از ساعتے عاصم بن ثابت وابودجانہ
وسہیل بن حنیف وطلحہ بن عبداللہ
آمدند۔ ودر خدمت خیر البشر کمربستند
پرسیدم کہ ابوبکر وعمر۔ کجا بودند
گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند
واز حال عثمان رضی اللہ عنہ استفسار
نمودم گفت او نیز بطرف رفتہ بود۔
روز سوم از جنگ بخدمت آن
سرور فائز شد۔ رسول اللہ فرمود

یعنی بجز علیؑ کوئی پہلوان اور کوئی تلوار بجز
ذوالفقار کے نہین ہے یہ سُنکر حضرت علیؑ سجدۂ
شکر بجالائے۔ مرقوم ہے کسی نے عبداللہ بن مسعود
سے پوچھا کہ مین سنتا ہون کہ اُحد کے دن رسول اللہ
صلعم کے پاس بجز حضرت علیؑ اور ابودجانہ اور
سُہیل بن حنیف کے اور کوئی رسول اللہ کے پاس
نہ تھا آیا یہ خبر صحیح ہے اُنھون نے جوابدیا کہ
جب حملۂ اوّل مین مسلمان رسول اللہؐ کو تنہا
چھوڑکر بھاگ گیے تو اُس وقت حضرت
کے پاس سوا ے علیؑ کے اور کوئی
نہ ٹھہرا ایک ساعت کے بعد عاصم بن ثابت
اور ابودجانہ وسہیل بن حنیف طلحہ بن عبداللہ
حاضر خدمت رسول اللہؐ ہوئے۔
پھر مین نے پوچھا کہ ابوبکر و عمر
کہان تھے اُس نے کہا کہ وہ بھی
ایک طرف چلے گئے تھے۔ عثمان کا
حال پوچھا تو کہا وہ بھی چل دیئے تھے
جنگ کے تیسرے روز آنحضرت کے پاس
آئے رسول اللہؐ نے فرمایا

کہ درین واقعہ بعریش رفتی۔	کہ تم عریش پر چلے گئے تھے۔
حافظ ابو محمد غیاث الدین۔ در کتاب	حافظ ابو محمد غیاث الدین نے کتاب
مقارب النبوۃ۔ روایت کردند کہ از علیؑ	مقارب النبوۃ مین روایت کی ہے راوی
شنیدہ ام کہ می گفت در روز اُحد شانزدہ	کہتا ہے مین نے حضرت علیؑ سے سنا تھا کہ
ضربت بمن رسید کہ دو چار بار از آنہا	اُحد کیدن مجھے سولہ زخم کاری لگے جن کے
بر زمین اُفتادم ہر بار کہ می افتادم مردے	صدمہ سے مین دو چار بار زمین پر گرا۔ اور
خوبروئے باز و مرا گرفتہ بر پائے میگرد د	جب مین گرتا تھا تو ایک شخص خوش رو میرا
و می گفت متوجہ کافران شو کہ تو در	بازو پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیتا تھا اور کہتا تھا کہ
طاعت خدا و رسولؐ ہستی و ہر دو از تو	اپنے کام مین مصروف رہو اس وقت تم اطاعت
راضی اند بعد از فراغ جنگ بغرض	خدا و رسول کر رہے ہو۔ اور خدا و رسولؐ تم سے
حضرت مقدس نبویؐ رسانیدم آن	راضی ہین بعد جنگ کے مین نے رسول خدا صلعم سے
سرور فرمود اے علیؑ خدائے تعالیٰ چشم ترا	اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا اے علیؑ خدا تمھاری آنکھ
روشن کند کہ آن جبرئیلؑ بود۔	روشن رکھے وہ جبرئیلؑ تھے۔

اگرچہ برادران اہلسنت عام طور پر مہاجرین و انصار کو "اشداء علی الکفار" اور جان نثار رسولؐ بہت شد و مد سے بتاتے ہین۔ لیکن جب اُن کے حقیقی حالات کی تحقیق کی جاتی ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان مین فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ منافق تھے۔ چنانچہ اسی جنگ مین ان کا نفاق کُھل گیا کہ جب جناب رسول خدا صلعم مدینہ سے ایکہزار اصحاب کے ساتھ جنگ کو نکلے تو ان مین سے تین سو جان نثار تو اثناء راہ ہی سے پلٹ گئے رہے سات سو اُن کی جان نثاری کا حال یہ لکھا ہے کہ جب لڑائی آغاز ہوئی تو جناب رسولؐ خدا صلعم نے

رسول شدہ پچاس جوانوں کو گھاٹی پر مقرر فرمانا انکا اور دیگر اصحاب کا مال غنیمت دیکھکر جنگ چھوڑکر مال غنیمت کے لیے جانا۔ انکے فرار کے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔

اِن مین سے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس جوانون کا افسر کرکے ایک گھاٹی پر متعین فرمایا اور سخت تاکید فرمائی کہ فتح ہونے پر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ لیکن جب اللہ جلشانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے سپاہ لشکر اسلام کو کفار پر غالب کر دیا اور فتح نمایان ہونے لگی اور ان اصحاب کو غنیمت نظر پڑی تو اپنی جگہ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے کو چلے آئے۔

اِسی طرح جو اصحاب رزمگاہ مین تھے ان مین سے بھی بہت سے اصحاب جنگ چھوڑ کر غنیمت کی طرف جُھک پڑے۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ خود ان اصحاب سے فرماتا ہے۔

"اے مسلمانو جبتک تم لڑتے رہے تو تمھاری ہی جیت رہی لیکن جب تم جنگ چھوڑ کر غنیمت لُوٹنے مین لگ گئے تو تم کو شکست ہوئی اور ہم نے آزما لیا کہ تم لوگون مین کون طالب دنیا ہے اور کون طالب آخرت؟" دیکھو آیہ وافی ہدایہ۔

ولقد صدقکم اللّٰہ	جس وقت تم کافرون کو خدا کے حکم سے
وعدہ اذ تحسونھم باذنہ	تہ تیغ کر رہے تھے (اسوقت) خدا نے تم کو اپنا
اذا فشلتم وتنازعتم	وعدہ (فتح) سچا کر دکھایا یہانتک کہ تم کو
فی الامر وعصیتم من	تمھاری خاطر خواہ جیت دکھادی اس کے بعد
بعد ما اراکم ما تحبون	تم (مال غنیمت دیکھکر لڑائی) سے بزدل ہوگئے
منکم من یرید الدنیا	اور تم نے آپس مین جھگڑا کیا اور (رسول)
ومنکم من یرید	کی نافرمانی کی بعض تو تم مین سے دُنیا کے پیچھے
الآخرۃ ثم صرفکم	پڑگئے اور بعض آخرت کی فکر مین۔ پھر خدا نے
عنھم لیبتلیکم	تم کو دشمنون کی طرف سے پھیر دیا اور تم بھاگ کھڑے
ولقد عفا عنکم	ہوئے اس سے خدا کو تمھارا ایمان و اخلاص آزمانا

واللہ ذو فضل علی المومنین ۵

منظور تھا پھر بھی) خدا نے تم سے درگذر کی اور مسلمانوں پر خدا کا (بڑا) کرم ہے۔

اس آیۂ وافی ہدایہ کی مفسرین اہل سنت نے یہ تفسیر کی ہے۔

یعنی اول غلبہ مسلمانون کو تھا کہ کافرون کو مارتے تھے اور وہ بھاگتے تھے اور آثار فتح نظر آتے تھے کسی کو تو خوشی مال کی تھی اور کسی کو غلبہ اسلام کی لیکن جب مسلمانون سے پیغمبر خدا کی بے حکمی ہوئی تب مقدمہ اُلٹا ہوگیا وہ بے حکمی یہ تھی کہ حضرت نے پچاس آدمی تیرانداز پہاڑ کی راہ پر نگہبانی کو کھڑے کیئے تھے باقی لشکر لڑنے لگا۔ جب ان تیراندازون نے فتح اور غلبہ دیکھا اُس جگہ سے چلے آئے کہ غنیمت لین بعضون نے منع کیا نہ مانا۔ وہان دس آدمی رہ گیے اس طرف سے کافرون کی قوم آپڑی حضرت مسلمانون کو پیچھے سے پکارتے تھے کہ میری طرف آؤ۔ مگر غنیمت جو نظر آئی لوگ حضرت کے پکارنے پر نہ پھرے۔

بقول مفسرین صرف دس اصحاب آنحضرت کے پاس رہ گئے تھے آپ اصحاب مفرورین کو بلاتے تھے مگر وہ پلٹ کر بھی نہ دیکھتے تھے

مفسرین نے صحابہ کو الزام سے بچانے کے لیئے یہ تفسیر کی ہے جس سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ جو اصحاب مورچے پر متعین تھے وہ چلے آئے اور جو اصحاب لڑائی مین مصروف تھے وہ بدستور لڑتے رہے حالانکہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ پہلے وہی اصحاب جو مصروف جہاد تھے وہ غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ ان کو دیکھکر مورچے والون نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس کی تصریح آگے ہوگی۔

دشمنون کا آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑنا۔

غرض۔ جب یہ انصار شہید ہوگیے تو جناب رسول خدا صلعم رزمگاہ مین رہے۔ اگرچہ اس وقت آپ کے پاس چودہ اصحاب تھے مگر جب خالد بن ولید کمین گاہ سے نکلکر حضرت کے قریب پہونچا اور اپنے لوگون سے کہا کہ محمدؐ کو پکڑ لو۔ کفار نیزے اور تلوارین لے کر آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑے اس نازک وقت مین چودہ اصحاب بھی فرار ہوگیے۔ اب حضرت صلعم تنہا رہ گیے

دشمنون نے آپ پر پتھر اور تیر پھینکے رُخسار اور پیشانی مبارک زخمی ہوگئی۔ اور دندان مبارک شہید ہوگئے آپ غش ہوکر ایک گڑھے مین گر گئے۔ ایسے نازک وقت مین ایمان اور محبت رسولؐ کا مقتضا یہ تھا کہ اصحاب جان نثار حضرت صلعم کے سینہ سپر ہوتے اور اپنی جان کی پروا نہ کرتے۔ اس لیئے کہ یہ امر آیت وحدیث سے ثابت ہے کہ کوئی شخص مومن نہین ہوسکتا جب تک اپنی جان ومال اور آل واولاد سے زیادہ رسولخدا صلعم کی جان کو عزیز نہ رکھے جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے۔

کوئی مومن نہین ہوسکتا جب تک کہ اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ کی جانکو نہ سمجھے۔

النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم — یعنی مومن تو وہی لوگ ہین جو نبی کی جان اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

اور تفسیر ابن کثیر مین اس آیت کے تحت مین چند احادیث لکھی ہوئی ہین از انجملہ یہ ہے۔

فی الصحیح والذی نفسی بیدہٖ لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ ومالہ وولدہ والناس اجمعین۔ — صحیح مین ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا) جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اُسکی قسم کہ تم مین سے کوئی ایمان نہین لاسکتا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اس کے نفس سے اور اسکے مال اور اولاد اور سب لوگون سے عزیز نہون۔

لیکن ان جان نثارون کا حال اس کے برعکس تھا کہ وہ اپنی ہی جان کی خیر مناتے تھے۔

اور حضرت عمرؓ نے تو خود رسول اللہ سے کہا۔

قال عمر واللہ لانت یا رسول اللہ احب الیّ من کل شیٔ الا نفسی — عمر نے کہا یا رسول اللہ قسم بخدا مین بجز اپنی جان کے آپکو ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتا ہون۔ دیکھو جلد اوّل ص۴۹۵۔

یہی وجہ ہے کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ صلعم کو دشمنون کے نرغہ مین تنہا چھوڑ کر

اپنی اپنی جانین بچا لیگئے اور ایسے بدحواس ہوکر فرار ہوئے کہ باوجودیکہ خود رسول اللہ ان کو عباد اللہ فانی رسول اللہ فرماکر بلا رہے تھے۔ مگر انھون نے مڑکر بھی نہ دیکھا جس پر آیۂ کریمہ۔

آیۂ کریمہ کہ اصحاب بدحواس ہوکر بھاگے

اذ تصعدون ولا تلوٗن	(اسوقت کو یاد کرو) جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علی احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے باوجودیکہ رسولؐ تمھارے پیچھے (کھڑے)
فی اخرٰکم فاثابکم	تم کو بلا رہے تھے (لیکن) تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے
غما بغمٍّ لکیلا تحزنوا	اس مخالفت سے جو تم نے رسولؐ کو آزردہ کیا (اس)
علی ما فاتکم ولا	رنج کے بدلے خدا نے شکست کا رنج پہونچایا تاکہ
ما اصابکم واللہ خبیر	جب کبھی تم سے کوئی مطلب فوت ہوجائے یا کہ تم پر
بما تعملون	کوئی مصیبت آپڑے تو تم اُسکا رنج نہ کرو اور تم کچھ بھی کرو
	اللہ کو اس کی خبر ہے۔

شاہد ہے۔

آیۂ کریمہ مومنین کی تعریف اور منافقین کی مذمت مین

جب لشکر اسلام کی شکست ہوئی تو اصحاب منافقین مومنین پر طعن تشنیع کرنے لگے کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ شہر کے اندر ہی لڑائی ہو مگر پیغمبر نے ہماری بات نہ مانی ہم لوگون کو ناحق ہلاک کرادیا۔ ان مخالفانہ باتون پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ثم انزل علیکم من	(پھر جب تم شکست کا غم (وافسوس) کرچکے
بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی	تو اس) کے بعد خدا نے تم پر ایک طمینان کی حالت
طائفۃ منکم وطائفۃ	طاری کی کہ تم مین سے ایک گروہ کو (یعنی سچے مسلمانون کو
قد اھمتھم انفسھم	نیند نے آدبایا) اور بعض (منافق تھے) جن کو اپنی فکر تھی

يظنّون بالله غير الحق ظنّ	اپنے جانون کی پڑی تھی اللہ کے جناب مین ناحق
الجاهلية يقولون هل لنا	(ناروا) جاہلیت (کیوقت) کیسی بد گمانیان کر رہے
من الامر من شئ قل ان	تھے (اور) کہتے تھے کہ ہمارے بس کی کیا بات ہے
الامر كله لله يخفون فی	(اے پیغمبر تم اُنسے) کہدو کہ سب کام خدا کے اختیار مین
انفسهم ما لا يبدون لك	ہین اُنکے دلون مین اور اور باتین بھی مخفی ہین جنکو وہ
يقولون لو كان لنا من	تم پر ظاہر نہین کرتے (جی ہی جی مین) کہتے ہین کہ ہمارا
الامر شئ ما قتلنا ههنا	کچھ بھی بس چلتا ہوتا تو ہم یہان مارے ہی نہ جاتے (اے
قل لو كنتم فی بيوتكم	پیغمبر اِن لوگون سے) کہدو کہ تم اپنے گھرون مین بھی ہوتے
لبرز الذين كتب عليهم	جنکی قسمت مین مارا جانا لکھا تھا (گھرون سے) نکلنا (خود) اپنے
القتل الی مضاجعهم و	اپنے پچھڑنے کی جگہہ آموجود ہوتے اور (اس لڑائی کے
ليبتلی الله ما فی صدوركم	ہار جانے مین بھی چند در چند مصلحتین تھین از انجملہ یہ کہ)
وليمحّص ما فی قلوبكم	خدا کو منظور تھا کہ تمھارے مافی الضمیر کو آزمائے اور
والله عليم بذات الصّدور	تمھارے دلی خیالات کو (وسوسون کے میل کچیل سے)
	صاف کرے اور اللہ تو سب کے جی کی بات جانتا ہے

جناب شاہ صاحب نے جنگ اُحد مین جمیع اصحاب کا فرار باستثنا تیس کے تسلیم کیا ہے اور حضرت ابوبکر و عمر کے فرار سے انکار کر کے انکا ثابت قدم رہنا بتایا ہے جیساکہ تحفہ مین ہے ۔

چون گریختن روز احد از عثمان و از	جبکہ اُحد کے دن بجز تیس کے کل
جمیع صحابہ غیر از سی کس بوقوع آمدہ تنہا	اصحاب فرار ہو گئے تو تنہا

...شاہ صاحب کہ تیس
...ثابت قدم رہے
...ین ابوبکر و عمر بھی تھے
...صحاب مفرور ین ۔
...ہ مین کہ بعد خبر شہادت
...ر شہادت لشکر شور آواز ہے

برعثمان جائے طعن نیست معہذا چون حقتعالی	عثمان پر طعنہ زنی کا موقع نہین ہے
عفو از آن کبیرہ در قرآن مجید نازل	سوا اس کے خدا نے یہ گناہ عظیم عفو
فرمودہ دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند	کر دیا تو پھر کسی پر بھی جائے طعن نہین ہے
قولہ تعالی۔ ان الذین تولوا منکم	جیسا کہ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ ان
یوم التقی الجمعان الخ	الذین تولوا الخ
بالفرض اگر عثمان نمی گریخت اور از زد	بالفرض اگر عثمان مفرور نہوتے تب بھی
شیعہ ازین چہ می کشود۔ ابو بکر و عمر کہ نہ	زبان شیعہ سے مخلصی نہ پاتے۔ اس لیے کہ
گریختند و ثابت قدم ماندند کے از زبان	ابو بکر اور عمر فرار نہوئے اور ثابت قدم ہے
شیعہ خلاص شدند کہ اونی شد د اگر از	ان کو شیعہ نے طعن سے کب چھوڑا۔ اگر بنظر
روئے کتب سیر تمام آن واقعہ را کسی بہ	غور کتب تواریخ سے اس واقعہ پر نظر
تامل مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور	کرے تو مفرورین کو معاف رکھے گا۔ کیونکہ
دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار	بعد انتشار خبر ہلاکت سردار لشکر کا ثابت قدم
ثبات لشکر خیلے دشوار است۔	رہنا نہایت ہی مشکل ہے۔

تردید قول شاہ صاحب در حضرت ابو بکر و عمر کے فرار کے ثبوت مین اسناد۔

حضرت شاہ صاحب کا تمیل اصحاب کو عموماً اور خلیفہ صاحب اول و دوم کو خصوصاً ثابت قدم بتانا تو تواریخ و اخبار و آثار کے خلاف ہے۔ چنانچہ ان دونون حضرات کا مفرور ہونا اسی تاریخ روضۃ الصفا سے ثابت ہے جس کے الفاظ یہ ہین۔

پرسیدم۔ ابو بکر و عمر کجا بودند۔ گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند۔

اس قول کی تائید مین دیگر علمائے کرام کے بھی چند اقوال و روایات نقل کیے جاتے ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ صفحہ ۵۹۴) مین رقمطراز ہین۔

اگرچہ مسلمانان متزلزل شدند و بے صبری کردند۔ نزد آنحضرت صلعم غیر از چہاردہ نفر از مہاجرین وہفت از انصار کسی نماند ہیچ ذکر نہ کردہ اندکہ عمر بن الخطاب درمیان تیراندازان بود یا باآنہا کہ متزلزل ومختلط گشتند۔ این حکایت مشتبہ ماند۔

دوسری۔ نوبتے زید بن وہب از عبداللہ بن مسعود پرسید کہ چنین شنیدہ ام کہ در روز اُحد بغیر از علی مرتضیٰ و ابودجانہ وسُہیل بن حنیف رضی اللہ عنہم درخدمت حضرت رسولؐ ہیچ کس نماندہ بود این خبر آیا مطابق آن واقعہ است جواب داد کہ در دہلۂ اوّل کہ سپاہ اسلام رُو بانہزام نہادند بجز علی مرتضیٰ احدے نزد مصطفےٰ نماند۔ پرسیدم کہ ابوبکر و عمر کجا بودند گفت آن نیز در گوشہ رفتہ بودند۔ (حبیب السیر جلد اول صفحہ ۳۰۷)

تیسری۔ در روز اُحد چون مسلمانان رو بہزیمت نہادند۔ و رسولؐ اللہ را تنہا گذاشتند حضرت درخشم شد در آن حالت نظر کرد علی ابن ابیطالبؑ را دید کہ در پہلوے وے ایستادہ است۔ فرمود۔ اے علیؑ چون بود کہ با یاران ملحق نہ گشتی۔ گفت یا رسولؐ اللہ ان لی بك اسوۃ بدرستیکہ مرا با تو اقتدا است۔ (در روضۃ الاحباب صفحہ ۳۶۳)

چوتھی۔ معارج النبوۃ مین تو اس تصریح سے ہے کہ رسول خدا صلعم نے بیعت الرضوان کیوقت حضرت عمرؓ کو احد کا فرار یاد دلایا۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

رسول خدا صلعم بعد از ان روئے بہ عمر آورد و گفت شما را فراموش شد کہ در روز اُحد راہ گریز پیش گرفتہ بودید و من شما را می خواندم وہیچیک از شما را ابن مجال التفات نہ بود و فراموش کردید۔ روز احزاب را کہ دُشمنان از آعلی و اسفل متوجہ بودند وآنچہ وعدہ خداوند تعالیٰ بود بانجاز پیوست و بعد از ان یک واقعہ کہ فنون

الطاف الٰہی و انجاز وعدہ بود بہ یا دیاران داد تا ہمہ در مقام انصاف گفتند ہر چہ خدائے تعالیٰ و رسول او فرمایند راست است (صـــ۱۹۶)۔

پانچوین

وفی غزاة احد جمع له رسول الله	اور غزوۂ احد مین جمع کیا اونکے لیے رسول خدا نے درمیان لوا
بین اللواء والرایة وکانت رایة	اور رایت کے اور مشرکین کا نشان طلحہ کے ہاتھ مین تھا اُسکو
المشرکین مع طلحة بن ابی طلحة	حضرت علیؑ نے قتل کیا پھر دوسرے نے نشان لیا
وکان یسمّی کبش الکتیبة	اوسکو بھی حضرت نے قتل کیا اور ہمیشہ آپ ایک کے بعد
فقتله علی رضی الله عنه فاخذ الرایة غیره	ایک کو قتل کرتے تھے یہان تک کہ (نو ۹) آدمی قتل
فقتله علی رضی الله عنه ولم یزل	کیے آخر مشرکین کو ہزیمت ہوئی اور سامان غنیمت
یقتل واحدًا بعد واحد حتی قتل	جھک پڑے ۔ خالد بن ولید نے اپنے یارونکو
رضی الله عنه تسعة نفر فانهزم المشرکون	ساتھ لیکر نیزہ اور تلوار و پتھر سے رسول اللہ
واشتغل المسلمون بالغنائم فحمل	کو مارنا شروع کیا یہانتک کہ آپ کو غش آگیا
خالد بن الولید باصحابه علی	اور بجز حضرت علیؑ کے سب اصحاب فرار ہوگئے۔
النبیّ فضربوه بالسیوف والرماح	بعد افاقہ جناب رسول اللہ نے حضرت
والحجر حتّی غشی علیه فانهزم	علیؑ کو دیکھا اور فرمایا کہ میرے نزدیک سے
الناس عنه سوی علیؑ فنظر الیه	ان ظالمون کو ہٹاؤ۔ پس حضرت علیؑ نے
النبیّ بعد افاقته وقال له اکفنی	انکو بھگا دیا اور اکثر مقتولین آپ ہی کے ہاتھ سے قتل ہوئے
هولاء فهزمهم عنه وکان اکثر	(در شرح تجرید علامہ قوشجی ص۳۸۶)
المقتولین منه	منقول مجمع البحرین فی اولاد الفریقین ص۲۳۳

چھٹی۔ علامہ محمد بن جریر طبری اپنی تاریخ مین جسکو اہل سنت اصح التواریخ کا لقب

دیتے ہین یہ تحریر فرماتے ہین۔

فانحاز ابوبکر الی الجبل فاستتر	حضرت ابوبکر پہاڑ کی طرف چلے گئے اور
بھا ثم ھزم اللہ المشرکین	اُس مین چھپے رہے پھر خدا نے مشرکین کو
در تاریخ طبری ص۱۰۱	شکست دی۔

ساتوین۔ اِن روایتون کے قطع نظر ان حضرت نے خود اپنی زبان سے مفرور ہونے کا اقرار کیا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رض نے اپنے والد ماجد کے فرار پر شہادت دی ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے۔

قال ابوبکر لما صرف الناس	حضرت ابوبکر کا بیان ہے کہ جب تمام لوگ
یوم احد عن رسول اللہ فکنت اول	اُحد کی لڑائی کے دن رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گیے
من جاء النبی تاریخ الخمیس ج۱ مصر ۴۳۱	تو مین نبیؐ کے پاس سب سے پہلے آگیا۔

آٹھوین عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت	حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ میرے باپ
کلما ذکر احد ابی بکی بکاء شدیداً	جنگ احد کو یاد کرکے بشدت روتے تھے۔
فقلت ما یبکیک فقال بفراری یوم احد	مین نے رُونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مین
یہی کنز العمال مین ہے:۔	اُحد کے دن مفرور ہوا۔

عن عائشۃ قالت کان ابوبکر	حضرت عایشہ سے مروی ہے کہ جب
اذا ذکر یوم احد بکی ثم قال ذاک	حضرت ابوبکر اُحد کے دن کا ذکر کرتے تو رونے
کان کلہ یوم طلحۃ ثم انشاء	لگتے اور فرماتے تھے کہ وہ دن تو سارا طلحہ کا
یحدث قال کنت اول من جاء	تھا پھر کہتے تھے کہ مین اُحد کے دن سب سے پہلے
یوم احد (ص۲۷۴)	واپس آگیا تھا۔

نوین۔ صاحب درمنثور سیوطی جلد دوم صفحہ ۸۸ بذیل آیہ شریفہ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان خود حضرت عمر کی زبانی نقل فرماتے ہین۔

اخرج ابن جریر عن کلیب	کلیب سے ابن جریر نے روایت کی ہے کہ بروز جمعہ
قال خطب عمر یوم الجمعة فقرأ	حضرت عمر نے خطبہ مین سورۂ عمران کی تلاوت
آل عمران وکان یعجبہ اذا خطب ان	کیا اور اس سورہ کا خطبہ مین پڑہنا اُن کو مرغوب
یقرءھا فلما انتھی الی قولہ	تھا۔ جب "ان الذین تولوا" پر پہونچے فرمایا
ان الذین تولوا منکم یوم التقی	کہ جب جنگ احد ہوی تو ہم سب نے شکست
الجمعان قال لما کان یوم احد ھزمنا	کھائی اور مین یہان تک بھاگا کہ پہاڑ پر
ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی	چڑھ گیا۔ اگر تم دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ مین
انزو کانی اروی (کنز العمال صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ ... جلد اول)	بز کوہی ہون۔

دسوین

ومن المنھزمین عمر الا انہ لم یکن	بھاگنے والون مین حضرت عمر بھی تھے
فی اوائل المنھزمین ولم یبعد بل ثبت	مگر آپ پہلے نہین بھاگے اور دور نہین بھاگے
علی الجبل ومنھم عثمان انھزم	بلکہ کوہ احد پر جا کے دم لیا بھاگنے والون مین
مع رجلین من الانصار یقال لھما	حضرت عثمان بھی تھے اور یہ دو آدمیون
سعد وعقبہ انھزموا حتی بلغوا	کے ساتھ جن کا نام سعد و عقبہ تھا بھاگے
موضعا بعیدا ثم رجعوا بعد ثلاثة	اور بہت دور تک بھاگتے ہوئے نکل گیے
ایام فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم	تیسرے روز رسول اللہ کو منہ دکھایا رسول اللہ
لقد ذھبتم فیھا عریضة (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲)	نے فرمایا بڑے لمبے گیے۔

گیارھوین۔ امام موصوف آیہ شریفہ "شاورھم فی الامر" کی تفسیر مین جناب خلافت مآب کا

فرار ہونا لکھتے ہین کہ۔

نصبا ان عمر کان من المنہزمین فدخل	چونکہ عمر بھاگے تھے۔ لہذا ہم قبول کرتے ہین
تحت الآیۃ۔	کہ وہ بھی آیت کے حکم مین داخل ہین۔
بارھوین ان الشیخین ہزما یوم احد	بہ تحقیق شیخین احد مین بھاگے حضرت عمر اپنے
ورجع عمر ینشف دموعہ ویسأل علیاً	آنسو پونچھتے تھے اور حضرت علیؑ سے معافی مانگتے تھے۔
العفو فقال الست المنادی قتل محمدؐ	حضرت علیؑ نے فرمایا آیا تم نے یہ ندا نہین دی تھی
فرجعوا الی ادیانکم فقال انما	کہ محمدؐ قتل ہوگئے پس اپنے دین کی طرف پلٹ جاؤ
قالہا ابوبکر ثم نزلت ان الذین	انھون نے جواب دیا کہ یہ ابوبکر نے کہا تھا پھر
تولوا منکم یوم التقی الجمعان	یہ آیت نازل ہوئی تحقیق جو لوگ پلٹ گئے
انما استزلھم الشیطان	تم مین سے دونو جماعت کے مقابلہ کے دن
(در مسند احمد حنبل)	اُن کو بیشک شیطان نے دھوکہ دیا۔
تیرھوین عن سالم عن ابی سمع رسول اللہ	سالم کہتے ہین میرے باپ نے سُنا کہ
صلعم اذا یرفع راسہ عن رکوع فی	رسول اللہ صلعم نے نماز صبح مین آخر رکعت مین
الرکعۃ الاخرۃ من الفجر یقول اللھم	بعد رکوع سر اُٹھایا اور بعد فرمانے
العن فلانا۔ فلانا۔ فلانا۔ بعد ما	سمع اللہ لمن حمدہ کے یہ
یقول سمع اللہ لمن حمدہ فانزل اللہ	دعائے قنوت اللھم العن فلانا
ربنا ولک الحمد لیس لک من الامر شیء	فلانا۔ فلانا پڑھی۔

بخاری شریف مین ہے کہ فلان۔ فلان سے مُراد وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر جنگ اُحد مین بھاگ گئے۔ اور اُن مین حضرت عثمان بن عفان بھی تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

رسول اللہ نے تو تینوں کا نام لیا ہوگا مگر اسمٰعیل بخاری نے بجائے نام کے فلاناً۔ فلاناً۔ فلاناً لکھدیا ہے (دیکھو صحیح بخاری مصححہ خلیل الرحمٰن صد ۵۸۲)۔

حضرت عثمان فرار ہو کر تین دن کے بعد آئے

یہ ذکر تو مخصوص حضرت ابوبکر و عمر کا تھا۔ اور حضرت عثمان غنی کی نسبت تمام مورخین و محدثین متفق البیان ہیں کہ غزوۂ اُحد میں ایسے فرار ہوئے کہ تین دن بعد دربار رسول اللہ میں حاضر ہوے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔ کہ

مردے نزد ابن عمر آمد۔ وگفت خبر دہ مرا کہ عثمان روز اُحد گریخت۔ گفت نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ غائب شد عثمان از جنگ بدر حاضر نشد۔ گفت ابن عمر نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ تخلف کرد از بیعت رضوان۔ پس حاضر نشد۔ گفت نعم۔ پس تکبیر برآورد آن مرد

صحیح بخاری میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا وہ حدیث طولانی ہے بقدر ضرورت اِس جگہ نقل کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

قال انشدک اللہ بحرمۃ ھذا البیت	(ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے) کہا کہ
اتعلم ان عثمان بن عفان فرّ یوم احد	میں تم سے اس گھر (خانہ کعبہ) کی حرمت کی قسم دیکر پوچھتا
قال نعم۔ قال فتعلم تغیب عن	ہوں کہ آیا عثمان بن عفان روز اُحد بھاگ گئے تھے۔ کہا کہ ہاں
بدر فلم یشھدھا قال نعم۔	پھر اُسنے کہا کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ عثمان جنگ بدر میں غائب
اصلاح ۱۲-۲۲-۵۹-	ہو گئے تھے پھر حاضر نہیں ہوئے۔ ابن عمر نے کہا کہ ہاں

آیات الٰہی دربارہ انکشاف ایمان مومنین و منافقین

ان روایات و تفاسیر و آیات الٰہی سے بخوبی ثابت ہے کہ ان اصحاب میں بہت سے منافق تھے۔ چنانچہ خود اللہ جلشانہ نے اس لڑائی میں معرض اور منافق کا امتیاز اور منافقین کے نقص ایمان کو ظاہر فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

وما اصابکم یوم التقی الجمعٰن	اور جسدن مقام احد میں مسلمانوں اور کافروں کی جماعتیں

فباذن اللہ ولیعلم المومنین ولیعلم
الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا
فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لونعلم
قتالا لاتبعنٰکم ھم للکفر یومئذ
اقرب منھم للایمان یقولون بافواھم
مالیس فی قلوبھم واللہ اعلم
بما یکتمون الذین قالوا لاخوانھم
وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا
قل فادرءوا عن انفسکم الموت
ان کنتم صادقین ۵
(سورہ آل عمران پ ۴ رکوع ۸)

بھڑ گئین اور (مسلمانون) تکو (شکست کی) مصیبت پہونچی
تو خدا کا حکم تم پر یون ہین تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا سچے
ایمان والون کو معلوم کرے اور (منافقون کو بھی) معلوم کرے اور
منافقون سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے رستہ مین لڑو یا (دشمن کو) ہٹاؤ
تو لگے کہنے کہ ہم سمجھے (آج) لڑائی (ہوگی) ہم ضرور تمہارے ساتھ
ہولیتے یہ (لوگ) اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک
تر تھے منہ سے ایسی بات کہتے ہین جو انکے دلون مین نہین ہے۔
اور (خباثت) جسکو چھپاتے ہین اللہ (اسکو) خوب جانتا ہے
(یہ ہی لوگ ہین) جو (آپ مزہ سے) بیٹھے رہے اور اپنے (شہید)
بھائیونکی نسبت لگے کہنے کہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے (اے پیغمبر
اُنلوگون سے) کہو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹالدینا

تفاسیر مفسرین اہلسنت کہ خدا نے بروز احد مومن کو منافق سے تمیز دی

اس آیہ وافی ہدایہ سے صاف ظاہر ہے کہ خدائے پاک کی یہ بھی غرض تھی کہ اس جنگ اُحد مین سچے ایمان والون کو معلوم کر لے۔ اور منافقون کو بھی۔ جبکہ کلام آلہی کی اس شہادت سے ثابت ہوا کہ اصحاب رسولؐ مین منافق بھی تھے اس صورت مین اہلسنت کا یہ اعتقاد کہ "جمیع صحابہ عدول اند" باطل ہوا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ۔ اولما اصابتکم مصیبۃ الخ کی تفسیر فرماتے ہین۔

اعلم انّ ھذا متعلق بما تقدم
من قولہ اولمّا اصابتکم مصیبۃ فذکر
فی الایۃ الاولی انھا اصابتھم بذنبھم
ومن عند انفسھم وذکر فی ھذہ الایۃ

جاننا چاہیے کہ یہ متعلق ہے قول (اولما اصابتکم)
سے پہلی آیت مین ذکر فرمایا کہ اونکے نفسون اور
انکے گناہون کی وجہ سے اونپر مصیبت پڑنیکا ذکر کیا اور
اس آیہ مین بوجہ آخر اونپر مصیبت پڑنے کا ذکر فرمایا اس لیے کہ

انما اصابتهم لوجه اخروهوان يتميز	جسمین مومن اور منافق کی تمیز ہوجائے۔ اور
المومن عن المنافق وفی الآیۃ مسائل	آیہ مین مسائل ہین (یوم التقی الجمعان) سے
المسئلۃ الاولی قولہ یوم التقی الجمعان المراد یوم احد	روز احد مُراد ہے۔

اسی طرح صاحب تفسیر معالم التنزیل آیہ کریمہ۔

ماکان اللہ لیذر المومنین علی	خدا کی یہ شان نہین ہے کہ مومنون کو اُسی
ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من	حالت پر رہنے دے کہ جس حالت پر تم ہو (یعنی
الطیب (ایضا رکوع ۹)	منافقین) یہانتک کہ ناپاک کو پاک سے جُدا نہ کرے۔

کی یہ تفسیر فرماتے ہین کہ خدائے پاک نے بروز اُحد مومن کو منافق سے تمیز دیدی۔ یہی نہین بلکہ صاف الفاظ مین رقمطراز ہین کہ یہ آیت اُن اصحاب منافقین کے بارہ مین ہے جو کہ بروز اُحد رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر علٰحدہ ہوگیے تھے۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

ومعنی الآیۃ حتی تمیز المنافق	یعنی یہانتک کہ منافق مخلص سے متمیز ہوجائے
من المخلص فمیز اللہ المومنین من	چنانچہ اُس نے بروز اُحد مومنین کو منافقین
المنافقین یوم احد حیث اظھر	سے تمیز کرادی کہ منافقین اپنا نفاق ظاہر
النفاق وتخلفوا عن رسول اللہ صلعم	کرکے رسولؐ اللہ سے الگ ہوگیے۔

یہی تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ مین ہے کہ خدائے تعالی نے جنگ اُحد کے دن اصحاب مین سے مومن کو منافق سے تمیز کرادیا اس تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ جو اصحاب رسول اللہ کو تنہا چھوڑ گیے وہ ضرور منافق تھے۔ اور جبکہ خود مفسرین عمومًا اور امام فخرالدین رازی خصوصًا اصحاب ثلاثہؓ کو مفرورین اُحد سے بتا رہے ہین تو تفسیر بالا کے رو سے یہ حضرات آیہ لیمیز اللہ الخبیث "من الطیب" مین داخل ہین جس سے کسی کو موقع انکار کا نہین ہوسکتا۔

شاہ صاحب کے اقوال پر تنقید

افسوس ایسی جلی شہادتوں کے بعد بھی زبدۃ المتکلمین عمدۃ المناظرین حضرت شاہ صاحب یہ فرمائین کہ (ابوبکر و عمر کہ نہ گریختند و ثابت ماندند کے از زبان شیعہ خلاص شدند کہ عثمان بشد) نیز شمس العلما جناب شبلی صاحب نعمانی باوجودیکہ باین الفاظ حضرت عمر کا فرار تحریر فرماتے ہین کہ۔

علامہ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کے حال مین یہ لکھا ہے (کہ)

وکان فمن انکشف یوم احد فغفر لہ — (یعنی) حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو اُحد کے دن بھاگ گیے تھے لیکن خدا نے انکو معاف کردیا۔

اور (یہ بھی ارشاد فرماتے ہین کہ)۔

جہاد سے بھاگنا ایک ایسا ننگ و عار تھا جسکو کوئی شخص علانیہ تسلیم نہین کر سکتا۔

باایں ہمہ جوش محبت فاروق مین بہت شد و مد کے ساتھ اُنکا ثابت رہنا ان الفاظ مین بیان فرماتے ہین کہ۔

یہ امر تمام روایتون سے ثابت ہے کہ سخت برہمی کی حالت مین بھی حضرت عمر جنگ سے نہین ہٹے اور جب آنحضرت کا زندہ رہنا معلوم ہوا تو فوراً خدمت اقدس مین پہونچے۔

جناب شاہ صاحب کی اس توجیہ سے کہ

"اگر از روئے کتب سیر تمام واقعہ را کسی مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار ثبات لشکر خیلے دشوار است"

اصحاب مفرورین کو حفظ قرآن کی برکت سے معذور بتاتے ہین۔ لیکن خدائے عزوجل مجاہدین کا کوئی عذر قبول نہین فرماتا بلکہ فرار کیا پیٹھ پھیرنے پر بھی سخت عذاب و عتاب کی تہدید فرماتا ہے

قولہ تعالی

یا ایہا الذین اٰمنوا اذا لقیتم — اے ایمان لانے والو جب تم کافرون سے

الذین کفروا زحفاً فلا تولوھم — جنگ میں آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور

الادبار ۵ ومن یولھم یومئذٍ دبرہ — اُس دن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اس کے کہ لڑائی کیلیے

الا متحرفاً للقتال او متحیزاً الی فئۃ — کترائے جاتا ہو یا دوسرے گردہ کے پاس جگہ پکڑنا

فقد باء بغضب من اللہ وماوٰیہ — مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا میں گرفتار ہو گیا

جھنم و بئس المصیر — اور ٹھکانا اوسکا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُری

(سورہ انفال) — جگہ ہے۔

اب معزز ناظرین غور فرمائیں کہ کس طمطراق سے حضرت ممدوح صحابہ کی خاطر آیہ مذکورہ بالا سے چشم پوشی فرماتے ہیں۔ حالانکہ یہ توجیہ اصحاب مفرورین کے عدم ایمان پر دلالت کرتی ہے کہ نہ اُن کی ہجرت خدا اور رسولؐ کے لیئے تھی اور نہ جہاد فی سبیل اللہ مقصود تھا بلکہ بمصداق

"کفر در دل بر زبان اللہ اکبر داشتن"

ان کا ایمان و اسلام سب دکھانے کے لیئے تھا جو اس موقع پر کھل گیا کہ جب یقین ہوا کہ رسولؐ اللہ نے شہادت پائی تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گیے جسکی تصدیق آیۂ کریمہ۔

وما محمد الا رسول قد — اور محمدؐ اس سے بڑھکر اور کیا ہے کہ ایک رسولؐ ہیں۔

خلت من قبلہ الرسل افائن — اور بس۔ ان سے پہلے اور بھی رسولؐ ہو گزرے ہیں

مات او قتل انقلبتم علی — اگر محمد اپنی موت سے مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اُلٹے

اعقابکم ومن ینقلب — پاؤں (کفر کی طرف) پھر لوٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤں لوٹ

علی عقبیہ فلن یضر — جائیگا وہ خدا کا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور جو لوگ اسلام

اللہ شیئاً وسیجزی اللہ — کی نعمت کا شکر کرتے ہیں انکو خدا عنقریب جزائے

الشّٰکرین ۵ — (خیر) دیگا۔

اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر یہ ہے۔

اس جنگ اُحد مین بعض مسلمان کامل بھی ہٹ گئے تھے اس واسطے ایک کافر نے اپنی قوم مین پکارا کہ مین نے محمدؐ کو مارا اور حضرت کے زخم سے بہت خون گیا تھا۔ ضعف مین آکر ایک گڑھے مین گرے تھے مسلمانون نے حضرت کو نہ دیکھا تھا۔ اُن کو یقین ہو گیا کہ محمدؐ مارے گئے۔ اور جب حضرت ہوشیار ہوے تو میدان مین جو لوگ حاضر تھے ان کو جمع کرکے پھر لڑائی قائم کی تب کافر چلے گئے سو اللہ نے فرمایا کہ رسول رہے نہ رہے دین اللہ کا ہے اُس پر قائم رہو۔ در قرآن مجید مطبوعہ میرٹھ صفحہ

صاحب تفسیر حسینی نے ان آیات کی جو تفسیر کی ہے اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مفرورین سے کچھ لوگ ابوسفیان سے خوف کرتے تھے کہ مبادا وہ قتل کر ڈالے۔ لہذا عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوئے کہ ابوسفیان سے امان دلا دے۔ اُس کی نقل یہ ہے۔ تفسیر حسینی کہ بعض اصحاب عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوے۔

بدرستیکہ شما بودید کہ از روے اشتیاق بقائے الٰہی	یعنی تم تو جنگ سے پہلے شہادت حاصل
از روبرو دیدمرگ را یعنی شہادت را در پیش از آنکہ	ہونے کی تمنا کرتے تھے۔ لیکن جب
مشاہدہ کنید اسباب آن کہ حرب ست پس بہ تحقیق	تم نے اپنی آنکھ سے اپنے دوست
بدیدید۔ آنچہ بطلبید از مقاتلہ کفار وحالا کہ تمامی	احباب اور بھائیون کو شہید ہوتے
نگر یستید۔ بیاران وبرادران شما کہ مقتول می شدند	دیکھا تو پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ کر
با نہا نظری کردید ودر پیغمبر را تنہا گذاشتہ در خلوص	چلدیئے۔
خودی کوشید۔	

آوردہ اند کہ چون حضرت زخم خوردہ	منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم
درمیان کشتگان نہان شدند۔ ابلیس لعین	مجروح ہو کر کشتگان مین چھپ گئے اُسوقت
صدا ے الا ان محمدا قد قتل	ابلیس لعین نے ندا دی کہ محمدؐ مارے گئے۔

در میان خاص وعام افگند قومے از ضعفائے	اس ندا پر ضعفاء اہل اسلام نے
اہل اسلام خواستہ کہ رجوع بعبداللہ بن ابی	چاہا کہ عبداللہ ابن ابی سے رجوع ہون
نمودہ التماس کنند کہ از ابوسفیان برائے	اور اُس سے کہین کہ ابوسفیان سے امان
ایشان خط امان بستاند وقوم دیگر بگریختند	دلادے اور جو کچھ اصحاب بھاگ گئے۔
وبعد ازان کہ آنحضرت رسالت منہزمان را	اور جب رسول اللہ صلعم کا زندہ رہنا سنا تو
فرمود چرا فرار اختیار کردید۔ وپشت	پھر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے حضرت
بمیدان کارزار آوردہ اید ایشان	صلعم نے ان منفرورین کو بھاگ جانے پر ملامت
زبان عذر کشودہ۔ گفتند کہ باواز	کی اُنھون نے عذر کیا کہ ہم آپکے قتل کا غل
قتل تو شنیدیم روزگار برما شوریدہ	سنکر زندگانی دنیا ہم پر تلخ ہوگئی اور بسبب انتہا خوف
شد واز غایت ترس بگریختیم۔	کے مفرور ہوگئے۔

اور صاحب کشاف نے آیۂ شریفہ

یا ایہا الذین آمنوا ان	اے ایماندارو اگر تم لوگون نے کافرون کی
تطیعوا الذین کفروا یردوکم	پیروی کرلی تو وہ تم کو اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف)
علی اعقابکم فتنقلبوا	پھیر کرلے جائین گے پھر اُلٹے تمھین گھاٹے مین
خٰسرین ۝ بل اللہ مولٰکم	آجاؤگے خدا تمھارا سرپرست ہے اور سب مددگارون سے
وهو خیر النٰصرین سنلقی	بہتر ہے ہم قریب تمھارا رعب کافرون کے دل مین
فی قلوب الذین کفروا الرعب بما	جما دینگے اس لیے کہ اُن لوگون نے خدا کا شریک
اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا	بنایا اُس چیز کو جسے خدا نے کسی قسم کی حکومت نہین
وماوٰهم النار وبئس مثوی	دی اور (آخرکار) اُنکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالمونکا

الظلمین ۝ ایضاً رکوع (کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

کے تحت مین یہ لکھا ہے کہ۔

(منافقین مومنین سے کہتے تھے کہ پیغمبرؐ تو مارے گئے اور رایت دولت کا کفار نے غلبہ پایا ہے اب تم پھر اپنے دین پر رجوع کرنا چاہیے) تفسیر حسینی مین اس کا ذکر ان الفاظ مین ہے۔

اقوال مفسرین منافقین کا مومنین سے کہنا کہ رسول تو مارے گئے اب تم اپنے پرانے دین پر پلٹ جاؤ۔

این آیت در شان جمعیت کہ از ابوسفیان طلب امان میکردند۔ در کشاف آوردہ کہ منافقان مومنان را می گفتند کہ این جماعت پیغمبرؐ کشتہ شد۔ رایت دولت استیلا یافت شمارا دیگر بار بدین خود رجوع باید کرد۔

اور عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ (۲۴۸) مین ہے۔

جسوقت مشہور ہوا کہ رسول اللہ صلعم مارے گئے تو اُس وقت کچھ مسلمانون نے کہا۔ کوئی ایسا ہے کہ جو عبد اللہ بن ابی بن سلول کو جا کر بُلا لائے۔ تاکہ وہ ابوسفیان سے ہمارے لیئے امن اُس سے پہلے حاصل کرا دے کہ ہم کو وہ قتل کر ڈالین۔ انس نے اُن سے کہا کہ اگر محمدؐ مارے گئے تو مارے گئے محمدؐ کا رب تو نہین مارا گیا۔ جس کے لیئے محمدؐ لڑتے تھے اُسی بات کے لیئے تم بھی لڑو۔ اے اللہ مین تو وہ بات نہین کہتا جو یہ لوگ کہتے ہین ان کی باتون سے مین بری ہون پھر لڑا اور مارا گیا۔

تاریخ خمیس کی بھی روایت ملاحظہ ہو جس کی نقل یہ ہے۔

قال بعض المسلمین لیت لنا رسولاً	بعض مسلمانون نے کہا کاش کوئی پیغامبر
الی عبد اللہ بن ابی فیاخذ لنا	ہمکو ملتا تو عبد اللہ بن ابی کے پاس بھیجتے کہ وہ
اماناً من ابی سفیان و بعضہم جلسوا	ابوسفیان سے ہمارے لیئے امان حاصل کرے
والقوا بایدیہم فقال ناس من المنافقین	اور بعضے ہاتھ پر ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے اور منافقین

لوکان نبیّاً لما قتل ارجعوا الی — کہتے تھے کہ اگر رسول اللہؐ خدا کے رسولؐ ہوتے

اخوانکم والی دینکم — تو مارے نجاتے اب اپنے بھائیون اور اپنے دین

اول صفحہ (۴۸۹) — سابق کی طرف پھر چلو۔

اصحاب کا خبر شہادت سنکر فرار ہونا۔

پس اگر صادق الایمان ہوتے تو مطلق تردد و انتشار نکرتے بلکہ رسولؐ اللہ کی شہادت کی خبر سنکر کفار و مشرکین پر اپنا اشداء علی الکفار ہونا ثابت کرتے کیونکہ رسولؐ اللہ کی شہادت سے گویا اسلام نیست و نابود ہوا تھا۔ لازم تھا ایسے نازک وقت مین رسولؐ اللہ کے جانشین بنکر صبر و استقلال کے ساتھ۔

وجاھدوا فی اللہ حق — اور خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد

جہادہ۔ — کرنے کا ہے۔

پر عمل کرکے کفار و مشرکین کے خون کے دریا بہا کر اسلام کو قائم رکھتے سبحان اللہ کیا سچّے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے تھے کہ خلافت حاصل کرنے کے لیئے تو رسول اللہ کی لاش غسل وکفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور لڑ جھگڑ کر جانشین رسولؐ بن بیٹھے۔ اور جہان اپنی جان جوکھم مین دیکھی تو ہوا ہو گیے۔

افسوس کہ جناب شمس العلماء شبلی صاحب نعمانی قضا کر گیے ورنہ مین الفاروق کی یہ عبارت ملاحظہ کراتا کہ۔

آنحضرت نے جس وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقون سے بھرا ہوا تھا۔ اس بات کے منتظر تھے کہ رسولؐ اللہ کا سایہ اُٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دین اس نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع وفزع اور گریہ وزاری مین مصروف رہین۔ یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ اور ایک منتظم حالت قائم ہو جائے۔

حالانکہ وقت رحلت سرور کائنات صلعم تو کچھ بھی اسلام کو خطرہ نہ تھا۔ یہ باتین محض اِن کی پردہ پوشی کی غرض سے بنائی گئی ہین۔ یہان البتہ رسول اللہ صلعم کی خبر شہادت باعث تباہی دین اسلام تھی کہ مشرکین وکفار جو اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہتے تھے رسول اللہ کی شہادت اِن کے حق مین گویا فتح تھی پس ایسے نازک وقت مین آیا یہ لازم تھا کہ حضرت عمرؓ باطمینان خاطر پہاڑ پر جا کر بیٹھ جاتے۔ اور انس بن نظر کے پوچھنے پر فرماتے کہ۔

رسول اللہ نے تو وفات پائی اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

یا تقاضائے ایمان و اسلام یہ تھا کہ میدان حرب مین ثابت قدم رہکر مشرکین وکفار کا قلع و قمع کرکے جہاز اسلام کو غرق ہونے سے بچاتے۔ قصہ مختصر خدائے پاک کے نزدیک تو ایماندار وہی لوگ ہین جو اسکی راہ مین اپنی جان ومال سے جہاد کرین۔

انما المومنون الذین اٰمنوا	سوائے اِس کے نہین۔ کہ مومن وُہی ہین
باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا	جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر پھر
وجاھدوا باموالھم وانفسھم	اس مین اُنکو شک و شبہہ نہین ہوا اور جنھون نے
فی سبیل اللہ۔ اولٰئک ھم الصّٰدقون	جانون اور مالون سے راہِ خدا مین جہاد بھی کیئے
(سورہ حجرا)	وہی سچے مومن ہین۔

بعد سماعت خبر شہادت رسولؐ امیرالمومنین وحضرت حمزہؓ کا جوش ایمان۔

چنانچہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ وحضرت انسؓ ودیگر شہداء کے حق مین صادق آتی ہے کہ اِن کو رسول اللہ صلعم کی شہادت کی خبر کا مطلق انتشار و تردد نہوا بلکہ اِس خبر سے اِن کے ایمان کو وہ جوش ہوا کہ اِس شدت وصلابت سے لڑے کہ وہین شہید ہو گیے جیساکہ سیرت ابن ہشام مین ہے۔

قال انتھی انس ابن النضر عم	مروی ہے کہ انس بن نضر جو انس بن مالک کے

انس بن مالك الى عمر بن الخطاب	چچا تھے۔ عمر بن الخطاب کے پاس پہونچے ان کے
وطلحة بن عبد الله فی رجال	پاس طلحہ وغیرہ اور بہت سے مہاجرین و انصار
من المهاجرين والانصار وقد	ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوے بیٹھے تھے انس نے پوچھا کہ
القوا بايديهم فقال ما يجلسكم	تم لوگ یہان بیٹھے ہوے کیا کر رہے ہو انھون نے
قالوا قتل محمد رسول الله ؐ	جواب دیا رسول اللہ تو قتل کرڈالے گئے۔ انس نے
قال فما تصنعون بالحيوة بعده	کہا جب رسول مرچکے تو تم زندہ رہکر کیا کروگے
قوموا فموتوا على ما مات	اُٹھو جس دین پر رسول اللہ نے انتقال فرمایا
عليه رسول الله ثم استقبل القوم	اس پر تم بھی مرجاؤ یہ کہکر انس خود کفار سے لڑے
فقاتل حتى قتل وبه سمى	اور شہید ہوگئے اور انھین کے نام پر انس بن مالک
انس بن مالك ۔	کا نام رکھا گیا۔

قول شبلی صاحب دربارہ شجاعت حضرت علیؑ۔

اور جناب شمس العلماء شبلی نعمانی جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ کی شدت اور صلابت کا اظہار اس طرح کرتے ہین کہ۔

حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ وابو دجانہ۔ فوجون کے دل مین گھسے اور صفین کی صفین صاف کردین۔ حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار مارتے جاتے تھے اور جس طرف بڑہتے تھے صفین کی صفین صاف ہوجاتی تھین۔ حضرت علیؑ وابو دجانہ کے بے پناہ حملون سے فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور مطلع صاف ہوگیا لیکن ساتھ ہی مسلمانون نے لوٹ شروع کردی یہ دیکھکر تیرانداز جو پشت پر مقرر کیئے گئے تھے وہ بھی غنیمت کی طرف جھکے۔ عبد اللہ بن جبیر نے بہت روکا لیکن وہ رُک نہ سکے تیراندازون کی جگہ خالی دیکھکر خالد نے عقب سے حملہ کیا۔ عبد اللہ بن جبیر چند جانبازون کے ساتھ جم کر لڑے لیکن سب کے سب شہید ہوگئے۔ اب راستہ صاف تھا

خالد نے سواروں کے دستے کے ساتھ نہایت بے جگری سے حملہ کیا لوگ لوٹ مین مصروف تھے۔ اتنے مین غل مچ گیا کہ آنحضرت صلعم نے شہادت پائی۔ اس آواز سے عام بدحواسی چھا گئی۔ بڑے بڑے دلیرون کے پاؤن اکھڑ گئے اس ہلچل اور اضطراب مین اکثر دن نے تو بالکل ہمت ہار دی لیکن جانبازون کا بھی زور نہین چلتا تھا۔ آنحضرت صلعم کی کسی کو خبر نہ تھی۔

حضرت علی تلوار چلاتے اور دشمنون کی صفین اُلٹتے جاتے تھے لیکن کعبۂ مقصود رسول اللہ صلعم کا پتہ نہ تھا۔ حضرت انس کے چچا ابن نضر لڑتے لڑتے موقع سے آگے نکل گئے تو دیکھا کہ حضرت عمر نے مایوس ہو کر ہتیار پھینکدیئے۔ پوچھا یہان بیٹھے کیا کرتے ہو بولے اب لڑکر کیا کرین رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ ابن نضر نے کہا کہ ان کے بعد ہم زندہ رہکر کیا کرین گے یہ کہکر فوج مین گھس گئے اور لڑکر شہادت پائی۔ لڑائی کے بعد اُن کی نعش دیکھی گئی تو اسی سے زیادہ تیر و تلوار اور نیزہ کے زخم تھے۔ کوئی شخص پہچان نہ سکا اُن کی بہن نے انگلی دیکھکر پہچانا۔ از سیرت النبی جلد اول (ص ۲۷۷)۔

حفاظ قرآن غور فرمائین کہ قاتلوا و قُتلوا کے یہ معنی ہین۔ مجاہد انکو کہتے ہین۔ خدا اور رسول پر جان نثار ایسے ہوتے ہین۔ انہین مجاہدین کی شان مین ہے۔

جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون ۝ — جنھون نے جانون اور مالون سے راہ خدا مین جہاد کیئے وہی سچے مومن ہین۔

اب مقام انصاف ہے کہ خدائے پاک نے ان خاصان خدا کی تعریف کی ہے اور جنت کی بشارت دی ہے یا اصحاب ثلثہ کی۔

اگر نظر انصاف سے دیکھو تو اِن سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون سے تو بعض خواتین اسلام کو ایمان و عقائد مین کامل پاؤ گے۔ چنانچہ روایت ہے کہ۔

انصار مین سے ایک عفیفہ کے باپ۔ اور بھائی۔ اور شوہر۔ سب اس معرکہ مین مارے گیے تھے۔ باری باری سے تین سخت حادثون کی صدا اُس کے کانون مین پڑتی جاتی تھی لیکن وہ ہر بار صرف یہ پوچھتی تھی کہ۔ رسول اللہ صلعم کیسے ہین۔ لوگون نے کہا خیریت ہین۔ اُس نے پاس آکر چہرۂ مبارک دیکھا اور بے اختیار پکار اُٹھی کل مصیبۃ بعدک جلل ہر مصیبت بعد آپ کے عظیم ہے۔

ایک عفیفہ کا اپنے باپ بھائی اور شوہر کی شہادت کے بعد انکی لاش دیکھنا

مین بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہین ہم

منقول ہے۔ سیرت النبی مولفہ شبلی صاحب نعمانی سے صفحہ (۲۸۱)

خواہر حضرت حمزہ کا مقتل مین آنا

اور حضرت صفیہ خواہر حضرت حمزہؓ کی حال مین یہ لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کی بہن شکست کی خبر سنکر مدینہ سے نکلین آنحضرت صلعم نے اُن کے صاحبزادہ زبیر کو بُلاکر ارشاد فرمایا کہ حمزہؓ کی نعش دیکھنے نہ پائین۔ زبیر نے حضرت کا پیام سُنایا۔ بولین مین اپنے بھائی کا ماجرا سُن چکی ہون لیکن خدا کے راہ مین یہ کوئی بڑی قربانی نہین۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی۔ لاش پر گئین خون کا جوش تھا۔ عزیز بھائی کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ لیکن۔ انا للہ انا الیہ راجعون کہکر چپ ہو رہین اور دُعائے مغفرت کی۔ ایضاً صفحہ (۲۸۱)

یہ روایت بھی اسی مین ہے کہ۔

بایماء رسول اللہ زنان انصار کا حضرت حمزہ پر نوحہ وبکا کرنا۔

آنحضرت مدینہ مین تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گذرتے تھے گھرون سے ماتم کی آوازین آتی تھین آپ کو عبرت ہوئی کہ سب کے سب عزیز واقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہین۔ لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خوان نہین ہے رقت کے جوش مین آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین ہے انصار نے یہ الفاظ سُنے تو تڑپ اُٹھے سب نے جاکر اپنی بیویون کو حکم دیا کہ دولت سرا پر جاکر حمزہؓ کا ماتم کرو۔

آنحضرت صلعم نے دیکھا تو دروازہ پر۔ پردہ نشینان انصاری کی بھیڑ تھی اور حمزہؑ کا ماتم بلند تھا اُن کے حق مین دعائے خیر کی۔ اور فرمایا مین تمھاری ہمدردی کا شکر گذار ہون۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ رسولؐ اللہ تو اپنے چچا کی موت پر گریہ و بکا فرمائین۔ اہل مدینہ کے گھرون سے ماتم کی آواز سُنکر فرمائین حمزہؑ کا کوئی رونے والا نہین انصار براہ ہمدردی اپنی عورتون کو دولتسرا پر بھیجدین۔ وہ سب حضرت حمزہؑ کا ماتم کرین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کے شکر گذار ہون۔ اور اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائین۔ مگر آہ۔ صد حیف کہ اُمت رسولؐ مین ایک وہ لوگ بھی ہین جو سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کے مصائب عظیم پر رونا بدعت ٹھہرا کر اُسکو بند کرنے مین کوشان ہون فاعتبروا یا اولی الابصار۔

غرض جو کوئی واقعہ جنگ اُحد پر غور کرے تو اُس کو معلوم ہو گا کہ اول تو اس لڑائی مین سچے اسلام اور پکے ایمان والون کی تعداد ہی کم تھی اس پر بھی تین سو (۳۰۰) جان نثار اثناء راہ سے مفرور ہو گئے۔ اور جو باقی رہے ان مین سے بھی معدودے چند میدان حرب مین آئے اور مرنے مارنے سے بھی چراتے رہے۔ حتیٰ کہ اپنے پیغمبرؐ کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہو گیے صرف طبقہ انصار ہی سے چند افراد ایسے نکلے جنھون نے جام شہادت پیکر اپنے مالک سے یہ سند حاصل کی۔

لقد تاب اللہ علی النبی	البتہ خدا نے پیغمبر پر بڑا ہی فضل کیا اور نیز مہاجرین
والمہاجرین والانصار الذین	اور انصار پر جنھون نے تنگدستی کیوقت مین پیغمبر کا ساتھ
اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد	دیا اور ساتھ بھی دیا تو ایسے وقت مین جبکہ اُنمین سے
ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم	بعض کے دل ڈگمگا چکے تھے۔ پھر اُسی نے ان پر بھی

ثم تاب علیہم انہ بہم — اپنا فضل کیا کہ ان کو اس مین شک نہین کہ خدا ان

رؤف رحیم ۵ — سب پہ نہایت درجہ مہربان اور اون کے حال پر

پ ۱۱ س التوبہ (۳) — اپنی مہر رکھتا ہے۔

اقوال محدثین اہلسنت در بارہ شجاعت جناب امیر

اور حیدر کرار غیر فرار کی مدح کس سے ہوسکتی ہے کہ رسول خدا صلعم آپ کے نظر سے غائب ہوئے تو آپکو خیال ہوا کہ آنحضرت صلعم شہید ہوگیے اب مین زندہ رہکر کیا کرون گا۔ بہتر یہی ہے کہ یہان تک مقاتلہ کرون کہ مارا جاؤن۔ یہ سوچکر آپ نے کفار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ سب کفار بھاگ گیے۔ اس وقت جناب رسول خدا صلعم ایک غار مین بیہوش نظر آئے آپنے آنکھ کھول کر دیکھا کہ علیؑ میرے پاس کھڑے ہوئے ہین۔ فرمایا اے علیؑ مشرکین مجھے گھیرے ہوے ہین اُنکو ہٹا دو۔ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس موقع پر کرار غیر فرار کی شدت وصلابت کا حال ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین۔

حیدر کرار۔ بشمشیر آبدار فوج فوج مشرکین را کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش پراگندہ ومتفرق ساخت درحین کارزار شمشیر علیؑ بشکست رسول ذوالفقار بوی ارزانی داشت۔ ہرگاہ کہ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ بدفع مشرکین مشغول شد رسول اللہ فرمود اے علیؑ می شنوی مدح خود را کہ ملک رضوان بر آسمان می گوید۔ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

یہ قول بھی انہین کا ہے کہ جب سب اصحاب فرار ہوگیے اور کرار غیر فرار جہاد مین سرگرم رہے تو جبرئیلؑ نے رسول اللہ سے فرمایا کہ۔

این کمال مواسات وجوانمردی ست کہ علیؑ بدو قیام نمود۔ رسول اللہ فرمود۔ جبرئیلؑ گفت من از ہردو شما ہستم۔

اسی طرح صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے۔

چون مسلمانان رو بہزیمت نہادند حضرت رسول اللہ صلعم در غضب شد۔ وہر گاہکہ

بعقب رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند در خوشاب فرو و دیدے در آن حال نظر

کرد و علیؑ را در پہلوئے خویش ایستادہ دیدند۔ فرمود اے علیؑ چون ست کہ تو بدیگران

نہ پیوستی قدوہ اولیا جواب داد لا کفر بعد ایمان

لفظ کفر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرار ہونے والے اسلام سے بھی خارج کئے گئے۔

پس ان اقوال سے۔

باوجودیکہ جمیع مورخین و محدثین باین توضیح و تصریح۔ ابوبکر و عمر بگوشہ رفتند و عثمان

زان روز بعد سہ یوم در آمدند۔

اپنے خلفاء نامدار کا فرار ہونا قلمبند کرین۔ خدا ے عز و جل اصحاب کے فرار پر اوہر ان الفاظ

پاک مین۔

اذ تصعدون ولا تلوٗن	اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علیٰ احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسولؐ تمہارے پیچھے کہڑے
فی اخریٰکم	تم کو بلا رہے تھے اگر تم مڑ کر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

شہادت دیتی۔ اس پر بھی شاہ صاحب ان کے فرار سے انکار کرکے۔ اس۔ ارشاد سے انکی پردہ پوشی

کرتے ہین۔ باایں ہمہ حضرت شاہ صاحب رطب اللسان ہین۔

چون عفو ازان کبیرہ در قرآن مجید فرمود دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند۔

حالانکہ حق سبحانہ تبارک و تعالی نے خود اصحاب مفرورین سے یہ فرما کر

جب تم نے مال غنیمت دیکھا تو جہاد سے بھاگ کہڑے ہوے۔ بعض تو تم مین سے دنیا کے پیچھے

پڑ گئے۔ اور بعض آخرت کی فکر مین۔ خدا کو تمہارا ایمان آزمانا منظور تھا مگر اس پر بھی خدا نے

درگذر کیا۔ اُن کی خطا معاف فرمائی ہے۔

خدا کا اصحاب مفرورین کو عفو فرمانا۔

پس حق تعالیٰ کے اس عفو کا یہ مطلب ہے کہ اس جرم کی دنیا مین سزا نہین دی۔ اس عفو سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ جرم فرار سے بھی بری کیے گئے۔ دیکھیے ایک حاکم عدالت کسی مجرم کو بعد ثبوت جرم سزا معاف کر دیتا ہے۔ لیکن وہ نفس جرم سے بری نہین ہوتا بلکہ رجسٹر جرائم مین اُس کا نام درج کر دیا جاتا ہے۔ اور پولس اس کے کردار۔ رفتار۔ اعمال و افعال پر خاص نظر رکھتی ہے۔

اسی طرح اگرچہ اصحاب بپاداش جرم فرار عذاب الٰہی سے تو بچ گئے لیکن اس عفو سے داغ فرار نہین مٹا اور ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

وھو المطلوب کہ یہان بحث فرار سے ہے نہ کہ سزا سے۔ نیز یہ عفو مخصوص جنگ احد کے لیے ہے۔ نہ کہ دیگر غزوات سے جو اس عفو کے بعد واقع ہوئین اور وہان سے بھی فرار ہوتے رہے۔ پس اس صورت مین شاہ صاحب اس عفو کو اپنے اصحاب ممدوحین کی عیب پوشی کیلیے کہان کہان سپر بنائین گے۔

بدر مین کہ خیبر مین خندق مین کہ حنین مین بیعت الرضوان۔ صلح حدیبیہ۔ غدیر خم۔ تخلف جیش اُسامہ۔ حدیث قرطاس۔ غصب فدک و میراث۔ قصد احراق بیت اشرف بنت رسولؐ اور غصب حقوق شاہ ولایت۔ وغیرہ وغیرہ مین۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

دل مین جگر مین سینہ مین پہلو مین آنکھ مین ۔ اے عشق تیری شعلہ فشانی کہان نہین

اب جنگ خندق مین اصحاب "اشداء علی الکفار" کی شدت وصلابت کا حال سنیئے۔

غزوۂ خندق

جنگ کی بنیاد

اس جنگ کی بنیاد اس قضیہ پر ہوئی کہ بنی عامر اور بنی نظیر یہود کے دو قبیلہ تھے جو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر رہتے تھے۔ عمر بن ضمری نے بنی عامر کے دو آدمیون کو مار ڈالا۔ چونکہ یہ دونون قبائل رسول اللہ کے ذمہ تھے۔

لہذا۔ آپ چند اصحاب کے ساتھ دونون کا خونبہا دلوانے کی غرض سے بنی نظیر کے پاس آئے اور اُن سے مدد چاہی۔ اُن لوگون نے ظاہر مین تو اپنا خلوص جتایا اور باطن مین خود رسول اللہ صلعم کی ہلاکت کا تہیہ کیا۔ جس کا علم رسول اللہ کو بہ الہام غیبی ہو گیا آپ نے اُن سے کہلا بھیجا کہ تمھاری مکاری ظاہر ہو گئی ہے۔ اب تم ہماری ولایت سے نکل جاؤ۔ یا لڑنے پر تیار رہو۔ غرض وہ لوگ جلاوطن ہو کر شام مین جہان خیبر کے یہودی جا کر آباد ہوئے تھے جا بسے اس واقعہ کا ذکر خداوند تعالی نے سورۃ الحشر مین اس طرح فرمایا ہے۔

خدا نے کفار کے دلون مین دھاک ڈال دی۔

هو الذی اخرج الذین	وہ (خدا) ہی تو تھا جس نے کفار اہل کتاب کو اُنکے
کفروا من اهل الکتب من	گھرون سے نکال باہر کیا (اور یہ اُنکی تقدیر کا) پہلا حشر
دیارهم لاول الحشر ما ظننتم	(تھا جس کیلئے نکالے گئے (مسلمانون) تمکو (تو وہم و)
ان یخرجوا وظنوا انهم	گمان (بھی) نہ تھا اور وہ اس خیال مین (مست) تھے
مانعتهم حصونهم من الله فاتهم	کہ اُن کے قلعے اُنکو خدا کی (پکڑ) سے بچا لینگے تو جدہر سے
الله من حیث لم یحتسبوا وقذف	اُن کو گمان بھی نہ تھا خدا (کے لشکر) نے اُنکو آ لیا اور اُنکے
فی قلوبهم الرعب یخربون	دلون مین (مسلمانونکی) دھاک ڈالدی کہ لگے اپنے گھرونکو
بیوتهم بایدیهم وایدی	اپنے ہاتون اور مسلمانون کے ہاتھون اُجاڑنے تو

المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار

اے لوگو جن کے (منہ پر) آنکھین ہین (اس واقعے سے) عبرت پکڑو

اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی نے یہ کی ہے۔

آوردہ اند کہ حضرت رسول اللہ صلعم در سال چہارم از ہجرت با جمعی از خواص اصحاب جہت دیت دو مرد عامری کہ در عہد پیغمبر بودند و عمر بن ضمری رضی اللہ عنہ ایشان را کشتہ بود۔ بمنازل یہود و بنی النظیر رفت۔ در وقتیکہ پشت بدیوار خانۂ ایشان باز نہادہ بود۔ سنگے بر بام بردند تا بر آن حضرت افگنند۔

منقول ہے کہ ہجرت کے چوتھے سال رسول اللہ صلعم چند اصحاب کو ہمراہ لیکر بنی نظیر یہود کے مکان پر تشریف لے گیے کہ دو شخص عامر کی جو عہد رسول مین تھے جن کو عمر بن ضمری نے مار ڈالا تھا دیت لین۔ آنحضرت صلعم جسوقت ان کے مکان کی دیوار کے نیچے بیٹھے تھے۔ وہ ایک پتھر بالا خانہ پر لے گیے کہ آپ پر گرا دین۔

فی الحال جبرئیل امین بہتر عالم را خبر دار گردانید۔ و آنحضرت بمدینہ باز آمدہ کس بایشان فرستاد کہ چون غدر شما ظاہر شد از دیار ما بیرون شوید و دہ (۱۰) روز ایشان را مہلت داد۔ ایشان بہ تہیۂ سفر اشتغال نمودند۔

حضرت جبرئیل نے آپ کو مطلع کیا۔ آپ مدینہ چلے آئے اور کسی کے ذریعہ ان کو پیغام بھیجا کہ تمھارا مکر مجھ پر کھل گیا۔ اب تم دس (۱۰) روز کے اندر ہمارے ملک سے نکل جاو۔ اس پر ان لوگون نے سفر کا سامان کیا۔

و ابن ابی کہ پیشوائے منافقان بود کسے را پیش ایشان فرستاد کہ از دیار خود بیرون مروید و بقلاع خود متحصن باشید کہ من با دو ہزار کس از قوم خود معاون شما ام یہود بہ سخن آن منافق مغرور شدہ باغی گشتند و خبر

ابن ابی جو منافقون کا پیشوا تھا۔ اُس نے کہلا بھیجا کہ اپنے وطن سے نہ نکلو اور اپنے قلعون مین قیام کرو مین دو ہزار آدمیون کے ساتھ تمھاری مدد کرتا ہون۔ ابی۔ کی باتون پر یہ لوگ غرّا کر کے باغی ہو گیے

آنحضرت رسیده باجمعی برسر ایشان رفت
وپانزده روز ایشان را محاصره کرد۔ وآن
منافق وعده وفا نکرد۔ وایشان جلا قبول
کردند۔ وبواسطه ترس وبیمے که خدا اسے
در دل ایشان افگند وچون جلا قبول
نمودند وحضرت فرمود که بشرط آنکه اسلحه
خود بگذارید۔ وآن مقدار از اموال که
دواب شما بر تواند گرفت با خود ببرید
برین وجه قرار یافت یهود از درها وچوبها و
سنگ هاے تراشیده از محل آن برکنده
با خود ببردند۔ پس ششصد شتر بار کرده
خود را برآراستند واظهار جلادت نموده
دف می زدند۔ وسرودگویان از بازار
مدینه گذشتند بعضی بولایت شام رفتند وجمعی
به خیبر۔ (جلد ثانی صفحہ ۳۸۹)۔

رسول اللہ اس خبر کو سنکر چند اصحاب کو لیکر
اُنکی طرف گئے۔ اور ان کو پندرہ دن تک محصور
رکھا۔ اس منافق نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ اور
خوف وہشت کی وجہ سے جو خدا نے ان کے
دلوں میں ڈالدیا تھا۔ جلا وطن ہونا اختیار
کیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اس شرط سے کہ
سامان اسلحہ چھوڑ کر باقی مال جسقدر چوپائے
اونکے لاد سکیں لے جاویں۔
اس قرار داد پر اپنے محل کے دروازے اور
لکڑی اور تراشی ہوے پتھر اپنے ساتھ لیے۔
یہ سامان چھ سو اونٹ پر لاد کر اپنے کو
آراستہ کرکے اپنی شان وشوکت دکھاتے
اور گاتے بجاتے ہوئے مدینہ کے بازار سے
نکل گیے ان میں کچھ لوگ شام کو اور کچھ
خیبر کو گیے۔

اقتباس سیرۃ النبی دربارۂ واقعات جنگ

جنگ احزاب (خندق) کے واقعات کا اقتباس سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی سے نقل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

یہ تمام لڑائیاں اس عام جنگ کی پیش خیمہ تھیں جو تمام عرب اور یہود متفقہ قوت سے کرنا چاہتے تھے۔ اور جس کو جنگ احزاب کہتے ہیں ۵ھ ہجری میں بنو نظیر مدینہ سے

نکل کر خیبر پہونچے تو اُنھون نے ایک نہایت عظیم الشان سازش شروع کی۔ ان کے رؤسا مین سے سلام بن ابی الحقیق وغیرہ مکہ معظمہ گئے اور قریش سے ملکر کہا اگر ہمارا ساتھ دو تو اسلام کا استیصال کردیا جاسکتا ہے۔ قریش اس کے لیئے ہمیشہ تیار تھے۔ قریش کو آمادہ کرکے یہ لوگ قبیلہ غطفان کے پاس گئے۔ اور ان کو لالچ دیا کہ خیبر کا نصف محاصل ان کو ہمیشہ دیا کرین گے یہ فورًا تیار ہو گئے۔ بنو اسد غطفان کے حلیف تھے غطفان نے ان کو لکھ بھیجا کہ تم بھی فوجین لے کر آؤ۔ قبیلہ بنو سلیم سے قریش کی قرابت تھی اس تعلق سے اُنھون نے بھی ساتھ دیا۔ بنو سعد کا قبیلہ یہود کا حلیف تھا اس بنا پر یہود نے ان کو بھی آمادہ کیا غرض تمام قبائل عرب سے لشکر گران تیار ہو کر مدینہ کی طرف بڑھا۔ فتح الباری مین تصریح ہے کہ ان کی تعداد چوبیس (۲۴) ہزار سے زاید تھی۔ یہ لشکر تین مستقل فوجون مین تقسیم کیا گیا۔ اور غطفان کی فوجین عتبہ بن حصین فزاری کی کمان مین تھین جو عرب کا مشہور سردار تھا بنو اسد طلحہ کی افسری مین تھے۔ اور ابو سفیان سپہ سالار کل تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہ خبرین سُنین تو صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمانؓ فارسی نے رائے دی کہ کھلے میدان مین نکلکر مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے ایک محفوظ مقام مین لشکر جمع کیا جائے۔ اور گرد خندق کھود لی جائے۔ تمام لوگون نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور خندق کھودنے کے لیے آلات مہیا کیے گئے۔ آنحضرت صلعم نے تین (۳۰۰۰) ہزار صحابہ کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر خندق کی تیاری شروع کی۔ اور حدود قائم کیئے داغ بیل ڈالکر دس دس آدمیون پر دس دس گز زمین تقسیم کی۔ خندق کا عمق پانچ گز رکھا گیا۔ بیس (۲۰) دن مین تین (۳۰۰۰) ہزار متبرک ہاتھون سے انجام پائی۔

یاد ہوگا کہ جب مسجد نبوی بن رہی تھی تو سرور دو جہان مزدورون کی صورت مین تھے۔

آج بھی وہی عبرت انگیز منظر ہے جاڑے کی راتین ہین اور تین تین دنکا فاقہ ہے۔ مہاجرین و انصار اپنی پیٹون پر مٹی لاد لاد کر پھینکتے ہین سرور عالم بھی مٹی پھینک رہے ہین شکم مبارک پر گرد اٹ گئی ہے۔ پتھر کھودتے کھودتے اتفاقاً ایک سخت چٹان آگئی کسی کی ضرب کام نہین دیتی تھی۔ رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ تین دن کا فاقہ تھا اور پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے دست مبارک سے پھاوڑا مارا تو چٹان ایک تودۂ خاک تھی۔ سلع کی پہاڑی کو پشت پر رکھکر صف آرائی کی گئی مستورات شہر کے محفوظ قلعون مین بھیجدی گئین۔ بنو قریظہ کے یہود اب تک الگ تھے۔ لیکن۔ بنو نضیر نے ان کے ملا لینے کی کوشش کی۔ حی بن خطب خود قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور کہا مین نوجون کا دریا بیکران لایا ہون قریش اور تمام عرب اُمنڈ آیا ہے۔ اور ایک محمدؐ کے خون کا پیاسا ہے یہ موقع ہاتھ سے دینے کے قابل نہین اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ کعب ابھی راضی نہین تھا۔ اُس نے کہا مین نے محمدؐ کو ہمیشہ صادق الوعد پایا اِن سے عہد شکنی کرنا خلاف مروت ہے لیکن حی کا جادو رائگان نہین جاسکتا تھا۔

آنحضرت صلعم کو یہ حال معلوم ہوا تو تحقیق اور اتمام حجت کے لیئے سعد بن معاذ اور سعد بن عُبادہ کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر درحقیقت بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے تو وہان سے آکر اس خبر کو مبہم لفظون مین بیان کرنا کہ لوگون مین بیدلی نہ پھیلنے پائے۔ دونون صاحبون نے بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلایا تو اُنھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ محمدؐ کون ہین اور معاہدہ کیا چیز ہے۔

غرض۔ بنو قریظہ نے اس بیشمار فوج مین اور اضافہ کردیا قریش یہود اور قبائل عرب کی چوبیس ہزار فوجین تین حصون مین تقسیم ہوکر مدینہ کے تین طرف اس زور و شور سے

حملہ آور ہوئین کہ مدینہ کی زمین دہل گئی قریبًا ایک مہینہ تک اس سختی سے محاصرہ قائم رہا اور اس قدر شدید اور پُرخطر ہو گیا تھا کہ ایکدفعہ آنحضرت صلعم نے لوگون سے خطاب کرکے فرمایا کوئی ہے جو باہر نکل کر محاصرین کی خبر لائے تین دفعہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ لیکن حضرت زبیر کے سوا اور کوئی صدا نہین آئی۔ محاصرین نے اِدہر تو خندق کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اِدہر دوسری سمت سے اس غرض سے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا کہ آنحضرتؐ اور صحابہ کے اہل و عیال یہین قلعون مین پناہ گزین تھے۔ محاصرین خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے۔ اس لیے دُور سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے خندق مین مختلف حصون پر فوجین تقسیم کر دین تھین جو محاصرین کے حملون کا مقابلہ کرتی تھین ایک حصہ خود آپ کے اہتمام مین تھا۔

اب مشرکون کی طرف سے حملہ کا یہ انتظام کیا گیا کہ قریش کے مشہور جنرل یعنے ابوسفیان و خالد بن ولید۔ عمرو بن العاص۔ ضرارہ بن الخطاب کا ایک ایک دن مقرر ہوا ہر جنرل اپنی باری کے دن پوری فوج لیکر لڑتا تھا خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے اس لیے باہر سے پتھر اور تیر برسلتے تھے۔ چونکہ اس مین کامیابی نہین ہوئی اس لیئے قرار پایا کہ اب عام طور پر حملہ کیا جائے۔ تمام فوجین یکجا ہوئین قبائل کے تمام سردار آگے آگے تھے۔ خندق ایک جگہ سے اتفاقًا کم عریض تھی۔ یہ موقع حملہ کے لیئے انتخاب کیا گیا۔ عرب کے مشہور بہادرون یعنی ضرارہ۔ جبیرہ۔ نوفل۔ عمرو بن عبدود نے خندق کے اس کنارے سے گھوڑون کو مہمیز کیا تو اُس پار تھے۔ اِن مین سب سے زیادہ مشہور بہادر عمرو بن عبدود تھا۔ وہ ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا جنگ بدر مین زخمی ہو کر واپس چلا گیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جبتک انتقام نہ لونگا مین بالون مین تیل نہ ڈالونگا۔ (انتہی۔ از صفحہ ۳۰۶ تا ۳۱۳)۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا

چونکہ جناب شبلی صاحب نے بعد کے واقعات چھوڑ دیے لہذا تاریخ روضۃ الصفا سے بقدر ضرورت نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہو۔

ناقلان آثار۔ سید ابرار۔ چنین روایت	ناقلان اخبار سید ابرار بیان
کردہ اند کہ عمرو بن عبدود درمیان قبائل	کرتے ہین کہ عمرو بن عبدود قبائل عرب مین
عرب بود بفور جرأت وکمال جلالت	بلحاظ کمال جرأت وکمال شجاعت اور
واستعمال آلات طعن وضرب در عرب	بفور سلاح حرب وضرب تمام عرب مین
مستثنیٰ و امتیاز تمام داشت۔ وفی المثل اگر	فرد اور ممتاز تھا۔ اگر رستم بھی اس سے
رستم دستان با وے بمنازعت در آمدے	لڑنے کو آتا تو پسپا ہوتا
کار بروی بزیان آمدے اگر سہراب قدم	اگر سہراب اس سے جنگ کرتا
در مضمار مبارزت او نہادے بیتاب	شکست اٹھاتا۔ اس کی قوت اور
وتوان گشتے شہرت او در شجاعت بمرتبہ بود	دلیری دبہادری کی اسدرجہ شہرت
کہ دلیران عرب اورا برابر ہزار مرد	تھی کہ دلیران عرب تنہا اسکو ہزار
مقاتل میدانستند ہرگاہ کہ عمرو بن عبدود	پہلوانون کے برابر سمجھتے تھے۔ پس جب اس نے
در غزا خندق گذشتہ مبارز طلبید۔	میدان جنگ مین آکر لشکر اسلام سے اپنے
مسلمانان در باب قبائل او متامل شدند	ساتھ لڑنیوالا چاہا۔ تو سارے لشکر اسلام
ومتوقف بودند حضرت از اصحاب	نے اس سے جنگ کرنے مین تامل
پرسید کہ سبب توقف واندیشہ	وتوقف کیا۔ رسول اللہ صلعم نے
چیست۔ عمرؓ از جانب	خوف اور توقف کا سبب پوچھا
اہل اسلام زبان باعتذار کشادہ	حضرت عمرؓ نے کل اہل اسلام کی طرف سے

معروض داشت۔ کہ یا رسول اللہ نوبتے
ہمراہ طایفہ از قریش کہ عمرو بن عبدود دران
میان بود برسم تجارت بمالے وافر ومتاعے
متکاثر متوجہ شام گشتیم ناگاہ قریب ہزار کس
از قاطعان طریق از سر راہ برما گرفتند
واہل کاروان از مال بلکہ از جان خویش
نیز مایوس گشتند چون عمرو بن عبدود
صورت حال را بدین منوال دید
شمشیر از نیام کشیدہ شتر بچہ را
بہ یکدست ربودہ بجائے سپر پیش
روئے خود نہادہ مانند پیل دمان وشیر
ژیان بر مخالفان حملہ کرد وآن جماعت
بواسطہ توجہ او روئے بانہزام نہادند
وقافلہ ما بسبب عمرو بن عبدود سلامت
بگذشت وبالجملہ عمرو عبدود از خندق
بگذشت قدم در میدان شجاعت
نہادہ مبارز خواست ولشکر اسلام کہ
تاغایت تہوری ومردانگی آن ملعون را
میدانستند از ہیبت او چنان خائف شدند

عُذر پیش کیا۔ یا رسول اللہ ایکدفعہ
مین طائفہ قریش کے ساتھ مال کثیر
لیکر بغرض تجارت جانب ملک شام
گیا تھا اس وقت عمرو بن عبدود
ہمارے ساتھ تھا اثناء راہ مین ایک
مقام پر ہزار ڈاکوؤن نے ہمارے
طائفہ کو گھیر لیا۔ اور ہم سب نہ صرف
مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ
دُھو بیٹھے تھے۔ عمرو عبدود نے ہم لوگونکا
جب یہ خوف واضطراب دیکھا تو اپنی
تلوار میان سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجائے
سپر ہاتھ مین لیا پھر مثل پیل دمان اور
شیر ژیان ان پر ایسا حملہ کیا کہ سب
بھاگ گیے۔ اور اسکی بدولت ہمارا
قافلہ صحیح وسلامت رہا۔ القصہ عمرو عبدود
پکارتا ہے کہ نکلو اور مجھ سے آکر لڑو مگر
اہل اسلام جو اُس کی بہادری اور دلیری
سے اچھی طرح واقف تھے اسکے رُعب و
ہیبت کا ایسا اثر سارے لشکر پر پڑا

که گوے خون در بدن ایشان نماند و سرہا
در پیش افگندہ بایستادند۔ کانّما علی
رؤسہم الطیر این کلمہ ناطق بآنست کہ
در ولایت عرب کہنہ در سر شتران بسیار
پیدا می شود۔ کلاغ از ہوا فرود آمدہ بر
سر شتر می نشیند و آنہارا بہ منقار بر
می چیند و در ہنگام شتر از خوف
آنکہ کلاغ بپرد و کہنہ در سر او بماند
مطلق حرکت نمی کند و سر خود را نمی جنباند
بالجملہ چون عمرو عبدود از اہل اسلام مبارز
خواست ہیچ کس از اہل اسلام در
برابر او نیامد۔ حضرت مقدس نبوی
فرمود کہ آیا ہیچ دوستیست کہ شر این
دشمن را از ما کفایت کند۔ اسد اللہ الغالب
علیؑ ابن ابی طالبؑ برخاست۔ و گفت
یا رسولؐ اللہ انا ابارزہ و ہبہ و انتی
گفت انا لہ۔ آنحضرت در جواب
علیؑ ہیچ نہ گفت و فرمود کہ اے علیؑ
این عمرو عبدود است۔ حضرت امیرؑ گفت

کہ گویا ان کے بدن مین خون ہی نہ تھا۔
سب کے سب سر جھکا کر کانّما علی رؤسہم
الطیر کھڑے رہے۔ عرب کا یہ ایک
مقولہ ہے کہ ملک عرب مین ایک کیڑا
جسکو کہنہ کہتے ہین اونٹ کے سر مین
پیدا ہوتا ہے۔ اور کوّے اونٹ کے
سر پر بیٹھکر اپنے چونچ سے اُس کیڑے کو
چن لیتے ہین۔ اونٹ اِس خیال و
خوف سے کہ مبادا حرکت کرنے سے کوّا
اُڑ جائے اور کیڑا سر مین رہ جائے۔ مطلق
حرکت نہین کرتا ہے اور ذرا بھی اپنا سر
نہین ہلاتا۔ آخر کار عمرو عبدود کی صدا پر
لشکر اسلام سے جب کوئی بھی اسکے مقابلہ کو
نہ نکلا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا کوئی ایسا
میرا دوست ہے جو اِس شر کو مجھسے دور کرے۔
اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؑ اُٹھے اور
اُٹھکر عرض کی یا رسولؐ اللہ اِس سے مین لڑونگا
اور یا یہ کہا کہ اسکے واسطے مین ہون آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ اے علیؑ۔ یہ عمرو بن عبدود ہے آپنے کہا

من علیؓ بن ابی طالبؑ ام۔ بار دوم عمرو
مبارز طلبید۔ علی مرتضیٰ رخصت خواست
و مرخص نہ گشت۔ بار سوم عمرو گفت
آیا در میان شما ہیچ مردے نیست کہ
از برائے جنگ در میدان آید۔
ایہا الناس۔ گمان شما ست کہ کشتگان شما
در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم شوند آیا دوست نمیدارد
کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن
خود را بجہنم فرستد۔ امیر المومنین
باز دستور خواست تا بان شہور
در محاربہ بیاید۔
حضرت نبوی شمشیر خود کہ موسوم با
ذوالفقار بود۔ بہ علیؓ داده و زرهٔ خاص
در جسم او پوشانید و از جہت دفع اصابت
عین الکمال عمامہ خویش بر سرش نہاد
بعد از آن فرمود کہ اللّٰھم اعنہ اے خدا
سزاوار پرستش یاری دہ علیؓ را
بر عمرو عبدود و دو دست ہائے مبارک
بجانب آسمان برداشتہ۔ فرمود کہ بار خدایا

مین بھی علی بن ابی طالبؑ ہون۔ دوسری بار
پھر عمرو نے مبارز طلبی کی اور علیؑ نے پھر اجازت
چاہی۔ مگر حضرت صلعم نے پھر بھی اجازت نہ دی۔
تیسری بار عمرو عبدود نے پکار کر کہا۔ ایہا الناس
کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین ہے کہ میدان جنگ مین آوے
تمھارا تو گمان ہے۔ کہ تمھارے کشتے بہشت
مین جائین گے۔ اور ہمارے کشتے دوزخ مین
رہین گے۔ آیا تم مین سے کوئی بہشت کا سفر
کرنا پسند نہین کرتا۔ یا اپنے دشمن کو جہنم مین
بھیجے۔ امیر المومنینؑ نے پھر عرض کی کہ مجھے
اجازت دیجیے کہ مین اس مرد کے ساتھ جا کر لڑون۔
آخر رسول اللہ صلعم نے اجازت دی اور
امیر المومنینؑ کو خاص اپنی زرہ اپنے دست
مبارک سے پہنائی اور اپنی ذوالفقار کمر مین
باندھی۔ اصابت عین الکمال کے دفع کے لیے
اور عمامہ مبارک آپ کے سر پر رکھا اور پھر فرمایا
بار خدا ان کی مدد فرما۔ اور دونون
ہاتھ اُٹھا کر بارگاہ ایزدی مین یہ
مناجات کی۔ بار الٰہا تو نے

عبیده را در روز بدر از من گرفتی و
حمزه را در روز اُحد از من جدا ساختی
الٰهی این کس علیؑ است برادر من و
ابن عم من آنگاه گفت فلا تذرنی
فرداً وانت خیر الوارثین یعنی
نچھوڑ تو مجھکو تنہا اور تو وارثون کا
بہتر ہے) چون سخن مصطفےٰؐ باین مقام
رسید مرتضیٰ علیؑ پیاده پا روان شد
و در آن معرکه عمر عبدود سوار بود۔
مرتضیٰؑ سر راه بروے گرفت و خطاب
فرمود۔ چنان مسموع من شد که تو پیش
از اسلام می گفتی که ہیچ مردے مرا سه
چیز بخواند۔ الا یکی از ان قبول کنم۔
گفت بلے چنین است۔ علیؑ فرمود که
من ترا می خواہم به شہادت اشهد
ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً
رسول الله عمر عبدود گفت اے برادر زادهٔ
من چہره این مطلوب در حجاب توقف
و نقاب تاخیر گذار۔

عبیدہ کو جنگ بدر مین مجھ سے لے لیا۔
اور حمزہؓ کو اُحد مین مجھ سے جُدا کردیا۔
اے میرے پروردگار یہ علیؑ ہے میرا بھائی
ہے عمر عبدود کے مقابلہ مین تو علی کی
مدد کیجیو اسکو مین تیری حفظ وامان مین
دیتا ہون" فلا تذرنی فرداً وانت
خیر الوارثین" بعد ختم مناجات سرور
کائنات علیه التحیه والثنا۔ علیؑ پیادہ پا
روانہ ہوئے۔ معرکۂ میدان مین عمرو عبدود
کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے آپ نے
اس سے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو پیش
اسلام سے قبل تو کہتا تھا۔ کہ جو کوئی مجھ سے
تین سوال کرے اُن مین سے تو ایک
قبول کرے گا۔ اس نے کہا۔ ہان صحیح ہے
آپ نے فرمایا کہ میرا پہلا سوال تو یہ ہے
کہ تو کلمۂ شہادتین پڑھ۔
عمرو عبدود نے کہا اے میرے برادر
زادے اس خیال کو دل سے
دُور رکھ۔

امیر المومنینؑ گفت امرے دیگر ست۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے

عمرو گفت آن کدام است۔

عمرو نے کہا وہ کیا ہے۔

امیرؑ گفت آنکہ دست از محاربہ باز دار کہ اگر محمد مصطفیٰؐ بر دشمنان غالب آید تو بشرط امداد بجاے آوردہ وگر کار برعکس باشد۔ بے مخاصمت و منازعت تو مقصودت حاصل آید۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا لڑائی سے باز رہ کہ اگر محمد مصطفیٰؐ دشمنوں پر غالب آگئے اور بشرطیکہ تو بر سر امداد رہا تو اپنی حالت پر قائم رہنے کا مختار ہے اور اگر غالب نہ آئے تو بغیر تیرے لڑے ہوئے تیرا مقصد حاصل ہے۔

عمرو گفت زنان قریش این سخن نہ گویند کہ من بہ ایفاے نذر خود قادر کردم و دست ازان باز داشتہ روے بوطن آوردہ۔ حالا کہ عمرو بعد از فرار معرکہ بدر نذر کردہ بود کہ تا از محمدؐ انتقام نگیرد روغن در سر خود نمالد۔

عمرو نے کہا جب میں وطن پہنچونگا تو زنان قریش طعنہ زن ہونگی کہ باوجودیکہ عمرو ابن عبدود اپنی نذر پوری کرنے پر قادر تھا پھر بھی جنگ سے دستکش ہوگیا حالانکہ میں نے معرکہ بدر سے فرار ہونے کے بعد منت مانی تھی کہ جبتک محمدؐ سے بدلا نہ لونگا اپنے سر میں تیل نہ ڈالونگا۔

امیر المومنینؑ فرمود کہ اینجا قضیہ دیگرست عمرو پرسید کہ آن کدام است۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا ایک بات اور یہ ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔

امیر المومنینؑ فرمود از اسپ فرود آئی کہ مقاتلہ کنم۔

آپ نے فرمایا گھوڑے سے اتر کر مقابلہ کر۔

عمرو ازین سخن در خندہ شد و گفت

عمرو ہنسا۔ اور کہا۔

این خصلتیست که گمان نبردم که کسی از دلیران عرب این را از من التماس نماید تو که صغیر هستی و هنوز ترا وقت آن نرسید که با مردان مرد بمیدان آئی۔ من یکے از آن دو شیخ قریش یعنی ابو بکر و عمر را می خواهم و نیز گفت که من دوست ندارم که خون تو در دست من ریخته گردد و حالانکه میان من و پدر تو قاعدہ محبت و اساس مودت استحکام داشت۔

مین اس بات کا گمان بھی نہین کرتا تھا کہ دلیران عرب سے کوئی بھی مجھ سے ایسا سوال کرے اور تم تو ابھی بچے ہو۔ ابھی وہ وقت نہین آیا کہ تم کسی مرد میدان کے مقابل ہو۔ مین نے تو اُن دو شیوخ ابوبکر و عمر کو چاہا تھا اور یہ بھی کہا کہ مین تمھارے خون سے اپنا ہاتھ رنگنا نہین چاہتا میرے اور تمھارے والد کے درمیان محبت اور دوستی کی بنیاد مستحکم تھی۔

امیرالمومنینؑ فرمود که اگر تو دوست نمیداری که خون من بر دست تو ریخته شود۔ مگر من دوست می دارم که خون تو بر دست من ریخته شود۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا اگر تو پسند نہین کرتا کہ میرا خون تیرے ہاتھ سے بہایا جائے۔ مگر مین تو اپنے ہاتھ سے تیرا خون بہانا مرغوب رکھتا ہون۔

عمرو عبدود ازین سخن بر آشفت و از مرکب فرود آمدہ۔ اسپ خود را پے کردہ شمشیر از نیام کشیدہ از سر خشم و غضب بر علیؑ حملہ آورد۔

عمرو عبدود یہ سنکر غصہ مین گھوڑے سے اتر آیا اور اپنے گھوڑے کے چارون پاؤن کاٹ ڈالے۔ اور تلوار نیام سے نکالکر بہت غیظ و غضب کے ساتھ علیؑ پر حملہ کیا۔

امیرالمومنینؑ از برای دفع ضرب سپر در کشیدہ

امیرالمومنینؑ نے اپنے بچاؤ کیلیے سپر سر پر رکھی

و آن متہور بیباک تیغے چنان بر سر حضرت امیرؑ زد کہ اگر بر کوه خارا زدے دو نیم ساختی و از شدت ضرب شمشیر سپر شق شده و سر مبارک اندکے مجروح گشت۔

اس بیباک دلاور نے تلوار حضرت علیؑ کے سر پر لگائی کہ اگر کوه خارا پر پڑتی تو دو ٹکڑے ہو جاتا۔ شدت ضرب شمشیر عبد ود سے سپر جناب امیرؑ شق ہو گئی اور خفیف زخم سر مبارک پر پہنچا۔

الغرض حیدر کرار بیک ضرب ذو الفقار بدن خبیث او را از بار سبک گردانید و بآواز بلند تکبیر گفت آواز تکبیر بسمع شریف نبویؐ رسید۔ دانست کہ علیؑ عمرو را بکشت بعد از کشتہ شدن عمرو ابن عبدود چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب و جبیره بن ابی لہب وغیره بقصد جنگ آمدند۔ و ہیبت علیؑ را دیده فرار شدند۔

اسکے بعد حیدر کرار نے ایک ہی ضرب ذو الفقار سے اس ملعون کے بدن نجس کو اس کے سر کے بوجھ سے ہلکا کر دیا۔ اور بآواز بلند تکبیر کہی بعد قتل عمرو عبد ود اور چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب وغیره لڑنے کو آئے مگر علیؑ کو دیکھتے ہی خوف سے بھاگ گئے۔

چنانچہ نوفل بن عبد اللہ در حین فرار اسپ وے را در خندق انداخت۔

چنانچہ نوفل بن عبد اللہ کو بحالت فرار گھوڑے نے خندق مین گرا دیا۔

امیر المومنینؑ در خندق رفت و شمشیر بر میانش زد کہ دو نیم شد۔ گویند کہ امیر المومنینؑ سر عمرو عبدود را برید و التفات بر زره او بغایت بیش بہا بود نکرد

امیر المومنینؑ نے خندق ہی مین جا کر ایک وار مین کمر سے اسکو دو ٹکڑے کر دیا۔ اور عمرو عبدود کا سر کاٹ لیا۔ اور اسکی بیش قیمت زره پر جو پہنے ہوئے تھا کچھ بھی التفات نہ فرمایا۔

خواہر عمرو عبدود بر سر برادر رسید۔ وجامہ وزرہ او را برقرار یافت گفت کہ قتلہ الا کفو کریم نہ کشتہ است او را مگر ہمسر آنکہ کریم باشد۔

خواہر عمرو عبدود اپنے مقتول بھائی کے سرہانے آئی۔ اور اُس کا جامہ و زرہ بدستور پاکر۔ کہا کہ یہ شخص کریم کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے۔

خلاصہ آنکہ امیر المومنینؑ خرمن حیات مخالفان را باتش قہر سوختہ ورخسارہٗ فرخندہ اثر مانند شمع فلک برافروختہ بخدمت حضرت رسالت مبادرت نمودہ وسر عمرو عبدود را در پائے آن سرور انداخت۔ چون امیر المومنینؑ بہ مجلس حضرت درآمد صدیق اکبر و عمر بن الخطاب برخاستند وسر علی را بوسہ دادند وعبد اللہ بن مسعود برخواند کہ کفی اللہ المومنین القتال بعلی و کان اللہ قویاً عزیزاً۔ و رسولؐ در شان اسد اللہ فرمود کہ مبارزۃ علی ابن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامہ۔

الغرض امیر المومنینؑ نے مخالفون کا خرمن حیات آتش قہر سے جلا ڈالا آپکے رخسار مبارک آفتاب کے مانند درخشان ہوگیے اور جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپ کے پائے مبارک پر عمرو عبدود کا سر ڈال دیا جب جناب امیر المومنینؑ مجلس رسولؐ مین تشریف لائے اُسوقت ابوبکر اور عمر بن الخطابؓ کھڑے ہوئے اور حضرت علیؑ کے سر کو بوسہ دینے لگے۔ عبد اللہ بن مسعود نے یہ پڑھا۔ کفی اللہ المومنین القتال بعلی وکان اللہ قویاً عزیزاً اور رسول اللہ صلعم نے اسد اللہ الغالب کی شان مین فرمایا خندق کے دن علی ابن ابیطالبؑ کی لڑائی میری تمام امت کے اعمال سے افضل ہے۔ جو وہ تا قیامت بجالائے گی۔

معزز ناظرین جنگ اُحد مین مہاجرین و انصار کی ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ تحریر ہو چکا ہے

کہ بجز معدودے چند سب جان نثار میدان رزم سے جناب رسول خداؐ کو تنہا چھوڑ کر اس بدحواسی سے مفرور ہوئے تھے کہ بقول شبلی صاحب بعضون نے تو مدینہ مین پہنچکر دم لیا اس لڑائی مین بھی اُن کے نفاق و شقاق کا وہی حال تھا کہ فوجون کی کثرت دیکھتے ہی ہیبت اور خوف سے اِن کے کلیجے منہ کو آگئے اور سکرات کی سی حالت طاری ہوگئی۔ خدا اور رسولؐ پر طعنہ زن ہوئے کہ ہم سے جو فتح کے وعدے کیے تھے۔ وہ سب ڈہو کہ تھے۔ انھون نے اصحاب مومنین کو بھی بہکایا کہ دشمنون کی اس بھیڑ مین ٹھہر نہ سکوگے آؤ ہمارے ساتھ نکل چلو حالانکہ جنگ اُحد مین عہد کر چکے تھے کہ آیندہ دشمن کے مقابلہ مین پیٹھ نہ پھیرین گے۔ لیکن اس عہد کو توڑ دیا پیغمبرؐ خدا کے پاس آکر کہا کہ ہمارے گھر محفوظ نہین ہین ہم کو واپس جانے کی اجازت دیجیے۔ اس لڑائی کا بھی مفصّل ذکر قرآن مجید مین اس طرح فرمایا ہے۔

اصحاب منافقین کی بدگمانیان۔

واذ یقول المنفقون والذین	اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جنکے دلونمین (شبہا کی)
فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ	روگ تھے (بے اختیار) بول اٹھے کہ خدا اور اُس کے
ورسولہ الا غرورا ۰ واذ قالت	رسولؐ نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا بس نرا دھوکا ہی
طائفۃ منھم یا اھل یثرب	(دھوکا) تھا اور جب ان مین سے ایک گروہ کہنے لگا
لامقام لکم فارجعوا	کہ مدینہ کے لوگو تم سے (اس جگہ دشمن کے مقابلہ مین)
یستاذن فریق منھم النبی	نہین ٹھہرا جائیگا بس تو (بہتر ہے کہ) لوٹ چلو اور
یقولون ان بیوتنا عورۃ ط	ان مین کچھ لوگ لگے پیغمبرؐ سے (گھر لوٹ جانیکی)
وما ھی بعورۃ ان یریدون	اجازت مانگنے (اور) کہنے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہین
الا فرارا ۰ ولو دخلت	حالانکہ وہ غیر محفوظ نہین (بلکہ) انکا ارادہ تو

عليهم من اقطارها ثم
سئلوا الفتنة لاتوها وما
تلبثوا بها الا يسيرا ه
ولقد كانوا عاهدوا الله
من قبل لا يولون الادبار
وكان عهد الله
مسئولا قل لن ينفعكم
الفرار ان فررتم من
الموت او القتل و
اذا لا تمتعون الا قليلا
قل من ذا الذي يعصمكم
من الله ان اراد بكم
سوءا او اراد بكم رحمة
ولا يجدون لهم من
دون الله وليا ولا نصيرا ه
ب - س
ع

بھاگنے ہی کا ہے اور اگر (ایسے ہی) لشکر مدینہ کے
اطراف و جوانب سے ان پر آگھسین اور ان سے فساد
(برپا کرنے) کو کہا جائے تو بے تامل (فساد برپا کر دین
اور اپنے گھرون مین کچھ یونہین سا توقف کرین حالانکہ
یہی لوگ اس سے پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے
کہ ہم (دشمن کے مقابلہ مین) پیٹھ نہ پھیرین گے اور
(ان لوگون نے جو خدا کے (ساتھ) عہد کیا تھا اس)
کی (تو ان سے) باز پرس ہو کر رہیگی - (اے پیغمبر تم
ان لوگون سے) کہو اگر موت یا قتل کے خوف سے بھاگتے
ہو تو بھاگنا تم کو ہرگز (کچھ بھی) فائدہ نہین دیگا اور اگر
بھاگ کر بچ بھی گئے تو بس یہی نا کہ (دنیا مین)
چند روز (اور) ہین بس آگے (اے پیغمبر ان لوگون سے کہو)
کہ اگر خدا تمہارے ساتھ برائی (کرنی) چاہیے تو کون ایسا
(سورما) ہے جو تم کو اس (کی پکڑ) سے بچا سکے یا تم پر
(اپنا) فضل کرنا چاہے (تو کون اسکو) روک سکتا ہے اور
خدا کے سوا نہ تو (کسی کو) اپنا حامی پائین گے - اور نہ
(کسی کو اپنا) مددگار -

اگرچہ منافقون نے بہت بہکایا مگر مومنین پر جادو نہ چلا - بلکہ افواج مخالفین کو دیکھکر خدا اور رسول کے وعدہ پر جو یقین تھا کہ اس سے اُن کا ایمان دونا ہو گیا جیسا کہ اللہ جلشانہ

آیہ کریمہ اصحاب مومنین کی تعریف مین

فرماتا ہے۔

ولما رای المومنون
الاحزاب قالوا ھذا ما
وعدنا اللہ و رسولہ و
صدق اللہ و رسولہ وما زادھم
الا ایمانا وتسلیما۔ من
المومنین رجال صدقوا
ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم
من قضی نحبہ ومنھم من
ینتظر وما بدلوا تبدیلا
لیجزی اللہ الصدقین بصدقھم
ویعذب المنفقین ان شاء او یتوب
علیھم ان اللہ کان غفورا
رحیما ۝

(سورہ احزاب)

اور جب سچے مسلمانون نے دشمنون کے گروہونکو
دیکھا تو بول اُٹھے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے جو خدا اور
اُسکے رسول نے ہمین پہلے سے بتا رکھا تھا اور اللہ اور اُسکے
رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس (موقع کے پیش آنے) سے لوگونکا
ایمان اور شیوہ فرمانبرداری اور بھی زیادہ ہو گیا (غرض)
مسلمانون مین کچھ لوگ تو ایسے ہین کہ خدا کے ساتھ جو اُنھون نے
(جان نثاری) کا عہد کیا تھا اُسمین سچے اُترے سو بعض تو
اُن مین ایسے تھے جو اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے)
اور بعض اُن مین سے ایسے ہین جو (شہادت کے) منتظر ہین اور انھون نے
(اپنی بات مین) ذرا سا بھی تو رد و بدل نہین کیا (غرض
یہ لڑائی اسلیے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانون کو اُنکے سچ کا عوض
دے اور منافقین کو چاہے سزا دے یا (چاہے) اُنکو توبہ کی توفیق
دے اور وہ توبہ کرین (اور خدا انکی) توبہ قبول کرے
بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ

سورۂ بقر مین یہ آیت گذر چکی ہے۔

ام حسبتم ان تدخلوا
الجنة ولما یاتکم مثل

جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ کافر تمھارا
ترغہ کرینگے اور تمکو چار و ناچار اُن سے

الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء — لڑنا پڑے گا اور لڑائی کی تکلیفین اور مصیبتین
وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا — جھیلنی ہون گی مگر آخر کار خدا تم کو
معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب — فتح دے گا۔

تو جنگ احزاب مین جو صورت پیش آئی سچے مسلمان سمجھے کہ یہ وہی موقع ہے جس کیلیے خدا نے ہم کو پہلے سے آمادہ رہنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔ (دیکھو ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب)

صحابہ پر عمرو عبدود کی ہیبت

خدائے عزوجل نے جس فتح کا وعدہ مومنین سے فرمایا تھا اب اُس کا حال سُنیے کہ جب عمرو عبدود نے خندق کے پار قدم رکھکر پکارا کہ لڑنے کو نکلو تو اسکی آواز سُنتے ہی مہاجر و انصار ایسے خائف ہوئے گویا تنون مین جان ہی نہ تھی جس پر یہ آیہ کریمہ۔

اشحۃ علیکم فاذا جاء — تو لائے پیغمبر جب (کوئی) خوف (کا موقع) پیش آئے
الخوف رأیتھم ینظرون — تو ان کو دیکھتے ہو کہ (مارے ڈر کے) تم کو دیکھتے ہین
الیک تدور اعینھم کالذی یغشی — ان کی آنکھیں ہین کہ چارون طرف گھومی
علیہ من الموت فاذا ذھب — چلی جاتی ہین جیسے کسی پر (سکرات) موت کی
الخوف سلقوکم بالسنۃ — بیہوشی (طاری) ہو پھر جب خوف دور
حدادا اشحۃ علی الخیر اولئک — ہو جاتا ہے (اور مسلمانون کی فتح ہو جاتی ہے)
لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم و — تو مال (غنیمت) پر گرے پڑتے (اور) دل
کان ذلک علی اللہ یسیرا ؕ — خراش باتین کرکے تم پر طعنہ مارتے ہین۔

شاہد ہے۔

حضرت عمر کا عمرو عبدود کی ہیبت بیان کرنا

عمرو عبدود کے رُعب اور دہشت کا اثر سب سے زیادہ تر حضرت عمر پر ہوا کہ جب نبی اللہ صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ اس توقف و تامل کا کیا سبب ہے تو حضرت عمر نے عرض کیا۔

یارسولؐ اللہ یہ عمرو بن عبدود ہے جو شجاعان عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا یہ وہ بہادر ہے کہ ایکدفعہ ہمارا قافلہ مال لیکر شام کی جانب گیا تھا ہمارے ساتھ عمرو عبدود تھا۔ اثنا راہ مین ایک منزل پر ہمارے قافلہ کو ہزار ڈاکوون نے گھیر لیا ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھوئے۔ عمرو عبدود نے ہم سب کا یہ خوف و اضطراب دیکھکر فوراً نیام سے تلوار کھینچی اور ایک شتر بچہ کو بجاے سپر ہاتھ مین لیکر مانند شیر ژیان ڈاکوؤن پر ایسا حملہ کیا کہ سب فرار ہوگیے اور قافلہ اُس کی طرف سے سلامت رہا۔

جناب امیرؑ کا لڑنے کی اجازت مانگنا اور رسولؐ اللہ کا دعا فرمانا۔

جب حضرت عمر اِسکی شجاعت کا ذکر کر چکے تو شاہ ذوالفقار حیدرؑ کرار اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم سے اجازت چاہی لیکن اجازت نہ ملی وہ دوبارا پکارا رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا میرا کوئی دوست ہے کہ اِس دشمن کے شر سے ہمکو بچائے اب بھی بجز نفس رسولؐ کوئی نہ اُٹھا۔ اور اب بھی آپ نے اجازت ندی۔ تیسرے بار اُس نے یہ کہا کہ تُمھارا گمان ہے کہ تمھارے کُشتہ بہشت مین جائینگے اور ہمارے دوزخ مین پھر کیا تم مین کسی کو اشتیاق جنت مین جانے کا اور ہم کو دوزخ مین بھیجنے کا نہین ہے"۔ اس کا جواب بھی بجز نفس رسولؐ کسی نے ندیا۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ یہ عمرو بن عبدود ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یارسولؐ اللہ مین بھی علی ہون۔ آخر کار رسول اللہ صلعم نے اجازت دی۔ دست مبارک سے اپنی زرہ پہنائی۔ سر پر عمامۂ مبارک باندھا اپنی ذوالفقار عنایت کی اور دونون ہاتھ اُٹھاکر بارگاہ کبریا مین نہایت عجز و الحاح سے یہ دعا کی۔

زبیچارگی شاہ یزدان پرست ۔۔۔ بیازید دیگرفت دستش بدست
بچشمے بروئے علیؑ بنگریست ۔۔۔ بچشمے بسوئے سپہر گریست
رُخ ماہ را کرد انجم نگار ۔۔۔ بنالید بس پیش پروردگار
کہ اے آفرینندۂ نہ سپہر ۔۔۔ فروزندۂ مشعل ماہ و مہر

الٰہی علی بندۂ خاص تست | بایمان کامل بصدق درست
بحکمت شب و روز بستہ کمر | فدا کرد در راہ تو جان و سر
نہ پیچید ہرگز عنان از عدو | نہ دیدہ عدو پشت شمشیر او
بہ ہر رزم چندان فشردست پائے | کہ بیجان شد خصم و بےخصم جائے
نہ گرداند رو از صف کارزار | اگر بود دیگر دو دہ ہزار
علیؑ آنچہ کردہ است در راہ دین | تو دانی و بس اے جہان آفرین
دگر ہیچکس نیست چون او مرا | ترا پشت دین است بازو مرا
کنون در دم اژدہاے رود | ببین بر دل من چہا می رود
گرفتی ز من حمزہ را در احد | عبیدہ بہ بدر اندر آن کشتہ شد
ندارم کنون جز علیؑ مہربان | مکن بیکسم اے کس بیکسان
ز من قوت بازوے من مگیر | مکن دین اسلام را بے ظہیر
نگہ دارش از شر این اہرمن | ظفر بخش بر دشمن خویشتن

ایہا المومنون غور کرو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس آہ و زاری و بیقراری سے بارگاہ ایزدی مین عرض کرتے ہین کہ بارخدایا تو نے مجھ سے حمزہؓ کو اُحد مین اور عبیدہ کو بدر مین لے لیا اب بجز علیؑ کے کوئی جان نثار نہین ہے۔ خداوندا علیؑ تیرا بندہ ہے جو ایمان و اعتقاد مین کامل ہے۔ ہر وقت تیری اطاعت مین کمربستہ رہتا ہے۔ اس نے صف جنگ مین تیرے دشمنون سے ایک ہو یا ہزار کبھی منہ نہین موڑا میدان جنگ سے کبھی اپنی پشت نہین پھیری۔ ہر لڑائی مین دشمنون کی صفین صاف کین اُس نے تیرے دین کے پیچھے جو سختیان اُٹھائین اور جو مصیبتین جھیلین ان کو تو ہی خوب جانتا ہے۔ خداوندا علیؑ کے سوا کوئی بھی میرا معین و مددگار نہین ہے۔ وہ تیرے دین کا پشت و پناہ اور میرا قوت بازو ہے۔ بار الہا علیؑ اژدہے کے منہ مین جارہا ہے۔ میرے دل کا جو حال اسوقت ہے وہ تجھپر خوب روشن ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے بیکس نہ کیجیو اور میرے قوت بازو کو مجھ سے جدا اور دین اسلام کو بے مونس و غمگسار نہ کیجیو۔

ربّ لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین۔ — میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

حدیث جناب امیرؑ کی فضیلت میں

اسلام کے لیے یہ ایک بہت ہی نازک وقت تھا۔ کیونکہ کفار و مشرکین اسلام پر غالب تھے اور رات دن اسلام کی بیخکنی کی فکر کیا کرتے تھے۔ مکہ انہیں کے قبضہ میں تھا۔

پس جب قاتل المشرکین یعسوب الدین امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام اُس دیو پلیتن کے مقابل ہوئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔

قد برز الایمان کلّہ الی الکفر کلّہ — یعنی سالم ایمان اور سالم کفر کا مقابلہ ہے۔

اگر کہین وہ دشمن خدا غالب آجاتا تو اسلام نیست و نابود ہوجاتا۔ اور مہاجرین و انصار کا جو اپنی شجاعت اور بہادری کی لن ترانیاں کیا کرتے تھے پتا بھی نہ لگتا۔

الغرض وہ دیو اور تیرہ آزما بڑے جوش و خروش اور غیظ و غضب سے ساتھ گھوڑے سے اُترا۔ پہلے اپنے گھوڑے کی کونچین کاٹین۔ پھر تلوار نیام سے کھینچ کر شیر غضبناک کی طرح شیر خدا شاہ لافتی کے سامنے آیا اور کفر و ایمان مین اس طرح جدال و قتال چھڑی۔

میان شہ دین و آن تیز چنگ — چنین بود از چاشت تا ظہر جنگ
زبار یدن تیغ کین متصل — زمین گشتہ از آب شمشیر گل
چنین آن دو حارب بہ آداب حرب — ز ہم رد نمودند تعداد ضرب
چو شہ دید پرخاش مردان کین — دل شہ بجوش آمد از درد دین
شجاع غضنفر وصی نبیؐ — نہنگ یم قدرت حق علیؑ
چنان دید بر روئے دشمن زخشم — کہ شد ساختہ کارش از زیر چشم
برافراخت پس دست خیبر کشائے — پی سر بریدن بفیشرد پائے
چو شہ کرد شمشیر بازو بلند — سر خصم بیتاب شد چون سپند
بنام خدائے جہان آفرین — بینداخت شمشیر کین شاہ دین

غضنفر بزد تیغ بر گردنش | درا فگند از پائے بے سرتنش
دم تیغ بر گردنش تا رسید | عمر و صد گام از تن پرید
بغلطید بر خاک آن زندہ پیل | بزد بوسہ بر دست شہ جبرئیل
بر و آفرین کرد یزدان پاک | ملک از فلک گفت روحی فداک
بنالید کفر و ببالید دین | جہان گشت پاک از ملوث زمین
ز شادی مقیمان ارض و سما | فگندند دستارہا بر ہوا
بگنجید جبرئیل آندم بہ پوست | عجب شادیئے داد این فتح دوست
ملائک ہمہ چہرہ افروختند | شیاطین سراپا ز غم سوختند

اللھم صل علی محمد و آل محمد

فوج مشرکین کا فرار

بعد قتل عمرو عبدود حیدر صفدر نے بآواز بلند اللہ اکبر کا نعرہ مارا جناب رسول خدا صلعم نے تکبیر کی آواز سنتے ہی سجدۂ شکر کیا۔ عمرو کے ساتھ جو بعض کفار مثل ضرار و نوفل وغیرہ آئے تھے وہ ضرغام الٰہی کی طرف حملہ آور ہوئے۔ مگر ہیبت اسد اللہی سے بھاگ گیے۔ نوفل نے خندق مین پناہ لی تھی مگر اس مردود کو شیر خدا نے خندق مین جا کر دو ٹکڑے کیا۔

خدا کا مومنین کی امداد فرمانا اور اسلام کی فتح

اللہ جلشانہ نے مومنین سے فتح کا وعدہ کیا تھا وہ اس طرح پورا ہوا کہ ادہر تو قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالبؑ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر کے گلشن اسلام کو باد خزان سے بچایا اُدہر خدائے عزوجل نے آپ کی امداد فرمائی یعنی ملائکہ کا لشکر بھیجا تو مشرکین سے لڑے جن کو کوئی دیکھ نہ سکا۔ کفار کے لشکر مین پھوٹ ڈالدی ہر قبیلہ دوسرے سے غیر مطمئن ہو گیا۔ ایک آندھی ان پر بھیجی جو بہت سرد اور سخت تھی جس سے ان کے سب خیمہ اُکھڑ گئے طنابین ٹوٹ گئین دیگین اوندھی ہو گئین۔ گھوڑے بھاگ گئے۔ آنکھون مین کوڑے پڑ گیے اور آگ بجھ گئی۔ ہر طرف سے فرشتون کی تکبیرون کی آواز آنے لگی۔ کُفّار کے دل خوف سے دہل گئے۔ آخر سب کے قدم اُکھڑ گیے۔ ابوسفیان گھبرا کر اپنے اونٹ پر بدحواسی مین سوار ہو کر بھاگا اور اُس کے ساتھ سب کے سب چلتے ہوئے۔ اور اہل اسلام کی فتح ہوئی۔ چنانچہ مومنین سے امتنانًا فرماتا ہے۔

یا ایها الذین آمنوا اذکروا — مسلمانون خدا کے اس احسان کو یاد کرو جو
نعمة الله علیکم اذ جاءتکم — اس نے تم پر کیا تھا جبکہ تم پر لشکر کے لشکر آ چڑھے
جنودًا فارسلنا علیهم ریحًا — تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (آندھی کے
وّجنودًا لم تروها وکان الله — علاوہ فرشتون کی) فوج جو تمکو دکھائی نہین
بما تعملون بصیرًا اذ جاءوکم — دیتی تھی اور (اس وقت جنگ کی) جو (تدبیرین)
من فوقکم ومن اسفل منکم — تم لوگ کر رہے تھے اللہ (اسکو بھی) دیکھ رہا تھا
واذ زاغت الابصار وبلغت — جسوقت کہ (دشمن) تمپر تمھارے اوپر بھی اُترے
القلوب الحناجر وتظنون — اور تمھارے نیچے کی طرف سے بھی اور (مارے
بالله الظنونا ط هنالك — خوف کے تمھاری) آنکھین پھری (کی پھری) رہ گئی
ابتلی المومنون وزلزلوا — تھین اور کلیجے منہ کو آ گئے تھے اور خدا کی نسبت
زلزالا شدیدًا ط — تم (لوگ طرح طرح) کے گمان کرنے لگے اس موقع پر
پ - س — مسلمانون (کے استقلال) کی آزمائش کی گئی اور وہ
ع — خوب ہی جھڑ جھڑائے گئے۔

تفسیر کہ یہ آیت جنگ احد سے فرار کرنے والون کے حق مین ہے۔

قرآن مجید مین مطبوعہ میرٹھ ان آیات پاک کی جو تفسیر درج ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہجرت سے چوتھے برس لڑائی واقع ہوئی۔ مُنافق باتین بولنے لگے اور مومنین ثابت رہے اور آنکھین دکھنے لگین۔ تیور بدلنے لگے دوستی جتانے والے آنکھین چرانے لگے۔ اور دل ڈر سے دھڑکنے لگے اور گلے تک پہونچے۔ اور اٹکلین کرتے لگے۔ مسلمانون نے سمجھا کہ اب کے بہت سخت آزمائش ہوئی اب کے بار نہ بچین گے۔ مسلمانون کو چاہیئے کہ بے ایمانی کی باتین نہ بولین۔ یہ خطاب اُن لوگون سے ہے جنھون نے جنگ اُحد کے بعد اقرار کیا تھا کہ پھر ہم

ایسی حرکت نہ کرین گے یہ لوگ بُرے وقت مین رفاقت سے جی چراتے تھے۔ اور ڈر کے مارے جان نکلتی تھی اور فتح کے بعد مردانگی جتلاتے تھے۔

بھائیو۔ اس آیہ وافی ہدایہ کے ان الفاظ پر غور کرو کہ خدائے عزوجل صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ۔

"جسوقت دشمن تم پر ٹوٹ پڑے تو مارے خوف کے تمھاری آنکھین پھری کی پھری رہ گئین اور کلیجے منہ کو آ گئے تھے"

کیا اس خطاب مین وہ لوگ داخل نہین ہین کہ جب عمرو بن عبدود نے مسلمانون پر یہ طعن کی۔

"گمان شما ان ست کہ کشتگان شما در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم آیا دوست نمی دارد کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن خدا را بجہنم فرستد"

تو مسلمانون کی طرف سے ایک صاحب مقدمۃ الجیش بن کر رسول اللہ صلعم سے اس کی شجاعت و بہادری کی حکایت بیان کرکے خایف ہو جائین کیا وہ خدا کی اس شہادت سے (کہ مارے خوف کے تمھارے کلیجے منہ کو آئین گے) خارج ہین۔

اس آیت مین اللہ جل شانہٗ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ (اس موقع پر مومنین کے استقلال کی آزمائش کی گئی) اب کوئی انصاف کرے کہ خدائے پاک کے امتحان مین جو لوگ پورے نکلے وہ چار یا دس وہی مخصوص مومنین ہین جو کہ اپنے پیغمبر کے سینہ سپر رہے جن کے سردار وصی احمد مختار حیدر کرار غیر فرار ہین کہ فتح پا کر خندان و شادان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور عمرو بن عبدود کا سر قدم مبارک پر ڈال دیا۔ حضرت ابوبکر و عمر نے آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی۔ جناب امیر کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا اور آپکی منزلت مین حدیث

کفی اللہ المومنین القتال — یعنی خدا نے اپنی مہربانی سے مومنین کو

بعلی وکان اللہ قویاً عزیزا	لڑنیکی نوبت نہ آنے دی علیؑ کے سبب سے اور ہے
	اللہ قوی اور عزیز۔

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

قال حذیفۃ لما دعا عمرو	حذیفہ نے کہا کہ جب عمرو نے مبارز
الی مبارزتہ احجم المسلمون	طلب کیا تو تمام مسلمانون نے اوس سے
عنہ کافۃ ما خلا علیا فانہ برز	اعراض کیا سوائے علیؑ کے پس بیشک
الیہ فقتلہ علی یدیہ والذی	وہ اوس کے مقابلہ کو نکلے اور اوسے
نفس حذیفۃ بیدہ لعملہ	اپنے ہاتھون سے قتل کیا قسم ہے اوسکی
فی ذلک الیوم اعظم اجرا من	جس کے قبضہ مین حذیفہ کی جان ہے اوس
علی اصحاب محمد الی یوم القیمۃ	دن کا عمل علیؑ زیادہ عظیم تھا ازروی اجر
وکان الفتح فی ذلک الیوم	کے عمل اصحاب محمدؐ سے تا بروز قیامت
علی ید علی علیہ السلام	فتح علی علیہ السلام کے ہاتھ اس
وقال النبی صلعم لضربۃ	روز پر ہوئے اور رسول خدا صلعم
علی خیر من عبادۃ الثقلین	نے فرمایا کہ ہر آئینہ ضربت علی کی بہتر ہے
ازمجمع البحرین ص ۲۳۵	عبادت جن وانس سے۔

سیرۃ المحمد صفحہ ۱۸۱ مین اس حدیث کے یہ الفاظ بھی ہین۔

اذ جاء فی بعض الروایات	بعض روایات مین آیا ہے کہ بتحقیق
ان علیا لما بارز عمروا قال	جب علیؑ نے مقابلہ عمرو کا کیا تو
رسول اللہ الیوم برز الایمان	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ایمان

کلہ للشرک کلہ کذا فی حیوٰۃ الحیوان کل شرک کے مقابلہ کے لیے نکلا۔

الکبریٰ۔

ان احادیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم تھراتا تھا تلوار سے جسکی عرب و رُوم

رُد کرکے جو حربوں کو بڑہا خاصۂ قیوم جھپٹا اسد آھو پہ ہُوا سب کو یہ معلوم

ایک ضرب مین سنے گرزنہ مغفر تھا نہ سر تھا

خندق کے اُدہر لاش سر نجس ادہر تھا

جس وقت ظفریاب ہوئے حیدر کرار ایک ہاتھ مین سر عمرو کا تھا ایک مین تلوار

فرمایا نبیؐ نے یہ بہ اعلان و بہ تکرار افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار

سر فتح کا تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے

جبرئیل امین چومتے تھے ہاتھ علی کے

اللھم صلّ علیٰ محمد وآل محمد

یا اس سے مراد حضرت عمر اشداء علی الکفار ہین جنکی شجاعت پر جناب شبلی صاحب یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ۔

روایات در بارہ جبن حضرت عمر۔

بعد قتل عمرو عبدود۔ ضرار اور جبیرہ نے حملہ کیا لیکن جب ذو الفقار کا ہاتھ بڑہا تو پیچھے ہٹنا پڑا۔

حضرت عمر فاروق نے ضرار کا تعاقب کیا۔ ضرار نے مڑکر برچھی کا وار کرنا چاہا لیکن رُوک لیا۔

اور کہا عمر اس احسان کو یاد رکھنا۔

مطلب یہ کہ تم مجھے کیا ہلاک کرتے مگر تم میرے پنجہ مین پھنسے ہو اِس پر بھی مین تم کو چھوڑتا ہون

یہ واقعہ دیگر کتب مین بھی ہے۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب صفحہ (۳۲۶) مین ہے۔

بعد از کشته شدن عمرو عبدود۔ ضرار ابن
الخطاب وہبیرہ بن ابی وہب۔ حملہ بر
علیؑ کردند۔ علیؑ نیز متوجہ ایشان شد چشم
ضرار کہ بر روئے علیؑ افتاد۔ روبگریز نہاد۔
زبیر بن العوام و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
حملہ آوردند۔ بر بقیہ اصحاب عمرو عبدود
ضرار می گریخت و عمر از عقب وے
می رفت۔ ضرار بازگشت۔ و نیزہ بر عمر
رسانید۔ بعد از آن نیزہ را باز گرفت
وگفت اے عمر این نعمت مشکورہ است
کہ بر تو ثابت کردم یاد میدار۔

بعد قتل عمرو عبدود ضرار ابن الخطاب
اور ہبیرہ بن ابی وہب۔ نے حضرت علیؑ پر
حملہ کیا۔ حضرت بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے
ضرار حضرت علیؑ کا چہرہ دیکھتے ہی بھاگا زبیر
اور حضرت عمر نے باقی اصحاب
عمرو عبدود پر حملہ کیا۔ حضرت عمر نے
ضرار کا جو بھاگ رہا تھا تعاقب کیا
ضرار عمر کی طرف پلٹا اور اپنا نیزہ حضرت عمر
کے جسم سے چھلا کر کھینچ لیا اور کہا اے عمر
اس میری نعمت کا شکر کر اور ہمیشہ اسکو
یاد رکھ۔

یہی روایت تاریخ خمیس صفحہ (۴۲۷) مین بھی ہے۔ اس کی نقل یہ ہے۔

لما حمل ضرار بن الخطاب
وھبیرۃ بن ابی وھب علی
علیؑ وھو اقبل الیھما فامّا
ضرار فلمّا نظر الی وجہ
علیؑ ولی ھاربًا وبعد ذلک
سُئل عن سبب فرارہ قال خیل لی
ان الموت یرینی صورتہ وامّا ھبیرۃ

یعنی ضرار ابن الخطاب و ہبیرہ بن ابی
وہب نے علی ابن ابی طالبؑ پر حملہ کیا
اور علیؑ ابن ابیطالبؑ ان دونوں کی طرف
متوجہ ہوئے مگر ضرار نے جب علیؑ کی صورت
دیکھی تو وہ بھاگ نکلا جب اس سے بھاگنے کا
سبب پوچھا تو بیان کیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا
کہ موت میرے سر پر کھڑی ہے۔ ہبیرہ نے

فثبت فی مقاتلۃ حتی اصابہ   ثبات قدم اختیار کیا تھا مگر تلوار کی آنچ لگتے ہی
اثر السیف فعند ذلک القی   زرہ کو چھوڑ کر بھاگا۔ دوسری روایت مین یہ
درعہ وھرب وفی روایۃ حمل   ہے کہ زبیر بن العوام وعمر بن الخطاب نے
الزبیر بن العوام وعمر بن الخطاب   بعد اسکے کہ حضرت علیؑ عمرو عبدود کو قتل
بعد قتل علیؑ عمرا علی بقیۃ   کر چکے بقیہ اصحاب عمرو پر حملہ کیا ضرار بن
اصحاب عمرو وقد کان ضرار بن   الخطاب بھاگا جاتا تھا۔ اور حضرت عمر اس
الخطاب یفر وعمر بن الخطاب   بھاگتے ہوئے کا تعاقب بڑی زور سے کر رہے
یشتد فی اثرہ فکر ضرار راجعا   تھے ایک مرتبہ ضرار نے پلٹ کر نیزہ کو حضرت
وحمل علی عمر بالرمح لیطعنہ   عمر کی جانب سیدھا کر کے ہاتھ روک لیا اور
ثم امسک وقال یا عمر ھذہ   کہا اے عمر یہ میری نعمت۔ (نوک نیزہ)
نعمۃ مشکورۃ ابتھا علیک   شکر گذاری کے قابل ہے اسکی جزا تم نہین
ویدلی عندک غیر مجزی بھا   دے سکتے اسکو یاد رکھنا۔
فاحفظھا۔   (استیعاب)

کہان ہے گوش شنوا اور چشم بینا کہ خدا کی آیتون اور ان روایتون کو دیکھے اور سنے کہ محدثین ومفسرین اصحاب ممدوحین کی کیسی پردہ دری کرتے ہین اور انکے پوست کندہ حالات لکھتے ہین مگر اس پر بھی محبان صحابہ ثلاثہ طرح طرح سے انکی پردہ پوشی کرنکے فرماتے ہین کہ خدا نے جا بجا قرآن مجید مین ان کی فضیلین بیان کی ہین ان کو "اشداء علی الکفار" بتایا ہے۔ ان کے حق مین رضی اللہ عنھم ورضوعنہ فرمایا ہے یعنی خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہین انکی شان مین۔   صحاب ناقص الایمان کو اچھا سمجھنا

اعد لھم جنت تجری   یعنی خدا نے انکے واسطے وہ ہرے بھرے باغ جنکے

تحتها الانهار خلدین فیها ابدا — نیچے نہرین جاری ہین تیار کر رکھے ہین وہ ہمیشہ

ذلک الفوز العظیم ۵ — ان مین رہین گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

و دیگر آیات بشارت نازل ہوئی ہین۔

قولہٗ تعالیٰ

فمن اظلم ممن افتری — اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا پر

علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ — جھوٹا بہتان باندھے یا اسکی آیتون کو

انہ لا یفلح المجرمون ۵ — جھٹلائے بیشک قصوروار فلاح نہین

پاتے۔ (سورۂ یونس)

اب غزوہ خیبر مین ان شجاعون کا حال سنئے۔

غزوۂ خیبر

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا بابت حالات و واقعات جنگ

از جملہ معظمات وقایع این سال فتح خیبر — اس سال کے تمام اہم واقعات سے

است وصورت این حال و تفصیل این — فتح خیبر ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے

اجمال آنکہ چون مقدس نبوی از حدیبیہ — کہ جب رسول خدا نے حدیبیہ سے مراجعت

مراجعت فرمود بعد از چند روزیکہ در مدینہ — فرمائی تو چند روز مدینہ مین توقف فرماکر

توقف نمودہ بارؤسا مہاجرین و انصار — اکابر مہاجر و انصار سے ارشاد فرمایا کہ

فرمود بہ تہیۂ اسباب لشکر قیام نمایند۔ — سامان حرب تیار کرو کہ ہم خیبر کو جائینگے۔

کہ بجانب خیبر می رویم۔ و فرمود لایخرج — اور ارشاد ہوا کہ خیبر کو میرے ساتھ

معی احد الا للجہاد ہیچ کس باین بیرون — صرف وہی اصحاب و انصار چلین

نیاید مگر بجہت جہاد۔

ومقصود ازین سخن آن بود کہ ہر کہ را میل
بطمع دنیا باشد۔ وہمت او مصروف بر اخذ
غنیمت بود با من بیرون نیاید۔

القصہ چون یہود را خبر لشکر اسلام رسید
با قوم خود گفتند کہ اکنون در محاربہ
غایت جد و اہتمام بجا آرید کہ در جنگ
کشتہ شدن۔ ہزار بار بہتر ست از اسیری۔
یہود دل بر قتال نہادہ اہل وعیال خود را
در قلعہ محفوظ ساختند۔ و دلیران کارزار
در قلعہ نظارہ مجتمع گشتند۔

الغرض حضرت نبویؐ اصحاب را تحریص
برحرب نمودہ راز نعمتہائے اخروی نوید
داد و فرمود کہ اگر صبر کنید ظفر یابید سپاہ
اسلام جنگ آغاز نہادہ۔ دست بہ تیر
بکشادند درین آوان کہ سپاہ اسلام بہ محاصرہ
حصار قموص استقلال داشتند۔ حضرت
نبویؐ را درد سر روئے نمود و بدان واسطہ
در معرکہا قدم رنجہ نمی فرمود ولیکن ہر روز

جن کو جہاد کرنا منظور ہو۔

حضرت کا مقصد اس ارشاد سے یہ تھا
کہ جسکو دنیا کی طمع اور مال غنیمت کی
ہوس ہو وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

القصہ۔ جب یہود کو لشکر اسلام کی
خبر ہوئی تو اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ
اب وہ وقت ہے کہ لڑائی مین نہایت درجہ
کوشش اور اہتمام کرنا چاہیے قیدی بننے سے
لڑائی مین مارا جانا ہزار درجہ بہتر ہے تمام یہود قتال
پر آمادہ ہو گئے۔ اور اپنے اہل وعیال کو ایک محفوظ جگہ مین
کر دیا دلیران کارزار بالائے قلعہ نظارہ کیلیے جمع ہو گئے۔

الغرض رسول صلعم نے صحابہ کو جہاد کی ترغیب
و تحریص اور آخرت کی نعمتون کی بشارت دی اور
فرمایا کہ اگر میدان حرب مین صبر و استقلال کے ساتھ
جنگ کروگے تو فتحیاب ہوگے۔ مسلمانون نے جنگ
شروع کی۔ جب فوج اسلام قلعہ قموص کو جو خیبر کا
تخت گاہ تھا محصور کرنے مین مشغول تھے رسول صلعم
کو درد سر کی تکلیف شروع ہو گئی اس وجہ سے
میدان حرب مین قدم رنجہ نفرما سکے مگر ہر روز

چنانچه ضمیر منیر و خاطر اقتضای کرد بلقنت عیان مهاجر و اشراف انصار شده رایت نصرت آیت بدست یکے از اصحاب داده بجنگ می فرستاد۔

حسب مصلحت و صوابدید مہاجرین و انصار میں سے کسی صحابی کو علم دیکر۔ لڑنے کو بھیجدیتے تھے۔

و چون آن قلعه بود در غایت حصانت و نهایت رصانت زیاده کارے از پیش نمی رفت۔ روزے عمر فاروق رضی الله عنه متصدی امر محاربه گشت و علم برداشته با طائفه از صاحبان اسلام بپاے قلعه اہل شرک و ظلام رفت و ہر چند دست و پای می زد چہرہ فتح در آئینه مراد روئے نه نمود

چونکہ وہ قلعہ نہایت مستحکم اور عالی شان تھا اس لیے جو صحابی لڑنے کو جاتا اُس سے کچھ قابو نہ چلتا تھا ایک روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ میں جانے کا شوق ہوا علم اور لشکر اسلام سے کچھ لوگ ہمراہ لے کر قلعہ کو گئے۔ ہر چند ہاتھ پاؤں مارے لیکن فتح نہوئی۔ ناچار واپس آئے۔

روز دیگر صدیق اکبر رایت برگرفته با جمعے از شجاعان و ابطال به مقاتله اہل ضلال شتافت و محاربات عظیم درمیان فریقین واقع شده بے حصول مقصد باز گشت

دوسرے دن حضرت صدیق اکبر بہادر نکے ایک جمعیت کے ساتھ علم دار بنکر لڑنے گئے۔ فریقین میں جنگ عظیم ہوئی لیکن وہ بھی بے نیل و مرام پلٹ آئے۔

و در نوبت سوم عمر بن الخطاب باز مره اصحاب روئے جنگ به محصوران آن قلعه قموص آورده و کوشش بسیار نموده بدستور سابق مراجعت فرمود۔

تیسرے دن عمر رضی اللہ علم اور لشکر لے کر قلعۂ قموص پر گیے۔ بعد کوشش بسیار مثل روز اول پلٹ آئے

بعد از آن که خسرو انجم با علم زرنگار متوجه

بالآخر جب آفتاب غروب ہوا تو

تسخیر دیار مغرب شد آن سرور بطحا و یثرب برزبان گوهر نثار معجز آثار بگزرانید که

سرور بطحی و یثرب نے ارشاد فرمایا کہ۔

لاعطین الرایة غدًا رجلًا کرارًا غیر فرار یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله یفتح الله علی یدیه۔

کل اس شخص کو علم دُون گا جو کرار و غیر فرار ہے اور اللہ و رسول اُسکو دوست رکھتے ہین اور وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اُسکے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

گویند علیؑ کرم الله وجهه بنابر عارضۂ رمد در مبداء حال در مدینه توقف فرمود درین اثنا مفارقت آنحضرت بر ضمیر منیرش دشوار آمده با اینکه داشت متوجه دست بوس گشت و در راه یا بعد از وصول برسول اللهؐ پیوست

روایت ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ آشوب چشم کے باعث مدینہ مین تشریف فرما تھے۔ بوجہ رفاقت رسول خدا پریشان خاطر ہوکر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آکر قدم بوس ہوئے۔

سهل بن سعد می گوید که در آن شب که حضرت رسالت این سخن فرموده غلغلۂ عظیم در میان اصحاب افتاده۔ آیا رایت بکدام یک زما خواهد داد۔ بریدة الحصیب گوید که هر که برسول اللهؐ قربے داشت امید داشت که صاحب علم او باشد و جمعے از قریش

سہل بن سعد کا بیان ہے کہ جس شب حضرت رسالت مآب نے علم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا تھا اُس شب اصحاب مین ایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا اور تمام اہل لشکر اسی خیال مین تھے کہ دیکھیے ہم مین سے کس کو علم عطا ہوتا ہے۔ بریدة الحصیب کا قول ہے جو لوگ رسول کے قرابتدار تھے ان کو علم ملنے کی اُمید تھی۔

گفتند مقرر است که مراد این مرد علیؑ ابن
ابیطالب نیست - چه او را چشم چنان
درد می کند - که موضع قدم خود را نمی بیند -
چون روز دیگر از نور طلعت خورشید
عالم افروز چشم عالمیان روشنی پذیرفت
و از لمعات آفتاب جهانتاب عرصهٔ
گیتی اضاءت پذیرفت سعادت مندان
فیروز جنگ در بیشهٔ وغا در کمر پلنگ وندے
و در بحر هیجا در کام نهنگ نهادندے بر در خیمهٔ
اقدس حضرت رسالت پناه مجتمع گشتند
و هر یک را تصور آن بود که این سعادت
عظمیٰ و موهبت کبرے نصیب او گردد -
سعد بن وقاص گوید که در برابر چشم رسول اللہ
بزانو در آمدم و بعد ازان برخاستم -
بامید آن که صاحب رایت من باشم - از
عمر فاروق منقولست که گفت من امارت
را هرگز دوست نداشتم - مگر در آن روز -
القصه چون حضرت مصطفےٰ صلعم از خیمه
بیرون آمد فرمود که علیؑ ابن ابیطالب

اور قریش کے ایک گروہ کا بیان تھا کہ
رسول اللہ صلعم کی مراد علیؑ ابن ابیطالب سے نہین
ہے اسلیے کہ وہ جناب آشوب چشم مین ایسے گرفتار
ہین کہ اپنے پاؤن بھی نہین دیکھ سکتے -
دوسرے دن جب خورشید عالم نے اپنے
نور سے اہل جہان کی آنکھین روشن کین
اور آفتاب کی چمک سے عرصهٔ گیتی منور ہوا سعادتمندان
طالب فتح جو مثل پلنگ بیشهٔ وغا و نہنگ
دریاے شجاعت تھے -
رسولخدا صلعم کے خیمهٔ اقدس پر جمع ہوگئے
ہر شخص متمنی تھا کہ اس سعادت عظمیٰ اور
منصب اعلیٰ سے مین ہی سرفراز ہون -
سعد بن وقاص کا قول ہے کہ مین رسول اللہ
صلعم کے سامنے اس امید پر زانوے ادب طے کرکے
کھڑا ہو گیا کہ علم بردار مین ہی کیا جاؤن -
حضرت عمر کہتے ہین کہ مین نے بجز اسدن کے
امارت کو اپنے لیے کبھی پسند نہین کیا تھا -
القصه جب آنحضرت صلعم خیمهٔ مبارک سے باہر
رونق افروز ہوے تو پوچھا کہ علی ابن ابیطالب کہان ہین -

کجاست مردم از ہر طرف آواز برآوردند کہ
چشم او چنان درد می کند کہ پیش پائے
خود نمی بیند۔ فرمان شد کہ او را بیارید
دست علیؑ گرفتہ حاضر ساختند ۔
حضرت سر او را بزانوئے مبارک خویش
نہادہ آب دہان مبارک در چشمانش افگند
وگفت۔
اللھم اکفہ الحر والبرد چون مرتضی علیؑ
از بلیہ رمد خلاصی یافت رایت را
باو دادہ ۔ فرمود برو التفات مکن
تا آن زمان کہ خدائے عزوعلا خیبر را
بردست تو مفتوح گرداند علی اندک
مسافتے قطع کردہ آواز برآورد
کہ یا رسول اللہ علی ماذا اقاتل حضرت
فرمود کہ
قاتلھم حتی تشھدوا ان
لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ
گفتہ اند کہ رسول اللہ زرہ خود بعلی مرتضیٰ
پوشانید و ذوالفقار در میان او بستہ

لوگون نے عرض کیا کہ اُنکو اسدرجہ آشوب
چشم ہے کہ اپنا پاؤن تک نہین دیکھ سکتے۔
حکم ہوا۔ میرے پاس لے آؤ۔ لوگ
حضرت امیر المومنینؑ کا ہاتھ تھام کر حضرت
رسول اللہؐ کی حضور مین لائے۔ آنحضرتؐ
نے حضرت علیؑ کا سر زانوئے اقدس پر
رکھا اور لعاب دہن مبارک آپ کی
آنکھون مین ٹپکایا۔ اور فرمایا خداوندا اسکو
سردی و گرمی سے محفوظ رکھیو۔ جناب علی مرتضیٰ
علیہ السلام نے آشوب چشم سے فوراً صحت پائی۔
آنحضرت صلعم نے علم لشکر جناب علی مرتضیٰ کو مرحمت
فرمایا۔ اور حکم دیا کہ میدان جنگ مین جاؤ اور
اُسوقت تک کہ خدائے عزوجل اس جنگ
خیبر کو تمھارے ہاتھ پر فتح بخشے برابر لڑتے رہو۔
علی مرتضیٰ علیہ السلام نے تھوڑی دور جاکر عرض کیا
کہانتک لڑون۔ فرمایا جبتک وہ کلمہ شہادتین
پڑہین (روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسولخدا
صلعم نے فرمایا۔ فواللہ لان یھدی اللہ
بک رجلاً واحداً خیر لک من

رایت نصرت بدست دادہ علی مرتضیٰ قدم
درنہاد و نزدیک حصن قموص رسید علم در
تودۂ از سنگ ریزہ فروبرد۔ و درحین یکے
از احبار یہود۔ بربالاے حصار آمدہ ۔
پرسید۔ کہ اے صاحب رایت توکیستی وچہ
نام داری۔ حیدر کرارؑ جواب داد کہ منم
علی ابن ابیطالبؑ ۔ یہودی با فوج خویش
خطاب کرد کہ بہ توریت سوگند کہ مغلوب
گشتید گویند کہ نخستین کسیکہ از حصن حصین
با فوج خویش بجنگ بیرون آمد حارث
یہودی برادر مرحب بود و حرب آغاز
کردہ مسلمانان را منہزم گردانید امیرالمومنینؑ
متوجہ حارث شد۔ و بیک ضرب تیغ
اُورا بدوزخ رسانید مرحب چون بہ کشتہ
شدن برادر خویش واقف شد۔ باطائفہ
از اہل شجاعت سلاح پوشیدہ بہ کین
برادر پا از پائے درحصار بیرون نہاد۔
مرحب مبارزے بود بالا و بلند و تنومند
کہ سنان نیزہ او سہ من وزن داشت

ان یکون لک حمر النعم یعنی قسم بخدا کہ
تمھارے سبب سے خدا ایک مرد کو راہ راست
پر لائے تو اس سے تمھارے لیے بہتر ہے کہ
سرخ بال والے اونٹ تمھارے ملک مین ہون
روایت ہے کہ رسولِ خدا نے اپنی زرہ
علی مرتضیٰ کو پہنائی۔ ذوالفقار آپ کے
کمر مین لگائی اور علم لشکر دست مبارک
مین دیا۔ امیرالمومنین رخصت ہوکر
روانہ ہوے اور قلعۂ قموص کے نزدیک
جاکر علم قلعہ کے نیچے ایک پتھریلی زمین
مین گاڑ دیا۔ ایک عالم یہودی نے بالائے قلعہ سے
پوچھا کہ اے علم بردار تم کون ہو اور کیا نام ہے حیدر کرار
نے جواب دیا کہ "مین علی بن ابی طالب ہون" یہ سنکر
اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر کہا کہ "توریت کی قسم
ہم سب مغلوب ہوئے۔ کہتے ہین کہ سب سے پہلے جو شخص
لڑنے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا
وہ حارث مرحب کا بھائی تھا جسنے سب مسلمانون کو
ہزیمت دی تھی امیرالمومنینؑ حارث کی طرف بڑھے اور
ذوالفقار کے ایک ہی وار سے اسکو واصل جہنم کیا

و در شجاعت و مبارزت از مردم خیبر نظیر نداشت دو زره پوشیده و دو شمشیر حمائل کرده و دو عمامه بر سر بسته و خودے بر بالائے آن نهاده در میان میدان آمد و رجزے می خواند که اولش این بود "قد علمت خیبر انی مرحب" و هیچ کس از سپاه اسلام نتوانست که با او در مقام مقاتله آید لاجرم شاه مردان و شیر یزدان علی بن ابیطالب بجانب او روان شد۔ و برزبان مبارکش رجزے جاری گشت "انا الذی سمتنی امی حیدر" مرحب خواست که تیغے با امیر المومنین علیؑ زند۔ امیرؑ پیش دستی نموده ذوالفقار بر سر آن ملعون نابکار فرود آورد۔ چنانچه از سر خود و دستارش گذشته بدندانهائے روسیاه گذشته تا قربوس زین رسید۔ و حیدر کرار بکشتن یهودان بازو کشاده هفت کس از رؤساء ابطال خیبر بضرب تیغ

مرحب نے اپنے بھائی کے مارے جانے کی خبر سنکر ہتیار اپنے بدن پر سجے اور ایک گروہ شجاعان یہود کے ہمراہ اپنے بھائی کا خونبہا لینے کو قلعہ سے باہر نکلا وہ ایسا بلند قامت بہادر تھا جس کے نیزہ کی سنان کا وزن تین من تھا اور شجاعت و مبارزت میں اسکا سارے خیبر میں نظیر نہ تھا۔ دوہری زرہ پہنے تھا دو تلوارین کمر میں لگا کے اور دو عمامے سر پر باندھے اور اُن کے اوپر خُود رکھکر اس شان و شوکت سے میدان جنگ میں آیا اور رجز خوان ہوا کہ سارا خیبر آگاہ ہے کہ میں مرحب ہوں سپاہ اسلام سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس سے لڑنے کو نکلے آخر شاہ مردان و شیر یزدان علی بن ابی طالبؑ اسکے مقابل ہوئے۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ رجز جاری تھا کہ میں وہ ہوں جسکا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔ مرحب نے چاہا کہ امیر المومنینؑ پر تلوار کا وار کرے کہ آپ نے سبقت کر کے ذوالفقار اس کے سر نحس پر اس زور سے ماری کہ سر اور خود اور عمامہ اور دندان نحس کاٹتی ہوئی قربوس زین تک پہونچی مرحب کو قتل کر کے آپ دوسروں کی طرف بڑھے اور رؤساء خیبر سے سات شخص قتل کیے باقی سب فوج خوف اور ہیبت سے

"قدوۂ اولیا" کشتہ شدند و سائر یہودی
روئے ہزیمت بجانب قلعہ نہادہ علی مرتضی
درعقب ایشان دوان شد و در آن
اثنا یکے از مخالفان خیبرے باامیرالمومنین
علی تیغے زد کہ سپر از دستش بر زمین
افتاد و دیگرے ہم از ایشان سپر گرفتہ
روئے بگریز نہاد۔ امیرالمومنین علیؑ
درین صورت بغایت خشمناک شد
وخود درا بر حصار قموص رسانید و در
آہن حصار را برکندہ سپر خویش ساخت
روایت کردہ اند کہ چون علی کرم اللہ
وجہہ در حصن را گرفتہ بجنبانید۔ تمامت
حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر جن از
تخت افتاد روئے او مجروح شد۔ وبعد
ازان کہ جناب ولایت پناہ را از جنگ
فراغتی روے نمود۔ آن در را بمقدار
ہشتاد وجب۔ از پس پشت خویش
دور انداخت و ہفت کس از لشکر اسلام
کہ در غایت قوت بودند ہر چند خواستند

قلعہ کی طرف بھاگ گیے حیدر کرار نے
انکا تعاقب کیا کسی نے حضرت کو
تلوار ماری جس سے آپکی سپر گر گئی
اور ایک شخص اُس کو لے کر بھاگ گیا۔
حیدر کرار جوشِ دین سے غیظ مین
آکر قلعۂ قموص کے دروازہ تک
پہونچے اور قلعہ کا دروازہ آہنی
اکھاڑ کر بجائے سپر لیا۔ در قلعہ
اس زور سے اکھاڑا کہ تمام قلعہ
ہل گیا۔ صفیہ دختر جن تخت پر سے
گر گئی اور چہرہ مجروح ہو گیا۔
جنگ سے فراغت پاکر امیرالمومنینؑ
نے پس پشت سے دروازہ کو اسّی
بالشت کے فاصلہ پر پھینک دیا
لشکر اسلام سے سات آدمیون
نے جو بہت ہی قوی و تنومند تھے
ملکر دروازہ پلٹنے کی کوشش کی
مگر نہ پلٹا سکے۔

که باتفاق یکدیگر در را از پہلوے بہ پہلوے
دیگر بگردانند نتوانستند وزن در خیبر ہشت
صد من بود وزمرہ از شیعه سه ہزار من گفته اند
وہم ایشان گفته اند که ہفتاد تن از برداشتن
آن عاجز ماندند۔ وبالجمله چون اہل حصن قموص
وسائر مردم قلعهٔ خیبر چنان امر غریب از امیرالمومنینؑ
حیدر مشاہدہ کردند فریاد الامان برآوردند علی ابن
ابیطالبؑ بعد از رخصت حضرت رسالتؐ
ایشان را امان داده چون خبر فتح خیبر بسمع
ہمایون رسید بغایت مسرور وشادان گشت
درحین توجه علی بملازمت از خیمه باستقبال
قدم مبارک بیرون نہاد روے او در کنار گرفته
ہر دو چشمش بوسید وفرمود سعی مشکور وکردار
مشکور تو بمن رسید خدا از تو راضی ست ومن
از تو راضی ہستم حضرت امیرالمومنین را ازین سخن
گریه دست داد حضرت فرمود که اے علیؑ این
گریه شادیست یا گریه حزن۔ جواب داد که گریه
فرح است وچگونه فرحناک وشادمان نباشم که
تو از من راضی باشی۔ رسولؐ الله فرمود که

اس دروازہ کا وزن آٹھ سو من تھا
اور حسب روایت شیعه تین ہزار
من اور ستر آدمیون نے اس کے
اُٹھانے کی کوشش کی تھی۔ القصه
جو لوگ اور کل خیبری جو قلعه
قموص مین پناہ گزین تھے امیرالمومنینؑ
کی طاقت اور شجاعت دیکھکر متحیر
ہوکر الامان۔ الامان پکارنے لگے۔
آپ نے رسول اللہ سے اجازت
لیکر انکو امان دی جناب سرور
کائنات علیه التحیة والثنا فتح خیبر کی
خبر سنکر بہت ہی مسرور ہوئے اور
جب امیرالمومنین قریب خیمه پہونچے
تو سرور عالم نے خیمهٔ مبارک سے نکل کر
آپ کا استقبال فرمایا اور بغلگیر ہوکر
دونون آنکھون کے بوسے لئے اور
بعد اظہار مشکوری وخوشنودی خدائے
عزوجل ارشاد فرمایا اے علیؑ مین اور خدا تم سے
راضی ہین امیرالمومنین علیه السلام رونے لگے

نہ من تنہا از تو راضی ام بلکہ خدائے	آنحضرت نے پوچھا کہ یہ گریہ شادی ہے یا گریہ غم عرض کیا
عز و علا و فرشتگان و جبرئیل	کہ گریۂ شادی ہے اور کیون مسرور و شاد نہ ہون جبکہ حضور مجھے
و میکائیل از تو راضی	راضی ہین۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ نہ صرف مین بلکہ خداوند
ہستند۔	عز و جل اور ملائکہ اور جبرئیل اور میکائیل تم سے راضی ہین۔

اصحاب خواہان غنیمت تھے۔

کہان ہین شیفتگان صحابہ جو اصحاب کو حرص و طمع سے پاک بناتے ہین۔ ذرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ان الفاظ پاک پر ''لا یخرج معی احد الا للجہاد'' پر نگاہ کرین جن کو مال غنیمت کی طمع اس درجہ تھی کہ آخر آنحضرت صلعم نے اصحاب سے صاف ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ خیبر کو وہی آئے جس کو صرف جہاد کرنا مقصود ہو۔ یعنی جسکو غنیمت کی خواہش ہو وہ نہ آئے۔ آپ کے اس ارشاد کو شبلی صاحب نعمانی نے بھی سیرت النبی جلد اول (صفحہ ۳۵۲) مین باین الفاظ لکھا ہے۔

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اس لڑائی مین صرف وہ لوگ شریک ہون جن کا مقصد محض جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اصحاب ثلاثہ نے اس جنگ مین ''قاتلوا و قتلوا'' کا فرض کہان تک ادا کیا۔

حضرت ابوبکر و عمر کا لڑنے کو جانا اور فرار ہونا۔

واضح ہو کہ خیبر مین جو چھ (۶) قلعے تھے اُن مین بیس ہزار سپاہی موجود تھے ان سب مین قلعۂ قموص بہت مضبوط اور محفوظ تھا مرحب عرب کا مشہور پہلوان جو ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا اسی قلعہ کا رئیس تھا۔ رسول اللہ صلعم ہر روز کسی ایک صحابی کو علم دار بنا کر فوج کے ساتھ لڑنے کو بھیجتے تھے مگر وہ ناکام واپس آتے تھے۔

ایکروز حضرت عمر علم اور لوگون کو ساتھ لے کر گئے مگر وہ بھی مثل اور ون کے پلٹ کر آئے۔

دوسرے دن حضرت ابوبکر گئے مگر اُن کو بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تیسرے روز پھر حضرت عمر معہ علم

وسپاہِ اسلام گئے لیکن مثل روزِ اوّل ناکام واپس ہوئے۔ اُسی شام کو رسول خدا صلعم نے اصحاب سے خطاب کر کے فرمایا لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کراراً غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل مین اُسکو علم دونگا جو کرّار غیر فرار ہے اور اُس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہین۔ اور وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ کل مورخین متفق البیان ہین کہ "عمر فاروق گفت من امارت را ہرگز دوست نداشتم مگر دران روز" حضرت عمرؓ کی یہ تمنا عجیب وغریب و دلچسپ ہے کہ بقول صاحب حملہ حیدری ؎

عجب زو کہ این آرزوئے نمود وے لفظ فرّار نہ شنیدہ بود

اگرچہ اس حدیث کو سب مورخین اور محدثین نے لکھا ہے مگر بعض حضرات اہلسنت حدیث کے یہ الفاظ کرّار غیر فرار اور حضرت عمر کے فرار کرنے سے اِنکار کرتے ہین چنانچہ آپ بھی اُنھین لوگون کے ہم خیال ہو کر تحریر فرماتے ہین۔

"اگرچہ قلعۂ خیبر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ہاتھ پر فتح نہین ہوا لیکن فتح نہ ہونا مستلزم فرار نہین ہے۔ بھاگنا جنگ خیبر سے حضرات شیعہ نے کہان سے ثابت کیا"

اور جناب شبلی صاحب نے تو اِس روایت کو جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام نے قلعۂ قموص کے دروازہ کو اُکھاڑ کر سپر بنا لیا بازاری قصہ بتاتے ہین جیسا کہ سیرۃ النبی ط ۳۵۸) مین تحریر فرماتے ہین

"یہ سب لغو روایتین اور بازاری قصے ہین"

اسناد علماء اہل سنت دربارۂ فرار

حالانکہ یہ حدیث اور در قلعہ کا سپر بنانا اور فرار حضرات شیخین جمیع کتب اہلسنّت وغیرہ یعنی روضۃ الاحباب حبیب السیر۔ معالم التنزیل۔ ازالۃ الخفاء وغیرہ وغیرہ سے ثابت ہے۔ بعض اقوال اس جگہ نقل کیے جاتے ہین۔

پہلا۔ روز اوّل(۱) عمر جنگ کرد۔ و روز دوّم(۲) ابوبکرؓ و روز سوّم(۳) باز عمر بجنگ رفت و حصن

مفتوح نگشت شب ہنگام حضرت رسالت مآب صلعم فرمود لاعطین الرایۃ غدا رجلا
کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ
یفتح اللہ علی یدیہ" امیر المومنینؑ در آن روز ہفت کس از
روساء و شجعان یہود بقتل آورد۔ یہود ہمہ بجانب قلعہ فرار نمودند۔ امیر المومنینؑ از عقب
ایشان میرفت در آن حالت یہودی ضربت بدست امیرؑ زد۔ چنانکہ سپر از دستش بیفتاد
و یہود دیگر مبارزت نمودہ آنرا برداشت علیؑ بغایت در غضب شدہ حملہ کردند تا خود را بدر
حصار رسانید۔ و یک در آہن حصار را بر کند و سپر خویش ساخت۔ بعد از آنکہ جنگ آخر شد۔
علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آن در را از پس سر خود ہشتاد (۸۰) وجب دور انداخت۔ ہفت تن خواہستند
کہ باتفاق آن را از روئے بار روئے دیگر گردانند نتوانستند و چہل تن خواستند کہ بلادہم دیگر آن را
بردارند عاجز شدند۔ (از روضۃ الاحباب صفحہ ۳۸۷)۔

دوسرا

قال فان رسول اللہ	حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے
صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر	ابو بکر کو بھیجا اور اُن کو فوج دیکر علم اُن کے ہمراہ
وعقد لہ الرایۃ فرجع فبعث	کیا وہ لوگوں کے ساتھ واپس آگئے پھر عمر کو فوج
عمرا وعقد لہ الرایۃ فرجع بالناس	دیکر علم اونکے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آگئے پھر حضرت نے فرمایا۔ البتہ ہم علم ایسے
وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب	شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو بہت
اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ	محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اُس سے
کرارا لیس بفرار وارسل الی	محبت کرتے ہیں وہ کرار غیر فرار ہے رسول اللہ
وانا ارمد فقلت انی ارمد۔ فتفل	نے آدمی بھیجکر بلایا۔ میری آنکھیں دکھ رہی تھیں

فی عینی وقال اللهم اکفه اذی	مین نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے آنحضرت نے
الحر والبرد فما وجدت حراً بعد	اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار
ذلك ولا برداً	انکو گرمی وسردی کی ایذا سے بچا پس اس کے
(اخرجه احمد والنسائی) ازارجح المطالب ص ۶۶۶	بعد مجھے گرمی نے ستایا نہ سردی نے۔

تیسرا[۳]۔ از آنجمله آنکه در غزوۂ خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضیٰ دادند و بآنجانب روان ساختند فتح آن حصن بر دست او متحقق گشت۔

قال محمد بن اسحاق حدثنی	حاصل ان روایتون کا یہ ہے کہ
بریدة بن سفیان عن ابیه عن سلمة	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بن الاکوع قال بعث رسول الله	ابو بکر کو علم دیکر جنگ خیبر مین روانہ
صلی الله علیه وسلم ابابکر برایته الی	کیا۔ اور وہ بلا فتح کے واپس
بعض حصون خیبر فقاتل ورجع	آئے۔
ولم یکن فتح وقد جهد ثم بعث من	دوسرے دن عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت
الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح	مشقت اٹھا کر پلٹ آئے۔ آنحضرت صلعم
وقد جهد فقال رسول الله صلی الله	نے فرمایا کل ہم اس شخص کو علم دین گے
علیه وسلم لاعطین الرایة غداً رجلا	جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور
یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله	خدا اور رسول اسکو دوست رکھتے ہین۔
کراراً غیر فرار لا یرجع حتی یفتح الله	وہ شخص کرار غیر فرار ہے اور بغیر فتح واپس

على يديه قال يقول سلمة فدعا
عليًا وهو ارمد العينين فتفل فى
عينيه ثم قال خذ هذه الراية فامض
بها حتى يفتح الله عليك قال يقول
سلمة فخرج بها يهرول هرولة
وانا خلفه نتبع اثره حتى ركز رايته
فى رضم من حجارة تحت الحصن
فاطلع اليه اليهود من راس الحصن
قالوا من انت قال انا علىؑ بن
ابى طالبؑ قال تقول اليهود علوتم
وما انزل على موسى اوكما قال فما
رجع حتى فتح الله على يديه قال
ابن اسحاق حدثنى عبد الله بن
حسن عن بعض اهله عن ابى رافع
مولى رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال خرجنا مع علىؑ بن ابيطالبؑ
حين بعثه رسول الله برايته فلما دنا
الحصن خرج اليه اهله فقاتلهم
فضربه رجل من يهود فطرح ترسه

نہوگا پھر حضرت علیؑ کو طلب فرمایا حالانکہ حضرت
کو آشوب چشم تھا رسولؐ اللہ نے اپنا لعاب
دہن آنکھوں مین لگایا اور علم دیکر فرمایا
اب جاؤ اور یہانتک لڑو کہ خدا تمھارے
ہاتھ پر فتح کرے سلمہ کہتے ہین کہ حضرت علیؑ
دوڑتے ہوئے چلے حضرت کے پیچھے پیچھے
مین بھی تھا یہان تک کہ آپ قلعۂ قموص
کے قریب پہونچے آپ نے علم کو ایک پتھر
مین گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے بالائے
قلعہ سے پوچھا تم کون ہو آپ نے فرمایا
مین علیؑ ابن ابیطالبؑ ہون اُس نے
کہا توریت کی قسم کہ تم عالی اور غالب
ہوے۔ پس جبتک حضرت نے قلعہ فتح
نہ کیا مراجعت نہ فرمائی۔
ابو رافع غلام رسولؐ خدا صلعم سے
منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ متصل قلعہ
پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک یہودی
نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی
پس جناب امیرؑ نے در قلعہ قموص کو اٹھا کر

من يده فتناول عليؓ باباً كان	دست مبارک مین بجائے سپر کے لیا
عند الحصن فترس به عن نفسه	اور لڑتے رہے یہان تک کہ قلعہ فتح
فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح	ہوا اور آپ نے اُس در کو پھینکدیا ہم لوگ
الله على يديه ثم القاه من يده	سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اُس کو
حين فرغ فلقد رأيتني في نفر	حرکت دین مگر باوجود کمال کوشش
سبعة انا منهم نجهد على ان	کے اُسکو جُنبش نہوئی۔
نقلب ذلك الباب فما نقدر۔	اور بخاری نے روایت کی ہے
اخرج البخاري عن سلمة بن الاكوع	کہ حضرت علیؓ کو آشوب چشم تھا
قال كان عليؓ بن ابي طالب تخلف	اس وجہ سے رسولؐ اللہ کے
عن النبيؐ في خيبر كان رمدا وقال	ہمراہ خیبر نہین گئے
انا اتخلف عن النبي صلى الله	مگر حضرت علیؓ کو رسولؐ اللہ کی
عليه وسلم فلحق به فلما بتنا الليلة	مفارقت گوارا نہوئی اور اُسی حالت
التي فتحت قال لاعطين الراية	مین چلے آئے اور آنحضرت سے
غدا وليأخذن الراية غدا رجل	ملے۔ جس صبح کو قلعہ فتح ہوا رسولؐ اللہ نے
يحبه الله ورسوله يفتح الله	فرمایا کل ہم علم اُس کو دین گے جسے خدا اور رسولؐ
عليه فنحن نرجوها فقيل هذا	دوست رکھتے ہین ہم سب اُسکے متمنی تھے مگر
عليؓ فاعطاه ففتح عليه	آنحضرت صلعم نے علم حضرت علیؓ کو عطا کرکے
ازالة الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۵۶	فرمایا خدا اس کے ہاتھ پر فتح دیگا پس علیؓ نے
مطبوعہ مطبع صدیقی	قلعہ فتح کیا۔

چوتھی

واشتهار جهاده فيها غير	رسول اللہ نے دس دن سے زیادہ
خفي وفتح الله تعالى على يده	تک قلعہ کا محاصرہ رکھا اور آپ کا علم
فان النبي عزم حصر حصنهم بضعة	حضرت علیؑ کے ہاتھ مین تھا مگر اُن کو
عشر يومًا وكان الراية بيد عليؑ	آشوب چشم تھا۔
فاصابه رمد فسلم النبي الراية	لہذا حضرت ابو بکر کو دیکر ایک
الى ابي بكر فانصرف مع	گروہ کے ساتھ لڑنے کو بھیجا وہ گئے
جماعة فرجعوا منهزمين	مگر معہ جماعت شکست اُٹھا کر اور خوف
خائفين فدفعها من ابي بكر	زدہ ہو کر واپس چلے آئے
الى عمر ففعل مثل ذلك	دوسرے دن حضرت عمر کو اُسی شان سے
فقال النبي لاسلمن الراية	بھیجا لیکن یہ بھی مثل حضرت ابو بکر واپس
غدًا الى رجل يحبه الله	آئے۔ اب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین
ورسوله ويحب الله ورسوله	ایسے شخص کو علم دونگا جس کو خدا اور
كرارًا غير فرار ائتوني بعلي	اُس کا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ
فقيل به رمد فتفل في	خدا اور رسول کو۔ وہ حملہ کرنیوالا ہے
عينيه ودفع الراية اليه	اور بھاگنے والا نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ
فقتل مرحبًا فانهزم اصحابه	علیؑ کو بلاؤ اصحاب نے کہا کہ انکو درد چشم
واغلقوا الابواب وفتح علي	ہے۔ حضرت علیؑ آئے آنحضرت نے
الباب وقلعه وجعله جسرًا	لعاب دہن مبارک آپ کی آنکھون مین
على الخندق وعبروا	لگایا اور علم دیکر بھیجا آپ گئے اور مرحب کو

وظفروا فلما انصرفوا اخذہ	قتل کیا۔ اور مشرکین شکست پاکر قلعہ مین
بیمینہ ورماہ اذرعاً و	بھاگ گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کرلیا حضرت
کان یغلقہ عشرون رجلاً	علیؑ نے جوش شجاعت مین قلعہ کا دروازہ
وعجز المسلمون عن نقلہ	اکھاڑ کر اپنے ہاتھ مین لے لیا اور چند ہاتھ دور
سبعون رجلاً وقال علیؑ	اسے پھینکدیا اس دروازے کو بیس آدمی
ماقلعت باب خیبر	بند کرتے تھے اوسیکا پل خندق پر بنایا آپ
بقوۃ جسمانیۃ ولکن قلعتہ	معہ ہمراہیان خندق پرسے اوسی پل پرسے
بقوۃ ربّانیّۃ	عبور کرگئے۔ ستر مردون نے ملکر اُس دروازہ
شرح تجرید علامہ قوشجی صفحہ ۳۸۰	کو اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھا سکے۔ حضرت علیؑ نے
(از مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین)	فرمایا کہ در قلعہ مین نے قوت جسمانی سے
صفحہ ۲۳۶	نہین بلکہ قوت ربّانی سے اُکھاڑا تھا۔

پانچوین۔ یہی تاریخ ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۴۷۔ مین ہے۔

چھٹی۔ سار رسول اللہ الی خیبر فلما اتاھا بعث عمر ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ کے ایک تلوار ماری جس سے علیؑ کے ہاتھ مین سے ڈھال گر گئی۔ اسواسطے حضرت علیؑ نے دروازہ اپنے ہاتھ مین اُٹھا لیا اور اسے اپنی ڈھال بنا لیا اور اسی کو ہاتھ مین لیے اُس وقت تک لڑتے رہے کہ یہ لڑائی تمام ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ اُن کے ہاتھ سے فتح کرادیا۔ جب قلعہ فتح ہوگیا تو اُنھون نے اُسے پھینکدیا۔ ساٹھ آدمیون نے ہرچند کوشش کی کہ اسے پلٹ دین مگر یہ دروازہ ایسا بھاری تھا کہ پلٹ بھی نہ سکے۔ (منقول از تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۹۵)

ساتوین سار رسول اللہؐ الی خیبر	رسول اللہ صلعم خیبر کی طرف تشریف لے چلے
فلما اتاھا بعث عمرؓ وبعث	جب وہان پہونچے تو عمر کو اور لوگون کے ساتھ
الناس الی مدینتھم او قصرھم	خیبریون کے شہر یا قصر کی طرف بھیجا پس
فقاتلوھم فلم یلبثوا ان	اُن لوگون نے قتال کیا تھوڑی دیر نگزری
ھزموا عمرؓ واصحابہ فجاءوا	تھی کہ یہودیون نے عمر اور اُن کے ساتھیونکو
یجبّنونہ ویجبّنھم اخرجہ	ہزیمت دی۔ پس وہ لوگ عمر کو نامرد
الحاکم (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۹۴ چھاپہ بریلی)	بتاتے تھے۔ اور عمر اُن کو۔

آٹھوین۔ یہی روایت تاریخ طبری مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

عن بریدۃ الاسلمی قال	بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ
لما کان حین نزل رسول اللہ	جب رسول اللہ صلعم نے قلعہ خیبر کے پاس
صلعم بحصن اھل خیبر اعطی	نزول فرمایا تو اپنا علم لشکر حضرت عمر کو دیا۔
رسول اللہ صلعم اللواء عمر بن	عمر اور اُن کے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ
الخطاب ونھض من نھض معہ	اہل خیبر کے مقابلہ مین آئے مگر حضرت عمر
من الناس فلقوا اھل خیبر	اور اُن کے اصحاب بھاگ نکلے اور رسول اللہ
فانکشف عمر واصحابہ	کی طرف پلٹے حضرت عمر اپنے ساتھیون کو
فرجعوا الی رسول اللہ صلعم	بودا کہتے تھے اور لشکر حضرت عمر کو بودا
یجبّنہ اصحابہ ویجبّنھم	کہتا تھا۔
فقال رسول اللہ صلعم لاعطین	تب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین علم اُس شخص
اللواء غداً رجلاً یحبّ اللہ	کو دون گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے

ورسولہ ویحبہ اللّٰہ ورسولہ فلما	اور خدا اور رسول اُس کو دوست رکھتے ہین
کان من الغد تطاول لہا ابوبکر	دوسرے دن پھر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو علم کی تمنا
وعمر فدعا علیا عم وھوارمد	ہوئی مگر رسول اللہ نے ۔ قاتل المشرکین امیرالمومنین
فتفل فی عینیہ واعطاہ اللواء	علیؑ ابن ابیطالبؑ کو علم لشکر دیا اور آپکے آشوب
(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۹۳)	چشم کا علاج رسول اللہ نے اپنے لعاب دہن سے کیا۔

نوٹ ۔ قلعہ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا اس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمرؓ کو بھیجا۔ لیکن دونون ناکام واپس آئے۔ طبری مین روایت ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن جم نہ سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج والون نے ان کی نسبت خود یہی شکایت کی۔

(جلد اول صفحہ ۳۵۶) سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی۔)

الحاصل ان تمام اقوال و الفاظ سے ۔ کرار غیر فرار کی صحت ثابت ہے جس مین بفرط محبت صحابہ کی تحریف کی گئی ہے ۔ مگر بفحوائے شعر۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۔ کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اگر لفظ فرار سے انکار ہے تو کیا خدا کی اس آیت سے بھی انکار کرین گے

آیہ کریمہ جنگ مین کفار کو اپنی پشت نہ دیکھاؤ۔

یا ایہا الذین امنوا اذا	اے ایمان لانیوالو جس وقت کافرون سے
لقیتم الذین کفروا زحفا	جنگ مین سامنا کرو تو انکو پیٹھ نہ دکھاؤ اور
فلا تولوھم الادبار ومن یولھم	اُس دن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اسکے کہ لڑائی
یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال	کے لیے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے
او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب	پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا مین

من الله وماوٰہ جہنّم وبئس — گرفتار ہوگا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت

المصیرؕ (پ۹ - س انفال) — ہی بری جگہ ہے۔

اس آیت مین صاف حکم ہے کہ صادق الایمان وہی ہے کہ جو میدان جنگ مین کفّار سے مقابل ہو تو یہانتک لڑے کہ اِن پر فتحیاب ہو یا وہین شہید ہو کر جنت مین جائے۔ ورنہ مستوجب عذاب ہے پس جبکہ یہ حضرات میدان کارزار مین گئے اور ہر بار مع الخیر پلٹ آتے رہے تو ہم نہین جانتے کہ محبّان صحابہ فقد باء بغضب من الله وماوٰہ جہنّم وبئس المصیر کی کیا تاویل کرین گے۔

حدیث دربارہ تفضیلت حضرت علی علیہ السلام۔

دوسرے اگر کرّار غیر فرّار سے انکار ہے تو حدیث کے اِن الفاظ یحب الله ورسولہ ویحبہ الله ورسولہ سے تو انکار نہین ہے جو صحیح بخاری مین ہے جس کی تصدیق شبلی صاحب بھی اس تصریح سے کرتے ہین۔

> اسقدر صحیح ضرور ہے کہ اس مہم پر جو پہلے بڑے بڑے صحابہ ہی بھیجے گئے تھے لیکن فتح کا فخر کسی اور کی قسمت مین تھا جب مہم مین زیادہ دیر ہوئی تو ایک دن شام کو آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ کل مین اُس شخص کو علم دونگا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دیگا۔ اور جو خدا اور اُس کے رسول کو چاہتا ہے۔ اور خدا اور خدا کا رسول بھی اُس کو چاہتے ہین۔
>
> یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہین سیرۃ النبی (صفحہ ۳۵۶)

اس حدیث مین یہ آیۂ کریمہ" ان کنتم تحبون الله فاتّبعونی یحببکم الله کی طرف اشارہ ہے یعنی۔ خدائے پاک فرماتا ہے اے رسوؐل کہدو اِن سے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تاکہ خدا بھی تم کو دوست رکھے۔ پس اِن الفاظ پاک سے ثابت ہے کہ صحابۂ رسوؐل مین کوئی صحابی بجز جناب امیر علیہ السلام کے خدا اور رسول کا حبیب نہ تھا۔ اور نہ خدا اور رسول سوائے

نفس رسول کے کسی کو محبوب رکھتے تھے۔ اور علی الخصوص حضرت ابوبکر و عمرؓ تو اس تعریف و توصیف سے قطعاً خارج ہین۔ کیونکہ جناب رسول اللہ نے اِن دونون صاحبون کے مقابلہ مین ان کے فرار ہونے کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔

پس اس حدیث سے جناب امیرؑ کا کامل الایمان اور اِن حضرات کا ناقص الایمان ہونا ثابت ہوا۔ و این عین مطلوب شیعان ست۔

اب اگر یہ تعصب نہین ہے تو پھر کیا ہے کہ جس کرار غیر فرار نے مشرکین و کفار کا قلع و قمع کیا جس کی شجاعت کا یہ حال ہو کہ "مرحب خواست تیغ برامیرالمومنینؑ زند۔ علیؑ تمہید ستی نمودہ ذو الفقار بر سر آن ملعون فرود آورد۔ چنانکہ از سر خود و دستارش گذشتہ بندا نہائے رو سیاہ پیوستہ تا قربوس زین رسید" اس کے مقابلہ مین اِن اصحاب کو جن کا میدان حرب سے بار بار پلٹ کر آنا تصریح و توضیح سے بیان کرین اشجع الصحابہ۔ اشجع الناس اشدا علی الکفار بتائین۔

اللہ اللہ جس کی دینی خدمات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مرتبت و منزلت فرمادین" از خیمہ مبارک باستقبال امیرالمومنینؑ قدم بیرون نہادہ او را در کنار گرفت و ہر دو چشمش بوسید" جس لڑائی کے فتح ہونے پر صاحب و ما ینطق عن الہویٰ فرمادین "اے علی نہ من تنہا از تو راضیم بلکہ خدائے عزوعلا۔ و فرشتگان و جبرئیلؑ و میکائیل از تو راضی ہستند" اس کرار و غیر فرار پر مفرورین کو فضیلت دین جس روایت پر شاہ ولی اللہ صاحب اور دیگر محدثین کا اتفاق ہو"

چون علی کرم اللہ وجہہ درحصن راجبنا نید تمامی حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر حی از تخت اُفتاد و روئے او مجروح شد و اہل قلعہ چون آن قوت دیدند امان طلبیدند۔ حضرت امیرؑ بعد از استجازہ رسول اللہ صلعم ایشان را امان داد۔

طعن مولوی علی حیدر صاحب

جناب شبلی صاحب اس کو لغو اور بازاری قصے بتاتے ہیں اور جناب مولوی علی حیدر صاحب اس کلام سے منتہی الکلام کو زینت دیں۔

انچہ از آن جناب حضور پیغمبر صلعم از قلعہ باب خیبر وغیر ذلک صدور یافتہ بلاریب از قبیل معجزہ و برکات سرور کائنات بودہ پس اگر در واقع بہ صفت اشجعیت انصاف میداشت لا اقل در وقتیکہ اعوان و انصار و خلیفۂ اول دروازہ را بر شکم مبارک سیدۃ النساء فرو گرفتند و خانہ او سوختند و قرآن مجید را تحریف و تحریق کردند و ام کلثوم را بغصب بردند چیزے از شجاعت بظہور میکرد حالانکہ بتاکید تمام مامور بحفظ ناموس اہلبیت بود و اثرے از آن ظہور نمود پس دعوے شجاعت را چہ معنی۔

یعنی حضرت علیؑ کی شجاعت جو قلعۂ خیبر اور مثل اس کے دیگر لڑائیوں میں بیان کیجاتی ہے وہ پیغمبر خدا کے معجزات کے سبب سے تھی اور اگر حضرت علیؑ واقعی شجاع ہوتے تو جس وقت اعوان و انصار خلیفہ اول نے دروازہ سیدہؑ کے شکم مبارک پر گرایا تھا۔ اور گھر کو جلا دیا قرآن مجید کو تحریف کیا۔ اور ام کلثوم کو غصب سے لیگیے۔ ان واقعات کے وقت بھی کچھ شجاعت دکھائی ضرور تھی حالانکہ ایسے واقعات سترگ میں کچھ بھی شجاعت ان کی ظاہر نہیں ہوئی۔ اس پر دعوائے شجاعت کیا جاتا ہے۔

تردید قول بالا

اس موقع پر بمصداق شعر

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

انہیں کے پیر و مرشد اور خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کا یہ قول قابل ملاحظہ ہے۔

باید دانست کہ در عالم ہیچ کس نبودہ است جاننا چاہیے دنیا میں کوئی ایسا شخص

الا زبان بدگویان وعیب جویان طعن	نہین گذرا جس پر بدگویون نے زبان درازی
وقدح او جاری شدہ بلکہ حرف در جناب	اور عیب جوئی اور نکتہ چینی نہ کی ہو۔ حتیٰ کہ
کبریا آلہی ست و معلوم ست کہ معتزلہ	خدا پر بہتان کیا ہے۔
بتقریب انکار عصمت انبیاء ہیچ پیغمبرے را	معتزلہ نے انبیا سے انکار کر کے حضرت
از ابتدائے آدم تا حضرت پیغمبر ما نہ گذشتہ اند	آدمؑ سے لے کر جناب ختم الانبیا تک کو نہین
کہ صغائر و کبائر بجناب الشان نسبت نکردہ	چھوڑا کہ اُن کو گناہ کبیرہ و صغیرہ سے متہم کیا ہو
و ہمچنین فرقہ یہود در انکار عصمت ملائکہ	اور یہی طریقہ یہود نے ملائکہ عصمت مین اور
ہمین جادہ را پیمودہ اند و خوارج	خوارج و نواصب نے جناب امیرالمومنین
و نواصب در جناب حضرت و اہلبیت	اور اہلبیت کی شان مین اختیار کیا ہے
کرام ہمین و تیرہ پیش گرفتہ اند لیکن	لیکن عقلاء سے پوشیدہ نہین رہے کہ
بر عاقلان پوشیدہ نیست کہ	اس الزام کی وقعت بالکل ویسی ہے جیسے
ہمہ عوعو سگان نسبت بنور افشانی	چاند کی روشنی دیکھکر کتے چاند پر بھونکنا شروع
ماہ است اصلا نقص بمنزلت آن	کر دیتے ہین اسی طرح ان بدگویون اور زبان
بزرگان نمی کند۔	درازون کے عیب جوئی سے ان بزرگون کے
تحفۂ اثناء عشریہ صـ۲۷۲	عصمت پر کوئی دھبہ نہین آیا۔

واضح ہو کہ وہ موقع اور وقت شجاعت دکھانے کا نہ تھا بلکہ صبر کا تھا ؎

کم زور دست بازو شیر خدا نہ تھا
سب قدرتین وہی تھین پہ حکم خدا نہ تھا

چنانچہ جو مصائب و آلام آپ کے صحابہ کے ہاتھ سے آل رسولؐ پر بعد رحلت آنحضرت صلعم گذرنے والے تھے ان سب کی حضرت صلعم پیشین گوئی کر گئے تھے۔ اور ان پر صبر و شکر کرنیکی وصیت

فرما گئے تھے ان مصائب کا کچھ ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے۔ باقی جلد سوم مین انشاء اللہ المستعان تحریر کیے جائین گے۔

قاتل المشرکین۔ سافک دماء المارقین۔ والقاسطین۔ والناکثین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی شجاعت اور صلابت صرف حضرت صلعم کے حیات ہی تک محدود نہین تھی۔ صفین۔ اور جمل۔ اور نہروان وغیرہ مین جن شجاعتون کا ظہور ہوا کیا اُس کا علم آپ کو نہین ہے۔ جن مفسدین کے دماغ بادۂ نخوت ورشک وحسد سے مخمور تھے صاحب لافتیٰ نے ذوالفقار کے پانی سے اُن کا خمار دور کیا ہے۔ خود حضرت ام المومنین جو قلب لشکر مین اونٹ پر سوار ہو کر اور لشکر آعدا کی سپاہ سالار بن کر بہ نفس نفیس رونق افزا تھین نہایت عاجزی اور بیقراری سے الامان پکارنے لگین۔ ام المومنین کو شکست کھانے پر جو ندامت ہوئی تھی اُس کو آپ ہی حضرات کے دل خوب جانتے ہین۔ آپ کے پیرومرشد باین الفاظ تحفہ مین اسکا ذکر فرماتے ہین۔

ہرچند درین مین بجناب حرم محترم رسولؐ اہانتے وذلتے کہ رسید اظہر من الشمس ست۔

اور بخاری مین ہے کہ ام المومنین جنگ جمل کو یاد کرتی تھین اور اس قدر رُوتی تھین کہ بال اُن کے آنسوون سے تر ہو جاتے تھے۔ غرض اللہ جل شانہ نے دیگر صفات کے ساتھ آل محمدؐ کو شجاعت بھی عطا فرمائی تھی جس کا ظہور ان خاصان خدا سے ہر موقع وہر محل پر ہوا کیا ؎

بھوک مین پیاس مین ایک ایک ہزارون سے لڑا ۔۔۔ کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

قال اللہ تبارک تعالیٰ یاایہا الناس انما بغیکم علی	اے لوگو تمھاری سرکشی تمھاری ہی جانون
انفسکم متاع الحیوٰۃ الدنیا ثم	پر پڑے گی۔ دنیا کا مزہ تھوڑا ہے۔ پھر ہماری
الینا مرجعکم فننبئکم بما کنتم	ہی طرف تم کو لوٹنا ہے۔ اسوقت
تعملون ٥	ہم بتا دین گے جو تم کرتے تھے۔

اب جنگ وادی الرمل کا حال سنئے

سریۂ وادی الرمل

بعد از غزوۂ تبوک اعرابی نزد رسول اللہ آمدہ معروضداشت کہ قومی از عرب وادی الرمل مجتمع شدہ۔ داعیہ آن دارند کہ بر سبیل شبخون بجانب مدینہ توجہ نمایند۔ چون پرتو این خبر بنگاہ ضمیر انور تافت فرمان داد کہ تا یاران جمع شدند۔

حضرت خیر البرایا۔ لوارا بہ صدیق رض داد۔ او را بر آن طائفہ امیر گردانید و بر سر اعدا فرستاد۔ بالجملہ صدیق بموجب فرمان روے بہ مخالفان آورد۔ و بعد از قطع منازل قریب بمنزل ایشان خواست کہ پاے در وادی نہادہ دست بروے نماید۔ کہ ناگاہ ارباب نفاق بہ ہئیت اجتماعی از وادی بیرون آمدہ دست بہ شمشیر و نیزہ بردند۔ عاقبت جشم زخمی بہ سپاہ اسلام

بعد غزوۂ تبوک ایک اعرابی نے جناب رسول خدا کی حضور مین آکر عرض کیا کہ عرب کے لوگ وادی الرمل مین جمع ہوئے ہین۔ اور مدینہ پر شبخون کرنے کا قصد رکھتے ہین۔ حضرت صلعم نے اصحاب کبار کو جمع کیا۔

اور علم و فوج ابو بکر صدیق رض کو دیکر سپہ سالار بنا کر دشمنون کی طرف روانہ کیا۔ بعد قطع مسافت جب مخالفین کے پڑاؤ کے قریب پہونچے تو حضرت ابو بکر نے چاہا کہ اسی جگہ لشکر کو ٹھیرا کر دشمنون پر حملہ کرین کہ سب مخالفین اپنے مقام سے نکل کر تلوار اور نیزہ ہاتھون مین لیے ہوے۔ لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے سپاہ اسلام ان کے حملہ کی تاب نہ لا سکے

اقتباس تاریخ متذکرہ بالا رسول اللہ کا حضرت ابو بکر و عمر او عمرو بن عاص کو سپہ سالار بنا کر باری باری جنگ کو بھیجنا مشرکین کا اُن پر حملہ کرنا۔ اور بہر دو بار کا معہ فوج فرار ہونا۔

رسید۔ و مسلمانان بعض بہ شہادت فائز شدہ۔ برخے منہزم گشتہ مراجعت بمدینہ نمودند و بعد از اطلاع رسول اللہ برائے اہل اسلام رایتے ترتیب کردہ بفاروق داد۔ او را با طائفۂ از مسلمانان بانتقام ارباب خلاف نامزد فرمود۔ عمرؓ بجانب آنہا شتافت دو ران حین کہ میل در آمدن وادی کرد مشرکان از موضع کمین ایشان بیرون آمدہ روے بہ مسلمانان نہادند بعد از کشش و کوشش لشکر اسلام بطریق انہزام بمدینہ معاودت نمودہ۔

چنانچہ بعض شہید ہو گئے اور جو باقی رہے وہ ہزیمت اُٹھا کر مدینہ واپس آئے اسکے بعد حضرت صلعم نے دوبارہ لشکر تیار کیا۔ اور حضرت عمرؓ کو امیر لشکر اور علم دیکر روانہ کیا۔ جب یہ اس میدان میں پہونچے تو فوج مخالفین نے کمین گاہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ہزیمت دی۔

بعد از وقوع این قصہ عمرو بن عاص را حضرت مقدس نبوئی بہ امارت جیشے از مسلمانان سرفراز ساختہ بجانب دشمنان روان گردانید و بایشان در مقام مقابلہ و مقاتلہ آمدہ منہزم بازگشت و بعضے از مسلمانان نیز شہادت یافتند۔ بعد از مراجعت عمرو بن عاص حضرت مقدس نبوی جہت امیر المومنین علیؑ لوائے بستہ

اسکے بعد حضرت صلعم نے عمرو بن عاص کو امیر لشکر کرکے اِن کی طرف بھیجا لیکن یہ بھی مقابلہ و مقاتلہ نہ کر سکے آخر کچھ لوگ شہید ہو گئے باقی سپاہ لیکر مراجعت فرمائی مدینہ ہوئے۔ اب رسول اللہ صلعم نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کیلیے لشکر تیار کیا

رسول اللہ کا لشکر ترتیب دیکر جناب امیرؑ کو جنگ بھیجنا۔ اور حضرت ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص مطیع امیر المومنین کرکے لشکر میں شامل کرنا۔

و دست بجانب آسمان برداشتہ در شان
او دعائے نیکو بزبان معجز بیان بگذرانید
و تا بہ مسجد احزاب بہ تشییع علیؑ مرتضیٰ قدم
رنجہ فرمودہ فرمان داد کہ صدیقؓ و فاروقؓ
و عمرو عاص در آن سفر با علیؑ مرافقت
نمایند و از صوابدید او تجاوز روا ندارند و
مرتضیٰ علیؑ از طریق وادی الرمل اعراض
نمودہ متوجہ عراق عرب گشت بعد از طے
چند منزل عزیمت محاربہ مخالفان بفہم دادہ
بجانب مقصد شتافت چون از حرکات
و سکنات امیر المومنین علیؑ نسیم فتح و ظفر
بہ مشام عمرو عاص رسید۔ لاجرم با صدیقؓ
و فاروقؓ گفت کہ درین راہ از وحوش
خطرہاست اکنون مصلحت وقت آنست
کہ از وادی بر سر دشمنان شبخون بریم و شیخین آنچہ
درین باب با مرتضیٰ علی گفتند مبذول
نیفتاد عمرو عاص گفت اے مسلمانان
ما نفوس خود را ضایع نمی توانیم کرد بیایید
تا از طرف وادی بردیم سپاہ اسلام

اور علم آپ کے ہاتھ مین دیا اور دونون ہاتھ
اُٹھا کر آپ کے حق مین دعا فرمائی اور مسجد
احزاب تک مشایعت کی حضرت ابوبکرؓ و
عمر فاروقؓ اور عمرو بن عاص وغیرہ صحابہ کو
جناب امیرؑ کے ہمراہ کرکے امیر المومنین کے تابع
فرمان رہنے کا حکم دیا۔ جناب امیرؑ وادی الرمل
کی راہ چھوڑ کر عراق عرب کی طرف
چلے بعد طیّ مراحل منازل مخالفین سے
حربہ کرنے کے لیے چلے۔ جناب امیر المومنین
علیؑ اُس مقام پر پہونچے اور آپ کے
حرکات و سکنات سے عمرو بن عاص کو
آثار فتح معلوم ہوے تو حضرت ابوبکر
و عمر سے کہا کہ اس راہ مین وحوش
کا خطرہ ہے مصلحت یہ ہے کہ اسی
مقام سے دشمنون پر شبخون کیا جائے۔
اُنھون نے حضرت علیؑ سے کہا مگر
آپ نے اس رائے سے اتفاق نہین
کیا عمرو عاص نے اہل اسلام سے کہا کہ
ہم جانین کیون ہلاکت مین ڈالین آؤ وادی جنگل کی طرف چلین

جواب دادند۔ کہ پیغمبرؐ ما را از مخالفت علیؑ
نہی فرمودہ۔ اکنون چگونہ سخن ترا بشنویم۔
علیؑ رائے عمرو بن العاص را خطا شمردہ۔
ہمچنان می راند۔ تا در طلوع فجر بر سر عدوان
رسیدہ بطریق کہ خاطر او میخواست۔
از آن قوم سفاک انتقام کشید۔
چنانچہ۔ سورۂ و العادیات درین
باب نازل گشتہ حضرت رسولؐ اصحاب را
بفتح بشارت داد۔ چون علیؑ مراجعت
نمودہ نزدیک بمدینہ رسید۔ آن سرور
یاران را باستقبال امیر المومنین حیدرؑ
امر فرمود۔ و خود پیش ایشان روان شد۔
و در آن زمان کہ چشم مبارک جناب
ولایت مآب بروے فرخندۂ حضرت
نبوتؐ انتساب افتاد از اسپ پیادہ
گشت۔ آن سرور فرمود کہ اے علیؑ سوار شو
کہ خدا و رسولؐ از تو راضی ہستند علیؑ از
غایت فرحت گریان شد۔ رسول اللہؐ
فرمود اگر اندیشۂ آن نمی داشتم کہ طوائف

اہل لشکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تو
ہمکو علیؑ کی مخالفت سے منع کیا ہے ہم
تمہارا حکم کیون کر مانین۔ غرض امیر المومنینؑ
عمرو عاص کی رائے خطا سمجھکر اسی راہ سے
آگے چلے اور طلوع فجر تک دشمنون کے
سر پر پہونچے جیسا خاطر مبارک مین آیا
اس قوم سے جنگ کی فتح کر کے پھرے۔
حق سبحانہ تعالی نے سورۂ والعادیات
امیر المومنینؑ کی تعریف مین نازل فرمایا۔
رسولؐ اللہ نے اصحاب کو فتح کی بشارت
دی۔ جب امیر المومنینؑ نزدیک مدینہ پہونچے
تو حضرت صلعم نے اصحاب کے ساتھ استقبال
کیا جب امیر المومنینؑ نے رسول اللہؐ کو دیکھا
تو گھوڑے سے اُتر کر پیادہ پا ہو گئے۔ رسول اللہؐ
نے فرمایا اے علیؑ خدا اور رسولؐ تم سے
راضی ہین سوار ہو جاؤ۔ امیر المومنینؑ
خوشی سے گریان ہوئے رسول اللہؐ
نے فرمایا اے علیؑ اگر مجھے اپنی
اُمت سے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ بھی

جناب امیرؑ کا معہ لشکر بر سر اعدا بھیجنا اور انتقام لینا۔ اور سورۂ والعادیات نازل ہونا۔

رسول اللہؐ کا معہ اصحاب جناب امیرؑ کا استقبال فرمانا اور آپکی پیشانی کو بوسہ دینا اور حدیث منزلت

مست درشان تو گویند۔ انچه درباره مسیح — تمھاری شان مین وہی کہنے لگے جو عیسیٰ

یعنی عیسیٰ ابن مریم گفته اند ہر آئینه درحق تو — بن مریم کی شان مین کہا تو مین تمھارے

سخنی می گفتم که بر ہیچ گروہے نه می گذشتے — شان مین ایسی بات کہتا کہ جس راہ سے

مگر آنکه خاک از تحت ہر دو قدم تو بر داشتندے — تم نکلتے لوگ تمھارے دونون پاؤن کی خاک

(از روضۃ الصفا) — اُٹھا لیتے:

اس روایت سے ظاہر ہے کہ بعد غزوۂ تبوک یہ لڑائی پیش آئی اس میں جناب سرورِ خدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو امیر لشکر بنا کر بھیجا تھا یہان سے بھی منہزم ہوے آخر یہ لڑائی بھی کرار غیر فرار ہی کے دست مبارک پر فتح ہوئی۔ اور حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ نے "سورہ والعادیات" جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل فرمایا۔ غرض سے

ہین انکے قدم راہ ردِ جادۂ تسنیم — ان قدمون پہ جو سر ہو وہ ہے لایق تعظیم

ہاتھ آئے ہین کیا پاؤن زہے عزت و تکریم — ثابت قدمی ان سے صدا پاتی ہے تعظیم

روشن جو زمین ہے تو یہ پرتو ہے انھین کا

جو راہِ خدا مین ہے وہ پیرو ہے انھین کا

ہین فاتحِ بدر و احد و خندق و خیبر — ان ہاتھون سے مارا گیا مرحب دلاور

اک ضرب مین کاٹا سر عمرو و سر عنتر — دو انگلیون سے چاک کیا کلۂ اژدر

منصور و مظفر رہے تائید احد سے

کعبہ مین سے لات کو توڑا ہے لگد سے

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد و آلِ محمّد

اب مین غزوۂ حنین کا احوال لکھکر سلسلۂ غزوات ختم کرتا ہون۔

غزوۂ حُنین

اقتباس تاریخ مذکرہ بالا درباره جنگ

چون رسولؐ اللہ مکہ را فتح فرمود اشراف
ہوازن وثقیف بایکدیگر گفتند کہ محمدؐ بر قریش
ظفر یافت وچون خاطر او از مہم ایشان
فارغ شد محتمل کہ متوجہ ما گردد و مصلحت آن
ست کہ پیش از آنکہ لشکر بطرف ما آید ما بر سر او رویم۔
بالجملہ سی ہزار مرد بر محاربہ حضرت مقدسؐ نبوی
اتفاق نمود۔ چون حضرت مقدسؐ نبوی از
توجہ مخالفان آگاہی یافت با شانزدہ ہزار
کس روئے بہ حُنین نہاد گویند ابوبکر صدیق
بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت
امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہیم گشت۔
این حدیث را حضرت مقدس نبویؐ شنید
مکروہ داشت۔ وخدائے عز وعلا بواسطہ
این سخن در مبدا حال لشکر اسلام را
منہزم گردانید تا بر عالمیان روشن گردد
کہ فتح وظفر ونصرت بعنایت ملک
اکبر است نہ بکثرت لشکر۔ چون تلاقی

بعد فتح مکہ اشراف ہوازن وثقیف نے
آپس میں یہ مشورہ کیا کہ محمدؐ نے قریش پر فتح
پائی ہے۔ چونکہ وہ اس مہم سے فراغت پا چکے ہیں
اس لیئے احتمال ہے کہ اب وہ ہماری طرف متوجہ
ہوں پس مصلحت یہ ہے کہ قبل اس کے کہ ہماری طرف
لشکر لے کر آئیں ہم ہی اُن پہ چڑھائی کر دیں اس پہ
تیس ہزار مردان محارب جناب رسول اللہ صلعم
سے لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ جب آنحضرتؐ کو مخالفین
کے اس ارادہ کی خبر ہوئی تو آپ سولہ ہزار اصحاب
ساتھ لے کر جانب حنین روانہ ہوئے۔ ابوبکر صدیقؓ
نے لشکر اسلام کی یہ کثرت دیکھکر کہا کہ آج ہم بوجہ
کثرت سپاہ مغلوب نہ ہونگے رسول اللہؐ کو یہ قول
انکا مکروہ معلوم ہوا۔ اور آخر حضرت صدیقؓ کے
اسی قول کے سبب سے خدائے عزوجل نے
لشکر اسلام کو ابتداءً ہزیمت دی تا کہ سب لوگ
جان لیں کہ فتح ونصرت خدائے پاک کی عنایت پر
موقوف ہے نہ کہ کثرت سپاہ پر۔ جب دونوں

فریقین نزدیک شد پیغمبر صلعم بترتیب سپاه
اسلام پرداختہ علمی بعمر بن الخطاب داد ولوائے
دیگر بہ علی مرتضیٰ ودیگرے بہ سعید بن ابی وقاص
سپرد و متوجہ مخالفان شد۔ مخالفان یکبار بر
مسلمان حملہ کردند۔ و تنزلزل ورعبی بحال
ایشان راہ یافت روئے بہ فرار نہاد و انہزام
سپاہ بمرتبہ رسید کہ بیش از معدودے چند پیش
حضرت رسول نماند۔ از جملہ دلاوران کہ ثبات
قدم نمودند علیؑ بود عباس و عبد اللہ مسعود
ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب۔
و اولاد جعفر و ربیعہ و پسران عباس قثم
و فضل و اسامہ بن زید و برادرش
و برادر مادر او ام ایمن حضرت مقدس نبوی
چون بدید کہ اصحاب بمقتضی "الفرار مما لا یطاق
من سنن المرسلین" عمل می فرمایند خواست کہ
ایشان را بنجوائے۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم من
الرسل" تسکین دہد تا بر محاربہ مصابرت نمایند۔
لاجرم بزبان گوہر افشان چند نوبت بگفت ندا
کہ "یا انصار اللہ و انصار رسولہ من بندہ و رسول خدایم۔

فوجین مقابل ہوئین تو پیغمبر خدا نے لشکر اسلام کی
ترتیب فرمائی اور ایک ایک علم حضرت علی مرتضیٰ۔ عمر
بن الخطاب اور سعید بن ابی وقاص کو عنایت فرمایا
اور ان کو فوج اسلام کے ساتھ مخالفین سے لڑنیکو
بھیجا۔ مخالفین کفار نے لشکر اسلام پر یکایک
ایسا حملہ کیا اور اُن کا رعب لشکر اسلام پر
اسقدر چھا گیا کہ بے تحاشہ بھاگنے لگے۔
علیؑ مرتضی عبد اللہ بن مسعود
ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب
و جعفر اور اسامہ بن زید۔ اور اُسکے
دو بھائی کے سوا اور کوئی ثابت قدم
نہ رہا رسول اللہ نے دیکھا کہ اصحاب
بمقتضائے۔
"الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین"
پر عمل کر رہے ہین تو آپ نے بنجوائے
فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل" لشکر اسلام
کو جدال و قتال پر ثابت قدم رہنے کیلیے بھاگنے
والون کو خود زبان مبارک سے باین الفاظ پکارا
یا انصار اللہ و انصار رسولہ مین بندۂ خدا۔

وبروایتے چنین فرمود کہ الیّ الیّ یا ایہا الناس ہر چند
حضرت اشارت بصبر و ثبات می فرمود از
غایت دہشتی کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود
ہیچ کس روے باز پس نمی کرد۔ درین اثنا
رسول اللہ بتحریک شتر بچہ بر آن سوار
بود سعی می کرد تا بجانب مخالفان رود۔
جابر رضی اللہ عنہ گوید کہ ما رفتیم با وادی
حنین و مخالفان در شعاب وادی کمین
کردہ بودند۔ ناگاہ سپاہے دیدم با شمشیر
و نیزہ بیکبار حملہ آوردند مردم ما فرار
اختیار کردند۔ چنانچہ ہیچ کس بدیگرے
نمی پرداخت۔ چون مالک عوف متوجہ
پیغمبر شد۔ ایمن بن ام ایمن سر راہ مردے
گرفتہ جنگ می کرد تا شہادت یافت۔
آوردہ اند چون مسلمانان منہزم و متفرق
گشتند مشرکان قریش و جمعے از مردم مکہ کہ طوعا
و کرہا مسلمان شدہ بود۔ مسرور گشتند و
قاہرہ خدا الشان اشتغال یافتہ سخنان
نامناسب بر زبان آوردند کہ اصحاب محمد

اور اُس کا رسول ہوں میری طرف پلٹو۔
ہر چند حضرت اُن کو پکارتے رہے مگر
مسلمانوں پر کفار کی ایسی دہشت غالب
ہوگئی تھی کہ کسی نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔
رسول خدا خود جس شتر پر سوار تھے
کفار کی طرف چلے۔
جابر رضی اللہ کا بیان ہے کہ ہم حنین کے
جنگل میں گئے اور دیکھا کہ کفار کمین گاہ
میں ہیں۔ ناگاہ ایک سپاہ نے شمشیر
و نیزہ سے ہم پر حملہ کیا۔ اور ہمارے
ساتھی ایسے فرار ہوئے کہ کسی کو
کسی کا خیال نہ تھا جب مالک
عوف نے رسول اللہ کی طرف
رخ کیا تو ام ایمن رسول اللہ کی
حفاظت کیلئے بڑھے۔ اور جنگ کی آخر
شہادت پائی۔ منقول ہے کہ جب مسلمان
ہزیمت پاکر متفرق ہوگئے تو کفار قریش
اور مکہ کے چند لوگ جو مسلمان ہوگئے تھے
اسقدر خوش ہوئے کہ پکار پکار کر کہتے تھے کہ محمد کے

چنان روئے بہ گریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار
دریا در ہیچ جائے توقف نخواہند کرد
دیگرے گفت بشارت باد ترا اے صفوان
کہ یاران محمدؐ روئے از معرکہ برتافتند آوردہ
اند کہ چون مسلمانان در روز جنگ حنین
متفرق شدند حضرت مقدس نبوی با عباس
کہ آوازے بلند داشت فرمود کہ یاران را
ندا کن باین وجہ یا معشر الانصار یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرہ عباس
بموجب فرمودہ۔ آواز برکشید۔ اصحاب کہ
نداء او را استماع نمودند۔ از اطراف
وجوانب "لبیک" گویان بخدمت سید
کائنات شتافتند و آن سرور را بسلامت
یافتند۔ و اول گروہے کہ بر تقبیل رکاب
فلک فرسائے فائز شدند طائفہ انصار بودند۔
از انصار حضرت از ایشان پرسید کہ با شما
دیگر ہست گفتند نے۔

نقلست کہ در وادئے حنین شخصے از
مشرکان ابو جرول۔ نام بر اشتر سوار

اصحاب ایسے بھاگے جا رہے ہین کہ تا لب
دریا۔ کہین بھی نہ ٹھیرین گے۔ اور کسی نے
صفوان کو اصحاب محمدؐ کے میدان سے
بھاگنے کی بشارت دی۔ روایت ہے کہ
جب مسلمان روز جنگ بھاگ رہے تھے
تو رسول اللہ نے حضرت عباس سے جو
بلند آواز تھے فرمایا کہ ان اصحاب کو
یہ کہکر پکارو "یا معشر الانصار یا اصحاب
الشجرہ" یا اصحاب سورۃ البقرہ۔ چنانچہ
حضرت عباس نے اسی طرح آوازدی۔
اصحاب آواز سنکر چارون طرف سے
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔
اور آپ کو صحیح وسلامت پایا سب سے پہلے
جس گروہ نے شرف حضوری حاصل
کیا وہ طائفہ انصار تھا۔ آپ نے
اُن سے پوچھا تمھارے ساتھ اور
بھی کوئی ہے۔ عرض کیا نہین۔

منقول ہے کہ وادئ حنین مین سے ایک شخص
کفار سے جسکا نام ابو جرول تھا ایک اونٹ پر سوار

روئے بہ مسلمانان نہاد۔ او شجاعی بود۔
سفاک و بیباک عظیم الجثہ طویل القامت
کہ ہیچکس از مبارزان عرب ہائے در معرکہ
او قدم نہ نہادے و در برابر وے دست
جرأت از آستین جلادت بیرون
نیاوردے۔ و این ابوجرول از سر تہور
و غرور رجزے می خواند و مبارز می طلبید
و اصحاب نصرت انتساب در محاربہ او
توقف می نمودند کہ ناگاہ شیر بیشہ ہیجا
و ابن عم مصطفٰے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
متوجہ ابوجرول شد۔ و بزخم تیغ آبدار دمار
از روزگار آن مدبر خاکسار برآورد و بہرام
خون آشام از مشاہدۂ این حال انگشت
تحیر بدندان تفکر گرفت و اہل اسلام از
ملاحظۂ این صورت مستظہر و قوی دل و
مشرکان خوار و خجل گشتند و چہار کس از
سپاہ نصرت بعز شہادت فائز شدند و
وہفتاد کس از مخالفان بدوزخ رفتند و ہوازن
و ثقیف بلا فتح و ظفر رخ از معرکہ برتافتند

ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کو آیا۔ وہ ایک بڑا
شجاع سفاک بیباک اور عظیم الجثہ طویل القامت
تھا کہ دلیران عرب سے کوئی بھی معرکہ
کارزار میں قدم نہ رکھتا تھا اور اُس کے
سامنے آنیکی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی۔
الغرض ابوجرول نے بہت ہی غرور
و تکبر سے رجز پڑھکر لشکر اسلام سے
مبارز طلب کیا مگر سب اصحاب نے
لڑنے میں توقف و تامل کیا۔ ناگاہ
شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
ابوجرول کی طرف بڑھے۔ اور تلوار
کے ایک ہی وار سے اوس کو ہلاک
کر دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ہر شخص
تعجب اور حیرت سے انگشت بدندان
ہو گیا اور اہل اسلام قوی دل اور کفار
خوار و خجل ہوئے۔ لشکر اسلام سے
چار آدمی شہید ہوئے۔ اور لشکر
مشرکین سے ستر قتل ہوئے۔
قبائل ہوازن و ثقیف منہزم ہو گئے۔

صاحب روضۃ الصفا نے ایک تاریخی واقعہ لکھا ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا لیکن اگر ایک تاریخ پر اطمینان نہو تو روضۃ الاحباب۔ حبیب السیر مدارج النبوۃ۔ تاریخ طبری۔ وغیرہ وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں کہ سب مورخین نے لکھا ہے اور علمائے کرام ومحدثین ومتکلمین بھی ان واقعات کی صحت کے قائل ہیں۔ مگر بہ سبب مودت وعقیدت کے جو اُن کو اصحاب سے ہے کسی طرح ان کے نقص ایمان واعمال کا اقرار نہیں کرتے اور جہاں تک ہوسکتا ہے کیا اپنے آئمہ کے اقوال (کیا احادیث نبوی) کیا آیات الٰہی سب پر تحریفات معنوی اور توجیہات وتلبیسات کرکے ان کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ چنانچہ شاہ صاحب اصحاب کے فرار سے صاف انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

خلاصہ عبارت تحفہ در بارۂ عدم فرار صحابہ۔

اما فرار روز حنین در حقیقت فرار نہ بود۔	حاصل یہ کہ روز حنین بھاگنا درحقیقت فرار
بلکہ بسبب بی تدبیری وسبقت خالد بن	نہ تھا بلکہ بہ سبب بے تدبیرے وسبقت خالد بن
ولید وغفلت از کمینگاہ کہ از چپ وراست	ولید اور جائے پناہ کی غفلت سے جو چپ وراست
درمیان بیشہ نشاندہ بودند وگذرگاہ تنگ بود۔	درمیان بیشہ بٹھائے گئے تھے اور راستہ تنگ تھا
پس وپیش نشیب وفراز در لشکر رو داد	لشکر میں نشیب وفراز اور پس وپیش ہوگیا تھا
ودر آن اثنا بعضے مردم کہ پشت دادند	اس حالت میں بعض اشخاص نے پیٹھ پھیری
از صحابہ کبار نبودند۔ بلکہ طلقا مکہ ومسلمۃ	وہ صحابہ کبار سے نہ تھے بلکہ طلقا مکہ نے
بالفتح بازبرآن اصرار نکردند بلکہ برگشتند	اُس پر اصرار نہیں کیا اور پلٹ آئے۔
وفتح شد بدلیل کلام الٰہی۔ ثم انزل اللہ	اور بدلیل کلام الٰہی ثم انزل سکینۃ"
سکینۃ علی رسولہ وعلی المومنین انزل جنودا	فتح حاصل ہوئی۔ نیز آنحضرت
لم تروہا ونیز آنحضرت کسی را برین امر عتاب نفرمود۔	صلعم نے کسی پر عتاب نہیں فرمایا۔

زیراکہ عذر معلوم داشت پس دیگر آن راہم
جائے طعن وعتاب نماند. معہذا این قدر گناہ
مقادم طاعات ومشقات جہاد ایشان نمی
تواند شد. وبشاراتیکہ در حق ایشان منصوص
قطعیہ قرآن واحادیث متواترہ آمدہ است.
از آن چشم پوشیدن این عیوبات نادرہ
ایشان را تجسس کردن شان ایمان
نیست اگر صدور گناہ از وے شود چہ باک
این قدر ہست کہ اہلسنت جمیع امور
صحابہ را از حقوق صحبت خدمت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجانبازیہا وترک
خانمان وبذل مال ونفس در راہ خدا
وترویج دین وشریعت وآیات نازلہ
در شان ایشان واحادیث ناطقہ برفعت
وعلو مکان ایشان در نظر دارند وفرقہ
شیعہ غیر از عیوب گناہ ایشان چیزے
نمی بینند۔

اس لیے کہ عذر معلوم تھا اسلیے دوسرون کو
جائے طعن نہین ہے باین الفاظ یہ خفیف
گناہ اصحاب کی اطاعت ومشقت جہاد
کے لحاظ سے قابل الزام نہین ہوسکتا جو بشارتین
قرآن مجید مین نص قطعی اور احادیث متواترہ
ان کے حق مین وارد ہین۔ ان سے چشم پوشی
کرنا ان کے شاذونادر عیب ڈھونڈنا شان
ایمان نہین ہے۔ پس اگر کوی گناہ ان سے
سرزد بھی ہو جائے تو محل خوف نہین ہے بات
یہ ہے اہلسنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت
رسول اور پیغمبر کی اطاعت وخدمتگذاری جانبازی
اور گھربار چھوڑنا اور راہ خدا مین جان ومال نثار کرنا۔
دین شریعت پھیلانا اور ان آیات اور
احادیث کو جو اُن کی فضیلت ومنزلت مین
وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور امامیہ
بجز عیب وگناہ کچھ نہین
دیکھتے۔

اگرچہ شاہ صاحب نے اپنے اصحاب ممدوحین کو محترم ومعظم بتانے مین بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے
مگر بفحوائے آیۂ کریمہ۔

آیات آلہی واسناد کتب
حدیث وسیرو۔ بارہا از
جمیع صحابہ بجز حضرت علی
وحضرت عباس وابوسفیان
وعبد اللہ بن مسعود۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم — کیا بڑی بات ہو کر اُنکے منہ سے نکلتی ہے۔

ان یقولون الا کذبا ط — (اگر) سب جھوٹ ہے جو کہتے ہین۔

اخبار و آثار کے خلاف ہے جسکی تردید خود انھین کے محدثین و متکلمین کے اقوال مندرجہ ذیل سے ہوتی ہے۔

پہلا قول۔ تاریخ روضۃ الصفا سے منکشف ہوتا ہے کہ جنگ حنین مین سولہ اصحاب ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے۔ مگر صرف دس جن مین (۹) خاص بنی ہاشم سے تھے جو ثابت قدم رہے باقی سب کے سب فرار ہوے۔ صاحب روضۃ الاحباب بھی جس کو شاہ صاحب بہت معتبر سمجھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ۔

ہیچکس با پیغمبر نماند الا چہار کس سہ از بنی ہاشم ویکے از غیر ایشان یعنی علیؑ و عباس و ابوسفیان بن حارث و عبد اللہ بن مسعود۔ روضۃ الاحباب جلد اول (صفحہ ۴۵)

دوسرا۔ پہلے ہی حملہ مین جب غنیم نے تیر باری شروع کی تمام مسلمان درہم و برہم ہوگئے اور سب کے پاؤن اکھڑ گئے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ چند افراد میدان مین رہ گئے آپ نے یہ دیکھکر حضرت عباس سے فرمایا کہ لوگون کو پکارو ان کے بلند آواز سنکر انصار پلٹے جب ان کی تعداد ایک سو ہو گئی تو انھون نے کفار پر حملہ کیا۔ تاریخ الامت (صفحہ ۱۴۱)

تیسرا۔ شمس العلما شبلی نعمانی رقمطراز ہین کہ فوج اسلام نے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی صبح کے وقت حملہ کیا۔ ادھر کمینگاہون سے تیر اندازون کے دستے نکل آے اور تیرون کا منہ برسا دیا۔ مقدمۃ الجیش ابتری کے ساتھ بے قابو ہو کر پیچھے ہٹا اور پھر تمام فوج کے پاؤن اکھڑ گئے صحیح بخاری مین ہے۔ فادبروا حتی بقی وحدہ یعنی سب لوگ ٹل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے رہگیے۔ تیرون کا مینہ برس رہا تھا بارہ ہزار فوجین ہوا ہو گئین تھین لیکن ایک پیکر مقدس پا برجا تھا جو تنہا ایک فوج ایک ملک و ایک اقلیم ایک عالم بلکہ مجموعۂ کائنات تھا۔ سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۹۱

امام محمد اسمعیل نے اُن چار جان نثارون کو بھی جو آنحضرت کے ساتھ موجود رہے تھے عام مفرورین مین شامل کردیا ہے اس قول سے امام صاحب نے اپنے عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ہے جو مخصوص وصی رسول و دیگر ارکان بنی ہاشم سے اور اسی سبب سے بخاری شریف کو بعد کتاب الباری بخاری کا مرتبہ اور درجہ دیا گیا ہے۔

چوتھا۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (صفحہ ۴۹۲) جنگ حنین مین قتادہ سے روایت ہے۔

وانهزم المسلمون وانهزمت	جنگ حنین سے دیگر مسلمین بھی بھاگے اور مین بھی
معهم فاذا بعمر بن الخطاب فی	بھاگا ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون
الناس فقلت له ما شان الناس	مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے
قال امر الله (صلاح ۹ صفحہ ۱۳۳۹ھ)	کہا حکم خدا (اس مین کیا چارہ ہے)

پانچوان قال رجل للبراء بن عازب افررتم	یعنی حنین مین بھاگنا کچھ تعجب نہین یہ
عن رسول الله یوم حنین۔ قال	تو احد و خیبر مین بھی خوف کے مارے بھاگ
لکن رسول الله لم یفر۔	گئے تھے۔

چھٹا۔ ابن ابی الحدید معتزلی کا قصیدہ رائیہ منجملہ سبع علویات ملاحظہ ہو جس مین عالم مذکور نے یہ لکھا ہے

ولیس بنکر فی حنین فراره	اور نہین ہے بروز حنین اوسکا فرار کرنا
وفی احد قد فر خوفا وخیبرا	قابل انکار اور احد مین اور خیبر مین از روے
ایضا صفحہ ۴۳	خوف کے تحقیق کہ وہ بھاگا۔

ساتوان۔ شرح تجرید علامہ قوشجی (صفحہ ۳۷۱) مین ہے۔

وقد سار النبی فی عشرة	رسول اللہ صلعم کے ساتھ دس ہزار مسلمان
الاف من المسلمین فتعجب	تھے ابوبکر نے اس کثرت پر عجب کیا اور کہا

ابو بکر من کثرتهم وقال	آج قلت لشکر کی وجہ سے ہم مغلوب نہ ہونگے
لن نغلب الیوم لقلتهم فانهزموا	غرض مع جمعیت ہزیمت پائی اور بجز علیؑ و عباس
باجمعهم ولم یبق مع النبی صلعم	اور اونکے دونون بیٹون قثم و فضل اور
سوی تسعة نفر علیؑ والعباس وابنیه قثم وفضل و	ابوسفیان و نوفل و ربیعہ و عبد اللہ و عتبہ
ابوسفیان بن الحارث ونوفل بن الحرث وربیعة بن	اور معتب کے رسول اللہ صلعم کے پاس
الحرث وعبد اللہ بن مسعود وعتبة ومعتب ابنا ابی لهب	کوئی نہ تھا۔ (ازمعیار الفضل صفحہ ۱۳۰)

آٹھوان۔ تاریخ خمیس دیار بکری مین ہے۔

فی روایة لم یبق معه صلعم الا اربعة	روایت ہے نبی صلعم کے پاس
ثلاثة من بنی هاشم علیؑ والعباس وابوسفیان	صرف تین چار شخص رہے بنی ہاشم سے
بن الحارث وواحد من غیرهم وهو عبد اللہ	علیؑ اور عباس اور ابوسفیان تھے۔
بن مسعود فعلیؑ والعباس یحفظانه صلعم من	اور ایک غیر یعنی عبد اللہ بن مسعود پس علیؑ
قبل وجهه وابوسفیان بن الحارث اخذ	اور عباس تو آنحضرت صلعم کے سامنے
بعنانه وابنه وعبد اللہ بن مسعود	آپکی حفاظت کر رہے تھے۔ اور ابوسفیان
یحفظ من الجانب الایسر۔ الخ	و عبد اللہ بن مسعود سواری کی عنان پکڑے
(ایضاً)	آنحضرت کے دہنے بائین تھے۔

نوان۔ اسی طرح فتح الباری مین ہے۔

لما فر الناس یوم حنین جعل	حنین کے دن سب لوگ بھاگ گئے
النبی یقول انا النبی لا کذب فلم	آنحضرت صلعم اُن کو پکارکر فرماتے تھے مین نبی ہون
یبق معه صلعم الا اربعة نفر ثلاثة	دروغ نہین کہتا حضرت صلعم کے پاس

من بنی ھاشم ورجل من غیرھم علی و	سوائے علیؑ وعباسؓ اور ابوسفیان کے جو
عباس بین یدیہ ابوسفیان بن الحارث	بنی ہاشم سے تھے اور ایک غیر شخص کے کوئی
اخذ بالعنان (ایضاً ۱۲۱)	نہ ٹھیرا۔

دسواں۔ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی سیرۃ النبی صفحہ ۲۹ ج۱ مین رقمطراز ہین کہ۔

فتح کی بجائے دفعۃً اول مین مطلع صاف تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو رفقائے خاص مین سے بھی کوئی پہلو مین نہ تھا حضرت ابوقتادہ جو شریک جنگ تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ جب لوگ بھاگے تو مین نے ایک کافر کو دیکھا کہ ایک مسلمان کے سینہ پر سوار ہے مین نے عقب سے اس کی شانہ پر تلوار ماری جو زرہ کو کاٹ کر اندر اُتر گئی۔ اس نے مجھکو اس زور سے دبوچا کہ میری جان پر بن گئی لیکن پھر وہ ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ اسی اثنا مین مین نے عمر کو دیکھکر پوچھا کہ مسلمانون کا کیا حال ہے۔ بولے قضائے الٰہی یہی تھی (صحیح بخاری غزوۂ حنین)

گیارھواں۔ روایت است کہ ان روز چہار کس پیش	روایت ہے کہ اُسدن چار آدمی سے
آنحضرت نماندند۔ سہ از بنی ہاشم عباس	زیادہ آنحضرت کے نزدیک نہ تھے۔ عباسؓ
وعلیؑ وابوسفیان بن حارث ویکے دیگر ابن	وعلیؑ وابوسفیان اور ابن مسعودؓ۔ عباسؓ
مسعود رضی اللہ عنہ عباس وعلیؑ پیش روے	وعلیؑ رسولؐ اللہ کے سامنے کی حفاظت
آنحضرت نگاہ داشتند۔ وابوسفیان عنان	کرتے تھے اور ابوسفیان مہار شتر ہاتھ مین
شتر گرفتہ بود وعبد اللہ بن مسعود طرف	لئے ہوئے تھے اور ابن مسعود بائین جانب
چپ آنحضرت محافظت می نمود (مدارج النبوۃ جلد ۲)	آنحضرت کی حفاظت مین مشغول تھے۔

جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا نے اصحاب کے فرار سے مشرکین کا ہنس ہنس کر یہ کہنا کہ۔

اصحاب محمد چنان رو بگریز نہادند کہ تا کنار دریا ہیچ جائے توقف نخواہند کرد۔

لکھا ہے۔ یہی تاریخ کامل مین بھی ہے۔

جب مسلمان لوگ بھاگ گئے تو ابوسفیان بن حرب نے کہا مسلمانون کی ہزیمت یہین ختم نہ ہو گی بلکہ سمندر تک ایسے ہی بھاگتے چلے جائین گے۔ عروج الاسلام جلد ہفتم صفحہ ۱۰۱۹)۔

یہ شہادتین تو امام بخاری اور دیگر محدثین کی تھین۔ اب آیت الٓہی کی شہادت پر غور فرمایا جائے جو اصحاب کے کبر و تکبر اور اُن کے مغرور ہونے اور امداد غیبی مین ہے۔ آیہ کریمہ۔ اصحاب کا غرور اور امداد غیبی۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	(مسلمانون) خدا نے تمھارے بہتیرے مقامات پر
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلن	(غیبی) امداد کی جنگ حنین کے روز جب تمھین اپنی
تغن عنکم شیئا وضاقت	کثرت نے مغرور کر دیا تھا پر وہ کثرت تمھین کچھ بھی
علیکم الارض بما رحبت	کام نہ آئی اور (تم اُلٹے گھبرائے کہ) زمین با وجود
ثم ولیتم مدبرین ثم انزل	اس وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر
سکینۃ علی رسولہ وعلی المومنین	بھاگ نکلے تب خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین
وانزل جنودا لم تروھا وعذب	پر (اپنی طرف سے) تسکین نازل فرمائی اور فرشتون
الذین کفروا ذلک جزاء	کے لشکر بھیجے جنھین تم دیکھتے بھی نہ تھے اور کفار پر عذاب
الکفرین۔ (سورہ توبہ)	نازل فرمایا۔ اور کافرون کی یہی سزا ہے۔

اس آیہ وافی ہدایہ کی تفسیر یہ ہے۔ تفسیر حسینی

بدرستیکہ یاری کرد خدا شمارا اے مومنان	اے مسلمانون خدا نے تمھاری امداد
چون روز بدر و حرب بنی نظیر و جنگ بنی قریظہ	جنگ بدر حرب بنی نظیر و بنی قریظہ و احزاب
و روز احزاب و صلح حدیبہ و حرب خیبر و فتح	و صلح حدیبہ و خیبر و فتح مکہ اور
مکہ و در مواطن روز حنین و آنچنان بود کہ	جنگ حنین میں کی ہے۔

وقتیکہ ہوازن وثقیف متفق شدند۔ قصد
با مسلمانان نمودہ خبر بحضرت صلعم رسید۔
با دوازدہ یا شانزدہ ہزار مرد متوجہ ایشان
شد۔ و ایشان چہاردہ ہزار مرد بودند۔

جب قبائل ہوازن وثقیف نے متفق ہو کر
مسلمانون سے جنگ کا قصد کیا جب یہ خبر
رسول اللہ نے سماعت فرمائی تو آپ بارہ یا سولہ
ہزار کا لشکر لیکر حنین گئے۔

یکے از اصحاب گفت امروز ما از قلت لشکر
مغلوب نخواہم گشت۔ بکثرت سپاہ اعجاب
نمود۔ این سخن حضرت را نہ پسندید و بسبب
این عجب در وہلہ اول حال شکست بر لشکر
اسلام آمد۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ این قصہ
را بایاد مومنان میدہد۔ کہ خدا شما را
یاری داد و در روز حنین بشگفت آورد
شما را بسیاری لشکر شما۔ پس واقع گیرد
از شما۔ آن کثرت شما چیزے را از صولت
دشمن و تنگ شد۔ بر شما زمین آن وادی
با فراخی و کشادگی کہ داشت پس پشت
بر دشمن گردیدہ برگشتید۔ از حرب در
حالتیکہ ہزیمت کنندگان بودید۔

اصحاب نے کہا آج تو ہم قلت لشکر کے سبب
مغلوب نہونگے یہ غرور لشکر کے کثرت پر تھا۔ جو
رسول اللہ کو برا معلوم ہوا۔ اور اسی وجہ سے
وہلہ اول مین مسلمانون کو شکست ہوئی۔
پس خدائے عزوجل نے اسکی انکو یاد دلا کر
فرمایا کہ ہم نے تمھاری امداد کی اور تم اپنی
جس کثرت پر پھولے تھے وہ دشمنون کی
صولت و شوکت کے آگے کچھ بھی تمھارے کام
نہ آئی باوجود وسعت کے زمین تم پر
تنگ ہوگئی کہ تم دشمن کو پیٹھ دیکر
فرار ہوگئے۔

آوردہ آند کہ تمامی لشکر منہزم شدند و
با حضرت رسالت پناہ چہار تن ماندند علیؑ

منقول ہے کہ تمام لشکر فرار ہو گیا۔
سوائے علیؑ و عباس و ابوسفیان

وعباس وابوسفیان بن حارث وعبداللہ بن
مسعود۔ حضرت درآن روز بر اشتر سوار بود
چون اصحاب ہزیمت کردند دشمنان تمامی رفتے
بآنحضرت آوردند ایشان اشتر خود را نہیب
میدادند و روئے بدشمن حملہ میفرمودند انا النبی
لاکذب وانا ابن عبدالمطلب وعباس و
ابوسفیان رکاب ولجام اشتر گرفتہ نمی گذاشتند
کہ آنحضرت میان دشمن درآید وازین صورت
بکمال شجاعت سیدؐ عالم استدلال میتوان
کرد کہ درچنان روز بر اشتر کہ در معرکہ حرب
کروفرے ندارد سوار شدہ۔ و بے مددگار
متوجہ حرب کفار گشتہ نسب خود را اظہار میفرمود۔
القصہ چون عباس آنحضرت را نگذاشت
کہ محاربہ نماید حضرت رسالتؐ پناہ فرمود
کہ اصحاب را باز خوان چون عباس مردے
بلند آواز بود ندا کرد کہ یا عباد اللہ
ہذا رسول اللہ یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ۔ مردم
باآواز عباس بازگشتند وجمعے کہ عدد

اور عبداللہ بن مسعود کے کوئی آنحضرت
کے نزدیک نرہا۔ رسول اللہؐ اُسدن
شتر پر سوار تھے جب اصحاب مفرور
ہوئے تو دشمنون نے آنحضرت پر حملہ
کیا آپ نے شتر اُنکی طرف بڑہایا
مین پیغمبر ہون یہ جھوٹ نہین ہے مین
عبدالمطلبؓ کا بیٹا ہون حضرت علیؑ
اور عباس نے بغلہ کی باگ اور رکاب
پکڑلی کہ آنحضرت دشمنون مین نجائین۔ یہ
آنحضرت کی کمال شجاعت کی دلیل ہے
کہ بغیر شان وشوکت اور یاور و انصار
دشمنون مین جاکر رجز فرماوین۔
القصہ جب حضرت عباس نے
آپ کو نہ چھوڑا کہ کفار سے لڑین۔ تو
آنحضرت نے عباس سے فرمایا کہ اصحاب
کو پکارو عباس ایک بلند آواز مرد تھے
ان الفاظ مین پکارا۔ یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ جو
تعداد مین سوسے زیادہ نہ تھے پلٹے

دشمنان بصد نمیرسد۔ بلازمت پیوستہ	اور پھر لڑائی شروع ہوئی رسول اللہ
پذیرائے حملۂ کفار شد۔ حضرت خاک	صلعم نے سنگریزہ و خاک لے کر کفار کی
و سنگریزہ بر طرف کفار ریخت ہیچ کس	آنکھون اور منہ مین جھونکی ان مین ایک
نماند کہ چشم و دہان او از فال سنگریزہ	شخص بھی ایسا نہ تھا اُسکا منہ اور آنکھین خاک مین
پر نشد و شکست بر دشمنان اُفتاد	آلودہ نہوئی ہون آخر دشمنون کو شکست
و لہائے مومنان آرام پذیرفت۔	اور مومنین کو فتح اور اُن کے دلون کو راحت
جلد اول صفحہ ۲۵۲	و مسرت حاصل ہوئی۔

دیگر تفاسیر مین بھی ہے اس آیت سے ظاہر ہے جب اصحاب تعداد کثیر مین ساز و سامان کے ساتھ حنین کو چلے تو صحابہ نے کثرت اور ساز و سامان پر غرا کیا اور کہا کہ آج ہم مغلوب نہون گے۔ اصحاب کا یہ کبر و غرور باعث عتاب الٰہی ہوا۔

جیسا کہ تاریخ الامت اُو جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑھ مین ہے۔

آنحضرت کو جب خبر ملی کہ بنی ثقیف اور ہوازن کے قبائل مسلمانون سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر آئے تو صحابہ کو لے کر مکہ سے اُن کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ اسلامی فوج کی تعداد اسوقت بارہ ہزار تھی اور ساز و سامان بھی وافر تھا صحابہ جو ہمیشہ تھوڑی تعداد سے بڑی بڑی فوجون پر غالب آجایا کرتے تھے۔ اپنی اس کثرت اور شوکت کو دیکھکر کہنے لگے کہ اب ہمارے اُوپر کون غالب آسکتا ہے انکی یہ بات درگاہ الٰہی مین ناپسند ہوئی۔

(حصہ اول صفحہ ۱۴۱)

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی یہی تحریر فرماتے ہین۔

اسلامی فوجین جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اس سر و سامان سے حنین پر بڑھین کہ صحابہ کی

زبان سے بے اختیار یہ لفظ نکل گیا کہ آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے لیکن بارگاہ ایزدی مین یہ نازش پسند نہ تھی۔ (سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۰۱)۔

روضۃ الصفا مین ہے کہ کلمہ غرور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا۔

واضح ہو کہ یہ کلمہ کبر و غرور کا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا متقدین نے اِن کا نام چھپا کر عام صحابہ کا لفظ لکھدیا جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا تحریر فرماتے ہین۔

گویند کہ ابوبکر صدیق بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہیم گشت۔

یہی روضۃ الاحباب مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

مرویست کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از وقوف بر عدد لشکر دشمن و ملاحظہ کثرت اسلام با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت امروز ما از جہت قلت مغلوب نخواہیم گشت (جلد اول صفحہ ۴۴۹)

عروج الاسلام کہ یہ کلمہ رسول اللہ کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

اب بعض علمائے اہلسنت کی وہ عبارت سُنیے جو انھون نے اپنے حضرت صدیق کے خاطر کی ہے کہ یہ کلمہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ہشتم صفحہ ۱۶۸ مین جو لکھا ہے اُس کی نقل یہ ہے۔

اُس وقت آپ کے ساتھ دو ہزار مسلمان تھے۔ جو بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور دس ہزار پہلے اصحاب مین سب بارہ ہزار آدمی تھے۔ جب رسول اللہ نے اپنے ہمراہیون کی کثرت دیکھی تو کہا کہ قلت فوج کے باعث آج ہم مغلوب نہون گے چنانچہ یہی بات اللہ تعالی نے اپنے اس قول مین بیان کی ہے۔ لقد نصرکم اللہ الخ

یہ روایت صاحب روضۃ الاحباب نے بھی درج کی ہے مگر جس کلمہ کو رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کیا ہے اس سے اتفاق نہین کیا۔ وہ یہ ہے۔

در بعض کتب سیر ہست کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ملاحظہ کثرت لشکر خویش فرمود۔ لن نغلب الیوم من قلۃ (یعنی ہم قلت سپاہ کی وجہ سے مغلوب نہوں گے) غالبًا این سہو یست کہ از آن بعض واقع شدہ زیرا کہ مناسب منصب آنحضرت نیست کہ متعجب بہ کثرت لشکر خویش شود۔

جناب امام فخر الدین رازی کا بھی یہی قول ہے۔

روضۃ الاحباب وتفسیر کبیر۔ آنحضرت کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے

قال رجل من المسلمین لن	یعنی مسلمانوں میں سے کسی نے کہا آج
نغلب الیوم من قلۃ فھذہ الکلمۃ	کے دن قلت لشکر سے ہم مغلوب نہ ہوں گے
ساءت رسول اللہ صلعم وھی المراد	پس یہ کلمہ رسول صلعم کو برا معلوم ہوا یہی مراد
من قولہ اذ اعجبتکم کثرتکم وقیل انہ قالھا	قول خدا۔ اذ اعجبتکم کثرتکم سے اور
رسول اللہ وقیل ابوبکر واسناد ھذا الکلمۃ	یہ بھی اقوال ہیں کہ خود رسول اللہ صلعم نے
الی رسول اللہ صلعم بعید لانہ	یہ کلمہ فرمایا اور یہی قول ابوبکر نے کہا رسول اللہ
کان فی اکثر الاقوال متوکلا	کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے اسلیے
علی اللہ منقطع القلب عن الدنیا	کہ آپ اکثر اقوال میں متوکل بخدا اور دنیا
واسبابھا (در تفسیر کبیر)	اور اسکے اسباب سے منقطع القلب تھے۔

پس ان تمام شہادتوں سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کے مزاج میں تکبر بھی تھا۔ اور یہی کبر باعث شکست ہوا۔ اور اللہ عزوجل کو بھی یہ کلمہ ناپسند ہوا اور اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا کہ

تم کو اپنی جس کثرت پر غرہ تھا وہ کچھ تمھارے کام نہ آیا۔ اور اتنی بڑی زمین باوجود وسعت تم پر تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

چنانچہ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور کفار پسپا ہو لیے تھے کہ اتنے میں اصحاب لڑائی

چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین جھک گئے ناگاہ کفار نے مسلمانون پر سخت حملہ کیا آخر مسلمانون کے پاون اُکھڑ گئے اور سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلعم کے پاس بجز دس آدمیون کے جن مین نو تو بنی ہاشم تھے کوئی اور نہ ٹھہرا جناب امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے سامنے مصروف جہاد تھے اور حضرت عباس و فضل وہنے بائین جانب اور ابوسفیان بن الحارث رسول اللہ کے چچازاد بھائی اور نوفل و ربیعہ و عبد اللہ بن زبیر اور عتبہ ارد گرد تھے۔ ہر چند کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھاگنے والون کو پکارا مگر کسی صحابی نے مُنھ پھیر کر بھی نہ دیکھا حضرت عباس نے جو بلند آواز بھی تھے ایک ٹیلہ پر چڑھکر حسب ارشاد آنحضرت صلعم اِن الفاظ مین مفرورین کو پکارا۔ یا معشر اصحاب سورۃ البقرۃ یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ کدھر بھاگے جارہے ہو ادھر آؤ رسول اللہ تنہا کھڑے تم کو بلا رہے ہین اِس پر سو اصحاب پلٹے جو طبقہ انصار سے تھے مہاجرین سے کوئی بھی نہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ یہ سو آدمی انصار قبائل عصاب تھے اِن سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہا اور لوگ بھی تمھارے ساتھ ہین۔ عرض کیا نہین۔ اور درمنثور ۲۲۵ مین بھی یہی ہے۔

رسول اللہ کا اصحاب کو پکارنا

حضرت عباس کی آواز پر انصار کا پلٹنا

تفسیر درمنثور

اخرج ابو الشیخ والحاکم وصححہ	ابو شیخ وغیرہ نے انس سے روایت کی
ابن مردویہ عن انس قال لما اجتمع	ہے کہ بروز حنین جب اہل مکہ و مدینہ
یوم حنین اہل مکۃ واہل	جمع ہوئے تو اُنھون نے اپنی کثرت پر ناز
المدینۃ اعجبتھم کثرتھم فقال	کیا اور ایک قبیلہ نے کہا کہ قسم بخدا آج ہم
القوم واللہ نقاتل فلما التقوا	لڑین گے۔ پس جب دونون فوجین ملین
واشتد القتال ولوا مدبرین	اور قتال کی شدت ہوئی تو پیٹھ پھیر گئے۔
فندب رسول اللہ الانصار	رسول اللہ نے جنگ کے لیئے انصار کو

فقالوا الیک واللہ حسبنا فنکثوا — طلب فرمایا اُنھون نے کہا قسم بخدا ہم حاضر خدمت

رؤسھم ثم قاتلوا حتی فتح اللہ — ہوتے ہین پس وہ حاضر ہوئے اور یہانتک

(درمعیار فضائل صفحہ ۱۴۵) — لڑے کہ خدائے تعالی نے فتح دی۔

اور عروج الاسلام جلد سات صفحہ ۱۷۳ مین ہے۔

عباس اسوقت آپ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے آپ اُسپر سوار تھے عباسؓ ایک بڑے جسیم اور بڑے بلند آواز شخص تھے۔ رسول اللہؐ نے ان سے کہا عباس چلاکر کہو یامعشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ۔ عباس نے حکم کی تعمیل کی جنھون نے آواز سنی وہ لبیک۔ لبیک۔ کہکر رسول اللہؐ کے پاس دوڑے اس طرح رسول اللہؐ کے پاس کوئی سَو آدمی جمع ہوگئے اور آپ دشمنون کی طرف چلے اور اُن سے لڑنے لگے۔

اصحاب کا ابو جرول سے لڑنا۔ جناب امیر کے ہاتھ پر لڑائی فتح ہونا

غرض جب سَو اصحاب انصار پلٹ کر آئے تو پھر لڑائی شروع ہوئی لشکر کفار سے ایک پہلوان ابو جرول نامی رجز پڑہتا ہوا میدان جنگ مین آیا اس کی صولت وشجاعت سے اصحاب اسقدر مرعوب ہوئے کہ بجز شاہ لافتی علی مرتضی کے کسی کو اُس سے مقابل ہونے کی جرأت نہ ہوئی کرار غیر فرار نے اس دشمن خدا کو فی النار والسقر کیا آخر کار کفار کو شکست ہوئی۔ اور ستر آدمی اُن کے قتل ہوئے جنمین سے چالیس نفر دست یداللہ سے واصل جہنم ہوئے باقی دیگر اصحاب بنی ہاشم وبنی عباس کے ہاتھ سے۔

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید۔

اب اگر کوئی چشم انصاف سے ان اقوال پر غور کرے تو اُس پر واضح ہوگا کہ چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) اصحاب مین سے صرف چار یا دس اصحاب جہاد مین ثابت قدم رہے باقی کلہم اجمعین۔ پیغمبر خدا کو چھوڑ کر ایسے بدحواس ہو کر مفرور ہوئے کہ غنیم کے لوگ طعن کرتے تھے کہ۔

"اصحاب محمدؐ چنان روے بگریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار دریا در ہیچ جائے توقف نخواہند کرد"

مگر بھاگنے والون کو یہ طعن سنکر بھی کچھ جوش نہ آیا۔

واہ۔ کیا رفیقان جان نثار تھے کہ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو باین القاب یا انصار اللہ وانصار رسولہ یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ انا النبی لاکذب یعنی مین پیغمبر ہون جھوٹ نہین ہے پکارتے تھے مگر بقول مورخین عظام۔

ہر چند حضرت اشارت بصبر وثبات می فرمود مگر از غایت دہشت بر مسلمانان استیلا یافتہ بود ہیچ کس روئے باز پس نمی کرد۔

افسوس باوجودیکہ خدائے عزوجل خود اصحاب مفرورین سے خطاب کرکے اس صراحت سے ثم ولیتم مدبرین "یعنی پھر تم پیٹھ پھیر کے بھاگ نکلے" انکی فرار کی شہادت دیہی اور جناب شاہ صاحب حفظ قرآن کی نعمت سے یہ فرمائین یہ آنا فرار حنین درحقیقت فرار نہ بود" حیرت کا مقام ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت عباس سے فرمائین کہ ان بھاگنے والون کو یہ کہکر پکارو "یا اصحاب سورۃ البقرۃ یا اصحاب الشجرۃ" یعنی اصحاب بیعت رضوان والو۔ اور بیعت رضوان والون مین سے خود سردار صحابہ حضرت عمر حسب روایت صحیح بخاری۔

قتادہ راوی ہے کہ جنگ حنین مین سے جب مسلمان بھاگے اور مین بھی بھاگا۔ ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے کہا حکم خدا۔ اس مین کیا چارہ ہے۔

اپنے فرار کا اقرار کرین اور جناب شاہ صاحب بجائے اس کے یہ فرماوین۔

درین اثنا بعض مردم کہ پشت دادند از صحابہ کبار نہ بودند۔

اب حضرت شاہ صاحب کے اس قول۔

فتح شد بدلیل کلام آلہی۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنوداً لم تروہا۔

پر غور فرمائین کہ خداے تبارک وتعالی تو صاف الفاظ مین یہ فرماتا ہے کہ

ہم نے رسول اللہؐ اور مومنین پر تسلی نازل کی اور ملائکہ بھیجکر انکی امداد کی اور اُن کو فتح دی۔

اور حضرت شاہ صاحب اس آیت کا اطلاق ان اصحاب مفرورین پر کرین جن سے خدائے پاک ثم ولیتم مدبرین یعنی تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ فرما چکا ہے۔ اگرچہ اس آیت مین صاف تحریف معنوی کی ہے۔ جس کیلئے کسی دلیل کی حاجت ہے نہ کسی برہان کی ضرورت۔ تاہم صاحب در منثور نے جو تفسیر کی ہے۔ اُس پر غور فرمائین کہ صرف انصار حاضر ہوئے۔

اھل مکۃ واھل المدینۃ	اہل مکہ و مدینہ جمع ہوئے تو انھون نے
اعجبتہم کثرتھم فقال القوم	اپنی کثرت پر ناز کیا اور ایک گروہ نے کہا قسم بخدا
الیوم واللہ نقاتل فلما التقوا	آج ہم قتال کرین گے پس جب دونون
واشتد القتال ولوا مدبرین	فوجین مقابل ہوئین اور قتال اشتداد کو پہنچا
فندب رسول اللہ الانصار	تو یہ لوگ بھاگے رسول اللہؐ نے جنگ کیلئے
فقالوا لبیك اللہ حسبنا فنکسوا	انصار کو بُلایا اُنھون نے کہا ہم حاضر خدمت
رؤسھم ثم قاتلوا حتی	ہوتے ہین پس وہ لوگ رسولخدؐا کی خدمت
فتح اللہ۔	مین آئے اور جنگ کرنے لگے تا اینکہ خدائے
(از معیار فضائل صفحہ ۱۴۵)	تعالیٰ نے فتح دی۔

پس آیۂ کریمہ ثم انزل اللہ سکینتہ آخر سے وہ انصار مراد ہین جو حضرت عباسؓ کی آواز پر دوڑکر آنحضرتؐ کے نزدیک آئے اور پھر میدان حرب مین جاکر لڑے۔ اصحاب ثلثہ اور ان کے تابعین پر اس آیت کا اطلاق کب ہوسکتا ہے۔ نیز یہ حضرات جنگ اُحد مین بھی تو فرار کر گئے تھے اور جبکہ خدائے عزوجل نے اس فرار کو عفو فرما دیا تھا تو لازم تھا کہ اس عفو کو یاد رکھ کر آیندہ کسی جنگ سے مفرور نہ ہوتے چنانچہ بیعت رضوان مین تو اسی شرط پر بیعت کی گئی تھی کہ آیندہ نہ بھاگین اور خدائے پاک نے

اِن بیعت کرنیوالون سے فرما دیا تھا۔" وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذاباً الیماً (یعنی) اگر اب بھی اسی طرح بھاگے جیسے اِس سے پہلے (جنگ اُحد سے) بھاگے تھے تو تمھارے لئے عذاب دردناک موجود ہے۔

پس جبکہ انھون نے جنگ خیبر۔ خندق۔ اور حنین وغیرہ سے فرار ہو کر یہ بیعت توڑ دی تو حسب آیۂ کریمہ۔

ولقد کانوا عاھدوا	حالانکہ یہی لوگ اس سے پہلے خدا سے عہد کر چکے
اللہ من قبل لا یولون الادبار	تھے کہ ہم دشمنون کے مقابلہ مین (اپنی) پیٹھ نہ پھیرین گے
وکان عھد اللہ مسئولا	اور (اِن لوگون نے جو) خدا کے (ساتھ) عہد کیا تھا
(سورۂ احزاب)	اس اکی (تو ان سے) باز پرس ہو کر رہیگی۔

تو آیۂ کریمہ ومن یولھم یومئذٍ دبرہ الخ (یعنی) اور جو شخص اُسدن کفار کی طرف پیٹھ پھیرے گا تا آخر کے مصداق ہین نہ کہ آیات فضیلت و بشارت۔

رضی اللہ عنھم ورضوا	اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے
عنہ واعد لھم جنات تجری	اور اللہ نے اُن کے واسطے ایسی جنتین بنا ئین
من تحتھا الانھار خالدین فیھا	جن کے نیچے نہرین جاری ہین جس مین وہ
ابداً ذلک الفوز العظیم	ہمیشہ رہین گے اور یہی پوری کامیابی

ہے۔

قصہ مختصر چونکہ اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین کی فضیلت کا استدلال آیۂ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا سے کیا تھا اور اس آیۂ وافی ہدایہ مین الفاظ قاتلوا وقتلوا بھی ہین اس لیے مین نے چھ سات غزوات کے حالات لکھے ہین۔ جن کے ملاحظہ سے معزز ناظرین پر ظاہر ہو گا کہ

بروئے اقوال مورخین متکلمین محدثین اور مفسرین وشہادت آئی اِن حضرات کا فرار ہر جنگ سے بخوبی ثابت ہے۔ اسپر اہم محبان صحابہ فرار سے انکار کرتے ہین اور فقط اپنے علمائے کرام وفضلائے عظام ہی کی شہادتون کی تکذیب نہین کرتے بلکہ نصوص قرآنی پر بھی نظر نہین کرتے جو متعدد اُن حضرات کے جنگ سے جی چرانے کفار سے خوف کھانے۔ اور معرکہ سے فرار کرنے پر شاہد ہین۔

افسوس جن کے فرار پر آیہ کریمہ۔

اذ تصعدون ولا تلوٗن	وہ وقت یاد کرو جبکہ تم بھاگے جاتے تھے اور
علی احد والرّسول یدعوکم	باوجودیکہ رسول اللہ تمھارے پیچھے کھڑے تم کو
فی اخرٰیکم۔	بلارہے تھے لیکن تم مڑکر بھی کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

شاہد ہو۔

جن کے ارتداد پر آیہ کریمہ۔

وما محمد الا رسول قد	اور محمدؐ اس سے بڑھکر اور کیا کہ ایک رسولؐ ہین اور ان سے
خلت من قبلہ الرّسل افان	پہلے۔ (اور بھی) رسولؐ ہوگذرے ہین اگر محمدؐ اپنی موت سے)
مات او قتل انقلبتم علی	مرجائین یا مارے جائین تو کیا تم الٹے پاؤن (کفر کی طرف)
اعقابکم ومن ینقلب علی	لوٹ جاؤگے اور جو الٹے پاؤن (کفر کی طرف) لوٹ جائیگا
عقبیہ فلن یضر اللہ شیئًا	وہ خدا کا تو کچھ بھی نہین بگاڑ سکیگا اور جو لوگ شکر کرتے
وسیجزی اللہ الشّٰکرین	ہین اُنکو خدا عنقریب جزائے (خیر) دیگا۔

نص جلی موجود ہو جن مجاہدین کا دشمنون کے مقابلہ مین خوف اور دہشت سے موت کی سی بیہوشی طاری ہونا خدائے عزوجل ان الفاظ پاک مین ظاہر فرمائے۔

اذا جاؤکم من فوقکم	جسوقت کہ دشمن تمپر تمھارے اوپر کی طرف بھی

ومن اسفل منکم واذ زاغت	انسے اور تمھارے پیچھے کی طرف سے ریلے) اور رہا تے خوف کے
الابصار وبلغت القلوب الحناجر	تمھاری) آنکھین پھری رکی پھری) رہ گئین یقین اور کلیجے
وتظنّون باللہ الظّنونا۔	مُونہون کے آگئے تھے اور خدا کے نسبت تم (لوگ طرح طرح)
	کے گمان کرنے لگے تھے۔

واعجبا کہ خاتم المحدثین سر آمد متکلمین حضرت شاہ صاحب ان شہادتون سے کسی جگہ تو یہ فرما کر کہ۔

اہل سنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت رسولؐ اور پیغمبرؐ کی اطاعت و خدمتگذاری و جانبازی اور گھر بار چھوڑنا۔ اور راہ خدا مین جان مال نثار کرنا۔ دین و شریعت پھیلانا۔ اور اُن آیات و حدیث کو جو اُن کی فضیلت مرتبت مین وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور شیعہ بجز عیوب کچھ نہین دیکھتے۔

چشم پوشی کرتے ہین۔ اور کہین اس طرح رطب اللسان ہو کر اُن کی عیب پوشی فرماتے ہین کہ۔

درحق این اشخاص بالتخصیص حق تعالی بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ"

ان اللہ اشتری من المومنین	بتحقیق اللہ نے مومن کے نفسون اور مالون کو خرید
انفسہم واموالہم بانّ لہم الجنّۃ	کر لیا ہے کہ اُن کیواسطے جنت ہے وہ اللہ کی راہ مین جہاد
یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و	پس قتل کرتے ہین اور خود قتل ہوتے ہین یہ سچا وعدہ ہے
یقتلون وعداً علیہ حقّاً فی التوراۃ	اسکو پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت و
والانجیل والقران ومن اوفی بعھدہٖ	انجیل و قرآن سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا
من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم	کرنیوالا خدا سے بڑھکر کون ہے۔ پس شاد ہو اپنی اوس
بہ وذلک ھو الفوز العظیم۔	خرید و فروخت سے کہ اوسکے ساتھ کی ہے اور یہ وہی

بہت بڑی کامیابی ہے

وذلك هو الفوز العظيم — رستگاری بزرگ ہے۔

دیگر

يبشرهم ربهم برحمة منه و — اُنکا پروردگار اُنکو اپنی مہربانی اور رضامندی

رضوان وجنات لهم فيها نعيم مقيم — ہرے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین اُنکے لئے

خالدين فيها ابدا ان الله عنده — دائمی عیش ہو اور یہ لوگ اُن باغون مین ہمیشہ رہینگے

اجر عظيم ٥ — بیشک خدا کے پاس اجر عظیم ہے۔

بالآخر اس پر فیصلہ قطعی فرماتے ہین کہ :-

" بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیرا کہ اکثر قرآن مملو است از تعریف و توصیف این جماعت و اگر پدر من غیر حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدۂ شکر آن بزرگوار عالی مقدار نتوانستم بر آمد ٥

رنج پدرم شاد کہ میگفت باستاد — فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم "

فاعتبروا يا اولي الابصار

قل ان الذين يفترون على الله — (اے رسول) تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو

الكذب لا يفلحون متاع في الدنيا — خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے

ثم الينا مرجعهم ثم نذيقهم العذاب — دنیا مین نفع اُٹھانا تھوڑے دن کا ہے پھر

الشديد بما كانوا يكفرون ٥ — اُنکی بازگشت ہماری طرف ہوگی۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس — در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

قال

تیسری آیت

صحابۂ السابقون الاولین کی فضیلت مین کچھ کلام ہے یا نہین

والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنٰت تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدًا

اس آیت مین اللہ جل شانہ مہاجرین وانصار کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر فرماتا ہے اور اُن کو اور انکی پیروی کرنے والون کو جنت کی خوشخبری پہونچاتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص اس آیت پر ذرا بھی غور کرے اور اسکے مطلب کو سوچے تو ہرگز صحابۂ کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت سوا فضیلت اور بزرگی کے دوسرا اعتقاد نہ رکھے اسلئے کہ جب انکی شان مین اللہ جل شانہٗ فرمائے (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مین انسے راضی اور وہ مجھ سے راضی اور انکے حق مین اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد کرے واعد لھم جنات کہ تیار کر رکھی گئی ہین انکے لئے جنتین اور آراستہ کردی گئی ہین انکے لئے بہشتین تو پھر کون ہے کہ انکی فضیلت کا قائل نہو پس شیعیان پاک کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیئے کہ مہاجرین و انصار مین صحابۂ کبار جن سے وہ عداوت رکھتے ہین داخل ہین یا نہین۔ اگر ہین تو پھر انکے جنتی ہونے مین کیا شک ہے اور اگر نہین ہین تو یہ خطاب خدا کا کس سے ہے۔

اے بھائیو! ذرا سوچو کہ قرآن مجید پر ایمان اسی کا نام ہے جنکے حق مین اللہ رضامندی ظاہر کرے انسے تم ناراض ہو اور جنکے جنتی ہونے کی خبر دے اُن کو تم مسلمان بھی نہ سمجھو۔

اقول

تردید۔ اور جناب امیر سابق الاسلام ہین

دوسری آیت مین مہاجرین کی فضیلت کا حال باتفصیل بیان کیا گیا ہے کہ ہجرت صدق ایمان اور صدق نیت کے ساتھ مشروط ہے اور حضرت ابو بکرؓ کا پچاس اشخاص کے بعد اور حضرت عمرؓ کا چھ سال کے بعد اسلام لانا آیات محکمات جلد اول مین ثابت ہو چکا ہے پس آیہ شریفہ: والسابقون الاولون کی فضیلت سے یہ حضرات خارج ہین۔

اس آیت سے وہی لوگ مراد ہین جنھون نے زمرۂ مہاجرین و انصار سے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان لائے اور اُس پر قائم رہے اور وہ لوگ جنھون نے صدق دل سے اسلام و ایمان قبول کرنے مین ان کا اتباع کیا انھین سے اللہ جل شانہ نے یہ خطاب رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ فرمایا ہے کہ مین ان سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ انھین کے حق مین اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے واعد لھم جنات کہ انکے لئے جنتین تیار کر رکھی گئین ہین۔ اور آراستہ کر دیگئی ہین ان کے واسطے بہشتین۔ یہ ظاہر ہے کہ شرف سابق الاسلامی کل صحابہ مین جناب امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو حاصل ہوا ہے چنانچہ آیات محکمات جلد اول مین آنجناب کا سابق الاسلام و الایمان ہونا باسناد معتبر کتب اہل سنت مندرج ہے ملاحظہ ہو صـ۱۸۲۔

نیز اس موقع پر بھی اور دو چار روایتین ملاحظہ کے لئے پیش کیجاتی ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ عالم کامل ابن عبد البر کا قول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب سیدہ علیہا سلام سے ارشاد فرمایا۔

زوجك سیدا فی الدنیا	اے فاطمہ تمہارا شوہر دنیا و آخرت
والاخرۃ وانہ اول اصحابی	دونوں مین سردار ہے اور وہ میرے تمام
اسلاما واکثرھم علما واعظمھم	اصحاب سے اسلام مین اول اور علم مین زیادہ ہے
حلماہ	اور حلم مین عظیم تر ہے ۔

دوسری ۔ ترمذی نے روایت کی ہے ۔

بعث النبی صلی اللہ علیہ	رسول خدا صلعم دوشنبہ کے دن مبعوث
وسلم یوم الاثنین وصلی	برسالت ہوے اور حضرت علی نے سہ شنبہ کے
علی یوم الثلثاء (ینابیع المودۃ مطبوعہ مصر ص)	دن اُنکے ساتھ نماز پڑھی ۔

تیسری ۔ ابن مغازلی شافعی نے روایت کی ہے ۔

صلت الملائکۃ علیّ وعلی	آنحضرت نے فرمایا کہ فرشتون نے مجھپر
علی سبع سنین لانہ لم یکن معی	اور علی پر سات برس تک درود بھیجا اسلئے
من الرجال غیرہ (ایضًا)	کہ مردون مین بجز علی کے کوئی مسلمان نہوا تھا

چوتھی عن العباس بن عبد المطلب

قال سمعت عمر بن الخطابؓ	عباس بن عبد المطلبؓ کہتے ہین
وھو یقول کفوا عن ذکر علی بن	کہ مینے عمر بن الخطابؓ کو کہتے ہوے سنا کہ
ابیطالب فانی سمعت رسول اللہ	علی کے ذکر غیبت سے باز رہو مین نے
صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی	جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوے سنا ہے
فی علی ثلث خصال وددت ان لی	کہ علی مین ایسی تین باتین ہین کہ اگر ان مین
واحدۃ منھن کل واحدۃ منھن	سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب

احب الی مماطلعت علیه الشمس — ان چیزون سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے

کنت انا و ابو بکرؓ ابو عبیدة ابن — اسکو بہتر سمجھتا ہین و ابوبکر و ابو عبیدہ اور چند

الجراح ونفر من اصحاب رسول الله — نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول خدا صلعم کے

صلی الله علیه وسلم اذ ضرب رسول الله — حضور مین حاضر تھے کہ حضرت نے جناب امیر کے

صلی الله علیه وسلم علی کتف — کندھے پر ہاتھ مار کے ارشاد کیا کہ اے علی تم سب

علیؑ فقال یاعلی انت اول المسلمین — مومنون سے ایمان لانے مین پہلے ہوا اور سب

واسلاما وانت اول المومنین ایمانا — مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم ہوا اور

انت منی بمنزلة هارون من موسی — تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسی سے۔ وہ

کذب یاعلی من زعم انه یحبنی و — شخص دروغگو ہے جو کہ مجھ سے محبت کا دعوی

یبغضك (اخرجه الطبری وابن السمان) — کرتا ہو در آنحالیکہ تم سے بغض رکھتا ہو۔

(از ارجح المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب)

پانچوین — اس امر کے تو خود اہلسنت بھی قائل ہین کہ حضرت علی سابق الاسلام ہین چنانچہ فرقہ تفضیلیہ تو آنجناب کو صحابہ ثلاثہ رضی پر فضیلت دیتا ہے اور بعض علماء جو یہ توجیہ کرتے ہین کہ وہ جناب اسلام لانیکے وقت کم سن تھے اور حضرت ابوبکرؓ کے اسلام کو انکی کبر سنی کی وجہ سے فضیلت دیتے ہین یہ محض تعصب ورکدورت کا سبب ہے حالانکہ بزرگی بعقل است نہ بسال۔ چنانچہ یہ مسئلہ خلیفہ مامون الرشید کے مشہور مناظرہ سے صاف ہوگیا ہے۔ اس جلیل القدر خلیفہ کا سنی ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ بنی عباس کا چھٹا خلیفہ اور حضرات اہلسنت کا خلیفة المسلمین بلکہ امیر المومنین تھا اور اوسکے متعصب ہونے پر جناب امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت شاہد ہے۔ چنانچہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے اپنی تالیف المامون مین جو نہایت درجہ مشہور ہوی اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ اسلامی جماعت نے

اسے قبولیت کا شرف بخشا اس جلیل القدر خلیفہ کے حالات مین لکھا ہے کہ:-

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ ہوے اس وسیع مدت مین ایک تخت نشین بھی ایسا نہین گذرا جو فضل و کمال کے اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہوسکتا افسوس کہ سلطنت کے انتساب نے اوسکو خلفاء و سلاطین کے پہلو مین جگہ دی ورنہ شاعری۔ ایام العرب۔ ادب۔ فقہ اور فلسفہ کونسی بزم ہے جہان فخر و شرف کے ساتھ اوسکا استقبال نکیا جاتا اور بقول جناب مولانا سید علی حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالی، اوس کے نہایت کمال دوست اور قدر دان علوم و فنون ہونے مین بھی کوئی شک نہین ہے اس زمانہ مین ہر فن اور ہر علم کے جو کاملین و ماہرین موجود تھے ان سب کا اگر مخزن تھا تو صرف دربار مامون الرشید۔ اسکو مباحثات و مناظرات سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ اور خود بھی ہر فن کے مناظرہ مین ید طولی رکھتا تھا چنانچہ کتابون کی ورق گردانی سے اسکے متعدد مناظرون کا پتہ چلتا ہے جو اس نے مختلف اوقات مین مختلف مذاہب کے علماء سے کئے ہین اور جس مین اسکو کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔

انہین مین مناظرہ متذکرہ بالا بھی ہے۔

یہ پورا مناظرہ جو خلیفہ موصوف نے چالیس اکابر علماء اسحق وغیرہ سے ایک جلسہ مین کیا تھا کتاب آیات محکمات جلد اول مین درج ہو چکا ہے اس جگہ بنظر سہولت معزز ناظرین صرف وہ عبارت جو جناب امیر علیہ السلام کے اسلام کے بارہ مین ہے نقل کی جاتی ہے۔

مامون - اچھا اسحق یہ بتاؤ کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تھے اسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا۔

اسحق - خلوص دل سے کلمۂ شہادتین پڑھنا۔

مامون - کیا اسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا۔

اسحق ۔ بیشک تھا۔

مامون ۔ کلام مجید کے اسی آیہ والسابقون السابقون اولٓئک المقربون ہ کو پڑہو اسمین سابقون سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمھارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا۔

اسحق ۔ حضور علیؑ تو کم سنی مین مسلمان ہوے تھے جبکہ آنحضرت انکو کسی امر کی تکلیف دی ہی نہین سکتے تھے اور ابو بکرؓ سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے جب ان سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی۔

مامون ۔ اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرونگا۔

اسحق ۔ بیشک ابو بکرؓ سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ کہ وہ کم سن تھے۔

مامون ۔ ہان ٹھیک ہے کہ علی کم سنی مین مسلمان ہوے۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ علی آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے یا انکو الہام خدا ہوا تھا۔

اسحق کہتا ہے کہ مامون کے اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علی کو الہام ہوا کیونکہ اس صورت مین تم علی کو آنحضرت سے بھی بڑہا دوگے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحق ۔ بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آپکو دعوت دی۔

مامون ۔ تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرت نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی۔ یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی۔ اسحق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا۔ اسحق رسولخدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کام کرنیکا

الزام تم قائم ہی نہین کر سکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارہ مین فرماتا ہے وما انا من

المتکلفین کہدواے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانیوالا نہین ہون۔

اسحق۔ بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرت نے علی کو دعوت دی تھی۔

مامون۔ تو کیا خداے جبار کے لئے یہ زیبا ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے

جس پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہو۔

اسحق۔ معاذ اللہ ہر گز نہین۔

مامون۔ تم نے جو کہا کہ علی کمسنی مین اسلام لاے جب ان پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اس سے

تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دیکر ایسے امر کی تکلیف دی جو انکی طاقت سے

باہر تھا پھر آنحضرت کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہونیکے بعد اگر وہ بچے مرتد ہوجاتے تو کیا انکے مرتد ہوجانیکی کوئی

سزا نہین ہوتی اور کیا آنحضرت کا انکو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا کیا تم اس امر کو آنحضرت کے بارہ مین کہہ سکتے ہو۔

اسحق۔ معاذ اللہ ہر گز نہین۔

مامون۔ تو ثابت ہوا کہ تم اس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علی کو اسلام کی دعوت دیکر تمام مخلوقات پر

انکو فضیلت دی اور بسبب اس فضیلت کے علی کو ان سب سے ممتاز کر دیا تاکہ لوگ آپ کے

فضائل کو سمجھین ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچون کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علی

کے دوسرے بچون کو بھی آنحضرت نے دعوت دی ہوتی۔

اسحق۔ بیشک۔

مامون۔ تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسولخدا صلعم نے اپنے اہل و عیال اعزا و اقربا سے کسی اور بچے کو بھی اسلام

کی دعوت دی تھی۔ مین یہ سوال اسلئے کرتا ہون کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علی چونکہ چچازاد بھائی تھے

اس سبب سے آنحضرت نے ان سے بھی مسلمان ہونیکو کہدیا علی کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی

اسحق - مجھکو معلوم نہین لہذا مین نہین کہہ سکتا کہ آنحضرت نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہین۔

مامون - اسحق کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم نہ جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اسکے بارے مین قیامت مین تم سے سوال کیا جائیگا۔

اسحق - نہین۔

مامون - تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیون کرتے ہو یعنی جب تمکو معلوم نہین کہ آنحضرت نے اپنے اہل وعیال سے اور کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیون کہو۔ سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہین دی یہ فضیلت علی سے مخصوص تھی۔ بالآخر سب علما نے بالاتفاق خلیفہ مامون رشید سے کہا کہ حضور نے طالبان خیر کے لئے حق کو واضح کر دیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعوی کو ثابت فرمایا جسکو کوئی رد نہین کر سکتا۔

اس مناظرہ سے ثابت ہے کہ کل علمار کرام نے بالاتفاق بمقابلہ حضرت ابوبکرؓ جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی کا فیصلہ قطعی کر دیا جس مین مطلق چون وچرا کی گنجایش نہین۔

افسوس کہ ایسے مہتم بالشان متفقہ فیصلے پر بھی جو خود انہین کے خلفاء اور علماء کرام وفضلاء عظام کا ہے ہمارے بھائی اپنے عقیدے کی اصلاح نہین کرتے اور انہین کو ایمان اور اسلام مین سبقت اور فضیلت دیتے ہین جنکا نقص ایمان اور ہجرت خود انہین کی مستند کتب سے مسلم ہے۔ حیرت ہے کہ جو لوگ حسب اقوال امام بخاری و دیگر علماء ہر جنگ سے فرار ہوتے رہے بہ شد و مد انہین کو ؎

بانی ورشد ایدو اہوال   بذل ارواح کردہ و اموال

جان نثار خدا و رسول ٹھہراتے ہین۔

اہل حق کے نزدیک اگر کوئی شخص تعصب چھوڑ کر آیات الٰہی کے معانی پر ذرا بھی غور کرے اور انکے مطالب کو سوچے تو ہرگز ہرگز اصحاب مہاجرین و انصار ناقص الایمان کی فضیلت و بزرگی کا اعتقاد

نہ رکھے۔ اسلئے کہ جب خود اللہ جل شانہ خاص صحابہ سے خطاب کرکے ان کا پچھلا فرار یاد دلاکر فرمائے۔ وان تتولوا کما تولیتم من قبل اگر تم پھر بھاگو جیسا کہ اس سے پہلے بھاگ چکے ہو"۔ اور ان کے حق مین ارشاد کرے ثم ولیتم مدبرین کہ تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے" تو پھر بقول جناب شاہ صاحب بجز حفاظ قرآن کون ہے کہ اُنکے فضیلت کا قایل ہو۔

پس ہمارے بھائیون کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیئے کہ مہاجرین و انصار مین وہ اصحاب جن سے وہ محبت و عقیدت رکھتے ہین زمرہ مفرورین مین داخل ہین یا نہین اگر ہین تو پھر ان کے ناقص الایمان ہونے مین کیا شک ہے۔ اگر نہین ہین تو خدا کا یہ خطاب ثم ولیتم مدبرین تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ کس سے ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس قول سے کہ "ابوبکرؓ و عمرؓ بگوشۂ رفتند و عثمان ازان روز بعد سہ یوم در آمدند" کون اصحاب مراد ہین۔ بھائیو ذرا سوچو کیا قرآن مجید پر ایمان لانا اسی کا نام ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تو جنگ مین پیٹھ دینے والونکے حق مین

فقد باء بغضب من اللہ وماواہ	وہ یقیناً غضب خدا مین گرفتار ہوگا اور
جھنم وبئس المصیر (پ۹ ع ۱۶)	انکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

فرمائے۔ اور تم مفرورین کو خدا کی طرف سے یہ سند دو۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم	خدا اون سے راضی اور وہ خدا سے راضی
جنٰت تجری من تحتھا الانھار	انکے لئے بہشتین تیار رکھی گئی ہین جن کے نیچے
خالدین فیھا۔	نہرین بہتی ہین وہ ہمیشہ ان مین رہینگے۔

قال

اگر اس آیت پر بھی کوئی ایمان نہ لاے اور یہ شبہ کرے کہ اسمین خلفا ثلثہ کے نام تو مذکور ہی نہین ہین اس سے انکی فضیلت کا انکار مستلزم انکار آیت نہین ہے تو اسکے شبہ دور کرنے کے لئے ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت پیش کرتے ہین جس طرح پر انھون نے خلفا ثلثہ کو داخل حکم اس آیت کے بیان کیا ہے اسکو ہم بیان کرتے ہین اسکو ذرا دل سے سنو اور اپنے ہی مذہب کی کتاب سے اسکی سند لو ہوذا۔

بموجب کتاب امامیہ خلفا ثلاثہ اس آیت مین داخل ہین۔

صاحب فصول نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفا ثلثہ کی عیب جوئی کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے بتلاو کہ تم ان مہاجرین مین سے ہو کہ جو خدا کے لئے گھر سے نکالے گئے اور خدا کے لئے ان کا مال لوٹا گیا اور جنھون نے خدا اور رسول کی مدد کی۔ انھون نے کہا کہ ہم انمین سے نہین ہین تب آپ نے پوچھا کہ پھر کیا تم ان لوگون مین سے ہو جنھون نے دار ہجرت مین اور دار ایمان مین گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا۔ کہا کہ نہین۔ تب آپ نے کہا کہ خود تم بیزار ہوے اور نہین چاہتے کہ دونون فریق مین سے ہو اور مین اس بات پر گواہی دیتا ہون کہ تم ان مین سے بھی نہین ہو جنکی نسبت خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کے آئینگے وہ ایسے مومن ہونگے کہ یہ دعا کیا کرینگے کہ آلہی ہمارے اور ہمارے اگلے بھائیون کے جو ہم سے ایمان مین سبقت لے گئے ہین مغفرت کر اور ہمارے دلون مین مسلمانون کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کرنے والا مہربان ہے۔

اقول

تردید قول

خداے پاک کے کلام مین توجیہات و تلبیسات وہی حضرات کرتے ہین جو اپنے اصحاب ممدوحین کی نشہ محبت مین سرشار ہین۔ الحمد للہ امامیہ اس شک و شبہ سے پاک ہین اور آیت مین نام نہونے سے کوئی محل شبہ کا نہین ہو سکتا اسلئے کہ اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی اور خداے پاک نے دونون کے بارے مین جدا جدا آیات نازل فرمادی ہین یعنی مومنین کی شان مین" اولئك هم المفلحون اعد لهم جنت تجری من تحتها الانهار خلدین فیها ذلك الفوز العظیم"

فرمایا (یہی لوگ ہین جنکے لئے دنیا و آخرت کی) سب خوبیان ہین اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہین اللہ نے انکے لئے جنتین تیار کی ہین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین یہ اون مین رہنے والے ہونگے یہی تو بڑی کامیابی ہے)۔ اور منافقین کے حق مین ارشاد کیا ان المنفقین فی الدرك الاسفل من النار ولن تجد لهم نصیرا اس مین شک نہین کہ منافقین جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے (اے رسول) تم وہان کسی کو ان کا حمایتی نہ پاوگے۔ اس قسم سے دونون گروہ کے بارہ مین صدہا آیتین ہین پس جو کوئی آیات الٓہی سے اصحاب کی فضیلت اور مذمت کا خواستگار ہو اسکو چاہئے کہ پہلے اصحاب مومنین و منافقین مین امتیاز کرکے نیک نیتی کے ساتھ انکے افعال و اعمال پر نظر کرے۔ پھر بلحاظ انکے اعمال نیک و بد کے اوسی قسم کی آیات کا اونکو مصداق ٹھہراے جیسا کہ امامیہ کرتے ہین نہ یہ کہ حالات تو کفر و نفاق کے ہون اور بجاے آیات منقصت آیات فضیلت سے انکی بزرگی او فضیلت کا استدلال کرین۔ جیسا کہ حضرت شاہ صاحب کا عمل ہے اور آپ بھی ہمارے بھائیون کو خوش کرنے کے لئے اسی جادہ پر چل رہے ہین۔

آپنے اپنے بیان کی تائید مین جو روایت درج کی ہے اور صاحب لفصول کو علماء امامیہ سے

بتایا ہے وہ روایت کتب امیہ کی نہین ہے اور نہ صاحب الفصول کوئی علماء امامیہ سے ہین - چنانچہ صاحب معی الجرات نے جو مذہب امامیہ سے ہین کتاب مذکور کے صفحہ (۲۲۴) مین ان الفاظ سے اسکی تردید کی ہے کہ ہم "نہ فصول کو مانتے ہین نہ صاحب فصول کو کہ کون صاحب ہین کتاب غیر مشہور کی توثیق کلام علماء معتبرین سے لازم تھی اور بعد اوسکے ضرور تھا کہ اس کا ثابت کرنا کہ صاحب کتاب مصدق روایت ہے ممکن ہے کہ اس روایت کو اہل سنت سے نقل کیا ہو" جناب موصوف کے بیان کی تائید ہم ایک اور روایت سے بھی کرتے ہین کہ جناب حافظ مولوی سید عمار علی صاحب علی اللہ مقامہ نے جو ایک علماء معتبرین امامیہ سے ہین اپنی تفسیر عمدۃ البیان مین جو بمقام دہلی مطبوعہ یوسفی مین طبع ہوی ہے جسکی تقریظ عالیجناب مولوی نقی صاحب قبلہ نے لکھی ہے اوس کے صفحہ (۵۴۶) مین ان صاحب الفصول کی نسبت یہ تحریر فرمایا ہے کہ۔

صاحب الفصول نے جو روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ ان کا گذر ایک جماعت مین ہوا وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کی مذمت کرتے تھے امام نے انکو منع کیا یہ روایت معتبر نہین ہے اسواسطے کہ صاحب الفصول مالکی اہل سنت تھا شاہ عبد العزیز صاحب نے دروغ اور کذب سے ان کو مذہب امامیہ مین لکھدیا انکی کتاب کو دیکھکر سب سنی ایسا ہی کہتے ہین۔

قال

امامیہ اپنے آئمہ کے اقوال تسلیم نہین کرتے

اے بھائیو تم اپنے آپکو امامیہ کہتے ہو اور ائمہ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہین سمجھتے مگر معلوم نہین کہ ان اقوال کو جو صحابہ کے فضائل مین ہین کیون نہین مانتے اور کیون امامونکی پیروی نہین کرتے اور کیون انکو صحابہ کے فضائل بیان کرنے مین جھوٹا جانتے ہو۔

اقول

تردید

بیشک امامیہ ائمہ اطہار علیہم السلام کے کلام کو بربناء حدیث شریف علی مع القران والقران مع علی اور حسب فتواے شاہ صاحب "ہر کہ انکار قرآن وعترت کند خارج از دین است" کم از آیات نہین سمجھتے تعجب ہے کہ آپ صحابہ کی فضیلت مین سند تو جعلی پیش کرین اور امامیہ سے انکی فضیلت ومنزلت کی توقع رکھین۔ ہان اگر کوئی سچی شہادت ائمہ اطہار علیہم السلام کی ان حضرات کی نسبت آپکو ملے تو پیش کیجئے۔ اور اوسکا ملنا معلوم کہ آپ خود ہی آیات بینات جزو ثانی صفحہ اول مین کتاب صوارم کی یہ عبارت نقل کرتے ہین کہ۔

احادیث فضائل صحابہ از طریق امامیہ باوجود کثرت احادیث مختلفہ در ہر امر جزئی از جزئیات اصلیہ فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ در قادر تا بہ نیت تفحص بمطالعہ در آرند مظنون آنست کہ زیادہ از سہ چار حدیث کہ سر وپا درست نداشتہ باشد دست بہم ندہد۔ اما احادیث مثالب آنہا بلا اغراق انیست کہ متجاوز از ہزار حدیث باشد"

اے حضرات تم اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہو اور امام بخاری کے کلام کو قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہو مگر نہین معلوم کہ بخاری شریف کے ان بے شمار حدیثون کو جو بالخصوص تمہارے ممدوح مہاجرین وانصار اور صحابہ کے آمنوا وعملوا الصلحت سے خلاف مین ہین مثل حدیث حوض یعنی بروز حشر ملائکہ عذاب کچھ لوگونکو کشان کشان رسول اللہ صلعم کے سامنے سے لیجائینگے اونکو دیکھکر آپ عرض کرینگے ربّی ربّی یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین۔ خداے پاک فرمائیگا اے رسول تم کو ان احداث کی کیا خبر ہے جو تمھارے بعد انھون نے کئے کیون نہین مانتے۔ اور جب رسول اللہ صلعم نے شہداے بدر پر نماز جنازہ پڑھی اور اونکے حق مین دعاے مغفرت فرمائی تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔

یارسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لاے ویسا ہی ہم بھی لاے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ دنیا سے باایمان گئے

اور مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا احداث کروگے۔

اس قول مین حضرت صدیقؓ کو کیون صادق الاقرار نہین سمجھتے۔اور جب خود حضرت ام المومنین عائشہؓ کی

اس شہادت کی

میرے باپ جنگ احد یاد کرکے روئے مین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ احد کے دن فرار ہوا تھا۔

کیون تصدیق نہین کرتے اور حضرت عمر فاروقؓ نے جو خود اپنی زبان مبارک سے بقول شمس العلماء شبلی نعمانی

یہ فرمایا تھا۔

یا بنت رسول اللہ واللہ اگر لوگ گھر مین سے نہ نکلین گے تو مین گھر کو آگ لگا دونگا؛

اسکی تکذیب کیون کرتے ہو۔

قال

بجز تقیہ جواب نہین دے سکتے

غرضکہ اس حدیث سے امام باقر علیہ السلام کے ثابت ہوا کہ انکے نزدیک خلفاءِ ثلثہ اس آیت کے حکم مین داخل ہین اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدا نے مہاجرین و انصار سے کئے ہین ان مین وہ شریک ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ انکی عیب جوئی کرتے ہین ان سے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور انکو اسلام اور ایمان سے خارج سمجھتے تھے۔ پس سوائے تقیہ کے اور تو کوئی دوسرا جواب ہو ہی نہین سکتا لیکن معلوم نہین کہ کہانتک تقیہ کا عذر کیا کرینگے اور کب تک تقیہ کو سپر بناتے رہین گے۔

افسوس کہ جب خدا صاف صاف مہاجرین و انصار کی تعریف کرے اور ائمہ علیہم السلام خلفاءِ ثلثہ کی صاف فضیلت بیان کرین اور پھر بھی حضرات شیعہ قائل نہون تو اب معلوم نہین کہ مہاجرین و انصار کی فضیلت کے لئے کیسی دلیل چاہتے ہین۔

اقوال

جواز تقیہ کا ثبوت

جو روایت کہ آپ نے اوپر لکھی ہے اوسکا جواب عرض کر چکا ہون کہ یہ روایت کتب امامیہ کی نہین ہے اور اوس سے امام علیہ السلام کی تصدیق خلفائے ثلثہ کی فضیلت کے نسبت ثابت نہین ہوی پس ہم آپ سے اپنے مذہب کی کتابون سے سند چاہتے ہین نہ کہ جھوٹی اور جعلی اور تقیہ پر اہلسنت کی طعن بیجا ہے اسلئے کہ وہ کلام الٰہی سے ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

من کفر باللہ من	جو شخص کفر پر مجبور کیا جاے مگر اسکا دل ایمان
بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ	کی طرف سے مطمئن ہو اس سے کچھ مواخذہ نہوگا۔
مطمئن بالایمان ولکن من	لیکن ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے
شرح بالکفر صدرا فعلیھم	اور کفر بھی کرے تو جی کھولکر تو ایسے لوگون پر
غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ٥	خدا کا غضب اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

(سورہ نحل) ع ۱۴

تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ (۱۳۲) مطبوعہ مصر مین ہے کہ :۔

"حضرت عمار بن یاسر اور انکے باپ اور ماں ایمان لا چکے تھے"۔

اسپر کفار حضرت عمار کو سخت ایذائین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہمارے لات وعزا کو اچھا اور محمدؐ کو گالیان ندو چھوڑینگے۔ وہ روتے ہوے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دلمین ایمان کو کیا سمجھتے ہو۔ عرض کیا میرے دلکو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین اور تمسے جو کچھ کہلائین تم وہی کہدینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوی۔

پس جو کوئی خدا پاک کے کلام پر ایمان رکھتا ہے وہ تقیہ کو بھی تسلیم کرے گا تقیہ صحابہ کے اس ایمان واسلام سے لاکھ درجے بہتر ہے کہ رسول اللہؐ کے سامنے تو اپنا ایمان شد و مد سے جتاتے تھے آنحضرت کے پیچھے نمازین پڑھتے تھے لیکن راتونکو مسجدین بیٹھکر رسول اللہؐ کے خلاف سازشین اور شورے کیا کرتے تھے انکے اس نفاق وشقاق سے اہلسنت کسی طرح انکار نہین کرسکتے اسلئے کہ خود خدا پاک اسکی تصدیق کرتا ہے۔ اور رسول اللہ کو انکی حالات سے آگاہ فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا	یہ لوگ منہ سے تو کہدیتے ہین کہ آپکا ارشاد
من عندك بیت طائفۃ منھم	قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول واللہ یکتب	آتے ہین تو بعض لوگ تمھارے باتون کے
ما یبیتون فاعرض عنھم وتوکل	خلاف شورے کرتے ہین خدا انکے نامۂ اعمال
علی اللہ وکفی باللہ وکیلاہ	مین لکھ لیتا ہے۔ تم ان کا کچھ خیال نکرو اور
(پ ۵ ع ۸)	خدا پر توکل کرو اور خدا ہی کافی وکیل ہے۔

اسی طرح دوسری آیت مین ارشاد فرماتا ہے۔

واذا لقوکم قالوا امنا واذا	(اے رسول) وہ جب تم سے ملتے ہین تو
خلوا عضوا علیکم الانامل من	کہتے ہین کہ ہم بھی ایمان لاے اور جب اکیلے
الغیظ قل موتوا بغیظکم ان	ہوتے ہین تو تمھارے برخلاف غصہ سے اپنی
اللہ علیم بذات الصدور ہ	انگلیان اپنے دانتون سے کاٹتے ہین (انسا
سورۂ آل عمران	کہدو کہ تم آپ ہی اپنے غصہ سے مرجاو بیشک
ع ۱۲	اللہ دلون کے حال سے خوب واقف ہے۔

غرض باوجود اسکے کہ خدا صاف صاف ان مہاجرین وانصار کی جنھون نے بطمع دنیا ہجرت کی تھی

نقص ایمان کی شہادت دے اور خود ان سے مخاطب ہوکر ترید ون عرض الدنیا تم طالب دنیا ہو فرماے اور رسول اللہ صلعم صاف صاف صحابہ سے انکے احداث کی خبر دین جسکو سنکر حضرت صدیق روئین اور بہ جمیع علماء و محدثین بالاتفاق رسول اللہ صلعم کا اصحاب مفرورین کو باین الفاظ۔ یا انصار اللہ ورسولہ۔ یا اصحاب الشجرہ انا محمد رسول اللہ انا نبی اللہ پکارنا بیان کرین اور خود خدائے تبارک و تعالی تصدیق کرے اذ تصعدون ولا تلون احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم الخ اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم بدحواس بھاگے چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمہارے پیچھے کھڑے تمکو بلا رہے تھے مگر تم مڑکر بھی نہین دیکھتے تھے۔ پھر بھی اُنکے نقص ایمان کے قائل نہون تو بمجواء آیہ کریمہ فبای حدیث بعدہٗ یومنون (المرسلت) پس اس (قرآن) کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائینگے اب معلوم نہین کہ انکے فرار کے لیے اور کیسی دلیل چاہتے ہین۔

قال

مہاجرین کی ہجرت وانصار کی نصرت بطمع دولت نہ تھی

حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہ شبہ کرتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے ان مہاجرین وانصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کیلئے ہجرت اور نصرت کی نہ کہ انکی جنھون نے دنیا کی طمع سے کی۔ اس شبہ کو ہم تین طرح سے رد کرتے ہین اول یہ کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی اور انصار نے نصرت اسوقت دنیا اور دولت کہان تھی جسکی طمع ہوی۔ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ کے نکلنے کی اُنھین خبر ملی تھی جسکے لوٹنے کو گئے ہون یا جب انصار نے مہاجرین کی خاطر کی اور انکو اپنے گھرون مین ٹھرایا تو کیا مہاجرین بہت سا مال اپنے ہمراہ لے گئے تھے جس کے چھین لینے اور لوٹ لینے کی نیت سے انھون نے انکی مدد کی ہو۔ اگر مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت اور انصار نے اللہ کے واسطے نصرت نہین کی تو پھر ان کی ہجرت ونصرت کا کیا سبب تھا۔

اقول

مہاجرین کا مدینہ مین آکر غنی ہونا

شیعہ کیا بلکہ ہر شخص جس کا نفس اغراض ذاتیات سے پاک ہے وہ اس امر کا یقین کرے گا کہ اللہ جل شانہ نے انھین مہاجرین و انصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کے لیے ہجرت و نصرت کی تھی۔

چنانچہ جن مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت کی تھی انھون نے غزوات مین اپنی جانین نثار کین یا فتح کے ساتھ پھرے اور وہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ و مثالہم رضی اللہ عنہم ہین اور جنھون نے جہاد پر جانے سے تخلف کیا یا اگر کفار کے مقابلہ کو گئے تو اون کے اوچھے سے حملہ کی بھی تاب نہ لاے اور مع الخیر پلٹ آے اونکو جمیع آیات فضیلت سے خارج کرتے ہین اور یہ امر کہ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ نکلنے کی خبر ملی تھی جس کے لوٹنے کو گئے تھے،، اس کا حال جناب امام فخر الدین رازی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے پوچھیے جنھون نے آیہ کریمہ الم یان للذین امنوا الخ کی یہ تفسیر کی ہے، کہ یہ آیت مہاجرین اولین کے حق مین ہے کہ جب اصحاب مدینہ مین آے تو عیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے اس آیت سے ان پر عتاب ہوا،، اور صاحب تفسیر حسینی سے پوچھیے جو فرماتے ہین،، مومنان در مکہ با فقر و فاقہ بعد تمام قواعد طاعت را تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار بدست آمد و نعمت برایشان فراخ شد آثار فتور و قصور در اوراد و وظائف و عبادت ایشان ظاہر گشت،، یہ حال اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی تفصیل سے ہمنے لکھا ہے ملاحظہ فرمائین۔

یہ توانکی دولت و ثروت کی ابتدا تھی اور جب لڑائیون کا سلسلہ چھڑا تو مال غنائم کی نیت سے مجاہدین کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ جب مال غنائم بدر جمع کیا گیا تو باہم اصحاب مین اتنا جھگڑا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال نازل فرمایا کہ یہ مال خدا و رسول کا ہے جب رسول اللہ بعد انفراغ مبایلے ہوازن سے سوار ہو کر روانہ ہوے لوگ آپ کے پیچھے دوڑے اور کہنے لگے کہ ہماری غنیمت ہمکو تقسیم کیجیے

جب اپنی مراد پوری نہوی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپکی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تمکو دینے مین بخل کرتا ہون۔ جب مہاجرین و انصار نے آنحضرت سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نکرنیکی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت کلام کئے تو آیہ کریمہ ومنھم من یلمزک فی الصدقات نازل ہوی۔

اے رسول انمین سے کچھ ایسے بھی ہین جو لوگون کے مال کی خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا تمکو الزام دیتے ہین پھر اگر ان مین سے انہین حسب خواہش دیا جاے تو خوش ہو گئے اور اگر انکی مرضی کے موافق نہین دیا گیا تو بس فوراً بگڑ جاتے ہین،، غزوہ حنین مین انکی طمع و حرص کی یہ حالت تھی کہ طرفین سے تلوارین چل رہی تھین قریب تھا کہ دشمن پسپا ہون کہ اتنے مین مجاہدین کو غنیمت نظر پڑی پھر کیا تھا اسکو دیکھتے ہی صرف دس اشخاص رسول اللہ کے پاس رہ گئے باقی سب کے سب غنیمت لوٹنے مین لگ گئے جس کی وجہ سے وہلہ اول مین شکست ہوی۔ اسی طرح احد مین بھی۔

ہم یہ حالات توضیح و تصریح آیات محکمات جلد اول مین لکھ آے ہین ملاحظہ ہون صفحہ ۲۴۳ تا ۲۵۱۔

اس مین سیرت النبی مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی کا بھی کلام شامل ہے اسکا یہ فقرہ مخصوص لائق غور ہے۔

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہو رہا ہے۔ ایک ایک کی ہزارون کی رقمین وصول ہو رہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اٹھایا کبھی نہین اٹھایا تھا پورے تین سو اوقیہ آے (ایک اوقیہ دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے) یعنی تین ہزار روپیہ۔

غرض بجز خالص مومنین کے باقی سب مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت کے یہ اسباب تھے اگرچہ خدا و رسول وقتاً فوقتاً حرص دنیا سے متنبہ کرتے رہے اور رسول اللہ صلعم نے بوقت رحلت مسجد مین جو طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس مین خاص اصحاب سے مخاطب ہو کر صاف ارشاد فرما دیا تھا۔

درحق اصحاب گفت کہ نمی ترسم من برشما از شرک ولیکن می ترسم کہ از دنیا رغبت کیند وتقاتل کیند همدیگر،، مدارج النبوة صفحہ ۴۰۰۔

خداے عزوجل نے بھی صحابہ سے خطاب کرکے فرمایا۔

فھل عسیتم ان تولیتم	قریب ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین
ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا	فساد اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر
ارحامکم اولئك الذین لعنھم الله	اللہ نے لعنت کی اور ان کو بہرا اور اندھا
فاصمھم واعمی ابصارھم س محمد پ ۲۶ ع	کردیا۔

مگران پر کچھ اثر نہوا۔ آخر اُنکے عہد حکومت مین جو فسادات وکشت وخون و قطع رحم وظلم وستم عموماً اور آل رسول پر خصوصاً ہوے ان کا کچھ ذکر جلد اول مین ہوچکا ہے۔

پس ان سب افعات کا سبب بھی حرص وہوا ہی تو تھی جس نے انکو غنی کردیا مسند نشین خلافت ہوتے ہی وصایاے رسول فراموش کرکے اپنی خلافت کی پائداری اور بمقابل حکومت خاندان رسالت ونبوت کو پست وذلیل رکھنے کی غرض سے خلاف روش رسولؐ راہ اختیار کی چنانچہ جناب رسولخدا صلعم نے کبھی کوئی بیت المال قائم نہین کیا تھا جو رقم حضرت کے پاس آتی آپ اسکو فوراً مسلمانون پر تقسیم کردیا کرتے تھے۔ بخلاف اسکے حضرت عمرؓ نے بیت المال قائم کردیا جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ۔ حضرت عمر کا بیت المال قائم کرنا

یہ صیغہ بھی حضرت عمر کی ذات سے وجود مین آیا۔ آنحضرت کے زمانہ مین سب سے آخر جو رقم وصول ہوی وہ بحرین کا خراج تھا جسکی تعداد آٹھ لاکھ درہم تھی لیکن آنحضرت نے یہ کل رقم ایک ہی جلسہ مین تقسیم کردی۔ تقریباً ۱۵ھ مین حضرت ابوہریرہ کو حضرت عمر نے بحرین کا عامل مقرر کیا وہ سالتمام مین پانچ لاکھ کی رقم اپنے ساتھ لاے حضرت عمر نے مجلس شورای کا اجلاس عام کرکے

کہا کہ ایک رقم کثیر بحرین سے آئی ہے آپ لوگوں کی کیا مرضی ہے حضرت علیؑ نے رائے دی کہ جو رقم آئے وہ سال کی سال تقسیم کر دیجائے اور خزانہ مین جمع نہ رکھی جائے حضرت عثمان نے اس کے خلاف رائے دی۔ ولید بن ہشام نے کہا مین نے سلاطین شام کے ہان دیکھا ہے کہ خزانہ اور دفتر جدا جدا قائم ہے حضرت عمر نے اس رائے کو پسند کیا اور بیت المال کی بنیاد ڈالی۔ (حصہ دوم صفحہ ۵۹)۔

جناب رسولخدا صلعم کا دستور تھا کہ جو رقم آتی تھی اوسکو علی السویہ تقسیم فرماتے نہ کسی کو زیادہ نہ کسی کو کم خلفاء ثلاثہ اپنی ذاتی مصلحتون پر نظر رکھکر خاص خاص اشخاص کو تو مالا مال کر دیتے تھے باقی لوگون کو تھوڑا بہت دیکر ٹال دیا کرتے تھے اور ضعفا و غربا کی طرف تو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ آخر کار قیام بیت المال اور اس تقسیم عمل سے چندہی دن مین ایسے متمول ہو گئے کہ اکثر اصحاب تو بعد مرگ بھی مال و دولت کثیر چھوڑ گئے جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے۔ چنانچہ بعض اصحاب عشرۂ مبشرہ کی دولت و ثروت کے بارہ مین چند روایات نقل کیجاتی ہین۔ ملاحظہ ہون۔

تمول حضرت ابو بکرؓ

آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر نے کئی ہزار روپیہ نقد انکے گھر سے ضبط کر کے بیت المال مین داخل کیا۔ (ریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)۔

ابن اثیر۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ حضرت صدیق کے پاس چالیس ہزار نقد تھے۔

اور دربارۂ تمول حضرت عائشہؓ کتاب تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الہبہ باب ہبتہ الواحد للجماعۃ صفحہ ۳۳ پر ہے کہ۔

اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابو بکر اور عبد اللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ کے ترکہ مین سے غابہ مین کچھ جائداد ہاتھ آئی ہے اوسکے عوض معاویہ مجھے ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے مگر

مین نے نہین بیچی یہ جائداد تم دونو لیلو۔"

حضرت عمرؓ

آپ نے اپنے خاص مال سے اپنے ایک خسر کو دس ہزار درہم دئے (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۲۱۹)۔

حضرت عمرؓ نے ام کلثوم سے عقد کیا اور چالیس ہزار درہم مہر مین دئے۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۴۰) اپنے عہد خلافت مین پانچہزار روپیہ اپنی تنخواہ مقرر کی اسپر بھی قناعت نہ کی بلکہ بیت المال سے جسقدر چاہتے لے لیا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۰۷ مین رقمطراز ہین کہ۔

وقت رحلت جب قوم کے کام سے فراغت ہوچکی تو اپنے ذاتی مطالب پر توجہ کی۔ عبداللہ اپنے بیٹے کو بلاکر کہا کہ مجھپر کسقدر قرض ہے معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار درہم فرمایا کہ میرے متروکہ سے ادا ہوسکے تو بہتر ورنہ خاندان بنی عدی سے درخواست کرنا اور اگر وہ بھی پورا نہ کرسکین تو کل قریش سے (صحیح بخاری کی روایت ہے) لیکن عمر بن شیبہ نے کتاب المدینہ مین بسند صحیح روایت کی ہے کہ نافع جو حضرت عمر کے غلام تھے کہتے تھے کہ عمر پر قرض کیونکر رہ سکتا تھا حالانکہ انکے ایک وارث نے اپنے حصہ وراثت کو ایک لاکھ پر بیچا تھا (دیکھو فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۷ صفحہ ۵۳) حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر پر چھیاسی ہزار کا قرض ضرور تھا لیکن وہ اس طرح ادا کیا گیا کہ ان کا مکان مسکونہ بیچ ڈالا گیا جسکو امیر معاویہ نے خریدا۔

ان روایتون سے روشن ہے کہ آپ اپنی ذات کے لئے حسب خواہش بیت المال سے بیدریغ رقم اوٹھا لیتے تھے جو منافی شان امانت ہے اور یہ رقم کثیر اپنے بارہ سال کے عہد خلافت مین بھی داخل بیت المال نہ کی۔ یہ تو اندرونی حالت تھی اور بظاہر اپنے کو پاک دامن بتانے کے لئے اپنے عہد خلافت مین فرماتے تھے کہ عمر کے لیئے بیت المال سے صرف اسقدر جائز ہے کہ دو کپڑے پہننے کے لئے لے اور حج وغیرہ کے لئے سواری اور اپنے اہل و عیال کا خرچ ایک اوسط درجہ کے آدمی کے خرچ کے برابر لیا کرے (ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۱۹۷)

(۲) ایک دفعہ بیمار ہوے لو لوگون نے علاج کے لیے شہد کا استعمال تجویز کیا تو مجمع عام مین آکر صحابؓ سے فرمایا کہ اگر تم لوگون کی اجازت ہو تو بیت المال مین جو شہد رکھا ہوا ہے اوس مین سے کچھ لے لون لوگون نے اجازت دیدی۔ (ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۱۹۰)

(۳) ایک مرتبہ احنف بن قیس روسا عرب کے ساتھ حضرت عمر سے ملنے کو گئے دیکھا تو دامن چڑہاے ادہر ادہر دوڑتے پھرتے ہین احنف کو دیکھکر کہا آؤ تم بھی میرا ساتھ دو بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو کہ ایک اونٹ مین کتنے غریبون کا حق شامل ہے ایک شخص نے کہا امیر المومنین آپ کیون تکلیف اٹھاتے ہین کسی کو حکم دیجئے وہ ڈھونڈ کر لائیگا فرمایا ای عبد اعبد منی یعنی مجھسے بڑھکر کون غلام ہو سکتا ہے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۲)

بس روایات مندرجہ بالا سے جناب خلافتمآب کا تمول روشن ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ تمول موروثی تھا یا کسبی آپکی موروثی حالت و حیثیت کے متعلق ہم خود کچھ کہنا نہین چاہتے مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک طولانی روایت ازالۃ الخفا صفحہ ۸۲ مقصد دوم مین لکھی ہے بقدر ضرورت اسی کا اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

قال لعن اللہ یوما کنت	یعنی عمرو عاص نے مسلمہ سے کہا خدا اوس
فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد	روز پر لعنت کرے کہ جس روز ہم ابن خطاب
رأیتہ ورأیت اباہ وان علی کل	کی طرف سے والی ہون قسم بخدا ہمنے اسکو اور
واحد منھما عباءۃ قطرانیۃ	اوسکے باپ کو دیکھا ہے کہ ایک عبائے
موتزرا بھا ما تبلغ مابض رکبتیہ	قطرانی کا لنگ باندہے ہوے تھے جس سے
وعلی عنق کل واحد منھما حزمۃ	ان کا گھٹنا بھی نہین چھپتا تھا اور دونون کی
من حطب۔	گردن پر لکڑی کا گٹھا تھا۔

اور مدلح مہروماہ فلک اسلام شبلی صاحب ارقم فرماتے ہین کہ۔

"سن رشد کو پہونچ کر خطاب دن کے حضرت عمرؓ کے باپ نے انکو جو خدمت سپرد کی وہ اونٹونکا چرانا تھا خطاب نہایت بیرحمی کے ساتھ اون سے سلوک کرتے تھے جس میدان مین حضرت عمرؓ کو یہ مصیبت انگیز خدمت انجام دینی پڑتی تھی ایکدفعہ خلافت کے زمانہ مین حضرت کا اودہر گذر ہوا تو اونکو نہایت عبرت ہوی آبدیدہ ہوکر فرمایا اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ مین یہان نمدہ کا کرتا پہنے ہوے اونٹ چرایا کرتا اور تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا آج یہ دن ہے کہ خدا کے سوا میرے اوپر اور حاکم نہین۔ (الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۱)

تمول حضرت عثمانؓ

ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے شام سے آئے۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱)

ایک کنوان پنتیس ہزار درہم مین خرید کیا (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۹۲)

پچیس ہزار درہم مین ایک زمین خرید کی۔ (ایضاً)

غزوہ تبوک کے لیے حضرت عثمانؓ نے نو سو پچاس اونٹ۔ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار دینار عطا فرمائے۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۹۱)

شہادت کے وقت آپ کے خزانچی کے پاس تین کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ دینار تھے۔ اور ہزار اونٹ ربذہ مین موجود تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۵۳) ۲

حضرت عبدالرحمن بن عوف داماد حضرت عثمان و میر مجلس۔ مجلس شوری

آپ نے وقت وفات چالیس ہزار نقد پانسو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ چھوڑے۔

(ریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۲۸۸)

منجملہ اور چیزون کے سونے کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑے جو کلہاڑیون سے

کاٹے گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۹۶)

اپنی ملوکہ ایک زمین حضرت عثمانؓ کو چالیس ہزار دینار مین فروخت کی۔ (ایضاً صفحہ ۹۴ جلد ۳)

اور حسب وصیت پچاس ہزار دینار صرف ہوے وقت انتقال مال کثیر ہزار اونٹ سو گھوڑے تین ہزار بکری اور زمینداری چھوڑ گئے۔ (ایضاً صفحہ ۹۶)

استیعاب مین ان کے متروکہ کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ ہزار اونٹ تین ہزار بکری سو گھوڑا چھوڑا۔ اور نقدی کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ چار عورتون سے ایک عورت کو زمانہ مرض مین طلاق دیدی تھی جو چوتھائے ثمن کی مالک تھی اوس سے تراسی ہزار پر مصالحہ ہوا۔ جب ایک ثمن کا چوتھا حصہ اتنا تھا تو پھر ان کا مال کتنا ہوگا حساب لگا لیجیے۔

حضرت شاہ صاحب تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

"درہمین اثنا عبدالرحمن بن عوف کہ بالقطع بشر بجنت دیکی از دہ یار بہشتی بود رحلت فرمود ومال فراوان گذاشت بحدیکہ بعد از اداے دیون وتنفید وصایاے او۔ چون ترکہ اورا تقسیم نمودند ثمن مال باقی اش بچہار زن اور سید منجملہ آن چہار یک را از یاد برہشتاد ہزار درہم درحصہ میرسید چون اورا در مرض مطلقہ نمودہ بود تمام حصہ اش ندادند بر ہشتاد ہزار درہم حصہ نمودند۔

یعنی یہ صورت مالداری کی تھی کہ قرضہ وغیرہ ادا کرنے اور تکمیل وصایا کے بعد جو بچا اس کے آٹھوین حصہ کو چار بیبیون پر تقسیم کرنے سے ایک بی بی کو جس نے مرض الموت مین مطلقہ ہونے کی وجہ سے پورا حصہ نہین پایا تو بھی اسی ہزار درہم ملے۔

حضرت طلحہ واماد حضرت ابوبکرؓ

آپ کی املاک وجائداد کوفہ اور مدینہ مین اندازۂ شمار سے زیادہ تھی اور دوسری جگہ بھی مکانات بہت مضبوط گچ وغیرہ اور ساکھو کی لکڑی سے بنے تھے اور غلہ کی قیمت جو عراق مین تھا ایک دن مین

ہزار دینار آتے تھے ۔

آپ کو عراق کی کاشت سے چار پانچ لاکھ اور سیرات کی کاشت سے کم و بیش دس ہزار دینار وصول ہوتے تھے ۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۱۵۸)

ایک دفعہ ایک دن میں لاکھ درہم خرچ کئے ۔ زمینداری بہت بڑے وسیع پیمانہ پر تھی ۔ اور اور ایک زمین سات لاکھ درہم مین فروخت کی اور چار لاکھ نقد ۔ (ایضاً)

ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ چالیس ہزار دینار مین فروخت کی (ایضاً صفحہ ۹۴)

اور بھی ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ سات لاکھ درہم مین فروخت کی ۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۷)

آپ نے بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار نقد اور تین کروڑ درہم کی جائداد چھوڑی (ایضاً)

تمول حضرت زبیر ہمشیر زادہ حضرت عائشہؓ

آپ نے اپنی مملوکہ ایک زمین چھ لاکھ مین فروخت کی ۔ ایک گھر چھ لاکھ درہم مین فروخت کیا ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)

آپ نے تین کروڑ باون لاکھ درہم کی جائداد چھوڑی ۔ چار بیبیون مین سے ہر ایک کو بتیسوان حصہ یعنی گیارہ گیارہ لاکھ درہم ملے ۔ (ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۷۲)

اور تاریخ خمیس صفحہ ۳۱۱ جلد ۲ مین ہے ۔

وقد خلف املاکاً بیعت بنحو فی اربعین الف الف درهم و هذا لم یسمع بمثله قط (رد تحفہ صفحہ ۱۲۷)

یعنی زبیر نے اسقدر ملک چھوڑی تھی کہ چار کروڑ درہم مین انکی املاک بیع ہوی اور یہ وہ مقدار ہے کہ جو کسی کے لیے نہین سنی گئی ۔

حضرات طلحہ و زبیر کے پکے اسلام اور پکے ایمان کا حال یہ تھا کہ سب سے پہلے جناب امیر علیہ السلام کی

بیعت کرنے والے یہی تھے اور پھر بیعت سے منحرف ہو کر بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرنے والے اور جنگ جمل وغیرہ کے سرغنہ بنے۔

آیات وروایات طالبان دنیا کی مذمت مین

پس مہاجرین وانصار کی دولت وثروت پیش نظر رکھکر خداے پاک کے اس ارشاد پر غور کرو۔

تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ	تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت کا خواہان ہے۔

قولہٗ تعالیٰ

من کان یرید العاجلۃ عجلنا	جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے
لہ فیہا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا	ہین اُسے دنیا مین سردست دیدیتے ہین۔
لہ جہنم یصلٰہا مذموما	(مگر) پھر (آخرکار) ہمنے اوس کے لئے دوزخ
مدحورا ومن اراد الاخرۃ	ٹھہرا رکھی ہے جسمین وہ برے حالون راندۂ
وسعیٰ لہا سعیہا وھو مومن	(درگاہ خدا) ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص طالب
فاولٰئک کان سعیہم مشکورا	آخرت ہوگا اور آخرت کے لئے جیسی کوشش
سورہ بنی اسرائیل	کرنی چاہئے ویسی اس کے لئے کوشش بھی
پارہ (۱۵)	کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہین
ع ۲	جنکی محنت (خدا کے ہان) مقبول ہوگی۔

اس موقع پر سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۲۴۴ کی یہ عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے۔

"جہاد مین فتح پانے اور زمین پر قبضہ حاصل کرنے کا مقصد یہ نہین قرار دیا گیا کہ فاتح دولت ومال اور حکومت کا لطف اٹھائین بلکہ یہ غرض رکھی گئی کہ لوگون کو عبادت وریاضت اور فقرا کی دستگیری کی تلقین کرین اور اچھی باتین پھیلائین اور برے کامون سے لوگون کو روکدین۔

الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر
یعنی وہ لوگ کہ اگر ہم انکو زمین پر قبضہ دین تو وہ نماز کے پابند ہون گے زکواۃ ادا کرینگے اچھی باتون کا حکم دین گے اور بری باتون سے روکین گے۔

کسی ملک کی فتح سے جو دولت و مال ہاتھ آتا تھا وہ فاتح کا خاص حصہ ہوتا تھا جسکو وہ اپنے مصارف عیش مین استعمال کرتا تھا۔ اور دربار کے امرا درجہ بدرجہ اس سے مستفید ہوتے تھے لیکن اسکا مصرف یہ قرار دیا۔ واعلموا انما غنمتم الخ اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت ملے تو اسکا پانچوان حصہ خدا کا ہے اور رسول کا اور رشتہ دارونکا اور یتیمونکا اور غریبونکا اور مسافرون کا۔ جہاد نہ صرف حقیقت کے لحاظ بلکہ صورۃً بھی عبادت بنا دیا گیا مجاہدین کو تاکید تھی کہ عین جنگ کے وقت بھی خدا کا نام لیتے رہین۔

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (انفال)
مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے جاؤ تو تم کامیاب ہوگے (جلد اول صفحہ ۴۴)

قصہ مختصر ان کے مال غنائم لوٹنے اور زر و مال جمع کرنے پر نگاہ رکھکر فرمائے کیا یہی وہ اصحاب ہین جن کی نسبت آپ نے شد و مد سے تحریر فرمایا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے،

حدیث الفقر فخری

کیا سرور عالم صلعم نے بیت المال قائم کیا تھا اور جو مال آتا تھا اوسکو رکھ چھوڑتے تھے۔
کیا تقسیم مال مین رعایت فرمایا کرتے تھے۔
کیا حضرت صلعم کے حالت حیات و ممات مین ایک درہم بھی بیت الشرف سے نکلا۔

فقر و فاقہ کو کون دوست رکھتا تھا۔ اور الفقر فخری کس کا قول تھا۔

جہیز حضرت فاطمہ زہرا

رسول الثقلین نے جو دین و دنیا کے شہنشاہ تھے اپنی اکلوتی بیٹی کو جو جہیز دیا تھا اُسکی تصریح جناب مولوی شبلی صاحب یہ کرتے ہین۔

شہنشاہ کونین نے سیدہ عالم کو جو جہیز دیا وہ بان کی چارپائی چمڑے کا گدا جس مین روئی کے بجاے کھجور کے پتے تھے ایک چھاگل ایک مشک دو مٹی کے گھڑے تھے۔ (سیرت النبی جلد ا صفحہ ۲۶۸)

مہر حضرت فاطمہ زہرا

پس صحابہ مدوحین کا تو قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلنا بے بنیاد ہے۔ ہان آل رسول بیشک قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا سے پاک تھے جس کا کچھ ذکر ہم اس جلد مین بعنوان شواہد نقلی کر چکے ہین اس جگہ اوس مہر کا ذکر کرتے ہین جس کا حال جناب شمس العلما نے تحریر فرمایا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

جب حضرت علی نے رسول اللہ سے درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ کی مرضی دریافت کی وہ چپ ہین یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔

آپ نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمھارے پاس مہر مین دینے کے لئے کیا ہے بولے کچھ نہین۔ آپ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوئی (جنگ بدر مین ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے آپنے فرمایا بس وہ کافی ہے۔ ناظرین کو خیال ہوگا کہ بڑی قیمتی چیز ہو گی لیکن اگر وہ اوسکی مقدار جاننا چاہتے ہین تو جواب یہ ہے کہ صرف سو اسی روپیہ کا مال تھا زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علی کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی حضرت علی نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ کے نذر کیا۔ (ایضاً صفحہ ۲۶۷)

جس طرح آل رسول کے فقر کی یہ حالت تھی اسی طرح معیشت کی بھی یہی کیفیت تھی کہ مثل رسول فاقے پر فاقے گزرا کرتے تھے۔ پانی سے افطار کر کے روزہ پہ روزہ رکھتے تھے لیکن سائل کو

محروم نہ پھیرتے اور اپنی نذر پوری کرتے تھے۔ جس پر خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہوے جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے نذر کی کہ اگر پروردگار عالم ان دونون کو اس بیماری سے صحت دے تو تین روزے رکھین گے۔ شافی مطلق نے صحت عطا فرمائی جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے اپنی نذر پوری کی یعنی پیاپے تین روزے رکھے اور ہر افطار پر سائل آتے رہے اور یہ خاصان خدا اپنے اپنے حصہ کی روٹی انکو دیتے رہے اور پانی پی پی کر تین روزے مسلسل رکھے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے سورہ دہر انکی شان مین نازل فرمایا اوس مین یہ آیات پاک ملاحظہ ہون۔

شان نزول آیۂ کریمہ یوفون بالنذر الخ

یوفون بالنذر ویخافون	یہ وہ لوگ ہین جو نذرین پوری کرتے ہین اور
یوما کان شرہ مستطیرا ۞	اسدن سے جسکی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہین
ویطعمون الطعام علی حبہ	اور اسکی محبت مین محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا
مسکینا ویتیما واسیرا ۞	کھلاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم تو تمکو خالص خدا کیلئے
انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید	کھلاتے ہین ہم تم سے نہ بدلے کے خواستگار ہین
منکم جزاء ولا شکورا ۞ انا	اور نہ شکر گزاری کے ہمکو تو اپنے پروردگار سے
نخاف من ربنا یوما عبوسا	اسدن کا ڈر ہے جسمین منہ بن جائینگے اور چہرے
قمطریرا ۞ (سورۂ دہر)	ہوائیان اڑتی ہونگی۔

مفسرین اہلسنت نے اس سورے کا شان نزول یہ لکھا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حسن وحسین علیہما السلام بیمار ہوے تو جناب سول خدا صلعم کچھ لوگون کے ساتھ عیادت کو تشریف لاے بعد دیکھنے کے جناب امیر سے فرمایا اے ابو الحسن بہتر ہوتا اگر تم ان دونون فرزندون کی صحت کے لیئے نذر کرتے یہ سنتے ہی جناب امیر فاطمہ زہرا اور

فضہ نے تین تین روزون کی نذر کی۔ جب دونون صاحبزادے اچھے ہوے اور نذر کے پورا کرنیکا وقت آیا تو گھر مین کچھ نہ تھا جناب امیر نے شمعون یہودی سے تین صاع جو قرض لئے جناب سیدہ نے ایک صاع جو پیسا اور پانچ روٹیان پکائین شام کو کھانا ہی چاہتے تھے کہ ایک سائل نے آواز دی السلام علیکم یا اہلبیت محمد مین ایک مسلمان مسکین ہون مجھے کھانا دو خدا تمھین جنت کے خوان عطا کرے گا۔ یہ آواز سنتے ہی سب نے اپنے اپنے آگے کی روٹیان دیدین اور فقط پانی پیکر سو رہے۔ دوسرے دن۔ پھر روزہ رکھا جناب سیدہ نے پھر پانچ روٹیان پکائین اور کھانے بیٹھے تھے کہ ایک یتیم نے آواز دی سب نے اپنی اپنی روٹی اوسکو دیدی اور صرف پانی سے افطار کیا۔ تیسرے روز پھر روزہ رکھا اور افطار کرنے بیٹھے تھے کہ ایک قیدی نے آواز دی پھر سب بزرگوارون نے اپنی اپنی روٹی دیدی چوتھے دن صبح کو جناب امیرؑ صاحبزادون کے ہاتھ پکڑے ہوے حضرت رسولؐ کی خدمت مین حاضر ہوے جب رسول اللہ کی نظر پڑی کہ بھوک کی شدت سے کانپ رہے ہین تو فرمایا کہ مین تم لوگون کو کسقدر تکلیف کی حالت مین دیکھ رہا ہون پھر خود اٹھے اور اون کے ساتھ جناب سیدہ کے مکان مین آئے تو فاطمہ زہرا کو محراب عبادت مین دیکھا انکی پیٹھ پیٹ سے ملگئی ہے۔ اور آنکھین دھنس گئی ہین یہ دیکھکر حضرت کو بہت رنج ہوا کہ یکایک حضرت جبریل نازل ہوے اور کہا لیجیے یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو کہ خدا نے یہ سورہ آپ کے اہلبیت کی شان مین نازل کیا ہے اور سورہ دھر کی تلاوت فرمائی،، (دیکھو تفسیر کشاف جلد سوم صفحہ ۲۳۹ سطر ۲۹ مطبوعہ مصر)۔

اس روایت کو بیضاوی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ (منقول از ترجمہ قران مولوی حافظ فرمان علی صاحب صفحہ ۹۲۴)۔

عبادت رسول و وصی رسول

جناب سید المرسلین۔ امام المتقین۔ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علاوہ فرائض نبوت و رسالت عبادت مین بھی بہت مشقت فرماتے تھے دس برس تک پنجون کے بھل کھڑے ہو کر رات رات بھر نماز پڑہی حتی کہ آپ کے پاؤن سوج گئے اور رنگ زرد ہو گیا خداے عز و جل نے آیہ کریمہ۔

طٰہٰ ما انزلنا علیک	(اے) طٰہٰ (رسول اللہ) ہمنے تمپر قرآن
القرآن لتشقی الا تذکرۃ	اس لئے تو نازل نہین کیا کہ تم (اسقدر)
لمن یخشیٰ ۝	مشقت اٹھاؤ مگر جو شخص خدا سے ڈرتا ہے
	اس کیلئے نصیحت (قرار دیا) ہے۔

نازل فرما کر اپنے حبیب کو اسقدر مشقت سے روکا۔ آل رسول نے اس مین بھی آپ کا اتباع کیا۔ چنانچہ وصی رسول کا دن و رات مین ایک ہزار رکعت نماز پڑہنے اور خضوع و خشوع کا حال اوپر "شواہد نقلی" مین لکھا گیا ہے۔

عبادت جناب امام زین العابدین

احوال جناب امام زین العابدین علیہ السلام مین منقول ہے کہ ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا اور گستاخانہ کہنے لگا کہ آپ نماز کی حقیقت سے بھی واقف ہین فرمایا البتہ مین نماز کو خوب جانتا ہون۔ اُس نے افعال نماز مبطلات نماز۔ نوافل نماز۔ فرائض نماز۔ سبکو پوچھنا شروع کیا حضرت نے سب کا جواب دیا یہان تک کہ اوس نے پوچھا افتتاح نماز یعنی ابتدا اسکی کیا چیز ہے فرمایا تکبیر۔ اوس نے کہا برہان نماز کیا ہے فرمایا قرأت۔ پوچھا خشوع نماز کیا ہے فرمایا نظر سجدہ گاہ پر رکھنا۔ کہا تحریم نماز کیا ہے فرمایا تکبیر۔ کہا تحلیل نماز کیا ہے فرمایا تسلیم۔ پوچھا جوہر نماز کیا ہے فرمایا تسبیح۔ کہا آخر نماز کیا ہے فرمایا تعقیب کہا تمامی نماز اور تکمیل نماز کیا ہے فرمایا درود بھیجنا محمدؐ اور آل محمدؐ پر۔ پوچھا سبب قبول نماز کیا ہے فرمایا ہم اہلبیت کی محبت اور ہمارے دشمنون سے کراہت۔

یہ سنکر کہنے لگا کہ آپ نے کوئی حجت اُٹھا نہین رکھی اور یہ آیت پڑھتا ہوا چلا گیا۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ — اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اُس نے اپنی سالت کہان قرار دی ہے۔

خوف خدا کا یہ حال تھا کہ جب وضو فرماتے تھے تو رنگ چہرۂ مبارک کا زرد ہو جاتا تھا اور تمام جسم مین لرزہ پڑجاتا تھا۔ جب کوئی پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کیا تم نہین جانتے کہ کس کے سامنے کھڑے ہونیکو اور کس سے باتین کرنے کو جاتا ہون۔ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو رنگ بدل جاتا تھا اور اس طرح کھڑے ہوتے تھے جس طرح عبد ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے خوف خدا سے بند بند بلکہ تمام اعضا کانپنے لگتے تھے اور آپ اپنے سرنیاز کو درگاہ بے نیاز مین رکھے یہ عرض کرتے تھے۔

الٰہی نامت العیون وغارت النجوم وانت الملک الحی القیوم غلقت الملوک ابوابھا واقامت علیہ حراسھا وبابک مفتوح للسائلین جئتک لتنظر الی برحمتک یا ارحم الراحمین

خداوندا سب لوگ سو گئے۔ آسمان پر ستارے ڈوبنے لگے مگر تو ایسا بادشاہ زندہ وقیوم ہے جو کبھی نہین سوتا۔ بارالٰہا بادشاہان دنیا نے اپنے دروازے بند کرلئے اور دروازون پر دربان مقرر کردئے ہین کہ کوئی وہان پہونچ نہین سکتا مگر تیرا دروازہ سائلین کے واسطے کھلا ہوا ہے مین تیرے در پر حاضر ہوا ہون تو میری طرف عین عنایت اور نظر رحمت سے دیکھ کہ تو ارحم الراحمین ہے

اشعار

یا من یجیب دعا المضطر فی الظلم — یا کاشف الضر والبلویٰ مع السقم

اے قبول کرنیوالے دعا مضطر کے اس تاریکی مین — اے دور کرنے والے مصیبت و بلا کے مع بیماری کے

ادعوك رب دعاء قد امرت بہ   فارحم بکائی بحق البیت والحرم

مین تیرے حکم کے بموجب تجھ سے دعا کرتا ہون   اس خانہ معظم اور حرم محترم کا واسطہ میرے رونے پر رحم کر

ان کان عفوك لا یرجوہ ذو سرف   فمن یجود علی العاصین بالنعم

اگر تیرا فضل اور تیرا عفو گناہگارون کے واسطے نہو   تو پھر گنہگارون پر کون رحم کرنے والا ہے

ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین گئے دیکھا کہ آپ کی عبادت انتہائے مرتبہ کی بڑھی ہوی ہے۔ جاگنے سے رنگ زرد ہے رونے سے آنکھین ورم کرگئین ہین کثرت سجود سے پیشانی پر گھٹہ پڑگیا ہے۔ اور کثرت قیام سے دونون پاون پر ورم آگیا ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب مین نے یہ حال دیکھا رونے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ حضرت میری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اے فرزند وہ صحیفہ جس مین عبادت علی ابن ابی طالب لکھی ہے لے آو جب مین نے لاکر دیا تھوڑا سا اس مین سے پڑہا اور گھبرا کر رکھدیا اور فرمایا کس کی مجال ہے کہ مثل علی ابن ابی طالب کے عبادت کرسکے۔ اور جنکو آپ رسول اللہ کے قدم بہ قدم چلنا بتاتے ہین اُن کی نماز کا حال بقول شبلی صاحب یہ تھا کہ۔

کوئی ضروری کام آپڑتا تو حضرت عمر پہلے اسکو انجام دیتے۔ ایکدفعہ اقامت ہوچکی تھی اور صفین درست ہوچکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر آپکی طرف بڑہا وہ اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے۔"

ہمنے جو حالات آپ کے زہد و تقوی اور روزہ نماز کے الفاروق سے لے کر اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی لکھے ہین وہ ملاحظہ فرمائین۔ غرض خلق و مروت۔ مرتبت و ہمت۔ اطاعت و عبادت سخاوت و شجاعت حلم و حیا صبر و رضا۔ زہد و اتقا۔ جود و سخا۔ مہر و وفا۔ خلت و صفا۔ اور رحم و کرم وغیرہ وغیرہ صفات مین کونسی صفت ایسی ہے جس مین آل رسول نے آنحضرت صلعم کی پیروی نہین کی۔ اللہم صل علی محمد و آلہ

پس یہی خاصان خدا ہین جو ہر امر مین رضائے الٰہی ملحوظ رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بہ قدم چلتے تھے جسکا مداح خود خداوند عالم ہے نہ کہ وہ مہاجرین و انصار جو طالب دنیا تھے۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خلاف سنت رسول مقبول صلعم بیت المال قائم کرکے غنی بن گئے۔ چونکہ ان حضرات کو خوب معلوم تھا کہ حضرت علیؑ تو ہر امر مین رسول کے قدم بقدم چلین گے اسی لئے مجلس شوریٰ مین اُن جناب سے خلافت دینے کے لئے سیرت شیخین پر عمل کرنیکی شرط کی گئی تھی جس سے آپ نے قطعاً انکار کیا اور فرمایا کہ مین کتاب خدا اور سنت رسول پر عمل کرونگا۔

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۹ مقدمہ کتاب مین خلفاء ثلاثہ کے طرز عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جناب امیرؑ صاحب الرائے اور مدبر تھے

واما الرای والتدبیر فکان	یعنی راے اور تدبیر مین حضرت علیؑ کا
من اسد الناس رایا واصحھم	درجہ سب سے بڑھا ہوا تھا آپ کی راے
تدبیرا وھو الذی اشار علی	سدید ہوتی تھی اور تدبیر آپ کی صحیح حضرت
عمر لما عزم علی ان یتوجہ بنفسہ	ہی نے عمر کو اسوقت راے دی تھی جبکہ وہ خود
الی حرب الروم والفرس بما اشار	حرب روم و فارس کو جارہے تھے اور انھون
وھو الذی اشار علی عثمان	نے اوسپر عمل کیا حضرت نے عثمانؓ کو
بامور کان صلاحہ فیھا ولو قبلھا	کیسی کیسی رائین دین کہ اگر وہ ان پر
لم یحدث علیہ ما حدث وانما	عمل کرتے تو ان آفتون مین نہ مبتلا ہوتے۔
قال اعداؤہ لا رأی لہ لانہ	یہ جملہ آپ کے دشمنون نے گڑھا ہے کہ
کان متقیدا بالشریعۃ لا یری	حضرت صاحب راے نہ تھے کیونکہ آپ
خلافھا ولا یعمل بما یقتضی	پابند شریعت تھے اوسکے خلاف کرنا

الدین تحریمہ وقد قال علیہ السلام
لولا الدین والتقی لکنت ادھی العرب
وغیرہ من الخلفاء کان یعمل بمقتضی
ما یستصلحہ ویستوقفہ سواء کان
مطابقا للشرع اولم یکن ولا ریب ان
من یعمل بما یودی الیہ اجتہادہ ولا یقف
مع ضوابط وقیود یمتنع لاجلھا عما یری
الصلاح فیہ تکون احوالہ الدنیاویۃ
الی الانتظام اقرب ومن کان
بخلاف ذلک تکون احوالہ الدنیاویۃ
الی الانتشار اقرب
(از رد تحفہ صفحہ ۲۵۵)

جائز نہ جانتے اور وہ باتین نہ کرتے جواز روے
دین حرام تھین چنانچہ خود حضرت نے
فرمایا اگر خیال دین و تقوی نہوتا تو ہم
تمامی عرب سے زیادہ چالاک ہوتے۔
دوسرے خلفاء اس طرح پابند نہ تھے وہ
مصلحت وقت کے مطابق عمل کرتے تھے
خواہ شریعت کے موافق ہو یا اسکے خلاف۔
اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی راے اور
اجتہاد پر عمل کرتا ہے وہ کسی ضابطہ شرعی
و قاعدہ دینی کا پابند نہین ہوتا اسکے امور
دنیویہ منتظم ہوتے ہین اور جو اسکے خلاف
کرتا ہے اکثر امور دنیویہ مین انتشار ہوتا ہے

سبب مخالفت جناب امیرؑ۔

اور صفحہ ۴ مین اور زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

وروی علی بن محمد بن ابی سیف
المدائنی عن فضیل بن الجعد قال
آکد الاسباب فی تقاعد العرب عن
امیر المومنین علیہ السلام امر المال
فانہ لم یکن یفضل شریفا علی مشروف
ولا عربیا علی عجمی ولا یصانع الرؤساء

علی بن محمدؐ ابو یوسف مدائنی فضیل بن
جعد سے روایت کرتے ہین کہ سب سے بڑا
سبب عرب کی مخالفت کا جناب امیر سے
یہی مال تھا کہ وہ حضرت نہ کسی شریف کو
زیادہ مال دیتے نہ عربی کو عجمی پر فضیلت
دیتے نہ روسا نہ امراء قبائل کا زیادہ خیال

واسراء القبائل کما یصنع الملوك — کرتے جو قاعدہ سلاطین کا ہے اور نہ کسی کو

ولا یستمیل احدا الی نفسه وکان — مال کے ذریعہ سے اپنی طرف مائل کرتے اور

معاویة بخلاف ذلك فترك الناس — معویہ کا عمل اسکے خلاف تھا اس وجہ سے عرب

علیا والتحقوا بمعاویة فشکی علی علیه — نے حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا اور معاویہ سے

السلام الی الاشتر تخاذل اصحابه — مل گئے جناب امیر نے اسکی شکایت کی مالک

وفرار بعضهم الی معاویة فقال — اشتر سے کہ لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر معویہ سے

الاشتر یا امیر المومنین انا قاتلنا — ملے جاتے ہین تو مالک اشتر نے جواب دیا کہ

اهل البصرة باهل البصرة واهل — یا حضرت پہلے ہمنے خود اہل بصرہ کے ساتھ

الکوفة ورای الناس واحد وقد — اہل بصرہ و اہل کوفہ کی معیت مین جہاد کیا

اختلفوا بعد وتعادوا وضعفت — اوس وقت رائے ایک تھی اسکے بعد اختلاف

النیة وقل العدد وانت تاخذهم — پیدا ہوا اور نیتین ضعیف ہو گئین اور تعداد

بالعدل وتعمل فیهم بالحق — اونکی کم ہو گئی آپ سب کے ساتھ عدل

اذ عموا به واغتموا من العدل — کرتے ہین اور حق کے مطابق عمل کرتے ہین

اذ صاروا فیه ورأوا صنائع معاویة — وضیع و شریف مین آپ کے نزدیک کوئی

عند اهل الغناء والشریف — فرق نہین تو جو لوگ آپ کے ساتھ ہین وہ بھی

فتاقت انفس الناس الی الدنیا — آپ کے عدل و انصاف سے گھبرا اوٹھے

وقل من لیس للدنیا بصاحب — اور اون ترکیبون کو دیکھا جو معاویہ کرتا ہے

واکثرهم یجتوی الحق ویشتری — اہل غنا و شریف کے ساتھ کیونکہ کم لوگ

الباطل ویؤثر الدنیا فان تبذل — ایسے ہین جو دنیا کے خواہان نہون اکثر تو

المال یا امیر المومنین یمیل
الیک اعناق الرجال وتصف
السنتهم لك وتستخلص وذهم
صنع الله لك یا امیر المومنین
وکبت اعداءك وفض جمعهم
واوهن کیدهم وشتت امورهم
انه بما یعلمون خبیر فقال علی
علیه السلام اما ماذکرت
من عملنا وسیرتنا بالعدل
فان الله عزوجل یقول من
عمل صالحا فلنفسه ومن اساء
فعلیها وما ربك بظلام
للعبید وانا من ان اکون
مقصرا فیما ذکرت اخوف واما
ماذکرت من ان الحق ثقل
علیهم ففارقونا لذلك
فقد علم الله انهم لم یفارقونا
من جور ولا لجئوا اذ فارقونا الی عدل ولم
یلتمسوا الا دنیا زائلة عنهم کان قد فارقوه

ایسے ہوتے ہین جو حق کو بیچکر باطل خریدتے
ہین اور دنیا کو اختیار کرتے ہین۔ پس اگر
آپ مال دنیا سے بخشش کرین تو دیکھین کسطرح
لوگون کی گردنین آپ کی طرف جھکتے ہین
اور کیسے خیر خواہ بنجاتے ہین خدا آپ کے
امور کو درست کرے اور دشمنون کی جمعیت
اور کید و مکر کو پراگندہ کرے۔ انہ
بما تعملون خبیر
جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تمنے جو کہا کہ
ہم عدل و انصاف سے کام لیتے ہین تو
خداوند عالم فرماتا ہے من عمل صالحا
فلنفسہ ومن اساء فعلیها وما ربك
بظلام للعبید یعنی جس نے
اعمال نیک کئے تو اپنے واسطے کئے اور اگر
اعمال بد ہین تو اوسکا وبال اوسی پر پڑے گا
اور اللہ اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا۔
اب اگر ہم اس مین تقصیر کرین تو خدا سے
خوف کرتے ہین۔ رہا یہ امر کہ حق اون پر گران
گذرتا ہے اس وجہ سے وہ ہم سے جدا ہوجاتے ہین

ولیسئلن یوم القیمة الدنیا
ارادوا والله عملوا وامّا ماذکرت
من بذل الاموال واصطناع
الرّجال فانّه لا یسعنا ان نوتی
امرا من الفی اکثر من حقه
وقد قال الله سبحانه وتعالی
وقوله الحق کم من فئة قلیلة
غلبت فئة کثیرة باذن
الله والله مع الصابرین وقد
بعث الله محمدا صلی الله
علیه وآله وحده فکثّره بعد
القلة واعزّ فئة بعد الذلّة
وان یرد الله ان یولینا
هذا الامر یذلل لنا صعبه
ویسهل لنا حزنه وانا
قابل من رایک وما
کان الله عزّ وجلّ
رضا وانت من امن الناس
عندی والصحهول لی

توخدا جانتا ہے کہ انھون نے اسوجہ سے مفارقت
نہین کی کہ ہم نے اون پر کوئی ظلم کیا ہو ورنہ
ہمکو چھوڑ کر وہ کسی عادل کی پناہ مین جاتے
ہین بلکہ اونکی غرض وہی دنیا ہے جو زایل
ہونے والی ہے اُسی کی خواہش مین جاتے ہین
اور بروز قیامت ان سے سوال کیا جائے گا
کہ دنیا کی خواہش کی تھی یا خدا کے لئے عمل
کیا تھا۔ رہا یہ امر کہ ہم بھی بذل مال کرین اور
اس ذریعہ سے لوگون کو مایل کرین توہمکو جائز
نہین کہ مال غنیمت سے کسی کو اُس کے حق سے
زیادہ دین حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔
ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا کے حکم سے گروہ قلیل
گروہ کثیر پر غالب آتا ہے اور خدا صبر کرنے والونکے
ساتھ ہے اور خدا نے حضرت کو مبعوث برسالت
کیا جو تنہا تھے پھر بعد قلت خدا نے انکو بڑھایا
اور بعد ذلت عزیز کیا تو اگر خدا کو یہ منظور ہے
کہ ہمارے امور کی اصلاح کرے تو ان سختیونکو
وہ دور کرے گا اور اُس کی دشواریونکو آسان
کرے گا اور ہم تمھاری وہ رائے قبول کرینگے

واو ثقھم فی نفسی ان شاء	جس مین خداوند عالم کی رضا ہے اور تم ہمارے
اللہ ۔	نزدیک سب سے زیادہ امین ومعتمد علیہ اور
(ایضاً صفحہ ۲۵۲)	خیر خواہ ہو۔

اب ہمارے بھائی چشم انصاف سے ان روایتون کو ملاحظہ فرماوین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ آل رسول اور اصحاب رسول مین کون اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتا تھا۔ کون پابند حرص وہوا تھا۔ اور کون اُس سے پاک رہا کس نے بمقابلہ آخرت دنیا کو ترجیح دی اور کس نے آخرت کو۔

کون اپنے پیغمبر کا پیرو تھا۔

قولہ تعالیٰ

تلک الدار الآخرۃ نجعلہا	دنیا کی نعمتین تو ہر کس وناکس کو مل جاتی ہین مگر
للذین لا یریدون علوا فی	یہ آخرت کا گھر ہے جسکی نعمتون کو ہمنے اُن لوگون
الارض ولا فسادا والعاقبۃ	کیلئے خاص کر رکھا ہے جو شخص دنیا مین کسی طرح
للمتقین	کی شیخی نہین کرنا چاہتے اور نہ فساد کے خواہان
(سورۂ قصص)	ہین۔ اور انجام بخیر تو پرہیزگارون ہی کا ہے۔

الحاصل اگر کل مہاجرین وانصار کی ہجرت ونصرت محض رضائے خدا کے لئے تھی تو میدان جنگ مین اپنے پیغمبر کو تنہا دشمنون مین چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین مشغول ہوجانے اور تقسیم مال کے وقت باہم لڑنے جھگڑنے اور صرف اپنے ہی آپ کو مال کا مستحق بتانے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے "اعدل یا محمد کہنے" اور خدائے پاک کا سورۂ انفال نازل فرمانے کا سبب کیا تھا۔

اگر حضرت ابوبکرؓ اور دیگر اصحاب نے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کا مشورہ بنظر ترحم دیا تھا تو نزول آیہ کریمہ۔

تریدون عرض الدنیا	تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت چاہتا ہے

والله یرید الاخرة لولا کتاب — اگر نہ لکہ چکا ہوتا خدا اپنے علم مین تو اس فدیہ لینے

من الله سبق الخ — سے تمپر سخت عذاب نازل کرتا۔

کا باعث کیا تہا۔ اگر کلہم اجمعین طمع وحرص سے پاک تہے تو خدائے پاک کا یہ ارشاد کہ

منکم من یرید الدنیا ومنکم — تم مین سے کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی

یرید الاخرة — طالب آخرت۔

کن لوگون کے نسبت ہے۔

قال

دوسرے اگر تمام مہاجرین وانصار نے ہجرت ونصرت دنیا کی طمع پر کی تھی تو خدا کا مہاجرین وانصار کی تعریف کرنا معاذاللہ فضول ومہمل ہوا جاتا ہے۔ اس لئے جبکہ کسی نے خدا کے لیے ہجرت و نصرت نہیں کی تو کس کی شان میں خدا والسابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار فرماتا ہے۔ اور جب سب کے سب منافق تھے تو کن کے نسبت لقد رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ارشاد کرتا ہے۔ اور بعضوں کی ہجرت اور نصرت خدا کے لیئے اور بعضوں کی دنیا کے لئے تھی تو اونکا نشان دیجئے کہ وے کتنے صاحب تھے جنھوں نے خدا کے لیئے ہجرت ونصرت کی جب نام لینا اور نشان دینا شروع کروگے تو سوا تین چار کے اور کوئی نہ نکلے گا اور تین چار کی ہجرت اور نصرت کے ثبوت سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

اقول

کون کہتا ہے کہ جمیع مہاجرین وانصار نے ہجرت ونصرت بطمع دنیا کی تھی معاذ اللہ حالانکہ صدہا مہاجرین وانصار تھے جنھون نے غزوات مین خدا ورسول پر اپنی جانین نثار کین اور ایمان پر خاتمہ کیا۔ اللہ جل شانہ والسابقون الاولون اون کی شان مین فرماتا ہے جنھون نے پہلے پہل دین کیلئے گھر چھوڑے اور ہر طرح کی ایذائین اُٹھائین اور ہنگام جدال وقتال اپنے سینون کو تیرون سے غربال کیا اگر اپنے پیغمبر کے تن پاک پر ایک بھی تیر نہ آنے دیا انھین کے حق مین رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ فرماتا ہے۔ اُن خالص مخلصون کے اسلام اور ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ جلد اول مین درج ہو چکا ہے لیکن اگر بروے اعتقاد اہلسنت تمام مہاجرین وانصار نے ہجرت اور نصرت خدا کے لئے کی تھی تو خدا کا مہاجرین وانصار کی مذمت وعتاب فرمانا معاذ اللہ فضول ومہمل ہوا جاتا ہے اسلئے جبکہ کلھم اجمعین نے خدا ہی کے لئے ہجرت اور نصرت کی تھی تو پھر خدا کس کی شان مین

منکم من یرید الدنیا ومنکم — تم مین کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی

من یرید الاخرۃ — طالب آخرت۔

فرماتا ہے اور جب سب کے سب سچے مسلمان اور پکے ایمان والے تھے تو۔

فاعتذروا قد کفرتم — بہانہ مت کرو تم ایمان لانے کے بعد

بعد ایمانکم — پھر کافر ہوگئے۔

کس کے حق مین ارشاد کرتا ہے۔

قال

تیسرے اللہ جل شانہ نے خود اپنی کتاب مین اس شبہ کو دور کردیا اور اپنے مہاجرین وانصار کی طرف سے جواب دیدیا چنانچہ اور دو آیتون مین اللہ جل شانہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ مہاجرین وانصار نے جو کچھ کیا میرے ہی واسطے کیا ہے چنانچہ ہم دو آیتون کو ایک مہاجرین کی نسبت دوسری انصار کی نسبت بیان کرتے ہین۔

آیات آلہی کہ مہاجرین انصار کی ہجرت و نصرت خدا کے لئے تھی۔

پہلی آیت اللہ جل شانہ مہاجرین کے نسبت فرماتا ہے۔

الذین اخرجوا من دیارھم	جو لوگ نکالے گئے اپنے گھرون سے انسے کوئی قصور
بغیر حق الا ان یقولوا	نہین ہوا تھا سوا اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار
ربنا اللہ	کہتے تھے اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے تھے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین کے ہجرت کا باعث سوا اسکے دوسرا نہ تھا کہ کفاران کے اسلام لانے سے خفا ہوگئے تھے اور اونکے خدا کو رب نہ کہنے سے ناراض ہوگئے تھے اسی قصور مین انھون نے ایذا دینی شروع کی اور بہ مجبوری انکو گھر بار چھوڑنا پڑا۔ اب اس آیت کو سن کر بھی حضرات شیعہ یہ کہین کہ مہاجرین نے بہ طمع دنیا ہجرت کی تھی تو اونکو زیبا ہے ہمارے تو منہ سے ایسی بات نکل ہی نہین سکتی۔

اقولُ

تردید بلاشبہ اللہ جل شانہ نے "الذین اخرجوامن دیارھم الخ" سے خاص خاص مہاجرین کی ہجرت کی تصدیق کی ہے نہ کلہم اجمعین کی ع

دلیکن نہ جملہ زراہ یقین بیکے بھر دنیا کیے بھر دین

چنانچہ مہاجرین طالبان دنیا کے تمول کے بارہ مین جو روایتین ہم اوپر نقل کر آئے ہین وہ انکی دنیا طلبی پر شاہد ہین۔

ان مہاجرین نے دنیا کو دین پر ترجیح دی حتی کہ میدان جنگ سے غنیمت لوٹنے کو فرار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مال غنائم کی نسبت جناب مولوی شبلی صاحب سیرت النبی جلد اول صفحہ ۲۴۴ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ۔

ابو داؤد کتاب الجہاد جلد اول صفحہ ۳۴۳ مین ہے کہ کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ دنیوی فائدہ بھی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو کچھ ثواب نہین ملے گا۔ قرآن مجید مین غنیمت کے متعلق متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اوسکی طرف انہماک ور وارفتگی پر ملامت کی جاتی تھی۔ جنگ احد مین اس بناپر شکست پہونچی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت مین مصروف ہو گئے تو یہ آیت اتری۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم — تم مین کچھ لوگ دنیا کے طلب گار ہین اور
من یرید الاخرۃ — کچھ آخرت کے۔

چونکہ خدا عزوجل ہر ایک کے حالت قلبی سے واقف و آگاہ ہے اور وہ مومن و منافق کو خوب جانتا ہے اس لئے اوس نے دوسری آیتون مین مہاجرین کی نسبت صاف الفاظ مین ارشاد فرمادیا۔

کہ مہاجرین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مہاجر ہونے ہی کے خوشنودی خدا کے مستحق ہو جائینگے۔ بلکہ ہم انکو آزمائین گے کہ آیا جہاد مین ثابت قدم رہے۔ اور سختیان اور تکلیفین صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کین۔

قولہٗ تعالیٰ

ثم ان ربك للذين هاجروا	بیشک تمھارا پروردگار ان لوگون کو جنھون نے
من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا	اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیا اور صبر کیا انکی
وصبروا ان ربك من بعدها	آزمایش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے

لغفور الرحيم ۵ - پ ۱۴ - ع ۲۰

اس سے ماقبل کی آیت فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم مین بھی یہ توضیح فرمادی ہے کہ "جنھون نے ہماری راہ مین ایذائین اٹھائین اور قتل کیا اور قتل کئے گئے" اصحاب ثلثہ کا خدا کی راہ مین گھر چھوڑنا اوس کی راہ مین ایذائین اٹھانے کا حال اوپر تفصیل سے بیان ہو چکا ہے حضرت ابوبکر جو سب صدیقون کے سردار اور افضل الصحابہ اور افضل المہاجرین کہے جاتے ہین ان کی ہجرت کا حال یہ ہے کہ پہلی ہی منزل سے ابن الدغنہ کافر کے ساتھ مکہ واپس آگئے مشرکین و کفار نے حسب راے ابن الدغنہ پھر آپ سے کچھ تعرض نہ کیا آخر حضرت اپنی قوم کے ساتھ امن و امان سے مکہ مین رہے۔

پس ان آیتون سے بخوبی منکشف ہوتا ہے کہ کل مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت خدا کے لئے نہ تھی۔ یہی سبب ہے کہ جو ان مین منافق تھے انھون نے تقسیم مال غنیمت مین آنحضرت صلعم پر خیانت کا الزام لگایا۔ خلاف آداب رسالت گفتگو کی جسکو ہم مفصل پہلی جلد مین بیان کر آے ہین۔ غرض اللہ جل شانہ کے کلام سے شیعون کے عقائد کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ اہلسنت والجماعت کی۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خدا کی رضامندی منافقین سے منسوب کرتے ہین۔ پس باوجود اس علم کے کہ صحابہ ممدوحین کا نہ ایمان درست تھا نہ ہجرت اور نہ نصرت اسپر بھی حضرات اہلسنت وجماعت یہ فرمائین کہ کل مہاجرین نے خدا کیلیے ہجرت کی تھی اور جمیع انصار نے اللہ کیلئے نصرت کی تو یہ فرمانا انھین کو زیبا ہے ہمارے منہ سے تو ایسی بات نکل ہی نہین سکتی

قال

دوسری آیت مین اللہ جل شانہ انصار کی شان مین فرماتا ہے۔

والذین تبوؤ الدار والایمان	اور جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینہ مین رہتے
من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم و	تھے وہ چاہتے ہین ان لوگون کو جو ہجرت کر کے
لایجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا	ان کے پاس آئین اور جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے
ویؤثرون علی انفسھم ولوکان	اس کا کچھ خیال نہین کرتے اگرچہ وہ خود ہی محتاج
بھم خصاصۃ ومن یوق شح	ہین اور اپنی جانون سے زیادہ مہاجرین کو چاہتے
نفسہ فاولئک ھم	ہین اور کچھ بھی حرص وطمع نہین رکھتے اور جو ایسے
المفلحون	ہین وہی فلاح پائینگے۔

پس دیکھنا چاہئے کہ خدا انصار کی کیسی تعریف کرتا ہے اور اس امر کی کہ انکی نصرت صرف واسطے خدا کے ہے کیسی توصیف فرماتا ہے پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین کی ہجرت کو صرف اپنے واسطے فرماے اور انصار کی نصرت کو فقط اپنے لئے تصدیق کرے اوسپر بھی شیعون کے منہ سے یہ بات نکلے کہ اونکی ہجرت ونصرت دنیا کے واسطے تھی۔

اقول

اللہ جل شانہ کی تصدیق انہین انصار کے نسبت ہے جنھون نے لوجہ اللہ مہاجرین کو اپنے گھرونمین ٹھیرایا اور انکی مدد کی اور جب جہاد کا حکم ہوا تو رسول اللہ صلعم کے قدمون پر اپنی جانین نثار کین اور خاتمہ ایمان پر کیا اللہ جل شانہ نے اون انصار کی تصدیق نہین کی جنھون نے دنیا کے لئے ٹھہرایا تھا۔ اور بقول علمار مفسرین اہلسنت۔

"جب روز حنین خدا نے غنیمت مال ہوازن عنایت کی تو رسول اللہ صلعم نے اوس مین سے سو سو شتر قریشیون کو دئے اوسپر انصار نے کہا کہ خدا رسول کی مغفرت کرے کہ وہ قریشیون کو دیتے ہین اور ہمکو نہین دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے خون قریش ٹپکتا ہے اور جب شدت کا وقت ہوتا ہے اوسوقت ہم پکارے جاتے ہین اور غنیمت کا مال جو ہمارا ہے غیرونکو دیا جاتا ہے"

(دیکھو آیات محکمات جلد اول دوسری دلیل)

بلکہ حق سبحانہ وتعالی ایسے انصار ومہاجرین کی حرص وہوس اور طمع کی تصدیق فرماتا ہے۔

یسئلونک عن الانفال قل	(اے رسول) لوگ تم سے مال غنیمت کے بارہ مین
الانفال للہ والرسول فاتقوا	پوچھتے ہین تم کہدو کہ وہ اللہ اور رسول کا ہے اور
اللہ واصلحوا ذات بینکم و	تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے باہمی جھگڑونکی اصلاح
اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم	کرو۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اوسکے رسول کی
مومنین۔	اطاعت کرو۔

پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ بیشتر مہاجرین کی ہجرت کو صرف دنیا کے لئے فرمائے اور آیت انفال نازل فرماکر انصار کے طمع کی تصدیق کرے پھر بھی ہمارے بھائیونکے منہ سے

یہ بات نکلے کہ کل مہاجرین کی ہجرت اور جمیع انصار کی نصرت خدا کے واسطے تھی۔ اِنَّ ہٰذا لشئی عجاب۔ قولہ تعالیٰ۔

افلا یتدبرون القرآن ام — کیا وہ لوگ قرآن پر غور نہین کرتے اور
علی قلوب اقفالھا — نہین سمجھتے کیا اونکے دلون پر قفل لگے ہوئے ہین

قال

امامیہ خدا کے کلام کی تصدیق نہین کرتے

اے یارو ذرا تو سوچو کہ تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو فرماے کہ مہاجرین و انصار اچھے اور تم کہو کہ نہین وہ برے سے برے۔ وہ کہے کہ مین اون سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ تم کہو کہ نہین بالکل غلط نہ خدا اون سے راضی اور نہ وہ خدا سے راضی۔ اللہ فرماے کہ انھون نے میرے لئے ہجرت کی اور نصرت میرے واسطے کی اور تم کہو نہین وہ دنیا کی طمع سے نکلے حرص و دولت کے پیچھے پیغمبر کی نصرت مین شریک ہوے۔ آخر ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتے ہو اور کیا کرتے ہو۔

اے بھائیو ایک آیت دو آیتین ہون تو اوسکی تاویل ہوسکتی ہے اوسکے معنی بن سکتے ہین جب سارا قرآن مجید مہاجرین و انصار کے ذکر سے بھرا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماوگے۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو عبد اللہ بن سبا کا اختیار کر لیا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی نہ تو قرآن مجید سے انکار ہوسکتا ہے نہ اسکی تصدیق کیجاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود　　ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

اقول

امامیہ تصدیق کرتے ہین۔

الحمد للہ علی احسانہ شیعیان علیؑ خدا و رسول کے احکام پر چلتے ہین اور ان کا مذہب بموجب حدیث قرطاس قرآن و اہلبیت پر ہے۔ عبد اللہ بن سبا ایک یہودی کافر تھا جو جناب امیر علیہ السلام کو خدا مانتا تھا اُن جناب نے اسکو بہت سمجھایا ڈرایا کہ اس کفر سے باز رہے مگر وہ نہ مانا آخر آپ نے اُسکو جلوا دیا۔ جناب شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو فروغ دینے کی خاطر مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو اُس ملعون سے منسوب کر دیا ہے۔ پس ہم خدائے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہین۔ چونکہ مہاجرین و انصار مین مومن و منافق دونون گروہ شامل تھے لہذا محض ہجرت ایمان کامل کی دلیل نہین ہے۔ قرآن مجید مین متعدد مقامات پر اصحاب منافقین کا ذکر ہے ان کے بارہ مین متعدد آیتین آیات محکمات جلد اول مین اور اس جلد مین بھی درج ہو چکی ہین۔ پس اُن مین جو مومن تھے انہین کو خدائے عزوجل نے اچھا فرمایا ہے۔ اور ہم بھی حسب قول باریتعالیٰ ولیعلمن اللہ الذین آمنوا ولیعلمن المنفقین "ضرور اللہ انکو بھی جان لیگا جو ایمان لے آے اور وہ منافقونکو بھی خاطر خواہ جان لیگا"، مومنین کو اچھا اور منافقین کو برا سمجھتے ہین۔

بھائیو ذرا تو سوچو کہ تم خدائے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو ملنتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو اصحاب رسول کی نسبت صاف ارشاد فرماے کہ۔

منھم المومنون و اکثرھم الفاسقون ۝ اُن مین مومن بھی ہین اور بہتیرے فاسق

تم کہو نہین "جمیع صحابہ عدول اند" وہ تو باین شروط۔

ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم ۝ بیشک تمہارا پروردگار اُن لوگون کو جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کئے اور صبر کیا اُنکی آزمائش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے۔

وعدۂ مغفرت فرمائے۔ تم کہو سب غلط خدا نے اُنکے حق مین فرمادیا ہے کہ اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم۔ جو چاہو کرو مین نے تمکو بخشدیا۔ اللہ تعالی تو غزوۂ حنین مین سے اصحاب کے فرار ہوجانے پر باین الفاظ پاک۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	خدا نے تمھاری بہتیرے مقامات پر (غیبی) امداد کی
ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم	اور جنگ حنین کے روز جب تھین اپنی کثرت نے
فلن تغن عنکم شیئا وضاقت	مغرور کردیا تھا پھر وہ کثرت تھین کچھ بھی کام نہ آئی
علیکم الارض بما رحبت ثم	اور تم ایسے گھبرائے کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے
ولیتم مدبرین ۵	تمپر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے

شہادت دے۔ اور جناب شاہ صاحب فرمائین۔ اما فرار حنین درحقیقت فرار نبود۔

عزیزو ایک آیت ہو دو آیتین ہون اُنکی تاویل ہوسکتی ہے اُس کے معنی بن سکتے ہین۔ جب سارا قرآن اصحاب منافقین کے ذکر سے بھرا ہوا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے اور بنعمت حفظ قرآن کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماؤگے۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو تمنے اپنے اُن پیشواؤن کا اختیار کرلیا جنھون نے خلاف اطیعوا اللہ ورسولہ عمل کیا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "انی تارک فیکم الثقلین الخ" کو پس پشت ڈال کر ایک نیا دین ومذہب قائم کرلیا تھا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی۔ نہ قرآن مجید سے انکار ہوسکتا ہے اور نہ اوس کی تصدیق کی جاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود   ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

قال اللہ تبارک وتعالی۔

وقد کان فریق منھم	حالانکہ ایک گروہ اُن مین ایسا ہے کہ

يسمعون كلام الله ثم يحرّفونه — کلام خدا کو سنتے ہین پھر بعد اس کے کہ اُسے سمجھ
من بعد ما عقلوه وهم يعلمون — چکے ہون جان بوجھکر اُس مین تحریف کرتے ہین
(س بقرہ ع ۹)

احوال ہجرت و شہادت انصار سید الشہدا علیہ السلام

اس موقع پر ہم معزز ناظرین کی توجہ آیہ کریمۂ والسابقون الاولون کے ان الفاظ پاک والذین اتبعوهم باحسان الخ پر مبذول کراتے ہین اور کچھ ذکر ان خالص مومنین کا کرتے ہین جنھون نے ان مہاجرین و انصار کا اتباع کیا اور بسبب قبول حسن طاعت و ریاضت خوشنودی خدا حاصل کی اور اس آیت کے مصداق ہوئے۔ چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے۔

وآنانکہ متابعت کردند سابقان را بایمان وطاعت مراد سائر صحابہ اند مہاجر و انصار کہ پیروی سابقان کردند وگفتہ اند کہ متابعت ایشان کند تا قیامت از زمرہ متابعان خوشنود شد خدا ے از ایشان بقبول طاعت ایشان۔ سابق ولاحق درین رضا داخل اند۔ (جلد اول صفحہ ۲۶۷)۔

ان سے مراد ہماری وہ چند نفوس پاک ہین جنھون نے در در دین سے محض خدا اور رسول کی خوشنودی کیلئے اپنے عیال و اطفال اور گھر بار چھوڑکر سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت و حمایت کی اور اپنی جانین امام علیہ السلام پر نثار کین۔ صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ آیہ وافی ہدایہ۔

اذن للذین یقاتلون — اجازت دیگئی ان لوگونکو جن سے (مشرکین)
بانهم ظلموا وان الله علی — لڑا کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا بہ تحقیق
نصرهم لقدیره الذین — کہ اللہ ان (مومنین) کی مدد کرنے پر قادر و توانا
اخرجوا من دیارهم — ہے وہ لوگ ایسے ہین کہ اپنے گھرون سے

بغیر حقٍّ الا ان یقولوا ربنا — ناحق نکالے گئے۔ انکا اسکے سوا کوئی قصور نہ تھا
اللہ ط (پ ۱۷ ع ۱۳) — کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا پروردگار خدائے واحد ہے۔

کی تفسیر کرتے ہین کہ یہ اول آیت ہے جو جہاد کے بارہ مین نازل ہوی جب آنحضرت صلعم مکّہ مین تھے تو کفار مسلمانون کو بہت اذیت پہنچایا کرتے تھے وہ لوگ آکر جناب رسول خدا صلعم سے شکایت کیا کرتے تھے حضرت فرما دیتے تھے کہ صبر کرو ابھی ہمین حکم جہاد نہین ہوا ہے یہان تک کہ آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اسوقت یہ آیت نازل ہوی۔

آیہ والسابقون کا اتمام اہلبیت پر

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت شان مین تو مہاجرین کے نازل ہوی مگر اسکا انجام و اتمام اہلبیت رسول خدا پر ہوا کہ ان پر ظلم کیا گیا اور وہ ناحق اپنے اپنے گھرون سے نکالے گئے

امام حسین کا خطبہ مکہ مین۔

جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے ایک امر خاص تھا جو اور کسی کے واسطے نہ تھا وہ یہ کہ اس جناب کو آوارہ وطن ہی نہین کیا بلکہ تمام شہرون سے اور ملکون سے آپ کو منع کیا کہ کسی جگہ اور کسی مقام پر بھی حضرت کو امان نہ ملے۔

وہ حضرت خود فرماتے تھے کہ اگر سوراخ مار و کثردم مین بھی پناہ لون تو وہان سے بھی ظالم مجھے نکال کر قتل کرینگے اور یہ ظلم و ستم فقط اُن حضرت پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ کے سب عزیز و انصار و عیال و اطفال مبتلاء مصائب و آلام ہوئے۔ واحسرتا کہ مدینہ سے جدا ہو کر خدا کے گھر مین پناہ لی مگر وہان بھی پناہ نہ ملی۔ حج بھی نکرنے پائے تھے کہ وہان سے بھی عورتون اور بچون کے ساتھ سفر غربت اختیار کرنا پڑا۔ چنانچہ جسوقت آپ نے وہان سے کوچ فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک خطبہ مسجد الحرام مین ارشاد کیا اور حاجیون سے خطاب کرکے فرمایا۔

ایہا الناس جو شخص راہ خدا مین جان دینا چاہے وہ میرے ہمراہ ہو کہ کل صبح یہان سے میرا کوچ ہے۔ قسم بخدا مین دیکھتا ہون کہ گویا گرگان صحرا میرے جسم کو درمیان نوادیس و کربلا کے پارہ پارہ کر رہے ہین

مگرکسی نے جواب ندیا۔ حالانکہ حاجیون کا مجمع کثیر تھا جنمین صحابہ و تابعین سب جمع تھے مثل عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن زبیر وغیرہ کے اور سب اسلام کے مدعی تھے۔ سبط رسول بسبب جبر و تشدد حج چھوڑ کر اپنی قتل گاہ کی طرف جا رہا ہے مگر ان حجاج اور صحابہ اور تابعین مین کوئی بھی ایسا مسلمان نہ تھا جس کے دل مین رسول اللہ صلعم کی اتنی بھی محبت ہوتی کہ وہ فرزند رسول کی حمایت اور نصرت کو جزو ایمان سمجھتا اور نصرت کرتا۔ باوجودیکہ اکثر وہ اصحاب بھی اس مجمع مین موجود تھے جو بلاواسطہ خود جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن چکے تھے کہ میرا بیٹا حسین زمین کربلا پر مارا جائیگا جو تم مین سے اُسوقت موجود ہو اسکی مدد کرے۔

والخرج ابن السکن والبغوی	یعنی کتاب الصحابہ مین ابن السکن اور بغوی
فی الصحابۃ وابونعیم من طریق	اور ابونعیم نے سخیم سے روایت کی ہے کہ انس بن
سخیم عن انس بن الحارث قال	حارث نے کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ سے
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	یہ فرماتے سنا کہ یہ بیٹا میرا اس زمین مین مارا
وسلم یقول ان ابنی ھذا یقتل	جائیگا جس کا نام کربلا ہے پس جو شخص تم لوگو مین
بارض یقال لھا کربلاء فمن یشھد	سے وہان موجود ہو اسکی مدد کرے۔ پس انس
ذلک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث	بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ
الی کربلا فقتل بھامع الحسین	شہید ہوے۔ (دیکھو سر الشہادتین شاہ عبدالعزیز صفحہ ۲۹)

مگر چند نفوس نے جو سید الشہداء کے ہمراہ تھے بلاشبہ سعادت حاصل کی اور اپنی جانین سبط رسول پر قربان کین۔

احوال شب عاشور

خطبہ شب عاشور

جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے لشکر کے کل اصحاب و انصار کو جمع کیا اور ایک خطبہ بفصاحت

وبلاغت شب نہم ماہ محرم کربلا مین ادا فرمایا۔

یعنے مین حمد وثنا خداوند عالم کی بجالاتا ہون ہر حال مین خواہ وہ وقت خوشی ومسرت کا ہو یا رنج ومصیبت کا بار الہا مین اس بات کا شکر کرتا ہون کہ تو نے ہمکو فضیلت نبوت ورسالت کے ساتھ بزرگی وشرف بھی عطا فرمایا ہے اور ہمکو قرآن مجید تعلیم فرمایا اور مسائل حلال وحرام اور احکام دین سے واقف وآگاہ گردانا ہے۔ پروردگارا تو نے ہمکو اپنے فضل وکرم سے گوش شنوا اور چشم بینا اور قلب آگاہ مرحمت فرمایا ہے۔ پس ہمکو تو شاکرین مین محسوب فرما۔ اس کے بعد حضرت فرماتے مین کہ مین نہین جانتا ہون کسی کے اصحاب کو کہ وہ میرے اصحاب سے زیادہ وفادار ہون۔ اور نہ کسی کے اہلبیت کو زیادہ بہتر ونیکوکار اپنے اہلبیت سے خدا تم سب کو جزاء خیر دے۔

بعد اسکے اپنا حال بیان فرماتے ہین کہ

میرا یہ حال ہے کہ ان اشقیا سے ضرور مجھے جنگ کرنی ہوگی اور یہ اشقیا ضرور مجھے قتل کرینگے۔

پس اے میرے اصحاب و اعزا آگاہ ہو کہ مین نے تم سب کو اجازت دیدی۔ یہ پردۂ شب تمکو گھیرے ہوے ہے جس طرف جی چاہے چلے جاؤ اور مجھکو تنہا ان دشمنون مین چھوڑ جاؤ کہ یہ لوگ فقط میری ہی جان کے خواہان ہین اور کسی سے انکو کچھ کام نہین ہے۔"

انصار حسین کا صدق ایمان

شہ نے فرمایا کہ ہو جائینگے کل راہین بند ۔۔۔ جسکو جانا ہو وہ لشکر سے نکل جائے ابھی
رفقا ہنسکے یہ کہتے تھے کہ دہشت کیا ہے ۔۔۔ تیغ کل چلتی ہو گردن پہ تو چل جائے ابھی

الحق ؎

وہ عاشق صادق تھے وہ تھے مومن کامل ۔۔۔ دی تھی انھین خالق نے تمیز حق و باطل
کیا ہوش تھا کیا فہم تھی کیا عقل تھی کیا دل ۔۔۔ کس حسن سے طے کر گئے وہ عشق کی منزل
محراب عبادت خم شمشیر کو سمجھے

جادہ وہ مسافر دم شمشیر کو سمجھے

دنیا کے نہ خواہان تھے نہ تھی خواہش اجلال　　تھے دوست فقیرون کے نہ تھی حب زر و مال
نہ یاد وطن تھی نہ انھین الفت اطفال　　شبیرؑ کے عاشق تھے زہے بخت خوشا حال

مقصود یہ تھا جی سے گذر جائینگے پہلے
اس بات پہ مرتے تھے کہ مر جائینگے پہلے

کچھ پیاس کا شکوہ تھا نہ فاقون کی شکایت　　ایک ایک تھا پروانۂ مصباح ہدایت
تھی دل مین ولاے پسر شاہ ولایت　　لب پر نسیکفیکھم اللہ کی آیت

ہر چند نہ سامان وغا ان کی طرف تھا
حضرت کے یہ تھے ساتھ خدا انکی طرف تھا

مست مئی عرفان تھے وہ سب عاقل و ذی ہوش　　تھی غیر خدا سب کی انھین یاد فراموش
دنیا سے بری یار علائق سے سبکدوش　　دل یاد الٰہی مین جو یون دیکھو تو خاموش

ہر دم سر تسلیم تھا خم راہ خدا مین
بڑہتے چلے جاتے تھے قدم راہ خدا مین

مرحبا ان کے صدق ایمان و اعتقاد اور صبر و رضا پر۔

کیا جوانان خوش اطوار تھے سبحان اللہ　　کیا رفیقان وفادار تھے سبحان اللہ
صفدر و غازی و جرار تھے سبحان اللہ　　زاہد و عابد و ابرار تھے سبحان اللہ

زن و فرزند سے فرقت ہوی مسکن چھوڑا
مگر احمد کے نواسے کا نہ دامن چھوڑا

اللہ اللہ عجب فوج عجب غازی تھے　　عجب اسوار تھے بے مثل عجب تازی تھے

گو بہت کم تھے پہ آمادہ جانبازی تھے لائقِ مدح و سزاوار سرافرازی تھے
پیاس ایسی تھی کہ آ آ گئی جان ہونٹون پر
صابر ایسے تھے کہ پھیری نہ زبان ہونٹون پر

زہد مین حضرت سلمان کے برابر تھا کوئی دولت فقر و قناعت مین اباذر تھا کوئی
صدق گفتار مین عمار کا ہمسر تھا کوئی حمزۂ عصر کوئی مالک اشتر تھا کوئی
ہونگے ایسے ہی محمدؐ کے جو شیدا ہونگے
پھر جہاد ایسا نہو گا نہ وہ پیدا ہونگے

گو مصیبت مین تلاطم مین تباہی مین رہے سر کٹے پاؤن مگر راہ الٰہی مین رہے
یون سرافراز وہ سب لشکر شاہی مین رہے جس طرح تیغ دودم دست سپاہی مین رہے
اس مصیبت مین نہ پایا کبھی شاکی ان کو
آبرو ساقی کوثر نے عطا کی ان کو

وہ تخشع وہ تضرع وہ قیام اور وہ قعود وہ تذلل وہ دعائین وہ رکوع اور وہ سجود
یادِ حق دل مین تو سوکھے ہوئے ہونٹون پہ درود یہ دعا خالق اکبر سے کہ اے رب ودود
یون لٹین ہم کہ نہ آل اور نہ اولاد رہے
مگر احمد کے نواسے کا گھر آباد رہے

پیاس مین حرف نہ شکوے کا زبان پر لائین سینۂ صاف پہ فاقون مین سنانین کھائین
دل نہ تڑپے جو دم نزع نہ پانی پائین تیرے محبوب کی تایید کرین مر جائین
لاشے مقتل مین ہون لاش شہ دلگیر کے پاس
سر ہون نیزون پہ سر حضرت شبیر کے پاس

اللہ اللہ باوجودیکہ آفت وبلا اور زین شبانہ روز کی بھوک وپیاس کی تعب مین مبتلا ہین ۔ مگر

پڑھ پڑھ کے نمازین شب عاشور گذاری　　خشکیدہ زبانون پہ رہا شکر ہی جاری

ہر دم یہی نعرہ تھا کہ اے ایزدِ باری　　اب صبح کو عزت ہے ترے ہاتھ ہماری

خوشنود رہین فاطمہ وہ کام کرین ہم

پہلے ترے محبوب کے پیارے سے مرین ہم

ہم ہین ترے محبوب کے پیارے کے مددگار　　مرنے کے لئے آئے ہین یان چھوڑکے گھر بار

یہ بندۂ بیکس ہے بڑی مصیبت مین گرفتار　　کر رحم کہ ہے ذات تری راحم وغفار

فاقون کے سبب جسم کی طاقت مین کمی ہے

تجھ سے طلبِ قوتِ ثابت قدمی ہے

بیکس ہین مسافر ہین وطن دور ہے گھر دور　　ہفتم سے ہمین گھیرے ہے یہ لشکر مقہور

تیرون سے ہون غربال کہ تیغون سے بدن چور　　احمد کے نواسے سے جدائی نہین منظور

پھر منہ کسے دکھلائین جو سردار کو چھوڑین

کیونکر ترے مقبول کی سرکار کو چھوڑین

مردون کے لئے ننگ ہے تلوار سے ڈرنا　　راحت ہو کہ ایذا ہمین جینا ہمین مرنا

تو چاہے تو مشکل نہین کچھ جی سے گذرنا　　اے کل کے مددگار مدد جنگ مین کرنا

فاقون مین ہزارون سے وغا ہو تو مزا ہے

کچھ حق نمک ہم سے ادا ہو تو مزا ہے

نماز شب عاشور

یہ ذکر ابھی تھا کہ یکایک خبر آئی　　اے چاند ید اللہ کے شب دو پہر آئی

حضرت کو ستارون کی جو گردش نظر آئی　　دل یاد خدا کرنے لگا چشم بھر آئی

فرمایا بڑا اجر ہے بیداری شب کا
اے تشنہ لبو وقت ہے یہ طاعت رب کا

اب عمر بھی آخر ہے نمازین بھی ہین آخر
بے توشہ پہونچتا نہین منزل پہ مسافر
ہر وقت ہے رب دو جہان حافظ و ناصر
اجر اُنکے مضاعف ہین جو ہین صابر و شاکر

مشکل نہ کسی رنج کو سمجھے نہ بلا کو
بندہ وہی بندہ ہے جو بھولے نہ خدا کو

نام اُسکا رہے ورد سفر ہو کہ حضر ہو
موجود سمجھ لے اُسے جنگل ہو کہ گھر ہو
سجدے ہی کرے دکھ مین کہ راحت مین بسر ہو
تسبیح مین شب ہو تو نمازون مین سحر ہو

عشق گل تر ظلم کے خارونمین نہ بھولے
معشوق کو تلوارونکی دھارونمین نہ بھولے

چومے لب سوفار جو سینے مین لگین تیر
دم عشق کا بھرتا رہے زیر دم شمشیر
زخمون کو یہ سمجھے کہ کھلا گلشن توقیر
تکبیر کا نعرہ ہو زبان پر دم تکبیر

کٹنے مین رگون کے نہ صدا آہ کی نکلے
ہر رگ مین بو الفت اللہ کی نکلے

شہ نے سخن معرفت حق جو سنائے
اشک آنکھون مین ہر عاشق صادق کے بھر آئے
کچھ پیاس کا شکوہ بھی زبانو نپہ نہ لائے
سجادے وہین لاکے دلیرون نے بچھائے

تکبیرین ہوئین لشکر اللہ و نبی مین
سب محو ہوے یاد جناب احدی مین

اللہ تبارک و تعالی قرآن مجید و فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

انما المومنون الذین اذا | مومن وہ ہین کہ جب خدا کا نام لیا جاے تو
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا | اون کے دل دہل جائین اور جب اوسکی آیتین
تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا | پڑہکر سنائی جائین تو اون کا ایمان بڑہجاتا ہے
وعلی ربھم یتوکلون ۵ الذین یقیمون | اور وہ اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہین جو نماز
الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون ۵ | بپابندی پڑہتے ہین اور خدا نے جو اونکو روزی
اولئک ھم المومنون حقالھم درجات | دی ہے اوس سے راہ خدا مین بھی کچھ دیتے ہین
عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم | یہ ہین سچے مومن ان کے لئے خدا کے پاس رتبے
(پ۹۔ ع۱۵) | ہین بخشش ہے اور اچھی روزی ہے۔

ایہا المومنون عزیزان واعوان سید الشہدا کی طاعت وعبادت پر غور فرماؤ کہ یہ تین دن کے بھوکے پیاسے کس خضوع وخشوع سے اپنے معبود کے سامنے حاضر ہین۔

اللہ اکبر ان کی عبادت کا ذکر کیا | سجدون مین خوفِ حق سے نہ ہلتے تھے وفا
یہ ہے رجوع قلب یہ ہے طاعت خدا | ہون محو جو ادہر انھین کیا فکر ماسوا

تیغین پڑین بدن پہ تو جنبش مین سر نہو
ہو جاے قتل تو جسد کو خبر نہو

اور ادمین تھے محو شجاعان ذی کمال | تھا ولولہ جہاد کا او رمرگ کا خیال
پڑہتے تھے پنجسورہ واسماے ذوالجلال | ادعیہ و وظائف وآیات حسب حال

جز فکر یاد حق تھی نہ فکر ان کے واسطے
تھا اذکرِ اسم ربک فکر اون کے واسطے

عارف تھے معرفت سے نہ خالی تھی کوئی بات | پڑہتے تھے اسم ذات وحروف مقطعات

سمجھے تھے موت کو جو مقدم وہ نیکذات　　کہتے تھے الذی خلق الموت والحیات

یارب کا غل کہین تھا کہین یا قدیر کا
نعرہ تھا ربنا والیک المصیر کا

مشغول حمد مین تھا کوئی صاحب یقین　　باصد نیاز سجدہ مین تھا کوئی نازنین
قاری دعاء نور کا تھا کوئی مہ جبین　　سرمست تھا دعاء قدح سے کوئی حسین

تکیہ کسی کو لطف خداے جہان پہ تھا
یا من لطیف لم یزل الطف زبان پہ تھا

پڑہتا تھا کوئی فتح کا سورہ پئے فتوح　　تھی لذت دعاے صباح افضل الصبوح
طوفان غم کا دل کو خطر تھا جو بالوضوح　　جوش بکا مین پڑہتا تھا کوئی دعائے نوح

یہ عرض تھی کہ سرور ذیشان کی خیر ہو
اس ناخدائے کشتی ایمان کی خیر ہو

قرآن کی کر رہا تھا تلاوت کوئی متین　　یاسین پڑہ کے کرتا تھا دم کوئی مہ جبین
نعرہ کسی کا تھا کہ ترا فضل ہے معین　　کہتا تھا کوئی نن کے وایاک نستعین

حسرت سے تھی کسی کی نظر آسمان پر
تھا اہدنا الصراط کسی کی زبان پر

ہر شخص نشۂ مے وحدت مین چور تھا　　کوثر کے اشتیاق مین جوش سرور تھا
لب پر کسی کے وقت دعا یا غفور تھا　　ورد زبان کسی کے الیہ النشور تھا

واغفر لنا کوئی بدل زار کہتا تھا
کوئی توفنا مع الابرار کہتا تھا

نماز سحر عاشورا

ناگاہ چرخ پر خطِ ابیض ہوا عیان　　تشریف جانماز پہ لائے شہِ زمان
سجادے بچھ گئے عقبِ شاہِ انس و جان　　صوتِ حسن سے اکبر مہرو نے دی اذان
ہر اک کی چشم آنسوؤن سے ڈبڈبا گئی
گویا صدا رسول کی کانون مین آ گئی

چپ تھے طیور جھومتے تھے وجد مین شجر　　تسبیح خوان تھے برگ و گل و غنچہ و ثمر
محو ثنا کلوخ و نباتات و دشت و در　　پانی سے منہ نکالے تھے دریا کے جانور
اعجاز تھا کہ دلبر شبیر کی صدا
ہر خشک و تر سے آتی تھی تکبیر کی صدا

صف مین ہوا جو نعرۂ قد قامت الصلوٰۃ　　قائم ہوئی نماز اٹھے شاہِ کائنات
وہ نور کی صفین وہ مُصلّیِ ملک صفات　　سردار کے قدم کے تلے تھی رہِ نجات
مولا تھے جانماز ہدایت مناط پر
یا قبلہ رو کھڑے تھے سلیمان بساط پر

قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز　　بسم اللہ جیسے آگے ہو یون تھے شہِ حجاز
سطرین تھین یا صفین عقبِ شاہِ سرفراز　　کرتی تھی خود نماز بھی ان کی ادا پہ ناز
صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی
سب آیتین تھین مصحفِ ناطق کے نور کی

امید مغفرت ہے علی علیم سے　　غیر از کرم کچھ اور نہو گا کریم سے
لیکن ڈگے نہ پاؤن رہِ مستقیم سے　　پہلے اشارہ ہے یہ الف لام میم سے
حبل المتین یہی ہین نجات انکے ہاتھ ہے

قرآن اور آل محمد کا ساتھ ہے

باہم مکبرون کی صدائین وہ دل پسند　　کروبیان عرش تھے سب جس سے بہرہ مند
ایمان کا نور چہرون پہ تھا چاند سے دوچند　　خوف خدا سے کانپتے تھے سب کے بند بند
خم گردنین تھین سبکی خضوع اور خشوع مین
سجدون مین چاند تھے تو مہ نو رکوع مین

دنیا سے اٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود　　ان کے لئے تھی بندگی واجب الوجود
وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود　　طاعت مین نیست جانتے تھے اپنی ہست و بود
طاقت نہ چلنے پھرنے کی تھی ہاتھ پاؤن مین
گر گر کے سجدے کرتے تھے تیغون کی چھاؤن مین

ادہر تو یہ تین دن کے بھوکے پیاسے محو طاعت پروردگار تھے۔ اُدہر وہ سمیع و بصیر انکی اس عبادت و طاعت پر ملائکہ مقربین سے فرماتا تھا۔

اسدم تھی یہ آواز پس پردۂ قدرت　　اے قدسیو دیکھو مرے بندونکی عبادت
نہ پیاس کا شکوہ ہے نہ فاقون کی شکایت　　یہ زہد یہ تقوی یہ اطاعت یہ ریاضت
کونین مین یہ صاحب اقبال و شرف ہین
عالم ہون کہ ان لوگونکے دل میری طرف ہین

پرسش نہ لحد مین نہ حساب انکے لئے ہے　　یہ لائق رحمت ہین ثواب انکے لئے ہے
موتی سے جو ہے صاف وہ آب انکے لئے ہے　　مین جس کا ہون ساقی وہ شراب انکے لئے ہے
اس نخل ریاضت کے ثمر ان کو ملین گے
جو عرش کے نیچے ہین وہ گھر انکو ملین گے

القرض۔ ۵

فارغ ہوے نماز سے جب قبلۂ انام　　آئے مصافحہ کو جوانان تشنہ کام
چومے کسی نے دست شہنشاہ خاص و عام　　آنکھین ملین کسی نے قدم پر باحترام
کیا دل تھے کیا سپاہ سعید و رشید تھی
باہم معانقے تھے کہ مرنے کی عید تھی

زاری تھی التجا تھی مناجات تھی ادہر　　وان صف کشی و ظلم و تعدی و شور و شر
کہتا تھا ابن سعد یہ باجا کے نہر پر　　گھاٹون سے ہوشیار ترائی سے باخبر
دو روز سے ہے تشنہ دہانی حسین کو
ہان مرتے دم ~~تو دیجیو~~ بھی دینا پانی حسین کو

لشکر خدا کا رن کو جانا اور انصار کو اپنے مراتب نظر آنا

تعقیب فرض صبح ابھی پڑھ رہے تھے شاہ　　جو تیر آے رن سے کئی سوئے خیمہ گاہ
کی مڑکے شاہ نے رخ عباس پر نگاہ　　غازی نے عرض کی کہ بڑھی آتی ہے سپاہ
لازم ہے جنگ خیمہ کے ڈیوڑھی سے دور ہو
روکے انھین غلام جو حکم حضور ہو

شہ نے کیا اشارہ کہ چلتے ہین ہم بھی اب　　آنے دو تیر جاؤ نہ تم جو رضائے رب
چپ رہ گیا یہ سنکے وہ غازی بصد ادب　　سجدے مین سر جھکا کے اٹھے شاہ تشنہ لب
رخصت کو بیبیون سے علی کا خلف گیا
بیت الشرف مین نیر برج شرف گیا

زینب کھڑی تھین بیحواس پریشان تھے سر کے بال　　چلاتی تھین دہائی ہے یا شیر ذوالجلال
روتے تھے دیکھ دیکھ کے حضرت بہن کا حال　　غل تھا کہ مرنے جاتا ہے خیر النسا کا لال

فرما کے الوداع ہر ایک سوگوار سے
خیمہ سے نکلے شاہ پیمبر مزار سے

نکلے محل سے کرکے یہ حسرت کی گفتگو   دیکھا کہ سر بکف ہین جوانان ماہرو
کہنے لگے پکار کے شبیر نیک خو   اے سالکان جادۂ تسلیم ارکبوا
خاصان حق کے واسطے دنیا کنشت ہے
باگین اٹھاؤ سامنے باغ بہشت ہے

یہ کہکے جلوہ گر ہوے حضرت سمند پر   دوڑی نثار ہونے کو شوکت سمند پر
پائی جو مصطفےٰ کی بضاعت سمند پر   نازل ہوی کریم کی رحمت سمند پر
ہم طلعت نبی رخ شبیر ہوگیا
کھچکر فرس براق کی تصویر ہوگیا

رن کو سواری شہ جن و بشر چلی   پیچھے تمام فوج ملک نوحہ گر چلی
گھوڑے کے ساتھ فاطمہ تھامے جگر چلی   شبدیز کیا چلا کہ نسیم سحر چلی
طبقہ تمام نور الٰہی سے عرش تھا
سونے کی تھی زمین تو تارون کا فرش تھا

جس دم ہوے سوار مجاہد بکر و فر   فرمایا شاہ دین نے کہ دیکھو اٹھا کے سر   جنت کا سما
پودے جو لیکے باگون کے یکبار کی نظر   جنت مین جھومتے نظر آنے لگے شجر
ہر سمت وا بہشت کے دروازے ہوگئے
میوے نظر وہ آے کہ دل تازے ہوگئے

آراستہ بہشت برین کے چمن جو پاے   سب کی زبان سے یہی نکلا کہ ہاے ہاے

مژدے جو بار بار شگوفون نے کچھ سنائے غنچون کی طرح غنچہ دہن تن کے مسکرائے
یون خندہ زن ہوئے چمن مرتضی کے گل
کھلتے ہین جیسے وقت سحر کھلکھلا کے گل

رخت زمردین مین ہر ایک نخل تھا نہال تھا خوش قدی کا اپنی ہر ایک سرو کو خیال
طاوس وجد مین رخ لالہ خوشی سے لال ہر سو نسیم چلتی تھی اٹھکھیلیون کی چال
طوبا تو مست یاد الٰہی تھا اوج مین
کوثر بھی جوش مارتا تھا اپنی موج مین

نہرین وہ صاف آئینۂ قدرت ودود خود جنکی آبرو کے نگہبان تھے فیض جود
بالا سے تہہ کا حال کما ینبغی نمود پیاسے وفور شوق مین پڑھنے لگے درود
راہ تعلقات جہان کاٹنے لگے
نہر لبن کو دیکھکے لب چاٹنے لگے

بالائے شاخسار جو کی یک بیک نظر ہوش اڑ گئے پھڑک گئے دیکھے وہ جانور
سرخ و کبود و سبز و منقش ہر اک کا سر شکلین جو مختلف تو مخطط شکم کے پر
سرمایۂ جمال و محاسن متاع تھے
شہپر چمک مین رشک خطوط شعاع تھے

ترکیب سے ہر اک کی عیان شان داوری لعلین کسی کی چشم مگر جسم اخضری
بالکل بسان سنگ ستارہ کوئی زری یکرنگ کوئی غیرت یاقوت احمری
سادہ تھا اک تو رشک دُرِ شاہوار تھا
سر سے قدم تک ایک جواہر نگار تھا

زرین کسی کا سر متلوّن کلی کلی مقیش کی کسی کے پرون مین جھلاجھلی
سرپر کسی کے نام محمدؐ لکھا جلی سینے پہ بعض کے بخط سبز یا علیؑ
کتنون کے جسم بھر پہ رقم پنجتن کے اسم
اکثر کے بازوؤن پہ حسینؑ و حسنؑ کے اسم

پیاری ادا وہ انکی ہر اک جو نظر کو بھاے خوش فعلیون پہ ہر دل غمدیدہ لوٹ جاے
پھولے بصد سرور کبھی گاہ چہچہاے پلٹے کبھی اُدھر کبھی ان ڈالیون پہ آے
پتی ہلی تو رہ گئے پر تولتے ہوے
چٹکی کلی تو دل کے اڑے بولتے ہوے

زہراؑ کے باغ کے نظر آے جو نونہال سبزان خلد کو بھی مسرت ہوی کمال
جو پھل تھا وہ مراد کو پہونچا بہ جمال ڈالی مین سیب کا ہوا چہرہ خوشی سے لال
خرمون نے خرمی کا طریقہ ادا کیا
رُمان تر نے خندۂ دندان نما کیا

ہر برگ ہاتھ اٹھا کے پکارا یہ برملا کیا گلبدن ہین نسل علیؑ آل مصطفاؐ
بلبل ہزار جان سے ہوی دیکھکر فدا حورین سب آ کھڑی ہوئین غرفونکو کر کے وا
نرگس کے گل جما کے نظر تاکنے لگے
انگور بھی بغور ادھر تاکنے لگے

طوبا کو یہ ہوا تھی کہ سایہ مین میرے آئین ہر قصر منتظر تھا کہ تشریف ادھر کو لائین
کوثر یہ چاہتا تھا کہ پیاس آ کے یان بجھائین مشتاق ڈالیان تھین کہ ان نعمتونکو کھائین
انجام عشق دلبر مشکل کشا یہ ہے

میوے تھے ذوق و شوق مین طرفہ مزا یہ ہے

حوران عین سے یک بیک آنکھین ہوئین جو چار　　تیر نگاہ ناز ہوئے ہر جگر کے پار

بولین وہ ہمکو آپ تمھارا اب ہے انتظار　　جلد آؤ اب کہ ہجر کا صدمہ ہے ناگوار

جنت یہ ہے یہ جام شراب طہور ہین

حوران خلد ہم ہین یہ اعلی قصور ہین

ہر دم سہانا وقت ہے نہ روز ہے نہ شب　　کیسا ملال ہوتا ہے کیا چیز ہے تعب

پتون کو کرتی ہے متحرک نسیم جب　　سنتے ہین ان سے نغمۂ دلکش عجب عجب

عیش و طرب کا چار طرف ساز و برگ ہے

یان درد ہے۔ نہ غم۔ نہ تغیر۔ نہ مرگ ہے

آراستہ ہوئے ہین تمھارے لئے یہ گھر　　سب فرش ہے حریر بہشتی کا سر بسر

روشن ہے صورت دل عارف ہر ایک در　　پردے مثال چادر مہتاب جلوہ گر

برین درخت پہنے ہوئے رخت نور ہین

ایوان جواہرات کے ہین تخت نور ہین

ہر شے مین شان صنعت پروردگار ہے　　ہر رنگ کے گلو نپہ ہمیشہ بہار ہے

گلشن کا رخت سبز جواہر نگار ہے　　شاخون سے حسن ست نگار آشکار ہے

یان کی زمین بھی ہے تو عنبر سرشت ہے

گویا دلھن بنا ہوا سارا بہشت ہے

ذرے یہ یان کے صدقے ہے دنیا کی کائنات　　وہ عاریت سرا تو ہمیشہ اسے ثبات

یہ پر فضا مقام یہ سلے یہ میوہ جات　　پھوبچے یہان کہ رنج و الم سے ہوی نجات

جو کچھ تمھارے واسطے سامان ہین چین کے
اے گلرخو یہ پھل ہین ولاے حسین کے
سب کی نظر سے جب وہ مرقع ہوا نہان
ہر اک نے مڑکے رخ شاہ انس و جان دیکھا
فرمایا کیا سمان نظر آیا کرو بیان
کی عرض سب نے دیکھ لیا گلشن جنان
جنت مین ہم تھے گو تھے قدم یان کی خاک پر
مولا نثار آپ کے نعلین پاک پر
ہنستے ہوے بڑھے شہ عالم بصد وقار
تنتنے چلے جلو مین عزیز و رفیق و یار
غل قدسیون مین تھا کہ زہے شان کردگار
ہے گلشن نبی یہ خزان مین عجیب بہار
دیکھو شکوہ بادشہ مشرقین کی
فردوس مین چلی ہے سواری حسین کی
پہونچے جو رزمگاہ مین شاہنشہ امم
کانپی زمین لرزنے لگا وادئ ستم
ریتی مین گاڑ گاڑ کے نیزے بصد حشم
باندھا پرا سپاہ خدا نے کھلا علم
بھرے ہزبر فوج کے جنگل کو دیکھکر
گھوڑون پہ جھومنے لگے مقتل کو دیکھکر

لشکر مخالف کو ہدایت و نصیحت

حضرت سید الشہدا علیہ السلام ایک ناقہ بلند پر سوار ہوے اور لشکر مخالف کے قریب تشریف لے گئے دیکھا کہ سارا میدان کثرت سواران و پیادگان سے ایک بحر مواج اور دریاے ناپیدا کنار معلوم ہوتا ہے اور اسی مجمع مین عمر سعد کھڑا ہے حضرت نے باواز بلند فرمایا۔ اے گروہ اشرار و اے قوم جفا شعار تم سب متوجہ ہو کر میرا کلام ہدایت التیام سنو اور میرے قتل مین جلدی نہ کرو۔ چونکہ ابلاغ و افہام مجھپر واجب ہے لہذا اتماما للحجۃ تمھارے سامنے اس کلام کو بیان کرتا ہون آگے تمھین اختیار ہے

مانو چاہے نہ مانو یہ سنکر سب اہل لشکر خاموش ہو گئے حضرت نے فرمایا۔

الحمد لله الذی	مین اُس خدا کا شکر کرتا ہون جس نے دنیا کو
خلق الدنیا وجعلها	پیدا کیا۔ اور اسکو مقام فنا و زوال قرار دیا۔
دار فناء و زوال متصرفة	دنیا کے رہنے والونکا حال ایک طرح پر نہین
باهلها حالا بعد حال فالمغرور	رہتا کبھی راحت ہے تو کبھی ملال کبھی شادی
من غرته والشقی من فتنته	ہے تو کبھی رنج۔ اے گروہ کوفہ و شام اس شخص
فلا تغرنکم الدنیا فانها تقطع	نے جو دنیا کے مکر و فریب مین آگیا فریب کھایا۔
رجاء من رکن الیها وتخیب طمع	اور وہ شخص جو دنیا پر فریفتہ ہو گیا بدبخت و
من طمع فیها واراکم قد اجتمعتم	مردود ہے پس تمکو لازم ہے کہ اس دنیا کے
علی امر قد اسخطتم الله فیه	فریب اور جال مین نہ پھنسو کہ اس دنیا نے
علیکم واعرض بوجهه الکریم	کسی سے وفا نہین کی بلکہ اس شخص کو جو
عنکم واحل نقمته وجنبکم	اس سے بہتری اور خیر کی امید رکھتا ہے ناکام
رحمته اقررتم بالطاعة	اور مایوس کر دیتی ہے۔ ای گروہ ناعاقبت اندیش
وامنتم بالرسول ثم انکم	مین دیکھتا ہون کہ تم سب ایسے امر پر مجتمع ہوئے
زحفتم الی ذریته وعترته	جس سے خداوند قہار تم پر غضبناک ہے اور اسنے
تریدون قتلهم استحوذ	تمہاری طرف سے روئے رحمت کو پھیر لیا ہے
علیکم الشیطان	اور تمہارے لئے عذاب معین کر رکھا ہے۔
فانساکم ذکر الله العظیم	پہلے تم نے وحدانیت خداوند رب العالمین کا
فتبا لکم ولما	اقرار کیا بعد ازان رسالت خاتم النبیین کا اعتقاد کیا

ترید ون انا للہ
وانا الیہ راجعون

پھر اب کیا باعث ہوا کہ تم سب کے سب فتہ مرتد ہو گئے اور اسلام سے یکبارگی ہاتھ اٹھا لیا اور اہل بیت رسول کے قتل پر آمادہ و مستعد ہو گئے اور ذریت علی و بتول کے دشمن بن گئے۔ آگاہ ہو کہ شیطان تیمر ایسا مسلط ہو گیا ہے کہ اوس نے یاد خدا کو تمھارے دلون سے بالکل محو کر دیا ہے پس وا ہے تم پر اور تمھارے اس ارادہ پر کیا تم نہین جانتے کہ تم سب کی بازگشت ایکدن اسی حاکم عادل اور منتقم حقیقی کی طرف ہے،

پھر حضرت نے کلام خدا دونون ہاتون پر بلند کیا اور فرمایا بینی و بینکم کتاب اللہ (اے گروہ اشقیا یہ کتاب خدا میرے اور تمھارے درمیان ہے) گویا مراد حضرت کی یہ تھی کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (کہ مین تم مین دو عظیم القدر چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا اور ایک اپنی عترت) پس یہ قرآن ہے اور مین عترت رسول ہون۔ لہذا قرآن کا اور میرا احترام کرو اور مجھے قتل نہ کرو۔ جابر بن عبد اللہ انصاری۔ ابو سعید خدری۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک و سہیل بن سعد ساعدی یہ سب اصحاب رسول ابھی زندہ موجود ہین ان لوگون نے بارہا سنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنۃ حسن و حسین جوانان اہل بہشت کے سردار ہین۔ ان لوگون سے دریافت کر لو کہ مین نے جو بیان کیا سچ ہے یا نہین۔ عمر سعد نے جب دیکھا کہ لشکر کا رنگ بدلا چاہتا ہے تو پکار کے کہنے لگا اے بے عقلو کس کا کلام سن رہے ہو۔ یہ فرزند علی ابن ابی طالب ہین قسم بخدا یہ وہ فصیح و بلیغ ہین کہ اگر آج تمام دن بیان کے لئے کھڑے ہون تو ہرگز ساکت نہون یہ کہکر وہ خود پسند تو اپنے خیمہ کی طرف مڑا اور اُدھر۔

آغاز جنگ در اصحاب کی شہادت

ناگاہ فوج شام مین بجنے لگے دُہل　　تیغین کھچین چمکنے لگے برچھیون کے پھل
کڑکین کمانین آنے لگے ناوک اجل　　شیرون کے تیورون پہ پڑے اطرف بھی بل
تن تن کے ہونٹ چاب کے تھرا کے رہ گئے
تیرون کے زخم شاہ کو دکھلا کے رہ گئے

بڑہکر جو خود سرون نے مبازر کئے طلب　　یاور امام پاک کے برہم ہوے غضب
تھی ایسی منچلون کو توقف کی تاب کب　　دیکھا ہر اک نے مڑکے رخ شاہ تشنہ لب
فرمایا شہ نے عزم ادہر سے ہے فساد کا
اچھا لڑو کہ وقت اب آیا جہاد کا

جانے لگے یہ سنتے ہی غازی پے جدال　　ہونے لگا نبرد کا میدان لہو سے لال
رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامۂ قتال　　دیتا تھا داغ ایک کے بعد ایک ذی کمال
رہنا تھا ناگوار جو دنیاے زشت مین
انجام کار سب ہوے داخل بہشت مین

سبحان اللہ سہ

رُتبے یہ تھے کہ لشکر سپاہ جہول سے　　پہلے گئے بہشت مین آل رسول سے

غرض سہ

سب ناصران قبلہ عالم بچھڑ گئے　　غربت مین ان کو دیکے عجب غم بچھڑ گئے
کیا جرأتین دکھاکے وہ ضیغم بچھڑ گئے　　نو جو تکو کرکے درہم و برہم بچھڑ گئے
اعدا کے ہاتھ بھر امان دمبدم اٹھے
خود اٹھ گئے پہ رن سے نہ اونکے قدم اٹھے

پیدا نہوئے ایسے وفادار جان نثار — خوش فہم خوش نہاد خوش اطوار جان نثار

صفدر ہر معرکہ جرار جان نثار — پیرو امام پاک کے ابرار جان نثار

آیا کسی جگہ نہ خلل اعتقاد مین

پیچھے رہے نماز مین آگے جہاد مین

قال الله تبارک وتعالی یا ایہا الذین امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون (انفال)

اے مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ ہو جاے تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے جاؤ تو تم کامیاب ہوگے (جلد اول صفحہ ۳۴۵)

تقابل نماز اصحاب رسولؐ و انصار حسینؑ

بھائیو ذرا اصحاب حسین کے ایمان و اعتقاد پر نظر فرما کر ان اصحاب رسولؐ کے سچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی غور فرماؤ جو جنگ احد و حنین وغیرہ مین اپنے پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے نہ صرف جہاد ہی مین بلکہ عین نماز مین بھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط تھا اور جمعہ کے دن جناب رسولخدا صلعم مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے کہ شام سے کوئی قافلہ غلہ لے کر تالیان بجاتا ہوا آپہونچا اصحاب یہ آواز سنتے ہی کچھ غلہ خریدنے اور کچھ سیر و تماشے کی غرض سے بارہ آدمیون کے سوا سب کے سب نماز توڑ کر چلتے ہوے جیساکہ خداوند متعال سورہ جمعہ مین اس کا ذکر فرماتا ہے۔

واذا راوا تجارة او لهوا انفضوا الیها وترکوک قائما (سورہ جمعہ)

اور ان کی حالت تو یہ ہے جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھین تو اسکی طرف ٹوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین۔

اور اصحاب حسین نے روز عاشورہ اپنے امام کے پیچھے عین معرکہ جہاد اور تیرون کی بوچھار مین نماز باجماعت پڑھی وہ نماز ظہر تھی جو بطریق نماز خوف قصر تھی مگر بعض اصحاب کو تو پوری قصر بھی ممکن نہین ہوئی

بلکہ قصر نماز مین بھی قصر ہوا یعنی اثناء نماز مین تیر ستم کھا کے خاک پر گر پڑے اور شہید ہو گئے حق تعالی
انکی شان مین فرماتا ہے والذین ھم علی صلاتھم یحافظون (اور یقیناً کامیاب ہو جانیوالے
مومن وہ ہین جو اپنی نماز کی محافظت کرتے رہے) جیسا کہ صاحب تفسیر مجمع البیان نے جناب امام
موسی کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اصحاب جناب امام حسینؑ کی شان مین نازل ہوی ہے۔
فی الواقع مومنین کیا اصحاب تھے حضرت کے کہ ایسے وقت نازک مین کہ تلوارین چل رہی تھین تیرونکا
مینہ برس رہا تھا وہ لوگ نماز کو نہ بھولے اور اسکی محافظت کی بلکہ خود اسکی محافظت کی جو ہمہ تن جانِ
نماز تھا اور جسپر صلوات وسلام بھیجے بغیر نماز ہی درست نہین۔ چنانچہ لکھا ہے کہ روز عاشورہ وقت
زوال ابوثمامہ صیداوی نے عرض کی اے مولا میری جان آپ پر فدا ہو یہ ملاعین بہت قریب آ گئے
ہین واحب ان القی اللہ وقد صلیت ھذہ الصلوٰۃ (اور مین مشتاق ہون کہ یہ نماز
آپ کے ساتھ بجماعت پڑھ کے خدائے تعالی کی حضوری حاصل کرون) حضرت نے سر مبارک آسمان کی
طرف اُٹھایا اور فرمایا ذکرت الصلوٰۃ جعلک اللہ من المصلین (اے ابوثمامہ اسوقت
جو تونے نماز یاد کی خدا تمھین نماز گزارون مین محسوب کرے) ہان یہ اول وقت ظہر ہے ان منافقون سے
کہو کہ اتنی ہمین مہلت دیدو کہ نماز ظہر ادا کرلین۔ بموجب ارشاد حضرت اُن ظالمون سے کہا گیا کہ فرزند
رسولِ خدا تم سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگتا ہے حصین بن نمیرؔ نے جواب دیا کہ حسین کی نماز قبول نہوگی۔
حبیب بن مظاہرؓ نے فرمایا اے شقی تعجب ہے کہ فرزند رسولِ خدا کی تو نماز قبول نہو اور تجھ ایسے فاسق فاجر
کی نماز قبول ہو۔ جب حضرت نے دیکھا کہ یہ ملاعنہ مہلت نہین دیتے تو آپ نے زہیر بن قین اور سعید
بن عبداللہ سے فرمایا کہ تم میرے آگے کھڑے ہو جاؤ کہ مین نماز پڑھ لون چنانچہ وہ دونون بزرگ
سامنے کھڑے ہو گئے۔ لکھا ہے کہ جب لشکر مخالف سے کوئی تیر آتا تھا تو یہ بزرگوار داہنے اور بائین
جھک جھک کر اپنے اپنے سینے پر روک لیتے تھے تاکہ آقا پر کوئی گزند نہ پہونچے یہانتک کہ سعید سعادت

زخمون کی کثرت سے زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

تقابل اصحاب بدر و اصحاب حسین

اسی طرح ان کے جہاد اور حسن اعتقاد کا بھی ان اصحاب بدر سے تقابل کرو جو غزوہ بدر کو مدینہ سے نکلنے مین ہچکچاتے تھے گویا وہ سمجھتے تھے کہ موت کے منہ مین جارہے ہین جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے

وان فریقا من المومنین — حالانکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس سے

لکارھون ٥ یجادلونک فی الحق — ناخوش تھا وہ تم سے حق ظاہر ہونے کے پیچھے بھی

بعد ما تبین کانما یساقون الی — جھگڑتا ہے گویا کہ وہ موت کی طرف ہنکائے

الموت وھم ینظرون ٥ پ ۹ ع ۱۵ — جارہے ہین اور موت کے تئین دیکھ رہے ہین

بیشتر اصحاب غزوات مین لطمع غنیمت مجاہدین کے ساتھ شریک ہو جایا کرتے تھے اور جنگ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے لگتے تھے۔ جب بدر مین خداے عزوجل نے خبر دی کہ مال کفار ہاتھ آئے گا یا لڑائی ہوگی۔ تو پیغمبر خدا صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ دونون صورتون مین کونسی پسند کرتے ہو باستثناء چند مومنین سب نے جنگ سے کراہت کی اور مال پر رغبت ظاہر کی جیسا کہ خدا فرماتا ہے اذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین الخ یعنی جب خدا تمسے قریش کے قافلہ اور قریش کی فوج مین سے ایک کا وعدہ کرتاہے کہ وہ تمھارے لئے ہے تم چاہتے ہو کہ بے خرخشہ والا گروہ تمکو ملجاے (یعنی قافلہ مال) اور خدا چاہتا ہے کہ حق کو اپنے حکم سے ثابت کرے اور باطل کو مٹا دے گو گنہگار اس سے رنجیدہ ہون اور اصحاب حسین سب تکالیف و مصائب پیش نظر رکھکر جان دینے ہی کے لئے اپنے اپنے گھر سے نکلے تھے اصحاب بدر باستثناء خالص مومنین مقابلہ اعدا سے پرہیز کرتے تھے جیسا کہ خداے پاک شہادت دیتا ہے ،،

وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم (یعنی تم لوگ چاہتے تھے کہ لڑائی نہوتی) اور اصحاب حسین کا روز عاشور یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اور اپنے آپ کو تلوارون کی باڑہ پر ڈالے دیتا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے مین ہی اپنے آقا پر فدا ہون اور شہید ہو کر زندگانی جاوید

حاصل کرون اور خدا کے پاس سے روزی پانیکا مستحق ہو جاؤن۔ چنانچہ جسوقت جہاد کا اذن ملا تو اس مژدہ سے انکے چہرے سرخ ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا شوق شہادت تھا کہ ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار — جس طرح کہ بچھڑی ہوئی بلبل سوے گلزار
خود روکتے تھے فرق پہ جب پڑتی تھی تلوار — باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار
برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھل آیا
جان آگئی جسوقت پیام اجل آیا

زخمون کو عطاے صمدی جانتے تھے وہ — آزار کو لطف احدی جانتے تھے وہ
جینے کو مقدر کی بدی جانتے تھے وہ — مرنے کو حیات ابدی جانتے تھے وہ
سوکھے ہوے ہونٹو نپہ محمدؐ کی ثنا تھی
دو روز کی پیاس انکے لئے آب بقا تھی

قربان تو لاے حبیب ابن مظاہر — یکسان صفت مہر مبین باطن و ظاہر
عصیان سے بری طیب و پاکیزہ و طاہر — جانباز جہاندیدہ فن جنگ سے ماہر
سر ہلتا تھا پیری سے قد راست مین خم تھا
اس پر بھی کچھ آگے ہی جوانون سے قدم تھا

رعشا تھا کہ قابو مین نہ تھے دست نکوکار — پر ایک مین محکم تھی سپر ایک مین تلوار
جب شہ کی طرف تیر لگاتے تھے ستمگار — یہ بڑھ کے اوسے روکتے تھے سینہ پہ ہر بار
بھائی مرے پاس آؤ یہ فرماتے تھے شبیر
جب تیر انھین لگتا تھا تڑپ جاتے تھے شبیر

اللہ اللہ ان غازیون کے جہاد کی ثنا کیا ہو سکتی ہے ؎

جوانان حسینی نے صفین اُلٹیں پرے توڑے نہ بھوے گی لڑائی تاقیامت مرنے والوں کی

اصحاب بدرتین سوتیرہ آدمی تھے اور انکے مقابلہ مین ہزار آدمی کی جمعیت تھی اور سو سوارون کا رسالہ تھا۔ اور کربلا مین اصحاب حسین کل بہتر تھے اور ان کے مقابلہ مین ستر ہزار اشقیا تھے۔ اور کم سے کم تیس ہزار کی روایت ہے باوجودیکہ اصحاب بدر سے پروردگار عالم نے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا مگر وہ مشرکین وکفار کی کثرت دیکھکر فریاد کرنے لگے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے

لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ تھے اس نے تمہاری سنی (اور کہا) مین تمہاری

مردفین۔ لگاتار ہزار فرشتون سے مدد کرونگا۔

آخر اوس نے ایک ہزار فرشتون کو انکی مدد کے واسطے بھیجا۔ اور اصحاب حسین پر کسی طرح کا ہراس نہ تھا شب عاشور سے جان دینے پر مستعد تھے ؎

تھے شوق شہادت مین ادہر شہ کے موالی شیدائے علیؑ عاشق روے شہ عالی
بیحال ریاضت سے یہ چہرون پہ بحالی زردی کے عوض پھول سے رخسارون پہ لالی
ہر سو تھی مہک وے سمن بو ہون تو ایسے
خوشخو ہون تو ایسے ہون جو گلرو ہون تو ایسے

ذی ہمت و ذوالاحتشم و صاحب اقبال دلدادۂ اولاد نبی شیفتۂ آل
کیا مثل بہادر تھے زہے شوکت اجلال یکتائے جہان جن کو کہے فاطمہ کا لال
جرأت کا نشان گاڑ گئے نامور ایسے
ابتک نہ سنے کان سے عالی قدر ایسے

کیا لوگ تھے کیا فوج تھی اللہ رے ارادے اس پر کہ بہتر تھے سوار اور پیادے

ایک ایک جب آقا کے لئے جان لڑا دے　　کیونکر نہ بھلا فاطمہ ان سب کو دعا دے

سردار مجاہد ہو تو انصار ہون ایسے

آقا جو ہوا ایسا تو مددگار ہون ایسے

مارے گئے لڑ بھڑ کے جو وہ مومن کامل　　جا جا کے اٹھالائے انھین سرور عادل

کس طرح بشر سے ہون بیان اُنکے فضائل　　رہتے ہین ملک ہو نہ سکے جن کے مقابل

رونے کو نہ مادر تھی نہ ہمشیر سرہانے

تھا وقت اجل زانوے شبیر سرہانے

یہ وہ شہید راہ خدا ہین جنکے واسطے کبھی موت نہین ہے بلکہ زندہ جاوید ہین اور اپنے پروردگار کے پاس سے روزی پاتے ہین جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی　　اور ان لوگونکو جو راہ خدا مین قتل کئے گئے مردہ سمجھو

سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون　　بلکہ وہ زندہ ہین اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہین۔

اسمین کلام نہین کہ اصحاب بدر جو جناب سید المرسلین خاتم النبین صلعم کی حضوری مین درجہ شہادت پر فائز ہوے انکے مدارج و مراتب اعلی ہین وہ کل شہدائے آفضل ہین لیکن جب ان کا تقابل شہدائے کربلا سے کیا جائے تو جو مصائب و آلام انھون نے راہ خدا مین اُٹھائے اصحاب بدر اون سے محفوظ تھے یعنی شہدائے بدر کئی دن کی بھوک پیاس مین شہید نہین ہوے ظالمون نے انکو گھیر کر نرغہ نہین کیا تھا میدان جدال و قتال مین اون کے ساتھ اون کے عیال و اطفال نہ تھے جنکی اسیری کا غم ہوتا۔ بعد شہادت اونکی لاشین گھوڑونکی ٹاپون سے پامال نہین کی گئین۔ اون کے سر نوک نیزہ پہ بلند کر کے شہر بہ شہر دیار بدیار پھرائے نہین گئے۔ غسل و کفن سے محروم نہین رہے۔ پس یہ سعادت عظمی مخصوص شہدائے کربلا کے حصہ مین آئی ہی تھی کہ خدا کی راہ مین وطن آوارہ ہوے تین روز کی بھوک پیاس مین ہنس ہنس کر نیزہ و شمشیر کے زخم پر زخم کھائے جب سے وطن چھوٹا

مال و جائداد عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ سارے تعلقات دنیوی تو قطع کر ہی چکے تھے اوس پر بھی سر و تن کا تعلق گوارا نکیا آخر لاشہاے مجروح و خون آلودہ تو سم اسپان سے چور چور اس شان سے کہ

دھوپ پڑتی تھی یہ دن چرخ نے دکھلایا تھا نہ تو چادر تھی کسی لاش پہ نہ سایہ تھا

قتل گاہ مین رہے۔ اور سر نیزون پر سر سید الشہدا کے پیچھے پیچھے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک ساتھ رہے شہدائے زمین سے ان بیکسون کی طرح ے

پس از فنا نہ یہ رنج و محن کسی کو ملا نصیب قبر ہوی نہ کفن کسی کو ملا

اللہ اکبرے جوانان حسینی کو جو نسبت دین تو کس سے دین کہان سے ڈہونڈ کر لائین مثالین بے مثالونکی

یہ ظاہر ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت ہر ذیحیات موت کا مزہ چکھے گا مگر خوشا بخت اور زہے طالع ان جانثارون کے جن کی جان و مال کا خدا مشتری ہوا۔

کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ

ان اللہ اشتری من المومنین	بیشک اللہ نے مومنین سے انکی جانین اور انکے
انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ	مال اس بات کے معاوضہ مین خرید لئے ہین کہ
یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون	ان کیلیے جنت ہے (کیونکہ) وہ راہ خدا مین مرتے
ویقتلون وعدا علیہ حقا فی	ہین پس وہ قتل کرینگے اور قتل بھی کئے جائینگے
التوریۃ والانجیل والقرآن ومن	اسی پر سچا وعدہ توریت مین اور انجیل مین اور قرآن
اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا	مین موجود ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنا عہد پورا
ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ھو	کرنیوالا کون ہوگا پس یہ سودا جو تمنے اللہ سے کیا
الفوز العظیم ۰ (سورہ توبہ۔ پ۱۱۔ ع۲)	ہے اس سے خوش ہو جاؤ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

ہمدردان ملت

نظامی پریس کو قومی پریس
سمجھے اور اسکی ترقی مین کوشش فرمایئے اگر
کام مین ہر قسم کی خوبی، عمدگی خط کی پاکیزگی چھپائی کی
اجرت مین کفایت وغیرہ یہ سب خوبیان موجود ہون تو اس پریس کو
ترجیح دینا آپکا قومی فرض ہی۔ ہر قسم کا کام سادہ ہو یا رنگین،
ہر ممکن طریق سے بہت سے بہتر چھاپنے کی کوشش کیجاتی ہی کام ترقی
مشینون سے ہوتا ہی ایک مرتبہ معمولی سے معمولی کام چھپوا کر
متحان فرمایئے اور شکر گزاری کا موقع دیجئے

مرزا محمد جواد
پروپرائٹر نظامی پریس
وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ